

سبہ سالار سے عالمگیر کی بیاری کی خبر سنا کر جو شخص جہان پر تھا اپنی جاہ ساری میں مصروف ہوا تھا اگر
 کہ کاسلطان معظم بہادر شاہ اس وقت میں موجب عام یہ صوبہ کابل میں تھا اور اس کے دونوں بیٹے سب
 جہان شاہ اور فریح القدر شاہ تھے لہذا کاسلطان کا محمد فرید الدین بہادر شاہ مہربان داری ملتان پہلے اور دوسرے لڑکا
 عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ میں تھا اور محمد کا منہجش موجب ایسا ہی دیر لکھنؤ عالمگیر کے بیٹے پو میں تھا لہذا عالمگیر نے
 انچونم میں منہجش کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکن محمد اعظم شاہ اور بیجا پور کا منہجش کو دینا
 تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہیں دنیا کی طبع کسی نہیں محمد کا منہجش حالت کی خبر پا کر اپنی فکر میں
 پڑا اور اپنے جانی مختصر کی حفظ میں مشغول ہوا لہذا محمد اعظم شاہ نے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ سے
 اس کو اور اس کی مان کو راضی کر کے حکم دیا تھا کہ ان اطراف میں کام منہجش اپنا کہ خطبہ راج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سے نہ مہفت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیاری کی خبر پہنچنے پر سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہوا لیکر روانہ
 اکبر آباد ہوئے اٹھارے راہ میں رعلت دیر کی فیر ملی اور سہ شنبہ کو سلج ماہ محرم ۱۱۱۱ ہجری میں دو پہر کو
 طالع اسد میں تخت نشین ہو کر اعظم شاہ کو لکھا کہ اگر موجب تقسیم پر کے سلطنت دکن پر جو کہ وسیع ملک
 ہر قافلہ ہو کر ہندوستان مجھے دیکھ کر موجب بہتری بہتہ الصالح خیر آئے اور بے اعظم شاہ کو بہائی کی تحریر
 نہ بہائی جواب میں لکھا دو بادشاہ دراصلیے لکھن بہادر شاہ ملی منازل کر کے لاہور پہنچا محمد معز الدین ملتان
 سے مع سامان ملحق لشکر پہنچا باہم اکبر آباد کر دیا نہ اسے اور بنگالہ سے عظیم الشان بھی سامان مناسب
 سو اکبر آباد پہنچا خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کروڑ سے کئی لاکھ زیادہ تھا اور اٹھارے راہ میں قابض ہو گیا
 واسطے نذر کر کے نگاہ رکھا اور خشت خان صوبہ اکبر آباد کو جو کہ شانہ راہ میراجت کاسر اور اعظم شاہ کا
 خیر خواہ تھا قید کیا اور جب قندھار میں اور سامان اکبر آباد میں تھا قبضہ میں لیکر بنگالہ ابالی اور اجماع خوج
 میں مصروف ہوا قلعہ اکبر آباد سے قلعہ خالی کر گیا اور اسے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہیں
 عظیم الشان نے زیادہ کہہ دیا سبھی اپنے کام میں مصروف ہوا کہی قدر جاہ و چشم کی افزایش ہوئی
 اسی عرصہ میں باپ اسکا گلیا عظیم الشان نے بعد پالوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کہ چونکہ زر کی
 قلت تھی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا کہی قدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جابو میں

۱۔ دونوں کا محاربہ ہونا

محمد اعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا بونچنے کی خبر سنا کر اپنا دشمن عظیم جاتامہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب
 یٹیا کر کے جلا اور اس عجلت میں اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہویں
 ربیع الاول ۱۱۸۱ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور دو گناہ وٹان چوہدری کو خود پرستہ کوروانہ ہولہ ارماہ مذکور روز یکشنبہ کو
 میدان جابوین فریقین کی تلافی ہوئی لشکر اعظم شاہی کے مقدمہ الجیش نے بشتیر جا کر سلطان عظم بہادر شاہ
 کے خیموں میں آگ لگائی جو ٹھوڑی سی فوج رو بہرہ تلخی چھپا کر کھلا گئی عظیم الشان جو اپنے باب بہادر شاہ کا
 پہلے اول تھا چند قدم جا کر ٹھہر گیا باب کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ لشکر میں تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ
 ستر کھو گیا ہے نہ پانی پیٹے کے نہ کوئی آگ اور ٹھانی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی قلع اور اعظم شاہ کا زوال عہد
 دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیوں کے آگہوں کے رخ باد تہذ کے جو انکے آنے لگے
 اعظم شاہ نے لشکر متب کر کے شانہ ارادہ کھان سید راجت کو پہلے اول اور شانہ ارادہ والا جاہ کو مینہ اور عالی تبار کو
 اپنے ہمراہ مانجھی بر سواریا مستحق مقابلہ ہوا کہ امت الدولہ اسد خان بہادر سی جو اسکے باپ کا اور نیزہ اسکا وزیر اعظم
 تھا آوازہ الفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے برابرہ دولتی اہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز و اکثر
 فریادہ سلطان فی پیچھے رہ گیا ہے لہذا اسیتہ پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دے اسے کیجئے آج دم سحر کہ میں نہ کیجئے تسبیح
 و کیما با لیکو تقدیر کہ بے دستہ دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کہ نہ سنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار
 و اول سہ سیتاب ہو کر عرض کیا کہ وہ غلامہ غلامہ کی سعادت نہیں فدوی شخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و
 ست کھکھو نہ پھر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ فی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا و لا در ان طرفین جانفشانی پر
 آمادہ ہوے باد جو دیکھ ہوا کا وہ سنا تھا کہ سالن ہی کشاکش میں تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت ولادری میں
 جانبا زبان کرتی تھی تہذ ہولت وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھوں میں پڑے تھے حاضرین
 جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزوں کی بوجہ اسے ایسا دما دہند تھا کہ مخالف اور موافق کی پہچان نہ تھی او سپہ ہی
 وہ سحر ہوا کہ جنگ اس لڑائی کی ضرب الشل ہند میں چلی آتی ہے اسوقت میں نور خان بہادر اور خاتون عالم
 بہادر دکھتی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اسے بیکرم سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک حلبہ
 بزم تہ اور لباس زر تازی پہننے ہوئے مہم با پہنچا رزمیوں کے جنگ سر پر زرتار باد کے کی گریبان تہین اعظم شاہ
 کے حضور میں اگر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ ارادہ حاصل ہو اور اپنی جانبا ہی دوست دشمن کو
 چو کہ اسلئے شاہ ایسے فدویان جانبا زرتے بدلن تھا انطور فرمایا کہ گز سواری اسے پکا کر نہ دیا جیہارہ مجبور ہوگا

ماتیمون پر سوامیج ہر ایسے یون کے لشکر عظیم الشان پر جو ہر اول تھا جاگے اود ہر سے حسین علی خان وغیرہ اود
سید میان عبدالمد خان کے مع جمعیت روم دہو کے سخت لڑائی و پیش آئی خان عالم کے مبراہی اکثر زخمی ہوئے
حسین علی خان مع کسپا یون اود ہر ایسے یون کے مجموعہ ہو کر میدان میں گریڑا خان عالم نے چند نفر کے ساتھ اپنی
کر عظیم الشان کے برابر ہو چایا اود بلیم ایسا مارا کہ اسکی شان تھو عقب ہودج سے باہر نکل گئی مگر عظیم الشان
پہلو تہی کر کے بچ گیا خان عالم وغیرہ اکثر زخمی عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ میں شاہزادہ بیدار بخت
جو اعظم شاہ کا ہر اول تھا مارا گیا اود اس کے بیچے شاہزادہ والاجاہ نے بہائی کی رفاقت میں قدم اور مایا
اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بہر کر فرمایا اب فتح بکشت
دو فون برابرین کہتے ہیں کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تعمیر ہو گئے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس
حال کے بکمال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب چوہا لگاتار اود رات تھی پر سوار اپنے ہاتھ سے
تھا سپر کے بچے سولادیا تھا اخیر روز ڈیرہ گھڑی دن باقی رہتے ہیں بیدار بخت اود والاجاہ اور بہت خان
اور امان الدخان اور طلب خان اور خان عالم اپنے بہائی منور خان اور راجہ رام سنگھ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کو
اپنے گئے اود اعظم شاہ خود بھی زخم تیر و تنگ کہہ کر ہوش ہو گیا اود سوت رستم خان بہادر شاہ کے پہلی فی دہائی پر
چڑھ کر اعظم شاہ کا سردار اود عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنگا کہ بہادر شاہ بہائی کا سردار دیکھ کر
متاسف اود گریان ہوا اور شاہزادہ پرچم فرما کر نظر پرورش فرمایا حین حیات تک اپنے لڑکوں کے برابر عزت
کرنا دانا لڑکوں کی معافیت بھی کی جوابدہ اگر اندیشہ عداوت نہ تھے زیادہ سلطنت کو واسطے عداوت ہو سکتی ہے اود یہ سارے لڑکے

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجدارہی کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سونے کو کران اعظم شاہ کے باقی لوگ باقاع و چالاک
ابن خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور میں حاضر ہوئے آصف الدولہ
اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان دست بستہ آداب کو ریش بجالایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیشتر بلایا اور اپنے
ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو ملے اور شاہزادہ معزالدین سے ذوالفقار خان کے ہاتھ کو ملے خلعت خاصہ پہنا کر
معر فرمایا اود بعد مذاقہ ابن خان کو حضور میں بیٹھنے کی اجازت دی اود بزم عجب نہ نہری ہفت ہزار سوار اود دیکر
درم الفام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی بالکی دروازہ غلنی تک جہان تک کہ شاہزادوں کی بالکی آتی ہے ابا کرے
اود حضور میں نوبت بجائے اود رکالت ہی اس کو معویض ہوئی سنن خان کا خطاب پایا اود اگر بامادی مودی
بھی ضمیمہ وزارت ہوئی اود حکم ہوا کہ پھر یمن آصف الدولہ کو دست راست بیگم فرما آصف الدولہ کی مہر کے پیچھے

کیا کرے چونکہ جی سنگھ زیدار انیسویں اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے آئینہ جنگ
بجے سنگھ کو عنایت ہو اور اجمیت سنگھ ولد جوہت سنگھ راٹھور زیدار جو وہ پور سیہ شہ ہی باغی ہوا تھا لہذا
شروع جلوس میں لکڑیاؤں سے آئینہ اوجوہ پور کو کوچ فرمایا اور راجا سے مذکور کے قطع فتح کر کے بنگلہ شاہی
کے حوالہ کیے اور اجمیت سنگھ اور جے سنگھ کچھ کاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا
پھر کاکمپس نے جب اعظم شاہ کا راجا نانا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دوسری سیاسی
جنگ و جدال ہوا بہادر شاہ کو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصاب اور عظمت
تحریر فرمائے جب وہاں سے جواب و دندان شکن آئے سمجھاپند و نصیحت بیکار سے لاجرم غم پیکا کیا اتوار
کے دن عاشر شعبان ۱۱۰۰ھ شجری کو دو پہر کو قتل قتل کی راہ سے جی پور کو عازم ہوا لشکر کینڈی تیری تاج
و بیقعدہ ۱۱۰۰ھ کو مصافات صوبہ حیدر آباد میں طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش و کوشش کے ڈیرہ گٹھی دو پہر
ہونے میں باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیرہ قتلوار سو پچھتاونوں نے اپنی راہ پوری نفاذ کردی جو کچھ
خوب جانفشانی و کلائی آخر کو مجید کام بخش زخمی ہو کر سپہ پوش ہوا مردم بہادر شاہی حالت میں یہی ہوئی
مہنور کسید خان باقی تھی کہ سپہ فرزند ان گرفتار ہو کر حضور بہادر شاہی میں آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ ناصر الدین
کو پیشوائی کیا اسطے سہیا اور بروقت درو و بیزت تمام دولتقاہ خاص میں بھیجا مناسب الا اتارا اور خود ملاقات
کو جا کر مناجات تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش یہ تھی کہ اس حالت سے آپکو دیکھتا ہوں یہی وجہ جواب ہی
کہ کہ کھڑک خان حق ہو گیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار و لد شاہ اعظم کا ماتہ بقید زندہ جڑ خور کیا

اس خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانم خان کا وزارت پانچ ویکر وقایع بادشاہی

پہلے روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکن بہادر شاہ کی ماتحت ہوئے اٹھایا کنوینٹی
کو بادشاہ نے اسے خان وزیر اعظم اور اس کے فرزند و الفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان
رفیق ویرنہ کو گاہے عہد شاہزادگی میں منعم عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمہیں عہد وزارت دیا جاوے گا اور
باس خاطر تمہارا ہی عہد منظور اور عہد کشنی ہی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ میں یہ تاکہ ترین
مصلحت ہو گذارش کرو کہ امتداد دولت اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ کہ میں کو عذر نہیں بخورے گا
کہ جہاں بھی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق پر کہ بادشاہ کی
تائید اور بلا سے مرتبہ وزارت ہے اختصا منعم خان کو خطاب خانم فی اور عطا سے ثابت ان وزارت
سے سرفرازی ویکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر میر شاہیہ وزارت بیٹا کرے اور منعم خان جاکر

ادب نوکری کو ساتھ کاغذات پر آتھم الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی و ذوالفقار خان امیر لارہائی کے عہدہ چرمع صوبہ داری کل موجبات دکن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد مہند کی غیبت فرمائی و ذوالفقار خان بہادر نوادہ دکان کو جو کہ قوم ہنسی اور مشہور امر اسے دکن سے تھانہ نیت موجبات پر مخصوص فرما کر خود ذوالفقار خان عہدہ بادشاہ کے امور سلطنت کے سبب است کو چلا اور موجبات بنگالہ و اوریسہ و عظیم آباد و آکھ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعض جاغشتائی کے جو سید میان کی اولاد سے اعظم شاہ کی لڑائی میں ظاہر ہوئی صوبہ آکھ آباد و عبداللہ خان کو اور صوبہ عظیم آباد کے بہائی حسین علیخان کو اور بنگالہ اور اوریسہ جعفر خان کو سپرد فرما کر خود صاحب اقتدار حضور پیدین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا کی عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدد کسی سایل کو مجرم نہ کرے لہذا خود مستمندان کی تمنا پوری کرنے میں مشغول ہوا اور شرم خان کو اختیار دیا گیا کہ بموجب بہودین عمل کرے اس سبب سے اس کے عہد میں عہدہ خطاب اور بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کیونکہ امتیاز ترابند و مسلمان شش ہزاری مہنت نزاری ہو گئے خطاب جنگی ملکی راسے راگلی کا باگے منصب و خطاب کا وہ چرہ پاؤ ہو ا کہ اعتبار سے گہٹ کے چنانچہ کسی چشمہ بعض حدتہ نے درخواست با تہ عطائے خطاب راسے وار و فد کی واسطت سے گد رانی عظیم الشان باب کی طرف سے صاحب دستخط تھا اور سے توقع فرمائی کہ خانی دربار خاندانی دربار بازا پچاس خاطر یہ گیدی بھی راسے کیا گیا و پھر اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی راسے سے یارون میں انگشت نمای ہوئی لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنے سے عاجز ہو کر رشوت دیتا تھا کہ اس فیضیت سے نجات پائے لیکن کچھ سود نہ تھا جب تک کہ راسے راسی خطاب سے اونٹلیان اوستی زمین دکن کے عین منتقت بلج جو موسم برسات میں کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دکن ہزار نظام و دیگر جرات و عہدہ فرمایا قبل ملازمتی اور ہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھوہ اور ارجیت سنگہ را مشہور و لمہا راجہ چھوہ نے درباری نریدہ سے بلا اجازت رکاب سے علیحدہ ہو کر اسے گہر و ن کو مدد دے اور ننگان بادشاہی کو بچھ بعد مقابلہ اپنے تلچات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد میں رہ کر مہند کو معاذ ہوا اور اتر ماہ شوال دریا سے نریدہ سے پار ہو کر بارادہ تنیہ راجپوت اجیر کو قاصد ہوا اور ارجیت سنگہ اور جے سنگہ نے جو کہ بادشاہ کے غیبت میں باقی ہو گئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر کو جو کہ سادات یا بہر تھے لڑائی میں مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کینون سے تھی اسی سفر میں عہد بادشاہ غلام شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فرسخ ہو گونہ صلح ہوئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہو گورو گورو د کو وزیر خان فوجیہ اسہرند سے لڑ کر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا کیا جب مخیم بادشاہی واسن کو بہتان ملک راجہ برنی میں ہوا خانخانان اور رفیع القدر سے
 بموجب عاقبتہ گورو کو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کو وقت وہ فرقہ بدکار راجہ برنی کی طرف بہاگا آپس میں
 سے چٹ آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان سورد و حساب ہوا کہ راہ فرار کیوں نہ بنی کی اور رستم دل خان کو
 وہاں چھوڑ کر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت میں خانخانان ملک لقا کو سدھار اہدیت خان ولد محمد علی صاحب
 نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدین خان فیروز جنگ بھی احمد آباد گجرات میں جان بحق ہوا ۲۶ سید الاصل
 کو دیاسے راوسی پرخیمہ سلطانی پر پاسوے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا ہے اجازت قلعہ گورو
 سے اوسٹہ آیا لہذا مہزول المنصب ہوا جاگیر مضبوطی میں آئی اور قید ہو کر لاہور بھیجا گیا اور محمد امین خان
 گوردیو تینہ پر پاسور ہوا یہ بادشاہ جو دفاصل مذہب اہل کمال سے محب رکھتا تھا اور فنون و علوم سے ماہر
 خصوصاً فقہ حدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فائق تھا ہمیشہ منظرہ علمی صاحب ملوک بر
 کرنا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تھا یہی راہ اختیار کی اور ہر وقت درود لاہور
 کے وہاں کے علماء نامی مذہب کو اکسے کر کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حقیقت دریافت
 کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی العہد و علی رسول المد خطبہ میں جاری کرے چونکہ اس کا بہن
 چندان شہوتی تھی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کثر مدیسر تھا عظیم الشان اور نجمۃ اختر و فوٹا شاہ
 جو سنن اور اشعار میں نہایت بصیرت رکھتے تھے اور نیز علماء نامی کے سبب سے نہ ہو سکا ایک مرتبہ
 کسی خطیب کو مسجد جامع میں ہمراہ عظیم الشان کے بھیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہاں نہ تھا فقط
 باب کی دفع جوئی کو ہاں ہون کرتا تھا اسکی تحریک اور اشارہ و خطیب مذکورہ بہتر اکیونہ زبان پر نہ لایا
 تھا کہ را کیا اعظم مذہب حق ہے اس امر کا دفعیہ چاہتے تھے مگر بہادر شاہ مذہب شیعہ کی تقویت میں مدت
 تک بحث کرنا را کو پند و نصیحت کا سود ہوا

بادشاہ کا عالم فنا کو رچ کر ناچار و ن لڑا و ن کا باہمد کر لڑا اور محمد معزالین کا
 جہاں نذر ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی میں گذرے جس وقت کہ لاہور میں مع شہزادگان وغیرہ
 کے تھا شروع اللہ مجتبیٰ میں واقعہ اسطہاہ محرم کو فراج معلیٰ میں تخیل پیدا ہوا حکم دیا کہ لڑا و ن
 لاہور میں سنگ کشی ہو یہ حرکت ایسے دانا بادشاہ سے دور تھی شاید کہ کسی نے چا دو کر یا ہوا فرض کرتا
 مارنے کا ایسا گرم بازار ہوا کہ سکون کا نشان باقی نہ رہا تمام روز کشی کے چہا بیلن تک نظر نہ آئی تھی شام کو

دوم دبا سے نکلے تھے مگر وہ نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہ پر رہتے تھے صبح کو دریا سے راوی تیر کر جنگلوں میں گذراتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی بسنس کے کتبے جو اپنے والد کے نام لکھا تھا اس کے منشی کے پاس بیٹے لکھا دیکھا ہے ملازمان پنجاب خطیب کی قتل کے عوض میں مغضوب ہوئے بعض قلعہ گو ایار میں اور بعض کو توال کے توالا میں قید ہوئے تاکہ اس سنا عارضہ عارض بہا شاہ ہو بلکہ پھر برس کے سن میں ۱۹ محرم کو دو کھڑی دن سے جان بچی ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا یہ حال دیکھا کہ مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہاں جا کر بلایاں کار کی خبر لانا ہے جب بادشاہ نے قنایکی اور سنے لوٹ کر خبر دی کہ جو کچھ بتا رہا تھا جو عظیم الشان روئے لکھا سننے وال خاص سے آنسو پونچھ کر عرض کیا کہ وقت درگاہ نہیں جاؤں فرمائیے نوبت بخجلی محمد خان ہوا خواہ سے حسب شہادہ نذر گد رانی اس وقت میں امین الدولہ اور رحمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان کی مخالفت ظاہر ہے فرصت نہیں ہے اور اس وقت میں کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے مشغول تھیں اور شاہ اور تنہا جانی تھا بلکہ میں سے تینکرتا چاہیے عظیم الشان سے جواب دیا کہ ناموس بادشاہی غارت ہو چکا تھا ذوالفقار خان کیا کر سکتا ہے عین فضل الہی یہ نظر رکھتے ہیں کہ سنے خاموش ہو کر نہ رپ لیا کہ خدائے کر سے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نیت اللہ خان باوجود حماقت کے حضور سے نصیحت ہو کر مع فوج اور ساتھ دوڑا اور وقت ذوالفقار خان اپنے پیچہ گامین جا پہنچا تھا چار بالوں پر امین عظیم الشان جواب کی نہایت میں امور ہو چکا تھا غزات پر دستخط کرتا تھا اور ایام حیات پر سے کل کا رنج و غم شامی پر قابض تھا جیٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہو کر جلوس فرما ہوا لشکر میں سرسبکی ہوئی ماکل اندیشہ کم جراثیم جیسے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے بار برداری کی فکر کر کے شب و شب شہر کو گئے اور بعض گلابی بارہ میں جا کر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مصابت خان اور شاہنواز خان اور حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملتی ہوئے در رستم دل خان اور دیگر امرا جہاں شاہ سے جا ملی ذوالفقار خان بہادر سپہ سالار جس کے ساتھ عظیم الشان کو شکراب تھا وہ ابھی شکر کے مفر الدین کے پاس گیا اور جا کر مرضی دریافت کی اس نے کہا کہ اسباب اور زہرہ نہیں آیا جو کچھ میسر ہے صوبہ پٹان مجھے متعلق ہے میں تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تھا چاہتا ہوں کہ کھل جاؤں وہاں سے جب قدر رہم ہو سامان وغیرہ فراہم کر کے جو کچھ ہو سکے تعمیل کروں ذوالفقار خان نے اس عنایت سے بازار رکھ کر زراعت اسباب اپنی سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہاں شاہ اور خجہ نہ آخر کو فی الحال شریک کر لیجئے کعبہ جب عظیم الشان پر دسترس ہو جائے جو کچھ مناسب ہو کیا جاوے لکھا مفر الدین جہاں شاہ نے اس امر کو پیش کیا

سپہ سالار کے پشت پناہی سے بہت ہوئی تالیف قلوب سپاہیوں کے لیے ہی سپہ سالار سے کہا خداوند
 فرمے لشکر بین اگر جو کچھ روپیہ اور اسباب درکار تھا سفر الدین کو پہنچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
 بھی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان سے اواسے موافق کی مستقل ہو کر مقررہ وقت ہوا
 کہ جب سپہ چہ پانی کر لیا مقابلہ کرو لگا لشکر کے گرد و خندق کو دگر چاروں طرف تو پین لگا دین اور
 چند روز کا توقف بہتہ سہا اس خیال ہر کہ چونکہ اردوں کے پاس خزانہ نہیں چند روز کے بعد خود بخود
 سپاہ متفرق ہو جائیگی تقدیر میں تو کچھ اور بھی تھا چند روز میں خاتمہ ہوا عظیم الشان کی لاش
 ہمسار کو نشان نہ ملا تقدیر یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک تو پون کی گولہ اندازی ہی
 نہت العہد خان اور عزیز خان اور دیاباد رنگہ اور راجہ حکم سنگہ کتر ہی اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
 شاد نور خان سب بیکرمان ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنوں کی کچھ جمعیت نہیں ایک حملہ میں پرالگ نہ کرتے
 ہیں جواب ہوا کہ توقف کرو و پتیارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم میں تھا کہ چورامن جاٹ انجراہ
 کے حکم ارزاں کیا ہے مخالفت مناسی سے جان بڑھانے اس منصب سے لڑائی میں درنگ کرتا رہا اور
 سپاہ کے داور شمشیر میں نخل کیا چاہتا تھا کہ زراعت و ختم کو ہوا لحد میں لیجائے جب کسی نے یورش کو
 کہ منہ کر دیا جواب ہوا اٹھویں روز ذوالفقار شان منع ہر سہ شاہزادہ کے چہ تو پین کہ لاہور سے
 لایا تھا اس لیے چہ مکانات پر نصب کین اونسے گولوں سے اور ہر لشکر پر خستہ حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
 راہ اسی من کے واسطے صاف نہ کر رکھی تھی عظیم الشان کے لشکریوں نے غنیمت جانا راہ فراری راجہ
 دیاباد رنگہ اور راجہ حکم سنگہ بہادر منع اپنی فوج کے رو بروئے عظیم الشان کے دل سوخنگی سے فریاد کی
 کہ اب ہلکا بخت نہیں مقررہ جاکر مخالفوں سے بڑے تین حضرت انزیر داری کو سیکین تعمیل کریں والاخیر
 پہنچی یہی حکم ہوا کہ تیرہ گولوں بہادر دین کے جو کچھ زبان نے یاری دی کہ نایا اور مخالفوں سے جا بڑے
 نہرو کہ شکست دی اور ماہدی یہ جاکر تو پین تین شاہ سب نصیب نہ کچھ اعانت ہیں کی بلکہ بعض فرمایا
 کہ وہ لو جو دین اوکا و قراول بھی بیکر مخالفت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب لکھا
 کہ کوئی اوکی مرد نہیں کرتا دگر مٹنے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشان کم اور یہ لوگ کثرت سے تھے
 غالب آئے ہر در راجہ نا کو سخت زخمی ہوئے اور اونسے ہجڑی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقتہ السیف
 راہی لاہور ہو گئے سلیمان خان بلر و دواخان چپی و منلوب ہوئے دو نور راجہ کے ہزار سوار سے ومان ہو چکے
 نشانہ تیرہ ہندو ہوا ہر ہونے او سکی لاش شہر میں پہنچائی فیل عظیم الشان کے اگی پیچھے ساتھ شہر فرار سوار
 تھو دس بارہ ہزار باقی رہ گئے شام کو جب لشکر سے فرو دکاہ میں آئے اور عظیم الشان داخل خمیہ ہوا باقی ماندہ

بعد رحلت عالمگیر در بابت ماتمہ و ہنگوشتہ زمین ہر امان کہیں کہیں علمائے خلوت گزین کی صحبت میں آمدت جاری تھی اکبر و کسلی کو کہنے جاتا تھا اشنہ سے راہ میں زہرہ کی سواری ملی کمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمارے ہونے اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر بخاویں جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت ذلیل و خوار تھے اشنہ خان کے آدمیوں سے شو خانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی قلع خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسی ہے لوگوں نے کہا چین قلع خان کی تب اوسنے زہرہ اوٹھا کر کہا کہ قلع خان دلہ کو تو جو ہے اس بیہ کی سے قلع خان نے اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیوں نے مردمان ہمارے زہرہ کو لکڑ کو ب کر کے زہرہ کو ہاتھی سے گر کر مارا سپیٹ والا سپر اس تہذیب کو کہنے بہا کہ بادشاہ سب الخواس ہے سب اس عورت کے بھرکانے سے کوئی ہمت نہ کرے باوجودیکہ عالمگیر کی رحلت کے بعد کہیں ذوالفقار خان کے گھر گیا تھا چار ناچار جانا پڑا ذوالفقار خان نے نتیجہ جو کہ سب تشریف آوری دریافت کیا چین قلع خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہیے دلجوئی کر کے ہمت و جرأت کی تشریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آہر و ہم خانہ زادوں کی یکسان ہے اور فدی قلع خان ہوتا ہے نہ جانے لال کنور کے پاس ہونچکر زاری دنا کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب تھا کہ کوئی حادثہ پیش نہ آتا تھا ذوالفقار خان نے اس نصیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ میں خوشحال خان برادر لال کنور ایک ہسائیہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ درہی کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر رہو آیا کہ سارا غور و تکرار اور مقید کر کے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر میں منافقت نہ ہو

مگر پیاس احسان بادشاہ اوسکے رضا جوئی میں رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معزالدین کا خارج کرنا

عبد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی ریوائی پر مقرر تھا اور اس زمانہ میں عظیم نشان ناظم صوبہ بنکر اور بہادر شاہ صوبہ دار اودیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد حسن علی خان اور عبدالعہد خان کو اور صوبہ اودیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دیئے تھے اور بعد رحلت عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعض حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے بہرہاوی چند منصب داروں کے اکبر نگر عرف راج محل میں بھیجا اور بعد فتح پور اور مدت سلطنت کے بعض سوانح سے ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور میں وفات پائی اور محمد معزالدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو اس سلسلے اسیر کرنے فرخ سیر کے تجویز فرمایا خان مذکور نے پیاس بنی نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کر

سپہ سالار کے پشت پناہی سے بہت ہوئی تالیف قلوب سپاہیوں کے لیے ہی سپہ سالار سے کہا خاندان کو
 فیسے لشکر میں اگر جو کچھ روپیہ اور اسباب درکار تھا سفر الدین کو سپہو نچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
 بھی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امرائے موافق کے مستقل ہو کر مقررہ وقت ہوا
 کہ جب سپہ چہرہ بانی کی لگیا مقابلہ کرو لگا لشکر کے گرد خندق کوہ و در چاروں طرف توپیں لگا دیں اور
 چند روز کا توقف بہتر سمجھا اس خیال ہے کہ چونکہ اردن کے پاس خزانہ نہیں چند روز کے بعد خود بخود
 سپاہ متفرق ہو جائیگی تقدیر میں تو کچھ اور ہی تھا چند روز میں خاتمہ بالغیر ہوا عظیم الشان گناہ لاش
 لشکر کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول بنگ شروع ہوئی سات روز تک توپوں کی گولہ اندازی ہی
 نصبت الہ خان اور عزیز خان اور دیاباد رنگہ اور راجہ حکم سنگہ کستری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
 شاد نواز خان نے لکڑیاں ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنوں کی کچھ جمعیت نہیں ایک حملہ میں پرانہ کر کے
 میں جواب ہوا کہ توقف کرو بچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زخم میں تھا کہ چورائیں جات اور بچا
 نے علم ارزاں کیا ہے مخالفت مفلسی سے جان بڑھائے اس سبب سے لڑائی میں دنگ کرتا رہا اور
 سپاہ کے داور شرس میں بخل کیا چاہتا تھا کہ زراعت دختہ کو ہراہ لحد میں لچا سے جب کسی نے یورش کو
 کیا مہر کر وہ جواب ہوا آئیں روز ذوالفقار خان نے مع ہر سہ شاہزادہ کے جو تہہ میں کہ لاہور سے
 لایا میرا دوستی کے مکانات پر نصب کین اونگے گولوں سے اور ہر لشکر پر سخت سالت ہوتی چونکہ لاہور کی
 راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکھی تھی عظیم الشان کے لشکر یوں نے غنیمت جانا راہ فراری راجہ
 دیاباد رنگہ اور راجہ حکم سنگہ بہادر نے اپنی فوج کے رو بروئے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
 کہ اب ہلکے تاب سخت نہیں فرود جا کر مخالفوں سے بڑھتے ہیں حضرت اکبر نے داری کر سیکین تعمیل کریں والا خیر
 پہنچی یہی حکم ہوا کہ تیرہ گولوں بہادر دینے جو کچھ زبان نے یاری دی کہ سنایا اور مخالفوں سے جا بڑھ سے
 مدد کو شکست دی اور بلندی پر جا کر توپیں چھین لیں شاہ سب نصیب نہ لکچہ آغا تہی کی بلکہ بعض نے چاہا
 کہ مدد کو جاوین اونکو قراول بھیج کر مخالفت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب کیا
 کہ کوئی اونکی مدد نہیں کرتا دھڑک گئے سخت آدیرش کی چونکہ عظیم الشان کم اور یہ لوگ کثرت سے تھے
 غالب آئے چہرہ راجہ کو سخت زخمی ہوئے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقتہ السیف
 راجہ لاہور ہو گئے سلیمان خان برادر دلد خان بھی مغلوب ہوئے دونوں راجہ کے ہزار سوار سے وہاں پہنچے
 نہ تیرہ ہندو ہوا ہراہوں نے اونکی لاش شہر میں پہنچائی فیل عظیم الشان کے اکی عجیبے ساتھ شہر نزار سوار
 تھوڑے باہر ارباقی کے شام کو جب لشکر سے فرو دکاہ میں آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا تھا ندو

یہی اکثر شہر کو سدھار کے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمارا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبان
نے ہر چند کوشش کی رام تہو الا چارہ دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت الدمدخان مع دس سوار اور امین الدولہ
مع میں سوار اور راجہ راج سنگھ مع ہزار سوار کے بہت سی مجموعی دونہر حاضر تھے لڑائی میں ہونے لگے تقاضا باوجود
کے چوکنے شروع ہوئے اور دریائے راوی کی بالو اور سنے لگی صدائے توپ کے سوا کچھ نہیں نہ پڑتا تھا کچھ
بند تھیں فوج مغل نے تیر باران شروع کیا یاقوت نے زخم پست مال کہا یا کہ عظیم الشان کو نہ پہچانا نہ لڑوٹے
کو گئے بعد اوندے گزرنے کے ایک گولہ میک ڈنبر سواری پر پڑ گیا تکیہ میں آگ لگ اوتھی اوسکا دھواں جگایا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچھا نصرت سے ہالیم الشان نے جواب دیا آسے اسوقت میں اللہ
کو رقت آئی رہنے لگا عظیم الشان کمال استقلال سے بول کہ بے صبری و پتیراری بحث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے بجز سر پڑنے کے کیا کروں میں شہریتد ریش کو ہر گز منظور نہوا امین حضرت کا بھی قصور
نہیں تقدیر کو کیا کیجئے غالب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گھوڑے پر سوار ہوں بجائے مین مرشد زادہ اور وطن
میں داد خان یعنی ہے حیدر طبعیت جاسے سدھارے بعد درستی سامان تدارک فرمائے اوسے جواب دیا کہ بعد
نہریت داراشکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر میں ہے فتحیابی ممکن ہے پہر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ یا امین سوار میرے ہمراہی میں رہے لگے امین عظیم الشان نے کہا اس سوار مجھے دو تاکہ مغز الدین پر
دور کروں اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر چڑھو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوان
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بجال جاتے ہیں میرے ہمراہ ہو جیئے اوسے جواب دیا کہ عظیم الشان کے
سین حیات نبوہ عبدانمیں ہو سکتا خاندوان نے سلطان پور کی راہ لی اسوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کا ہاتھ
خرطوم میں لگا فیل میدان سے سدھارا ماتند برق دریائے راوی کو چکا فیلبان کہ پڑا اجال خان شخص
خواص رسیان پالیکر کو دہرا چید نظر ہاتھی کے پیچھے دو ان تھے مگر باس نہ ہو نیچے اومنین امین الدولہ ہی تھا
ناگاہ دیکھا کہ فیل نے اسے تین اسے کچھ کنارہ سے دریائیں ڈالا اور گرداب میں ایسا جگڑا کہ نہ اوہر اجب
کسی قدر نزدیک پہنچا دیکھا کہ دریا کی کچھ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسی قدر پانی کی حرکت سے صدائے موجوں
اوتھتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان سوار ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکھتے ہی اسنے رنگاری کی تلاش ہوئی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہو گیا فرخ میر کے پہنچتے اور مغز الدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ مجھ یا رخاں قلندار شاہجان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس
فتح کو بوجہ منہ کو کر ۹ مار کو جہان شاہ جو ایامی ایفا سے حمد ہوا اسی جگہ گئے میں تیر و تلواری کویت پہنچو بی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی اربہ خزانہ جہین انہی اربہ اشرفی اور سوارا یہ روپیہ کے بہرے تھے جہان شاہ کی

باتھ لے چاہتا تھا کہ تینوں حصہ برابر تقسیم ہوں ذوالفقار خان تجھ فیصلہ کیا کہ پانچ حصوں میں سے تین حصہ معز الدین کو اور دو حصہ دونوں دوبرہائیوں کو دیا جائے اسی پر اتفاق ہوا چند امرا مثل رحمت خان اور امیر خان اور رستم خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہو کر آنا دیکھ جنگ ہوئے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی تو انگارہ کو سدھاری تین روز اسی رنگ سے گزرے پوچھے روز جہان شاہ کا زوال آیا آخر روز کو حکم دیا کہ مجھے دیدو سو چھ منظر سے فوج طیار رہے اور ہر کارکن کو حکم دیا کہ جب معز الدین سے فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بازین اور لگام ہو سکدوش ہوں خبر دین ہر کار کے تمہیل حکم میں مصروف ہوئے جب لشکر یان معز الدین خیمہ گاہ میں اترے گھوڑوں کو داخل ہوا پایا کہ انے پینے کی کھڑین ہوئے کھانا شاہ بہیت مجموعی لشکر معز الدین پر چڑھ کر ہوا قنب تک جا پہنچا ایسا حملہ کیا کہ معز الدین کے رفقا کا پاسے تاب اوکڑ گیا بڑا موع کہ پیش آیا حتیٰ کہ لال کوزہ جو کہ سایہ دار اور تازہ سواری خاص تھا همراه امرا سے بادشاہی کے آشفہ حال ہو کر رستم دل خان کے ہاتھ لگا شدہ مروارید خواہ کے ازار خیمین بند ہاتھ کھول لیا اسوقت میں معز الدین نے دوسری عماری میں جمہین میک ڈنبر نہ تھا چہیکر سفید چاند فی اورہ لی اور فیلیان سے کہا کہ سواری بڑا ناز کہ بہا سنے یا کسی امیر مقتول کے جیلے سے باہر لیجائے اور ذوالفقار خان ہمک پہنچا دے اسنے معز الدین کو خان سپہ سالار تک پہنچا دیا شاہجہان شاہ کے لشکر سے شادیانہ بیچے ذوالفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا جو کہ شام ہو گئی تھی برقعہ ازان خاصہ کو طلب کر کے فرمایا کہ جب نزدیک ہو جو ایک تنگ او سکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدمہ ہو گا ضرور ہونا ہے وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر مع سردار کے بہیت مجموعی جہان شاہ کے حضور میں جہان دو تین سو آدمی کڑا تھا نگہ ڈراتے کے حیلے سے جا پہنچے اور ہوجب تغیر ذوالفقار خان کے زیر کش بندہ سے جہان شاہ کا کام کر دیا فتح و نصرت معز الدین کے حصہ میں ہوئی معز الدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل بدلتا نہ ہوا اور لال کوزہ معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہو کر شرب شراب میں شرسار ہوا جب صبح ہوئی رفیع القدر نے اپنے محل کو اداے تہنیت کیواسطے معز الدین کے حضور میں پہنچا وہ تمام رات کا شراب پیا ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرائی شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراہوں سے یہ اتھمہ کیا کہ عظیم الشان اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکھتا ہے اور وہ بھی دیکھا کہ گنگ دیکھو واپس ہوا اور جو کہ معز الدین کے خواجہ سراہوں نے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواجہ غفانت سے بیدار ہو کر مستی جنگ سے اور خود مسلح سوار ہو کر مدد فرماتا چاہی ہر ایک سوار دربار میں آپہنچا ذوالفقار خان نے فیخبر پا کر طیاری لشکر کو سکھ دیا اور خواجہ سراہے متحد ہو کر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لا دے معز الدین عین خیمین لگا سرفیل پر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذوالفقار خان مع امرا وغیرہ فوج کے رفیع القدر کے مقابل ٹھہرے ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ عہد قحی اس جمع کیہ کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھائی جب کہ ہماری علمائے ہنگ
اجل ہوئے اور خود تیار کیا سپہ و شمشیر و در دست ہاتھی سے کوڈا اور چپقلش مردانہ کر کے جان بحق ہوا

ذکر استقلال مغل الدین اور اس کے انقلاب اور طالع سید اکا حال

محمد مغل الدین جہاندار شاہ نے بعد فتح اطراف ملک میں فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد
آیا ۱۳ جمادی الاول ۹۷۰ روزِ شنبہ سنہ مذکور تین گھنٹی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کو
استقبال کیا واسطے باو بی تمک گیا دو شنبہ کو ملازمت کی بخشید کے روز ۱۱ مار ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا
اصف الدولہ بدستور کیل مطلق رہا اور ذوالفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بطور سلطان کریم الدین
ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہو کر آیا اور بموجب حکم مقول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ
اور محمد کام بخش جو فراعہ حال تھے قید ہوئے نام اونکے یہیں عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی
اولاد میں محمد جمعی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم مغل الدین ترمذت نیر اور صنایع میں سماعی ہوا اور
بجائے گوگدش خان کے خانبھان خطاب مقرر فرمایا یہ امر بموجب طلال ذوالفقار خان جو امیر الدین کہ اعتقاد
کامل کو کاتاش خان پر کرکٹا اور ارضا ذر و زمرہ کرنا تھا اور لال کنوہ کے عشق میں ہی ایسا پساکہ اوسکی
خاطر داری میں پسارہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی سہائی کو محبت ہزاری اور دوسرے سہائی قوت خان
بیچہ زاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبر آباد کی صوبہ داری بخشے ذوالفقار خان نے سند جاری کی اور
لطیفہ کے طور سے درخواست حق التعمیر کی کہ کی ہزار دہل اور طنبور طلب کیے خوشحال خان نے لال کنوہ
کے وسیلے اس تمنہ پر بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذوالفقار خان سے فرمایا کہ ظاہر اتمداری
درخواست دہل اور طنبور کی براہ شوخی ہوگی اور ہر المالک نے کہا شوخی نہیں بلکہ حقیقت میں ہے بعد استغاثہ
وہاں ہر عرض کیا کہ بندہ بہت امور سلطنت خانہ زادان مورد فی کا کام ہے قوال اور قاصدوں کی رعایت اور
جب سے کہ کرنا چاہے جب ڈہاری کارائونٹ صوبہ داری کر نیگے خانہ زادان مورد فی کس مرض کی دوا میں کام
آئیگی اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم قدویان جانیاز کو کوئی مشغلہ آتھہ آئے اس جواب سے
مغل الدین شرمائے چپ رہا اس طرح زہرہ نام کنیز کا جسے اعتقاد ہند لال کنوہ کی دو گانہ کہتے ہیں عروج ہوا
مادہ فیل پر سوار حرم سر اسے شاہی میں لال کنوہ کی دید کو آیا جابا کر تھکے اوسکے ہمراہی راستہ میں مضطرب
نزد و بدعت کرتی تھی ایک ذر فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری میں سپہ سالار
صاحب اقتدار اور لڑاکا بھی مورد الطاف شہر یار تھا اور بیچہ ذوالفقار خان کے دوسرے کو ہر تہہ نہیں سمجھتا تھا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دھو کر گوشہ گزین ہوا مان کبھی کبھی علماء خلوت گزین کی صحبت میں آمد و رفت جاری تھی ایک روز کسی کو کوہکنے جاتا تھا اٹھاسے راہ میں زہرہ کی سواری ملی محال ہو شیاری سے اپنے قلیل ہلے ہوئے اشارہ کیا کہ او کسی سواری کے برابر نہ جائیں جو کہ زہرہ اور اس کے ہمراہی نہایت ذلیل و خوار آفتخ خان کے آدمیوں سے شوخا و پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اس نے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگوں نے کہا چین قلیج خان کی تب اس نے پردہ اٹھا کر کہا کہ قلیج خان ، لہ کو تو بھی ہے اس بیباکی سے قلیج خان نے اشارہ کیا کہ آؤ اسکے ہمراہیوں نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکڑ کو ب کر کے زہرہ کو ہاتھی سے گر کر مار پیٹ ڈالا پھر اس تہذیب کو دیکھتا ہوں کہ بادشاہ بسبب الخواس سے سبب اس عورت کے بھرگانے سے کوئی لفتہ بکرا کرے باوجودیکہ عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گہر گیا تھا چارنا چارنا پٹرو ذوالفقار خان نے نتیجہ کو سبب تشریف آوری دریافت کیا چین قلیج خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جب کہ چاہیے دلجوئی کر کے بہت و جرات کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آہر وہم خانہ زادوں کی کیسان سے اور فدیہ قلیج خان سے تھوڑے بیچہ جانی لال کنور کے پاس پہنچ کر زاری دنا کہ لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب تھا کہ کوئی حادثہ پیش نہ کر دے ذوالفقار خان نے اس نصیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ میں خوشحال خان برادر لال کنور ایک ہسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اسکی پردہ دری کرے اسکا شوہر ذوالفقار خان کے پاس مستغنیٹ ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر پھٹوایا کہ سارا غرور اور تمکیر اور مقید کر کے سلیم گودروانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر میں مشافقت ہوئی مگر پاس احسان بادشاہ اس کے رضا جوئی میں رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد مغل الدین کا خارج کرنا

عند عالمگیری سے جعفر خان موہی بنگالہ کی ریوائی پر مقرر تھا اور اس زمانہ میں عظیم الشان ناظم موہی بنگور اور بہادر شاہ موہیہ داراؤلیہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے موہی بنگالہ آباد حسن علی خان اور بعد ازاں جعفر خان کو اور موہیہ داراؤلیہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دلیے تھے اور بعد رحلت عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے بہراہی چنہ منبہ داروں کے اکبر نگر حوت راج محل میں بھیجا اور بعد فتح پور اور مدت سلطنت کے بغیر ہوائے سخن بنور بلایا نہ تھا کہ لاہور میں وفات پائی اور محمد مغل الدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو اسطرح اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریہ فرمایا خان مذکور نے بیاس حتی تک پشت یدہ فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کر

فرخ سیر نے اگا ہی پا کر راج محل میں شہر نامناسب نہ جانا چوکنیہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم سپہ عظیم آباد
مرد مروت اور خاندان نجابت سے ہے اور سیکہ طرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان میں جو کہ لب و لہجہ
شہر کے اوتر طرف واقع ہے نمون میں جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیت پیغام دیا اپنی
بی بیسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ میں آئین کی تاب نہ تھی اول تو انکار کر کے کہا کہ تمہارے حق میں
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ سید طرف کے سداورد بندہ کسی جلیلہ
سے اپنی نجات کر لینگا دوسری روایت سے بطور دیگر جوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور
ہو گا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیک خاں علی الدین خان کو شہ نے دربار میں اگر اسنے
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آئیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے کو کر کے ساتھ کیا ہو گا حکم بیٹنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال السحاب عرض کیا
اور پردہ حرم ہر اسے اوسکی چوٹی لڑکی ملکہ زبانی لکھ کر حسن علیخان کی گود میں بیٹھ کر کمال شہرین زبانی
سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد نامور ہو اگر تم نے بھی ہماری دستگیری
مکی تقدیر لیا نصیب لیکن خلق اللہ آپ کو کیا کہے گی دیکر حیران نے اندر بارہ سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خلعت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اور ٹھکانہ شہر خاصہ ہی حسن علیخان
کی مکہ میں کر دی حسن علیخان نے شہر بیک بیان ہو کر عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے میرے حق میں صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالانکہ ہر سر کے کوئی چیز لایق نذر نہیں خیر اب سامان فوج جمع کیجئے اور جوس
فرمان دشمن کو قدرت ندیجئے مقدر کی تحریر امٹ ہے جو ہونا ہے ہو گا پس بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک جو باہر
جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی ہنچ اورتال ہی حاضر ہو کر نواہ سلطنت دینے لگے اور
وہ بھی ہر ایک سے مسلوک ہو کر پاپان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لوگ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ
بروقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی بردوش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
میں مصروف تھا اپنے بڑے بہائی عبید اللہ خان ناظم آباد کو کہا کہ فرخ سیر کی رفاقت میں عزم النہج ہو
عبید اللہ خان صاحب اس ارادہ سے تھیج ہو کر بہائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہو جائیگی اسنے بہر جواب میں
کہا کہ آپ بزرگ بہن مزالہ بن کے رفیق رہیں اور نہ اس عہد کی شکر نہیں ہو کہ کتاب عبید اللہ خان نے
بہائی کی غنیمت صادق پر ارادہ ہو کر لکھا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جس قدر سامان ضرور ہو لیجئے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ حسن جہان بہادر کو مصوبہ دار بجگاہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور میں بلایا
لیکن چونکہ اوسکی بہائی سلطان کریم الدین اور ہالون بخت بابا وادگر نظر میں بے اعتبار تھے اسکو حضور میں

جانا نہایت شان گذر اعظمی آباد پٹنہ میں ہو چکا یعنی بی بی کو وضع حمل کے بہانہ سے میں پرستار حضور میں عرضی لکھہ یعنی اس درمیان میں بعض نجیبوں فقیروں نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہو کر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری دی اور انہیں دونوں میں محمد رضا ہمدار شاہ کے متغولوں میں تھا اور وہ ہر کس صوبہ میں آیا اور ایک فرمان جلی پٹھان کے قلعہ لدی کا بنا کر قلعہ مذکور میں دخیل ہوا جنس وغیرہ مایحتاج پر قافلہ ہو کر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان میں دخل کر لیا اور اخبار سے یہی حال دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اور سکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ اس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت مشغول تھا فرخ سیر نے ہر ایسے سے صلح لے لاجپن بیگ قلاق نے جو فرخ سیر کا نوکر اور بیباک شخص اور اندولون جملہ مقہورون میں تھا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ فرمان و خلعت بادشاہی کا آنا مشہور کر کے حکم دے یقین ہے کہ بعد اقبال عد و مال فتح ہو اگر نہ جاتا ہو سیری اولاد مہون لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصالحت شاہزادہ نے پسند کی چوتھ روز شہرت دیگی اور قلاق مذکور کے معرفت خلعت اور نشان فرخ سیر نے بھیجا جب قلعہ کے پہنچ ہو یا متغلب مذکور نے آنا لاجپن بیگ کا مع جاوگہ پہنچ گیا اور وہیں کوستان لانے پر راضی ہوا قلاق مذکور مع ایک نفر کے بالاسے قلعہ گیا بروقت پہنچنے کے قلعہ دار نے سندیشہ میں کار و کر سے کیسکھو کچن پر جموئے اسے گرا دیا ہر ایسی بھی تہمتی ہوئے ہزاران وغیرہ ملازمان بادشاہی نے حمایت قلاق کر کے رقصی متغلب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلاق مذکور کے فرخ سیر کی حضور میں بھیجا لاجپن بیگ مورود الطاف فرخ سیر ہوا انہیں دونوں میں بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اسوقت حسین علیخان بہادر بندوبست پر گنت میں مصروف تھے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار کر کے سب قائل اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑھایا اور جلوس اور تسلط اسکا مشہور کر کے شاد باقیہ نیست بجا لیا اس کام کے بعد حسین علیخان کی فطرت سے گہرا خطوطہ عزائم پر پیکر حسین علیخان کو ملایا اور والدہ فرخ سیر نے فرخ سیر کی طرف سے مدارالہمامی کا عہدہ دارا دے کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسبتی دی جب حسین علی خان فرخ سیر سے ہمدستان ہوا یہ بھی اس کے آئندہ میں روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کی حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کر کے مبارک و غیرہ سے جہد و ملکہ ہوا وہ یہ قریب قریب فتح پر الفانی عہد کر کے ساعت سید میں بیشتر کردانہ ہوا عزت خان اپنے ہاتھ کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا اور یہ عبدالرحمن کو بجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سے حکم لکھا کہ خزانہ محمد علی شاہ جو خان ملا علی الدین محمد خان اکبر آبادی

لے جاتا ہے لہذا آلہ آباد کو چکر مضبوط کرے اور قید ضرورت خرچ کر کے باقی ماندہ امانت کی بچاؤ چسب اکمل
قبیل ہوئی اور نیز قلعہ آلہ آباد کی توہین عمدہ عمدہ میدان کے لائق ہوا میں

سید عبدالغفار خان کردیزی کا بموجب حکم غفر الدین کے آلہ آباد آنا اور عبدالمد خان کی بہاؤ نوسے شکست کھانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے آلہ آباد نہ پہنچا تھا کہ سید عبدالغفار خان کردیزی جو کہ راجی محمد خان کے
تیاہت میں عبدالمد خان موبہ و آلہ آباد کے تفریق میں مقرر ہوا تھا مع اس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان یک
عبدالمد خان کی تاجیب کو نامور ہو کر جا پہنچا عبدالغفار نے انتظار برادر اور فرخ سیر کا کوڑا سنا سب بخانا عبدالغفار کو کہ
قلب کے پیغام بھیجے اسنے بنا بر ترقی مراتب اور خیال افزائش منصب اپنے کے اسکا کشتہ مانا ایشیکو مادہ ہوا عبدالمد
نے اپنے چوٹے بھائی سراج الدین علیخان و نغم الدین علیخان و سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی
کے سارے میں ہزار سوار اور اسنے قلعہ چادہ سے مقابلہ کو بھیجا سید عبدالغفار نے جو اپنے زور و شہادت باوجود ہتھیار تیزوں بہاؤ
کو دیکھا لیکن اسنے تاجیب کا ہر جھکا قلعہ کی راہ لی اور کھلا بھیجا کہ لڑکوں سے بازی نہیں کرنا چاہتا ہوں انہوں نے
لاچار خود لڑائی میں پیش قدمی کی چون کہ انکی جمعیت قلیل اور چندان شکر شایستہ تھا اول حملہ میں کسیتقدر غازی
انکی مغلوب ہوئے اگر مقتول اکثر مغرور ہوئے برادران عبدالمد خان کی مع وکیل سادات کی سرگروہ اور نہایت بڑی
سے اس جمع غفیعہ میں جا پہنچے شیروں کے مانند جان سے سیر ہو کر مردانگی و کھلائی اور ہر دایرہ دی سے
رفت پناہی فرمائی یا مخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑے سادات بارانے دوڑ کر تیغ آزمائی
کی کوشش رحمانہ سے دشمنوں کو مع برادر عبدالغفار کے مار ڈالا عبدالغفار کے کشتہ ہو گیا اشتہار ہوا ہر امی لوگوں
نے راہ فراری عبدالغفار نے شکست فاش کھائی عبدالمد خان کی بہاؤ نوسے سراج الدین علیخان نے
جام شہادت نوش کیا سید عبدالمد خان نے بعد فتح نذر مبارکباد و کھلائی سدا دیا نہ بچنے کی نوبت آئی بعد بہائی
کے ماتم میں اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبدالمد خان کی تالیف قلوب میں مصلحت معلوم ہوئی
موبہ داری آلہ آباد کی سزا بھگت حسین و افروز کی اور مصلحت بھگت عبدالمد خان کی استمالت فرمائی اسی کے
سچے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور مصطفیٰ شکر خان موبہ دار اور لیسہ اور احمدیک کو
کہ جبکا خطاب غازی الدین جان بہادر غالب جنگ کو سہ تھا اور خواہ نامم خاندوران وغیرہ کو آپہونچا لشکریوں
بہاؤ نوسے کا فرام ہوا سادات فضل الہی پر نظر رکھ کر میر شہر کو روانہ ہوئے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بسیار سے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی غریب کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو کوچا س ہزار سوار سے

عبدالمدح حاکم تھامس اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کروانہ کیا خواجہ حسن خان نیزہ گوگلتاش خان کو جو کچھ ہزاری تھا بہت ہزاری اور خاندوران کے خطاب سے سرفراز کر کے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی اور چین قلعہ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعز الدین الکر آباد سے کچھ تھک پہنچا تھا کہ فرخ سیر اور عبدالمعین اور حسین علیخان کے الگ ہو جانے کی خبر ملی بزدلی سے اسی جگہ مقیم ہوا اور خندق کھودنے اور مورچہاں درست کرنے کو حکم دیا پھر دھیرہ پہنچے نزدیک فرخ سیر کی بادجو دیکر دھنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات ناشائستہ سے دشمن کو دلیر کر دیا تاکہ فرخ سیر پہنچا عبدالمدح خان ہراول اطرافت مورچہ اور موضع کی دیوارین پکڑ کر آخر زمین پر تھک توپ اندازی کرتا رہا شاہزادہ اور مدرا بہام دونوں دل باختہ ہو کے بھاگنے میں ہم سخن ہوئے آخر کار جب قدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کا خانہ خزانہ تو شکستہ وغیرہ ویسا ہی چھوڑ کر پھر رات سہ ماہم متفق ہو کر اوٹھ نہا کہ جب یہ حال کہلا کر میں عجب طرک کا دغذغہ پر گیا لوٹ مجاہدی آتا ہے نامدار کا مال خوب ہاتھ لگا اور بچہ سرکار فرخ سیر کی فطرت میں آیا چین قلعہ خان کے مدد کو شاہزادہ کو عقب سے آتا تھا الکر آباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی نصیحت دیکھی آخر فرمان مغز الدین کا منتظر تھا جب دار الخلافہ میں مغز الدین کو شکست کی خبر پہنچی مغز الدین مایوس ہو کر عازم ہوا

سلطان مغز الدین کا معرود الفقار خان اور گوگلتاش وغیرہ ارکان شاہی کے کوچ کرنا اور الکر آباد کو آنا

محمد مغز الدین جہاندار شاہ و دافنیم ذیقعدہ و دوشنبہ کی شب کو ساڑھے تین گھنٹے گزرنے پر واقع شدہ بحری مدافنہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراولی اور گوگلتاش خان کی معاونت تھے اعظم خان و جانی خان و محمد امین خان وغیرہ سرداران ایران و توران وغیرہ مع اسباب جنگ و حیل کے ستراسی ہزار سوار اور پادہ پیشاں ستراسی سپاہیوں سے اثنائے راہ میں سر بلند خان جسے فوجداری کچھ ہی سے کسیدہ روپیہ بھیج کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے بغاوت ہو کر مس زرد کوڑ مغز الدین کے حضور میں اگر مور و تحمین و آقہن ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر منحصر کیا گیا اور چھیلہ رام فوجدار کو رہ اور علی اصغر خان ولد کاہلہ علی فوجدار آبادہ اعز الدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوئے جب مغز الدین قصبہ سوگرم متصل الکر آباد میں پہنچا فرخ سیر کی بھی ریاات ظفر طراز مع رفقہ کے جو اسی قصبہ کے نزدیک جا پہنچے تھے نود ہوتے چنکایہ مغز الدین کی زشت حرکات سے اکثر عوام خصوصاً تورانی امرایہی پیچھے عبدالصمد خان کے منتظر اور کشیدہ ہو گئے تھے اکثر دھمکے نوٹ یہ مشہرہ اور اچھا حضور فرخ سیر کے لشکر میں پہنچے اگرچہ مغز الدین کے دیکھتے ہوئے کسی کو فرخ سیر کے فتحیابی کا

اسید نہ تھی لیکن عمدہ لوگ ان دولت مغز الدین کے لغو کو کٹا شش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور انہیں کے اتفاق سے کاروائے بادشاہی برپا ہوتے جاتے تھے ورنہ خلاف ہندو مصلحتیں دیکھتے تھے حتیٰ کہ وہ اسے جن کے عہد کے مشورہ پر منظور اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الخواس لال کو کھنکشت میں بیہوش تھا سید عبدالمد خان نے ایک مقام پر پایاب پاکر رات کی وقت مغز الدین کے لشکر سے چند کوس پریشتر کوچ کر کے جہانگاہ سے جایا اور ترکیا اور سر اسے روز بہانی میں جو اکبر کا دسے چاکر کوس اوپر تھے جا نہر اور تھوڑی دیر میں فرخ سیر سی مع ہر اسہوں کے پارا اور تکر عبدالمد خان کی برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری اور مخالطہ ہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہ تھا اسی جگہ مقابلہ دشمن ہوا کہ ایک دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور اسے چیلہ رام ناگر کے دریائے پارہوا تقدیر کی پردہ داری دیکھے کہ مغز الدین اور کل امر اور وقت خبردار ہوئے جب لشکر فرخ سیر اس کے عقب میں نمایاں ہوا ترتیب فوج حوالہ مقرر ہوئی تھی بحال نہری نے سر سے تڑستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی مغز الدین کے ساتھ اور فتح پلانا

تباہ جمع نام اذی الحسد نہ کو کھلے فین سے مقابلہ ہوا مغز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجمعات خسروانہ کے قول میں شہر اور ذوالفقار خان معتد علیہ سلطنت اگر یہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اسے نام کا خیال کر کے مع سلمان عمدہ ہراولی پر جا اور کو کٹا شش خان مع اعظم خان و جانی خان وغیرہ ہر اسہان کے دست راست اور محمد امین خان و عبدالصمد خان و حسین قلیچ خان اور جانشان خان وغیرہ توپخانوں کے جانب چپ اور اراجی محمد خان و اسلام خان و مرتضیٰ خان و حفیظ الدخان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان و دروغہ توپخانہ اسطرح ہر ایک بجائے مناسب مامور ہوا اور ہر سے فرخ سیر ہر آہٹوں کے ساتھ قول میں اور عبدالمد خان ہراولی میں اور حسین علیخان و صف شن خان و حسین بیگ دست راست میں ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چیلہ رام ناگر مع چند دیگر سبازوں کے کو کٹا شش خان کے برابر صف آرا ہوئے اول عبدالمد خان نے آہستہ کی توپوں کے مقابل ہا کر جاندارتہ مغز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچھی کوشش کی قول خاص کے قریب جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شن خان و فتح خان و دروغہ توپخانہ کے دور اسی حملہ میں صف شن خان اور فتح علی خان اور زین الدین خان و لہر بہادر خان و وہیلہ اور میر شرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاء حسین علی خان جان بحق ہوئے چیلہ رام اور خانزمان منتظر قابو تھے حسین علیخان اسنے رفقاء ان پر وقت تنگ دیکھ کر بمقتضای غیرت مہندوستانی کے ہاتھی سے کود کر جا نہر اور تھوڑی دیر میں ان میں گڑا سید عبدالمد خان فوج مغز الدین کے درمیان میں تھا ترکوں کے تیر و تند و ق کی پوجہ رنے رفقاء ان کو پر آگاہ

کروں تھا کیا سو سوار چراہ تھے اوس وقت سید عبدالغفار نے کو راو کے ہاتھی کے پاس کیا اور اپنا نام لکھ کر عبدالمد خان
 پر تیار را کے ہمایوں نے اوسکا پیچھا کیا اور عبدالمد خان نے بھی تیر سے زخمی کیا سید عبدالغفار زخمی ہو کر جان بچا گیا
 سید عبدالمد خان کثرت مخالفت سے نہیں جہنم تھا کہ کدہر جانا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کس قدر غنا
 کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہ پر پہنچ کر مغز الدین کو مع ہمایوی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
 سے دور پا کر بہتیت مجموعی اوسکے زمانہ سوار یوں کے ہاتھیوں پر جا لکڑیہ باران ہونے لگا جب قیامت چھی ہوئی تو ایک
 نے اپنے تین درست نکمپا تھا کہ فیضان سواری زمانہ کے باہر گریو رش اوسانی لال کنور اور اوسکے ہمایوی نوچہ پڑھ
 کے ہاتھی مدد نہ تیرے گریزان ہوئے مغز الدین نے ارادہ دافت کیا اوسکا بھی ہاتھی بکڑا فیضان کا کچھ بس نہ چلا
 عبدالمد خان فہم جزات بڑا یا غفل عظیم مغز الدین کے لشکر میں نمود ہوا باوجودیکہ شادمانہ فتح بھی بجایا گیا مگر
 فرج نہ جی جان لگی گوکلتاش خان نے اس داوید سے جا با کہ مغز الدین کے پاس پہونچے خانزاد اور چیلہ رام جو
 گہات میں گئے تھے کہیں گاہ سے لکھکر کوکلتاش پر جا کرے تنہما سے متوجہ سے بیدست پا کر دیا اور رضا ظیفان
 وارغہ تو چنکا کیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ میں کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
 کوکلتاش خان مجروح ہو کر مغز الدین کے پاس پہونچا مغز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
 دن آخر موتے ہوئے اکیر آباد کی راہ لی ذوالفقار خان باوجود جو ہم مخالفت کے بہرات تک میدان وغامین تعمیر
 آویس کو نقص جہاندار شاہ اور اغز الدین کو فرمایا تاکہ اکیر آباد میں سے تھو اقبال کو باور کر نہ کر نشان ان کشتہ پڑنے کا فرج
 کے لشکر میں شادمانہ میجر رسم مبارکبا دہشت ہونی لگی فرخ سید ذوالفقار خان کی استقامت سے پریشان ہو پٹیا
 تھا کہ اگر میری فتح ہوگی ذوالفقار خان کیون نہ رہے جب مدعیوں کی فردی تحقیق معلوم ہوئی ذوالفقار خان
 کو پیغام دیا کہ دو عیدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر براسے خود شامی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
 میں مغز الدین نہیں تو ہم میں اس پیغام سے ذوالفقار خان نے اکیر آباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکیر آباد میں رات
 لگائی داری موچہ موچہ دا منع بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر متد کے روانہ شا جہان آباد ہوا اور کدھ
 کو پاس پہنچ کر قید ہوا اسی کے پیچھے ذوالفقار خان دارالخلافت پہونچا اور عبدالمد خان نے بعد فتح اپنے بہائی کے کش
 میں اومی وڈرے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشوں کے درمیان میں مجروح دیہوش پایا ایک نے
 عبدالمد خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جو بہرات جو اس وقت زیب تن تھا کچھ عطا فرمایا جفون سے سنا گیا کہ لشکر
 اور مایہار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمایوں کے اوسکی حفاظت میں مصروف تھے محمد راسخ بن خواہ
 میر خانی کی تحری سے دریافت ہوتا ہے کہ نہا میدان رزم میں مجروح پیچہ گرا پڑا تھا لے اوسکا لباس تک اترتا
 نیگے تھے بہر حال عبدالمد خان نے اپنے متد بہائی کے پاس بھیجا اوسے اوشا سکو یا جب حسین علی خان نے

فتح فرخ سیر کی بھرنی جان رفتہ تن میں آئی اور ہوش بھی بجا ہوئے عبدالمد خان نے اپنے بھائی کو زندہ پایا اور فتح خانی سے سجدہ شکر کیا اور الفقار خان باپ سے شورو کر کے عازم تھا کہ بہر منزل بن کو لیکر تدارک پر کرنا بدیہی ریرالہ فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذو الفقار خان اسکے اور اس کے باپ کے ساتھ عداوت رکھتا تھا اور مغل الدین کی حمایت کی تھی اطمینان نہ کرتا تھا آصف الدولہ نے مسالہ کر کے اس ارادہ سے باز کرکے لاجپور و الفقار خان فی عزم و کن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا مگر کجب اقبال اسد خان اور ذو الفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذو الفقار خان کے نزدیک تھی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہونے عداوت کے بدین اسید کہ متوفی ہمارے خاندان قیومیہ بدین بہت بدین اور نرنیہ عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تھا آصف الدولہ نے ذو الفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضور می فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانافرخ سیر کا سلطنت میں اور مہینا عبدالہ خان کو بندوبست الخلفاء کی واسطے

سب کو فرخ سیر بدخشی سے مراد باب ہوا اور ان کے دوسرے روز سید مہوین ذی الحجہ روز چھٹہ کو وقت صبح بامیان
فرمایا اول پشین قلعہ خان اور عبدالصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران تو ان سید عبدالصمد خان کو سلطنت پر
بعد آداب کو پیش ہو کر دراجم ہوئے اور عبدالصمد خان نے مع لطف الصمد خان صادق وغیرہ امرا کے بنا برہنہ بہت
دار الخلافۃ اور دولتانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بھی ایک ہفتہ کے بعد شاہجہاں
کو عازم ہوا اور مرحوم کو بارہ پلہ متصل شاہجہاں آباد میں نزول اقبال ہوا سید عبدالصمد خان قطب الملک سے
مخاطب ہو کر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سے سرفراز ہوا اور بہت وزارت اعظم کو فائز ہوا اور حسین علی خان
ہمدانی و خطاب امام النکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی
اول مقرر ہوا احمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتقاد الدولہ سے مقرر ہوا
اور حسین قلعہ خان نے بیچ ہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار و انتظام الہی کا خطاب اور دکن کی سوبہ داری و اعلان نائب
دولت و انتظام کو فاضل بن پائی اور سوبہ داری برہان پور کی کہ اور دود خان کو بالاصالت تھی سوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ
عاصم نے خطاب مصداق الدولہ خانہ و ران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہہ فرما دین کا
رفاقت کے عوض میں غازی الدین خان ہمدانی بجا منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ
بخشی گری درجہ سوم سے مقرر ہوا اور قاضی عبدالصمد تورانی کو جو بہانہ لگوا کر کہ قضا پر کرکشتا تھا میرجلہ خان خان و خطاب
منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار و تختہ خاص کا اور سب قیدہ اختیار میں دیا گیا لیکن ظاہر
میں وارد علی خواص اور دواک کی کہتا تھا میرجلہ منشی حسین بعض خدمات سابق مقنون و نحو نصرت خانی کے خطاب

اور امیر سامانی اور دلائی شاسے سز فرمایا گیا سبب اللہ خان پختا میں مامور ہوا سمیع الدین بلخیان اور حکم الدین بلخیان قطب الملک کے بہائی مع دیگر رفقاء و دستاوی اور سادات بارہ کے جنگی خدمات جافشا نی ثابت ہوئیں حب تقدیر ولیاقت انعام و خلعت سے مخفی ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت میں مشغول ہوا ۴۴۱

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کا حاضر ہونا اور ذوالفقار خان کا جان کہونا

آصف الدولہ اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر بارہ بلخ پر حوالہ ملانے سے سیرتہ امیر عبداللہ خان خاٹمانان نے جو کہ مزاج بادشاہ میں دخیل تھا بویہ دھو سے رکھتا تھا کہ سابق اور حال کے کل امراتے اور کام تیز زیادہ اور لو سکا انگریز اثر پذیر ہے اول اول ذوالفقار خان کی قطع حیات جا ہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین بلخیان بہادر نے اس شور سے اگلی پاکر ذوالفقار خان پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کر دے کسی مجال نہو گی کہ سر و تہمین از ارادے میر جلیل اس راز کے مطلع ہونے سے سمجھا کہ وجہ حقیقت ان دونوں کے ملجانے سے سیکھا تا ب عدول نہو گی پس تقرب خان کو جو الی امیران میں سے تھا سبب ہم جنسے کے ذوالفقار خان کے پاس بھیج کر نہایت دلجوئی کی اور حکام مذکور کی شکم کہانی چونکہ بادشاہ باطن میں سادات سے خوش نہیں لہذا انہما کی ملازمت صرف امیر الامرا کے لئے ہوئے بجز نقصان جان کے حاصل نہیں اور تمہیں دوسرے کی اعانت کیا ضرور بعد ملازمت و رفع مال کل امر اور خداوندان دولت اقبال کے مرہج ہو گے ایسی ایسی باتوں سے آصف الدولہ کا دل جمع کر دیا کہ سیکر ذوالفقار خان کو دھم دہانی تھا کہ خود میر تجاہلے سے حاکم تشریف کر دی اور نے سر سے سگندہ یاد کی جب حضور فرخ سیر میں لائے ہاتھ ذوالفقار خان کے ہاتھ سے تھے در بدر کھڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیے فرخ سیر نے ظاہر میں بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھ کھلو اگر خلعت اور جو امر عطا فرمایا بد آصف الدولہ کو بچہ مضمت خصمت کر کے فرمایا کہ ذوالفقار خان خیمہ میں رہے کہ یہ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ نے تو ہم باہر نکلا اور ذوالفقار خان جان سے ترسان شہر اہل و عوام مامور چار و ظرف سے کسیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دھوے کیا ذوالفقار خان نے موت کی گرم باری دیکھ کر زبان پر لایا کہ میں محض مہتمم ہوں مجرم بادشاہ ہے جب دیکھا کہ فرخ سیر پیسے خون سے عاجزی سکینی چھوڑ کر سخت جوبلی پر آیا اسی عرصہ میں لاجپن طلاق بہادر دل خان نے پیچھے سے اس کے گردن میں تسمہ ڈالا اور لوگوں نے ہجوم کر کے قتل کر ڈالا اور اسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تھی بموجب اشارہ فرخ سیر کے لوگوں نے قلعہ دین بیکر عمر الدین کو تسمہ سے بہانہ دیکر بارڈالافرخ سیر دوشنبہ کے روزہ ارماہ مذکور ۱۱۸۲ھ کو شہل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ محل الدین کا سر نیزہ لپٹ لاش ہاتھی پر لڑی باقی کے دم سے ذوالفقار خان کی لاش اپنی لٹکا کر نام شہر میں تشہیر کریں اور بوشہید دروازہ قلعہ بڑا الدین اور آصف الدولہ کو ہالکی سیرج سواری

ننانہ لاش کے پیچھے پہرہ کرنا خنمان بہادر کے مکان میں قید کرین اور کل زوال منسلطہ سرکار ہوا راجہ بہا چند دیوان و القطار
چکر اکھنوں سے زبان درازی کرتا تھا حکیموں کو کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہیں کہ باجوہ زبان سیریدگی کے لذت میں قائم تھا
اکثر اطمینان تہمت سے تہذیب نگاہ کر وادہ عدم ہوئے اغرا الدین و لد مغرا الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اپنا بیٹا
برادر خود کی اکھنیں نگاہ الدین اس بادشاہ کی اس قدر خوشنویزی سے ہر ایک تہنایت مخوف ہو گیا تھا مگر مگر کی تہنایت

شروع ہونا شاعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان میں مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنا بر بند رست شہر قلعہ دار الحکمانہ کو بھیجا لطف اللہ خان صاوی کہی ہوا کہ دریا قطب الملک
شہر میں پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اوکل کی صدارت سید اجہ خان کو مقرر کی اور فرخ سیر نے بعد چلے
جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ میں پچھلے رام ناگر کے نام اور افضل خان اوستا کو صدر الصد و مقرر کیا جب
بادشاہ شہر قلعہ میں آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر میں درمیان شاہ و وزیر کے
عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تھا کہ اگر آغا کا میں میری مابت مسلم رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا
اور میرے جلد بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تھا کہ چند بادشاہ جنگاں درگاہ کو صاحب قدرت فرمانے ہیں مگر باور میں
چاہتے کہ اپنی حد چھانے میں فی الجملہ چند و جھگڑا اس طرح میرے فرمودہ کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت
افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے ولین گروہ پڑ گئی اور اصل سبب اشتعالی ارکان سلطنت اور دیوانی قطب الملک
حسین علیخان امیر المظاہر و جاعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق قتل سے بے بہرہ اور بہت ہمت و نامر تھا کہ
بے ہنر و کو غیر لایق العام دیتا تھا اسی سبب سے فرخ سیر بازار یوں بچوں کے روبرو مانند اعتقاد و خان وغیرہ
کے معبود تھا ورنہ لیاقت صوبہ داری کی کچھ نہیں تھی اور میرا جانیہ بہت طبع اور جس کے کہ کیا قی میں کل افراد سے
فوق کہتا تھا اسد خان اور ذوالفقار خان کی موہر بس کی کھائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا نہیں چاہتا تھا
کہ مرجع خلافت اور محمد سلطنت رہے اور قطب الملک ہی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تھا عیان اختیار
رتن چند اپنے دیوان کے ماتھے میں بکڑا دی تھی وہ شخص سبب اسد کا لوگوں وزارت میں پہونچتے ہی وزیر فخر
عداوت کرنا لگیا جس کے نتیجے سے چار سو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات باہر لگوں دانتہ نامی لگا لکھ
میر جیل اور بادشاہ اور دیگر ہوا خواہوں نے دونوں بہا یوں کے سناقت ہونے میں تہذیب بن کین امیر الامام حسین علیخان
بہادر کو راجہ اہیت سنگھ راٹھور کے تنہیہ کو سننے بعد وفات عالمگیر کے جو چھوڑ کر مسجدین کو مدد کرنا چاہتے تھے
کر اوتے تھے اور بہادر شاہ مع اپنے بہا یوں کے اوسکے لڑنے میں مصروف ہوا تھا اور بعد ازاں واسطے تسکین
جامہ سکاہان کے صحن میں نے سرحد لاہور میں سرکشی کی تھی نہضت کی تھی مقرر فرمایا حسب الحاکم مع بعض دیگر افراد

اس سیرکال کو روکا نہ ہوا ابیت سنگ اس کے سطوت کو گہرا کر عیال و اطفال کو کوہستان دشوار گزار میں پہنچا کر اپنا ملک خالی کر گیا اور بادجو و تحریک حسین علیخان کو لڑائی سے باز کر دیا۔ متبرع محمد الایق کے بہیکر مستدعی غنوجر ایچ ہو اسی ضمن میں چونکہ حضورین در اندازوں نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فدا کرایا اور عبداللہ کے قید کی فکر میں تھے اوسکی تحریریں امیر الامرا کے نام تھیں جلد واپس ہو آئیں گی پہنچیں ناچا حسین علیخان نے راجہ ابیت سنگ کو اطاعت اور ارسال پیشکش اور دستبرد اسطے فرخ سیر کو راضی کیا اور اسکی تخیل کو حضور میں بولیا

زیادہ ہونے کا فرخ سیر اور سادات کے ہمدردی

جب قطب الملک زیر آغا و حسین علیخان امیر الامرا تھا کوئی امر جہا نذاری کا مانع نہ تھا و اضافہ وغیرہ کے بدن اعلیٰ استرخا کے ناممکن تھا اور میر حیا کے حق میں جو صاحب دستخط تھا اکثر فرخ سیر کما کرتا تھا کہ میر حیا میری زبان اور ہاتھ کا مالک ہے لہذا دم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بھی انجیل مرام کا رانام سے شکنام ہوا تھا لہذا جہرتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کہنے ہوا کہ اوسا طے میر حیا سے رجوع ہوتے ہیں جاری نہیں کرتا تھا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اسکا کام انجام کرتا اس سبب حرم بادشاہ امیر الامرا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ بغیر وہا خاق اللہ کی کامیابی جو کہ میر حیا کرتا تھا قطب الملک اور امیر الامرا کو گراں معلوم ہوتی تھی میر حیا نے فرخ سیر کے حضور میں اگر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آغا کو اسی پریدار میں ایسی شکایت سے فرخ سیر کو مکر قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر میں کہی سیر باغ اور کبھی شکار گاہ نکھتا تھا ہر چند تیسرے لگا رنگ جوڑتا لگا نام دی سے کچھ کام نہ کرتا تھا آخر کو خوب رنج و حسرت بڑا یہ ہی مشورہ ہے کہ بادشاہ کی والدہ سبب عہد پیمان کے جو کہ کلام اللہ کی ضمانتی سے ہوا تھا اکثر اوقات اسکا ارادہ فاسد سے امیر الامرا اور قطب الملک کو آگاہی کر دیتی تھی اسی ضمن میں امیر الامرا نے کل نمائندگی کی صورت واری کی ہتھ عاکی اور ارادہ کیا کہ ان جصول مدعا وادو خان کو بدستور سابق ذوالفقار خان کے اپنا نائب مقرر کرے اور اس سے سیکرٹری رسالیا نہ مقرر کرے جو حضور میں رہے اور بادشاہ اور میر حیا کی یہ مرضی تھی کہ خود دکن کو چلا جائے اور اوسکو منظور تھا کہ قطب الملک کو نماز چوڑے اور فکرو خوشنما سیر فرین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونوں ہائیوں نے دربار واری سے خوف کیا اپنی حفاظت کو فراموش کیا اور درستی ہو چال میں مصروف ہوئے بادشاہ امراتہ خیز اندیش سے عداوتی امین خان اور خاندوران سے خلعت میں شورہ طلب ہو ابرہہ درتاوں طلبی سے تدبیر لڑائی ملی محاتی تین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ وزیر کے نیما میں پیام برقی آمد رفت تھی مگر بے ہوشی جب مدت تک یہ ہی حال بادشاہ والد بادشاہ نے قطب الملک کے مکان چاکرے مطمئن کیا قرار ہوا کہ فلاح میں سادات

ہندو نسبت ہوا اسکے بعد دونوں سہابی حاضر حضور شاہی ہوئے چنانچہ ایسی ہی تمیل ہوئی قطب الملک اور امیر الامرا حضور میں آئے عذر تقصیر کیا اور چوہ شبہ کہ بادشاہ کی طرف سے دو تین مثنیٰ نے پیدا کر دیا تھا بیان کر کے کر سے تنوار نکال کر رو بہ رو کر بکدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیر وار میں سر شوشہ حاضر ہے اور اگر بنا جقوق خدمت ہمارا قتل نامنطور ہو منصب سے برطرف کیئے جاویں کہ اپنی راہ میں حج بیت اللہ کو سد یارین اور اگر خدمت میں رکنا منظور ہے ورنہ ازون کے کلام اور حاسدوں کی سخن انگیزی پر توجہ نفر مافی جاوے آخر بنا و خفا اس پر دفع ہوئی کہ میر جلالہ عظیم آباد کا صوبہ دار جو اور امیر الامرا صوبہ ہائے دکن کے انتظام پر نصرت ہو لہذا امیر جلالہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر میں تو خاطر داری سادات کی ہوئی اور باطن میں گویا ناپیرہ فساد کو اشتعالک کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور نظام الملک کے برخاستگی کو ہی دکن سے تحریر گئی نظام الملک کو حضور میں طلب کیا اور لکھا کہ داؤد خان سپہی برہان پور میں جا کر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہنچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجالائے اس کے استیصال میں سامی ہو بعد فتح کل صوبہ ہائے دکن کا ناظر اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ میں شاہی بادشاہ کی اہیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا کہا جاتا ہے جو کہ بسبب داؤد خان کے عدم تین سے دریاں ہندوستان کو داخل ہوا

بلدہ گجرات میں ہندو مسلمان میں فتنہ عظیم کا برپا ہونا داؤد خان افغان کی عدم تین

نہا چند سوس فرسخ سیر میں داؤد خان گجرات کا کلک تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری میں یہ فتنہ ہوا جس راستہ کہ ہندو لوگ ہوئی جملائے میں کسی ہندو نے اپنے صحیح خانہ میں جو کہ مسلمانوں کے گہر ملان سے ملحق تھا ارادہ کیا کہ ہوئی جملائے مسلمان مانع جو سے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہوئی جملائی دوسرے روز مسلمانوں نے وہی جھٹ اپنے گہر کی بندوں پر کر کے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہندو محلہ مسلمانوں پر چوہ کر آئے مسلمان جو نہ کہ کچھ بیتاب ہو کر گہر میں جا گئے ہندو نے ایک قصاب کچھ کچھ چوہہ برس کا تعاقب کر کے گاؤ کے عویش مار ڈالا شاہ کے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ اسے عام دی سبز پتھان جو داؤد خان کے ملازم تھے مع سنگہ شہر کے بے اجازت داؤد خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داؤد خان کے خوف سے جھک کر مایہ بندوں کی منتظر تھی دروازہ بند کر لیا لوگوں نے قاضی کا دروازہ ٹوڑ کر گہر میں آگ لگا دی اور شریعت پناہ کو ہر ایک کو دو کانات پہنا کر چوک سے آگ لگانا شروع کر دیا رفتہ رفتہ کچھ چند چوہر کی مکان پر چوہ داؤد خان کا صاحب تھا پڑ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کر کر رفتہ ازون کو لڑنے پہنچا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

چند روز تک شہر کی دو کانات بند رہیں جب مسلمانوں کے حاضر خواہ تدارک جمہ عبد الغنی عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ کو
فضیلت پناہ تھے مع مسلمان شہر وغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ نہایت الخلافہ ہوئے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے مقتضائے رسم یہی کے مسلمانوں کو قید کیا اور کئی فساد کسی نے نہ مٹا خواجہ محمد عیوب درویش
جو کہ مصاصم الدولہ خاندوران کا حقیقی بہائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہو کر خاندوران کی وساطت سے مسلمان
محبوس کی رہائی میں سعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر مولانا کٹر لایطہ اتحاد برائے کو خواجہ ماز کو رگی
مجلس میں جاتا تھا اور اثنائے خدمت قوالوں سے گوانا اور نہایت خدمت سے سنتا اور بد وقت و خط کے
خدمت کے بعد چند فقرہ آئینہ آئینہ عشر بکے مناقب میں زبان بہلاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد میں ہی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بحیرہ گشت اٹا امیر حسب موقع ذکر کیا جاوے گا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کا مل کی تھی مشفقہ بادشاہ کے جو تفسر قتل امیر الامراء سے دیکھا اے امیر الامراء شہ ہاے شاہی
لیکھ رانی کے احترام میں متعدد ہوا ہنگام تجدید عہد کے وہ شہباز بادشاہ ملوک کما اے اسکی برائی
ہوئی جب راجہ کو درت ہوئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹھہری کہ بعد فراغت امیر الامراء ہی عازم دکن ہوں کہ

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیری سامان شطرنج یا کا پردہ ازان نے جٹ بیٹا اہتمام کر دیا اور ہر سے امیر الامراء
فرسب شادی دختر حسب رسم ہوسرا انجام کیا اوس شان و شوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن میں
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد میں نہ ہوئی تھی شب بچشہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۳۱ ہجری کو بادشاہ امیر الامراء کے مکان پر
آیا عتہ علی ٹیڑا یا چرخو کی روشنی آرائش کی زیبائی آتش بازی کی لوجہ تھی اس صحیفہ مختصر میں گنجائش نہیں ہو سکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد المہد ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ میں شیخ عبد المہد ملتانی سے دار الخلافہ میں آیا سبب جامع میں و غلط کہا کرتا تھا اسکا معرکہ
رونی افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکھنے کو گیا دیکھا کہ بعض مرید اسکے پاس مور سے ہیں اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑھ رہے ہیں شیخ کو ابیات مناقب کا شناسا کر ان ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ علاوہ خدا
کو دوسرے کو گناہ درست نہیں اور سر دستا ہی شرع میں ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدوں ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آئین اسلام ہے خواجہ نے در جواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کو دوسرے کو جانتے نہیں پس کو نہ دوسرے کو سجدہ کرے گئے جن لوگوں کو جو ش حقیقی ہے ہر حکامہ

زمین بوس ہوتے ہیں ہمارا کیا قصور ہے بری یار کی ہر جگہ رنگ دبو ہے نہ جہم و نہ گستاہوں او دہر تو ہی کو ہے نہ تو بلوں نے جو کہ اسینا ستاد سے پایا گاتے ہیں بجائے شمع سے کیا سودا ہے تم جو اشفاق مناقب صحابہ کو تملو گایا کریں اس جواب سے شیخ نے سچا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزدہ ہو گیا اور جامع مسجد میں مبتول و غفلت کہہ کر تاجاب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام: "انشاء و اہل عبا نہیں اور علوی کو سید گستاہا ہے اور شیخ تن پاک تھے عین خلاف عقیدہ اہل سنت ہو چکے تھے کہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسے طرہ مذہب امامیہ کی کیا کرنا خواجہ جعفر نے اطلاع کیا کہ یہیں مہ دیا کہ وعظ میں ایسی قیل و قال برخلاف رسم مذہب اہل سنت و جماعت کی ہے اگر فرقہ خانہ میں آئے کیا دوسری جگہ تجویز فرما بیٹے رو برو فضلا کے کلام شریف میں دلیل کیجاوے جو کہ لکھو دعوے ہوا زور دے کتب تصدیق کیجے شیخ عبید احمد نے جواب کلمات سخت کلاما سے اتفاقا اسی قربت میں چند منٹ زرا واد با شمع وضع مع تسبیح اور خاک کر بلا گردن اور بازو میں لگائی جب وہ وعظ کر رہا تھا بیہوش جمعی حاضر مجلس ہوئے اور لگا ہد سے جانب شیخ نظر کرنے لگا اور تین ہزار آدمی اس کے پیچہ کرا جو وعظ سن رہے تھے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل و اغط کو آئے ہیں کلمات رخص زبان پر لائے منٹ زرا دون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اوکے پیچھے ایک منہ و اہل رسیدہ سپاہی وضع جو وعظ تھے کو آیا تھا کر لوٹ گیا ایک منٹ نے اس گمان سے کہ او نہیں کے ساتھیوں میں سے ہوا دوسرے حملہ کیا منہ و مذکور کو ٹا اور موزن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اس کی لاش اس تحقیق کو زیر مسجد پڑی رہی کہ کسی لاش اور یہی ہوا کسا ہے بعض متعصبان اور موانخواہان شیخ عبید اللہ نے بوسل بعض متعصبان درگاہ استفادہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اہلبیت کے دین میں خلل انداز ہوا زرباد شاہ کے عہد میں کلمہ وحی سے جو ہنگامہ ہوا تھا کمال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کر لیا جاوے شہر ہجماں آباد کی گذر گاہوں اور بازاروں میں جہاں مناقب امینہ علیہ السلام پر ہر کر اوکے فضائل بیان ہوتے تھے اس واقع کے بعد ورق اولٹا بجز دم و رافض کے زبان پر نہ آتا تھا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتھ جو کہ قاضی حضور متعصب اس بارہ میں سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقاد ہی شرعاً ثابت نہیں ہوتی اور جو کہ شیخ عبید احمد نے کہا ہے مطابق کتب معتبرہ اہل سنت کے نہیں ہے مگر رفع گفتہ کو اگر خواجہ قتل مکان کریں مضائقہ نہیں خاندوران نے اس بات میں جو کہ مناسب تھا خواجہ جی جناب میں عرض کر کے صلاح دی کہ چند عمر مرزا خواجہ نظام الدین پیر پٹھر سے تاکہ معاندان کی زبان ساکن ہوا اور شیخ عبید اللہ کو کہہ کہ اس مدعا سے اس شہر نہیں آیا اور بعد فرمایا

مدعا دو تین روز سر انجام کر کے روانہ یگان کیا

عبید اللہ کا بندہ پیشواے فرقتہ سگمان پیر فتح پایا اور اس فرقتہ کا محل حال

سال جمعہ جلوس میں مطابق ۱۲۵۹ ہجری عبد اللہ کے زور بازو سے خبا نام اپنی سزا کو پہنچا نصیب ہے کہ فرقہ کے

جو گورگو بند کے پیر و اور ابتدا سے تولد سے بال نہیں نمود اکثر یہ پوشا وسیع تھیں ہر چند فرقت سے مختلف سی ہوں
 مگر حجت راہ اختیار کی ہرگز موجب قاعدہ و پرہیز بنو کے ہر گز میں احتراز اور پرہیز نہیں کرتے اس مذہب کی پیدائش
 عمداً عالمگیر نے آخر میں ہوئی سو جدا اسکا گورگو بند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا میں ہے محل احوال نانک شاہ
 کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم گتیری سے تھا عہد طفلی میں یہ شخص حسن فصاحت میں کس قدر مستعد و خدا واد رکشا
 تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اس پر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و
 دانش حاصل ہوا اکثر حکایتیں اور صاف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان جو کہ گرواد نہیں مرگن تصوف
 پسند کا قول زبان پنجابی میں بذریعہ دوسرے موزون کرتا تھا اسکے شعر و کلام موزون ہو کر ایک کتاب بنی جو
 گرتیہ کے نام سے مشہور ناما ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد میں میر ہو اس شخص کا گرتیہ آج تک قطعاً
 مکریم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے از بس کیفیت سے خالی نہیں مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر شاہ سلمان ہندی
 فقیر دن سے ہوتے ہیں اور اب بھی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگوں کا ٹکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح
 میں سنگت کہتے ہیں اور اس سنگت میں ایک مرشد اور اسکے مرید ہوتے ہیں بابا نانک کی اولاد و فرزندوں سے ہر
 سری چند و لکھی چند لکھی چند دنیا داری میں پند امیر و شکار کی توجہ ہوتی ایک اس کی اولاد ہے اور اسکے
 خاندان میں صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزان اور اب کی جگہ پٹھیا سجادہ
 نشینی بھی نہیں کرتا تھا قصر اے نانک شاہی جو مسلمان بنے و ستانہ فقیر دن سے شاہ ہیں اسکے پیرو ہیں ایک
 خدمہ نانک شاہ کا انک نام بچاے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہو ۱۳ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاؤند تھا اور
 اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس بی بی نانگی بانی باوجود اولاد نہ اپنے ولادہ اس نام گو گدی دی سات برس
 زندگی نے وفا کی بعدہ اسکا لڑکا گوردر ارجن پیتھیں برس باب کی جگہ بنڈارار باب بعدہ اسکا بیٹا گور و ہر گوبند جس
 بہر حال متعذیب رہا بعدہ گور و ہر اسے پیرو ہو گئے سب مرجانے باب داوے کے جگہ پرستو برس سبھی مذہب
 بعدہ اسکا فرزند گور و ہر کشن خورد و سا بیٹن گدی یہ پٹھیا تین برس زندگی کی بعدہ تیج بہادر ولد گور و ہر گوبند گیارہ
 برس بتیار کر مارے عالمگیر کا قیدی ہوا لفظہ حیرت میں مطابق شد عالمگیری کے حسب الحکم باب شاہ کشہ ہوا
 گورگو بند و لد تیج بہادر بجای پد رسنار اہو اہد تک ریاست کا سجادہ نشین پٹھم کے جکانام تیج بہادر تھا بہت
 سچ و پرو کا بیٹا ہوئے صاحب اوقات ہو گیا کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ گوتے تھے اسکا ہم عصر حافظ آدم نام فقیر جو کہ چند
 برس ہی کے مریدوں میں تھا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دو نوٹ خیر و قعدی سے انڈر شروع کر دیا
 تیج بہادر بندوں سے اور حافظ آدم مسلمانوں سے روپیہ لیتے تھے قایح نگاروں نے عالمگیر کو کہنا کہ دو فقیہ ایک
 ہندو دوسرا مسلمان ایسے حرکت کرتے ہیں کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہو جائے خروج پر آمادہ ہوں

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بھیجا کہ دو لوگوں کو قتل کر کے حافظ آدم کو انکس اور پیشا ور کے واسطے سے
چھوڑ دین اور یہ لیکن کہ ہر اس طرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکھیں حسب الحکم تبدیل ہوئی مگر تیغ بہادر
کے ہمراہی فقیرانہ وضع سے گھومتے تھے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عبدالمعین
میں گوردون تیغ بہادر بھی باپ کی جگہ پر سوار ہوا مشیران مغربی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور صلح اور سکون
فراہم کر کے ہمایون کو حصہ لگا دیا کہ قید رہا تھے پیر نکالنے لگا بوجہ حکم شاہی جہاز لوگ ان کے تنبیہ پر آمادہ ہوئے
اوستے کہا کہ گریباہ فی دولہ کے اوسکے قید ہو کر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس نہوے۔ پھر
حکام سہرنا کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افغانہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر کان بیونچا دین زر خطیر معاوضہ
میں دیا جائے افغانہ ذرا نکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑھی سو بچہ کی وضع بنا کر راستہ میں با احترام
لے چلے جو کوئی پوچھتا کہتے تھے ہمارے راجہ ہے جب جاسے معہ وہیں پہنچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اٹکا چال چلن
اختیار کیا اور پیرو مدین کو بھی لایا کہ قید رہے پیشی طاری ہوئی اور اسی حال میں انتقام فرزدان کے لیا گیا تین
رکھ جان بچیں ہو اسکے بعد بندہ ابھارتے گوردون کے خاندان افراد ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل میں
قتل تیغ بہادر اور گوردون کے اولاد کا تھا مسلمانوں کے سہرے تباہی لانا شروع کی جسے بایا قتل و خوار کرتا حتی کہ
مسلمان فی حاملہ عورتوں کے شکم پہاڑیچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سن کر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی
لیکھا خان خاندان شہنشاہ نے تیس ہزار سوار سے کوہ کرہ میں محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی ہوئی دوسری
مرتبہ محمد امین خان و اعرجان و رستم و دخان وغیرہ نے محصور کیا لانا کامر سے جدا بہت کم فوج شاہی سے
مقابل ہوتا تھا اکثر بطور قطع الطریق کے گویا کرتا تھا جہان قابو پاتا استقلال اسلام میں تصور ذکر تباہی و بربادی
تمام ہوا تھا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جگہ سے خلائی پانی لاہور میں جیسا کہ ذکر ہوا شاہنشاہ دودن کے باہم مقابلہ
کسی دوسرے کی خبر ملی اس سبب سے بندہ کا اور بی اقتدار ہوا جب فرالدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ میں عثمان
سلطنت آئی تنبیہ بندہ کے واسطے مسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا مسلم خان اس کے لڑنے کو نکالا مگر شکست کھا کر لاہور کو
والیس ہوا اب بندہ کو نوبت ہوئی بد نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزادی پر کمر باندھی اسی عرصہ میں بابر خان
نام فوجدار سہرنا بارہ درنگی بندہ کے قبضہ بندہ کو سے برآمد ہوا اپنے لشکر میں ٹہرا تھا اور مغرب کے وقت چند آدمیوں
کے ساتھ خیمہ علیحدہ میں نماز پڑھتا تھا کہ کسی سکھ نے صبح کے وقت عین غفلت میں خیمہ کے ذکر میں آکر
بابر خان کو مار ڈالا اور خود صحیح و سالم ہمایون سے جا ملا جب یہ خبر حضور میں آئی عبدالصمد خان بہادر و لیچنگ
تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندہ کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑنے کے رکھیا خان کو عطا ہوئی
فرالدین خان ولد اعتماد الدود محمد امین خان و اعرجان وغیرہ فوج منسلبہ اور رسالہ شاہی اور احمد خان

اور تو چنانچہ وغیرہ اوسکی مدد پر نجات ہوئے عبدالصمد خان بوجہ درود حکم و سند عازم لاہور ہوا عارف خان اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بھیجا اور خود مع فرج سیر چکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا قلعہ ولایتی نے اپنے تین سر چکال سے بند کو خوب نوجا باندھنے وہ تیز دستی دیکھائی جس سے تین تھکے قریب مغلوں کی شکست ہو لیکن فضل الہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور میں جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے مامور خطیب ہو چکا تھا۔

یہ عبدالصمد خان نے آئندہ ساخت محاصرہ کیا کہ ایک دفعہ قلعہ میں ہو چنچے کی راہ تھے جب مدت گزری اور انبار خانہ میں کچر باقی نہ رہا نایابی ماکولات سے گھوڑے گدھے گاؤں وغیرہ نوعات مذہبی کسانے لگے لیکن تعصب کے زور و عنایت مانع ہو گئی تھی جب کہ بعض بھی حدود تیرہ کو پہنچی بعضے گرسلی اور اخیر کے مرض میں رہ گئے ایک فتنہ ہوئے اور اکثر خون نے استعارے اس زمانہ اور لشکر میں آنے کی عبدالصمد نے ایک نشان میدان میں گاڑ دیا اور حکم فرمایا کہ بے سلاح اوسکے پیچھے جمع ہوں بچاروں نے جانا چار قبول کیا حاضر گئے بعد احضار عبدالصمد نے سب کو قید کر کے سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ ادھنوں نے گورداس پور کے پیچھے جو دیا بیٹھا تھا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریائے عدم کے کنارے لگایا اور اس فرقہ کے روسا اور شاہیہ کو تنگی بیٹھ دیا تو ان پر بار کر کے گاندھی کو پی سر پر اور سپردین پنجم و سلاسل ڈاکٹر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے ادھن خورون کو درپیش سواری لیئے ہوئے داخل شہر ہوا

بازند خان کی مان جو لاہور میں تھی اس خبر سے شادمان ہوئی اور سربراہ چست پر بیٹھی آدمیوں سے کہا کہ کتب میری لڑکے کا قافل کہ جسے اپنی قوم میں ناز نگاہ نام پایا ہے آئے بھی تیار ہو جو جب وہ آیا لوگوں نے اوس ضعیفہ کو خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتھر اوسکے سر پر مارا وہ بہر کے گتے جان سے دگدلا عبدالصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکھوں کو گھوڑے گدھے کی جو لین پہنا کر محض کیا تاکہ اکثر مار جانے سے محفوظ رہیں اور سر بادشاہ کے حضور میں لیجاسے اور چند روز کے بعد بہستوران لوگوں کو قمر الدین خان ولد محمد امین خان اور اپنے لڑکے نرنگ علی خان سکے ہمراہ دارالخلافہ کو روانہ کیا جب شام چان آباد کے نزدیک پہنچے فرخ سیر نے اعتماد دلدارہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جا کر بنا لگوئی کلاہ اور سیاہ کر کے سواری فیل اور دوسروں کو اونٹ اور گدھوں پر لڑا دوسروں کو منیہ پر لیکر شہر میں لائے اب احضار کے بند اوسع دو لڑکوں کے حکم جس ہوا اور دوسروں کے نسبت ارشاد ہوا کہ درخز مرہ ہو لڑکے دوسرے کے دو برہ چوتھے کو توالی اور راستہ بازار میں قتل ہوا اگرچہ حسب الحکم تمہیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے لگو اسطے ایک دوسرے پر نفوق جانتا تھا کہ بیکلا کی منت کرتے تھے جب وہ گروہ مار گیا بندہ کے لڑکے کو اوسکی زانو میں اوسکے ہاتھوں کو توجہ کر آیا آخر کار زنجیر آہنی گرم کر کر اوسکے بدن کو داغ دیا اور نہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہیں کہ محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرے آنا چھوندی کے نمایان ہیں یہ کیا تیرے دلین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا حال لیا بندانے و جواب کیا کہ جب تہجد اور عیساں خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے تو قدرتی مجہد ایسے ظالم کو اختیار میں اور سبکی بکافات دیتا ہے اور اس جیلہ سے جزا دلاتا ہے بعد ازاں تم ایسے سے اور سبکی نہ دلاتا ہے

کو بیج کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پٹنی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد روکنے میں جیلہ کے حضور سے غم و کس کیا تھا چند روز غرض مارا ورن کو متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا ابو شاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھ کبھی بیچ کی بہ سالگی یا برخلاف غائی ظہور میں آئی پیش رو کر جو صہ میں بند حاضر و نگاہ ہو جائیگا بعد نصرت امیر الامرا کو بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع میں تھا اور دکن کے سر داران مرہٹہ سے نہایت اتحاد کرتا تھا صوبہ داری برہانپور پر فرمایا اور تواتر حکم پہنچا کہ برہانپور میں آکر امیر الامرا حسین علیخان کی اطاعت نہ کرے بلکہ اس کے استیصال میں سعی ہو در صورت تکمیل جس کے دکن کی محک صوبہ داری عطا ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچ کر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہو کر پیغام دیا کہ کل صوبجات دکن کے سب سے متعلق ہیں لہذا لاچار ہو کر جاؤہ فرمانبری سے سخت شوکر استقبال کو آئے ورنہ بادشاہ کے حضور میں چلا جائے اور فتنہ و فساد برپا ہو کر داؤد خان نے ان دونوں باتوں سے ٹھنکا کر کہ برہانپور سے برآمد ہوا اور باہر خیمہ کھڑا کر امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہو گیا اور سر داران مرہٹہ سے ایک شخص بہا جی سینہ بہ بہادری سے دشمنان سے ہفت ہزاری تھا اور پیر گنات پر حاصل اورنگ آباد کی اور سبکی جاگتے تھے بلایا اور وہ حاضر ہو کر خیمہ زن ہوا سب سے جلاوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچ کر بند و نصیحت فرمائی مگر سود مند نہ ہوئی تو بہشتیہ پہونچی امیر الامرا نے پیش ہزار سوار سے صف آرائی کی اور ہر سے داؤد خان سے ہمراہیان رستمی فرودش کے نمودار ہو کر رزم کشان ہوا ایک بہاری لڑائی زور زانی ہوئی طرفین سے جو افروزی و کشتائی گئی سب سے سردار امیر مراد آباد کے جانی مردان ہزار ہا سے تھک گئے تھے بدنامے ناز پر ورنے گرائی روح سے سبکدوشی پائی سردار نے فرزندوں پر چڑائی کی گردنیں تلوار سے رسائی پائی داؤد خان نے دعویٰ استقلال میں فیلیان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لجاے لہذا باوجود مارے جانے ہر امن بہاول کے داؤد خان امیر الامرا کے تو بچانے پر گرا حسین علیخان کے لشکر میں قیامت برپا ہوئی لیکھوون تہ تیغ ہوئے داؤد خان نے شہر کے جوئے امیر الامرا تھا دو تین سو پٹانوں سے تیر افغان چلا آتا تھا ہر گوشہ میں امیر الامرا کی تلاش تھی قصہ یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر میں مجب تھکے ہوئے تھے رستم بیگ اور محمد یوسف داروغہ تو بچانے اور بہالت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اور خانہ مان و عالم علیخان مع دیگر مارا

مخرج ہوئے اس لڑائی میں میر شرف جو کہ امیر الامار فریق اور عمدہ سردار تھا اور اس روز میرا با آہنی پوش
ہوا تھا داود خان کے مقابل ہوا داود خان نے تیر چلایا اور چلایا کہ عورات کے طرح سے کیا منہ چسپا یا ہے چل
اومٹا تاکہ چہرہ نظر آئے یہ سخن اس سبب سے تھا کہ خود مائتہ زرہ وغیرہ پہنے تھا وہ تیر آپ سخت لگے میں چپان ہوا
کہ بڑے وقت سے نکلا اور میر شرف سنگون ہوج میں کر پڑا داود خان کے فیلبان نے دو تین کجا میر شرف
کے تیر پر اس چالاک اور چستی سے مارے کہ تاجیات ہر مجلس میں یاد کر کے ذکر کرتا تھا اسی وقت میر شرف کے
فیلبان نے اندھا لہا تھی علیحدہ کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے نام فوج امیر الامار کی اس خیال میں ہوئی کہ میر شرف
کا کام تمام ہوا داود خان قریب امیر الامار کے پہنچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر
گنہگارے ہوئے جو سرداران جانباز کے جمع غفیر کے پیر اوکڑ گئے اس زد و خورد میں داود خان گولہ کے ضرب سے
جان بحق تسلیم ہو فیلبان نے اس کے مرنے سے مطلع ہو کر ہاتھی کو پہرہ لیا فیلبانوں نے راہ فراری امیر الامار نے
شاہو مانہ بجائے داود خان کے سواری کا ہاتھی دواہر طلب کیا جب حاضر کیا وہ سکی لاش کو ہاتھی کے دُم سے باندھ کر
شہر میں گشت کر لیا اور میناجی ستید نہیہ جو کہ میدان سے بہاگ کر فطین میں سے کسی ایک کی منج کا امید و تہاوائے سدا گیارہ
کو حاضر ہوا اور نذر نہیت پیش کی اس کے ہمراہیوں نے داود خان کا مال و اسباب خوب لوٹا اور اس کے گھوڑے
ہاتھی امیر الامار کے سرکار میں ضبط ہوئے ادین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی میں بھیج دیے

نقل عجیب

کہتے ہیں کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے میں کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہو کر داود خان سے منعقد ہوئی تھی اس سے
سات مہینے کا حمل تھا جب واقع داود خان یہ گداز بروقت رخصت داود خان کے اسکا جھپٹے لیا تھا جب یہ بد
خبر بابائی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ سچ صحیح و سلامت امانت جو براہب امیر الامار کی فتح کی خبر فرخ سیر کو
پہنچی براہب ہو اقطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا تو عرض کی کہ اگر میرا ہائی یا اجا نا
تو کیا موجب رضا ہے حضرت تھا

بہاگنا میر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید
پیدا ہوا تو مسادات اور فرخ سیر کے ہمدگر

فرخ سیر نے اوایل سال خیم اپنے جوس کے حکم دیا تھا کہ اٹھ ہزار سوار کو کہوٹن اور تالفر جا لے مقرر ہوا تھا کہ
پچاس روپیہ دیا مہ نقدی لیا کہوٹن یہ کردہ سال بھر کی طلب سرکار میں رکھتے تھے اہل کوئی فقط جاگیر کی امید

خدمت کے لئے ناکامی کی برطرفی کا حکم فرمایا۔ انہوں نے اوس گروہ کو جو ابدیا و زمین دونوں میں میر جلال جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا اسکی بدستگیری دے کر میری سے سپاہ کی طلب غلی جامعہ غلیہ کی راہیں پر جو درجہ شہر دے کی میر جلال کی بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا گیا مگر خواہ سپاہ کیت خواہ کھدائی کے کلا جرم اپنے ملازمان سے پوشیدہ ہو اور زمین بیہ کردار اختلاف کو بھاگا اور عظیم آباد سے پندرہ روز زمین وقت شب قلعہ شاہی کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً دونوں میں خبریں متوجش مشرف کر کے قطب الملک کے اور سی تہین اور بعضی باؤشا ملازمہ ہی کا سادات سے کہتا تھا اور جو امین شہر تھی کہ بادشاہ نے میر جلال کو بھی اس کام کے لئے طلب کیا تھا اسی وقت میں میر جلال یاد و تر یاد شاہ کی بدنامی اور میر جلال کی مطون ہوئی میر جلال اس حرکت پر حضور میں تلوڑ پاتا قطب الملک کے پاس جاکر عجز و انکسار کیا اور عجز جرایم کا نواں استعمار ہوا لیکن یہ سب بایشن نکر و فریب جو نیز ہوئیں تاکہ وزیر امیر ہو ہمیشہ آئندہ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو برطرف ہو گئے تھے وراہم ہو کر محمد امین خان بخشی اور خاندوران نائب امیر الامار اور میر جلال کے مکان پر جا کر تقاضاے طلب کرتے تھے ان لوگوں کے تیار نمبر امراے مذکور کی جو علی پر جانے سے لوگوں کو شک ہوئی کہ فتنہ جو یوں کی سازش سے ہے ایسے شور شولنے قطب الملک فوج جمع کرنے میں مصروف ہوا اسکا بہانہ عزت خان جو اس وقت میں نارنول کا فوجدار تھا مع فوج باہر تازہ لازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چہ روز تک رہنا سخت شدہ اور مغل کے افواج کو جو میر جلال و زمین تھا قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح ہو کر آتے تھے میر جلال نے از بسکہ خوف کیا یا محمد امین خان کی پناہ میں جا چیا میر جلال کا ہاتھ نہا تھا میر جلال نے کہہ دیا تھا باوجودیکہ میر ذوالفقار خان بہادر و حسین علی خان بہادر اور قطب الملک سے دعوت بر لبرری تھا مگر نام دی سے گبر اسباب کچھ ہوا چار ناچار فرخ میر نے رفع التہام کے لئے میر جلال کو مستحب اور میر عظیم آباد سے بدل دیا میر بلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جلال نے پنجاب کو نصرت پائی چند باطن صاف تھا مگر و فریب کا خیال دلون سے دور نہ ہوا تھا جو وقت بادشاہ میر و شکا کو جانا قطب الملک کو لکھنے کا غلطی پڑتا ہوا

قطب الملک متوجش فوج کی بہر قی میں مصروف تھا

جملۃ الممالک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیری کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے پٹھان چلو س کو مطابق ۱۱۱۱ھ جو سیر کے اسد خان آصف الدولہ جو رانوے برس کا ہو کر جنبت کو راہی یہ شخص خاتم الامراس ہند تھا صفات حمیدہ اور مرام اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہی رکھتا تھا اخیر وقت تک کسی لہر اس کے لیے دست بسر نہ کا تھا نام اس کے مشکور تھے دنیا میں نیک نامی سے لبر نہ کیا بعد و بات سے اس طرح جی کہ بعد مرنے کے + یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے + مشورے کہ دو الفقار خان امیر الامار محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی تھا بلکہ دوبارہ ہندو اتفاق منوالہین ارادہ جنگ رکھتا تھا بعد اصرار پر دکن کے ملازمت میں ایجاب خود اتفاقاً
توسل سے ملاقات کرنے میں فرخ سیر کی سیرجی سے مقتول ہوا اس شخص فرانچے بیٹے کے مرئی کی تاشی کھی نہ اتفاقاً خان کا
نام اسماعیل اور اسد خان کا نام برہم تھامہ باقت شام غزنیان بادو چشم خورشاقان گفت البرہم اسماعیل را قربان نمود
کہتہ ہیں کہ اس شخص کے مرض الموت میں فرخ سیر نے کسی مقتد کو عیادت اور معذرت کے لیے بھیجا کہ افسوس تھامہ
قدہ بخانی اب بجز دامت کے کیا حاصل اگر دوبارہ سادات کے کوئی صلاح دیکھے شفاق سے یہی نموکا کا اسنے جواب دیا
کہ تھے غلطی عظیم واقع ہوئی جس طرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اسکا عوض باقی ہوا جس قدر ممکن ہو سادات
کو ساتھ ملکہ زہر بخیریدہ مکڑنا کہ تھامہ قتل اختیار ہو عنان اقتدار جاتی رہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات میں

فرخ سیر مصاحبان ہوا خواہ کے شور سے جسکو چاہتا ملک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامام الہام
موجب اپنے سستی کا سبب کہ طائفہ ایلچل میں مالک کرچہ دخل نہ دیتا اور انہیں خدمات پرانے ہر ایہوں کو بھیجتا
اس وجہ سے عناد کی افراش ہوتی گئی حضور میں ہی قطب الملک کے ساتھ یہی معاملہ ہوا اگر تاراجہ تن چند
قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت میں مغرور ہو کر کھل و فخر بادشاہی میں دخل دیتا اور تصدیق حضور کو
کیجی بھی ذلیل نہ ہونے دیتا تھا مالی و ملکی مقدمات میں دیوان خانہ دکن میں بھیجا رہا اخبار و محالات کا رتن چند
کی تجویز سے ہوتا تھا اختصاص خان جو خاندان کی تجویز سے دیوان خانہ ہوا تھا اور اسے رایان جہان شاہی کو
جسے دیوان تن کیا تھا دونوں ناچا تھو کر گونگر رضا جوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرن اعتماد خان کو کہی قدر
بادشاہ سے اور اسے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تھا اس وجہ سے دونوں کو مستوب اور مغرور کرنا
واجب ہوا تھا ناگمان عنایت المدخان جوادل جاوہر فرخ سیر میں بعد کثرت ہونے اپنے لڑکے ہایت المدخان
کے مستوب ہو کر کعبہ کو گیا تھا واپس آیا فرخ سیر نے برجمی اوضاع سلطنت اور خواہان کی حماقت سے ناام اور
اور کتہا ہوا در شاہی اور عالمگیری کا نظریہ لانا غلط فاش سمجھتا تھا عنایت المدخان کا آقا مستقیم جانا ہر فرائی منصب اور
اضافہ سے دلجوئی کر کے معرفت خدمت کیا اس وقت میں اعتماد خان پاساری طریقین اور ارباب طلب
کی خیالت سے منتفعی ہوا موبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت المدخان کی نام ہوئی خان مذکور قطب الملک
کے ڈر سے انگڑا کرتا تھا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریوں سے جو عالمگیری کے زمانے میں دیکھیں تھیں راضی نہ ہوا تھا
اخلاص خان نوسلم ہمار شاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تھا اور بظہر منازعت ترک خدمت کر کے تاشی فرخ سیر
لکھا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تھا طریقین کو اس فعل پر رضامند نہ کیا کیجی عنایت المدخان بدون اطلاع عبد الملک

کوئی امر حضور میں نہ عرض کرے اور نہ تجویز خدمت کرے اور راجہ رتن چند محلات خالصہ یا وٹا ہی میں داخل نہ ہو
 چونکہ قطب الملک بسبب بیہوشی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت کے انصرام کو کچھ سری
 میں نہیں بیٹا تھا اور خلق الدکا کام انجام نہیں ہوتا تھا لہذا عنایت المدخان نے عرض کیا کہ وہ بار ورنہ لکھا
 قلعہ میں کچھ فرما کر انجاء مرام کیا کیجئے اسکی عرض قبول ہوئی چند روز اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت المدخان
 نے باوجود شور رتن چند کے برخلاف اعتدلیہ کو حکم دیا اور میر جون کہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندوؤں نے سازش
 اور قتل اور بربستی سے بڑے بڑے منصوب اور جاگیرات سیر حاصل پر متصرف ہو کر دیگو مردم پر عرصہ جاگیر
 تنگ کر دیا تھا چاہا کہ آزد سے توجہ کے ہندو وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدار الماسان دفتر کو
 ناگوار گذر اقطب الملک سے شنیت ہوئی المدخان اس حکم سے راضی نہوا کھل ہندو وغیرہ عنایت المدخان کے
 عدو ہو گئے ایسی کاوشوں سے ہوا کہ راجہ رتن چند دیاں قطب الملک اور عنایت المدخان کے ہوا تھا شکست ہو گیا اب میں
 رنجش نمود ہوئی اسی کچھ بھٹی میں کوئی توسل رتن چند کا جو محال خاصہ میں عامل تھا واسطہ نماز چل دیوانی کے
 آواز خطیر اوکے ذمہ یا منتفی ہوا عنایت المدخان نے معمول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا
 ایک روز عامل مذکور قید سے مغرور ہو کر رتن چند کے گھر میں ناہید میر ہوا عنایت المدخان نے بادشاہ سے عرض
 حال کر کے چیلن کو واسطہ لانے عامل مقرر کے تعین کر دیا گفتگو سے فدا انگیز کی نوبت پہونچی بادشاہ نے
 کمال خصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند بر طرف کیا جاوے لیکن تمہیں سنوئی اور عمدہ جڑاں مشاوری
 یہ سے کچھ راسن جاتے ہو میرا عمدہ موبہ اکبر آباد کا تھا اور جبکہ باپ دادا سے ہمیشہ سے صدر تھو خدا ہو اسکی شہرہ
 او ایں ماہ شوال ۱۰۸۷ ہجری کو راجہ رتن چند سے شکست ہوئی خطاب راجہ دہراج اور اضافہ اور العام جو اہر دیل کی
 لکھہ ردہیہ نقد سے سرفراز ہو کر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جو بے سنگا کے بیٹھے بطور ملک روٹا
 کیا گیا اور چند شیشے کے بعد خانجہان بھی جاہو ہوا مگر راجہ رتن چند نے رنجش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے
 متاخرہ میں چوراسن تنگ ہوا فتح و ظفر کی قریب اسید فتحی چوراسن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بھیجا
 اسے عام صلح باقرار او اسے پیشکش و حاضری حضور کی اور اس درخواست میں راجہ بے سنگا ہوائی نے
 کچھ فیرو بانی کہ مقدمہ اور کما سر نہ ہو گیا بے سنگا شکستہ دل ہو کر حضور میں آیا بادشاہ بھی اشدت تمام آزدہ ہوا
 چوراسن متحمل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمتی میں قیام پذیر ہوا ایک تہہ چوراسن سے ملازمت کی
 بادشاہ اس مناسبت سے نہایت آزدہ تھا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت میں دکن کی شورش اخبار گوش زد ہو کر جو
 آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر لی سرگزشت جو دکن میں گذری اور جبکہ تیجہ پزیر

تمام ہندوستان محزون و فساد ہوا

جب امیر الامراء نے دواؤ و فتنان پر فوج پکڑاؤنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہو چکا خبر ملی کہ گنبد و دار پیکار
 محمد راجہ ساجو بدین صاحب نے کج خلقی و انتقام عالمگیر کے بسبب حجوم مٹے اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار
 مرتد دکن کے ہر صوبہ میں بطور عہدہ دار تھا اور زر حاصل کی ہوئی و حصول کرتا تھا تھائی نو اسکے قبضہ میں صوبہ
 خواندیس ہے اور بندہ سورت کے مابین چوٹی چوٹی گڈیان بنا کر قلعہ کیا ہے کہ جو قافلہ او دہرے سے گزرا بشرط
 او اسے چوتہ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسی قدر زردیکر پائی پائے ہیں اس خبر
 کے پاتے امیر الامراء نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین ہزار سوار اور اس قدر برتنداروں سے اسکی سرگورڈ کیا
 جب ذوالفقار بیگ کو مل سے اورنگ آباد اور خواندیس کے درمیان میں گذر گنبد و دہاریہ خبر پکڑا گنبد ہر سوار
 جنگی اور پندرہ سولہ ہزار سپاہی سے بھلانا اور کائنات کی سرحد پر اورنگ آباد کے پیچم رخ ستر کوس یہ واقعہ تھا ذوالفقار
 نے جیو نہیں جاباکہ دوا کرے دہاریہ نے فرار ہوا کیا بخشی نے کور کو بھل سخت جبر میں لے گیا چند ہر کلون نے کہا کہ یہ
 مکان قابل تعاقب نہیں غور و شجاعت سے کان ہوسے کہ وہی کچھ سنایا کرتا ہے تین جوانان گنبد کے برابر ہو چکا گنبد
 اول معتمدین بطور کنبان کے ہمالا اور چارپانچ سو ہمراہی کے دکھلانے سے فوج بخشی او دہرے کو متوجہ ہوئی دوسرے
 روز دست جمعی اگر چاروں طرف سے دایا لکھ کی راہ نری ذوالفقار بیگ پر دقت تنگ ہوا آخر کزننگی نے
 جو ابدا چوچے عاجزی سے جان بچا گئے امیر الامراء نے اس خبر سے راجہ محمد گنبد اپنے دیوان مقتدر کو فوج شنایت کر
 ہوا و رخصت فرمایا اور دست الدین علی خان اپنے سہائی صوبہ دار پانیپور کو نائبہ دیب سا ہو کر ہر یکا گنبد دے اس
 خبر سے مطلع ہو کر راجہ سا ہو کر جو قلعہ دستور گزرا میں رہتا تھا یہ کیفیت ہو چکی تھی اسکی تہا زار
 مکان خالی کربھاگ جاتے تھے مچھنچھا گنبد کو فوج مرتد سے اکثر لڑائیاں ہوئیں اور مرتد قلعہ ستر لکھ فرار ہو کر
 الاء ذوالفقار خان کے قتل کی کمانی گنبد کو اندلی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے پاک
 پہنچے تو امین بادشاہی موسومہ سا ہوئی وجہ سے دیوان درمیدار اطراف کرنا گنبد کے امیر الامراء کے اطاعت
 سے سے تائی کہتے تھے مچھنچھا رختان صوبہ دار احمد آباد نے اورنگ آباد کو امیر الامراء کی ملاقات کی اور رخصت ہو کر
 اپنے صوبہ کو بوت گیا مگر بندہ دست قرار دہی حیدر آباد چلا پورا در کرنا گنبد میں نہوا حالات مذکورہ کی الہی سے
 امیر الامراء کو قلعہ داری اور دیوانی اور عہدہ داری پر حضور مقرر ہوئے اور کو دخل نہ تھا و لطف لطف لے کر گذر کر تھا
 مصالحہ کرنا امیر الامراء کا غنیمت سے بسبب ہر تھکاری ملازمان حضور کو اور زیادہ ہونا تھا
 عالمگیر نے بڑی سعی اور زحمت سے تیش چالیس قلعہ مرتد کے فتح کراپے تھے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد میں مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لائیں کیا مرنے کو فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر میں
 شریخیال انگریزین بادشاہی ملک میں لوٹ کھسوٹ کرنے لگے جہاں قابو پایا ہاتھ مارا جسے چوتھ دی اوستے اونگے ہاتھ
 سے نجات ملی در نہ بریادی ہوئی جہاں کچھ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کر کے پریشان ہو جاتے عالمگیر کے زائچہ میں
 رام راجہ کی بی بی تارا بانی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس بکھر حصہ
 صوبہ وکھن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفعت و صوبہ عالمگیر کے قبول کیا تھا بہادر شاہ
 کی عہد میں سانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکورین
 کی جو جہد و سبب بہادر شاہ کے مد نظر تھا نہ ہو سکا اور صوبہ وار داود خان کے عہد میں درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ
 انوث تھا شرط یہ تھی کہ شاہزادوں اور اسکی جاگیر میں مزاج نہوں باقی محالات امر اور ارکان سیر امن نایب
 داود خان سے ہو جب استعوا ب چوتھ بیون قلعہ ام المکات کی صوبہ داری میں جو کل ایک برس یا پنج
 مہینے رہی اول صلح اور اخیر میں لڑائیاں رہیں ایک مرتبہ قرار اچھی گوشائی دی دو تین مادہ فیل ٹوٹ کر مڑا بیگ کے
 ہاتھ حضور میں پہنچیں بعد ازاں دو سال تک امیر الامار کی صوبہ داری سے جوف دو غنا وین بادشاہ سے
 گذر امیر الامار نے جانا کہ بسبب برہکاری فرخ سیر اور ہوا خواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان کمرشی
 صادر ہوتے ہیں اور اس وجہ سے میرانند و سبب بخجی نہیں ہو سکتا علاوہ برہن بادشاہ کی طرف سے اپنے
 بہائی اور خاص اپنے حق میں الطمینان تھی لاجرم دفع فساد مصالحت پر تیار پایا جو کچھ داود خان بی بی کے عہد
 میں مقرر تھا بائمانہ دیس مکے فیصدی دس روپیہ کے قبول کر کے صلح کرنی اور مقرر کیا کہ بشن بائمانہ اور چناب
 مع جیت شاسیتہ بلور نیابت اور نکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر امرا کے حضور میں حاضر ہون
 اور عمال دارکان سے حسب مقررہ چوتھ لین اور دیس مکے رعایا سے الغرض اسے صورت سے فساد کن رفع ہوا
 لیکن عمال اور حکام اور مال گذاردن کو تین عاملوں کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتھ سوم عامل
 دیس مکے کے بڑا بچ ہوا بعد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل یابی مرہٹہ کی امیر الامار نے اپنی دستاویز کے بموجب
 درخواست سند فرخ سیر کے حضور رہیں کی فرخ سیر دولخواہان متحدہ کے بڑکائے سے آزرہ ہوا اول یہ کہ غنیم
 کی شرکت ملک تباہی میں جو بے ہوئی دہم یہ کہ بغیر اطلاع علی در آمد ہوا انہیں دنوں میں جان نثار خان کو کہ امیر قدیم
 اور بہادر و انداز عبید الدخان کے ساتھ رشتہ برادر خواہی کرکشا تھا امیر الامار کی نیابت پر صوبہ برہان پور
 حملت و فیل و سرچ مرصع کے حمایت کر کے مرضص کیا اور خلوت میں حسین علیخان کیواسطے نند و غفلت فرمائی
 اس اسید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہ ہوتا ہے اور وہ بھی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی علاج
 سے حسب خواہش بادشاہی کا رتبہ ہوا اسی امیر میں اعتماد والدہ امین خان کو لوالہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور مقرر ہوا کہ بعد پونچھ سہ ماہ کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگھ سوئی کے عوامی میں صادر ہوگا اور مشہور ہو
یہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کر دیا جب جاہانزخان و میراے نزدیک پہنچا بادو ویکہ براہ احتیاطاً اصل سوار
و سپاہ کی حیثیت ہمہ اندر لکھی تھی اور نیز محمد امین خان سرخ متعلقہ مالوہ میں وارد ہوا و دونوں کی خبر و دور دور
اور فرار و رنگ آباد جا پونچھ محمد امین خان ساہنہ ہزار سوار اور جاہانزخان کے ہرادی سے سات آٹھ ہزار سوار کے
بارادہ پیکار سوار ہو احسن علی خان کو بھی کس قدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے فیصلہ ثابت ہوئی جاہانزخان کے
نام خطوط متضمن طلب کس قدر جمعیت کے پونچھ لکھا تھا کہ سننا نام غیر راجہ ساہو کے علاوہ تہ میں سرکشی کر پڑا
اور میری سرانہ بند کی ہی حسب خط میرے کس قدر آدھی سطح متفق کرنی جاہانزخان کے مقرر ہوئے اور جان تشارخان امیر الہام کی
خدمت میں کامیاب ہو لیکن انھیں اٹھیا لگا صوبہ بریان پور نہ یا باقی عاقلیت بزرگانہ مسدول رکھیں انہیں دنوں میں
ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا میں تھا دیوانی دکن پر دیانت خان نیزہ امامت خان کے بدلے میں مقرر کیا
فتنی احمد خان بخشگیری و دکن میرا سوار ہو واجب کہ اورنگ آباد پونچھ ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش
کے سبب دیوانی میں داخل پایا لیکن کل کارامیر الہام کے بیعت میں ہوتے تھے اور وہ امیر الہام کو خوشنور کرتا تھا
امیر الہام نے فیض احمد بخشی کو مصافحہ سے یہ یا سلامت کا روادار ہوا اور جلال الدین خان نے برانپور کی دیوانی
کو عرصہ چند روز دیوانی برار کی باقی اور یہ خیرین بھی موجب افرط رنج بادشاہی ہوین

اقتدار پاناکرن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امرائے
میشور کے فتور سے

اسی عرصہ میں محمد زنا نام کشمیری جو کہ عیوب و ہر ایوں سے مشہور و مطعون عام تھا ہوا وطنی کے وسیلے صاحبہ
منوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت میں بادشاہ سے یوں محکام ہوا کہ بدون حرب و ضرب کے تدارک
نہیک سے درخ سادات کے گستاخوں بادشاہ کو یہ امر گوارا معلوم ہوا کہ تھے مین کہ بسبب علت ابنہ کے اعتقاد
میں خوب واقعہ بنی و رتھو سے زمانہ میں بظابط رکن الدولہ اعتقاد خان اور شرفت ہزاری دہ ہزار سوار سے
سرفراز ہو اٹھا ملین ہزار ہوا کوئی دن تھا کہ خلعت جو امیرین متیار مرصع النعام پاتا ایسا مقرر ہوا کہ ہر ملین خان
عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح کو مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکن میرا آباد کی فوج داری پر قانع ہوا تھا اور
راجہ اچیت سنگھ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت میں کرین عجائبات سے کہ جب نظام الملک
جنو میں پہنچا بدون اس کے کہ دوسرے عہدہ ہر سرفراز ہر سرفراز مراد آباد کی فوج داری مع محال جاگیر کے اوس سے
بدل کر میرا آباد کا نام رکن آباد لکھا اور علیہ صوبہ مقرر کر کے دہانکی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ انکے ہونا راجہ اجیت سنگ اور سر بلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگ کو
مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیچ کشی کرے مگر اس سے منظر نامہ ہی فرخ سیر
کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمدستان ہوا نظام الملک اور سر بلند خان باسید وزارت اور بخشی گری کی
سادات کی جانشانی پر راضی ہوئے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اس کے جواب میں
فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کو واسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہیں ہوتا اس کلام کے سننے سے دنگ ہوئے
اسی ترفیب امر اور اشتہار ہونے پر نگہ سیری قطب الملک میں عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار روپے کے مع
ہزار بیون راجہ اور فرج بابا شاہی کی حضور میں تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا پانچ ہزار سوار خزانہ تھے عوام میں
پرچامہ اگر آج قطب الملک فیہ مارا جا گیا باوجود اس شہرت کے کیسے طرف سے کچھ خدا نہ ادا تھی اور قطب الملک
کو بہر گز سیاہ نوکر کہیں میں مصروف ہوا سو اسے مرد ماہرہ کے خیر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر کہتا تھا آخر اس معرکہ
نے شخصیں سے گزرتھیں قول کیا فرمایا کہ میتل ہزار سوار تک جس قوم کی ہوتی کہیں جب یہ اجنا حسین علی خان کو
پہنچی پہانی کی فکر اور دشمنوں کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان آباد کے غوثیت کا دیوان آیا قبل اسکے معین الدین نام
جنہول الغیب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولایت میں مشہور ہو کر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی
بھیجا بشان دشوکت تمام طرح پر کوئی اوسکی صورت نہ کی اپنے پاس ملا کر اوسکا حال حضور میں لکھا تھا اور ایک
عوضی شتمل از وجر ملازمت اور ناموافقیت آپ ہوا جو کن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فرج نوکر رکھنے سے جو کہ
قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے وزارت الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگ
جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے ہر فرزانہ پر ہمارا وعدہ ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر وہ شوال کو فرخ سیر
ماتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخلصان کے قطب الملک کے مکان پایا اور باہم وعدہ و پیمان محبت
تسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج میں تلون تھا کہیں صلح کہیں فارعادت تھی اور باوجود ارادہ ثانی کے
جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اوکلی راس نہ مانتا تھا کہیں کو صاحب اقتدار اور مردان کاری ہزار کو ذلیل و خوار
کرتا تھا ایسے ہی سمجھنا چاہی جیسا کہ سر بلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگھ سوانی
لو مبارز الملک سر بلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ از روی کا اوٹھائے اور کرمیت چست کیسے قطب الملک کو
برخاست کر دیجے اب وہ بے تاب و توان ہو گئے ہیں جب عذر تفصیل کریں گے بادشاہ نے انکا کہنا مانا اور جو کہ
وعدہ وزارت اور امیہ الامرائی کا کیا وہ درکنار ملکہ اصلی عمدہ سابقہ یعنی روادا کی فوجداری نظام الملک سے
لیکر اور کچھ اقسامہ کر کے اعتقاد خان کو دیدی اور سر بلند خان کو موبہ عظیم آباد سے بوجہ مذکور طلب کر کے کوئی کام
بالخصوص دیلا اور اسکی جاگیرات سیر کی تغیر کر کے میدجملہ کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گھر جا کر عذر تفصیلات اور

میرمراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو خاصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا اسکے
اور نیز قلعہ ہونے ارادہ فاسد اور غرمت شاہجان آباد کے رخصت کر کے فرمایا کہ جلد پہنچے حسین علی خان جس نے کہ
اخبار سابقہ کے سنے سے غرمت شاہجان آباد کی کی تھی بلکہ میرالدین خان جو نے سہائی کو واسطے واپس کر کے
سامان رزم کے روانہ کرنا چاہا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گہر میں اگر نے سرور و سعادت و بہان
کیا چند روز بابتظار دروازہ اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز قلعہ قطب الملک کے مشعر
کا گیدار لید جلد پہنچ کر کی پہنچی اور نیز غنیمت الد خان کے قریب پہنچے کے اور رنگ آباد کے گہر و نین جا پہنچے اور
اور نیز حسین علی خان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہنچا کہ اگر چاہیے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی غرمت
کرے ورنہ ہمیں ہی شتاق دیدار منجھ کر روانہ حضور پیسے اور نیز حکم طلب سپہ میں الدین معلی الکر کے حق میں صادر ہوا
اور فوج والا شاہی اور تو تیرا نہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت یریشانی میں ہشت نہ ماہ نقدی کے طلب کار
اور قطب الملک اور اسکے علم کے اخلاص سے کچھ نہایت تھے اور کوئی سرور کار فرما ہی نہ کہتے تھے اور فوج قطب الملک
کی پیش ہزار کے قریب ہو گئی تھی سر بلند خان بسنے تغیر جاگیر اور کوئی خرچ اور تقاضاے قرض خواہان کی شدت
رکھتا تھا مال و اسباب فرخت کر کے تقسیم طلب کی اور خود خرچہ درویشی پہنچ کر آزاد ہو انظام الملک نے سہی قدر دانی
بادشاہ سے کہ بوجہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ ہی اعتقاد خان کو عطیہ کی دل ازہر ہو کر گوشہ اختیار کیا
قطب الملک نے دولوں امر کے گہر و نین جا کر استمال کی اور اپنے کہ لایا اور سر بلند خان کے عیوض اس کے قریب ہوا
کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اسے گل کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور انظام الملک کی تباہی کے صوبہ داری مالوہ کا اسید و اکبر الہی
در بیان میں محمد امین خان اعتماد الدہ لیبیب نہ پہنچے سندھ و صوبہ مالوہ کر اور نیز قلعہ غرمت امیر الامرا حاجب
شاہجان آباد کے شکر بے اجازت اور منکر چلا آیا اور غضوب سلطانی اور معزول النصب ہوا قطب الملک نے اس کی
بھی دلچسپی کی تا بقدر کہ ایک خاطر داری اور دھماں نوازی میں مقصد ہوا خاندوران کو جو کہ بالفاق میر حلیہ کے
آتش افروز تھا اپنا ہدم و محرم بنایا پھر در فرخ سیر شکار کو سوار ہوا ہزاروں سے کہ بدیا کہ شکار گاہ سے سعاد ہو کر قطب
کے دید کو آگیا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگھ کا مکان قریب ہے اور سر راہ ول قمر وقت سحر پہنچنے کے راجہ بد کو درو اط
اولے سپہ پیش اور نذر کے دروازے پر ضرور آگیا اس وقت نظر بالفاق قطب الملک گرفتار کیجئے انور میں اس فرخ
کو منظر بر بویا اور تیرنگان سہا کی مہم سے سن لیا ہو قبل مہجوت بادشاہ کے عبید الد خان کے حکایت کیا بادشاہ
اس خبر سے بدواغ ہو کر باجوہ دیکر اکثر لوازم ہر شاہی قطب الملک کے گہر میں پہنچے اور قطب الملک لب دیا
بزم استقبال جا کر منتظر تھا اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی غرمت کر کے ملا تون کو حکم دیا کہ شتی کو جبر کر کے
روان کریں اور داخل دولت خانہ ہوں

نقل معدلت افرامتفمن اوصاف امیر الامرا

امیر الامرا سے سنگا کہ سفر دکن میں امیر الامرا کے ہوا اور دیون کی کثرت تھی بروقت ورد و لشکر کے چند دیہات لشکر کی زمین میں واقع ہوئے کسی کی تاب نہ کی کہ دبا کے رہنے والوں پر جو رہا کرے انکو زراعت کا نون لشکر کے سپرد دیا تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عقیقہ پیر زن کی فلک زدہ محتاج کسی سیاہی سے قوت رفلانہ کی سایل ہوئی اور سنہ ۱۰۰۰ء میں اس کے پاس رہی احتیاج تو میری تھی ہوتی ہے یہ عہد ہو گئی سیاہی نے لاکسی طرح نیک و بد بھننے کے قیمتی لکھا صبح کو داری پر سوار کر کر روانہ ہوا و سکی والدہ ضعیفہ نامرات تیناب رکھ کر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس لکھ کر دیا وہاں پہلے لشکر کے سیاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجئے خیر و خیر دوا دیجئے امیر الامرا نے وہاں پر سر کر کے دیا کہ جب تک حاضر نہ ہوگی یہاں سے میر نہ اور تھا و لکھا قسم یاد کی لوگوں نے دہونہ لکھا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا کہ کہہ کہ ملازم سر کا کا کہ قصور نہیں میری احتیاج نے ملایم و اگر اراضی کر دیا تھا رات بہ خیمہ میں رہی اور سنہ ۱۰۰۰ء میں عصمت درمی نہیں کی امیر الامرا نے اس کے بلجائے اور عصمت برقرار رہنے کے لشکر میں دو گانہ دیا گیا اور لکھ کر دیا کہ اس میں جو عیب میں نہیں بلکہ کسی ملازم کو فرمایا کہ اس کے مکان پر ہو جائے جب تک لشکر نکل جائے وہاں ٹھہرے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا تھا سبجان آباد کو اور قسہ و فساد کا اوٹنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بھائی سیف الدین علیخان کو پانچھار سو اسے اسباب حرب کے سر انجام کو واقعہ ۱۰۰۰ء میں شوال ۱۰۰۰ء میں حجاز کی طرف روانہ ہوا و سہ ماہی کے ہو پانچھ کی انتظار کرتا تھا صاحب اضافتہ بارہ اور نیز قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اور تک آیا و سے لکھ کر چند امور ضروری کے سر انجام کو ایک ہفتہ قیام کیا اور اہل محرم ۱۰۰۰ء کو فرخ سیر اتفاق سید اسد الدخان عرف نواب اولیا چچا زاد بھائی اور جانشان خان اور عوض خان نائب صوبہ برار و سید اسد علیخان یکدست علی و ان خانی اور ذل و لیر خان بانی تپی اور برادر خان جانی اور احتصاص خان نیوہ خان عالم و حاجی سیف الدخان اور فیاض الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو باقی سادات باریہ میں تھے اور اور پربت سنگہ بوندیل اور راجہ حکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اس کے سوا باقی ۲۲ نفر نوکران شاہی بھی مع فوج و دیوانہ و جو تیس ہزار سو اسے ٹھہرے تھے متحرک ہو انحضرت مجبور اور بعض بضرورت چارہ و چارہ ہوا ہے علی بندہ القیاس پیادہ ہاسے برقرار اور اکثر منصف داران دکن جکے ہمراہ کوئی امیر نہ آیا تھا بضرورت چارنا چارہ ہوا ہے قلعہ احمد نگر وغیرہ میں اپنے قلعہ انتر کر کے اور بعض کو مٹھن کے قلعہ میں چور اسر پانچو پانچو چند سو کے انصار کو جاریا پانچ مقام ہوئے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طلسمت کرتے ہوئے

کہ پورے گھاٹ پر سے اترے اسی ضمن میں انصاف خان جو کہ امیر الامرا کے بارگاہی کو روانہ لیا تھا اوایل ماہ
 صفر میں ماندور کے قریب پہونچا اور خلوت میں بعد ملاقات صلح کے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا
 نوکر کیا اور امر اکبر کا جہانمہ اعتقاد خان کے پاس خاطر او بیار الملک اور نظام الملک کا کیدل پہونچایا کہ کر کے سرگرم
 زور دے کیا محنت خان ولد امیر خان ٹھکانہ صوبہ دار کا بل نے جو ملک ماندور کے بندوبست کرنے کا انتظام
 کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ہم ار ماہ صفر کو دار الفتح اور جین
 کو گنار سے لشکر آپہونچا وکیل حضور کی تحریک سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سکرہ ۲۰ محرم کو
 قطب الملک کے مکان میں آیا اور جو انیق عود کو اسے حکام السد و ریان آتی اور اپنی سرے دستار اور کار محمد الدخان
 وزیر الملک کے سپرد کر کے اور دوسرے روز عبدالمد خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگھ کے بلو لاکر تھے سرے سہائی بنایا
 اور باجہ گرجھانی ہونی اور اعتقاد خان وغیرہ امر اکبر کو حکم دیا کہ اصلاح کار میں متوجہ ہوں امیر الامرا اس رنگ سے
 مطلع ہو کر دربار عام میں باآواز بلند گواہوا کہ اگر در حقیقت بادشاہ کو جسے مخالفت نہیں ہم لوگوں کی اطاعت فرمانبرداری
 ہے گر یہ جو گناہی ملازمت جلد و کن واپس پہونچا اس اشتہار سے مکان و گرجھان سرست ہونی الا زبان ثقات سے دریافت
 ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت میں کہتا تھا کہ یہ سارا قانون و اف نہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہم پر قابو پا دے رانی شکل
 بعد درود و دھرم ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر چمکے تھے جب اسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے
 لشکریوں کو منع کیا جب راجہ جے سنگھ کے ملک میں آیا بنا بر عداوت جو اس کے محال راستے میں پڑے تھے تلف ہوئے
 چنید اس کے عداوت میں سے کوئی شخص پیش نہ آئے لائق بیکہ پہونچا کہ قبول انعام یا زراعت اور دوشی بہکرت اس دیا سر
 لشکریوں کے ہاتھ لگی جب دار الخلافہ کے تین چار منزل چھاڑ دیو چھاڑ دیا و فرشتہ دل ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ
 امر اکبر کو مع دیگر متصدیان حضور کی کے استقبال کو بھیجا ہر ایک نے شرف مافی حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ
 فیروا جی میں مڑا تو کہ کیا تھا اپنی خود نمائی و کھلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا و اندازوں نے اوپر کی اوپر لگانے سے
 کوتاہی کی اور سب راجہ رتن چند نے جو نہایت کبر سن اور متعصب تھا ایسے کلمات حسین علیخان کے ذہن میں دوڑنے
 کہ نسبت و بنشیں کر دے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ ترکیب و خاطر موافقہ راجہ الاول کو شہرت جہیل آباد
 کو گنار سے فیروز شاہ کے سارہ کی طرف پہونچ کر خیمہ گاہ کیا جسدن اس خیمہ میں داخل ہوا اجلاط ضابطہ اور گنار
 کو وقت نزول نویت بجا کر ٹوکا نہ تجل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب میں اپنے تئیں بادشاہی ملازم نہیں جانتا
 باوجود اسکی اطلاع پانے کے سب بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کی طرف ڈالوان ڈول تھا کبھی دریاے قمر
 سماطانی موج موتا کہ مخالفوں کی کشتی حیات طوفانی کیچے کبھی راہ راستی اور صلح میں موج زن ہوتا راجہ
 جے سنگھ میدان جنگ میں پہنچنے کی صلاح دیتا تھا اور کہتا کہ جب ارادہ جنگ است پس کیا درجک فوج بادشاہی

بلایت مخالفت کے دو چہرے ہیں ابھی اونکی سزا ہو جا چکی اگر بادشاہی ارادہ اونکو ثابت ہو تو راہی ابھی ترک خلافت
 کرتین بعض امر سے جان نثار جو صدمہ جماعت متحابہ بادشاہ کے منوں خواہی اور اسکے مصاحبوں کے کسب نامی
 و اعتبار کرتے تھے لیکن نہ تو جسے سنگم کی مصیبت قبول نہ تھی نہ طریقہ آشنائی میں قدم رکھنا غرض کہ دو تنخواہ ان
 ان کے نہ کی بات فرخ سیر خرو پسند اور مصاحبان اہلہ نے سنا آخر کار اسے غفلت کمر کر دیا اور اسے مقتدر اس
 اس طرح سے خون جگر کھاتے تھے لاجاویز کچھ کہہ نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامار کی مداخلت
 لائے اور اسکا اقتدار اور استکبار روک کر مالامال حسرت اور شکایت کے منور کرنا دم سعادہ ہوئے تاکہ قطب الملک
 رہسائی کی طرف سے یہ پیغام بھی کہ اگر جسے سنگم کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور عذبات
 اموری مانتہ تو بخانہ اور وارڈنگی دیوان خاص اور دیگر عہدہ جابجا امانتاً جو توسل مقرر ہوں اور قلعہ میں بھی
 رانند و بست ہو اور وقت ملا و سوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب کیا کہ بافضل خدمات مذکورہ امانت تو قطب الملک
 مع دیگر رساوات اور اس کے ہمراہ ہوں گے مقرر کر کے یمن اور ریاست یمن اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جن
 دوزی قریب آگیا یہ ریاست موقوف ہو جا چکی ۳۰ ریح الثانی کو جسے سنگم سوائی نے تیر فز کی فرصت بنائی ہو بموجب حکم
 شاہجہان آباد سے روانہ آئیں اپنے وطن کا ہوا

امام حسین علیہ السلام کا دربار یمن اور بادشاہ کا فیدہ ہونا زانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

جو نیکہ فرخ سیر خرو فی شجاعت سے معز تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال مساوات کے کچھ نہ کر سکا
 لاجا قلعہ میں مساوات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا مردم باوٹ ہی کو دروازوں سے اوشٹا دیا ہر ریح الثانی
 سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجمیت سنگم کے داخل قلعہ ہو کر جا بجا امانت بند و بست کر لیا مردمان عہدہ بادشاہی
 سروسے اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدہ کے جنگ کا عدم اور وجود ہر پیر تھا
 مع دیگر چند خواص اور خواجہ سہرالون کے بادشاہ کے پاس او کوئی قلعہ میں نہ رہا اور امیر الامار شوکت و شہنشاہان سے
 آجہ برادر کو داخل قلعہ ہوا اور طاعت سلطان یمن چند شکلات ملال آئیں زبان پر لایا جملہ حاجت منافی سے اسب و فیصل و
 جوابہ کس قدر لیکر باقی کے حتیٰ یمن عذرا کی اور قلعہ پر آداب یمن بھی سہل انکاری کر کے کشک بین لوٹ آیا سپر بھی
 بادشاہ کو مطلع نصرت نے بیدار فرمایا کوئی تدبیر نہ کی دوسری مرتبہ دتا ریح نہ شنبہ کے روز قطب الملک اور عمار رہے
 مع متمہ و ن کے قلعہ یمن اگر نہ روست قرار دے کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اسے
 آدمی دروازوں پر تعینات کیے اور دیوان خاص اور خواجگاہ اور عدالت حضور کی گنجین اسنے پاس کر لین بعد و جمعہ
 جب حسین علی خان کو خبر ملی اسی تجل و کفر سے مع شکر کے آجیگا ارادہ کیا اسکی فوج نے اول روز سے آشوب

اور اطراف قلعہ میں ہر جگہ تندرل کیا نہ پیر کو خود سوار ہو کر حسین الدین مجبول مشہور ہے اگر کو مجاہدین میں لیا کر عاری
میں پوشیدہ نر و فک قلعہ کے بارہ درمی شاہ تیخان کے نام سے جو مکان نام زد ہے اوس میں اور ترقی قطب الملک نے
فرخ سیر کے پاس جاکر معراج احیت سگما کے اپنے بہانی کے طرف سے عرض کیا کہ اندامات مطلقہ کی پذیرائی ہو
اور نیز یہ کہ نور وقت یاس کے خدیو متکبران تھماری اور قمارے باب دادے کی کی گلیں تھیں اوس کے عرض میں
بجز بدنامی کے کچھ نہایتا خیر شاہ اس مکار کا یہ فرمان ہے کہ شعر عام دخل دی اور اما سے نقل بندہ بے تقصیر داؤد چا
وغیرہ کہ کثرت کلام صادر ہو اخیر الحان اطمینان تھا ہمارا اسی پر ہے کہ بدون تیرہ نیابت کے ہلو گون کو خدمت حضور
سیر مذہبی بغیر اس امر کے اندر فت ہماری دریا بن زمین ممکن ہے ابوشاہ جاہل باوجود شہادہ کرنے حالات مذکورہ
کو کچھ سمجھا دی یا مہجشن کا وعدہ پوچھ کر تاراجی کہ کلمات درشت کی نوبت ہو چکی فرخ سیر بیتاب ہو کر
اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوس وقت اعتقاد خان نے جاہل کا کھنکھانہ المذہب سے
اسلام کر کے مگر قطب الملک نے گالیاں دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدعواس جان لیکر بہاگاہ گشت
ایسی ہوئی کہ انہی یا لکی تک نہ پہنچا امتیاز خان شرف کی یا لکی پر سوار ہو کر اپنے مکان کو سد ہارا اوس وقت کہ گوشہ سے
اشامحشرہ پیدا ہو کر ڈیوٹا دہ گشت نہایت نے آثار بد ملاحظہ فرما کر محل کی راہی اسی قیل و قال میں رات ہو گئی قلعہ کے
دروازے بند ہو گئے قطب الملک اور راجہ احیت سنگ اندر از فرخ سیر کے ہوا خواہ باہر خون جگر کھاتے رہے اوس
رات کو کسی نے نہجا ماکہ قلعہ میں کیا سیر گشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار میں مسلح استادہ رہی
اور مرتد مع سرداروں کے منظر طریفہ غیبی تھے جب صبح نے کر بیان چاک کیا بے اصل خبر آوری کہ قطب الملک مارا
گیا اس عرصہ میں بعض امرے بدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا سسر تھا اور غازی الدین خان کو سہ
غالب جنگ اور خان بہادری و کجنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی جو استعداد میسر تھی لیکر گہر دن سے
پنچ سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور مصیبا الم دلہ بقتلے دور بینی خانہ نشین رہے اعتقاد والدہ مدد امین خان
حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہو اتفاقاً چند سوارہ مصام الدولہ کے رفیقوں کے رفیقوں سے مکمل
ایچھا فاکہ مکان پہنچے تھے راستہ میں مرثون کے فرحمت کی اونہوں نے تیر دن سے جواب دیا اسی حال میں سواری
اعتقاد والدہ کی نمایاں ہوئی مگر چونکہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تھے مقیم ہو کر بہاگہ مردم بازار اور غازی وغیرہ سپاہ
بیکار و نام نہنہ کراؤس گردہ سے خیرات تھی قابو پاکراؤنگے مار پیٹ اور لوٹے گھسوت میں متوجہ ہوئے مرنے آئے
کہہ لے بعض تو شہر کا ایک بھرا را بی جا پہنچے اور بعض مع ستانہ نام سردار اور دو تین اور جانے داروں کے قریب
دہ ہزاروں کے قتلہا اور ایک گردہ زخمی ہوئے زربسار دنگہ گورن کے زین جو گہر سے ہاتھ لگا محمد امین خان
حسین تیخان کے یاس پہنچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئی انکی طرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لکھنؤ کے بادشاہ کے نصرت یابی کو پہنچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور سید صاحب قاتل
وارد معزول تو چنانچہ شاہی اور بہن براری مع دو تین ہزار سوار کے سعد الدخان کی بازبینی میں مکرکارا سوسے امیر الامار کو
رفقا اور لشکر خبر تلی عبد الدخان کی سسکتیریک تھا کہ مغرور ہو جاوین تاکہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر عیسوی
میونی اور امیر الامار کے حکم کے موجب رفقاے دلاور چاندنی چوک میں شاداب خان اور غازی الدین خان کے
مقابلہ پر گئے اول ہی جہا میں بان کے مدد سے غازی الدین خان کا قہقہہ روگردان ہوا اور ساتھی ہی سارے ہمارا ہی
گمراہ ہو گئے شاداب خان مع فرزند و لبند کے چورخمی ہوا تھا بچاے خود آئینا اعتقاد خان کی حرکت مدعو کی مگر جرات
ذرا کے قدم نہ بڑایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندھ کر پٹیا لود کی حماقت سے چند روز کا نچوک کے راستے کی کٹ گئیں
اعتقاد خان مع اپنے جمیعت اور انبوه مغلوں کے دروازہ الماموری کے درمیان نمایاں ہوا حسین علی خان کے آدمیوں نے
دروازہ تباہ کر کے فراموش کی وہ لالچا دراپس ہوا ہمنوا اس طرح دائرہ مورچی تھی کہ فرخ سیر امیر موہاٹ دیا نہ جلو س
رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہر خیز قطب الملک اور اجیت سنگ نے جا با کہ فرخ سیر برآمد ہو تاکہ انھما کو اس جواب کا کہہ کہ پھر دین مگر وہ نہ نکلا اور ہر
سنگامہ قتل نے دلاڑی پکڑی امیر الامار نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ منقریب ہوا کہ عظیم ہوا جاتا ہے جلد سے سرکار کرنا
جائے جو کہ فرخ سیر کے گھنے دین میونی لا جا قطب الملک کے قتل کی وغیرہ و مغل اور رحیم الدین علی خان کی نیت گری
سوجیلہ محاسن میں جاگے جیسے شیش اور گزگن بود دروازہ یہ نہانت کو اساتذہ تین دفعہ کر کے سچو کرنا شروع کی آفر زبرد
تو بچے سے شان ملا فرخ سیر کو بڑی ہجرتی سے نکالا اسکی بان میں لڑکیاں سب بیگمات نہایت اسحاق دلاڑی کرنے
لکین مگر اسوقت میں رحم کمان کشان کشان بیرون حرم لائے اور تیر پو لیمہ کے اوپر جاے تنگ و تاریک میں محبس کر دیا
اسکی ایام سلطنت سوائے حکمرانے سوز الدین کے چہ برس چار فیہ رہی بعض لوگوں نے اس سانچہ کی تاریخ کا ناہ یہ لکھا کہ
(نافع بن ابوالاعلیٰ البصامی لکھنوی ایک کتاب سے دیکھا اسکو نقل کیا)

شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجوئی ہوئی اسوقت کہ شہنشاہ تبرا شور و شریر ہوا تھا ۹ رجب الثانی روز چار شنبہ ۱۲۱۵ ہجری
کو ہر دن چڈھی شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات یہ خود رفیع القدر بنیہ و سہا و شاہ کو جو کہ اکثر خلف عالمگیر کی
دختر سے سب سالہ تھا قید سے نکلا کہ شہر والوں کی سرگتیلی کے باعث سے بغیر اس کے کو مام اور تبدیل عباس اور جنس

دنیایش اچھے اسی لباس سے جو پہنے تھا مالاسے مروارید بنیائے تخت نشین کیا اور اسے نقارہ تارا یا نہ بلندہ مونی
فقہہ و آشوب فروغوا الطینان ہونے لگا قطب الملک نے مع ہماراں خاص اور نرقاعے معتمدین قلعہ میں رہنا اختیار
کیا اور قلعہ کے دروازوں اور دیوان عام و خاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کر کے کل غلام خواص و خواجہ سرا
وغیرہ اپنے متوسلون سے مقرر فرمائے اول روز کی کیمہ یقین حرب تمنا سے اجیت سنگہ اور تن چند کے معافی جزئیہ کو حکم صادر
ہوا اور احکام امن و امان اور سجائی ٹھکانہ اور صوبہ داران ممالک محدودہ کے روانہ ہوئے اعتقاد خان کو خفت اور خواہی میں
مقدمہ کر کے اور سنگاٹھ اور مال و اسباب ضبط کیا اور اسقدر جوابدہت اور طلاقہ کے پانے سے امید دریافت و باخبران منیت
سختیاں اعتقاد خان پر ہوئیں اسطرح اور مواخراہان فرخ سیر کی جاگیرات سوائے جاگیرانی زریعہ فرخ سیر سنگہ رہ
بھی اجیت سنگہ کی دہجائی کو سجال رہی سب لوگوں کی نصیطی ملین امین منصب داران والا شہی ہو کر شہیاس رو پر پڑی
انقدر مابہرہ کے لوگ تھے و بعض جاگیر دار اور اکثر نامہ خانہ جو انکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ لوگری ہو حسین علیخان کے سرکار میں اپنا کھڑا
دفعہ دلا کر موافق شرح دیگران بھیاس رو پر لیا کرے بخشی گری، دم اعتقاد والدہ نعمت الدین خان کی نامہ سجال رہی اور
سیت الدخان بخشی سوم کے تئیں منظر خان مقرر ہو انظام الملک کو مابہرہ کی صوبہ داری ملی مرچہ بنظر کجھانی و درگمار
دہ ناسطو کرتا تھا مگر عنایت ہوئی اور سر ملندہ خان کو جو اس انقلاب سے پیشہ فرض ہو کر دہاؤس کامل کو کیا تھا اور
انجام کار کا انتظار کر رہا تھا و اس طلب ذکاوت سے نوخاست استقلال اور سجائی موبطلا کرخصت کیا مابہرہ کی فوج داری
اپنے بہائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو حاضر حضور اور میرخان عالمگیر کی کو جو اکبر آباد کا صوبہ دار تھا
صدر الصد و اور دیانت خان تائی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی
اور ملکی تھے ارباب عدالت ملک تن چند کے اظہر نایب کے تھے اور بہت خان جو قطب الملک کا محرم اور درم تھا
دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی تالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ سیر فرما کر اور دروازے صوبجات کے انظام
میں بنظر برہمی سرشتہ مند و بہت کچھ تبدیل و تغیر کیا مگر مابہرہ کی قاعداری و محبت خان ولد امیر خان صوبہ دار کا پس سے
بدل کر خواجہ قلی خان تورانی کو عنایت کی یہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو محبت خان نے ہر وقت آنے دکن کو حسین علیخان
کی ملاقات میں کی تھی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمد آباد کی صوبہ داری پر بجال تھا چاہتا تھا کہ نزع مطہ فی کہ فرض ہوگا مگر ناسطو

فرخ سیر کی وفات کا بیان

و طر سے سنایا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست دروخت بگردن راوی فقیر نے محمد و ن سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے
فرخ سیر کو قید کر کے کچھ فرما دیا تو کلایت جانی نہیں سہو بخائی ایک افغان کے اختیار میں فرخ سیر کو قید کیا تھا و ہدات
دن اسکی جنایت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے جاہار بامہا سے متعلق کے وسیلے سے اوچک کر کھجیا سے چند قدم

دوسرے کو ٹھہرے پر محبس خانہ سے دو جاہو بچا افغان نے لہجہ آگاہی تانی کے طرف نگاہ کرنا شروع کی ماکا با نظر ایک ایک شخص ستر دیوایا میں چھپ گیا افغان نے اس طرف دھڑک کر ہاتھ کھینچ لیا اور بیٹھائے کے وقت ایک لٹا خیمہ مارا فرخ سیر نے اس مذلت کا کوئی خیال نہ کیا ایسا سر دیوایا پر دے چکا کہ بہت گیا فوراً یا بلقیالی راہ کی اور فخر یا شہنشاہم نور محمد فرخ سیر کے کشتہ موئے کی علت ایسا و سادات سر لکھا ہے ہر چہ ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہوں تاکہ راجہ ثابت ہو کہ سادات کی بارسازی ہوئی اس زمانہ میں جب کہ بادشاہ کے قیدی ہوئے کو دو ہفتے گزرے اور ایک روایت یوں ہے کہ راجہ باجوہ سلائی پھیرنے کے بخوبی نور بصارت سے محذور نہ ہوا تھا غرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طبع راسخ سے اس قید شدہ میں بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعوین سے سعادت کرتا اور اسد غلام سلطنت میں تاک رکھتا کہ کسی جبار لہذا افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا جا بوسی کرتا اور اعلیٰ درجہ کرتے تھے کا وعدہ فرما کر انتشار کرتا کہ مجھ کو راجہ میراج سے سگسوالی تک پہنچا دے جسے اور بایا بلقیالی جان کی عداوت کرنے لگی عبدالمدخان سب باجوہ اور نون بہا یوں کے گوش گزار کیا کرتا آخر کار سادات و موصوف نے اس کی جان لینے کی فکر کی اور درمیانہ نہ کر کے لکھا یا بلقیالی کو ترہو اتبیری مرتبہ ثالث بالحق کا ساما ملہ اس معاملہ نے اتنا زور دیکھا یا سختی جان کنڈنی و شیش آبی اوس وقت اوں و دونوں برادران کے ٹکڑا چھری غرضہ کیا اور جو کلام الہی کی قسم ہوئی تھی ادھر لہران بار خاطر ہو کر سخت و سست کہنا شروع کیا کہ کلام اسد ایسے رویا یوں کی ستر کیوں نہیں دیتا اور اس طرح جناب احدیت صمدیت میں بھی زبان دزبان کہنے لگے شش مشہور ہر ماکا کہ کرتا امیر الامرا قطب الملک نے یہ گفتگو سکر حکم دیا کہ گئے میں پرہانسی ڈال دین جیوت گروں میں پہانسی ڈالنی فرخ سیر نے دونوں ہاتھ سے پکڑی اور قیادہ ہاتھ میر چنگی لگا جو دونوں نے ٹکڑی سے ہاتھ میر خوب مید سے لکھ کر تانا یا بعد جسرت و پاس اس و ہائی فانی سحر گذر اسے ہفتے بینی درین دیکر کس تا تا کا گذر کے کیمنفص بعض کہتے ہیں کہ بروقت جان کنی کے دو زخم چوہوں کے بھی مارے تھے لیکن جو کہ راقم میر التائزین نے ایک صامت گو مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت فحش ہے کی محض غلط ہے بہ حال بارہ بہرہ کہ لکھا تجھ و تکفین کر کے مقبرہ ہایوں میں تابوت ہو بچا گیا شہر کے کچے قریب تین ترا ورت و مر کے تابوت کے آگے گراں پیلے دریا الفین پیلے نہ زنان پیلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک سب الملک جو تابوت کے ہمراہ تھے رقت کسان روان تھے اکثر لوگ ان کی سوا یوں پرانیٹ پتھر کہتے مارتے اور گلیاں ساتے تھے اور ان کو لوگوں کی جڑ کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گزہ لچون کا اوس جوترو میر جمع ہوا جہاں کہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا تھا اور مولود کی جاس تیار کی اور تمام رات بیداری میں صبح کی مشیت انہر دی دیکھا یا کہیے کہ سعادت فرخ سیر میں کیے کیے صحابیات دیکھنے میں آئے جبکہ اس قدر عداوت تھی لازم تھا کہ اولیٰ ہی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قصور غصہ سے را کیا جاتا لیکن آخر وہاں کمان جاے اوسے بھی پہانسی لگانا نہ کرنا انکھ میں ٹکڑا اور ایسی ہی پہانسی

بہت کمین گین تھیں اور اس کا عرف ملا ہے۔ گندم اگر گندم سبزید جو جو نہ از کفایت مل غافل مشو نہ اور اس پائے
عمل میں سادات نے بھی پتہ لگا دیا کہ وہ پائے قطع عبارت خاشاک کی تمام جوئی القصد تہذیب سے چھوٹا باخراں اور
اقتدار و جواہرات و فیل و اسب سے اپنے اپنے کا رخ نامین شامل کر لیا اور خطر سے مناسب معلوم ہوا دونوں
بہائیوں نے قیمت کر کے باہر گرانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے برعشق تھا کچھو میں حرم سر اسے شاہی
میں جو جو حسینان صاحب جمال تھیں اپنے قبضہ میں لایا والد اعلم اس حال کے بعد بہائیوں میں بھی چندان
صفا فی نفسی پر چند خاصہ تھیں ایسی کچھ برائی تھی مگر ہر مومن کو کئی قدر اس راز پر ایک سے اطلاع ہوئی تھی امیر الام
بہ مقتضائے دانی اور شجاعت خدا واد کے کل باتو میں اپنے برے بہائی سے نفی و دہنو نہ تھا اس کا اقتدار
بسی زیادہ تھا کیا فرماید مانگتے تھے کہ نسبت سلطنت تخت اور ملک تان ہوا افسوس اس کی عمر و دولت
فرمانہ کی ورنہ نہ ہوتا جس کی آبر و برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کے بد اعمالی کی سزا ضرور تھی لاجرم ایسے بہر
امیر جلد گزر گئے

رفیع الدرجات کا راجت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے
گزرنا اور نیکو سیر کا خروج کرنا اکبر آباد میں

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تھا تین مہینے اور چند روز تخت آرا رکھ کر بروز شنبہ رجب کی اہتمام رخ کو جان بچی
ہوا و دونوں ساتھیوں کو کہ سلطنت کے مدار التمام تھے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بہائی تھا بادشاہ بنایا چونکہ
ان دونوں بہائیوں نے زمانہ قلیل میں رحلت کی اور نیز نیکو سیر کا خروج ہوا لہذا حال بخوبی معلوم نہ تھا لہذا
انتظام سلطنت کے واسطے کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تھوڑے دن
گزرے شاہزادہ نیکو سیر ولد امیر محمد اکبر نے قلعہ اکبر آباد میں جو کہ اس کے قید تھا قلعہ اراد و دیگر ملازمان شیعہ قلعہ
مذکورہ کی مدد سے خروج کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبر آباد کے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے
نصرت ہو رہے اور گئی امیر الام نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو تہوار لیکو جمع ارکان دولت کے ساتھ
اکبر آباد پہنچا قلعہ کچھ لیا نیکو سیر اپنے لوگوں کے ساتھ اور مدد سے جو کچھ کر سکتا تھا نہ تھا چند روز کے بعد
قلعہ شیعہ اور کچھ سیز خراب اور کچھ سہرا رازیان قلعہ وغیرہ جس فساد کے بانی ہوئے تھے سزا کو پہنچے اور دوسرے قلعہ دار
مقرر ہوئے اسی میں میں مرض اس سال جو رفیع الدولہ کو عاید ہوا تھا بڑا بڑا جب قطب الملک کے دو املا جو میں اتمام
کیا گیا مگر بہت دیر لگی تھی کہ فائدہ نہ ہوا اس لئے اس کی سلطنت کے ایام بہائیوں کی بادشاہت کے برابر گذرے تھے
کو اس کے گزرنے کے آثار یہ اور ہر ذرا قطب الملک اور امیر الام نے اس کی زندگی سے مایوس ہو کر اخیر شوال اور بقول دیگر

نجم الدین علی خان ایسے بہائی گو اور بقول دیگر غلام سلخان ولد سید خانجہاں کو واسطہ لانے رو دشمن اختر ولد نجم
شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنگی عمر شمارہ ہیں کی بھی بھیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے برابر گیا ہو
اور یہی نجم الدین علیخان محبوبہ دارشاہجہاں آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ
مذکور عمر الدین کے وقت سے شاہجہاں آباد کے قلعہ میں مع اپنے والدہ کے مسکرتا تھا یہ شخص نہایت دین اور
نوشہرہ تھا قبل ہونچنے رو دشمن انکو لکڑیاؤں میں رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے ہونچنے تک رفیع الدولہ کامرنا
ایک ہفتہ عشرہ تک چپار با اور رو دشمن اختر ہو گیا اور رفیع الدولہ کا نابوت خواجہ قطب الدین کے حواریں
موجب وصیت اپنے بہائی کے دفن ہوا

نوکیاوس ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہویں ذیقعدہ کو رو دشمن اختر قچو میں رونق افروز ہوا وہ اذیقعدہ ۱۱۷۱ ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے پر
سیر آراہو نام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کاپا یہ بنوا ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شاہ دیا نہ فیروزی
نجم لگے غلام ارزاں ہو انواب قہر سیہ حضرت کی والدہ نہایت دانش اور باشعور تھیں مقتضائے وقت دونوں بہائی
مدار المسام کی خاطر داری کرنی تھیں ایک خبیثے کے بعد لکڑیاں ساتھ دار الخلافہ سے لشکر میں آئیں پڑے جہان شاہ
کی نوکروں نے استقبال کرنا یا با اسنے مطالبہ ہو کر ممانعت کی کہ استقبال و کسار بلکہ ملازمت ہی ممکن اور کونش
کو ارادہ سے حرم سر کے دروازہ پر نہ آئیں مقرر ہو اچھے شاہ کے آثار سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکھن
چندرہ ہزار روپیہ نواب قہر سیہ کے ضروریات کے رف کے واسطے ماہواری مقرر ہو اور کمال بارہ اور نظارت اور عہدہ
داران کا انتظام ہوتا رہا اور خواجہ سردار خواص اور فیلیان اور مردم خاص اور بادرجی اور رکاب دار اور فراتش وغیرہ
سید عہدہ خان کے نوکروں سے منصوب رہے بہت خان بادشاہ کے تالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و
عام میں سادات کی طرف سے مقرر تھا رفیق و مدار کرتا تھا کوئی کام اور کئے خلاف مرضی نہ کرتا کسی کسی ایک دو مینے
کو سیر و شکار کے لیے کوس دو کوس لیجا کروالیں لاسے تھے القصد چھبیلہ رام ناگر محبوبہ دارالہ آباد کے طرف سے مقرر
اطوار نامہ اور دونوں بہائیوں مدارالہام سلطنت کو معاہدہ ہوا سے امیر لامر نے اس کے تنبیہ کا ارادہ کر کے آباد کی
طرف پیش خیمہ نکھلایا اور وقت چھبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی
ردگاری سمجھی مگر افسوس کیا لوگوں نے اس کے سیر پر غور کو نوک سان نیز نہ کیا یا مستغفب اسکے معلوم ہوا کہ اگر وہاں
چھبیلہ رام کا بھیجا اسے بیچا کے مارنے کے بعد سیراٹ آئیں ہو کر فرامی سیاہ اور استقام قلعہ میں مصروف ہے اس خبر
کرسنے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو قچو سے اکبر آباد میں لاکر تنبیہ الہ آباد کی شہر دی اور حکم دیا کہ دربار میں

پیل باندھا جاوے اور کس قدر فوج لطیف برادل کے مقرر ہو اور اس مہم میں میر جگہ کو صدر الصدور کیا لیکن رتن چند کل امور مالی اور ملکی بلکہ شریعین بھی اس قدر استقلال اور اختیار رکھتا تھا کہ کل مقصدیان بادشاہی بیکار تھے بجز اس کے کہ انکی مہر سے سند پہنچتی تھی کچھ دخل نہ تھا یہاں تک کہ فضاات اور ارباب عدالت کا تقرر بھی رتن چند کے برخلاف نہ ہو سکتا تھا کیونکہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو خطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت فضاے شہر کی قوطب الملک فرمائی جس شخص کے طرف متمسم ہو کر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیوں کا تجویز و تقریر کرنے لگا رتن چند نے گستاخانہ جواب دیا کہ راجہ جیو امروہ دیوی کے حق و عدت سے فراغت کر کے امور دینی کے انتظام میں مشغول ہوئے ہیں الحاصل لیکن فوج کی خبریں سنکر گروہر کا کھل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کے طرف سے عفو و تقبیر کی استدعا اور اٹھارہ لاکھ روپے کے اسدواری اور کئی سو بہارہ آباد نے بنیے میں ماونیز عطا ہونے سے نو بہارہ کے اسعہ بھجھ خطاب و منصب کے اور قرار آباد سے لکھنے کا بن فرغت سے بہانہ و توجہ چیلہ رام کے ظاہر کیا عرض اسکی قبول ہوئی سو بہارہ داری کا فائدہ ناز فضا بہادری کے گروہر کے نام صادر ہوا

دلاور علیخان کا راجہ بہیم کی مدد پر بوندی کے مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیر قلیخان کا واسطے اخراج گروہر بہادر کے الہ آباد سے

ملک بوندی راجہ بدہ سنگھ اور راجہ بہیم کا ملک بوندی تھا بعد ازاں بہیم جگہ اور تھانے سنگھ نے راجہ چتر سنگھ پر بہیم سنگھ کو لکھل دیا بہیم سنگھ امیر الامار کے وسیع کا خواستگار ہوا حسین علیخان بہادر نے سید دلاور علیخان اپنے بھتیجے کو مع جہتہ نزار سوار جنگ طلبکار کے راجہ بہیم سنگھ کے مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدہ سنگھ کے تہیہ کے بعد بافاق راجہ بہیم سنگھ اور کچھ سنگھ فرمودہ ماوہ کے سر پر بہادر دوسرے حکم کا منتظر ہو اور اس سبب سے کہ گروہر بہادر کے التماس پر دہلی میں نہ تھی حیدر قلیخان بہادر کو مع فوج روانہ الہ آباد کیا کہ گروہر بہادر بعد ہی کرے تو اسکی بغیر کرین حیدر قلیخان بہادر نے الہ آباد کو بھگے تدبیرات جرات میں کوئی دقیقہ اور شمار نہ کیا لیکن انجام کار گروہر بہادر نے سہی عدم اطمینان سے چند روز قلعہ خالی کرنے کے کافر زمین گذرانے اور چیر و فرجک اور قلعہ داری کے حیلہ میں اخیر مقدمہ رکھا حسین علیخان نے خود دریا بحر جن سے عبور کیا اسکی نوعیت کی خبر الہ آباد میں مشہور ہوئی گروہر بہادر زیادہ تر غلہ وغیرہ جمع کرنے میں مستعد ہوا اور سوا اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ ہو جی امیر الامار قلعہ کے دیکھنے سے کچھ تینوں طرف سے لگا اور جہاں محیط ہو اور گروہر بہادر ہر شجاعت سے خالی نہیں اگر بایا رہی کرے محاصرہ طول کو کچھ گا دڑا سی بات میں یہی مدت گذر گئی اور یہ امر باعث یہی امور غلیظہ کا ہو گا وہ دفع ہائیں نون میں دونوں رہائشیوں کے درمیان میں اکبر آباد کے چند فوجس کی اہت عباد اور ہمایوں و کھارم خورش آئینہ یانین سے ہونے لگے مگر رتن چند فرخوب اضافیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب التماس گروہر سہاؤ کے اور فرزند ہونا وہاں کڑھوڑ و فساد کا

اندون گروہر سہاؤ کی متواتر تحریکات صادر ہوئیں کہ اگر رتن چند آج مجھے عہد و چان کر سیدی دلجمی ہو جائے اطاعت شناسی اختیار کروں لہذا دونوں سپاہیوں نے انطفا سے فساد مناسب جانکر رتن چند کو نصرت کیا کہ آخر راجہ الہ آبادی کو مع فوج لایق روانہ الہ آباد ہو اور جب معمول ملاقات کے دونوں نے باہر گئے بعد تقسیم سری لنگا جی کے مقبوض کیا اور وہ کی صورت پر مع فوج باری قدیمہ صوبہ مذکورہ کی گروہر سہاؤ کو تفویض کی اور اوایل ماہ جمادی الثانی جلوس محلہ کو قلعہ الہ آباد خانہ ہو کر آیا اور دولت کے ہاتھ لگا اور رتن چند واپس دیلی نوبتون کے خدمت میں جا پہنچا

شروع فتنہ آصف جاہ اور بیباہونا مساعت کا درمیان سادات کر

جیسا کہ ذکر ہو انظام الملک صاحب مالوہ میں جا کر متعلقہ ہوا ملک کو مقصد سے صاف کیا چونکہ امیر الامرا حسین علی خان کو بیب اسلمو نے ملاقات کے بر وقت آنے دکن کے مرحمت خان سی ملالی تھا بعد فتنہ اراپالے کے مرحمت خان کو قلعہ اری بانڈور سے حریف کیا اس کے عوض خواجہ قلیخان تورانی کو ماسو کر کیا مرحمت خان نے بعض مائے بطلہ فی رزگار سپہ دگی قلعہ میں جیل جوئی کی خواجہ قلیخان حضور میں شاکھی ہوا سادات نے مرحمت خان کے وکیل کی چشم نمائی کر کے کہا کہ مرحمت خان کو لازم ہے جلد قلعہ کو خواجہ قلیخان کے سپرد کرنے نظام الملک نے مرحمت خان کو جھماکے کر قلعہ خواجہ قلیخان کو جو الہ آباد دیا چونکہ مرحمت خان کو بیب امیر الامرا کے حضور میں آنا میر تھا اور نظام الملک اس کے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اپنے پاس طلب کر کے باغرا تمام نگاہ کرما اور انہیں دنوں میں حکم ہوا کہ اس تختاب کے اہتمام قلعہ لگا لاجائے فتح جنگ نظام الملک نے حکم کے صادر ہو ہی مرحمت خان کو مع فوج شایستہ اس خدمت پر روانہ کیا اور مرحمت خان نے خدمت جانفشانی بجا لاکر قلعہ کو مستحکم کیا باوجود اس خدمت کے بھی غوجہ راجہ سہاؤ فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کر کے صوبہ داری مالوہ کا بندوبست اس کے سپرد کیا اور مرحمت خان نے صوبہ داری میں نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چنانچہ فتح پر گئے چند سیر میں مقصد دن کا بجا و تھا اور انکی تفتیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ مرحمت خان نے جمعیت بسیار لوکر رکھ کر دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ عہد والدہ الدولہ کے ایام سے جو محمد شاہ کے کسب کسبی ترکی زبان میں لنگا و کرتا تھا بہت کثرت سے سیاہ مرحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول بہوجب انہیں دنوں میں حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے ہو چکا کہ غار ارادہ ہے صوبہ ہند دکن کے بندوبست کو صوبہ مالوہ میں اقامت گزین ہن تم چار صوبہ الہ آباد و بیباہونا و ملتان سے جس جگہ منظور ہو لکھو تو تمہارے واسطے تجویز کیا جائے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز ہونچے دلاور خان کے مع فوج اور رفاقت راجہ بہیم اور راجہ بھنگ

کی سرحد موبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سنا کا ہوا تھا مگر راجہ اور جواہر بین چپ کھلتے تھے کہ اگر یہ شہر عنوان میں درج کیا ہے سن ہو فانی ہم کو قانیہ خورم قسم نہ سن چون شہنائیم شہنائیم خورم قسم نہ امیر الامرا و قطب الملک مسنون مذکور کے دیکھتے سمجھ گے اور نظام الملک کے وکیل بکر کو غوث میں بلا کر کھلتے تھے قلعہ اور اسکا قلعہ خانی میں کو

نظام الملک اور سادات کے سدا کر فاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے لشکر کو خیر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیزادشاہ کا نہائی اشرافہ میں امین خان کے درخت پہونچا ہوا جانے کی مشورت یہ ہوئی کہ بغیر ہندوستانی تخت کر کے لڑنے کو آمادہ ہوں لہذا انھوں نے ہندوستان کے دو حکمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو لکھنؤ اور مع خدایہ اللہ جہان و رحمت خان و رعایت خان وغیرہ ہوا خواہاں جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی ۸۵۷ھ ہجری کو نواح سرسوت سے دکن کی طرف توجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرا فی دلاور علی خان اور اسکو حکمرانی دونوں راجہ کو تعاقب کیا اسلئے تھوڑا دیر یہی لکھا اودھ کے فاعلہ کو تالیف و ترغیب جاوہر نصب کر کے اپنا رفیق بنا دین

عبد الصمد کی فتح یابی حسین خان خلیفگی پر اور اس خبر کا مشہر ہونا

حسین خان افغان خلیفگی میں قصبہ قصور کا پٹنہ دونوں سے شکر کش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر تصرف ہو گیا باقی ہو گیا تھا اور اقبالہ و صوبہ واری عبد الصمد خان بہادر دلیہ جنگ سے گردن کشی ہو کر دوسو مع عامل با شہابی کے میدان کر کے شہر جی گھر فی لکھنؤ قطب الدین خان نام حامل صوبہ دار کو قتل کر کے اسکا مال اسباب و خیرات لوٹ لیا اور اٹھ ہزار سوار سے لکھنؤ تاج گروہ نواح کے برائے ہوا عبد الصمد خان نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کر کے غرضتہ کیا مگر ایک چوبہ فی کے چوہا چور سے قتل ہو گیا یہ سے دونوں لشکر صفت آرا ہوئے عبد الصمد خان نے گورکھ پوری خان جیشی کو ہراول کیا جانی خان اور جواہر رحمت الصمد خان اقبالہ دلاور کو جانب راست اور خلیفہ علی خان براہو خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کی طرف اور خان الطلاق عارف خان اسپہ سالار کے قتل فرمایا یہ فوج طرح کر کے آراش کی حسین خان نے بھی مصطفی خان اپنے بیٹے کو ہراول پر مع رحمت خان اور سہیل خان کے مقرر کیا اور جو سعید خان وغیرہ افغان مامی کے ساتھ صف اور اہل ہجر و شروع جنگ اور ہاسے ہوئی تو بے شک کے تو چنانچہ ہر جاگرا و بان سے ہر کو کو ہراول خان ہراول کو جنگ و عارف کر دیا کہ ہر قوم قیام کی فوج شہر ہوئی حسین خان و تین ہزار سوار جو ان سے افغان کے قتل میں مصروف ہو عجب دلیری کی زور و زور و دہوئی ہماری تو کچھ حفاظت افغان کے کو کر کے بہا لکھنؤ لکھنؤ جو تیر لکھتا تھا دشمن کے دل میں جا بیٹھا تھا مگر اٹھ مصطفی خان جو مخالف کا ہراول تھا تین افغان کے گوشہ عدم کہ دس ہزار حسین خان چند ان افغان سے ملتے ہو کر عبد الصمد خان کے مقابل جا ہوئی عرصہ کراڑ جنگ ہوا اکثر ہراول اس کے بہا کی جرات لڑ لیا ہوا لکھتے ہیں کہ عبد الصمد اپنی ذرا بی فوج تھا اور کتا کراہی

خواجہ کتب پوسٹا ہنسک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ میں جانی خان اور حفظ علیخان نے تردوات نمایاں کی اور اغرخان فراہم وقت اور سکی کمر چوٹ کی اوی حال میں حسین خان کا فیضان مع سیر و مرشد شاہ ہنسک کے مارا گیا اور محتاقب کا گورنر حفظ علیخان کے ہاتھ سے حسین خان کے جیانی یہ لگا لگا جان بچی تسلیم کی عمارت میں لگ گئی اور اسی عہد الصد خان نے قیام پائی خوشحال ہو کر ہر امیون کی مرعات فرمائی اور اغرخان کو فیصل و خجہ و شمشیر مع اضافہ پانصدی اور دوسو سوار کے خدمت کے اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہو کر عہد الصد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا۔

نظام الملک کا حدود دکن میں پہنچنا اور قلعہ اسیر اور برہان پور کو قبضہ میں لانا

نظام الملک نے جب غم سرکشی کیا دریا سے زبردہ سے عبور کر کے گدرا کر پور سے اور قلعہ اسیر کے نہاری طالب خان قلعہ کے صلاح موجب بلوغ انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے الہ شاہ نے برسوں کے محاصرہ میں تیج کر یا تھا اور بالفصل اسیر الامرا کے حکام یہاں مامور تھے عطا سے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کر کے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بھی قبضہ میں آیا عوض میں خان صوبہ دار برہانپور و خراج اور شجاع اندر شجاع سامان عمدہ کے نظام الملک کی مدد کو آہو پنچا اور نہر باس درم روٹ ہو کر راجہ ساہو سے مخالف تھا وہ ہزار ہا اسیر نظام الملک کی فوج میں لائے ہوئے اور بعض رسیدار وغیرہ اس نواح کے پہنچ کر موافق ہوئے اور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک کا پرورش یافتہ تھا حق ملک فراموش کر کے بے اس کے کہ عالم علیخان برادر راجہ اسیر الامرا کے حضور میں ہوا صاحب صوبہ کلہ مالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سکر جرات حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت میں آگیا مرتبہ لوگ جو چوتھے کیونے جابجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بہاگ کر سروراون ہوئے اسی ضمن میں سیف الدین علیخان کی والدہ مع جوہر و جوہر پنچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہنچی تھی نظام الملک کے بہائی نے اطلاع پاکر اصلا اسکی آبروریزی کی فکر کی اور اسکی مان نے اس کے اقتدار کو نکر پیغام دیا کہ اگر زور و جہاں کی طمع ہو بیچے گا غدارا حفظ آبرو کیجئے اسے جواب میں حرب مناسب عرض کیا اور محمد علی بیگامبر کو عطا سے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکوں کو سیوہ جات وغیرہ بھیجے اور دوسو سوار عہدہ کر دیئے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہنچا دین اور پوچھے اس خبر کے امیر الامرا نے دلاور خان کو جب نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہو انتظار مضرب دلاور علیخان کی کمرے تھو اور تن چند بمعانیہ چند و چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر

حسین علی خان راضی نہوائے

محتوی خان کی شومی کردار سے کشمیریہ میں آشوب فساد برپا ہونا

لاعب الہی کشمیری جو کہ محتوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتوں سے وہاں کے منور کے ساتھ شصتھے پیش آنا اور عداوت

رکھتا تھا اب کہ گردش روزگار نمودار ہوئی مسلمانان اوباس کو اپنا رفیق بنا کر چلنے لگے ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ کشمیر اور وہاں کے قاضی کے پاس جا کر تکلیف دی کہ اہل ہندو کو سواری اسب اور کٹر اپنے ساتھ اختیار باندھے اور سیہ باغ اور ایام مخصوصہ میں کے فضل سے مانع ہوں انہوں نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور آباب شرع کے حضور سے ملے ملک محروسہ کو ہندو کے نسبت صادر ہوا ہو ہم ہی اس کے مطابقت یہاں کر سکتے ہیں محتوی خان قنبرہ راجہ سیہ باغ اور ایام اوکھنوں کی اعانت سے جہاں ہندو کو بایں ہزاروں شرارت سے پیش آیا الیکر دز صاحب رائے نام ہندو جو کہ کشمیری ہندو نہیں مغز تھا کسی باغ کی حیر کو جا کر جہاز زار دران کو کہا ناگھو اتا تھا وہ مغد جا کر چاروں کے مارنے اور تہہ برف میں متوجہ ہوا صاحب رائے مع چند نفر کے بھاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب رائے کے کپڑے چنگا دیے اور تمام مجاہدانوں کے گھر وین گنگا دی اور لوٹ چالی جس کسی ہندو مسلمان نے معانت کی مجروح اور قتل ہو کر بعد از ان اسطیور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گیسر یا انیٹ پٹھر تیرہ ندوق کے مارد ہاڑ شروع کی میر احمد خان ایک رات دن برابر گھر سے نکل لنگھتہ بی شکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کر کے اتفاق میر شاہنشاہ بخشہ بادشاہی کے سوا رہ کر اوس مسافر پر چڑھ گیا اوسنے بدستور اوباشوں کو جمع کر کے مقابلہ کیا اور دوسرے چند شوہنچوں جس میں سے میر احمد خان نے عبور کیا تھا جا کر جلادیا اور ہر وطن مارا اسکے رستے جہر سے میر احمد خان گذر رہا تھا جلادے اڈو کا بڑا اور گھروں سے انیٹ پٹھر تیرہ ندوق جلانے لگے اڈو کے عورت ہی جو کہ باقی تہین سکانون سے پیکیک مارتی تہین ٹپڑا ہوا ہو گیا اس ہنگام میں سیدولی خواہن زادہ میر احمد خان اور ذوالفقار بیگ نایب چوتہ کوتوالی وغیرہ مجروح ہوئے میر احمد خان پر چونکہ نہ پیچ جانے اور نہ لگے بڑھنے کی راہ پاتا تھا نہایت تنگ وقت نمود ہوا کہ آخر کو لاچار رہی اور غیرواری کر کے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گھر پر دباوا کر کے صاحب رائے کو مع ہماریوں کے باہر نکال کر کانٹے اور جھنڈے کیا بلکہ بعض کے قطع آلت ناسل کر اوسے اور قید میں رکھا دوسرے روز اوسے ہنگام کے ساتھ مسجد میں آیا اور میر احمد خان کو نہایت سے مغزوں کی کے اپنا لقب و نذرانہ اور حاکم مسلمان مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پیچھے تم احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ باغ غصہ تک معطل رہا اور نذرانہ خان حاکم مسجد میں بیٹھ کر اجلاسے حکم اور انصاف مال مقدمات کرتا تھا جب حضور میں خبر پہنچی مومن خان نجم الدین کو نہایت کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کو آخر میں کشمیر سے تین کوس پر پہنچا محتوی خان و نیب دار جو اپنے ناشائستہ کاموں سے منفعیل اور ہر اسان تھا بعد ازاں خان سے جو شاہیروں میں تھا اور اسکا دوست تھا جا کر مع دوسرے چاروں سال کے کہا کہ تمہارا سونے و چنڈہ فضلہ کے رفاقت کا خواستگار ہوں تاکہ استقبال کو جاؤ خواہ مذکور نے صلاح دی کہ اول شاہ نو زبان بخشی کے مکان میں جا کر غنہواہی کرنا چاہیے کہ یہاں خان کے لائے کچھین کے محتوی خان نے بخشی مذکور کو گھر کی راہ لی وہاں بخشی نے حملہ جاری کیے لوگ اپنے مکان میں چھپا کر تھے کہ بروقت و منت کام کرین جب محتوی خان

پہنچا دوین مانوں کے بعد بخشی کسی کام کے جیلہ سے اوٹھ گیا پوشیدہ کوگون پر چب یہ موقع ظاہر ہوا لاکھراول و نیدار خان کو رو برو اس کے مارے پہراوسکو ہی غلب زندگی سر رانی دی دوسرے روز اسکی سپید کاروں نے بوجہ چلاو جادی پل میں چشمہ پر پادشہ تین ہزار آدمی اس محلہ کے مارے گئے لاکھوں کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی غنیمت ہوئی قاضی اور بخشی کے گھروں پر جاہو بچے بخشی تو رد پرش ہوا اور قاضی جی بھی مرتبہ بہاگ گئے باغیوں نے اینٹ پر اینٹ بجادی ہوسن خان نائب حضور نے ہونچکر میرا حمد خان کو یہیں آباد کر دیا اور جاہا پادشاہ کاران کشمیر کے ساتھ موافقت پیدا کر لی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے ٹکرا اور انجام کار شکست کمانا

جب دلاور علی خان برابپور سے چودہ کوس پر پہنچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بنا کر روانہ کیا اور خود بھی مع عوض خان وغیرہ کے برابپور سے لشکر اس تعداد میں کہ بروقت غیاث خان کے مدد کر کے جاٹھراجب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا اور بموجب حکم نظام الملک کے تو بچانہ دستی اور تیرہ جن توپوں میں چہرہ بہرے میں اپنے متحدہ بہادران کے ہمراہ مال میں بطور مناسب مبتلا یا دلاور علیخان بمقامے شجاعت واقعی اور جہالت فطری کے جو اکثر عوام راجہ میں سے گیارہ ہزار سوار ہمراہی اور نیز فوج راجہ نور علی راجہ بہمن گاراجہ گج سنگ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہو کر صف آرا ہوا اٹھین سربان اور توپ کی شرتیزبان ہوئے لگین غیاث خان مردان کین گاہ کے پیچھے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے آئے کھڑا تھا آخر دلاور علیخان کو تو اس گمات سے آگاہی نہ ہوئی چند قدم جا کر وہ قہقہہ لگا کر اڑا اور ہمراہیوں کی ساتھ تو بچانہ کین گاہ کے برابر جا پہنچا مرد کین گاہ نے پایداری کر کے یکبارگی توپ اورندوق دستی فیر کی ایک سے فیر سے جمع کثیر خاک ہو گئے جو پیچھے گئے تھے اس حال کے دیکھتے متزلزل ہوئے بارود کے دھوئیں میں روایا کر کے سب کے دلاور علیخان اور دونوراہہ چارپانوسواست شہر سے چونکر راہ نامہوار اور رو برو تو بچانہ تشہار تھا گھوڑے ہاتھی کے قدم نہ اوٹھ سکتے تھے اسی عرصہ میں اکثر باہرہ اور راجہ تیرہ اور دوست محمد خان افغان بھی نام ونگ خاک میں ملا کر بہاگ بچے بچلے نصیب تو جواب دے چکا تھا بہادران نامی کی بہادری کو یہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اوجیت با بچانہ کے اسی سیدائین ہونڈ فٹا ہوئے یاوری سخت اسے کہتے ہیں نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شاہیانہ بلند آواز ہوئے شہر میں لوٹ کر عایاے خاندیں کی دلچسپی اور لشکر کی تسلی کی موجود کو مہم نواز شہ سے جنگ کیا اس اختتام سے بادشاہ اور محمد امین خان مع والدہ وغیرہ باطن میں خوش ہو کر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نیت ملاں پڑا اپنے چارہ کار کے فائزین اسیر ہوئے کسی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر وکن جاویں اور نظام الملک

فی مانی کرین کہی گئے کہ امیر الامراء متبارک و تبارک ہو کہی یہ کہ بادشاہ امیر الامراء کی سواہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ میں شور و غوغا کہی صلح کرنے کی راہ ہوئی تھی کہ تعلقان امیر الامراء کو دکن سے طلب کر لینا چاہیے اور اسے بعد بتا کر کیا جاوے گا محمد امین خان کے بارہ مین کہی قتل و قید کی شہرت ہوئی کہی رقیق و مدار کیا جاتا امیر الامراء چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل کرے قطب الملک چونکہ اس سے قول و قرار کرتا تھا لہذا مانع آتا تھا بلکہ ایک دوسرا کہی دکن کی جان کے ساتھ میری جان ہے بہر حال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکہ مارا جاتا بہر حال انہیں دہ نو مین واقعہ ۱۲۲۴ھ رمضان ۱۱۳۱ھ ہجری روئے جو کہ جبکہ اکثر لوگ نمازین مصروف تھے عجب طرح کا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجان آباد اور دہلی کی گریزین نو مرتبہ زمین و عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی فوج رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیوں کو خوف سایا تھا بعد مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ تو قوت ہوا چار یا پنج مینے تک کہی کہی لرزہ سا آجاتا تھا القصد مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعد کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجان آباد کو لیا دین اور حسین علیخان مع مردان زرم آرماء کے روانہ دکن ہوں اسی عرصہ میں پیر محمد امین خان کے ساتھ بسبب دراندازوں کے منافقت و دریش ہوئی چند روز تک گفتگو و غمایت بلند رہی یہاں تک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادر دکن کے منظر مرک مسلح بیار مارا کرتا تھا تا کہ رنج کدورت ہوئی باہر سخت سوگند دین سے اور ارقاقت ہوا ایسا عہد ہو کہ پیر محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہو گا کہتے مین کہ فوج دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال ظالم علیخان بہادر سے حاوی اور نظام الملک سرخجام کار اور دستہ جرمطان اور تغیب اور تحریکس مردمین مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بھگایا اور خان ناہق شناس سادات کا حق پرورش فراموش کر کے نظام الملک سے جلاہا یہاں پہنی نہشت باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکھا کہ بہر نظام الملک فریخان قوت نہیں بکڑی جلد ہو گئے وقت فرصت ہاتھ سے نہ گئے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتھ لگا اور فریخان کی عزت خاکین ملگنی جلد خرابے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان مین مع فوج قریب بچیس ہزار سوار کے جلاہا مین بارہ تیرہ ہزار سوار مرثہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کندو ہار یاد نکرا جی ملہا روغیرہ سرداران مرثہ جو کہ مرہون احسان تھے ہمارا ہوئے اور بعض امراء مشہورہ و مکن بھی ظاہر ہی اطاعت کے روئے سچے ہمارا ہوئے القصد مکمل فرما دیا مین جو صوبہ خاندیس اور بالاکساٹ اور گنگ آباد کے مابین واقع ہے ہمارا فوج مرثہ حسب ضابطہ خود دیہات کی لوٹ مابین منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ امیر مین روانہ کر کے عالم علیخان کی لڑائی کو آبادہ ہوا چونکہ دریائے پورنا جو کہ ہریانور سے ۸۰ کوس پر واقع ہے نہایت طبعانی مین تھا اور مین توقف ہوا نظام الملک عومش خان کے رہائی سے شہرہ کوس مابین جانب سجیایا بلکہ بلاتاخیر ہر رسم ملتا بارگاہ عالم علیخان اس مجبور سے آگاہ ہو کر قبالہ کو متحرک ہوا اپنی دست برد کو پہاڑی پہنچدئی کر گیا نظام الملک کا لشکر کمیز کر سونچا کرنے لگا ایک کو تار تار برباد کیا تھا دوسرے مرثہ محیط تھے چند روز تک نظام الملک سے لشکر مین

نظم کی گرائی اور کیا بی نظام ہوئی اور میرے سیر و ہنگامہ میں چپاؤنی کی لڑائی کیے جاتے تھے عوض خان اور مرثیہ جو نظام الملک کو فریق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھ جھگ کنان اس موقع کا جو بیان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھ لگ کر آتا تھا قبلالوچا پہونچا اور وہاں پر موقع ملوچا لکھنؤ کا کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر بایں پنجون سوال کو نظام الملک کے مقابلہ میں پہونچا مشہور خان اور غالب خان و لدہ رستم خان و کئی کو بہاول کر کے امین خان بہادر خان عالم اور عمر خان سپی عم داود خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور فرید خان دیوان اور مہدی خان اور محمد علی بیگ کی کشت پناہی فرمائی اور فائیت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان و علیہ و ولدان نامی اور سرداران گرامی کو ہمیں دیا زمین جنگہ و یک تو پناہ کو بجائے شہادت لگایا دس بارہ نہر سو اپنا وہ کرنا علمی رو بہ دیکھ فیضان مست غرق تملین کو تو پناہ کے پیچھے بفر کیا چونکہ جوان نور سیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کہیں گاہ مقرر کی تھی اور اسی کے پوچھا سے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکریہ کی اور بلا میں گرفتار ہوا سچ سے بے پیش آئی ہی وہی کوچہ کو پیشانی ہے نہ القصر راہ ماہ مذکور عرصہ کا راز اگر ہم کہیں یہ نظام الملک فرماتے خان بہادر کو بہاول کر کے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبدالرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور دراب خان اور کامیاب خان اور عیاش خان اور قادردا و خان اور اقتصاد خاص خان اور ولی خان اور رفیع اللہ خان اور نور خان وغیرہ کو مع جند راہان کے سمینہ اور مسیرہ یہ تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قتل میں آیا اور زینت مرثیہ کو مع بعض زبید اردن کے پیشگاہ میں چھوڑ کر فرنگیان مخالف کے فوج میں دفع کرنے کے حکم دیا اور تو پناہ دیوان جو کچھ برہائی میں تھا اور جہد رقاعہ اسیر اور بہا پور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول در تو و سیاہی لگا رات کو گوشہا سے نخی میں واقعہ ہمیں دیا رگگادیا اور دلاور ان معتمدین کو نچہ چہرہ وار توپ اور باران کر کہیں گاہ میں گھر کر دیا اور خود ان کے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی مشہور خان بہاول دس بارہ نہر سو راہی سے نظام الملک کے تو پناہ شہر بار نہر جملہ اور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی بارہ میں نہر اردن بارہ اور کئی خاک میں غلج مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کو کشتہ دلاوری کر کے بہاول کے مقابلہ میں جا پہونچے عالم علیخان کی فوج میں عجب طرح کا آتیا عالم علیخان اپنے فوج کی سرانگی دیکھ کر مع عیاش خان ہمنشین کے مدد کو آہونچا حملات بہادرانہ سے نظام کی سپاہ یہ عرصہ تنگ کیا فوج مقہور و گردان اور اسکے نقاب میں عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا لکھنؤ مان ہوشیار ہا ہاتھ سے چوڑی اسکے پیچھے کا خیال نہ رہا جلد جلد قدم بہرہ آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے تو پناہ کہیں گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگمان اور دہر سے کیبارگی بان اور توپ چہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی اور دوم

برائے آگے چلائی گویا موت کی پہلے اوندائی چہرہ کی پوچھا ہے موسیٰ دہانوں پر سے لگا بعد دفع تاریکی معلوم ہوا
کہ امیر خان ہر اول اور غالب خان اور شہرستان و درجہ شرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور مٹھی خان اور محمد علی خان
وغیرہ جانا کر مجھ پر متوکل اور انیسویں پیلو کا کار کا سلطان بن عالم علی خان بہادر جو دھرم و جی چند بہادران جانفشان کو
ساتھ ساتھ قیام الحال رہا اور وہ دم آگے کو نہرستان آتا تھا اور موت میں اختصاص خان خیرہ خان عالم اور محمد غیاث خان
جسکی ایک اکاٹھ تیر سے زخمی ہوئی تھی جبارت کرتے ہوئے عالم علی خان کے رو برو ہوئے اور دیگر
سواران نظام الملک بھی جو ان سے قربت رکھتے تھے مدد کو پہنچے عجب طرح کی زد و خورد ہوئی آخر کا انتقام خان
نزد و تلوار کا ہاتھ مارا کہ سر جو ست عالم علی خان کا ہاتھ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش
مستواترہ و زید و جون پرست خان کی بھر پور فوج جنین اور خیش فیل و اربابی گھوڑے والے اور پلادہ سے تھر تھر ہو کر شہید
ہوئے سنکر اچھا رنجی معینہ نہ دیکھ کر گرفتار ہوا اور عمر خان بہادر زادہ داد خان اور امیر خان بہادر خان عالم
جنہن نے دو تین لاکھ روپیہ اور تین چار ہاتھی اس معرکہ میں خان مروج سے لیے تھے بروقت مقابلہ کر لیے جیسا کہ
مع بعض دیگر اتفاق پیشہ کے لشکر نظام الملک میں بھی ہوئے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ چوکر و میروان سے بچا نظام الملک
کو قیدی اختیار کیا اس امر کی میں کوئی نامی سرور نظام الملک کا آفت جانی میں امیر ہوا چند فوج مروج ہوئے
تھیں مروج طفت و عمارت سے بچے گئے ہوئے اس خبر کے سننے سے جبار رنج و غم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان
سہو بہر ہے خصوص امیر الامرا کے جگہ میں کاٹنا سناغش کرنے لگا ایسے ناموس کی فکر سے جو دکن میں تھی نہایت
سترو و تھا سہفتہ بعد خبر ہوئی کہ حسین علی خان کے قبائل کو مع مال و اسباب کے قلعہ وارد دولت آباد نے قبضہ ہو چکا
فوج نظام الملک کے قلعہ میں گھیر لیا تھا اور باجوہ و محال از روگی کے جو حسین علی خان سے رکھتا تھا لازمہ غنہ ای
کی مراعات کی اس خبر سے کسی قدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوئی اور تیز اسی جلدی میں خبر ہوئی کہ مبارز خان مہو بہادر
حیدر آباد اور ولاد خان جو باہم ہر طرف میں سات ائمہ ہر اسوار سرفیق نظام الملک ہر مہین

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحیات کا بیان

انجام کو یہ صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت پر دارالخلافہ میں رہے اور حسین علی خان بادشاہ کی خدمت
میں باکڑ نظام الملک کی مہر کرے جب یہ غم باخبر ہوئے امیر الامرا نے مصوب سی محمد خان ولد اسد اللہ خان کے زریعہ واز
ہیجہا دعا و ان تہدہ انسانی اور بارہ کو طلب کیا تاکہ قریب بیچاس ہزار سوا قیدی کو رکھ کر حکمران بادشاہ اور فوج شہازی اور
راہبہ وغیرہ اور توپ جہان آشوب اور گولہ انداز قنداوست جہاد ہی آخر سوال کو دکن کو جانب پیش نہیں نکلا اور وہ امیر الامرا کو بچ کر
الکھ آباد و محروس کوں یہ مقام کیا چونکہ اس سرپرکار ہی تھی امیر الامرا نے چند امور صریح بر خلاف کیوں چنانچہ اوایل ذیقعدہ میں

سیر النعمین کی خدمت میں خانجہان سے لیکر حسین علی خان کے اقربا میں تھا حیدر قلی خان کو دی اور ۹ ذیقعدہ ۱۲۲۶ھ کو محمد شاہ نے اکبر آباد سے کوچ کر کے قین کوں میں جا کر مقام فرمایا اور سید عبد اللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی خصمتی پندرہ ذیقعدہ ۱۲۲۷ھ میں بادشاہی تھا قطب الملک جاتہا تھا کہ ابی فرغ خصمت ہو حسین علی خان راضی ہوا چاکر کوں سے رخصت کر دیا اور اسی مہینے کی چودھویں تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ کو ہلکے کچھو کچھو میں منزل گزین ہوا اور تین جاو مقام واسطے سرانجام جشن مجلس کے فرمائے قطب الملک نے مع حامد خان عمومی نظام الملک کے اوجید اللہ خان اور غازی الدین خان غالب جنگ اور بہرام خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امرائے بے پرواہ کے وہاں رکر ۱۹ کو شاہجہان آباد کی راہ فی اتنا سے راہ میں محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور غمیت شرکت بادشاہ اور قید رسی ظاہر کر کے پچاس ہزار روپیہ علاوہ چھ لاکھ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوجہ ہجری تھے لیکر انہی راہ لگا شرکت کا قیام سہا تہ تھا

مار لیا ناما سیر الامرا حسین علی خان بہادر کا اثنا سے راہ دکن میں امرائے زمین کے مکر و فریب سے اور زوال دولت باہر یہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوں پہنچا اسیر الامرا حسین علی خان بہادر اور غیرت خان سہا سہا بے خان مذکور اور زوال میں علی خان بہادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن حیدر کے شفق سے جو نہایت اضطراب میں تھیں ان سے مطلع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو حیدر خان اختیار نہایت نشان سادہ کا ہو اس سے جو نظام الملک کے اور اعتماد والد کو رشک ہو اور وقت سادات کی فکر میں رہتے تھے اور محمد امین خان فی بادشاہ سے ہر وقت فرصت زبان ترکی میں اہانت حاصل کی نظام الملک کو شورش برآمدہ کیا اور اسکی کوشش کا اثر علی خان اور دلا و خان پر گذر جب محمد امین خان فی امیر الامرا کے نظام الملک کے استعمال پر کیا نہایت اپنی مذلت اور خصوص تو ان کوں کی بھی اور یقین تھا کہ وقت مقابلہ امیر الامرا فتحیاں ہوگا لہذا سی حکمین موزن شب جہا تھا کہ امیر الامرا کو اتنا سے راہ میں غافل پاکر مار دیا مگر یہ موشاورہ سے کی آغوش بغیر ممکن تھا کہتے ہیں کہ میر محمد امین المعروف سعادت خان جو سادات میثاق و ترکانی میں تھا اور جسے محمد فرخ سیہ میں محمد مفت ہزری حاصل کیا تھا عبداللہ شہزادہ بیانی کی فرجباری یہ جو محمد صالحات اکبر آباد میں سے مقرر ہوا اور وہاں زیادہ سیاحہ فرامہ کی اور سید محمد علی خان سے مدد کی وہاں کا بندوبست کیا اور سر کوئی مخالفین کے بعد وہ میں افتادہ آیتوں سے مضمر ہوا اس سے پہلے کسی ایسی ہنگامہ ہوا کہ محمد شہ کے تھا محمد امین خان نے بجا سے ہرچہ او ستر ایام از دہ مہر کا باہر گریہ جیر خان کا شہر ہی سے جو قوم جہا اور بسبب میر شہتیری کے میر کا خطاب رکھتا تھا اور خواست سلطان کی میر مذکور نے جو نہایت دیباگ اور ہر شجاع تھا قبول کیا تینوں دنیا طلب محمد ملازم کو باہر گریہ سے بجا اور صلاح کی کہ کوئی

کے لئے اس وقت قلیل جمعیت قوم مغل محمد امین خان کے برابر بیویوں سے اس کو سیکندرمردان مسعودت خان کے کمال
فنا ہی میں تھے حیدرقلی خان جسے حسن بایققی سے لے کر کے واسطے مردم توپخانہ کو مسئول کر رکھا تھا عین آنشوب و دستخیزان
ابلیزخان بشارت فرما کر کہ وہ بشارت مسعودت سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردوسہ اور توپخانہ اور قیل خانہ بادشاہی ہیون بدستبر کی
اور عین اضطراب میں رہ چکی فوج کر کے مسعودت پر راوی ہوا اور حضرت خان شیرازیان کی طرح جان سے ہمتہ و ہمت
نہایت بقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑی گمان کا شیر تھا اس سہارہ کو بدستبر پہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرنے بادشاہ اور
محمد امین خان اور حیدرقلی خان کو بچھے حیدرقلی خان کی کافرانہی سے گولہ اولی کی طرح سے برتا تھا اور ہندو قلیان سے
حرکہ کا حرا کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صدائے حسرت حسرت آتی لگی امر اسے بادشاہی ہیون اتھر دے کو سپونٹے جاتے تھے اور کہہ کر کہ
غرت خان کی بد کو ہی جوتھو غرت خلافت غرت خان نہایت نزدیک حیدرقلی خان اور بادشاہ سے ایک ہوت نہایت تیرا اگر اصل
کو دور نہیں ایسا ہیقت سپرین ہندو کہ بعد فتح نہایت دشواری سے مراد ہوا تھا قمر الدین خان اور مسعودت خان یہ قلیان
کہ وہ دیر پہونچے شرط و افاد کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے تیرا فکین تھا اس عرصہ میں لومیر و ن نے امیر الامرا وغیرہ
سادات کے خیر و خیرین ہنگ لگا دی اور اس کے مال و اسباب کو جو کہ دست زیادہ تھا لوٹ لیا اور بعد تمام الد و لہ خاندان بہادر و
جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا حضرت خان نے بعد دو تین زخم تھیکہ کمانے کے حیدرقلی خان کے خواص کی گولی کا کہ راہ عدم فی
خراندہ وغیرہ اس کا خوب لوٹا لیا اور جو کہ راہ میں رہ گیا تعالوت سے محفوظ رکھ کر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر لار کے اس کے ہمراہیوں پر خرابیاں آنیکا اظہار

بہت نصرت کے خیر نصیحتیں فرمائی کہ لوگوں کو غلام خان جان وخت کا بادشاہ کو بہرہ و فراہم پاس بولایا اور کشتی عفو و تقصیر کو مہربانہ نصیحتیں نہری
یہ فرما کر دیا اور جن جن کو اعتماد و دلدادگی کی طرف سے مکر و چالنامہ ہوئے مکر اور کدیں خیال ہو کر جان کا بچنا محال ہے پس
انہی شقہ متعین ماجرہ اطرب الملک کے نام کلمہ شتر سوار کلمہ و انہ کی اور غور و سواری بالکی اس کے مکر و کد کا کہ وہ سنا اور
لچہ پاس باری نے جو کہ اس کے اطوار ناشایست ہے بہتر سے اس کے سر پہ بیٹھ کر بالکی سے اتارا اور جہان اور ان کے سے جو میران خان کو
پاس لکھا نہ کیا اور وقت جان کا امان خواہ ہو محمد امین خان نے لباس پہن کر قیام میں رہا اس سے وہ غور و سواری ہو تو وہ ملکہ
کا وکیل تھا وقت کی نینک ساری و میکا ٹوٹا ہوئی مہینہ جو کہ کھیرت محنت ثانی اور کس قدر مال و اسباب ہو کر نصیر حاجت
نقد و جنس عمارے آشنا ہون کے گھر و زمین بسر کرے لگا اور در وقت فدا کیا کر گیا اور وہ اس زمان کے پاس جا پہنچے پھر پھر
خدا شکار مقرب حسین عینیان جو صاحب فیصل اور داروغہ وں تصدیق اور رفاہی کے دن عزت خان کا رفیق ہو اہمیت
دو تین روز ناخت تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و بہرہ و فراہم بہتین قید ہو گیا اور میر شرف بہرہ و
دعہ و عطایہ اسفا اور رعایت نقد کو پاس نکال کر کہ اس کے باوجود یہ خبر نہ ہو سکی کہ ایک مدت کو فرخ بادشاہ جو احمد خان خان

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنواؤں غمخوار ہو گئے اور جنہوں نے سفق ہو کر ہر وقت قابو کرا کر اس بار
پہنچے وہاں خیمہ کراؤں تا شرج کو پایا چہ تا دیب او متنبہ بھی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آئے تھے ایک روز میر اسحاق بن خیمہ
میں سے کوئی جماعہ دار مع پٹی جماعت کے قتل ہوا اور ایک قافہ شاہجہان آباد کا حسین بنیض اسباب حسین بنیضان کا تھا
اور سہلے چہا تہ جو بھگڑے اور تین کوس پر تھی پہونچا تھا تمام مال اسباب اس کا عارت ہو گیا عمال محالات جاگیر نے زبیرا ان
مفسد کو بے دخل کر کے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا یہ عبد الدخان نوشہرہ کے خاں کے بیٹے تھے جن کا مع میر تقی خاں اس شخص شاہجہان آباد
بیساکہ کسی شاہزادہ کو منتخب کرین اور نیز اپنے بہائی بنو الدین عیضان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اس کی مدد سے اور
آراہنگی اور فوہی سیاہ اور سامان جنگ میں سامعی ہو آخر روز تار سب آہون بخدی کچھ کو یہ خبر خیر الدین عیضان کو پہونچی قبل
اسکے کہ یہ خبر شہر ہو ایک جماعت کو تو ال کر دیا محمد امین خان کے کان یہ پہونچی ایک نلث رات گذر گئی اس کا مکان گہیر لیا
اور اس کے آدمی سناہر اطلاع یا خیال و فاداری اپنی جگہ پر تھو رہے دروازوں کے نگاہبان رہے آخر جو بجا ممانعت عبد الدخان
یا بطور خو و متنبہ ہو کر اس حرکت سے باز آیا اور خیر الدین عیضان نے عبد قربان کو روز عید گاہ جاگیر نماز قریب عبد رازان عبد دخان
کو پہنچے ہوئے لوگ خیر الدین کے گرو کو گرو دار پر اگر مستعدی اندر آنے کے ہو سگمگروندوں نے مانسٹور کیا اور شاید نیکو سیر
بھی یہی سنا ملے ہوا بعد سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بادشاہ کو راضی کیا

چند روز کو واسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیا چون دی اس مسئلہ مخبر کی کو سلطان محمد لبر الیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد لبر الیم لقب مقرر کیا یہ عبد الدخان
فردور کو گنواؤں شاہجہان آباد میں اگر لافرت شاہ محمد لبر الیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب بہشت نہاری اور خطاب امیر لافرت
اور خیر بخشی کی خاصیت مقرر ہوئی اور خیر الدین عیضان بخشی دوم اور مصلحت خان بخشی سوم اور میر خان بخشی چہارم مقرر ہوا
ہر ایک امر سے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدربات کے عہد میں معزول ہوئے تھے طلب ہو کر بعلیغ نے منصب
و نقد خوشنود ہوئے اکثر دن کو حکم ہوا اگر انسی روپیہ در ماہہ بر سارے بہرہ کرین اکثر دن کے ساتھ چالیس پچاس ہزار
روپیہ سے لاکھ تک کی مدد ہوئی اور چاہے خان عمومی نظام الملک کو محال جاگیر اعلیٰ نقد و قس دی بنیض امرے طرح سیری مانند
اعتقاد خان و ثانیہ تیزان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو دلفیہ دیا تے تھے طلب کر کے امید واکار و فرما کر اوقات
کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد ریاض خان نے حضرت ناسازی مزاج کی اور اعتقاد خان و ثانیہ تیزان و سیف خان کو کہ
کو مسعد روپیہ بھی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصب داران شاہی کو خیانت کی جو ایک منزل پر جا کر لوٹ پڑے اور لبر الیم منصب داران
منصب کو ساتھ مانڈ جلوسا دیوہ کو مفت مہدی اور ہزاری گت بتی علیات کین اور کو کران قیوم چہا چوس روپیہ کی تلوہ کو تھے مشتاق دروپیہ
جو خوشنود دیکھ گئے لیکن اب اس ایسی روپیہ میں بانسہ سوار اور عید بہرہ کی کمی شریک ہوئے اس سبب سے ملازمان

تو که دل خردی بوی جو که داشت سپاه مین تا که بدوئی تو میسر بر سر قطب لک مین تا از هم گویا و در خنیا لک که در
دوید اس آرا علی سپاه مین حرف بوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بغیر مزم مزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہشت کرنا
 فرمایا جو نہ ہو کہ قطب الملک سلطان ابراہیم کو مجھے کہہ دو جو یہاں کہہ دو کہ وہ میرا ہمارا ایک شاہجہان آباد میں آیا اور میرا
 میں تمام ہوا یہاں پہلے شاہجہان شاہ محمد شاہ اور تھو علیخان کا کیا اور اگر قطب الملک کی سیاہ سے ملتی ہو اس شخص کو مع شاہجہان
 کو نہ کہ تھو علی قطب الملک کا تھا اور یہ وہی ہے جس کی عیالانی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے اندر دست کو نہشت کیا جو کہ
 اول خبر ہو چکی تھی کہ محمد شاہ ملک ایسے زمانہ کی راہ سے توجہ بیت المقدس سے قطب الملک نے قیسرے کوچ میں خواجہ
 قطب الدین کے فرار کے یاس مخیر کیا بعد ازاں ساکرا کرا آباد کی راہ آتا ہوا لہذا فرید الدین فرمایا کہ آیا اور سیف الدین علیخان
 اور شہامت خان اور سید محمد خان و ذوالفقار علیخان وغیرہ روٹے باہر کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت میں تامل کرتا
 تھا کہ منزل میں فوج باہر ہوا اور فاعنہ وغیرہ داخل مسگر ہوئی تھی علی بنو القیس حسین علی خان کے بھی نوکر وہاں سے
 جو بادشاہ کے نوکر تھے کیا یہ لیکو بوقت فرصت چلے دیے ہر روز سو دو سو سو آتا تھا جب کہ موضع ہلال میں قطب الملک
 کا کھڑ ہو چا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اللہ خان معروف نواب اولیا مع دیگر برادران
 و افواج باہر کے جو جس بارہ نزار سوار کے قریب پہن گئے اور دیکھو سوار اب جنہر سادات باہر پہنچے تو ہر امی میں آسپہنجا انکے بعد
 چوراسن جاٹ پیر بدل سنگا جہم جہن رعنا ر سروج مل کی جو زمینداران عمدہ کو آباد دستہ کا تھا مع محکم شاہ کو سید
 نزار یاسن حسین علیخان اور زیداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جماعت کا نظر کام کرتی تھی زمین نظر آتی
 تھی اوسے روز چوراسن نے دو تین رنجیریں اور چار تھانتر بھگیا محمد شاہ سے لے گیا تھا بطریق ردہ آورد کی قطب الملک
 ویسے قطب الملک نے اوسکو انعام میں دیا خدا مدد یہ کہ انہیں محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے لکھنؤ قتل اور محرم
 بنایا و فوج لکھنؤ کا حاصل کم کیا محمد شاہ نے ہر چند انعام علی الصداقان سیف الدین و باور دلیہر جنگ اور راجہ دہراج
 سے سنگا لے گیا مگر مبراہ اور دیگر موانع کے سبب سے یہ پہنچ سکے ہاں محمد خان بخش تین نزار سوار اور عزیز خان و دلیہر علیخان
 سیوانی کے ساتھ حاضر حضور ہوا اور سب سنگھ سوئی کے چار نزار سوار آکر ملحق فوج شاہی ہوئے + +

حاجنیں کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیرواری سادات کی تیرہ روزی خاندان بابرید کا زوال
 آئین اور دسویں محرم سے طوفان کے فکروں میں خرم و ہوشیاری ہوئے مگر حب الوطنی کے جواہر اس نے بہت
 کچھ دیکھا اور وہاں بادشاہی میں اس نے دیکھا کہ تو جہان کے نرگس اور اوجھاسے مگر حیدر علی خان میرانشہ کی خبر داری

سہ کچھ نو سکاحہ شاہ کے لشکر کا سردار حیدر قلی خان مقرب اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش و دیگر طرف اور مصفا الدین ولد
 اور نصرت یگانہ اور ثابت خان و دیگر فوج کے کمانڈر تھے۔ مقرر ہو کر اور غلام خان کے ہمراہ سوارا جنگ آزمودہ کو طرح میں اور غلام الدین محمد امین خان کو
 مع اوجی خان اور فرید الدین خان اور غلام خان اور غلام خان و دیگر کے التیش برسر ایا اور شیر انگن خان اور تربیت خان وغیرہ
 حضور خاص میں رہے اور میر جلال و رعنایت احمد خان اور غفر خان اور اخلاص خان اور راجہ کوبال سنگہ بہادر و دیگر بہرہ و دیگر
 کے حافظ ہوئے اور اسد علی خان و سیف الدخان و محمد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ دہراج کے جہاں غلام الدین علی
 مدد کیا اور اسی خدمت محل کے قوت افزا ہوئے فیضان کوہ ننگوہ کو برحق جنگ سے آراستہ اور عقب میں جو انان جہاں تو پنجانہ لشکر تیار
 کی مدد پر آمادہ ہوئے قطب الملک نے جن کو بہرہ نچے مقام کیا ۱۲ محرم کو ترتیب لشکر میں مقرر ہوئے اور ان بارہ موجب اپنے
 غوسے رعنایت الکر کے جیسا کہ جابہ طبع تھے لہذا چار بار ترتیب ہوئے اور بہرہ برحق ہوئے بہرہ مورت نجم الدین علی خان اور میر الدین علی
 اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور غفر خان وغیرہ بارہ ہراونی بہرہ مقرر تھے اور جہاں خان و سیف خان و بہرہ خان
 لغت احمد خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان و غفر خان و وہیلہ و دیندار خان و
 عبد القدر خان و بختہ احمد خان و غلام محمد الدین خان و ولید خان و شجاع خان بلوئی و عبد احمد خان ترین وغیرہ افغان جیسا
 اوش اور زیتہ ران فیل مع انہوہ میتھارہ رشتہ خیل سوا میں و سیا قطب الملک سلطان اکبر کے مقابل پیدا ہوئے اور الہ حسن خان بخشی سارا اور
 سید علی خان بخشی رسالہ اور بہرہ امن بخشی مردم بارہ چیس ہزار سوار و قہریم و جدید سے مع پیادگان بارہ کے ہر کاب قطب الملک
 کو سوار ہوئے ۱۳ مارچ کی رات پاسداری اور حفاظت میں گذری صبح ہوئے تیر و کمان نے پیغام اصل پہونیا شروع
 کیا، بادشاہ نے فیل سوار ہو کر فرمایا کہ موجب مکر تین چکر کاٹ کر اس کے باجی کے نیچے پایمال کرین فوج دریا موج نے
 پیش آگئی کے تو پنجانہ نے دھو میں اور آنا شروع کیا کہنا اور کوس کی آوازیں کو سوننگ پہونچیں آئیں و اماں گوشہ سلامت
 کو سدا مارو، کھینکین لگو کوش کر دیان کہ کیا تو کوئی گرج رعد کا کیجہ بھارتی تھی بان کی آن بان سے شتاب ثاقب کی جان جانی
 تھی تو پنجانہ میں حیدر قلی خان کا اہتمام تھا آتش افروزی میں یہ فیض کی کرامات روشن تھی مردم قدم بہ قدم پیشہ کر رہے
 تھا سبک ان سید کام چنگ تھا خصوصاً نجم الدین علی خان نے دس بارہ ہزار سوار اور تو پنجانہ برق آسا سے درختان گنگان
 کو سایہ تلے جا کر ایسی آتش باری کی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے فوج ماجہ شاپی بریلی لگ بھگ تھوڑے دن تک کر دیا ساداران
 نامی کے جہاں پر دھوٹن اور نے گئے بہ شرم وے خیانون نے راہ گزینی نے جیانی کا پہلا سنا یا حیدر قلی خان مع مصفا الدین
 اس سال کے دیکھتے ہی نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ بہادر دن کے برابر لی بر آئے نجم الدین علی خان کے سر پر دھوٹن
 شرف تافتی سے آگ لگا دی وہ موجود دیکھ کر ہاتھ سے نکل گیا آفتاب کے ڈو تہتہ وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر
 استراحت کے لیے آراستہ ہو چکے آسائش و نویسی انجام ہو چکی تھی مقررین نصیلا ح نسیم کو موقوف کیا جو تھوڑی
 رات گذری حیدر قلی خان نے تو پنجانہ ہرٹانے میں سہی کی گولہ مارتے ہوئے قدم بہ پایا آہستہ آہستہ جبکہ گولہ کڑا تھا پیشہ کو

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا مگر اکثر بچا ہی مجروح اور مقتول ہوئے خلد صمدیہ کے عجیب طرح کا تھل اور
لوگوں سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے سیکڑا ہو کر امن و پناہ کی جستجو میں کناہ کیا اکثر قیل سوار اور چاہوہ داران بہتر فی قرا کیل کے
ایختیار گوارن کے کوٹ مارنیں والا اخیر شب کو جب راجہ حکم سنگ کے قیل سوار ہی گولہ لگا چکے مگر گولہ پڑے پر سوار ہو کر
اس رنگ سو باہر نکل گیا کہ دیر تک اس کے موت حیات کی خبر کسی کو معلوم نہ ہوئی تا کہ ۱۴ بجے صبح ہوئے ہی صمدیہ
سولہ ہزار سوار بھلا ایک لاکھ سوار کے جو تمام شب بیدار اور اٹھتے پھرتے تھے آتش بار کے مقابلہ میں دو چار رہے اور
کمرنہ آتش نہ لے سبب محمدی آب کو جو کتبہ دور اور قوم جات کے تصرف میں تھا حاضر رہے تھے اور پاس آبرو پانی ہر طرف قطب الملک
وغازی الدین خان وغیرہ سرداران و حامد خان و سیف خان و امیر خان و روح الدخان و نعمت الدخان و میرام خان
وغیرہ اور ہندو جامعہ دارالعلوم حضرت شمس الدین خان و شیخ ٹیلا کے رہ گئے تھے محمد شاہ بادشاہ پسند با تھی پر سوار تھے امراد
رفقا کے تمام شب نیت افزا رہا ناگہان نجم الدین علی خان نے مع سرداران باہر کھڑے ہو کر دیکھا اور باوجود تشنگی اور صدیہ اشتیاقی
تو بچانہ شاہی کی کچھ پرانے کے مقتضائے شجاعت آبائی قیامت اوشانی رفقا سے محمد شاہ خصوص حیدر قلی خان و مصداق اللہ و
نصرت یا خان کہ وہ ہی سرداران باہر رہے تھے اور نجم الدین علی خان اور قطب الملک سے دعویٰ ہمہ گیری کا کرتے تھے جو
تشریف سے بھلا کہ دورت و ہونے لگے دونوں طرف سے ایک دوسرے پر جا کر دہشتور و دشمن ہو ا قیامت کی انتظار
جانی رہی تھی مگر گنگ سے لگ بڑے لگی ہتھیاروں کے دل جلنے لگے سادات خان کی تحصیل تنگ کی نام نشان کو جانشان شاہی
مدد پر قدم اٹھا یا تشریف افغان خان مدد پاؤں سے مقابلہ کو دیکھتے بچیاں اور لوگ سان سے اور بچا یا
درویش علی خان داروغہ تو بچانہ صمدیہ داروغہ الفنی داروغہ تو بچانہ حیدر قلی خان اور میرا م شمس اور محمد جعفر نیزہ
حسین خان نے مع دیگر خدایوں کے جان نثاری کی نصرت یا خان نے بھی دوزخ تیرہ کے کما سے اور دوست علی خان مع
دیگر ہمہ گیری کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہادت خان بابا م نشان مع قلع یا خان اور تھو علی خان اور
عبد القدر یحان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الفنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محمد الدین خان اور عبد اللہ
عرف شمس پسر شجاع خان بلوچی کو رہ و عدم ہوئے اور ان کے ہمراہی بھی اس امر کے تنگ آ رہے تھے کہ خاندان گنداریوں کو ساتھ
ہوئے نجم الدین علی خان بہادر کے ذات سے گرمی باز رہ کر اتھی بھی ہوا اور زخم پشانی کے چشم زخم سے دیدہ سے تو نصیر
سرخ شہ پوٹھی کی قطب الملک نے اپنے بھائی کا وقت تنگ و میکہ یا قیام نہ دلا اور ان باہر کے ہمراہ نجم الدین علی خان کے
مدد پر قدم زن ہوا اسی وقت چوراسن نے لشکر بادشاہ کے عقب میں پہنچ کر شورش اوشانی اور قریب ایک ہزار لوٹ بیل پل
کو جو کناہ رہے تھے مع چند شہر لنگر خانہ اور دفتر کے کوٹ کو فوج بادشاہی کے مقابل ہو کر نگاہ کی حفاظت پر مامور تھی
نمودا میرا بادشاہ نے بھی تیرہ عید و دراصل طرف کو چلایا محمد علی خان نے مع ہادی خان داروغہ پیر قندازان خاص کے
او کی مدافعت کی اور سردار قطب الملک کی پشت گرمی سے باقی ماندہ فوج باہرہ اور نجم الدین علی خان کے رفقا سے خیر جان

کی قوت میں باوجود پادشاہی مصداق الدولہ و غیرہ امر کے لشکر بادشاہی میں جو اسی جہاں کی حیدر علی خان اور سادات خان اور محمد خان گجرات نے یہ حال دیکھ کر چاہا کہ قطب الملک کی کوثر دین قطب الملک اس ارادہ سے آگاہ ہو کر حیدر علی خان کو مقابل کیا اور حیدر علی خان مع دیگر امراء کے دست بجان ہوا تیرے کھٹائے سے عجب طرح کی کشاکش ہو گئی اس اخیر وقت کو داروگیر میں سید علی خان ابوالحسن بکشتی کا بہانی زخمی اور اسیر ہوا اور طاع یا جان کی سعی سے شیخ بیگلا جان سے گھر حیدر علی خان مع افواج اراستہ اور مصداق الدولہ اور اسکے رفیقوں کے اتفاق سے قطب الملک میر جاوید کو باوجودیکہ مار باسا بقدر کڑکھین میں عرصہ کار از انکس ہوا تھا مگر بطور عجولان مشہور و ستان کے کہیں باغی حیدر علی خان اور سرداران نامی شجاعت و بیگانہ جہاں ملکین کی راہ رسم بنو رہی تھی اب دیکھتے ہیں کہ تخت دولت نے مدد گاری سے برخاستہ پیرانہوں ایسے خیالات کے جو اس باختہ تدبیر میں خطا کرتے تھے باوجودیکہ دو تین ہزار سو ابراہیم کاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران میرا ہی گھوڑوں سے اور سپاہ بہرہ و شجاعت کو آمادہ ہوں باقی سے اور گھوڑے پر سوار ہو اور تقدیر تو بہر خلاف ہو گئی تھی بجز اس عمل کے سیف الدین گجرات و شجاعت المدحان و ذوالفقار علیان و عبداللہ خان عزیزین ابوالحسن خان بخشی فوج و غیرہ مع سرداران مارہ کے اس گمان پر کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انہما کہ کھٹکے ہو گئی قطب الملک پہ سلا کہ تہا جو کر فرما کر کھٹکے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قبل اور ترے قطب الملک کے باقی سے سید الدین علیان نے اولاً بھاگنے کا عار اختیار کیا کہ قطب الملک تیرے گئی تقدیر سے جو ان تن تنہا میں ان زرم میں دلیرانہ لڑا ہوا چونکہ سر سے ہیر تک غنہ ان تھا اس لڑائی میں بیٹنی پر زخم تیرا و راتھ میرا حد شدہ تیرا و مگر اسیر نہ تیرا تقدیر ہوا اور وقت حیدر علی خان نے قطب الملک کو بھیجا اور بزم علیان بھی قطب الملک کے حال میں شریک ہوا اور دونوں بہائیوں کے زبان پر یہ شمارا دن تھے ۵ من آٹم کہ چون حملہ کردی بر سر از کف انگشتی بردی نہ دے چون مگر داخر مبادی نہ گرفتہ گردم چو انگشتی نہ چواری کند منفرد و خوشم چواری مگر داخر دشت چو کلید طغریون باشد بدست نیاز و درخت تو ان شکست حیدر علی خان نے دونوں بہائیوں کو باقی ہیر سو کر کر کہ حضور میں حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبیعت جلی میں تھا بخیر شفت ملاحظہ فرما کر حیدر علیان کے حوالہ کیا شاید نافع کے جو اسے بعض امراء مغلوب داخل لشکر شاہی ہو کر غلط راہ سے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجہ کے حدوث کو قطب الملک کے بیگاہ میں متوقف ہوا اور بیگاہ کو جو منور روٹ سے بچے تھے لیکر اسی ہوا امراء حضور نے اولے کو ترش کی مبارکباد کی اندرین گذر ان میں حیدر خداوندی ادا ہوا اسباب و مال مخالف حلوٹ بھی پتا تھا خزانہ شاہی میں داخل ہوا

نوکر حردن جعفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کو سوال کیا گیا تھا

متمدن سے سنگا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو جماعہ تورانیوں سے لڑائی و درپیش مونی کسی سادات دو تہا وہ نے کسی حال میں سوال فتح و شکست کیا اور یہ بقاعدہ جعفر سایل کا سوال اس طرح کیا یہ حردن تھے (غالب بدو کو) جو بہت مرتبہ کرین

کتاب عدو کا کھانا جو ان حروف کا قلب کریں بلخ اور عک برآمد ہوئی الحقیقت عالی عجایب و سنن ہے القصد جب سلطان لکھنؤ قید ہو کر آیا تو قید رہا آخر درجہ ۱۴ مرحوم کو یہ خبر دار الخلافہ میں پہنچی کیونکہ خوشی کی کمیورج ہو بعض شادمان بعض گریان ہو کر گاہ تباہی و توحش ہونے لگا دیا نے بجائے تقصیر بجائے سادات کے کہ وہ زمین چرائے تک بخل اس بلخ و غم میں جی جلا نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئیں بعضوں نے تاج پونچے فرج باوٹ ہی کے جو ہر سکا زور مال بیزانی چار و دین پیٹے کر پویشیدہ سلامت نکل گئیں بعض کو تو ال کے قید میں پھنسین اور عورات سیدہ نے غم و صبر ہی کی چار اور ہر کہ صفا و عصمت سے باہر قدم نہ کر کا عبد العزیز کا شی ہر قدیم کو کر ان قطب الملک میں تھا اور حرم سرکاری محافظت پر تلبات تھا مگر ہالون کے اتفاق سے خیانت پرست ہو گیا حرم و ہوا میں جی دور آنے لگا جو کہ جاہاںگیر یون کے ہر ہاٹ لکھنؤ کر کے چلا یا اور اپنے تئیں مطعون خاص و عام کیا غلام علی خان و نجابت علی خان جو قطب الملک کا بیٹا اور بی بی تھا تغیر وضع کر کے قصبہ چلندہ وطن اصلی کو سدھارے مگر اتنے میں مردان شاہی فرید کر لیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ و ارتفاع درجات امراء دولتخواہ

میں حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہو کر جاہ و جلال میں مصروف ہوا امراء جان نثار کو مشغول عواطف فرمایا ۶۱ مارچ کو سو اچھو کر طے منازل کرتے ہوئے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزل فرمایا اور بعد زیارت مزار خواجہ مذکور کے خدمت مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا دو روز تقریر ساعت کیواسطے مقام سوانہر اسرار حیدر قلی خان کے منصب پر اضافہ فرما کر ہفت ہزاری ہشت ہزار سو اکر یا اور سعادت خان سہاؤ کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر کوٹیلے ماہی مراتب میں بڑی بخشی اور دیگر امراء سب کو مورد لطف و عنایت ہوئے نجابت علی خان مقید حضور میں ہو چکے حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ عبد اللہ خان کو ساتھ لگا کر جلد سے اور تبارخ ۱۲ ماہ مذکور زور و شہرت ۱۳۳۳ ہجری کو بادشاہ منابت شان و شوکت سے روانہ ہوا اہل تینوں پر رزق و نفعت کی جو پسین فقر و دلتائی پاکہر سے آراستہ نشان زرافشان طلا کارز لگا چسپہر آگاہ نہیں ہوتی تھی ذمہ دہ فوج بادشاہی اور امراء ہر اہل تینوں بھائی تو مسلتہ سے پیراستہ کوئل گور سے مرصع سامان سے مزین قدم تقدیم دیے و کھلتے تھے اسی شوکت و شان بڑے آن دیان سے اجیری دروازہ ہوتے ہوئے داخل دار الخلافہ ہوا اور تصدق و شمار سے غربا و مساکین کی جو توجہ پہنچی اور چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخواہ ہو اہر طرف سے مبارکباد و بلند ہوئے نواب قدیمہ والدہ بادشاہ و غنیہ ہر دیگان حرم سرفراز و نذر و نفرت کے خواجہ چوہدرت سے ملا کر شاد فرمائے

بعضے امراء کا حضور میں پہنچنا اور خدمات لالیقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر میں سیف الدین و عبد اللہ خان سہاؤ و دلیر جنگ اور زکریا خان و لد عبد اللہ خان و داغ خان و غیہ و کج و کج و کج و کج

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بغیر مسافت سے پہنچ سکے تھے شرف یاب طماننت ہو کر عطا نعمت ہندو سر پہ صبح وغیرہ سے سفر فرما رہے تھے کہ کیا خان نے نہاری اضافہ پھر ازری پر پایا اور راجہ جے سنگ اور راجہ گروہر صاحب داراودہ پر وقت نہ پہنچا آخر وہ مغربین حاضری سے شرف پہنچا یہ شریعی کی تحصیل کا حکم دیا تھا مگر سنگ نے غنہ شے معاف ہو گیا نظام الملک کی عرضی در جواب فرمان مبارک باد و نظر سے گذری اور صوبہ دار جنگا لہر شد قلی خان کی عرضداشت متضمن مبارکباد و وزیر سید نذر نقد کی بیونچی حیدر قلی خان کو معزز الدولہ کا خطاب نامہ چنگا یہ اضافہ و عطا ہوا ظفر خان بہادر دشمن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیوں کی دار و علی علی اور کر باخان غیاث الدین خان جنگی صاحب صوبہ دار کشمیر ہوا سنگھل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ بید گاؤ کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ براہ نے خبر لی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز شدت مرض سے عجب حالت تھی کہ غصہ کی راہ سے فضیلت برآمد ہوئے اور عدم کوسد بار تین مہینے پندرہ فراس شخص نے وزارت کی اور کمال سنا جو کروڑوں سے زائد کا تھا ورنہ کو معاف ہوا اور خلعت اور سکی ایذا رسانی سے بچ گئی کئی مہینے کرسات سو گلوں کو سکیا یہ تھو جب اپنا گزیر یاد کرنا یا ہاتھ ایک حکم میں خالی ہو گئے اور لوگ قتل لگا کر چلے یہ بعد وفات اس کے لشکر قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکوں کو اونکے گھر دوادیے محمد شاہ اگر چہ بچل و مسک مشہور سے ملکر حفیر خیرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور نہیں تھا چنانچہ اس وقت میں محمد امین خان مرا اور چنداں خزانہ بھی تھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہو گیا تھا اور جو کچہ خزانہ میں باقی تھا وہ لوٹ میں جاتا رہا تھا بادشاہ کو کچہ نکلا تھا حتی کہ دیوان خاص و عام کے پیچہ جو بلطانی و لفرنی تھے مسلسل کچہ نکلا تھا حتی کہ یہی توبہ کی ضرورت تھی اور مخبروں نے بہت سامان و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچہ طبع الہا و چو دیکہ فائدان باہر یہ بلکہ تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوئے جو کہ اولاً نہ کہ نہ کار میں داخل کرے اور ثانیاً کو محروم فرما دے حتیٰ بان بعد پسند لیاقت ورنہ اس قدر زانیہ طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھے مگر یہ سہ نہایت مذموم تھی کہ کسینو انجلی محنت و مشقت سے تمام عمر میں کچہ قدر روپیہ پیسہ جمع کیا اور سکی بعد مرگ اس کی اولاد اس دولت آبائی سے محروم اور اور بدبر مظلوم کہجاوئے کہ توہین کاس فرہ میں محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ اس بدعت کا ذکر حضور میں نہ ہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نمود و انمود اور اتحاد و گونا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامہ رنج و الا مشہد مقدس فتویٰ کا ظاہر اسید تھا عمدہ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے استعمار اقتدار سے جسکے احسان و قتل کی شہرت اہل ایران کے ساتھ بہت کچہ تھی بائید رفادہ اور فرار شہ جاہ و وطن سے جیلدار کابل آیا جو کہ علوم منطق اور عربیت سر محروم تھا اور سکی لیاقت مشہور مولیٰ نہشتی امیر خان کے لڑکے کے ہاتھ

یہاں تہذیب و ادب کی تقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیر خان کی مجلس میں ہوا امیر خان نے اوسکے پتہ سے ماہر ہو کر انہی بی بی صاحبہ جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحبہ جی کی کوئی اولاد نہ تھی اوسنے ایک مرثیہ شکر کی جکباب او سکے شوہر کا طرز تمکین کی تھی اور یہ خواہش تھی کہ اگر کوئی تشریف لائے ان سے اوسے او سکے مناکحت کی تہذیب ہو جاوے صاحبہ جی نے یہ خبر سنا کر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کریں لہذا امیر خان نے اوسکو ملا کر معائنہ کیا اور اوسکے ادب لیاقت کو پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخر کو ہر جماعت میں فیما بین ازدواج کر دیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیر خان سے پیدا ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بدشاہی خوشبو خانہ کی داروغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ صاحبہ جی کے دوسری عورتوں سے بھی اتفاق پیدا ہوا تھا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تہذیب طرح کے شعبہ اور سیرنگ سائتان و کلاکرا امیر خان کے لڑکے کا بیعتان وغیرہ کو اپنا متعقد کر لیا مگر عادی علیجان زیادہ متعقد ہو گیا اس زمانہ میں امیر خان ذوالاجل سے لیکر کلاکرا او سکے اہل و عیال حضور میں تھے سیر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر وزیرین راہمدت کے عہدہ و کلاکرا پشاور وغیرہ کا اچھی طرح ہمارا دیگر فائدہ ضروری انا ذکر خواہ بخوبی حاصل کرے لہذا ہر بیوی بچہ کا عالمگیر بادشاہ کی رحلت کرنے کی خبر سنی جو موقع کا فرائض جاہ کی تھی منقطع ہوئی عہدہ مذکور اوسی شہر میں ساکنہ ستر ستر روپیہ کو بیجا اور اس قدر سرمایہ ہو چکا کہ فقیر ہو گیا چون کہ طالع اور جاہ طلب تھا ہر فی تعلید پسند نوئی ایک نئے راہ نکالی جو کہ کسی کہنے سنی تھی اور اوسی منشی زادہ اپنے متاخرہ کو موافق کیا صلاح کی کہ ہم تم لیک سنا مذہب نئے قواعد اور فی زبان سے ایجاد کر کے اللہام او بنزل کلام کو جو سرین ناک اور دنیا و دنیا کی شان باقی جائے اول خواہ کہ وہاں لکھ سیدہ جو ہم غلام کریں بعدہ متبع انام ہو جاوے گی جو کہ دونوں کی طبیعت یکساں تھی شاگرد بنے ہی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بنا کہ اوسکا نام آقا محمد مقدس رکھا تیرہ تھائی اکثر انہا غریبوں کو س ناری کے بھی کسیدہ تر خیر کر کے اکثر درجے کے بیگیت کا دعویٰ کیا اور کہنا کہ یہ رتبہ بامین امامت اور نبوت کے ہے ہر جمعیہ الوافرم کو تسلیم ہوئے ہیں اور خاتم الایمان کو اول بیگوک حضرت ختمی پناہ سید اوصیا و شہداء علی ابن ابی طالب ہے اور ہر شہر امام رضا سے امام ثامن ضامن تک امامت اور بیگویت دونوں باہم جمع تھے بعد ازاں بیگویت بھی ملی اور امامت امام محمد آفری کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک اور زمین خاتمہ بیگویت ہون بعد بیگویت کی جس تہذیب سے کہ ذکر ہوئی یہ امامیہ مذہب کہ درپردہ تھا اور جو تہذیب اول سنت کہ درپردہ کرتا خلفائے اربعہ اور چاروں دیگر یعنی اوسمی و عباسی کو چھٹی نیکی مذکور ہے لکن نوین بیگوک اسنے نام بیان کرتا تھا اور کہنا کہ مجھے کچھ مذہب سے غرض نہیں میں ہر مذہب کا پیرا رخ روشن کرتا ہوں وہی جمعیہ ہی نازل ہوئی ہے اور چند ضوابط مقرر کر کے بعض ایام کو مانند عید اسلام کے ہر مذہب اسلام میں محرم سمجھا تھا اچھے سیر و گارڈ پر جنین فرمود کہ ساتھ ملزم کرو یا تھا کہ اور دنوں کی حرمت نگاہیں جیسا کہ بائیسویں درجہ ہے کہ در قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تھی خود ہی اسی تشبیہ کر کے کہتا تھا کہ ایک وحی باوایں قسم ہوئی ہے کہ آفتاب کی طرح ایک گردہ نورانی و کلاکرا او سکے حروف

مہارت رکھتا تھا قایل کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تاکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود نادان تھا ایل لہام حسین علی خان بہادر کا کثرت و ضرب میں را اور قطب الملک عیاشی میں مقید تھا اور کبھی کبھی بادشاہ کے نفاق سے اپنی فکر میں غلاب رہتا اس وجہ سے کسی نے اس کی فکر کی ہادی علی خان ولد امیر علیخان جو عمدہ امر امین تھا اس کی پروا نہ کیا تھا ظاہر ہے کہ عوام کو امر کے مرشد و گنا زیادہ اعتقاد ہوتا ہی اس کی مریدی ہو کر ایک ہزار عباد و دوسو چوبیس تریس تین ہزار مرد و عورت ہو کر

فرخ سیر کا نودسی ملاقات کرنا اور اس کی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خواہن مستدین کی رہنمائی کے بہت ایکرات فروج کیو مع بعض خواہر سہ ایان کے مخفی اس سنگار کی ملاقات کو آیا اور کچھ رسوخ شہی غنیمت سمجھا دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور کس قدر دیر کی فرخ سیر نے نہایت اسحاق کی اور میر بادشاہ کے ساتھ فر تو دون کی بھی لمحات کی اس وقت دروازہ کو مل بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سر جھکایا اس نے مرگ چلا بادشاہ کی بیٹھنے کو بچو اگر کماں سے پوست تخت و گدا سے دشاہی نہ ہمہ دار یہ انچہ میو اسی نہ فرخ سیر بل عقل تو سہا ہی اسکا استغنا و یکسر مستعد ہو گیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیک گیا تھا نذر گزارنی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول کیا اور ہزار سماعت اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوم میں سر روپیہ جو کہ مقرر تھ لیے اور بادشاہ نے تعظیم کر کے قرآن کو سر بر رکھا اور رخصت ہو ا جب حجرہ سے باہر نکلا اس کے عاکفان در دولت یہ وہ روپیہ لٹا کر دیا یہ حرکت زیادہ موجب اعتقاد و جفا اور غمو ماگوں پلا سکی مکاری نے اثر بہم پہونچایا اب کتا تھا یہ تیر اپنی مقرر ی عید وں کے دن جاے معبود میں کہے بند وں ڈھول بجا کر جایا یا کرنا اور نقارہ کی چوب اسچو نفر میں چلاتا تھا

محمد امین خان کا ارادہ تاویب کرنا اور ارجل سے مہلت پنانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان و عبداللہ خان سے رانے فر و گردانی کی محمد شاہ کے عدل و عدالت سے تاجاری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایہ وزارت حاصل کیا محمد خان نے بعد و مہینہ خیر فرور کہ جب بیماری شروع ہوئی تھی اس ملاکامان سنگار حکم دیا کہ حاضرین دروازہ مبارک اوس ملعون کو قید کر لا دین یا وہ میں سیر قتل کریں چونکہ وہ دیر نہ رہا تھا قہی لوگ اسے گمرون کو چلے گئے تھے موجب حکم حاضرین ہر ایک کے گم گئے اور موت مسیح خشتان نمود وہی اپنے گم میں کچھ کہہ رہا تھا مجھ دہستے کے بیہوش ہو کر حیران ہوا اور استعجال کر کے جوڑی لڑکے وید نامی کو جو صاحب جمال تھا مع چند قرص نان جو گندم کے باہر پھینکا مینام دیا ایک ڈنگلیٹ کی سے لہذا کچھ ناول کیجئے فقیر بھی تانت کو گونے اس لڑکے کی عورت تیریس لکھا یا کس قدر توفیق کیا مردم امین خان نے ناگمان خنری کمالی کی موی ہوئی اسکو سنجی اسکو سیر وں فریہ کو دروازہ پر اکھو امین خان قولیج میں بیب ارتھا بیہوش ہو گیا تھا اور حالت بیہوشی

جب آغا محمد علی اللہ نے خبر دی تو لوگوں نے غصہ منویش بجای کیا کہ ایک لاکھ لاکھ تو جیل ہوا اور موت نے گھر باری کی صبح ہوئے شام مات کی سیانی ہوئی نمود کو بادی علیخان وغیرہ گھری گھری کی خبر دیتے تھے اسے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو روانہ ہو جائے بلکہ اپنے مریدوں کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ ورنہی دلاشا ہو کر پہنچی تمام مسیح سجدہ کر کے بارہ دروازہ کھان اچھٹیکے تھی سبھاغہ اور غیرہ تقدیریں لکھ کر جو کچھ لیا تو انہی خان و لدہ محمد امین خان نے باب کی حالت روک دی دیکھ کر عورتوں کی تڑواہ سے اپنے دیوان کو صبح یا پھر کاررو یہ کے اندر کے واسطے اور غور جرایم اور طلب تعزید میں بیجا رہ مٹا کر اس وقت خبر چاکنی تو سن چکا تھا حاضرین جلسہ سے کہ رہا تھا کہ اسے ایک تیر اسکے گلزمین مارا ہے ہر گز جان نہ ہو گا اور میں ہی شہادت کے انتظار میں چونکہ میرا دادا ہی مسجد میں شہید ہو بیٹھا ہوں نہ چند سبب اسکے کہ ایک مرتبہ شہید ہو چکا ہوں اسید شہادت کی نہیں رہی ہی نہیں میں دیوان قراہین خان کا بیٹا ہوں اور کسمیہ زہر زہر گذر انکر امتداعے تعزید کی اسے درجاب کہ اسکا تیر از شہب جتہ و آب از جوی رفتہ باری ایڈ جب زیادہ بجا ت سماج کی دھجی با فرید سے کہا کہ لکھو اور نزل من القرآن مائو شفا در جتہ للموئیدین ولا یزیر الظالمین الا شحارا جب لکھ چکا دیوان کو دیکھ کر کہا ایسا مگر یقین ماننا ہوں کہ تیسے ہو چکے ہیں زندہ نہیں گا دیوان فرخندہ قبول فرمائے میں بہت ساقتر کیا اسے کہ اسے منقولہ زمین مان غفر اسے حاضرین اگر چاہیں لے یوں آخر ان لوگوں نے لے لیا دیوان نے راستہ میں سا کہ محمد امین خان جہان کہ زان سے پیل بسا ب خبر نمود کہ یہو بی خوشحال ہو کر مسجد سے لکھ گیا اور یہ کرامات اسکی شاہجہان آباد میں شہر ہو کر موجب اعتقاد ہوئے

نمود کا مرنا اور اسکے اولاد کے باہر کر منا خمت کا ہونا

دو تین سال کے بعد نمود جنم و اصل ہوا اور سکاٹرا لکھنا نمود گدی پر بیٹا لالچ تو بری بلا ہے ہوتی ہے اس شخص نے تینوں حصہ جو نمود نے جن حیات رازداری کے واسطے دوجی بار اور نامود وغیرہ کے مقرر کے تھے جھکڑا کھڑا کیا ہر چند دوجی بار نے سماج کی کچھ چند روزہ سے لڑائی اچھی نہیں نامود نے کچھ التفات لکھا دوجی بار نے کہ اسکا دوا لکھ کر چرم راز تھا لایا چکر کر ایک روز چارہ فرو دون میں گھری ہو کر فرمایا کہ کیا بات تم لوگوں کو کہہ دو کا اور بنا لفظ نہ بھانستے ہو جو لوگ بھانستے ہیں انہیں نے اقرار کیا جب قراہی ہو چکا مسودات کہ دونوں نے باہر کی صلاح سے مرتب کئے تھے اور باہر صلاح و مشورہ میں کم و بیشی دونوں کے قلم سے ہوئی تھی کھلا کر دکھلائی اور کہا کہ اس میں کچھ بیسیا نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے ہوتا کہ پیشی کی ضرورت ہوتی لوگوں نے کاغذ کو دیکھ کر دوجی لکھی باتیں پچھلین کچھ مشورہ تھا مستند ہو کر خوف ہوئے اور حاضرین جلسہ وغیرہ فرود کو خبر ہو کر پوچھا کہ خوف کر دیا کہ دوبارہ باری ہو گئی اس وقت مہر دتا نمود نے دوجی بار کو انبیا بارنایا لیکن وہ بات جانی رہے چند روز کے بعد نمود بادی علی خان کے موضع میں جو اسے انجا جاگیر میں دیا تھا جا بیٹا اور وہیں میر مرگیا اور اسکے بعد شاہ قمار سجادہ نشین ہوا

بشاہ فہار کا حال اور بیایان کار

بشاہ فہار مقربان اور خوش گشتا مستزاع اور علوم متداولہ سے بھی ماہر تھا راقم نے اسے اور اس کے سہالی شاہ دیلازد و جی یار اور میر باقر حلیفہ اول دو مہم تھان خیابان کو دیکھا اور اس قدر کلمات دریافت کی کہ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ ابتدا سے احمد شاہ مین زندہ تھا اور محمد شاہ کے حنفی مین آمد و رفت کرتا تھا بعد از شاہ کے صحبت فقر کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد میں نواب بھارہ صاحب دیوان کی مصاحبت میں پونجا البامات جاوید کی تالیف میں چند آدمی جو خوشاند کی راہ سے مصروف تھے یہ بھی شریک ہوئے اور فہار نے بیشتر انہوں سے پائی اور فہار ہی میں مسافر فہار کو گونا گونا بین اکثر اس کے باب کے مرید لوگ مر گئے اور اکثر مشرب کفیدہ رخصتا مرید میں رہ گئے جو بعد رطل فہار اور شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی نمود کے اقربا میں رہ گئے سو بنگال پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا منظر سفارش چند سیدنیون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ مقرر کر دیے اور مین سے بھی چند لوگ مر گئے سنجہ اور اسکے غامدو بار مع بعض عورات کے ہنوز کہ ۹۳۱ھ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا کرتا تھا اور دوسرا دینین سے کوئی باقی نہ رہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان ہیوفا سے اور اسکی شدت عدوت اہلبیت پیغمبر اکرم الزمان ص

جب محمد امین خان یہ عارفہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر نہ دیکر نہوئی آخر الامام کی یہ راہ سے ہوئی کہ حقتہ دیا جادو کر اجابت نہوئی نہ کی راہ سے فضلات مرگے ہو کر اوکا عدم کی کی کہتے مین کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تھی کہ اس نے کسی شہار کو نہ تھا کہ کلمہ ولی اللہ پڑھتا ہے اور اس کو طلب کر کے اسکی زبان کو اڑائی اور نیزہ مشہور کر کے کہتے کہ غم میں بعض مردم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے مین او میں غیب سے نشان ہو جاتا ہے جیسا کہ سند و سان میں معمول اور مکر مردان ہوتیارنے انہی انگھ سے دیکھا اور یہ کہامات راقم نے بھی دیکھی تھی وہ بد صحبت اس ماجر کو نہ کیا تھا ہوا زید و عوف کا نام لیکر جم صحبتوں سے کہا کہ مین ہی انکا دسترخوان کو ناموں التبت نشان ہو جائگا اور جو باب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ مین آراستہ ہوا مع چند آدمیوں کے وہاں جا کر خاتمہ مقتدیان مذکور اور میر خود کے نام پر ہر مکر و دوا بند کر دیا اور ایک عورت مستہ کو قینات فرمایا کہ کعبہ ٹھوس دیویر کے دروازہ کو مل دی اچھا نشان دیکھے اطلاع کرے اور اتفاقاً و عورت تیسویہ بختی کو گناہ ملت پر شیدہ کو کشتی تھی اجبر تو ہی دیر کر جب اسخود دروازہ کو لایا دیکھا کہ لکنتہ دسترخوان سے چشم لکنا لکنا راہ حشرت شرف سے خود داری بکھر سکی و مکر کر کہ کائنات کی کون بات ہے خود بدلت تشریف لاکر تو شہان کر پھر مین محمد امین خان مع جمہر مینوں کو اور سہارا و رادہ عورت خوف جان سے گہرا کر کھل گئی جب وہاں ہو جائکتہ نظر آئے نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی مگر وہ غلی ہمیشہ اسکا چوہان رہا تاکہ اس جو مین جہان گذران چوکر ملک عدم کو بار اور میر بھی نہایت مشہور ہے کہ جب میر علی علیہ السلام کا

صوبہ داری پر پاس ہو ہوا امرایہ خفیہ سلام کو جانے سے نعمت الدخان مرحوم و لد راجہ الدخان بسبب ایام عاشورہ اور اشغال فراہم نہ داری کہ چند روزہ بیہوش کئے گئے انتضای ایام مذکور کو حاضر ہو لائقا محمد امین خان حاضر ہوئے تھیں تاکہ ایک طرف سبب و سبب کو جان لیا کر بیٹھا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت الدخان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی تو قصور غیر عارضی معاف فرما جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یہ نیا دھرمین بن علی دونوں صاحبزادے تھے ہمیں کب ہو چکا کہ ایک کلاما تم کیرا درود و دیگر کلمہ بیعت الدخان فرجواب میں کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا، بسکا تم کیر کرتے ہیں اور تمہارے صاحبزادے فرجی بانی محمد خورشید کر داس گھٹکوی میں غائب کی گئی کی فوج ہوئی مگر سیر حیلے دریا میں اگر اصلاح کر دی

عنایت الدخان کا وزیر ہونا اور اس کے عہد کی کیفیت

بانی ملین ریح الشافی علیہ السلام جبرجی کو عنایت الدخان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرہم کے بعد عہد وزارت ملا اسی عرصہ میں بحضور بادشاہ خبر ملی کہ نظام الملک بدران نظام اورنگ آباد کے بغیر حضور ریانہ ہو کر نزدیک فرادپور کے پہنچا تھا کہ فرساہو بیجاپور اور کرناٹک و افغانہ وغیرہ کی لشکر لوٹ گیا اور عزت داشت راجہ ساہو کی مع یا فو اشتر فی نذر مبارکباد کے ملاحظہ میں لیا گیا سیف الدولہ عبدالصمد خان اپنے صوبہ لہا پور کو مرخص ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اہتمام الدولہ سے مخاطب ہوا مقرر الدولہ حیدر علی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب نامہ جنگ کے عوض میں عطا ہوا اور سعادت خان بہادر بہادر جنگی اکبر آباد کی صوبہ داری سے معز کیا گیا اور محمد خان بخش اکبر آباد کی صوبہ داری کو نصرت ہوا شہر سے باہر نکلے کے بعد کہ وجہ زیادہ طلبی جا لیا کہ دریا کی ایک لٹا لٹا کر کمر تو بہ ہو کر نور و تفضلات ہوا اسی عرصہ میں از روی اخبار حیدر آباد کے معلوم ہوا کہ ضلع کرناٹک میں ہفت نامہ منفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسمی بارش ہوئی کہ ندی مانے چہرہ گئے اور اس طغیان کی بارش کے بدولت بارہ کو سن تک اکثر موضع اور قصبہ اور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ میں ایک بہار ٹیٹ گرا جس کے صدمہ سے اکثر جانور ضائع ہو گئے اثر آبادی باقی نہ رہا ایک روز بادشہ نے سنگا گاہ میں زبان ترکی اغرضان کی تعریف کی اور دو تین روز کے بعد بستی دوسرے کے خلاف ہزاروں ہزار اور لغارہ و سر بیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار ہزار اور ہادی کا خطاب ملا صوبہ اکبر آباد کے سوانح سے لکھی باقی کہ دریا خان جو محمد خان بخش کا منشی تھا ماہ جب کے اخیر میں مع دونہا رسوار کے واقع سو دہ مودہ قطعہ لوٹا لٹا کہ کھجکہ وہاں کے رہنما سے سوال کیا گیا کہ یہ کھجکوی ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دریا خان مع سات آئمہ موسو اپنا رہ کے مارا گیا پھر محمد خان بخش کو خلعت اور سر بیچ مافی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگہ راٹھور سے مناعت کا خطہ میں آنا اور طرازان شاہی کا سستی کرنا

صوبہ اجیت اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگہ کے ظلم و جور سے دریا حضور میں مستغیث ہوئے جو کہ اول تو وہ کہہ تھا جو

وہ امیر الامراء اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بھی نہ یہی منصب تھا دونوں صوبہ راجہ مسطور سے تغیر کر کے
گجرات کی صوبہ داری مع ایسی اور دیوانی اور فوجی ہر کل محلات غاصبہ صوبہ مذکورہ کو والد حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان
شیخاقت خانی کو تاج آباد کے متغیر منصب لڑان میں تھا صوبہ گجرات کی نیابت علی اصل افاضہ سے سہ ہزاری اور دہزار سوار کر کے
شیخاقت خان خطاب عطا فرمایا علم و فنکارہ سے بھی سرفراز کیا گیا اور قلعہ قلی بیگ اور اسکا سہائی افاضہ ہزاری پانچ سو سوار اور
خطاب رستم علی خان سے سرفراز ہوا اور فوجی ریکارڈ بڑہ کی نیابت علی اور اسے رکھنا تھہ دیوان حیدر قلی خان بھی مورد
عنایت اور افاضہ منصب ذات و سوار سپہ سرفراز اور اسطے بندوبست مانی سندر سورت اور صوبہ مذکور کی نصبت دی سہ ہزار دیوان
کی فوجی ہر سوار اولہ کے تغیر سے لھما والد دلہ لے بانی اور صوبہ اجیر مظفر علی خان کو جو بمصہام الدردہ کا توکل تھا اور راجہ سنگھ
سہائی کی نفرت کو کتنا خالصتہ پیچ مرصع اور باقی عطا کر کے فرض فرمایا عطیہ الدخان و رعیت الدخان خدمت داؤد علی داکا اور
فیصل علی خان و داؤد علی فیاض خان پر مقرر ہوا اجالت عنایت ہوا سہ لاکھ دینار کو جو نظام الملک پاس آیا تھا جب تجویز نظام الملک کے
خلعت عرض عطا فرمائی احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت گھک کے عزل کی خبر اس کے نایب کو پہنچی اور نیزہ نیزہ
سچی کو کہنے شجاعت خان نے نیابت کی سند مینن پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تخت و تاراج کر کے لٹل جائے مگر علی خان اور گھک
کو بخشی معزول کے جوہر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اس کے خطاب سے آزرہ رکھتا تھا اور حیدر قلی خان اور صفدر خان بھی اس پر
ملول تھے پس سرور باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ اسی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے بدل ہو جائے
اور جس خدمت اس کی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کہ قیدہ راغفہ اور رعایاے شہر کو متفق کر کے نایب کے سر پر چڑھ سکے اور بعد
و خود کو نایب کو منسوب کر کے جو ملی میں محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے مہاجری کی مدد سے بکمال خفت شہر سے نقل بعض ماضع
بامین راہ پر دست داری کر کے اپنے وطن انملی جو وہ پور کو چلا گیا اور صفدر علی خان اور صفدر خان بعد لچمی کے ماسر خان
دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقہ سے سادات میں تھا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور محال دخل سے ہاتھ اڑھائے
جو کہ یہ شخص جمعیت فرزانہ کستا تھا بعد رعد سند لڑی پر آیا وہ اس ضمن میں شجاعت خان سے دستاویز معری مقرر
حیدر قلی خان کے مفصل سے پہنچا اور ماسر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ داؤد علی داکا کو
کا خطاب مع افاضہ ہزار سوار داسیہ کے عنایت ہوا اور شیر افکن خان سے غرۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری
پائی سوانح اکبر آباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ ماسر منسلک اطراف متہ اور دار الخلافہ کے اٹھارے راہ میں واقع
تھ سادات خان بہادر بہادر جنگ نے بعد حاصرہ اور مقابلہ عظیم کے حمید قریب جاسو نگر کے سعادت خان کسٹرت سے مارج
کو تسخیر کر لیا خلعت اور خیر مع مع فرمان کے صادر ہوا بعد چند محمدا شاہ چندان ایسا ہوا میر توجہ تھا مگر عدلت گتسری کی
ساعت کیا اسطے ایک نیزہ ہوا کی مع گشتہ کے برج شمس سے ملتی ہے اور ایک کنارہ اور سکادریا کے اوس پارہہ اور
سادی کی لڑی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے اگر نیزہ ملائے داؤد علی داکا و شوال کو جیش مہملی شہر کے دوسرے

اس سال میں مظفر علی خان جو اجیر کی محبوبہ دلی پر مامور ہوا تھا یہ سبب عسرت و بے سرحجامی کے سبب تفسیر داری سے
 کہ جو پیش کو سر بردار اخلافت سے واقع سے ہنگامہ تھا کہ خبرائی گداجو دیو تریش ہزار اور اسے اجیر کو گانا پس خبر ہوا
 خیر و زو قسیم را و اجیت سنگہ نے اجیر میں داخل ہو کر سودا دی کرادی کہ قضا کی وغیرہ اہل پیشہ ملازمہ دیشہ اپنے اپنے
 کام میں مصروف رہیں اور اطہار حیات اسلام کو مہیا سطرے موزن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
 مسجین کو حاکم راہین بعد از ان عکلا اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا مکتبہ نشان خیمہ دکھایا
 جس میں یہ عہد تھا کہ دونوں محبوبہ اجیر و احمد بادشاہ کے نقاسے عمر دولت محمد شاہ یک بجالا دیشکے اور نہ فرمان مہم نامہ معرفت
 ملتا تھا نہ دفع المظنہ تھا اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر ہنسکہ راجہ کو جو سادات کا فنی حواس طرف
 بلانا چاہیے والدہ بادشاہ نے لکھو کر سچو ایا الغرض بعد و کمانے کے اوسکی نقل منع اسنے اعلیٰ کے مصوب دیوان
 بادشاہی مہم صام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس منع عرضی حضور زبھی اس مضمون سے لگ کر یہ دونوں محبوبہ کا تفسیر
 خلافت عہد بجان پھر محبوبہ داری احمد آباد کی بنا برضی حضور زبھی سے محبوبہ اجیر میری عزت و ابر و تکیا سطرے بجالا دیشکے
 عادی ہے در صورت بے سروبی اہل غیرت کو جان تلک غریزہ میں اسید و ایون کہ دونوں محبوبہ مجبور حاف ہون دی انجھہ کر
 مہینہ میں بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جیک نامہ سب النساء اس جہان فانی سے گزر گئی بعد و در اعلیٰ راجہ کو مہم صام الدولہ
 فریظہ ملت زرا و صون کثیر کے صلح کرئی اور کہا کہ چونکہ محبوبہ اجیر میں اکثر بزرگوں کے عزا و اس و اخلافت سے ملتی ہیں راجہ کو
 نامہ صوبہ جوات بجالا کرنا چاہیے اور اجیر کی سلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ حضور ص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
 تادیب و تنبیہ کرنا چاہیے بوی و صلحت بسیار کے کسی اور اجیر حضور نے اوسکی اہم طو کی حیدر قلی خان کی توجہ سے مہم صام و خان بہادر کو
 اگر آباد سے تالک بیلایا سعاد خان ہو جب حکم ہو تو خیمہ کے خرات کر کے انفر و قیہ کو حاضر ہوا اور انکی کارکنان لشکر کو حاضر کیا کہ راہی
 کا سہرہ ہنجام جلد ہی سے ہو چکے بعد ملازمت جایا اگر اسد عا سے اسباب مہم کی دیشا میں لاسے لیکن بعض امر سنے
 رفاقت سے ہونے کی اور حضور سے ہی اسکی قدر اعانت میں حضور ظاہر ہوا لاجرم مس غزیت سے ظاہر ہوئی اسی ضمن میں خبر ہوئی
 کہ مظفر علی خان نے سبب عسرت اور سبب تہی سیاہ کے نقاسے تنخواہ سے مجبور ہو کر دتین موضع معتبر تواج اجیر کے لوٹ لیتے
 اور انکا مال اور وراثتی ہی غائبان ان لشکر لیکے اور نقاسے تنخواہ بدستور جاری رہا تب پیارہ نے ہاتھی گورے دیکر حیات
 حاصل کی اور سیاہ ملازم کے خوف اور راجہ توات کے غلبہ سے انہی میں نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
 حالت اور فرمان محبوبہ داری مہم صام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت میں دونوں لڑکیوں راجہ اجیت سنگہ نے
 مع فوج کثیر پانچ ہزار دیہات بادشاہی لوٹ لیتے اور اوسی قرب میں مہمدان اور زمینداران اوس نواح میں نے شہر
 زراہ اور اجیت سنگہ کے کاخانہ پر نظر کر کے قصبہ بنا لیاں پیر واکہ را با زید خان و بان کا فو صدار جو گشت کے واسطے
 نکلا تھا اوسکے مقابلہ سے بہا گا اور اسکا سربا نجا جو تہہ کو میں تھا حرکت مذہب کی کرکھ مامون کا فنی ہونا بول کے شہر

نامور ملک کے لیے لڑے اور اپنے ناموس کو جوہر کر کے خرید کر دیا سفید دکن نے تمام بے پناہ دلوں کو اپنا ملک محبت
 دوم کے بدن میں غنیمت اور ایک جماعت کو قید بھی کر لیکے اس خبر کے بعد مصمص الدولہ نے راجہ اجیت سنگھ کی تاویب اپنے
 ذمہ لی پیش خیمہ روانہ کیا لیکن چونکہ ابتدا سے دربار میں غفلت اور مصمص الدولہ کے لفاظ تھا اور نیز ملت زر کا بھی خیال تھا
 عیسٰی محل میں گذرانا تھا اور حیدر علی خان نے باوجود بد مزاجی سابقہ کے جو خانہ دران سے تھی اس مہم میں ایک دل ہو کر نفاقت
 کو بارہ میں سخت سخت قسم کی اور سوکھ نہ دیا فی اور بچان دل بیت منظور کی اور اپنا خیمہ بنا کر لکھنؤ کی اختیار کی خانہ دران
 مصمص الدولہ نے اجیت سنگھ کے لڑنے میں صلاح نہ دیکھی غلوت میں بادشاہ سے کہا کہ خدا خواست اگر وہ تھیاب ہو تو کدو
 اسکا نہایت مشکل ہو گا اور صورت اسے فتح کے اگر راجہ کوستان دشوار گزار زمین قرار دے تو دیار و پید کمان سے کہو اسکا مقابلہ
 کیا باوجود فی الحقیقت موجب قول سنو کہ خیرین اور خانیں کے کہہ قدم نہ پڑتا تو ملو بچان جب کہ غم کی پاندھی اس مہم کا متکفل ہوا
 اور قطب الملک نے خیرین علی کی اہلی کا مستدی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر کان دیکھ کر جو منظور تھا اس کے عدم قبول
 حجاز سے بھی شیعہ کو حرمیت کی اس وقت میں اچھی تاجہ بیات درمیان میں دیکھ کر خانہ دران غلطی بار کی آمد رفت موقوف کر دی
 بادشاہ نے دارالاماموں کی صلیح و آہستی مقدم جانی نہ لڑکے کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگھ کا اٹھا
 نظام مصمص الدولہ کے نوشتہ متفقین و لمجعی راجہ کے پاس بھیجے اور وہ اپنے ارادہ فاسد سے باز رہا اس ضمن میں خبر
 آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بدو دست کنانگ اوایل فوجی کو اورنگ آباد میں داخل ہو گیا تھا اور وہ اورنگ آباد کو
 آیا ہوا نہ کہ عازم حضور ہوا اور بامبور میں چوٹیکر دیانت خان جو کہ سابقہ دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تھا غلوت فیل
 سٹاف فرما کر اسی کام پر حرمیت دی اور خود حضور میں جیلا اس خبر سے کل تداریک مہم وغیرہ اس کے اپنے پلٹتے ہوئے مہم میں پیشا در
 و کابل کی وقایع سے واضح ہو کہ مبارک الملک سہیلہ خان نے خانہ زاد و خان اپنے لڑکے کو کابل بھیجا تھا اور وہ بعد
 بند و است پیشا در کو پاپ کی پائیں ایلتھا واقعہ منزل عربیہ کن ملایم خان ولد خان خانان مرحوم صفا رت ہوا تھا انخان ساراہ
 ہو کر لڑے بڑے بڑی لڑائی ہوئی خانہ زاد و خان نے اپنے ہمراہوں کے ساتھ اچھی جانفشانی کیں اور شیخ محمد جو کہ
 ہر اول کا جامع اور تھاراجی ہو کر قید ہوا قریب سات آٹھ سو لاکھ کا کم سے کم سہیلہ خان کی فوج کی نہریت ہوئی اور خانہ زاد و خان
 کی ہوا رہی کے دو گورے بندوق سے عطا خان ہوئے خانہ زاد و خان کی بھی زخمی ہوست مال پہونچا جب جاکر کیا عجالی قاتلہ
 نہیں نیا جا رہا ہو سون کے ساتھ راہ فراری اور تمام فیلان اور تو بچا ز وغیرہ پٹمانوں نے لوٹ لیا اور عبد الصمد خان
 اس سبب سے لڑ کر یا خان اور کلا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تھا اشرف الدین ولد محبتی خان کے شور و فساد
 اور نایب مذکور کے مغلوب و حضور ہونے کی خبر ملنے میں عیار نہار سوا علیہ وغیرہ سے بطور یار آہو بچا اور اشرف الدین خان
 مخوف ہو کر مقابل نہ آیا بڑے لڑے بڑے سے منسل اور زادم حاضر ہو کر الدمار طاعت کی امواف و تسکین پائی عبد الصمد خان
 کل سنبھارا اور موتینہ اور موتیہ دلوار و رطیفہ خواروں کو اس فساد انگیزی کے پاداش میں سناٹ کر کے اونکی جاگیر

اور مدد و معاش مضبوط کر لی

اگر تو لد مصیہ حرم سرا سے شاہی مین اور ملکہ زمانی کی تختہ زمانی محمد شاہ سے

۱۰۹۰ مرم ام ۱۳۳۳ ہجری کو شنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی اور یہ شنبہ کی رات کو ۱۹ صفر ۱۱۳۳ ہجری مین محمد شاہ و مادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ میرے بھال زیب و زینت محل مین آئی اور طلحہ اسد مین نکاح پڑایا گیا آرائش و آتش بازی و رقص و سرود و ہندوستانی طور پر بڑے کد و فر سے ہوا اور ملکہ مذکورہ داخل سرای شاہی کی

نظام الملک کا حضور مین آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک اب بندہ دولت ممالک کن بلوچ مسلح فساد کرنا لگے بغیر کو کوچ کر کے سام حضور سرکرہ درخیشہ اربع فغانی شہر کو شرف ملانہ ہو گیا یونین شاہی الملکی کشیدہ کر دے کہ وقت محکم وزارت اور عطا سے خلعت جارت اور قلمدان سے سرفراز ہوا شنبہ کے روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز جب مہول ہوا مادشاہ کا لقب ابو ظفر سے تبدیل ہو کر ابو الفتح ناصر الدین مقرر ہوا شنبہ کے روز چہارم مین جب کو دیوانی خالصہ راجہ کو جبریل گو ملی اور کشیدہ کو شیخ سعد الدین نے دیوانی متن باقی لیکن بعض امراء حضور نے خصوص حیدر قلی خان اکثر مقامات مالی اور ملکی مین برخلاف اسے آصف جاہ کے دخل تھا تھا بادشاہ نے آصف خان کی باخساختہ فردی بھی حیدر قلی خان کو گجرات کی موبہ داری پر نصرت کیا حیدر قلی خان نے دمان جا کر ایسا بندہ دست کیا کہ ایک عرصہ مین ہوا تھا نظام الملک نے جو امیر وزیرینہ سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد وزارت کے جا کا لہجہ خاطر خواہ رائق و فائق ہو کر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی گرا مبارکی اور وقار اور تہذیب اخلاق اور تقسیم اوقات اور تادیب استیلاء اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت مین تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت کے غرور مین اجسا معلوم نہ ہوتا تھا امراء دیگر خصوص مہم صام الدولہ اور خود نظام الملک انہی کسا دہ بازی کو حضور مین مین چاہا تھا ہمیشہ اسطرح الجھتی مین وقت بسر کرتا تھا تا آنکہ بعض امراء جو امیر الیون کی تحریک سحر قلیخان نے اسے حد سے پیر پڑا دیا جو کہ وہ بھی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرات تھا خصوص گجرات مین خوب سار و پیہ تحصیل موبہ داری جاگیر اور منبلی خانہ عبدالغفور پیر سے سہم ہو گیا یا جکا حسلب کو رو دن سے گہ ز گیا اسقدر دولت با کہ غرور پیدا کیا کہ اپنے دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ امیر الامرا حسین عیسیٰ ان بابر کو مرتبہ برقیانہ پڑا امراء حضور کے اعتدال و عزم استیصال نظام الملک بدلتا ہوا اور بادشاہ اور دیگر امراء ہی نظام کے کٹانے مین اس ارادہ سے خوش ہو کر نظام الملک کے ہاتھوں سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات سر عمل کر دیا اسی عرصہ مین واقعہ شب و شنبہ غرہ محرم کو کہ صبح کا ذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی دو شنبہ کے روز ۱۰ محرم ۱۱۳۵ ہجری کو موبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے مین عطا ہوا اور

نہ خشنہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمد آباد و گجرات کو روانہ ہوا

ماراجا نایل کنڈہ ناگرنایب سعادت خان بہادر کا اکبر آباد میں اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کو ملنا اور چوراسن کی مهم فتح ہونا

حاجہ مرزا ان ملک سعادت خان بہادر کو عداوہ صوبہ اکبر آباد کے صوبہ اودہ و راجہ گردہ سے متعلق تمام امور پر بیان الملک ساتھ بندہ رست صوبہ جدید اپنے کے روانہ ہوا اسے نایل کنڈہ ناگرنایب کو اکبر آباد میں چوراکے ذیل کنڈہ کو فیصل سواراہ میں جلا جاتا تھا کسی عمدہ زمیندار کے اتالیق ایک جاٹ درخت نیوہ لہجی سے بیٹا ہوا تھا راجہ پر پوچھ ہی او سنہ ایسی بندوق ماری کہ نور اچھاتی سے پاؤں گئی برہان الملک عازم تھا کہ دونوں صوبہ کا مالک ہو کر اپنے نایب کا انتقام اور مصام اللہ کے لئے فرصت پا کر صوبہ اکبر آباد کو برہان الملک سے تغیر کر کے جے سنگھ سوانی کو دوا دیا اور برہان الملک کو فقط اودہ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگھ بعد خطاے صوبہ داری اکبر آباد کے چوراسن جاٹ کی مہیا پر مامور ہو کر اس کے اخراج پر آمادہ ہوا مدینہ منورہ کو موافق کر کے ایک مدت تک اس کی فکرت میں مصروف رہا تا آنکہ حکم سنگھ نے ان پر نایب چوراسن کے رد پر خلاف شان ایسے کے گستاخی کی باب کو خفت ہوئی مگر شفقت دیدی سے در کیے انتقام ہوا لیکن مارے رنج کے کہ کھاکر ملاک ہو گیا حکم سنگھ نے بجائے یہ دیکھ کر استعانت رعایا کر کے مهم راجہ جے سنگھ کو اس طرح حکم دیا کہ مدینہ منورہ کو خوب تالیف قلوب کر کے رفقائے محکم سنگھ کو موافق کر لیا محکم سنگھ اس حال سے مامور ہو کر قلعہ خانی کر کے ہاگا ۹ صفر ۱۲۵۰ ہجری خورشید کی شب مذکور قلعہ میں فوجیں متوازن سنہا بجائے محکم سنگھ کے مقرب ہو اور راجہ گردہ بہادر صوبہ مالوہ یا کراچی میں اپنے کمر اتظام کر دینا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے مشورہ کی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بطریقہ تشریح بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا غیر منہجہ اس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سہرا خاتمہ سب ترتیب دیکر آتا سہرا سے سو جا کہ حیدر قلی خان کے کار میں کو سخت کردے اور خط خطوط کے سلسلہ سے اکثر لوگوں کو فوج کو جو کہ افغانہ و بابائی اور خانی اور سنی کے لشکر میں جو کہ اس قوم سے تھے تہہ نہ گوانی طرف مایل کر لیا اور حیدر قلی خان کو سخت کر دیا چنانچہ حاجت خانی سے چوہان خان کو جوئی صلابت خان زبردست خان غازی اسد خان غازی و دیگر سرداران میں غلبہ و تہذیب ازس سے متفق ہو کر اور نظام الملک نے مدعوہ ملک قریب گجرات کی بھیج گیا سمرالدولہ حیدر قلی خان آسمان کو منادہ ہو گیا انتقام کی تاب ساتھ کھنڈا کر کہ کبھی بالخیلی کی علت پیدا ہوئی رفقائے وزیر و رعایا میں مہیا کو صورتی کی راہ لی متعجبانہ گجرات کی تہذیب و ان کے انتظام میں مصروف ہو بعد فراغ امور ضروریہ کو گجرات بھیجیا حیدر خان کو جو تہذیب و ادب جنگلی

کے نام سے مشہور تھا اور کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو کہ دہائی کے تغیر سے اسے ملا تھا آیا اور یہاں کا انتظام کر کے فطیر احمد خان اپنے بیٹے کو بیات میں چھوڑ کر حضو کو معاودت کی حیدر علی خان معزز و مال حاتم حضور موکر چند روز حائل بانڈو کو ۱۲ اجادی الاخری ۱۰۳۰ کے گوشن نور و زہا اور اوسے روز نیکیو سپہ نے رحلت فرمائی اور کیا پرتین رجب سنہ ۱۰۴۰ کے سینچ کی شب کو روشن آبادی محمد شاہ کی بیگم کے شکم سے حبیبہ جہان افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی ظاہر احیدر علی خان بعد معاودت گجرات کے نظام الملک کی غیبت میں مورد امر خاں شاہانہ ہوا جو کہ اہمیت نگاہ کی تاویب ملحوظ تھی صوبہ داری اجیمہ کی ملی اور حیدر علی خان نے ہی بسبب شجاعت اور اعلیٰ عداوت کے جوایت سنگہ سو تھی قبول کی اور جب الامرا و سکی ہم پروانہ ہوا آخر شعبان سنہ ۱۰۴۰ کو راجہ نکر رہا گا اور اسی سال میں عید عام کو تو ال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوش کے جماعہ میں سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح ہوا تو ال کے روز غرہ سوال سنہ ۱۰۴۰ کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ گجرات کے ملازمت میں آیا اور حبشہ ۱۰۴۰ میں دو قیعدہ سال نہ کو کو پانچ گھنٹے کی گزرتی تھی کہ لڑکے پیدا ہوئے اور نصف آفرامہ چھ گھنٹے میں تارہ و ذنب و برج و لوہین نمودار ہوئے کہ جس بارہ روز تک اسے ہٹا کر رہا اور اسی عینے میں بادشاہ کی ٹھری لڑکوں کو انتقال فرمایا۔

بادشاہ سے نظام الملک کا اتر رہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملتا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ عساکرہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول اور صاحب رسالہ شاہی اور اعلیٰ شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید مصالبت خان بخشی چہارم اور خان سار سوت الدولہ شیر افغان خان اور اسکے بعد اسکا بہائی لطف احمد خان بنا اور رسالہ دار سلطانی اور صدر الصدور میر فتح خان اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمت گار خان خواجہ سرا مالگیری اور بعد اسکے روز افروز خان اور دیوان خالصہ راجہ گوہر ل اور اسکے بعد اشرف الدولہ راجہ محمد خان اور بعد ازاں راجہ جمل اور دیوان تن شیخ سعد الدولہ اور میر بخش اول حیدر قلی خان اور بعد سعد الدین خان اور بعد ازین حیدر علی خان اور پیر ازان مظفر خان بزرگ و صمصام الدولہ اور داروغہ خواجہ خاتمہ بریان الملک اور اسکے بایں احمد علی خان اور میر نورک اول امین الدولہ اور دوی داور اور خان اور داروغہ گمزاران مبارز خان اور اسکے بعد غور خان اور داروغہ خاص جبار و حلو خانہ قدیم میر حسن خان کو کہ اور عرض مکر یعنی احمد خان کو کہ اور داروغہ نہر فیض علی حامد خان داروغہ فرش خانہ نور علی قوریگی اور بخشی احمیدیان مفر خان جبار روشن الدولہ بخشی شاگر پیشہ سناست المدخان راسخ ولد خان صادق قراول بیگی آہ و درویشان اور چند صاحب فیض کی بہر و خان کو ادیب خاص کی جاوید خان خواجہ سرا لون کو جو بہر خان داروغہ خواجہ خاتمہ و خان داروغہ خواجہ جبار و خان داروغہ غافل علی خان داروغہ فیلی خان نہ یہ قطب الدین علی خان پیکوری داروغہ حبیبی ماسین خان داروغہ سرخ پوشان قولار خان

العباد خان قلعہ دارشاہجان آباد قائم خان ولد روشن الدولہ داروغہ وقائع کل دواک حکیم معصوم علی خان داروغہ سولج
 ہر ایک ایک ایک کام پر مقرر تھے لیکن روشن الدولہ تحصیل مزاج بادشاہ ہو کر بہرہ کا وقت
 خلاف کرتا تھا اور جانچ فقیر کے لڑکے کوئی نام نے محمد شاہ کے حضور میں نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا فرمان
 اس کے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب و خط بھی محل کے اندر حاجت مند کی عرضی توقع کرتی تھی عقل و بین
 ایسے امر سے حیرت زدہ ہو کر یہ ممکنہ کتنی رباخی نوبت دیکھیں بہ کیا کیا افتادہ است باز دومی شکر فی میان افتادہ است
 شاید کہ سپہ سفلہ قصد زنا طعنه شمشیر زدن بدت زمان افتادہ است بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش و عشرت
 میں پڑا رہتا ہاں کوئی ایسا ہی کا بخت و ضروری ہوتا تو القیاس طرف توجہ ہوتا اور حکم الملک علیہ السلام و غیرہ امر اور امر ازادہ خوش طبع و
 زمین مزاج کی طرف طبیعت کو اپنے رغبت دی کار سلطنت سے بیخبر تھا اس سبب سے کچھ بچوت و ہراس امر ایک
 محکم کے دونوں سے درجہ کلام شخص اپنے اپنے خیالی ملاوٹ کا نے میں معروف ہو جاوے خود دم استقلال بہرہ لے
 و نظام الملک یا متاعا تھا کار بادشاہ اوسکی رائے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاج اہل نیش و اختیار و اہل ہمای
 زمان ناکل سرشت مثل کوئی وغیرہ دل بادشاہ اور کار و بار ملکی مانی سے نکل جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر اور
 اور بادشاہ اسے طرف سے دین اور سرخو کی کرتے تھے اور غیبت میں اس کے حق میں کلمات رنگین زبان یہ لاتے تھے ایسے
 وجہ سے نظام الملک ملک دکن اور حرات کو عازم ہوا چند روزہ آمد رفت دربار کی موقوف کر کے گھر میں بیٹھ رہا محمد شاہ
 اس کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر تالیف قلوب میں توجہ ہوا قصد یہ تھا کہ جسے راضی ہو کر جاوے اس نے بھی یہ ارادہ معلوم کیا
 ہمت واسطہ و وسایل در میان لاکر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ منقرض
 ہجری کو مشرف ملازمت ہو کر ساتھ ہمراہیوں سے خوشنودہ

مبارز خان صوبہ دار برہان پور کو آصفیہ پور و غلانا اور مبارز خان کا ماراجانا

امراء حضور نے آصفیہ کی آزدگی یا کثرت تھیں حاصل بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم مرہاٹو کے نام
 صدارت کیا اگر گرجن ہو صوبہ ہائے مذکور آصفیہ کے گماشتوں سے چھین لہوے اور معتد بہ نظامت دکن کا فرمان صادر کیا
 جاوے گا اور نظام الملک نے امراء حضور کی نشہ انگیزیوں سے اطلاع پاکر مخالفت آب و ہوائے شاہجان المباد کا ظہا
 کیا اور سازگاری عناصر و آب و ہوا کی میان کر کے بہ ہمانہ سرکار سے اوپر کی خدمت حاصل کی اور درمخت نہ ہر رسیع الاول
 ۱۱۲۰ ہجری کو تھری دو اور دہر جا کر سیدی دکن کی راہ لی اور باہر کر کو ملک مکن میں جا پہنچا اور مشغول رہا سیلاب
 کا زور پیکار کا مبارز خان طبع دیوی میں اگر با اتفاق امیر ہیم خان برادر داود خان پشی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ
 سمنج سرور اہل دکن کے جو آصفیہ کے دشمن تھے لغوم رزم آصفیہ بہرہ و آصف جاہ برادر ازادہ مبارز خان نے انگلی مانی

الہائی کو اور سکھانوار و خورشید بہار و عظمیٰ الخیر و سعادت الہائی ہوئی چار ہزار و پنج گزاریا چھ ماہ سے گئے نصف جاہ کو فتح نصیب ہوئی مبارک خان مع رضا کے عدم کورانہ ہوا نصف جاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نامہ مقبولان و املاک موزونہ اور اشرفی نذر مبارکباد کی ارسال حضور کی اور خود فاسخ البال سب مہوجات و کمن پر متصرف ہو کر درپہنچر امرائے دون ہمت اور بادشاہ کم جرات ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے حملہ الملکی اور وزارت پر سر فراتر ہوا اور اوسنے استمراج نصف جاہ کا قبول کر کے کہا ۔

حیدر قلی خان کا اجیر سے اگر میرالستی حضور پر سر فراتر ہوا

انصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی ناچاقی روز بروز بید ہوئی سرچند ذراں طرف سے بلجونی ٹھوہرین آتی تھی خصوصاً بعد جنگ مبارک خان کے کہ کسی قدر یرہ اور مٹھ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان مع والد کو کہ مخلص کی ننگ مہر شجاع سمجھ کر اپنے پاس طلب کیا اور وہ جمعہ کے روز چھپوہرین بیچ الاول سے مذکور اجیر سے روانہ ہو کر دو گھنٹہ میں دن چڑھ کر مستفیض ملازمت پر امیرالستی کی خدمت مع عنایت ہوئی ابو سعید الدین خان تو اپنی جو نصف جاہ کا متوسل اور دیکھتے تھے تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور نیز راج گروہ بہادر کو کہ بھراؤنی نظام الملک کی اخیر میں براؤہ کا مہوبہ وار ہو کر ملکہ جیون کو گیا اور جیسا کہ آجائے منتظم نو اعظم السدخان جو نظام الملک کی طرف سے وہاں یہ کار فرما تھا شاہجہان آباد کو چھلایا

انصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

انصف جاہ نے بعد فتح اور مساعہ حرکات امرائے حضور کے میلہاچی اور کشتاچی سر داران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان کو موافق کر کے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کریں حامد خان نے موجب ایما کے جاگیر داران کے گاشٹے اور حضور کو غور و برطرف کر کے اپنا قبضہ کرنا شروع کر دیا اور اجبار اس تردد اور نا فرامی اور مرہٹہ کی اعانت کے حضور میں یہو بخار کاں اور کوتدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تو انیون کا غلبہ دیکھا کہ قطب الملک کی رہائی فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے پیغام دیا کہ اب تم سے کچھ ہو سکتا ہے اسنے دجواب عرض کیا اگر عنایت شاہی نمایاں ہو بر وقت حصول ملازمت پانچ چہ ہزار سوار مرہٹا اور خود پیش حضور آمادہ ہوں مخالفوں نے اس خبر سے اسکا کو فروغ سمجھ کر چارہ کو مسوم کر کے مان کی سربلند خان کا مقرر ہو نا حامد خان کی تاویب کو اور نجم الدین علیخان سہادر کی ہائی اور حامد خان کا فرامہا الملک سربلند خان بعد تیرہ مہوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا اور بادین بہت کم جاتا تھا جب قطب الملک صاحب الحاکم انصوحاں حافظہ خدنگا خان کو عرض ہو مقرر ہوا کہ مبارک الملک واسطے سترائے حامد خان باغی کو متعین اور کجرات کی مہوبہ داری عنایت ہو غافلہ کو چونکہ بدت سے چکار رہا اسکا ساز سامان محض چکار ہو رہا تھا یہ سترائے تیرہ ایک روز ویرانہ مساعہ کو طور پر خزانہ عامہ سے لیکر حامد خان کی تاویب اور سیر گجرات کو مامور ہوا اور پورے شیعہ اسید وزارت میں

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بجاہ بر سبیل بندوبستی کے حضور سے معرفت ناظر خدیو گارخان اولیہ
مرنے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھ پہنچتے تھے تاکہ
خلی تسلط اسکے کا بیج اس ملک کے منہ اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک بندوبست نہ ہو گا
قرار واقعی نہ ہو سکے مدخل صوبہ مذکور کا پہرے والا سہ کار مبارز الملک کا ہونے بیخروج مذکور کی
حضور میں پہنچی ہمعصام الدولہ کی صلاح ہو جب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور موافقی
درہماہ سر ملید خان کے نام صادر ہوا۔

جب ناروشن الدولہ کا مرتبہ اقامت رارسے بسبب خیانت کے اور کوئی
درشاہ عبدالغفور کا اور مغزونی سر ملید خان کی گجرات سے باعث سعی
ہمعصام الدولہ کے اور مضبوط ہونا ابھی سنگمہ کا اور قوی ہونا مرہٹوں کا بسبب
سستی ابھی سنگمہ کا اور حادث کرنا سر ملید خان کا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہاؤ بہہ صفت موصوف تھا لیکن جو بنامی کار اسکی اوپر رشوت کی تھی مارہ لاکھ روپیہ
مذابت صوبہ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف یہ خود تصرف ہو کہ نصف بقیہ
سال کرتا تھا اور اسی طرح اکثر زمین و محل خیانت ہوتا رہا امرالوک بھی کشیدہ ہو کر بدہ کمل گیا بادشاہ کو
اب فرمایا حکم نہ یہ حساب صادر ہوا متعبدان حضور کی دو کروڑ روپیہ اسکی ذمہ لے کر بحکم بادشاہ وہ
دیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اسے چار چار داخل سرکار کیا لہذا اسے گرایہ کار واری ہمعصام الدولہ
سید ہوئی اسیر الامرا کی ساری قدر جانی رہی اور شاہ عبدالغفور جو ذیل خراج شاہی ہو کر خراجی و بطرفی
لصہ کا اور منشی تھا فی الحقیقت ایسا ہی اسٹور نا شاہیہ بہ فرما کر وعدہ الغفور غافل منظر ہوا جسے مرتبہ
و خارج ہو کر مجوس روانہ کیا گیا اور اسکے مکان کی ضبطی ہو کر دو کروڑ روپیہ نقد سوا حق جس کی داخل خزانہ ہو کر
ارک کی بھی دونوں راشیہ کو شریک اور مختار دستخط تھی اس غضب میں اسیر ہوئی اسکا بھی ماند و ختمہ بیت المال
حضور میں آیا ہمعصام الدولہ کو جب اقتدار کی حاصل ہوا سر ملید خان کو جو روشن الدولہ کا متحمل تھا مغرور کر کے اسکی
رہنہ کو گجرات کی صوبہ داری پر بھیجا اور تانکید کی جلد تر گجرات پر پہنچ کر سر ملید خان کو روانہ حضور کر دی ابھونگہ نے
آرام طلبی اور غور و قدامت سو نایب ای کی گجرات بھیجا مبارز الملک کو نایب کی اجی طرح گونشالی و دیگر ہنگام ابھی
نہ دو سرے بارہ و سر نایب بھیجا وہ بھی بی نیل مرام ناکام واپس آیا اب ابھونگہ نہایت نامد ہوا خوف و شہ
پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک بہ خدیو بادشاہ اور اصغبار کی طرف سے تشویش

رکھتا تھا مگر بسبب قلت زرا اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکلی کر خمیرہ بایک مقام کی
نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیش قدمی کی کہ ناچار راجہ کے سپرے پیچھے ہٹ گیا مگر اس
اُسی برکت نکی کو اچھا پوری بخت سمجھا مصلحت کا خواہاں ہوا اخیر روز کو خمیرہ پورا اور غرض شکار کے ہمراہ دستارِ سفید
اور لباسِ سادہ پہن کر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ سن کر متحیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پا کر استقبال کو آیا
دروازہ پر باقات کی اور باجرام تمام لا کر سندیر بیٹھایا مبارز الملک نے کھانا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پیرانی
دوستی ہے ہمارا اجابیت شکر سے دستارِ بدنی تھی اور برادری تھیں تھی ہمیں بجائے برادرِ زرا وہ اپنے سکیم
جانتی ہیں اس قدر جنگ و آدمیش سیاسی ناموس و شک مردی کے ہوئی کوئی عدالت نہیں غرض تو کارِ باؤنشاہی
کو سرِ انجام سنہجی بندہ بھی اسی کام کو ادا فرمایا تھا اب آپ کو مبارک ہو حالاً اس قدر امیدوار ہوں کہ کچھ اسباب
سفر اور زراہ غنایت فرمائیے ابھی سنگا ایسے کلمات سے شادان ہوا اپنے عہد کو حکم دیا کہ حلیہ ساز و سرانجام کر دین
سباز الملک نے یہ رائے لو اس تقریر کا اعادہ کیا اور سرِ لو ابھی سنگد سے دستارِ بدلی ہو کر اوسکی دستارِ جوڑی صرغ
گرا لیا اور سرِ اسکی تھی جلو سے اوس کا کہ اسے سرِ رکھی اور اپنی دستارِ سفید اوسکی دی اور راجہ کو اوس کی مبارک
دینے لگے بعد ازاں اپنے شکر گوڑے سے ہو اجاب سامانِ مطلوبہ ہاں سنگا کے حضور سے حیات مو ادا کر ملاقات
شاہجہان آباد کو فارم ہو مصفا المرد کو جب یہ خبر ملی کہ بعد از لڑائی کے مبارز الملک نے راجہ کی سرنگ سے خلاف
مرضی اور فرمانِ شاہی کے ملاقات کی آرزو ہو کر باپ شاہ سے تحریک کی کہ سرِ بلند خانی صاحب کمر کی گزیرہ اربعین
کچھ جانوں تاکہ حیدر وادہ ہو کر جان اوس کو یاد دین اسی جگہ نہ وقت کرن جب اوس کا تصور مصفا سے ہو گیا تو کچھ
حیاد کا لگا لگا دوسرے نظر گزرد اور مقرر ہو گیا کہ مولفہ گزیرت کی راہ پر اور ایسے نظر لگا آباد کی راہ پر ہو چکر نظر پڑی
جب وہ اگر آباد پہنچا ہوا جب حکم حضور کے اوس کو سہ راہ ہوئے مبارز الملک بغیر ورت اکبر آباد میں منتظر عفو تقصیر مقام
کمان ہوا سیاحہ ہر اسی جو اگر ٹوکر ہی سے ہر طرف ہوتے تھے طلب تنخواہ میں کستاجی کرتے تھے بریان الملک جو اندویش
اکبر آباد کا موبہ دار تھا اور پیشہ مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتس ہوا اگر گزیرہ ملازمانِ قدیم کی میر سے دوسرے فرمایا گیا
احسن ہو گا یہ کلام سرِ بلند خان کو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابھی یہ حال نہیں ہو گا کہ دو ستون کا احسان مقدران
اور جو خواہ کہ حرم دین پرستیدہ رکھتا تھا اس کو اثر خیال کا لکھ سادہ کی خواہی

اصف جاہ کا مرہٹوں کو پھر کا نا تسخیر نہروستان پر اور ویشکی اس نقش کی

جب اصف جاہ نے قدر دانِ حضور کی دیکھی کہ مرہٹوں کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی لڑنو جو سیہ سالار راجہ کا
تھا اور یہ راجہ سنبھا اور سیہ الکی مشہور سردارانِ مرہٹہ کے اولاد میں تھا مگر کایا کہ وہ بے مالوہ کو راجہ پر دہر ہا اور

تاکر سے اور گجرات کو نواب راجہ اہی سنگھ راسٹور سے لوٹ مار کرتا پھر باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ کے لشکر کے ان میں
 راجہ گردہ بہاؤ اور راجہ اہی سنگھ کے کچھ ستون پر چڑھائی کی حدود دونوں صوبوں کے محلات کو لوٹنا شروع کیا
 راجہ گردہ بہاؤ اور خالی شجاعت سے تنہا لڑنے کو مستعد ہوا اور نظر قنلت سیاہ ہمارا تھی حضور شاہی سے استغاثت
 طلب کی میاں شو کسی نے خبر لی اور وہ بہاؤ ایسے زد و خورد میں مدد کی حسرت میں جان بحق ہو گا کہ لی شخص باجوہ پر امرا کا
 وہ یا بھبہ ورنام قوم گردہ ہر سے تھا وہ گردہ ہر مذکور کی جگہ پر جان بشین ہو لیکن مرہٹوں کے ساتھ سے جانبی
 نکر سکا اور حضور میں لکھا کرتا تھا کہ اپنی زندگانی میں مرہٹوں کو بندوستان پر کوشش کرنا دشوار و محال ہے
 بعد میں سے ضرور انکا اثر نہ ہین شائع ہو گا باوجود ایسے تحریکات کے کچھ فائدہ نہ ہوا آخر الامر وہ بھی مارا گیا
 میں محمد خان نگیش مالوہ کا صوبہ دار ہو کر اجین ہو چکا لیکن مرہٹہ کے دشت بروہی سے اسکی پیر اوکھ گئے آخر
 اسکی تغییری پر صوبہ مذکور راجہ جسے سنگھ سوا لی گوٹلا الا میاں مذہب باجی راو کے تقویت کرتا تھا اور جسے سنگھ
 کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی انت الدار اسکا نوکر کیا جاو لیکن وہ یہ مالوہ بھی مرہٹوں
 کو قنڈ میں آئی اور ملک گردہ ہر میں سنگھ کی سستی سے مرہٹوں نے لڑا لیا بہت سی زمینیں اور شہر و قلعے
 سلطنت کا کام نہ ہوا کہ یہ نہیں سنگھ کے لوگ اسکی مخالفت نہایت کام تھا اور دلاور سے الہ دین رہا بہاؤ کی دخل نہیں
 شیر و غیرہ نہاد و قلعہ داروں میں کچھ نہیں تھیں اور اسکا بہاؤ و لڑائی میں لیا گیا اور انکا ہر دستہ کا جاگ لڑا لیکن
 سر اصفیاء اور مرہٹوں کو نہایت کرسے اسکو سس کوئی تہذیب کار گردہ نوئی جو تہذیب کار تہذیلات ہو جاتی اور اسے دولت کی
 مستحق سمجھا کہ کو زوال ہو گئے اسے مقام پر وہ الفقارین اور حسین علیخان یاد آئے ہیں سچ سے بہاؤ
 سے جو عقل و فہم میں کرون غور دی جو کچھ شہنشاہ سے کروں

رعایا کی سرکشی شروع ہو نا اور محمد خان نگیش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور یونیون کے صوبہ الہ آباد میں
 جب افواج مرہٹہ مذکورہ مذکورہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچھ تدارک نہ ہوا نہیں مشاہد ہو دیگر سرداران مرہٹہ
 ملک ستانی اور مساحت سلطانی کی ہوس ہوئی جی راو وغیرہ مذکور گجرات و مالوہ پر قابض تھے آہستہ آہستہ تہذیب
 تہذیب الہ آباد اور اکر آباد کے قریب و جواسے فوجدار یوں پر دخیل ہوئے اور ہر روز ترقی دولت ہونے لگی نہیں
 ولوں میں محمد خان بہادر غنہ فرجنگ نگیش صوبہ دار الہ آباد کا تسخیر یونید کو جو ان کا راجہ چتر سال و لکھا تھا
 گیا اور جواو افغانہ کی فوج نیکر جاہ پر چھا اکثر مقامات کو تبدیل کمنڈ کے مسخ کر کے اپنی اقامت اوسن دیا میں
 مناسب سمجھ کر راجہ کی والہ کو مست میں مقیم ہوا راجہ مذکور اور نیز دیگر لوگ جیکام ملک قبضہ نگیش میں آیا ملاحظہ
 تحقیق سلطنت مرہٹوں سے رجوع ہوئے انکے کھان کے مرہٹوں سے جو کہ انہاں صوبہ ہر راو اور دھند آباد

تو اربع مین ملک بوندیل کسند کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرور ان باجے راو سے جو اطراف اجین مین سے کھے
 مستعدی ہوئے اور انہوں نے تقدار و تیرہ کسیدر ملک دینے کا وعدہ کر کے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش
 نے اپنے غلبہ اور تیرہ اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج کر لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا جو نکاہ
 ملک تازہ کی راہوں سے آگاہی تھی راجہ مقبور مذکور مع فوج مرہہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے
 سربراہیو محمد خان گہر لکڑی کو سوار ہوا جو کہ مرہہ اور بوندیل کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جامع مین
 کی تلاش ہوئی دو مین روز کے بعد قلعہ جیت گزہ مین ہو چکے مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے
 مع مرہہ ایسا سخت گھیرا کہ نہ وہاں ہی قلعہ مین نہ جاسکتی تھی کسیدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آؤ دہ لے جاوایا
 ٹاپا لی بالکولات سے وہ نوبت ہوئی کہ حرام حلال مین تیز تری باہر آنے کی کوئی راہ تھی غضنفر جنگ کے عیال
 و اطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کوئی مستنا تھا آخر قائم جنگ اوسکو
 لڑکونے لایا جو کہ اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استغنا مشہور ہو اسطے عاجزی کی لاجڑ مین
 ہم قومی افغانہ کا حجاب ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر
 قائم جنگ کو اپنا سرور اپنا یادیا ہو چکا اور غضنفر جنگ کو دشمنوں کے درمیان سے نکال کر قلعہ آگ آباد مین ہو گیا
 درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو اسکے نے باپ کو واسطے کیا انرض امر اسے حضور فی قصور مغلوب ہوئی کا بوندیل اور مرہہ سے
 اور غضنفر جنگ کے ثابت کیا پس حضور غضنفر جنگ کو صوبہ داری آگ آباد سے سز دل کر دیا اور مبارک ملک
 کی عفو تقصیر فرمائی آگ آباد کی صوبہ داری یہ بھی اپنے شخص خانہ راو خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو ناب مو میر
 کر کو خود اکر حضور مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انہیں دنوں مین حیدر خان
 آگ مین حیدر خان بجان آفرین ہوا اور دروچار شنبہ ۱۱ جمادی الاول ۱۱۳۱ھ ہجری کو چارپانچ گھنٹہ دن کلچو یا خان جو
 عہدہ مالگیر سے شاہجان آباد کا صوبہ دار تھا رگڑا سے ملک عدم ہوا جب کہ روز میراقتی کی خدمت مظفر خان سرور
 مصداق الدہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برلان اللہ کے توپخانہ مین آگ لگی سنارہ فیروز شاہی کو
 مع نصف حصہ عمارت یا مین اوسکے گھر اویاسی وقت مین نجم الدین عینیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرے سے اجہری
 صوبہ داری سہی علاوہ میراقتی کو مظفر خان کو عطا ہوئی سنکل کو روز و سولین جمادی الاخری ۱۱۳۱ھ ہجری کو باہشت
 حضرت ساجا جو کہ صحیح و تندرست ہوا ساتوین شہان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ اہو سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ
 جو گوات نے حضور مین آیا تمام شہوں نے شورش آید وطن مین سنگہ جو جدو گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جو دہپور
 میرٹھ اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینہ کی دسویں تاریخ روز جمعہ کو بنجالی چوڑے فروش وغیرہ اہل اسلام جمع
 ہو کر دعوے یہ تھا کہ ادنیٰ جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی بند و نہ پگامہ مولیٰ مین نماز جمعی کر کے بار دالائے

استخانتہ کو اوسکی لاش بھی کھڑے رکھ کر فن نہولی خدا معلوم کیا سبب ہوا سستی ایمان یا کسی کی طرف داری ہوئی جو کسی نے
اوتھکا تارک اور داؤدنی ناپا لارونہوں نے ہجو مکر کے مانع مانجیے ہوئے قاضی کو بھی سخت دی وہ سبھی کو بھی دی تھا
ہوا اندام قمر الدین خان و نیز اور روشن الدولہ مانجیہ کو مع انجی جمعیت کے سوار ہوئے مستغنیان دل سوختہ و فریاد
جھانی اور ایسی جہارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقوں کے جماعت میں شامل ہو گیا فریادین دل سوختہ و اول فریق
و ماسست بہت کی اور جیتا جیت دین و کمالی امر اسے مذکورہ گچینال نہوا ہا ہا ہا کہ مستغنیان مذکور نے روشن الدولہ
اور ہر ایون اوسکی کو زیر پا پوش کاری و کلون اندازی کہہ لیا اعتماد الدولہ و قمر الدین خان نے اندک پائی استقامت
بیا اور بان بے رستہ کر کے اوسکے خویش سے ہوا نیوان کی بہت گئی کسی قدر تر وافر ہوئی اندک تپت و ہم اور
اندکی تالیف اور تسلی فرمایا بوبہ کی آتش شعل جھانی لیکن اس نے تمامہ بین اکثرین کی عزت خاکین ملگئی اس سال
میں شوال کے آخر سے تمام واقعہ تک ہوا متعفن ہو گئی سکان شاہجہان آباد بپ کے عارضہ سے کانپ اٹھے
ایسی حالت ہوئی کہ بازار و دکان خالی تختہ بن گئیں رولق شہر کی جاتی ری لوگ کتنی تھے کہ کبھی ایسی گرم بازاری ہو
بیماری کی نہیں ہوئی تھی کہتے ہیں کہ شروع اس عارضہ کا پینہ آلا آباد واکہ آباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد
سوی پانی پت اور سہرند اور لاہور میں جا پہنچے البی اللہ کا غار بد کا انجام مانجیہ ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر سقندر جنگی اصل
موجود بین کیغہ صدر اوتھا حال نشان ہوئے ۱۱۲۰ ہجری میں واقع ماہ جب چشمنہ ورجیہ اور سنجہ اور اتوار کی رات
کو جاکر کی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کہنے میں جھگا گئے وغیرہ میں پانی رکھا تھا برف کی صورت
منجہ بستہ ہوا آسمان سے بھی کوہن او مکالون پر برف گری

پادشاہ کی غریمت اغوا آباد اور برہتہہ کی طرف بطریق سیر و شکار اور دھان تو دیا جو بین کیا مہا مہر کی تمبیہ کو
روز سہت بند پانچون جب ۱۱۲۰ ہجری کو وقت طلوع آفتاب میر شاہ بادشاہ بطالع حبی طلوع دار الخلافہ شاہجہان
سیر و شکار کے لیے طرف اغوا آباد و برہتہہ کے کوچ فرما ہوا ایک مینو کے قریب بیچ سون بیت اور برہتہہ کی س
اعتماد الدولہ و قمر الدین خان اور امیر الامراء مصام الدولہ وغیرہ امر اکاثرین شہولی مانجیہ لڑان مانجیہ تالکھور میں مقیم ہو کر
چندر و سیر و شکار میں گزارا اور دیا جمن کے یار ہو کر فرخ بخش بدین بارہ روز قیام فرمایا مرنوئی شورش اکبر آباد و گورد
دو ناسی کو شمال گوارا دہ سے اکیڈ و منزل کوچ کر کے بکنار دیا جیہ نیدل فریجہ لری بیکس میں خیمہ کیا سات آٹھ مقام
ہو کر جب دس گروہ کو کھانڈی خیرلی حدود مذکور تکس کے نزدیک فریاد واکہ شوال کو مینو پائی واکہ و افضل دار الخلافہ

مصام الدولہ مظف خان کا مہمٹون کی تمبیہ سر جانا

۱۱۲۰ رمضان ۱۱۲۰ ہجری روزیک شنبہ کو سائے تین گھڑی دن کھلے مظف خان بہادر شیرانش برہتہہ مصام الدولہ و قمر الدین خان
اور تین ہرٹہ کو چھت ہوا و سید وقت بارہ پیک کو نزدیک پونڈاس کو مانجین بدن گرنے کو قامت کی بدین سبب کہ ہرٹہ سے

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک ضروری مل میں نہ لیا تھا اور لوٹ مار کو درست ہو سکا اور انہوں نے ہاتھ اٹھتے آہستہ آہستہ قدم بڑھانا شروع کیا اور گداز لڑائیک نہانہ ماہ و سال کے اوں ہونے سے رفتہ رفتہ سبیل مدت میں انکے دھمال لیتے ہوئے ہمارے گوالیار تک پہنچنا نہایت قرب و جوار کے آباد میں واقع ہے آہی بونچا اور تھوڑے ہو کر دم استقلال پار ہو گئے آصفیہ کی قبر میں گواغوا پر سہاٹی ہو کر انش عباد و فساد و غلبہ کا دی مرثیہ تو دہلین یہی ارادہ رکھتے تھے آصفیہ کی تحریک سے خاطر خواہ بہانہ ملتا تھا زیادہ تر قریب مرہاسے جاگیرات امیر الامرا اور محلات خالصہ کو لوٹ مار میں بھی جرات کی جب کہ دلیار سے بھی گدز کراچیہ و اکبر آباد کے متعلقات میں بھی قدم نہانے ہوئے امیر الامرا نے علاج و لاچار ہو کر اپنے بہائی مظفر خان کو جو گمر میں متمنا شجاعت کا دم بہر ہاتھ جنگ مرثیہ پر مقرر کر کے حضور سے اجازت و لوالی اور نیز دیگر امرا بادشاہی اور بعض اپنے ہم راہی رسالوں کے انکے ساتھ کر کے سپہ سالار مکر و مع فوج پیشمار اور اسباب شایستہ پیکار کے بغیر نرم مرثیہ سوار ہوا مرثیہ لوگ جنگا ضابطہ جنگ چپاولی اور قراولی کے طور پر سہاٹی راہ میں کسی جگہ نہ اوس سے تھری مظفر خان سے دیکھ کر مرثیہ نے چند صفین تک عین سیدان میں اوسے محصور کیا رسد کی راہ بند کر دی اور لڑائی یہ دم وقت آتا رہے مظفر خان اپنی خود داری میں رکھ کر حکم شہابی اور امیرا ہی برادر کا انتظار کرتا تھا جب حکم معاہدہ کا صادر ہوا شکر الہی کر کے باؤتہ کی ملازمت میں آیا بیسویں محرم ۱۰۲۲ ہجری روز شنبہ کو مشرف ملازمت ہو کر لنگن جو اہر سے مشرف ہوا آشنا جہان آباد پہنچ کر صدقات و فخر حسب مقدمہ در اختیار ہوئے اور ہوا خواہوں نے اسکی سلامتی حال پر شکر گزاری کی اکثر اوقات مصاحبان خرو سندر کو انہاں یہ یہ مصرع جاری ہوا

این کار از تو آید و مردان چندین گفتہ اسی سال میں شانہ راہ عالی تبار و لہجہ عظم شہاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ انہی میں کرپا پوری میں واقع تھا و دفن ہوا اور نیز اول کیش بندہ کو روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیر الامرا مصاصم الدولہ اور اعتماد والدہ امیرالین خان نے مرثیہ کی مراد کو رخصت پائی و دونوں بہادر و نون نے کوشش مروانہ کر کے مظفر خان کو مانع و دست فرمائی اور عظیم المیر نے روز شنبہ ۱۶ شوال سنہ مذکور حسب سابق جہان آباد سے سو کوٹس زیرت و انکا ماہ و بیسویں و دہان کو فوج پارچہ و نام لیا پاتی اوتین لاکھ روپیہ کے قریب مال و اسباب مرثیہ کو وکیلان جاسی مرثیہ نے اوس پر اتفاق کر کے بیسا جانا بارت کیا فوجا برادر کو صرف اسی لباس سے جو چھپنے سے بچا کر بڑا اور قوی قصبہ کو قاضی و بڑا جہالت محال و اطفا لیا جو کو مار کر لہجہ اصطلاح نہند میں جوہر اتو میں مرثیہ کو گمر پیکار ہوا اور جزی ہو کر دروازہ لپکا لیکن حق تو یہ جو کہ دی کا جی لوگ گداز گیا و بیع الثانی شہر لکھ جزی کو آخر روز شنبہ پنجشنبہ تک ایسی سخت بارش ہوئی کہ جسکی تصاویر عیادت مسند حضرت مین لے درویش کرمان میں فانی کی کہ دہشت بھی لگ کر اندر پانی قدام بہر ہاتھ اور گداز و جزی و قصبہ و انکے دیوانی ہو کر آ کر بڑھ چکا و اگر کو طرہ کی گردن لستی اور جانیہ زحان کا مارا جانا اور برہان الکاک سے انتقام بیان

اسی حالات میں مسمی آزار و زنیہ را چکار کوڑہ و بقصای وادید حال سلطنت سے مدد نہایا اور ان پر حکام جان ناسخ کو روک دیا

عہد کیا اور اسکا مال واسباب ملکہ کو عیال پر قابض ہو گیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پاکہ خطیہ اہم خان کو بنا کر پیش کیا جس نے
 مذکور نے اسکی آمد شک و شواہد کے ساتھ ان کے چگونہ کی راہ فی مکان خالی کر گیا عظیم خان کو حسرت و اسکا گوشمال سہل سمجھ
 خود چکا نہ کر مین قیام کیا جہہ خارج ملک خان تورانی وغیرہ کو چکا نہ کر مین حکومت دی اور اس مفرور کی سزا کو فاش
 کر کے خود شاہجہان آباد و ایس یا آرڈر و مفرور کو بعد عظیم المدافعی مہادت کے آپہنچا اور عظیم خان وغیرہ کو باہر
 سو مار ڈالا اعتماد الدولہ نے خراسانی سے لاپاز ہو کر برہان الملک صوبہ داراودہ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ نہ کیا
 لکھی کہ باس آبروی مغلیہ واسلام کی جس طرح کا یہی کرے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مرادگی سے غمور تھا
 شمس المرحومین عہد حضور کو کہ شاہجہان آباد آتا تھا شاہ راہ سے غرہ دوم جامہ ای الاخری میں بگولت آرڈر کو سر پہنچا
 زمیندارانکے لئے یا با کہ فریب سے اسکو اپنی طرف سے لے کر برہان فریب بختاب وہ اما نہ نرم ہو جسوقت برہان الملک
 راہ سے پہنچا داخل خیمہ ہوا اتفاقاً جاہ رنگ سبز پہنے تھا جاسوسوں نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس
 سبز پہنے خیمہ میں پہنچا ہے داری سفید و راستہ آرڈر اس خبر کے سنتے ہی ایک کھانہ سے کھل مع فوج حاضر ہوا برہان الملک
 فوجت پٹ باقی یہ سوار ہو کر راستی فوج کا حکم دیا جس نے غلٹان رکاب جسے طیار ہو گئے خیر حسب طرح ہوا اسکی قد و شکل
 پہلے ہی آراستہ ہوا اسوقت برہان الملک گندہ سفید لباس پہنے ہوئے تھا اور ابو تراب خان تورانی جو
 اسکی مدد مہر وارون میں تھا قضا راوس روز لباس سبز و بادریش سفید رکھتا تھا آرڈر نے ابو تراب خان کو
 برہان الملک قہر کر کے اسکی نیل پر متوجہ ہوا اور مع عہدایان جان بار کے مثال برہا ہونچا اور فیل سواری کو پاس کر
 گھوڑو کو گودا کر تیری پس روئے سے ماری کاوسکی سان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی پہلے ہی
 او سکھو ویدہ پاد سے رونق آئی برہان الملک جب انفرست بمقتضات شجاعت آرڈر کو رو برو منظر رہا تیر کمان کی مسرت
 میں آرڈر کو کہہ لیا اور رتھی جان شائے تیغ و تیر کی رشتائی و کلائی درجن سنگ جو آرڈر کا فریق تھا اور برہان الملک سے موافق
 ہو گیا تھا برہان الملک کو تہا دیکر وہ آرڈر کو گورے کو دور کر کے مقابل جا پہنچا مینا مونسے لگا شجاعت کی فوج کو کہ کناں کو
 آخر آرڈر کی جانب تیری مونسے پہنچ کر اچھٹہ اور برہان الملک کے تیر سے چید کر کے ہاتھ و اصل ہوا برہان الملک نے سجدہ کر
 آئندہ اوکیا اور اٹھا مہر کاٹ کر باو شاہ کے مذکور کو اور اسکا پوست لگاوا کاس سے پیر کر کے قمر الدین خان کے لیو روانہ فرمایا
 چند روز کے بعد سرداری لشکر کی صفہ جنگ بہاد کو وکیز و والہ افت کوایا چار شہیدے کز و جب سہ مذکور کو شرفیاب
 حوڑی ہوا ایک مہر انوار شرفی و ایک خیر اور ایک شمشیر نذر دی اور خوات و سر جیج مرغ و شمشیر و اسپ و فیل سے سرفرازی
 پائی و رویش شہیدہ شوال سہ مذکور کو کسب التماس بجا لکھ و رن بہاد و صفہ جنگ کو جو کہ اما و او خواہ ہلاہ برہان الملک کا تھا
 اور شیخ عبد اللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے نصرت ہوا سب لکھایا و اگر مہر کے لئے کی خیریت آرڈر کا کہ کانی مدد میں لایا تھا
 ہوئی تھی اسی مہر میں نصرت بہاد و قیدہ کو باو شاہ فرمایا کا خان شہیری کو جو چرب زبان اور لیر احمد صمد الدولہ کو قرقا میں تھا

جلد دوم

یاجوج سنگ سوائی اور باجوہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ سامو کی طرف سے مسخیر ہونے والا تھا اور وہ در
صوبہ بلوچ اور گجرات کے حصے فرمایا اور انکو دیکھا کہ جاکر تالیف مکتوب اور مطبعہ شاہی کر کے اور اس سال میں واقفہ شہنشاہیہ
دو تاجیگر کو پہرہ رات گذرے روشن الدولہ طغخان بجاوہ طرحت کی شخص غریب فاضل و صفات حمیدہ کہ ساتھ دشتہ راوت شاہ بیک نام
غیر سے بہرہ یونچائی تھی چنانچہ رضا جوئی مرشد میں تادمہ زیست رہا

کسی قدر ذکر فخر الدولہ ولہ برادر روشن الدولہ گالیا جانا

نصرت یار خان کے بعد بغیر کو معلوم نہیں کہ کون کون عظیم آبادیہ کا صوبہ دار ہوا اس قدر معلوم ہے کہ اغلب شاہی سببی میں ایک ایک پور
ہو فخر الدولہ براہِ تحقیق روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آبادیہ ایلیا جہاں جس تک صوبہ داروں میں مشغول رہا اور چونکہ یہ شخص محض
میدودہ و احمق تھا اور نہایت زود سوچ اور اعمال اسکے ہی ساتھ یہ قوی و کمینگی کے ڈھوسے جو بیخ عبداللہ جو ایک تملک کے
صوبہ دار الہام اور جمع نام رہا اور وہاں کو صوبہ دار اسکو نہایت ہی کیا کرتے تھے اور اکثر زمیندار وغیرہ اسکو طمع تھا ایک سال
ہی بات میں کاشوش ہو گئی اندر اسانی کے در پہ ہونا یا اپنے مکان واقع عظیم آبادیہ سے لگا پار جو کہ قلعہ سوانج میں جو اسکا بھائی
اور وہیں پر چند گانوں زفرید تھے جاکر آرزوہ میثا فخر الدولہ نے اس سے ہاتھ نہ ڈھکیا بیچے جو خود ہی یار موکر شیخ مذکور کو
قلعہ میں محصور کیا اور دسے خربہات و آہو اسنے لاچار ہو کر برہان اللہ صوبہ دار آوودہ سے توسل فرمایا اور بعد
طلب برہان اللہ کو روانہ نکل پڑا اور برہان اللہ کے صوبہ کے حدود میں جا پہنچا اور بغیر الدولہ کی آسیب رسانی
سے محصور ہو کر برہان اللہ کے حضور میں آیا آخرت شایستہ حاصل ہوئی اور فخر الدولہ نامہ و اس میں جو اخیر در کے بعد کو
برادرانہ الامار سے ظاہر ہو گیا اس فخر اور شایستہ کے مشعل میں باستان و شوکت اسبر کر تا تھا حرکات شایستہ کیے اسکو
آرزوہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدربار نہایت آرزوہ ہو کر روانہ شاہجان آباد ہوا اور بد وقت ملاقات انہی بہائی مصداق الدولہ سے
احوال فخر الدولہ کا بیان کیا مصداق الدولہ بعد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو کہہ کر دیا اور عظیم آبادیہ صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ
کر کے سند صوبہ مذکور کی موتوں ملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بجاوہ راسد بنگالہ واما جعفر خان کو نامہ جاپہ
سسر کی جگہ پر بنگالہ کا صوبہ دار تعین ہو اور فخر الدولہ بغیر ہو کر شاہجان آباد کو چلا

ذکر احوال پر احتمال شجاع الدولہ واما جعفر خان ناظم بنگالہ

پیشہ و نہر ہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور سب اوسکا قوم افشار کی طعن ہو چکا جو جزیرہ اسانی
تبرکون میں سے جب اونگ زیب صوبہ دکن میں تھا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی واما دی میں جو آخر وقت میں
انجمن کی نظامت کرتا تھا ہوا یا جعفر خان کا اعتماد بڑا اسکا ہی مرتبہ جعفری پر آیا انکا جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڈیسی
دیوانی اور نظامت یہ سرفراز ہوا شجاع الدولہ اس وقت میں صوبہ دار اوڈیسی اور وہاں کے انتظام میں مصروف
تھا اسکا سبب یہ تھا کہ سسر واما کی باجم صحبت برار نہ تھی اکثر خیالی میں راضی تھا شجاع الدولہ نہایت جو داور

حکومت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے مصون تھا و جعفر خان بر غلاف اوصاف اسکی توفیق حاصل الدولہ کی بی بی زیب النساء بیگم سے اپنے لڑکے علاء الدولہ سے فرار خان بہادر جید جنگ کے باوجود کہ شایستہ اور تیرہ اہلوار تھی براہ اطاعت پر یا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بھی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر میں رہا کرتی تھی شہر مرشد آباد میں جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق میں اسکا نام مرشد قلی خان تھا مقیم تھی چونکہ محمد علی درویشان بہادر مصابت جنگ کی مان بھی قوم افتخار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مصابت جنگ سے اپنے باپ مرزا محمد اور اسکے بھائی حاجی احمد کے اعظم شاہ معفوہ کی رفاقت میں تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی کو بدولت افلاس میں اسیر ہوا بعد محمد شاہ کے اوائل کین اول مصابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے پاس آیا اور سنہ مرزا محمد کا آمانیت بنانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا فریق بنایا اس خبر سے مصابت جنگ مرزا محمد علی بھی بنگالہ اور اوریسہ کا عازم ہوا نہایت مصعبت مفلسی ہو شجاع الدولہ کی خدمت میں گیا یہ شخص نہایت ہوشیار فراراج شناس آداب دان شجاع والا تھا شجاع الدولہ نے اسکا بیوی بچہ نامہ دگاری اقبال جو سمجھا رفاقت میں رکھا بدھ و بھارتی بانی اور ترقی پاتا ہوا راج علیا پر بیوی بچہ شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کو ہمہ کمال کمال درجہ کے اتحاد ہوا ہے اپنے بھائی حاجی احمد کو مع متعلقان دعوالہ والقال کے بلایا دونوں بلایا شجاع الدولہ کے ترقی دولت میں و مصروف ہوئے ہندوستان صوبہ اور گجرات کا نہایت نامور کمانڈر ہے جو ہر شجاعت اور کاروانی سے نہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بھائی اور دیگر رفقاء شجاع الدولہ سے زیادہ نام آور تھا شجاع الدولہ نے اسے نالہی منصب اور خطاب محمد علی درویشان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان شجاع الدولہ سے کسید قدر سرگردان تھا چاہا کہ علاء الدولہ کو جو اسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظام اور دیوانی امور بنگالہ کی ہی اس مقدمہ میں اپنے دکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہو کر محمد علی درویشان اور ساجی احمد سے منسلح ہوا و انہوں نے تدبیر مناسب وقت تجویز کر کے اپنی بیوی سے چند نفیر زبان و ہوشیار حضور کی وکالت میں بھیجے اور عرض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے بلانہ عجیب لطافت غریب تحریر فرمائے وہاں یہ اسد خاکی کہ سندھ صوبہ بنگالہ اور دیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کو عنایت ہو اور مرد مہتمم نہایت رفقاء دیسہ شجاع الدولہ کو طاس ہین بر طرف کر کر رخصت کیا کہ مرشد آباد جا کر متصرف دارالامارتہ کے نزدیک منتظر خبر درویش شجاع الدولہ کے رہیں چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ اندیشہ تھا کہ لنگ سے مرشد آباد کا السد اوراہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے اشتیان مساکر بہت سے طراح بھی ملازم رکھے تاکہ جو وقت حفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فوراً روانہ مرشد آباد و موبادین اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹھائی تھی تاکہ جو وقت اسناد و موبہ واری صادر ہو

خوار خیر ہو گئی اور تیز روزمرہ خط و خطہ بادشاہ چمان آباد کر کے پوچھا کریں جب یقین ہو کر دو چار روز جعفر خان اور سہی دنیا کا مہمان سے شجاع الدولہ مع علی درویشان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعض جگہ خشکی اور بعض جگہ کشتیوں ہی گزر کر مرشد آباد کو حوالہ دے کر محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سواسے تریب النسا کی تھانایا یہ معتبر تیار کئے تھے جعفر خان کے انتقال کی خبر پائی جب چہ منزل اور بڑا مہو بہ داری کی سہمدین بھی وصول ہوئیں جس جگہ کہ فرمان حضور بادشاہ کا پہنچا تھا اس کا نام مبارک منزل رکھا اور رات دن لیگا کر کے نہایت نشانی سحر جعفر خان کے دارالامارت میں پہنچا چل نفون دیوان عام ساختہ جعفر خان میں مع اپنے رفقا کے نذر الخمار فرمایا بجز وہیہ کے اپنے آدمی جو بکرمہ و قلع لگا رہے تھے لگا رہے تھے کو بلایا بعد جعفری سند امارت پر جلوس فرما کر حکم دیا کہ خاتین اسناد چہرین اور بشادمانہ دولت خدا داد بجا مانڈین لینا شروع کریں اس کا لڑکا علما الدولہ سرفراز خان کو کہ بخش نادان اور اسے زعم میں ولی عہد اور جانشین جعفر خان کا تہاد اور خاطر جمع رکھنا تھا کہ جو کمال لڑکے نہیں تھا اس وقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دھون دھون کان میں سمائی چونکہ دارالحکومت سے ایک دو کوسمی کا فاصلہ تھا بعد وصول خبر متحیر ہو کر عجلہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر بڑے سپہوں فرامیدل ہو کر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزانہ دفاٹن جعفر خان کے تھمارے باپ کے پاس اور قبضہ زمین اس کے اطاعت کے مقرر ظہر نہیں آتا لاجا طوعا و کرہا تہمتا سوار ہو اور بعد شرف پائی ملازمت پیر نذر مبارک رہا پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہم اپنے لیے بعد از ان حسب صلاح محمد علی درویشان اور حاجی احمد اور احوال میان عالم چند جہاد نکا دیوان قدیم تھا اور فی الحقیقت فرقہ ہندو میں لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تھے وزیر دیگر درہتو امان نامزد ملک سب سے تھیں چند جسکی دولت اور ساہوکاری کردوں سے بڑھ گئی تھی اور اپنے زراعتیں باطنیہ تھیں کاروباری بنیاد ڈالی اس کے سوا کسی پر اعتماد تھا تا باسکان ہر امر کے تقشیر خود ہی کرتا تھا حق و انصاف کو خوب ہی پہنچتا تھا حق خدا کو ملتا تھا جعفر خان کے عہد میں جین زمیندار اور الگدار و بنگالہ کے قید ہوا کرتے تھے جو جوازیہ بیٹ بیہیجی موتی تھی افسوس آنا ہے کہ اسکی بزرگوئی سے زبان قلم پر نشان تقریر ہو بہو جب بیت بنیادیہ برعکس ہو پادشہ نے کہ پس مانڈگان اور پھرین کریں: النوفین شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قید کر کے ملک کی جہتی تھی راہی دی اور دوسروں کو بلانے لگا کہ اگر تم لوگ راہی پادشاہ سے مل کر کار و اطاعت و فرمانبرداری میں پیش آؤ گے یا نہیں انہوں نے عرض کیا کہ اس قدر حق و عدالت کی افزائش کرے ہم لوگ راہی یا کر اس وقت سے سزا چند زیادہ زیر اطاعت رہیں گے اور اس قول و قرار پر سگوں بن پادشہ اور بیک نشان زمینہ ملک سنگ کے رسالت یہ چو کر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کر رکھت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ کا نام حقہ الملک و تھا اس کے عہد میں اسم با سہی تھانے گاں خدا اس کے عہد خداوندی میں دست مدعا سے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ پھر کیا اور محمد تقی خان لیسر دہم کو اوڈیسہ کی صوبہ دیا گیا

پھر چور اور جہانگیر کو لڑا کہ پرتھو خان سنا اور رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور نگہار کی فوج باری سب اس میدان اپنے
 بیٹے کو جو مہابت جنگ پس عاجی احمد حمادی اور زین الدین احمد خان چھوٹے بیٹے کو لڑا کہ نگہار راج محل کی فوج پر غالب رہا
 فوج کی نوائش محمد خان بیٹہ چور داماد مکان مہابت جنگ کو توفیق کی اور کل اسوہ کی دہلی میں محمد خان اور
 حاجی احمد اور اسے رایان عالم خان اور حکمت مسیطہ فتح چڑھا صاحب شہرہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تاکہ جیسر الدولہ تغیر
 صوبہ غلط آباد میں عہدہ صوبہ بنگالہ ہو گیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی بہن شجاع الدولہ کے نام صفا دی گئی

صوبہ بنگالہ میں عظیم آباد کا مانا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کو نام ہونا اور شروع دولت قبل

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز میں دولتخواہوں سے مشورہ طلب کیا چند دفعہ کال رہا شجاع الدولہ نے
 کسی کو لائق نہ کیا یا با کہ اسے آہن لڑکوں میں سے کسی کو دیا کی نیابت یہ مقرر کر کے گیسر فرائخان کی مان توجہ
 شجاع الدولہ نے جہانی گوارا کی اور نیز محمد تقی کی مہاجرت کی بھی جب کو لگانہ سمجھوتے روا دیار نہ کی اور
 شجاع الدولہ کی رائے سنوئی کہ اوس ملک زبرد طلب کو صوبہ اودھ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے
 ملحق ہونے اور اسکا سوال جواب اور اسکا بندوبست کرنا سمیت محمد علی درویشان سے دوسرے سے ممکن نہیں اور
 دو فوجاں سپر فز نے ہی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع افتادہ منصب
 پنجبازی اور خطاب مہابت جنگ اور بہادری اور عطا سے پاکلی جہالدار اور علم و تقارہ کے محمد علی درویشان کو
 واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور میں القیاس کیا کہ تہرہ پنج عہدہ ہو اور امیر الامرا کو بھی
 لکھا شجاع الدولہ نے انھما احسان کیا واسطے خان مذکور کو حرم ہر میں بولالہ کر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت
 اپنی طرف سودیا اور اپنی فوج ملازم سے سفید رعبہ راہ کر دیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ
 کو لڑنے سے جو زین الدین احمد خان کو بیا ہی تھی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لا دولت تھا
 اس لڑکے کو اپنی ولایت میں قبول کر کے یہ درخش کرتا تھا کہ اس دولت کو پہونچاؤ گا میں قدم چھوڑ
 زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونوں دامادوں کو مع دیگر بعض توہا کہ عہدہ لکیر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا
 ایک سال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت میں اگر مورد الطاف موعیدہ اسے صوبہ کو چلا گیا انہیں دونوں
 میں سپاہیہ منصب پنجبازی سے پاکلی جہالدار اور تقارہ و علم وغیرہ کے جبکہ دنخواست شجاع الدولہ نے کی
 تھی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد و شیر تجربہ کار تھا شروع عطا
 کر کے آرا شکلی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفید میں مشغول ہوا انھوں
 سوزمانے میں عہدہ سامان سروری پیدا کر لیا جسکی طرف سے دراجی کر لیا فرائیوب کرنا شروع کی عبدالحکیم خان

نائب القان رہیں جسکے پاس دینہ ہزار ہر قوم رفیق تھے اور ان پر برابر دوسرے شجاع و دلیر بنائے تھے اور
درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ جانتا تھا کہ نہ شخص اسکا رفیق اور مطیع ہے مگر اسکو اپنے غور میں
دوسرے کی اطاعت سے یہ غرض نہ تھی کہ دوسری برآمد ہو مہابت جنگ نے دیکھا کہ اسکے ساتھ طرح بیڑا
درحقیقت مایہ نساد کی افزائش کرنا ہے ملاح یہ ہے اسکی سازشیں دے تا دیکر دن کشوں کی ہمت شکست ہو
ایک روز بعض کچھ بیڑوں مانند الدراقم اور چند کس دیگر سے شورہ کیا کہ جب وہ ستر و کل صبح کو آئے تقدیرات
سکرشی و گرجشی سے نہ کر کو سکاٹ لو چونکہ وہ مغرور و دس آدمی سے مجبے کو حاضر تھا تھا اور بیرون دروازہ سو
دو سو اس کے چہرے پر کھڑے رہتے تھے اور خود بھی خدایہ شجاع و عیبیک تھا ہر شخص کا جعبہ تھا کہ اسکا سا سنا کر
الہذا و بین آدمی جو اسکا کام کے لائق نظر آئے مامور ہوئے بیچ ہوتے سب الحکم تعمیل ہوئی اور جب حاجت بگلیبیا پہنچ
تو کروں کے ذلین جانشین ہو اور دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مغرور تھے اور بعض سے کس قدر کشانی
مہی ظاہر ہوئی سترائے لائق کو یہوئے اور چند کس جنگی پیشانی حال سے تیار و دلجو اسی یاسے ممنون
احسان الطاف بے پایاں ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکھ کر اپنے استحکام دولت
مصرف و تہاب پیرا حال دار الخلافہ کا لکھا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر ذکر

ذکر تقریریں امیر الامراء صمصام الدولہ اور وزیر الملک اعتماد الدولہ کا باجی راز و مخفی کی

میتہ لکھا گیا ہے کہ محمد شاہ یا دگار خان کشمیری سو اجواب کیا واسطے راجہ جے سنگھ سو انکی وساطت
سو مٹھ کے پاس بھیج گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بھی مٹھ کو دی گئی تھی جب مٹھوں نے بند
و نصیحت شاہی پہنچی اور سرکشی سے باز نہ آئے جفتہ ذیقعد ۱۱۹۹ھ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گھنٹہ روز
گذرے پیر امیر الامراء صمصام الدولہ نے تہذیب غنیم کو رخصت پائی اور ایک بالابند مرحمت ہو امیر الامراء نے اسکا
گھر کو جانے شاہجان آباد سے لوگوں کو سیر و تفریح میں جا کر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اسی ماہ د
شہ کو دوپہر کے قبل اعتماد الدولہ بھی ایک بالابند یا کرتا دیب مخالف کو مخرجہ فرمایا گیا اسنے جاباب
میں جا کر نقل مکان کیا امیر الامراء صمصام الدولہ خاندان خان مہار و منغوجنگ کو تھما مخالف کو
ارادہ سے منع فوج ملازم خود اور رسالہ ہاے شاہی جلد چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور تو بیجاتہ وغیرہ
ان حرب بیکار کے لئے آراستہ کر کے نواح الکر آباد میں بعض راجہ ہاے ہند وستانی کو ہمراہ
یاد دہے و انہ ہوا اکثر اوقات اسکے چہرے خوف و امید میں رہتے تھے اور اعتماد الدولہ سے سرداران
مغل و ہندوستانی کہ جو اسکے ملازم تھے اور غیر دیکھ مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ بیکار

فیقون کے ساتھ اجیر کے راستے میں انتظار غنیم کرتا تھا اور محمد خان بگش بھی فرخ آباد سے چلا آیا اور فرخ سیر کا بسایا ہو چکا۔ حسب الملک بادشاہ روبراہ مرہٹہ تھا لیکن ایسوامر اے مقتدر سے کسی جرات نہ تھی کہ خود مرہٹوں پر چڑھ کر کچھ کام کرین اور دشمنوں کو شکست دیکر مسعود روزگار سپر نام دلیری و بہادری قلم طور سے لکھیں مہم صام الدولہ بجا خود تدبیرات خیال کرتا تھا اور اس کا خاصہ جی مسئلہ کو لکھتا تھا اور جو کچھ اس کے دل میں گذرتا وہ امیر الامرا کو بھی اطلاع کا حوالہ زبان قلم کرتا اور راجہ ابھی پنکراٹھور اپنے وطن میں دنگو توڑنے کا فیون میں اور رات اس پنجاب میں بھر کرتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر و وسیلہ لکھ بھیجتا۔ اس طرح اعتماد الدولہ کہی غافل از کار اور کہی خوف و دہشت میں گرفتار رہتا تھا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقوں و ہمعوموں کو کرتا مگر عقدہ شلی نہ توئی تھی اور امداد و معاونت نظام الملک سے چاہتا پس نظام الملک کہ مہم صام الدولہ اور بادشاہ کے ہاتھ سے نہایت آزر دہ ہو کر دکن چلا گیا تھا اس فساد کی اصلاح میں کچھ ساعی نہوتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ ان کے کان دولت کی جس طرح سے ہو سکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بدظنی کے جو آصفیہ سے رکھتا تھا اور نیز امیر الامرا کی مخالفت سے اس مقدمہ کی اصلاح نظام الملک سے کچھ بطور میں نہ آتی بلکہ امرا سے تورانی کو اپنی مدد پر نہیں چاہتا تھارات دن تذبذب میں بسر کرتا کسی کام کی بنیاد درست نہیں ہوتی تھی امرا سے ہمہ قدر و منہبہ داران مغرور جو بادشاہ کے حضور میں دم نہا سکتے تھے اور بعضوں کو تو دراصل کچھ لیاقت بھی نہ تھی اور بعض مامند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا کے کوئی تقریر خلاف او کے عزم نہیں کر سکتے تھے اور جو مبارز الملک سر بلند خان کہ مرد لیاقت شہر و جرات تھا کہی کچھ نہ تھا کہی بادشاہ بھی کسی کا کھنا، امیر الامرا کے برخلاف نہیں سٹھانا مان بادشاہ کی دلیں جو کچھ چاہتا تھا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکھتا اور یہ بھی عذر آمیز عراض ارسال کیا کرتا ہر ایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلہ پر راضی تھے امیر الامرا نے بھی اس وقت مرہٹوں کا یہی اپنی طاقت سے باہر ہر جگہ واسطے شورہ جنگ و صلح کی چند روز انفصال مقدمہ ملتوی و زمانہ آئندہ پر چھوڑ کر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن میں خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹوں کی سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسی قدر امرا سے ہراسان کی دلچسپی ہوئی۔

مصطفیٰ آرائی برہان الملک کی جماعت غنیمت سمجھتی تھی اور بہاننا اس سے یہ عظیم کمال خوف و ویم سے و برہم کار می مہم صام الدولہ امیر الامرا کی باعث کچی راہ مستقیم سے

برہان الملک عادت خان بدلوں پر جنگ باوجودیکہ صرف صوبہ آودہ اور خواص بادشاہی کی دار و نقل رکھتا تھا

اور یہ نسبت امر سے تلمذ مذکورہ کے نہایت چوڑی رتبہ میں تھا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جو بایں
نام تمام امر کی بدنامی اور برہنہ کی حیثیت پر دستی دیکھ کر باوجودیکہ اسکے بیٹوں سے یکے غرض نہ تھی کیونکہ اسکے موبہ
کی حد شمال رویہ لنگا کو تھی مگر ہباس عزت لشکر آرا ہوا اور مع ابن داند ابو المنصور خان ہادی صفدر شاہ
اور سامان ضروریات لڑائی کے دارالارادہ سے نہایت کر کے عبور لنگ فرمایا غم تھا کہ دریائے
جمن سے بھی گزرے اور راجہ ہمد اور کی ملک کر سے کہ ہمارا ہی متحمل ہی ہے کہ ہم بیٹوں کی راہ بند کر کو قلعہ
بند کیا تھا اسی سبب سے یہاں الملک نے راجہ کی بروج تھانہ دلی مدد کی اور جواب عرمی یہاں کہ قہر گز
دل تنگ نہو اور ایک جہد مخالفین کو نہ دے عفریب میرزا دایرہ دولہ پربت پربت جی۔ چونکہ مرہٹہ اور لوہیل
جماعت کثیر سے با اتفاق باہمی دریائے جمن کے گناٹوں پر محافظ تو آسانی سے جلدی میں عبور میسر نہوا
اور راجہ بند کور نے مرہٹہ کو ہاتھ سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عہدہ سردار باجو راو کا تھا پایاب کی
مراہ دریائے جمن سے اور ترخفہ میں برہان الملک کو عقب میں اگر چیکہ اناوہ سے موتی لیغ واقعہ
اکبر آباد تک جہان آبادی پانی آتش نادانی میں جلا دی اور قصبہ سعد آباد اور جالیدہ کو لوٹ لیا۔
برہان الملک روز دوشنبہ ۲۹ ذی قعدہ ۱۰۹۹ کو گناٹوں کے بلکہ طرح راو ملہار کے سر پر جا ہو نجی
اکثر وں کو قتل اور اس کے تین عہدہ سردار وں کو اسیر کر کے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تھا تعاقب
کیا راستہ میں کشتوں کو پستہ ہو گئی راو ملہار زخمی ہو کر فرار کر گیا ہاتھ وقت جو نہایت گہرا ہٹ اور بھڑائی
میں واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریائے جمن جہان سے پایاب گذرے تو عبور کرین مگر بیہوشی میں راہ
بہول کے کہ بہت گناٹ میں جاگرا زنجیر موج کی سیکڑوں کو ہاتھ پیر باندہ باندہ کر دیا سے عدم کے
کنار سے لگا دیا ملہار زو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اس کے نیم جان کو مانند رکھی تھے باجو راو
کی بارگاہ میں جو سپہ سالار فروج دکن اور قصبہ کوئلہ آبادی سادات کو الیار کے متصل مقیم تھا آیا
برہان الملک اس کے تعاقب میں دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تا واقعہ دھولپور باڑی جو دارالارادہ
تھی اشارہ کو اس دریائے چنبل کا اس طرف ہی یہ خبر سنی کہ باجو راو بان پشہرا ہوا اس ارادہ سے
کہ جہان ملہار سے مقابل ہو چلا گیا جب کی اثر اس کے ہونے کا نہلا دور فرار کی تشریف فرستہ پر لشکر میں منادی کی
کہ سواران لشکر ہر ایک چار روز کو مالکولات ہمراہ لیکر ہمراہ ہوں اور خود بھی مشک وغیرہ نان
و آب با حفظ مناسب ہمراہ رکھا اور نیز یہ بھی صدا دی کہ جو ملہار میں شاہی سرچھا و گیا گھوڑوں کی
وسکے ہمراہ گئے تشریف کیا جاوے گا خزانہ گران اور ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ و اضراب تو پ
تدرجہ جنت وقت ہمراہ لیکر دلیں یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریائے چنبل کو اس پار ہوگا مع

فوج پارہو کر جاؤ نگاہیں سارا سامان ضروری فراہم کر کے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کہ کامنفع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعداسی اور جلوسین پینچا ان بندہ اتو کاشا ہجمان آباد
پراور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کو جرات اور تورسی اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شہر مذکور
ہو کر جاہلہ اسکے ہمراہی میں اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسی بھی مانع ہو کر بند نام کرے لہذا شہر سوار کو
متواتر بیجا قبضہ خطوط کے اس مضمون سے پہچانے کہ ہم بھی خضر قب آپ سے ملتی ہیں تاہمارے پہونچنے کے
توقف کرو تا کہ ہم تم باتفاق ہمد گیر غنیمت کی گونٹالی میں ساعی ہوں ہرگز غلبہ کی نہ کیجیگا برہان الملک
نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بجز ملاحظہ مضامین مذکورہ کو متوقف ہو گیا تین چار روز کے
بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تھا اور امراسے صاحب فوج
کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تھا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کو دار الخلافہ تیس قس کو س پریمو
اجیر کی راہ پر تہا اور محمد خان بہادر خضر خجنگ بنگلہس بھی مع اپنی جمعیت کو کسیطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ
اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئیں اور محامون کی ضیافتین ہو چکیں اس عرصہ میں چھ سات روز کی
بلع غنیمت کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے کل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھ کر اونہ
دوڑا سہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو راجی راو سپہ سالار مرہٹہ کو تعلق آباد میں پہونچا تھا ہی
کے آدمیوں کو جو ہندو مسلمان معبد کالکامین واسطی تماشا کے جمع ہوئے تہو خوب لوٹا اور غارت قبضہ الہین
کے مزار پر رات کاٹ کر بدھ کو بیج کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلا کر خاک بسیا کر دیا اور دوسرے
قریب قصہ بالہ کو تاراج کیا کالکاکے بہاگے ہوئے لوگ شہر میں جا کر پہونچے اور ورو دمرہٹہ کی خبر کو دی
شہر والوں کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید و بیم پیدا ہوا بادشاہ نے عہدائپ سپاہ امر اور آراکین حاضر
حکم دیا کہ دفع مخالفین کو غلام ہوں امیر خان اور راجہ بھیل اور میر حسن خان کو ککلتاش اور منصور خان برادر
روشن الدولہ اور عبدالجود خان اور شیوننگ سردار رسالہ عہتری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی
سراے قاضی اور تال گنورہ میں حکم مناسب متصل شہر کو دیکھ کر صفین آراستہ کر کے رو برو سے
غنیمت استادہ ہوئے اونہیں میر حسن خان اور شیوننگ نے جو کہ جرات بے تجربہ اونکی عقل رکھتی تھی
قدم بیشتر کو بربایا ہر چند عہد الملک نے جو مرد ہو شیار تجربہ کار تھا مافقت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی مخصوص
ایسے وقت میں پیش روی مناسب نہیں کیجا فی خوب ہر گران دونوں معزورون بے شعورون

نے نہ سنا چند قدم چلے تو کہ تھوڑی سے مرہٹہ دور سے نمایاں ہوئے اور ان سب میں اپنی قلت و کملا کردار تر تعاقب میں گئے پہر کثرت چاروں طرف سو گمیر لیا سید و سنان چلو لگی کسی شخص نے ہمارا ہیماں میر حسن خان سے مجروح حکمران میر خان کو پاس آکر کہا کہ کٹر سے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا جاتا ہو۔ امیر خان نے جو کہ خوش طبع بذکرہ گولیفہ سنج تھا اس وقتیں اپنا طریقہ کلام منظر کیا کہ مجبوراً عام سے غرض ہو اگر پھر ہواں بار آجائے کچھ ممانعت ضرور نہیں۔ چونکہ ہندوستانی لوگ کٹھوری کی سواری میں خدات نہیں کرتے تو کثیر مقتول ہوئے میر حسن خان سے بعض باقی ماندگان کو مجروح میدان سے ہر کر سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کو بھاگے ہوئے بے سرو سامان برہنہ پلک بینی دو کوش پریشانی سے ہمدوش اپنا اپنے کٹھور میں پہنچے امیر خان وغیرہ امر اشام تک نسل کٹھوری رہی رات کو خیمہ میں گئے شاہجہاں آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافہ کے سنسکر یا کہ مرہٹوں کو اپنے روبرو ہونا کہ خوف تماشائی بادشاہ امر اسے متعینہ بیرونی شاہجہاں آباد کو جانب یلغار کیا۔

اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امر اس کے بہت قریب تھا جلد پہنچا اور وہ مذی الحجز و خیار شہنہ کو مرہٹہ سے خفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹسکر پیچھے جا پڑا برہان الملک اکبر آباد سے منگل کو دن ۱۵ مذی الحجز کو یلغار کر کے بدھ کے روز بعد طے مسافت کے قصبہ پلٹ میں کہ متقبل دار الخلافہ کے ہے آیا اور دوسرے روز عید الضحیٰ کو دار الخلافہ میں داخل ہوا مصممام الدولہ بھی ہمراہی میں آہو پہنچا تیسرے روز جنگش بھی اگر طے ہوا چونکہ غنیمت شمشیر آہار برہان الملک کی غنیمت کو ایک مرتبہ آسودہ کر چکی تھی اسکی خبر سننے سے بیتاب ہو کر قصبہ ریواڑی اور پاٹوڈی کی طرف چلے اور دونو قصبوں کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سے گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سوا سے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہو سکتی تھی ہر ایک محدث خواہ ہوا کسی ذائقے کے تعاقب میں پیش قدمی کی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے جو تہ دینے پر رضامندی اظہار فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجھائی۔ بادشاہ نے آصف جاہ نظام الملک کو بانی مبنی فساد مرہٹہ اور پریشانی بھی سمجھ کر دلجوئی اوسکی ضرورت جانی آخر سن ۱۱۵۰ھ میں شفق عینیت اور عظامی خطاب آصف جاہی اور منصب و کالت مطلق اور امانا و منصب پر شہت ہزار سی و غیرہ رعایات سے دلداری کر کے طلب حضور کیا اوسنے دکن میں اپنے لڑکے نظام الدولہ لٹا صریح کو نائب مقرر کر کے حضور کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کو خبر آئی تھی کہ مصممام الدولہ نے مرہٹہ سے صلح کر لی بایں خیال کہ اسکا توسل نہوا و راقہ راریہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امر اسے حضور ہی رہیں آصف جاہ کی بجا آوری نہ کریں۔ مرہٹہ نے بدتمیزی امر کی دیکھ کر طریقین سے اپنا کام سمجھنے کیا بعد

چند سے آصفیہ دارالکفاۃ میں آیا دوشنبہ کے دن سولہویں ربیع الاول سن ۸۱۵ ہجری کو
 پیر دن چوبیس مستفیض ملازمت ہوا اور چوبیسہ ہفتدہم ربیع الثانی کو غلعت صوبہ دار سی اکبر آباد
 اور مالوہ کی جی سنگھ اور باجی راوی فیضی پر غارتی الدین خان پسر آصفیہ کو مرحمت ہوئی روز
 جمعہ ۱۰ ربیع الثانی کو عبدالصمد خان کو وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلف ماتمی مرحمت ہوا
 اور نیز خلعا ماتمی اور بجالی صوبہ لاہور اور ملتان کو ذکر یا خلعت پسر عبدالصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لایا
 کوارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفیہ کے باجی راوی تنبیہ کا عزم کر کے اکبر آباد آیا اور
 عازم مالوہ ہوا اکبر آباد کے گھاٹ سے گذر کر اٹاواہ اور ملکنپور ہو کر کاپلی سجد و بارہ عبور چین کر کے ملک
 بوندیلہ میں آیا وہاں کراچی کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد سے منازل بہوپال جو تابع صوبہ مالوہ میں تھا
 آیا باجی راو نے فوج نیلگن کو ساتھ دکن سے استیصال کیا سنہ مذکورہ بالا واقع ماہ رمضان بہوپال
 میں مقابلہ ہوا لڑائی سخت آزمائی شروع ہوئی اس عرصہ میں خبر پہنچی کہ نادر شاہ بہت نزدیک آگیا پس
 آصفیہ نے معاملہ کر کے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم الدخان کی شقاوت

امرا سے نفاق پیشہ حضور نے کہ سمجھ بوجہ نہ کرتے تھے ایسی مہم سخت مرہبہ کو تو ایک پہوناسہل سا
 کام سمجھتے تھے ہاں باجی عداوت کی فکر میں رہا کرتے تھے کہ فلا نے کی جڑ کس طرح کھود ڈکھینے انہیں
 دنوں میں سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشین ہوا اتنا جاگیر اور غلظت
 قدیم سورتی میں گذرا وقات کرتا تھا کسی سو کچھ غرض نہ کرتا تھا جقد سید حق رازق حقیقی نے دیا تھا مع
 چند ضعیف و ناتوان خاندانی کے بسر کرتا تھا اعتماد الدولہ وغیرہ تو رانی سادات سے عداوت چلی کرتے
 اور امیر الامرا حسین علیخان بابر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے جو اہان نہ تھے ہمیشہ اسی غریب کی مارنے
 میں بہانہ ہوتا اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا سیف الدین خان
 وغیرہ منشیان امیر الامرا سے مغفور کے ضیاع و اقطاع کی مضطی کرے اس بددلت نے خود راہو کر سید کی
 اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے
 عاجز و محتاج کرے نوبت باغیارسید کہ جب بیچاروں کی سید طرح اپنا رفاہ مذکبیا اور شلہ مشہور ہے
 مرنایا نہ کرتا مقابلہ میں طیار ہوئے اور اس بد بخت سے لڑ بھر کی جب کچھ زور بخل عدم کی راہ
 لی اعتماد الدولہ عظیم الدخان نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور دغلیانی بگونسٹ وارانکو

علاء الدین اور تدارک اور نکاح نہ ہوا اور اب کہ حسرت خان اپنی خود سری اور ظلم پروری سے
سادات کو ماتہ سی مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت برا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم الدین کو
کہ نائب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بنا کر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فرید الدین
خان اور عظیم الدین خان ناروتی شیخ زادہ سے لکھنؤ سے جو قمر الدین خان کو طرف سے فوجدار مراد آباد کو
تھے واسطی قتل و غارت سادات بابرہہ مامور کیا اور بھید سر ہو چکر صف آرا ہوئے۔ سیف الدین علیخان
مع چند بانیوں برادران کے جو ایسے نازک وقت میں شریک ہوئے چار ناچار سپاس حفظ آبرو مقابله
کو نکلا اور باوجود کمی لشکر اور ہونے توپ و تفنگ و غیرہ دیگر سامان جنگ و جدال کے تشنگان آبرو
کی خواہی اور ذلت میں کوئی دقیقہ اوٹا نہ کرنا قریب تھا کہ فی النار و السقر ہو جاوے ناگمان دوسری فوج
بروہیلہ کی مدد پر آپہنچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سے بندوق اور بان سر کی آن کو آن میں سیف الدین
علیخان اور اس کے بھراپیوں کو شہرت شہادت نوش کرایا بعد ازین اڑیائی نے زور دکھایا قصبہ جالندھ
جو سیف الدین علیخان اور اس کے باپ دادے کا مسکن قدیمی تھا گرجا خانہ سادات ہزار نگری شروع ہوئی
کہ سید ہادی پریشان حال کو تکلیف پہونچائی عیال و اطفال کی نوبت بری دکھائی قصبہ میں حشر کو اوایلا
تہی و سکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروہیوں کے کان کترے کرتی تھی اوسے زار
نالی کو خیال میں آجندک ہیج و شام چرخ بڑی پیر خون آنسوؤں سے روتا ہی نمود شفق کا فقط بانہ ہی ہوتا ہے
اون دنوں شفق کی سرخی اس کثرت سے نمود ہوتی تھی کہ دیکھنے والوں کی آنکھ میں خون نکل آتا تا نجومی لوگ
اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سے کہتے تھے کہ غفریب قتل عام ہوتا ہی تلافی مافات میں خلق
کثیر کا کام ہوتا ہی۔

کابل کے بند و بست میں خلل ہونا اور نادر شاہی کا مادہ تھا ہر ہونا

جب بمقام الدولہ کا اقتدار حضور میں بڑھا جس کام کو جاہتا اپنی عقل کے بموجب کر دالتا اور اسکا اثر
جلد ظاہر ہو کر موجب فساد ہوتا تھا ہملا ان سب امر کو مرہونوں کے ساتھ گذرا لکھا گیا اور جن تفرقات
سے کہ موجب کابل کو معارف میں اور اس کے استحکام کی عدم مواصلت میں مفسدہ برپا ہوا یعنی نادر شاہ
کا ورود ہند میں ہوا اور اس موبہ کے حالات اور اسناد و عجوبہ جو غافل نہ تھا امکان تھا کہ نادر شاہ
کا عبور اس آسانی سے نہوتا ناصر جنگ موبہ دار کابل مرد مل غفلت و زرا اکثر لشکار دوست تاج شہکار
سے واپس آتا تلاوت و عبادت میں مصروف ہوتا تھا نقدی موبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تھی

مصالحہ لکھنے اور اسکا پہنچا بیوجہ جانکر مسدود کیا اور اسکی راہوں کی خبر اور دربار کے گذارہ کی کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامار کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظانہ سربرداشتہ ہوئے کسی کارسلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسی کو خوف جزا پہنچا سنہ ۸۱۸ ہجری میں اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو چاہتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تذکرہ تھا کہ کیوں خبر رسائی نہیں ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہو کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً سلاطین ہند سے کسی مقدمہ میں رجوع نہیں رہا اور بار بار بادشاہ اور اسکا لڑکا ہمایون جو مورد اطمینان خاقان صفویہ ہوئے ظاہر اور انکار ہے اور دہرے بلاغرض استحکام رسم صوری کے لیے سلسلہ ارسال رسل و رسائل معیم تنہو و نوبت متحرک تھا اور دہرے نسبت فقدان اودیت کر یہ سلوک مبذول نہ ہوتے تھے چنانچہ باوجود ظاہر نہ ہونے حوادث کے ملک ایران میں اور متسلط ہونے شاہ طہاسب ثانی کے تحت موروثی برعزت بنیہ مسعودان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہر گز رسم پر جس اور تعینت کی یاد نہ ملے بلکہ پیرولیس افغان سے لطف اشنائی خریج ہوا اور اسکی لڑکی حسین کے ساتھ بھی اور آخر میں جبکہ قندمار پر ضابطہ ہوا تھا باوجودیکہ ملتان پر چڑھکر بموجب غارتگری ہوا خط بھیجایا گیا۔ اور شاہ طہاسب نے بلاغرض باوجود مسافت دور کے بعد قیام مسعودان اور استیصال افغان کو کسی امیر کو ہندوستان بھیجا اور اس ایام کا سارا وقایع لکھا اور یہ بھی خط میں اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان بقیۃ السیف بیان سے فرار ہوئے ہیں بجز ہندوستان کو کوئی معاون انکا نہیں اگر وہ بان آئین راہ نہ پائیں۔ اسکا جواب چند روز کو بعد محمد شاہ نے سخنان مضرع سے لکھکر ایلی کو مخلص فرمایا اور جب شاہزادہ عباس مرزا بجائے پدر تحت نشین ہوا ایک ایلی ہند کو آیا اس خط میں بھی ایسی ہی کلمات درج تھے اسی بھی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تحت نشین ایران ہوا کسی محمد قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امر تھا بھیجا اور اسنے اور پیر محمد شاہ کے نام خطوط لکھے تو فرستادہ مذکور کو بعد ہوسنچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اسنے ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہنچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نہ پائی۔

محمد شاہ اور امرا نے ہندیا ایلی ایران کے بار بار آتی اور حسین افغان کے بادشاہ ہوتی اور قلعہ قندمار کی ضبطی اور موبہ ملتان کی چڑھائی سے مشوش ہوکر آصفیہ کو اس کے موبہ میں بکالو دیا حضور من رکھا تاکہ بروقت ضرورت بموجب اس کے صلاح دید کو تعمیل ہو یہ آصفیہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم روزگار تشیدہ تجربہ کار مرد ہو شیار محمد اور نگ زیب کو محمد و اقرباؤں سے تعجب نادر شاہ نے

قندھار آکر قلعہ تسبیح کیا محمد خان ترکمان کو جو امر اسے منعویہ سے تباہی و بربادی پہنچا اور شکایت سخاں گزشتہ کی تحریر کی جب وہ دار الخلافہ میں آیا خط لکھایا اور سکھ مقیم کر کے تحریر جواب سے ساکت ہو کر چند اٹک وہ درخواست رخصت کی کہ تاتا کی سود و تنہا کا ہوا اصل جواب کے لکھنے میں اندیشہ نہ ہو تا کہ یہ خیال ہوتا کہ اگر لکھنے القاب کیا لکھنا ہو گا مقیم اور سرگردان ہی مقیم رہے پچھلے سو دیر ملکداری یہ سمجھ گئے کہ شاید حسین خان مع سقہ خان قندھار کے نادر شاہ پر غمخیز ہوئے اور چونکہ محاصرہ قندھار کو طول ہوا اور محمد خان کی بھی امر حبس میں دیر ہوئی نادر شاہ نے اس کے نام ایک فرمان چہ نفر سواران صبا تگ کے ہاتھ روانہ کیا لکھنا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکھ کر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تھا یہ رخصت پاتا تھا اس پر بھی کچھ حصول مدعا نہوا بالجمہ جب قندھار کے محاصرہ کو ایک برس گزرا اور شہر نادر آباد کی تعمیر تمام ہوئی نادر شاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دباؤہ کر کے پٹھانوں کو بیدست و با قتل مجروح کر کے قلعہ مذکور تسخیر کر لیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان آئے اکثر افغان سرکار وین ملازم ہو کر داخل سپاہ ہوئے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جو کہ اعظم اند خان کی جنگ میں سید سیف الدین علی خان کی رفاقت میں عظیم اند خان کی اعانت کی اور مورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات باگیرات خالصہ سیف الدین خان پر بطور ملکیت کے خالص ہو گیا اگرچہ اصل میں گریختہ جاٹ اور کسی پٹھان کا پسرخواندہ تھا لیکن چونکہ مرد شجاع صاحب جرات تھا روہیلہ ہا سے گریختہ قندھار کو اپنا رفیق کر لیا اور اونکی اجتماع سے روہیلہ کے نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند اتولہ اور سبھل اور مرد آباد اور بداون اور بریلی وغیرہ پر متصرف ہوا پس جو جو لوگ کہ باعث تکلیف و ممانعت محمد شاہ کو کرتے تو یہی وہ حوصلہ اور اس کے انضباط سے باہر تھا کیونکہ دریا سے کابل اور اسکا ضبط نار سائی صوبہ دار اور بے خبری امر اور بادشاہ اور عدم التفات اور مو قوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کیسے عبور و فرور سے خبر نہ تھی خود صوبہ دار تو پیشاور میں رہا کرتا تھا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کر دیا تھا مجال ضبط راہ کی کسکو مجال تھی اور مترددین اور مسافرین کو احوال سے کون آگاہ تھا کہ تدارک اسکا کیا جاتا ہو گا نادر شاہ ایسا بادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہوا اور کوئی اس کے ارادہ سے مطلع نہ ہوا ہر کہ دوسرے خبروں کا احوال ان سے خبروں کے نزدیک کیا ہو گا۔ نادر شاہ نے قلعہ تدارک کو حجاب کر کے حکم دیا کہ لوگ وہاں کو نادر آباد میں اقامت کریں اور کابل وغیرہ کے طرف حرکت

کے کوتوال کا بل کو پیغام دیا کہ ہمیں محمد شاہ کی ملک سے کام نہیں لیکن اسے مسطرت پٹنانون کا مسکن
ہو اور کسی قدر سفر و رنجی ادھر آئے ہیں پس غرض ان کی مزا سے ہی انداز چاہیجے بے ہراس ہو کر رسم
معماری بجلائیے اور خود کنگار شہر کا بل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیوں کی نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار
ہوئے قربانوں کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین کو جو بھجے ہوئے کے انان خواہ ہوئے اور پناہ
پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کر دیا اوس سرزمین میں جہان جہان قوم افغان فراہم ہوئے تھے
ترتیب نادر سی جانفشان ہوئے۔ نادر شاہ محمد خان ایلمچی کو زیادہ توقف سے نہایت آزدہ ہوا چنانچہ
کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہو تو ہوئے شاہجہان آباد آئی
کسی نے انکی بات نہ سنی اور جب سنئی اوسنے کچھ نہ سمجھا معتدین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان
مذکور کے زبان سے دوسرے مسافر باشعور جو اس طرف سے آتا تھا اور کوئی اخبار اور پیغام نادر شاہ
کا شکر امیر الامرا تک پہنچاتا تھا خاندوران کچھ ملتفت نہ ہو کر بطور استہزا کہتا تھا کہ یہاں کو آدمی کی
کوئی اچھی بین کہ غفل اور قریب باش کو دیکھتے ہیں اور اوسکے سمجھتے ہیں اور رفتا کو۔ کابلیوں
کو بھیجا اعتماد الدولہ اور آصفیہ کا قریب سمجھتا اور نادر شاہ سی ایلمچی کو فرستادہ کر یا جان تو لانی جو کہ
اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پرہیز تھا چاہتا تھا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے استہزا میں نہ آتا
جب کہ امیر الامرا کی یہ تمہید تھی جسکے اختیار میں کل نظام سلطنت تھی تب اور ان کا خدا حافظ غرض
دیکھو اس صاحبان بنائی خیر نادر شاہ نے پھر کابل سے کسی لشکر کی کو مع دس سواری کی سفارت میں بھیجا جب
جلال آباد پہنچا فرود آئے جماعہ حرمیوں کو لکر کو گمیر لیا اول ہتھیار رکمائے اور آخر کو دس آدمی مار
ڈالے ایک ڈہانگ کر یہ باجرا اٹھا دیا کابل میں سات مہینوں نادر شاہ مقیم رہا جب اپنے دس سواری
کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہو کر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر میں پہنچا قتل عام کیا
خلق کثیر را بکھان ہوئی ایک غریب و عجیب امر یہ کہ جنہوں نے ان دس نفر ہجران سیفر کو مارا تھا
اوسکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہو کر ارادہ تھا کہ اس سال ہو مگر قتل عام جلال آباد
کے باعث توقف ہوا جس روز سو کہ ہندوستانیوں و روند نادر شاہ کی خبر کابل میں پہنچی تھی خاندوران
اور نظام الملک اوسکو لڑائی پر نامزد ہو کر شاہجہان آباد میں مقیم ہو اور آوازہ غریمت کابل شہر کر ڈتھی اور اسکو
سبھی تاکہ ہمارا آوازہ غم شکر نادر شاہ جلال آباد سے پیشا در کو چلا جاوے۔

لڑنا ناصر خان کا نادر شاہ ہو اور مغلوب ہونا اور نادر شاہ کا لاہور آنا اور کریم خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کو فیضان کے معاملہ
ناصر خان حکم صوبہ کابل سے فوج موجودہ سردار ہو بیٹھا اور بہت سی افغانہ کو فراہم کر کے ساکن دشوار گزار کو

مانند درہ تجسرو غیرہ کے اپنی دانست میں محکم اور مضبوط کر دیا اور آمادہ محاربتہ نادر شاہ بٹھاتا تا نادر شاہ نے اوسو پیغام دیا کہ ہم فلاں روز پچھین کو بکترتہ ہے کہ سر راہ چوڑ دے۔ اس نے کہے کہ آئنا بگڑ سو نہ اوٹنا نادر شاہ روز موعید کو آہو پچا نادر خان کی فوج سے اکثر لوگ قتل ہوئے اور خود نادر خان زندہ مجروح کسی قریب باش کے ہاتھ سے قید ہو کر اپنے کو ظاہر کیا اوسے نادر شاہ کے حضور میں حاضر کیا چند روز کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادر شاہ پیش اور میں نزول فرما کر دریائے انک کے پار اتر اٹھ گیا۔ پنجاب مخصوص شہر لاہور میں قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کر دی اور بیٹوں بہنوں نے راہوں کو گھیر لیا اور آپس میں سیتہ اور آویز کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غور و فوج کثیر سے دریائے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقوں کی مثل لڑکوں کو غریب و عجایب ہوا قصہ نادر شاہ مع فوج کو گھوڑے دریائے ڈال کر پار اتر چند سواریوں کو لایا سن سپاہ لاہور پر دوڑا اوسے لاہور کا سپاہ و سوار بہ غلبہ نادر سی دیکھ کر پس و پا ہوئے آخر کار حاکم مع ہمارے بیٹوں و مشیروں کو قلعہ بند ہوا نادر شاہ نے متصل شہر خیمہ کیا کریم خان نے عرضداشت نیاز سندھی ارسال کر کے امان چاہی اور حضور نادر سی میں اگر خلعت یا ب ہوا نادر شاہ کسی قدر لوگ قلعہ لاہور میں چھوڑ کر شاہجہان آباد کو چلا۔

محمد شاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنا لہو پچا اور جہاد لہ نادر شاہ کی سرگذشت

چند روز پیشتر سے محمد شاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ وہ نور تہاد و مینو میں جا رہا تھا سڑک کر کے کرنا لہو میں آیا اور جو نہر علمدان کی لائی ہوئی تھی اوسے کنارے خیمہ زن ہوا اگر دہ لشکر کے تو پچا نہ پچھا اور زخمیوں کے سلسلہ سے خوب جکڑا۔ نادر شاہ نے دو تین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی کے دو جا رہے تھے محمد خان ایچی کی واپسی کو پیغام بھیجا مگر بیان سے رخصت نہ دی جاتی تھی خدا معلوم اوسے کتنا رنج و غم تھا۔ صمصام الدولہ نے ہر چند راجہ جی سنگھ سوانی وغیرہ راجا جی راج پوتیہ کے محل اعتمادی تھے وہ دیر بولایا مگر وہ عذر کر گئے اور آجکل کا حیلہ لگاتے تھے اور نادر شاہ اور امرا کی آنکھیں برہان اللہ کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ اسے غفلت کرنا نادر شاہ مع لشکر نہایت قریب لایا تا اور لشکر بیان محمد شاہی کو اوسے کوچ و مقام کی کو خبر نہ تھی تا انکے ایک روز چند گھنٹے پہلے جو گناہ لایا کو جا رہا تھا کوس لشکر سے نکل جاتے تو پانچ چھ گھنٹہ میں دن چڑھتا تھا کہ رخصت ہو گئے کہ قریب باشوں نے انکے راہ و سوقت نادر شاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج میں تسک عظیم و خوف و ہراس پھیل گیا۔

جانب عینم دکھانے لگا اسوقت اس طرفانکرمیانی سے آتش افشار برہان الملک بھی بجھ گئی۔

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجاذکی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز شنبہ پانچویں ذی القعدہ ۱۱۵۱ھ چبڑی کو خاندوران لشکر سیویم کوس پر استقبال کویگیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملاؤت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کو خیمہ زن ہو برہان الملک وہاں پہونچکر انتظار لشکر اورنگزادہ کوتا ناگمان خبر آئی کہ بعض نادشاہیوں نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطرب ہوکر امیر الامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہوں یہ لشکر حرکت کی مصمماں الدولہ نے پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفیہ سے کلا بھیجا آصفیہ سے جواب دیا کہ ایک تائی دن سے باقی رہ گئی ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہیں ہوا لڑائی کی صلاح نہیں اوسے حکم دینچو کہ شتابی نہ کرے صبح کو ہیئت مجموعی دشمن پر چڑھاو ہوگا محمد شاہ نے بھی جواب مصمماں الدولہ کو کلا بھیجا مصمماں الدولہ نے آصفیہ کی سہل انکاسی پر خیال کر کے کلا بھیجا کہ اب برہان الملک دوزخ لگیا کہ عجیب نہیں کہ فوج محافظ سے ہی اونیزیش ہو گئی ہو اسپہر جان شارسہ مستعد درجہ راکر کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہو اور کوئی جاجی یا نہ جاسے بندہ اوسکی لگ پر روانہ ہوتا ہوں یہ لشکر ہاتھی پر سوار ہو کر مع ہر اہیان اور تو پچانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پیردن رہا تاکہ برہان الملک کو پاس جا پہونچا برابر آدھ کوس کے فاصلہ پر جا ہرانا درشاہ نے لشکر کو دو حصہ کیے بعض کو اپنی ہمراہ رکھ کر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سولای کے تین حصہ کر کے ایک اپنی ہمراہ لیا اور دو حصہ دو نوامرا کو جنگ کو روانہ کیے قزلباش امیر الامرا کے سر پر جا پہونچو دو گنری مین تمام لشکر برہان الملک اور مصمماں الدولہ کا بھر گیا اور ہر اہیان امیر الامرا ہمیں اکثر نامور مانند اوسکے بھائی مظفر خان کو ستے ماری گئے اونین سے بڑا لڑکا مصمماں الدولہ کا اور علی خاں خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا قاضی بیگ کل پوٹن مع اپنی رفقا کو اور میر کو بیس ہزار شین اور رتن چند خلع را سے خوشحال چند پیکار میر بخشی وغیرہ تہی اور امیر الامرا مہر ورج مع چند قتاہی باقیانہ کو تلوار میدان رزم سے لوکر سرشام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی فوجی دہائی قبل اسکے دیکھنے کے چندہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہو گیا تا جب یہ پہونچا کوئی جگہ نہ تھی کہ اسکی لاش نیچان استرحمت پذیر ہو آخر کمین سے بچو یہ لاکر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب سبر کی اعماں الدولہ و آصف جاہ و خواجہ سرا بان عملی بادشاہ پرسیش اور عبادت کو آئے اور شہادت

خبر موت سارے شہر میں مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صبح و سلامت قلعہ میں مشغول عیش و طرب تھے بعض شہر کے مکانون میں بعض فرود خانہ میں غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچھ نہ سمجھتے متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ میں سیر کرنا تو ان لوگوں نے پہونچ کر اونکو سرا وڑا نا شروع کیا تاکہ عین شام نمودار ہوئی مگر نیاو ایوں کی وہی شور و شہی جب مکر نادر شاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ ہر شخص اپنی جگہ پر مستقر رہے ہندیوں کو درپے انتقام نہ ہوا ان اگر ہندی آنکھ سر پر چڑھیں تو انکا مدافعت کرے اس رات کو کسی امرائے ہند اس شور و فساد کا فساد نکلیا بلکہ چند قزلباشیوں کو جو اسعد عاکر کو اپنے حفظ مکانات کو چٹائیے تھے اونکو بھی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی میں قریب بیس ہزار قزلباشیوں کو زخمی اور تین ہزار سے زیادہ مقتول نہ ہوئے تو اور اس ہنگامہ میں قریب سات سو آدمی کی قزلباشیہ کا مارا گیا خبر جب صبح ہوئی وہی آشوب تازید میں تھا نادر شاہ نے قلعہ سے نکل کر قتل عام کا حکم سنایا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہاں تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی نہ بچے قزلباشی چست و جاق ہو کر شہر میں پلڑے چٹائے و دو کشت ہوئی کہ خون کو نالی بہو اور مقتولوں کا شمار اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقی ماندوں کی جان سلامت رہی لاشوں کی کثرت سے راہ میں وقفہ تھا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کووال شہر نے سب لاشیں جمع کر کے تماشہ ہندو مسلمان کے حص و خاشاک میں جلوا دیں چند روز کے بعد برہان ملک مرصہ سلطان میں جواسکے پیر میں عاید ہوا تارا ہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی سے واسطی لائے دو کڑور روپیہ موعود کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کو پاس گیا تازید کو حاضر لایا اور داخل خزانہ نادر شاہی ہوا اور نادر شاہ نے خوب ساز و آماج جمع کر دیا اور خاندان تہمناہی سے ایک لڑکی اپنے چوہر بیٹے نصر احمد میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندھ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے کالکر بلوچی ایران کیا محمد شاہ نے بڑے توزک سے میناقت نادر کی کی خبر پتہ پلہ مقرر ہوئے عہدہ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوسوقت بہادر شاہ اور نادر شاہ باہم بیٹھتے تھے دلین خیال کیا کہ اول پیالہ کسی دن اگر محمد شاہ کو دیتا ہوں نادر شاہ بڑا سفاک ہو دشمن جان ہو گا اگر نادر شاہ کو دون اپنے آقا کی خدمت میں بے ادبی ہوئی ہو تو پس اول اپنے آقا محمد شاہ کے ہاتھ میں پیالہ دیکر کہا کہ فدوسی کو پیالہ دینی کی کیا قوت ایسے شہنشاہ کے حضور میں نہیں حضور اپنے ہاتھ سے دین اس طرز ادب عہدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور آتشا و بیگانہ ز آفرین فرمائی بعد ازاں نادر شاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور بادشاہ کو

اور تہا امیر بدیکو خلعت عطا ہوئے اور نصاح ملکداری کر کے ساتویں تاریخ ماہ صفر کو ۸۵۱ھ ہجری میں معاودت فرمایا ہوا۔

بعد جانے نادر شاہ کے واقعات ہند کا بیان ہوتا ہے

جب نادر شاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفیہ اور اعتماد الدولہ کے عہدۃ الملک و موثق الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کی جو نسبت کارگزار سی جنگ کر ٹل کو نصرت ماب ہوا اتنا سرگرم کار سلطنت ہوا روز جمعہ ۱۱ شہ ماہ صفر سنہ مذکور کو امیر خان عہدۃ الملک کو خطاب اور بخشی گری سوم سی سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موثق الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم امتحان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ - ماہ مذکور کو میر توری کی خدمت مر تقی خان کو اور قراول بکلی تانہ خان کو عنایت ہوئی اور دو شنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شیش پیر کے ہادی علی خان برادر عہدۃ الملک کو اور احدیون کی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو اور مر حمت ہوئی اور داروغگی گرزداروں کی عظیم امتد خان کو اور داروغگی توپ خانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری اسٹ شاہیمان کی عہدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئیں روز پنجشنبہ ہفتدہم شعبان مذکور کو ماہی و ماتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ ۱۱ ماہ مذکور کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا - محمد شاہ کو ابتدا سی بدلیغی تورانپوں کی ساتھ تھی اب اس سانحہ نادر شاہی کے ظہور سی اور بھی زیادہ بڑھ گئی اب نادری تقویت پر آصفیہ اور اعتماد الدولہ کی تدلیل کا قصد کیا عہدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سی مشورہ طلب کیا کرتا تھا - عہدۃ الملک نے جو کہ مرد صاحب جرات و فطرت تھا بادشاہ کی ولایت کر کے اوسکی عزلی پر اعتماد الدولہ کو وزارت اور دلیر کردیا خلوت میں عرض کی کہ اگر سایہ الطمان مجھ پر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سب سر انجام ہوگا چونکہ بادشاہ اوسکی عقل و دانش پر اعتماد کرتا تھا ارادہ غزل قمر الدین خان کا وزارت سی معصوم کیا بروقت معاودت آصفیہ کے پیش نادر شاہ کیا ایک برس چند مہینوں کے بعد آصفیہ تجدید بند و بست دکن کی واسطے کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور نادر شاہ جہان آیا کا نامہ جنگ خلعت آصفیہ فرمایا و سیکلی تہا محمد شاہ سی خدمت ہوا اور اپنے پرے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تھا نیابت امیر لارہائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود ہارم دکن ہوا اور کوچ کر کے داخل خجیہ ہوا ادھر بادشاہ نے مخفی قلمدان وزارت عہدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تھا کہ جب آصفیہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرے

عمدۃ الملک کی طبیعت میں کسی قدر تیزی و تضحیٰ بے پردہ ہو گیا کلمات رکیک خلاف شان اعتماد الدولہ کے نسبت کنو لگا اوسکے تخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتماد الدولہ کو جاسٹائے ہنوز آصفیہ بیرونہ شہر مقیم تھا اوسے بھجست اس امر کے اطلاع آصفیہ کو دیکر صلاح پوچھی آصفیہ نے کھلا بھجا کہ بادشاہ اور خداوندی سے مخالفت کرنا قرین صلاح نہیں البتہ بادشاہ سے رخصت ہو کر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتماد الدولہ نے حسب الامر آصفیہ کے حضور الامین اس مضمون سے عرضی ارسال کی کہ میری دانست میں فقیر سی کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی مگر بعض عزم بندوں کو دراندازی سے مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ کھرامی کا نہیں رہا فدوی آصفیہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہے خداوند جس چاہیں اس کام سے سرفراز فرماوین۔

یہ عرضی بیکی خود داخل پیشیانہ ہو کر آصفیہ سے ملتی ہو گیا بادشاہ کے محض بے استقلال تباکیر اکرمۃ الملک اور موتمن الدولہ سے استشارہ کیا عمدۃ الملک نے گزشتہ حکایات کا اعادہ کر کے بادشاہ کو مایوس کیا لاجاۃ عمدۃ الملک کو رخصت کر کے تنہائی میں موتمن الدولہ سے استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سونڈ دسی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلا حیف و خواہش عزم کرے۔ موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل اور باہم متحد تھا کہ برخلاف اوسکی مرضی کو کوئی بات حصہ نہیں نہ کہ گنا تھا بچا جواب میں متی ہوا بادشاہ نے دوبارہ قسین دلا کر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگر برخلاف قول عمدۃ الملک لکھا ہوا بیجاں ہو جب زیادہ اصرار ہوا اسقدر کہما کہ ہر چند عمدۃ الملک امیر بن امیر صاحب جرات صاحب تدبیر ہو مگر عمدۃ ملہ سے ہند کر روبرو مخصوص راجہا سے ہندوستانی کے نظریں اعتماد الدولہ اور آصفیہ کی برائین بر بندہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کے ہندوستان کو نگاہ میں کی نہیں ٹہرتے برخلاف اعتماد الدولہ کے کہ اوسکی اطاعت اور فرمان برداری کو موجب فخر جانتے ہیں بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہو کر اعتماد الدولہ اور آصفیہ کی دہلی میں شروع کی دوسرے وزراء اعتماد الملک کے مزاج بادشاہ کا منحرف دیکھا متغیر ہوا در جواب حکم جو کہ بالفعل امرائے توراتی کا آزدہ کرنا مناسب نہیں تہمین بھی لازم ہے کہ مقتنہ سے دولتخواہی نفاق سے اصرار کرے۔ عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی یا کر آصف جاہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ جو کہ مرضی ہو تعمیل کیا و سے آصفیہ نے بعد مرح و ثنا کو فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتماد الملک اور معتد اولہ کے بنیابین ملاں پر بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطی اپنے صوبہ آبد کو تشریف لیجائے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت سے رخصت ہو کر بادشاہ سے بھی عرض ہوا اور صوبہ آبد کی راہ لی بیرون شہر اگر چند روز انفصال مقدّمہ رکھے سرال میں اور سامان سفر میں مصروف رہا بعد ازاں وکیل مقرر کر کے خود آبد کو سد ہارا اور موتمن الدولہ کی حکمت بادشاہ اور آصفیہ اور اعتماد الدولہ کو دلین ہوئی۔ ابو المنصور خان ہارمہ صفیہ

بعد رحلت بر بیان الہلک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص نے بڑا اقتدار پایا۔ زکرنا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان میں زیر حمایت نادری سبے خوف رہا اور سکاچہ والہ کا جو کہ چندان دلیر و بیباک تھا نور محمد خان لٹی کی تادیب میں شاہنواز خان کی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور ممالک پنجاب میں اپنے علاقہ کو انتظام میں مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جگر اوتھانا مہاراجہ شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کی مع اجازت جنگ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور محبت جنگ کے حاصل ہوا فرماں سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ مومن الدولہ اسحاق خان کو توسل سے

شجاع الدولہ کو صوبہ دار بنگالہ تھا جب کہ شاہجہان آباد میں نادر شاہ آیا تھا اجل طبعی میں جان بحق ہوا اسکے محمد کو بیان میں زبان قاصر ہی کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نہ تھا جسکے ساتھ مراعات شایستہ نہ کی گئیں ہوتے وقت سوار و پیادہ و عمدہ و عمدہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو نصیرات چاہا اسکے ایام دولت میں جو کہ سید راوسکی خدمت میں ہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی اوتھایا بریا پنوں کی تہیاب غیرہ جو اسکا مولد تھا و طیفہ لیا نہ باقی تمن عدالت ایسی کرتا تھا کہ لڑکی بھی طرف داری کا روادار نہ تھا باز و کیوٹر ایک آشیانہ میں آباد نہ کرتے تھے ہوشیاری اور انتظام اور خبر داری کی یہ نوبت تھی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تھا اور سید راوسکی لیاقت جیسی یا نہی ہوتی اس شخص کو اوسکے پہونچنے کی اطلاع فوراً ہوجاتی اور حسب وقت وہ شہر مرشد آباد میں پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا کہ وہ شخص اس ملک میں کسی ارکان دولت سے توسل رکھتا ہے یا نہیں اگر مٹو سل گیا ہوا اوسکو اوسکا ذکر حضور میں کیا اپنے مجلس میں بلا کر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتھے روز اپنے محفل میں اوسکا ذکر کر کے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعریف نہیں رکھتا ورنہ ضرور تم لوگوں میں اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر ہی کسی ذمہ نارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بروقت ادبہ آؤ گے ہماری ہی ملاقات کیجو اور اوسکی وجہ معاشن اور مقدار و معارف وغیرہ کی خبریں مجھ کو سناؤ گے اوسکا ملازمن کی مجال منتہی کہ کوئی دروئے امر اظہار کریں اس بند میں یہ رسم ملو جو کہ جو شخص کسی میں و امرا و بادشاہ کے دربار میں کسی چیز یاد و سرے وسیلہ سے کچھ انجام حاصل کیے اوسکو علمہ وغیرہ اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انجام کے ہوتے ہیں شجاع الدولہ کے نوکر و خصوصاً انصار اور چوب داروں کے جو اکثر طامع اور مصدرا سے حرکات کے ہوتے ہیں مجال منتہی بجز اطلاع و اطلاع

بر طرف اور مستحب ہو جاتے تھے خود ایسی اعانت رعایت اپنے نوکروں سے کرتا تھا کہ دوسرے کی حاجت کی حاجت منتی القصہ جب اوس نومزاد کی ملاقات ہوئی استفسار و استمزاج مدعا سے دلی کرتا اگر اوسکو نوکری کی طرح ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری میں رکھ لیتا اور صورت معتد بہ واسطے مصارف اسکا کمال عطا دیتا کہ اس ملک میں اسقدر پر کفایت بخیر امتہ تعالیٰ قادر ہے کیا عجب کہ کچھ وسعت بخت اور حملہ ملازمین و روشناس کو ہر روز دستار خوان عطا دیتا ہوا کرتا اکثر دن کو روزمرہ اور بعض کو کبھی کبھی اسکی زیست تک کسی سہیہ فیعن قطع نہوا اور اسم نویسی روشناس علیہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیامین جسکی ورق عاج کو کئی کھربری اپنی پاس رکھتا تھا اور جب خود بنگاہ کو جاتا بیا من مرقومہ کو دیکھتا اور چند اسامی منتخب کر کے ہر نام کی ایکیں چہرہ مسلح کلی جولان حال آنکھیاں ہولکھتا تھا اور ہر ایک کو زمیران خالصہ کے مالگہ اری بر بطور سزا دی وغیرہ متعین کرتا اور اسے یا اوسکو ذلیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرتا اس عزیز سے ہمارے خوشنودی کا موجب ہے زمیران لوگ اپنی سعادت سمجھ کر اوس سے بھی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا تو دستہ اور یافت حال کرتا اگر اوسے ظاہر کر دیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنا بر ناراستی نظر سے گجاتا اور جب اوسقدر کی رعایت ہوجاتی دوسروں کے نام سے ہی تحریر ہوتی تاجرات اپنے اسطرح پر گردانی کرتا یا اللہم اغفر لہ والحقہ بالعالین۔ القصہ علاء الدولہ سرفراز خان بجائے پیر سندا راہو حاجت جو اس کے باپ کی طرف سے موبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تھا انقلاب سلطنت دیکھ کر سرحد عظیم آباد پر عظیم تافرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تھا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کو اپنی پوچھا۔

نیابت جنگ جسکو سرفراز خان سے اطمینان تھا اپنے کار کی فکر میں غرق ہوا اور سرفراز خان ہر چند مسلح زوردار کرتا تھا اور مصفا کی روزی اور رجب و شعبان اور ایام البیسن ہر چہنی کے اور اکثر نوافل معینہ بہرہ و سال کو لیا کرتا تھا مگر جو عقل و شعور سرداروں کو جاپہی نہ کرتا تھا امور مرحومہ میں عیساکہ جاپہی نہیں پہنچتا تھا بنا بر وجہات مذکورہ ہر چند متوسلان پیر خصوصاً اسے رایان عالم چندا و ملک بستہ اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقرران اور موجب حل و عقد امور نظامت کو تو کچھ معتر منہو تا مگر بوجہ مذکورہ بالا کے اگر اس کے مصاحبان تدبیر مانند میر مرتضیٰ اور حاجی لطف علی خان اور سردار علیخان وغیرہ کے جو حاجی احمد سے پرانی علاقہ میں کرتے تھے اوسکی امانت اور تدلیل منظور کر کے تو ہدایت زبانی بیان کر دیتی کوئی بوقبہ و شاکر کرتے اور ہمیشہ حاجی احمد کو مخالفت علاء الدولہ سے ظاہر کر کے حاجی مذکور کی طرح سرفراز خان علاء الدولہ منصرف کرنے پر آمادہ ہوتے تھے تا آنکہ علاء الدولہ فی مدد یوانی جو شجاع الدولہ کے عہد سے حاجی احمد کو فقیر

حقی حاجی احمد سیو لیکو میر لٹنی کی سپردگی اور چاہا کہ راج بھل کی فوجدار سی عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے
 داماد حسن مہرخان کو دی حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنوں کے طرف سے متوجہ ہو کر مہاراجا
 کو ایک کھومنز جس کو بھیج کر تانا اور سرفراز خان کو دو تانچہ اپنی طاہری دکھا کر بٹرفنی سپاہ کی اشتدات
 کی اوسنے کسیدار باوجود عدم اعتماد کی پذیر کیا اس عرصہ میں کہ زمین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور
 سعید احمد خان رنگپور سے حضور علامہ الدولہ عین حاضر ہوئے منوچر خاں نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی
 کہ حاجی مذکور کو مع دولوں کو نڈکور گہ بالا کے محبوس کرے علامہ الدولہ نے یہ امر نامنظر کر کے حاجی احمد
 سے غاہر کر دیا اور اپنی دانست میں اسکا اظہار وجوب معافی اتحاد سبھا انہیں حالات سے عطا اللہ خان
 کی روکی کو جو کہ حاجی احمد کے بھانجے اور سراج الدولہ واسطہ مہاراجا جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تیا منسوب
 تھی چاہا کہ فتح عقد سابقہ ہو کر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ جانتا تھا
 اور جو سپاہ کہ بدلتوں اور حضور پدیر سے متعینہ سہرا ہی مہاراجا جنگ تھی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا
 جب اونہوں نے انہیں کسیدار بھل گیا ارادہ استرداد ماخذ اوس عطا کو سبھا الدولہ فراہم
 عطا فرمایا تانا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو معضل بلکہ مع کہ اور بھی گڑھا کر لیا اور سعید احمد خان
 نے بھی سوید ہو کر اپنے چچا مہاراجا جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالاسی مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سکوت
 کرنے کے امیدوار و فاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بھائیوں اور لڑکوں سے تیا وجوب اس مصرع
 کے سے زہی تصور باطل زہی خیال محال مہاراجا جنگ نے اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ
 کر رہیں اپنے مفرت دیکھی مومن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آستانہ دیرینہ اور تقریب حضور میں
 نہایت درجہ تامل اور عیاری سے درپردہ یہ اقرار کیا کہ اکثرینوں سولوں کی سند عنایت تہودی ایک لڑو رہیہ
 پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور میں پہونچا وے اور نیز یہ کہ شق بادشاہی اس حکم
 میں کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتھ سے صوبہات نکال لیسے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کر کے خود تیار
 فوج میں آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران ہوج پو پو تیر کے جو صوبہ عظیم آباد میں نہایت متم و سرکش
 مشہور تھے تا دیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہر داری کر کے دفع الوقت کرتا تھا تا انکہ دس مہینے
 نادر شاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایک سال وفات پدیر سے گزری اور حسب خواہش شق بادشاہی
 پاس مہاراجا جنگ کے صادر ہوا مہاراجا جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی
 اور اس ہوشیاری سے مرشد آبا کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نہ جانے پاوی اور کسی اپنے
 معتمد کو مع خط جگت سید فتح چند کو نام بھیجا کہ فلا نے تاریح کو کوچ کرے اور اوسے سمجھا دیا کہ فلاں

تاریخ ملک یہ خط سینہ جی کو پہنچا دینا اور خود آخر ذی الحجہ ۱۰۸۵ ہجری کو بہوجپور کی غزیت کا شہر وکھل گیا
 سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہو خیمہ زن ہوا اور دہلی سے
 ساری فوج کو جمع کر لیا اور اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد میں نائب مقرر
 کیا اور سید ہدایت علی خان بلوہر اسد جنگ والد فوج کو پرگنہ سرس وکینڈ وغیرہ کی حکومت دیکر مخلص کیا اور لکھا
 کہ تمہیں اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سیر دیکھا عازم مرشد آباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باخلاق
 مناسب کرو جس روز چاہا کہ کل روانہ مرشد آباد ہوں سرداران سپاہ ہندو مسلمان کو رو رو کر بلانکر
 جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف نجد ایک مسلمان کے ہاتھ لگا کر بل سے تانہ اور بھان سیاب یعنی نلسی
 ایک برہمن کے ہاتھ منگوائی مسلمانوں سے قرآن کی اور ہندو سے گنگا کی مذکور گھا خواہاں قسم
 پیا بدین اقرار کر کے سمجھ اپنے مخالفوں سے آویزش کرنا ہی تم لوگوں سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم
 کا خواہاں ہوں کہ اگر ہمارے رفاقت اور اخلاقت منظور ہو سو گندیا ذکر و اگر ہم آگ میں کہیں جان
 دیا یا پانی پر اشا رہ کرین تو کو دیر و کسی طرف پر تم لوگوں کو دریغ نہوا رہیں نہ لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا
 افراسیاب ہو ہمارا ہی سے نہ ہو اور میرے دشمن کو دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ
 جو کہ ملک پروردہ اور توقعات لاحقہ کرتی تھے عہد مذکور کو بھان و دل منظور کیا اور مسلمان و ہندو نے
 قرآن و لگا کی قسم کھائی اور کیدل و کیزبان ہو کر رفاقت کا اقرار کیا اور نئے ملازموں و فوجی دیکھا و کئی فاقہ کا
 عہد و بھان کئے وقت شام یہ مجلس برخواست ہوئی جب عہد و بھان سے دہلی ہوئی ارادہ جنگ و
 جدال ظاہر کر دیا بیچ کو بروقت ساخت مہمود مع سامان بے باہان جانب مرشد آباد و نصرت فرمائی
 اور منزل بمنزل بلاتوقف قطع راہ کرتا ہوا جب درہ شاہ آباد میں پہنچا تو چکر راہ دشوار گذار تھی چند کوہ
 میں لشکر متوقف ہوا اور مصطفیٰ خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جالفشان سے تاج ایک سوار
 اور پروانہ اور دستک تھری سرفراز خان کے متعین طلب کسی جامعہ دار کے جو کہیں سے اوسکے ہاتھ
 آتا تھا یہ سیر بیکر کم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو محافظان درہ مذکور کو جو زیادہ سود و سو پادہ برقا
 انداز سے ہونگے دیکر داخل درہ مذکور ہوا اور علامت دخول کی سیک و بھان ہو کر اپنے اونٹ کا نغارہ
 بجاتا اوسکے متعاقب فوج ہمراہی بلا مزارعت عبور کر جاوے گی مصطفیٰ خان نے حسب ارشاد تعمیل
 کی جو نزدیک درہ کے پہنچا محافظوں نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل مکمل کیا بعد توقف کے مستفسر احوال
 ہوئے مصطفیٰ خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ دھماکے پر روانہ کر دیتا ہو
 متعدد بیان متعینہ نے درہ میں جانے کو اجازت دیدی مصطفیٰ خان نے وہاں جا کر نغارہ بترجیا

مہابت جنگ کی فوج ہر اول نہایت کروفرست نہایاں ہوئی محافظہ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا کہ سامنا کرین مصطفیٰ خان نے ہانگ ماری کہ خبردار اگر کچھ حرکت کی نہ کر لو پوچھو گے اس صدا کے پرہیز سے پیادہ بچو اس ہو گئے اور مردم مصطفیٰ خان کے دروازہ کو ملکر مستعد ایستادہ ہوئے فوج پہنچ کر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جنگ میثیہ کے خط پوچھ کر کا عہد تھا اوسے اوس روز خط پہنچا یا اور جنگ میثیہ نے یوم روا لگی کا حساب کنو کے سمجھ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تیلیا سے گزرنے کو چاہیے چہ روز زمین مرشد آباد پہنچا چاہتا ہے۔ پس نہایت مضطرب سوار ہو کر سرفراز خان کے پاس آیا اور مہابت جنگ کا خط دکھلایا اور اوسے پہنچ کا حال راج محل سے قرب بیان کیا اور جو خط کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو پہنچا تھا پیش کیا اوسکا خلاصہ معنون یہ تھا کہ چونکہ میرے بھائی کی خفت اور مذلت حد کو پہنچتی فدیہی بیاس ناموسی و عزت کے لالچ ہو کر اس جگہ تک آہنچا غیر از بندگی اور فدیہ کے کوئی غرض نہیں امیدوار ہوں کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علاقے کے رخصت فرمایا بجو داس اطلاع کو حیرت عظیم ہر ایک خور و کلان کو لاحق ہوئی۔ سرفراز خان نے سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بھی بلایا جب سب جمع ہوئے ہر ایک کو بار بار کہ کرے حاجی احمد کو نہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضاے وقت عرض کر کے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤں مہابت جنگ کے پاس جا کر اوستہ واپس کروں بعضوں نے یہ تقریر حاجی احمد کی کہ درترو یہ پنچکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضوں نے اوسکا کلام سچ جانا آخر اُسکی رخصت تذبذب میں رہی محمد غوث خان رزق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان محمود شجاعی نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچھ حاصل نہیں اور حاجی احمد کو قید کرنے کے ارادہ سے فوج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہیں آتی ہو اگر رخصت کیا جاوے اور برخلا و وعدہ تعمیل کرے کیا ہو گا پس جب کہ مہابت جنگ سے آئینگو آمادہ ہوں حاجی احمد تنہا سے کیا سدا مہابت جنگ حاجی احمد کے ہونے نہ ہونے سے کچھ کم و بیش نہیں ہوئی یہ کہنا اسکا موثر ہو گیا سرفراز خان نے حاجی احمد کو رخصت دی اور وہ اپنے بھائی کے پاس گیا اور بوسلیہ عرض کیا کہ محمد علی و درویشان بجان و دل مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتماندہ سے باہر تشریف نہ لاؤں گے وہ خود حاضر ہونے ہو کر اظہار اطاعت کرے گا اگر اصرار نا بر خلاف التماس فدیہی کے نکو امون کو درغلانہ سے برآمد ہوئی خوف ہے کہ بنا بر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا اور عقبی کی روسپاہی کا موجب ہو چو نہ کھن ساجی احمد کے لکھی ہر اعمتا تھا اس امر میں چند رائے لی گئیں آخر کو برآمد ہونی کی رہے ٹھہری

اور مردان علیخان کی سستی سے جو حاجی احمد کو اور حمایت جنگ کا وعدہ تھا ۲۲۔ محرم المرام ۱۱۳۰ ہجری روز
 چہار شنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہو کر بعد میں جاکوچ کو منزل کمرہ میں خیمہ زن ہوا اور اسی منزل میں
 بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہو گئی کا جو کہ واسطی استخراج حمایت جنگ کو بیشتر روانہ
 ہوا تا مع حکیم محمد علی بیفقر قانی کو واپس اگر مشرف ملازمت ہوئی اور وہ من کیا کہ حمایت جنگ تابع
 اور فرمان بردار ہے التماس کرتا ہے کہ جو عالی ہمت لوگ کیسی پرور سن کر کہ رتبہ عالی کو پہونچا دیں
 اور اسکی پاس پرورش اور حفظ مراحم لازم جانتے ہیں پس یہ فدوی پرور سن یافتہ اسی استخراج
 دولت کا ہے اور جس قدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکھتا ہے اور سید قدر نسبت دوسروں کو دعویٰ نہیں
 اور فرمان برداری ہی بنیاد دو التماس فدوی کہ ہیں اولیٰ یہ کہ مردان علیخان اور میر تقی اور حاجی
 لطف علیخان اور شجاع خان جو بھاری کینہ انگیزوں کے سرگروہ ہیں خارج فرما دیاجو میں اور کترین کے التماس
 مشرف حمایت ہو دوسرے یہ کہ اگر میر تقی ہو جو بد دولت اور ان سے جدا کی کریں اور ان لوگوں
 کو میر تقی سے مقابلہ پر متفرق فرما دیں اگر وہ غالب ہوئے اور حکام حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوئی سندہ
 اسی خدمت کے بدلہ جانتے خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو کہ ہم حکیم کہے ایک کام یہ بھی ہے کہ میر تقی کے ہاتھ
 بیجا۔ لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ میں حمایت صاحب اقتدار اور مقتدر اور اوس قدر
 حاجی احمد اور اوسیکے واتباع سے عدوت رکھتے تھے کوئی صورت مصلحت کی نہ تھی اور نہ شجاعان دشمن
 کے رنگ پر محاذ کے کاٹھور ہوا۔ حاجی احمد نے ان کے نزدیک چوکیدار ہوا جی جانی مع ملاقات کی اور
 حمایت جنگ کرتا تھی پر سوار ہو کر بنا برافشا سے عہد خد قدم لوٹا کہ میر تقی کو قراوہ تیار ہی ہوئے
 اور اوپر سے سرفراز خان سے فرج کے کلکے موضع کے ایک مین پر دربار سے ہاگیرتی پر مشہور و مہور
 ہی پہونچا اور اس طرف سے غوث خان ہاگیرتی پر مقابلہ لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
 نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکھا لیکن دریا یا پاب اور اوسکا پاب ایک
 تین سافٹ کا فاصلہ رکھتا تھا اور حمایت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چھ کوس کا
 ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کا بارہ مین سوال جواب ہوئے اور رغبت ملاقات کی
 سرفراز خان کو طرف سے متواتر وقوع میں آگئی حمایت جنگ نے وہی ایک بات کہی کہ میں بیاس حقوق
 باپ ہمارے کا داعیہ بدخواہی نہیں رکھتا ہوں بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق و شقاق فرطین ہوئے
 ہیں میرے سپرد کیجوا میں تاکہ خود بدولت کسی اور پہونچ مقام پر رونق افروز ہو کر اونیں میری مقابلہ پر
 حکم دین اگر بندہ نے نظر پائی ملازمت میں حاضر ہوگا اور اگر اونکی فقیہانی ہوئی مدعا سے حضور

حاصل ہو گا چونکہ دونوں سرداروں نے ملاقات کی صورت نہ تھی اور سرداروں نے
 کی طرف سے باوجود پیغام آستین اور نیزہ و روڈ نوشتہ سے جلالت سبب کو جسکو اصطلاح ہند میں
 ٹیپ کہتے ہیں اور جس میں یہ مضمون لکھا تھا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اور سکوت قرار کریں تو ہر ایک
 کو بہت کچھ روپیہ انعام دیا جائیگا ایسے مقام پر بوقت شام ہر یک صادر ہوا مصطفیٰ خان وغیرہ رفقہ
 نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکھلا کر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہی توکل عزم فرمائیے ورنہ پلے فرما دو اگر کوئی
 جنگ ہو جائیگا مہابت جنگ نے مخلصان خیر اندیش کی صلاح پسند فرما کر ارمیت کو ملی باروت تقسیم
 کر کے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کو تین حصہ کیے نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تھا اسے اپنے نشان
 کے مقابل محمد غوث خان کو مقرر کر کے فرمایا انہی طرف دریا کر رہا اور سپہ دوڑ کرے اور دو حصہ فوج
 کو دیا سو غیور کر کے فرمایا کہ ایک حصہ سرداروں کے لشکر کو عقب میں بھری اور خود مغ دوسرے
 حصہ فوج کو دربروے لشکر سرداروں کے روانہ ہوا اور اپنے اور فوج کو درمیان میں یہ حکم دیا کہ بوقت
 توپ کی سر ہونے والے تینوں سرداروں کے لشکر پر دوڑ کر بلجاؤ عبد العلی خان بادر اور مصطفیٰ خان
 اور شمشیر خان وغیرہ اتفاق سمجھا لیا انہیں محمد خان کو جو مہابت جنگ کا داماد گلان پیشوا سے
 لشکر تھا ایک ملک رات باقی رہے حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور ان کے متعاقب تھوڑی فاصلہ
 مہابت جنگ بھی چسلا اور نندلال نے بھی سمجھ بھابھا قدم بقدم مہابت جنگ کو محمد غوث خان کو
 مقابل پر راہ لی صبح صادق کو ہوتے ملاقاتی ہوئے اور مہابت جنگ جب سرداروں کے لشکر کے پاس
 پہونچا ایک توپ اپنے لشکر میں سر کی بجوڑا اسکے آواز کو سرداروں کے لشکر پر ہراول کی فوج
 جاگرمی اور نندلال محمد غوث خان سے مقابل ہوا سرداروں نے مضطرب اپنے علی بی اور لشکر فیل پر سوار ہوا
 مہابت جنگ کو مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول کو بعض مرد دم عقب لشکر سرداروں کو
 ماتھند میراج خان اور اسکے لڑکے کو ہلاک کر کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور سرداروں نے چند قدم جا کر
 نثار خان کے نزدیک بندوبست کی گولی نکال کر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اسکے ہمراہی ماتھند میراج
 اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علی خان اور بابا علی
 وغیرہ نے خد متکداری کی کہ انہی نے رفاقت اختیار کی اور اسے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی
 میں آئے اور محمد غوث خان دریا کے اوس پار نندلال سے لڑکے فتح یاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرداروں
 کے قبیلان ڈلہی کے کشتہ دیکھ کر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکھلائی محمد غوث خان نے دور سے دیکھا کہ آقا
 نامدار کے سواروں کا ہاتھی گریزاں ہے عدم دلیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

یہ زخرف کو مار ڈالا مجھے طبع ہو چو کہ بایا ندون کو بھی راسے عدم کروں۔ مہابت جنگ و اقتدار
فرمانی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جلنے کا یقین تھا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اس کے فوج
کے حماوت سے اپنے قول کے آدمیوں کو متفرق نہ ہو دیا ہر اول کی فوج ظفر پانڈ اور سرفراز خان کی تیاری حاذی
اور لشکر کے زرد و جاہر کی کثرت سے مطمئن ہو کر غارتگری میں اپنے سرداران سے متفرق ہو گئے غوث خان
نے فرمانی سوار فرستادہ کی آقا سے نامدار کے گشتہ ہوئی سے بچ کر اپنی عزت و آبرو کو خیال سے
جو منجانب مہابت جنگ کے رکھتا تھا مرزا کو آمادہ ہوا اپنے لڑکوں کو محمد قطب اور محمد سیر کو فرمایا کہ دھج
و فقتان دور کرو اب وقت حفظ آبرو چاہی اور پاس تنگ و نام جانفتا ہی ہر پس مہابت جنگ کے قول پر
دبا کر مارنا چاہی چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اسکا بیٹنی لقیقت شیراز اور ستم زمان تھی اس کلام کو ساتھ ہی محمد
غوث خان سے اپنے لڑکوں اور بایا ندہ حاضرین کو بحال استقلال روان ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا
جان و ناسکرا علیحدہ ہو گئے مہابت جنگ کے قول تک پہنچتے پہنچتے چند نفر سیراہ رہ گئے اور نزدیک پہنچتے
ہی محمد غوث خان گولیوں سے مجروح ہوا باوجود اینہم گھوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر اوٹھ دوڑے مگر
یاتی سے اوترتے متواتر دوزخ گولی کا گمار دل سیر روان میدان آخرت ہوا بعد پیر لڑکوں نے پیادہ پا ہلال
تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیوں کی بو جبار نے پیالہ روح میں رنجک اورانی کے نقد جان
کیسے بدن کو کل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکھتا تھا جس طور پر کہ تلوار و سپر ہاتھ میں تھی
اوی طرح زوینت سپر میں شمایا اور اوی طرح دستور سے روح و انتقال فرمایا وہ اداہ اسی طرح صورت و دفن ہی ہوا
سیر علی علی ہی سولہ فرمایا بند و نسبی مد و فات سرفراز خان کو بیاں آبرو لڑکے خدمت سے ادا ہوئی الحقیقت ہندوستان میں
سرفراز خان کو نوکروں کے مانند کسی نے جرات اور طلال علی کی ہر میر شرف الدین نے بھی اور دن کی طرح جو ہر
نایاں کی کمرہ جہت کی ہر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ کے لگو ایک جس ہاتھ میں کمان تھی اور دوسرا
دوش راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کو ہر اسپیون نے بقدر حوصلہ تک طلال کی مگر تقدیر
کی دوا نکر سکے مہابت جنگ نے پنج پاتے حاجی احمد اپنے چوٹے ہائی کو نابرد بلجوتی رعایا پیش پیش شہر
بیجا اور اسے جلد ہو چکر مہابت جنگ کی شہر میں منادی کر اگر رفتہ فرو کیا۔

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر میں

دو روز کو بعد باجکل و شان و شوکت مہابت جنگ ماہین شہر صفر ۱۱۵۷ھ میں شہر شہداد آباد میں داخل ہوا
قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے در حرم سرا پر حاضر ہو کر التماس عفو و تقصیر کی اور

عمرین کیا کہ جو کچھ اقتدر میں ہوتا تھا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطی اس بدنامی کا داغ بھر نصیب ہوا
لیکن اسوقت سے تاہر زندگی کسی ادنیٰ ملازم سرکار کی خدمت میں بڑی ادبی نہوی امید ہر کقصو اس
غلام پیر کے صفو خاطر سے جو یا فرماؤش فرمائے بلکہ میں بعد از ان دارالافتاء میں انکرا دافع چلے سون
شجاع الدولہ مرحوم میں اگر سمجھ کر ہوا نذرین مبارکباد کی گزرا میں بلول تو جنگ کان خند کہ بسبب اس
حرکت قبیلہ کو کہ آقا کشی کی محابت جنگ سے نہایت نفرت ہوئی اکثر کاراسکی عزاب پروری اور اخلاق
نام اور یاس حقوق خورد و کلام سے لوگوں نے قبول کیا اور محابت جنگ نے بھی اپنی قدر شناسی
اور ترجم و عفو جرائم و یاس حقوق کو نگاہداشت سے اسقدر اتحاد برپا کیا کہ جس سے زیادہ مشہورین
حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقا زادہ تھا نہایت بڑائی کی مگر سرفراز خان کو
ملکداری کی لیاقت کی پہی نشی کیے عجیب تھا کہ اگر اس کے زمانہ دولت کو درازی ہوئی تھا مصوبات
میں خرابی پیدا ہو جاتی محابت جنگ ہی کا یہ کام تھا کہ جو حادثہ عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشاء اللہ کیا جاوے

تسلط پانا محابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع مضبوطی سرفراز خان وغیرہ

جب محابت جنگ نے تسلط پایا اور خزائن و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کو جو کھرو روپ
ہو چھو ضبط کیے حضور سے خطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے
سرفراز ہوا زین الدین احمد خان پہونے داماد کو جو عظیم آباد کی تباہت پر تھا و اسکو امالٹا اوسی
صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بادر شہیت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع
ماہی و مراتب و بالکی جالردار و نو بت و علم او سکے بے طلب کیا اور شہر سے داماد نواز شہر خاں
کو چلے جہانگیر نگر اور فوجداری سلطنت آو اسلا م آباد چنگا فون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی دیگر
منصب ہفت ہزاری اور سہری مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بادر کہ طلب کر کر دلا دیا اور
تیسرے بیٹے منجیا سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد میں جنگ پور کا
فوجدار تھا مراتب مذکور مع خطاب مہام الدولہ بادر مصلحت جنگ کے دلویا اور نر نہو دیا
اوڑیسہ کی امید بعد از نزاع مرشد قلعہ ان کی دی - مرشد قلعہ ان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان
کا بہنوئی تھا مرد حق نعم شاعر تھا سرشار شعلہ اور رسم جنگ بادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ
محابت جنگ کا پوتا اور بیٹ جنگ کا پسر کلان تھا اور جب محابت جنگ سے فرزند ہی میں قبول
کسا تھا سراج الدولہ شاہ قلعہ ان بادر کا خطاب مع خدمت نوارہ جہانگیر نگر ڈاک کی ملی اور اس کے

بہائی شہادت جنگ کیوا سبطی اکرام الدولہ بادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہاں کو اشتہار کی خدمت طلب کر کے یہ دونوں بہائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کو چھوٹی عمر میں امیر کبیر رہے سبطا امتدخان نے جو چھوٹا داماد حاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور سرفراز خان سے فوجدار تھا باگلوں کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور سبہ اور منصب ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفراز ہوا اور شہادت جنگ کا نائب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نفاذ سے ممتاز ہوا اور امیر خان برادر علانی مہابت جنگ کا اور فقیر اند بیگ خان اور نور الد بیگ خان اور میر جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بہائی بند خدمات بہادری اور منصب لالیقہ پر سرفراز ہو گئے اور چین راہ سے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان راہے رایان رتن چند کا پیش کار تھا بظاہر راہے رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے معزز و ممتاز ہوا اور راجہ بانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا دیوان تھا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبدالعلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کو ہمراہ اس معرکہ میں شہادت جنگ کا ہر اول تھا اور برادر زادگی کی قربت اس سے کہتا تھا اس طرح پر کہ عبدالعلیخان کا باب سید زین العابدین راقم تاریخ کی مانگا۔ جد اور مہابت جنگ کا پسر عتہ تمام سپاہ کی بخشی گری مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری تجویز ہوا تا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادر زادوں کو برابر امیر کہتا تھا خوش ہو کر بعد رخصت عظیم آباد کو معاود ہوا احترام الدولہ بہادریت جنگ نے اس کا مقدمہ غنیمت سمجھا اور بار و بسوک کو پرگنات پر پرگنہ نہایت اضافہ کر دی اور مہابت جنگ نے عبدالعلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تھا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر الد بیگ خان بہادر کو۔ اور مبلغ کروڑ و پیمیش کش موعودہ روانہ حضور کیا اور موتمن الدولہ اتھی خان بہادر کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور منصبی سرفراز خان کا مال و اسباب اخذ جو مناسب بادشاہ کیواسطے حلیہ کر رکھا تا مگر خان بہادر نہایت اسنے اموال ضبط شدہ اور خزانہ سالیانہ بنگالہ کے جو سرفراز خان کی حلیات میں ارسال ہوا تھا دربار حضور شاہی سے عظیم آباد پہنچا اسنے اسکا آٹا بنگالہ میں نامنا سب جاکر لکھا کہ واقعہ سکرنگلی متوقف ہوئے نیاز مند مع مال حاضر ہو کر تعویض کرتا ہے اور رجب کے چھ مہینے میں اکبرنگر راج محل کی طرف جاکر چند روز خان مذکور کی انتظار سی کی گئی لاکھ روپیہ نقد اور شستر لاکھ روپیہ کی جنس مانڈ جاہر و فیل واسب اور طرہوں طلائی و نقرہ وغیرہ نقائص دیکر رخصت کیا اور اس کے ساتھ بھی رعایت لائق کی گئی بعد از عمر

کہ صوبہ اور یہ مرشد قلیخان سے لیا جاوے پس نہضت کنگ مہم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ مرشد قلیخان پر اور صوبہ اور یہ سید پوہیجی مہم الدولہ مولت جنگ بہادر

سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کر کے چاہا کہ مرشد قلیخان کی جیتھلی ریاست
کرے اس اثنا میں مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھ کر درخواست
مصلحت کی آقا محمد تقی سورتی کو برسر رسالت بھیجا مہابت جنگ کو بنظر حقوق سابقہ اور پوہیجی حسن اخلاق
کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو مان کے طرف سے علویہ سفویہ سے نسبت رکھتا تھا اور
اور مرشد قلیخان کا داماد تھا نیز عجب نگالہ کی طبع سے باوجود دیکھ اسکے لائق تھا مصلحت پر راضی نہ ہوا اور
اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کر کے متحہ ہو گیا مہابت جنگ نے اس
خبر سے مرشد قلیخان کو لکھا کہ میں کسی طور سے ایذا رسانی آپ کی نہیں چاہتا لیکن قیام کرنا اس
جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہیں لہذا لازم ہے کہ اوس طرف سے دکن کو تشریف لیا جائے
مرشد قلیخان نے جو کہ مرد مال اندیش تھا مقابلہ مہابت جنگ کا توین صلاح النبی چاہا کہ ترک خدا
کرے مگر مرزا باقر نے اس قدر لڑائی کی تحریک کی جس کا بیان نہیں ہو سکتا اور نیز اوسکی بی بی نے
طلعنہ اور تینے کرنا پوہیجی شہر سے شہر و عیال بلکہ ارادہ کیا کہ اگر نادر قوشویر کو ریاست سے خارج کر کے خزانہ وغیرہ
کل داماد کے معوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے جاریا چار نقص
کرنے عدا اور آمادہ کارزار ہونے سے مہابت جنگ کو اطلاع دے۔ مہابت جنگ نے اطلاع
پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشد آباد میں چور کر دس بارہ ہزار سوار سے اوائل
ماہ شوال میں کنگ کو نہضت فرمائی۔ مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقہ سے مجلس آراستہ کر کے
اپنی تلوار لکھ کر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے
عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلچسپی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران
لشکر نے اوٹھ کر اسکی تلوار کمر سے لگا دی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مجمع باقر قلیخان کو کنگ سے
برآمد ہوا اور بابا سیر بندر سے گذر کر اوسنے رودخانہ کے قریب موضع بلوار میں پہونچا اور ایک
مقام شوار گذار میں جسکے اطراف میں ندیان اور جنگل گھرے ہوئے تھے اور مخالف کا عبور ہان پر
غیر ممکن تھا قیام ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چوٹی تیری توپیں لگا دیں ادھر مہابت جنگ بعد قطع راہ

سیدنی پورا اور جالیسر ہوتے ہوئے رودخانہ کے اس طرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چند روز تک اس تدبیر میں رہا کہ مخالف کو کس نیزنگ سے اس دشوار گزار مکان سے باہر نکالے چونکہ وہ سرزمین مخالف تھی زمینداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہنچانے میں قاصر ہو گیا بلکہ جو غلہ مہابت جنگ کے مجال نراین گدہ وغیرہ سے پہنچتا رہا وہ مین لوٹ کر واپس آتا تھا اس سبب سے کمی اجناس کی فکر زیادہ ہوتی مہابت تشویش رسد کے نہ پہنچتی کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان نے اس اضطراب کے منتہی سے باہر نکل کر گزارہ کیا ہر چند مرشد قلیخان نے مہابت کی مگر نہ سنی آخر ذی قعدہ بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بھی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین میں قریب ہوئے جانب تو پہنچانہ مخالف کسی حال سے وہ لوگ غلط اور مقابلہ کو چلا آئے تو فوج مہابت جنگ نے حملہ کیا اور اول ہی حملہ میں متصرف ہو گئے طرفین سے ہندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی تلقی بیکتر اس آتش بازی میں تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہو گئے کمال پاداری کی اس عرصہ میں عابدخان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ بردار تھا اور معتد علیہ تھا بموجب اتفاقاً جلی کے مصطفیٰ خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہو کر آقا کی خدمت میں عذر و نفاق کر کے جس طرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تھا گیا اور یہ سودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی آواز دہریان دکھلائیں کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریوں کی چمکے چھوٹی نامردی سے ہانکنے لگے اس شش و پنج میں نزدیک تھا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سے دوچار ہوا اسی عرصہ میں میرزا باقر خان نے جاناً کہ فتح اوسکے نام ہو میں سے نکلا اور مہابت جنگ کے یسار کی طرف اگر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثر لوگوں کے یا سے ثبات میں ترزل آگیا اس حال کو دیکھنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگوں کے ہمراہ پیادہ مصاحب خان اور امالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سے ناموری کر رہا تھا آخر الام سادات کی جماعت سے جو مرشد قلیخان کے رفیق تھے میر علی اکبر و میر مجتبیٰ علی وغیرہ نے جام سرشار نفاوش فرمایا اور باقر قلیخان زخمی سے منکر سے سرگردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد قلیخان مع باقر قلیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا جالیسر کی آبادی میں پناہ لی اوسوقت میں دین ہزار آدمی ہمراہ تھا اور مرشد قلیخان کو ان لوگوں سے اطمینان تھا لہذا اس بہانہ سے کہ شہر میں محصور ہو کر ہم لڑنا چاہتے ہیں مردم ہمراہی کو متواسع آبادی پر تعنت کر کے اپنے پاس سے دور کیا اور خود کب دراپہو چکر رہا تھی سے اوترا۔ مرشد قلیخان کے دوستوں میں ایک شخص سورت کا رہنے والا ہمیشہ ہمازی کی تجارت کرتا تھا سوداگری کا مال واسباب ہمازون پر ہر ایک جگہ بٹھا اور وہ شخص

حاجی محسن ام ہمدان اس لڑائی میں تہا فزار اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرہ بردار
 کرنا سے ناہور وانی تہا علمہ جہاز نے دریائے گنگا سے بیچویم دیکھ کر واسطے خبر لائے مرشد قلیخان اور
 ایٹھا قاجا محسن کے غصہ یعنی پلنہوئی جو اکثر کنار سے پر آؤ جہاز کے ہمراہ رکستے ہیں یہاں
 حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکر کہا کہ کشتی کا اس وقت میں آنا موجب امر غیب ہے
 مرشد قلیخان بلاتل بہانہ سیر و تفریح مع باقر قلیخان دادا اور حاجی محسن اور معین حدیہ منوری
 کشتی کے قوسل سے جہاز پر جا پہنچا یا چہرہ روز کے عرصہ میں ہمیں ہمیں بندر آہو بچا لیکن تھاکان
 اور زرہ مال خطیر تھی جو کہ کنگ میں جہاز آیا تہا نہایت تشویش رکھتا تھا لہذا باقر قلیخان کو واسطے
 خبر لائے اور نیز تدارک کرنے کی سبکاکول اور گنگام کے طرف جو کنگ سے نہایت ملتی تہا پہنچا۔
 تقدیر کی کارسازیاں دیکھتی پور خوردہ راجہ بالک تہا نہایت جہود کے مشہورہ معاہدہ سی تھی جو
 محبت مرشد قلیخان کے کرنا تہا رسی سے جبکہ خان مذکور کی عنایت بطور سرگذشت سنی محمد مراد
 کو پہنچا اور اسے بیگم اور اس کے لڑکیاں زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع قوال اور لواحق اور خزان
 اور اسباب کے حدود کنگ سے انچھا پور میں جو شنگاکول اور گنگام کے تہا تہا پہنچا یا اور مراد
 اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا اور الدین خان وہاں کے مالک نے بھی سپاس معززت سابقہ کو کھانا دیا
 لیکن اسی ضمن میں باقر قلیخان آپہنچا اور حفظ ناموس و شنگاکول کھینچ کر شکر گزار خدای برحق
 پہنچا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کنگ کے چند ہی مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
 وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور میں روانہ کیا سسر اور داماد و دارالملک آصفیہ میں پناہ لیجانا
 عینیت سمجھ مہابت جنگ نے کنگ پہنچ کر چند روز قریب جالیس روز کی اقامت کی چیز کہ ابتدا سے
 عہد شہاء الدولہ سراسر طین کے زمیاداروں سمجھا تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہیہ سلوک اور دلچسپی
 سے پیش آیا اور اپنی برادر زادہ منگلہ تمام الدولہ سعید احمد خان مادر مولت جنگ کو دہانکھار ویدار
 بنایا اور گوجر خان جامعہ دارکو مع سسر داران رسالہ کے وہاں یہ معین فرمایا اور مولت جنگ کو دہانکھار ویدار
 حکم دیا کہ جس قدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کرنے اور مہابت جنگ بعد بند و بست صوبہ اور لہسہ کو
 سرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دارالحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاہدت فرمایا اور آرام و راحت و تہیج
 رعایا میں موافقت کی شناسا جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیکر نشان خان خاندان مہابت جنگ کا
 مع اسرا سے لاومت مرشد آباد میں بحضور مہابت جنگ حاضر ہوئی اور با قیادگان سرفراز خانی کو
 شناسا جنگ نے زیر سایہ خود کر لیا اور بغیر بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو عزت تمام اپنی گھر میں لایا

اور نسبت فرزند می دیگر او سکو اپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم کے اسوال اور خدمہ اور سباب وغیرہ محل خاص سے کچھ تعزین بنکینا اور ادب اور تعلیم وقت تکلم کچھ کیا کہ جابجہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ وغیرہ بجالانے سے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تھا اس کے کسی مدخولہ کو لڑکا پیدا ہوا نفیسہ بیگم نے اسے اپنے فرزند می بن قبول کیا شہامت جنگ نے اپنے لڑکے سے زیادہ اس کی خاطر داری اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اپنے ہمسر وں کو جالہ نکاح میں نہیں کرتا تھا اکثر جواری تئیں اور بعض متوعدہ امین سے جو کہ صاحبزادہ تئیں انہیں مع اس کے اولاد اور دیگر منتسبان خزان خان کے جہانگیر نگر بھیجا اور ولیفہ لایق گذران مقرر کر دیا کسی تکلیف کا روادار نہ تھا ہر ایک سے بکراعات پریش آیا کتنے بہن کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتوں کو دفتر دیوانی سے علیحدہ ماہ ماہ عطا فرماتا تھا اور شہامت جنگ کا نائب حسین قلی خان ببادراو اس کے طرف سراسے گئے کل چند ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو برادر زادہ مہابت جنگ کی بی بی کا تھا مقرر ہوئی۔۔۔ معین الدولہ سیف خان ببادریعہ جنگ برادر عمدۃ الملک جو حفر خان کے عمد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تھا چند روز تک مہابت جنگ کو باجی سمجھا اور اس کے تادیب کا شہر مکر تار بادی بن امید کہ بادشاہ کو حضور سے منور اس کی تادیب کو فوج مقرر ہوگی جب اس کا کچھ اثر نہ ملا تب تو نہایت نادم ہو کر بخلان اول کے اخبار اطاعت جاری کی مہابت جنگ بیاس خاطر عمدۃ الملک کے کچھ خبر ہوا۔

بیت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان ببادریعہ بیت جنگ پیر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چچو نادا تھا بعد فتح بنگالہ عظیم آباد کے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور غلٹ مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی مراتب اور نو بہت اور پانکی حاکم دار حضور سے طلب کر کے عنایت ہوئی اور بیت جنگ نے یہ بیت علی خان ببادر والد مورخ کو اس کے فوجداری پر گنات میں سے طلب فرما کر نہایت شفقت مبذول کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیگر فرمایا کہ چونکہ حق تعالیٰ نے یہ ملک و دولت تمہارے بانی کو یعنی اپنے ستین عطا فرمائی جا چکے باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات میں مصروف ہوں اسلئے طرح اور بھی چیکر کہ جو موجب از یاد رسم محبت ہوں فرما کر سمجھتا یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور اپنے نام فرما کر جو مہابت خان کا قدیم دیوان تھا اپنے سے لیکر اپنے سرکار کا دیوان مقرر کیا بیت جنگ

اگرچہ نوجوان تہا مگر خدایا جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سہی بوجہ
واقف تہا جب تسخیر مرشد آباد کو گیا تہا اسکے حسن سلوک اور احسانوں سے اکثر زمیندار صوبہ غلام آباد
کے مانند راجہ سندھ سنگھ برہمن زمیندار پرگنات مگہ اور زمینداران برگنہ ترمپت سہا جہان قوم
سے اور نو مسلم تہا او سوقت چارون بہائی نامدار خان و سردار خان و کامنگار خان و رستہ خان کی
رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے ہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہوئے بعد فتح و فخر کے جب واپس
آئے آسٹہ عا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو مانتی گھوڑے خلعت فاخرہ عطا فرما کر رخصت فرمایا اور
وہ لوگ اپنے وطن مالون میں پہونچکر سمیت جنگ کو ملازمین میں مقرر اور معتمد ہوئے درحقیقت جہالت جنگ
کے خاندانیوں میں جیسا کہ چاہیہ حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم فی
اسپنے زمانہ میں کیونکہ دیکھا سمیت جنگ کو والدہ مورخ سے سرشتہ تر مناع تہا بدین وجہ کہ جہادری
مورخ سے سمیت جنگ کو صوبہ سنی میں مبتدئا سے شفقت کبھی کبھی دودہ بلایا تہا پاس سرشتہ مذکورہ
محبت برادرانہ مورخ سے ایسے کرتا تہا کہ برادران حقیقی بھی اوس مرتبہ مکر ٹینگے اہنگ سمیت جنگ کمال
جاہ و جلال با اتفاق والد و عم و خال مورخ کو نہایت عدل و داد میں بسر کرتا تہا اگر ادنیٰ ادنیٰ اوسکے
بیتوں ہیتیوں کے صفات و حالات تحریر ہوں سرشتہ مورخ بھی جانتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے۔

صولت جنگ قیدہ ہونا باقر علیخان کا ہاتھ سہا اور جوابت جنگ کار ہا کرانا

جب نہایت جنگ بہادر مرشد آباد پہونچا اوسکا ہیتیہ صولت جنگ جو اور لیہ کا صوبہ دار تہا بل میں اگر
جاہا کہ تنخواہ سپاہ میں تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشد آباد سے ہمراہ آئے تھے
قبول نہیں کرتے تہا اور شہر کنگ وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اور لیہ کے رہنے والے تہا مکان کی نوکری بھجکر
اوسے مقدر میں راضی تھے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کو ملازم ہوئے اور رفقہ سے دیرینہ
بطور ہوں اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کنگ میں نے نوکری صولت جنگ کے مقیم
تہا اور باقر علیخان کی ختم محبت اپنے دل میں بوسے تہا شاہ بھی نام درویش جو صولت جنگ کا ساتھ
دہلی میں بلہم شہر پہونچا تہا سوقت میں دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بد سرشت تہا اور
صولت جنگ شروت جوالی میں سرگراں اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والوں کو ضرر پہونچا سہا حسین
و جمیل عورتوں کو ہر ایک گھر سے بولائے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا بہادر رو بہ بڑو تو پہونچا و موصول کیا
ایسے امور سے مردم شہر اسے مقدر ناراض و جان بلب ہوئے کہ صولت جنگ کے گھر میں موجود

خواہان ہو سے قدم رفیقوں سے تو کوئی نہ تھا مگر سید لعل علی اور گوجران مع انہی رفیقوں دو تین سو لاکھ
 ہمسایہ ہی میں تھا اور وہاں کہ جدید آدمی جو لوگ رہو تھے اکثر مرشد قلیان اور باقر قلیان اور ان کے ہمنشینوں اور مستحبین
 نوکروں سے تھیں ایساں تک نہ صولت جنگ نے مع عیال و اطفال کو تیرہ عیش عشرت میں بسر کی ناگاہ
 اٹھک شعبہ بازیرنگ سنانے سے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر قلیان نے ابھر سے مرشد قلیان کو یہ
 خولین کے کہ صوبہ اور یہ صولت جنگ سے چھین لی اور سر فراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیان زمانہ
 کارنگ دیکھ کر خاموش تھا باقر قلیان نے جب دیکھا کہ الناس میرا قبول نہیں ہوتا خود عازم ہوا بعض
 دشمنوں سے تو سل چاہا کہ شاید اونکی دشمن گیری سے کچھ دستبرد ہی ہو تیرہ کی کہ بعض فوجدار یونین
 جو صوبہ کنگ سے ملتی تھیں اگر مٹیا اور صولت جنگ اور اس کے رفقا کو کیفیت دریافت کی اور وہاں کے
 حکام اور زمیندار و ہاجنوں سے رابطہ برپا یا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتد رفیقوں میں بہت کم لوگ باقی
 کے ساتھ رہ گئے ہیں اور جو لوگ ہیں وہ اکثر پرانی نوکر مرشد قلیان اور اپنے اس کے رہے ہیں اون لوگوں
 سے خط خطا کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریریں لکھا جب معلوم
 ہوا کہ سید راہبر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سے موافق کر کے کہا کہ جو لوگ مانند گوجران وغیرہ
 کے تم سے موافق نہیں خانہ جنگی یا اور کسی ہانہ سے اونکو مار ڈالو تب آرزوی دلی میسر ہوگی یہ راہبر اونکو پسند
 ہوئی اکیڑو جمع عام بطور بلو اگر کہ آہستہ آہستہ برہ چا صولت جنگ نے گوجران کو واسطی بھانے
 آتش فساد کے پیغام دیا ہر چند خوب پیغام آئے مگر شہر والے تو بالکل صولت جنگ سے نسبت باقر قلیان
 اور محمد راہب سوار کے مخوف ہو گئے تھے کچھ سو و نہوا دوسرے روز عین بازار سے گوجران
 واسطی قدیم صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا غفلت میں آکر لوگوں کی کام تمام کر دیا اور
 پھر اس حرکت کی باقر قلیان کے آئینکا شہرہ قرب جوار میں بلند کر دیا ایک بلو اسے عام کی صورت ہو گئی
 اور بعد اشتغال اس آتش فساد کو سارا حال باقر قلیان کو پیغام دیکر پایا وہ واسطی دیکھا وہاں ہی تھا
 فوراً جا پہنچا اور شہر کنگ میں پہنچ کر جو اور لیکھا دارالکتابا شہر والوں اور دیگر مخلصان کو کہ دیکھا جس طرح
 سے بنے صولت جنگ کو قید کرین مردم شہر نے جو صولت جنگ کو نوکر اور باقر قلیان کو صولت جنگ
 صولت جنگ کو قدیم نوکروں کو جو اسکی حراست میں تھی پیغام دیا کہ اگر براہ الامعت دروازہ کھولو
 ہمارے جان مال کی سلامتی ہو ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سحر سے ہر چند صولت جنگ
 دلچسپی کی مگر پیر نہ ہوا کھیاں لیکر مفسدون کو حوالہ کیں اور خود بھی اونیں ملٹی باقر قلیان نے جو نہایت نزدیک
 تھا پہنچ کر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بھاسے اسکو مسند آرا ہوا خزانہ وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال مولت جنگ کی قلمہ باڑہ بہائی میں قید ہوئے اور مولت جنگ حضور میں مقید رہا۔
 مولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تھی اور مہابت جنگ نے
 شہر سے باہر جنبہ کیا تا قصد تک کہ حقیر صولت جنگ کی مدد کو باؤنگا ناگمان قید ہو جانے کی خبر آئی
 اور ہر کاروں سے بھی اسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی میں توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی
 حرکت بدون تحریک آصفیہ کے نہیں ہو سکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل ہی ہوگا لہذا شور ہو کر لگا
 صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تشویش کتنی تھی اور مہابت جنگ اپونکی رضامندی اپن مان کی
 برابر جانتا تھا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ منویہ باقر علیخان کو یا جائے
 اور اس کے عوض میں صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقر علیخان کو پیروی میں موجب
 سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تھا اور مصطفیٰ خان نے جو عہدہ سردار اور دولخواہ مہابت جنگ تھا
 اسے آٹا کی پسند کی اخلاص چند روز کے بعد سرانجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب لنگ آنا بہت جنگ کر رہائی کی واسطہ قبضہ باقر علیخان سے

چونکہ یہ خیال تھا کہ باقر علیخان کی شان و شوکت آصفیہ ہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے
 ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تھارے دوست و بہائی عزیز جو موجود ہوں ملازم کرنا چاہو اور جو لوگ
 کہ جذر دزہ راہ پر بھی ہوں طلب کر کے رفیق بناؤ اسطرح مصطفیٰ خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر
 کا حکم دیا اور شمشیر خان کو تباہر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیوا اسطرح اور عمر خان کو
 بیٹن ہزار کے لپے اور عطاء اللہ کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیک کو ہزار سوار اور جعفر خان
 کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان و جعفر نادر و لیان کو
 ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خلل کو دو سو سوار اور نادر علیخان داروغہ توپخانہ جنسی کو پانچ سو
 سوار کیوا اسطرح حکم دیا اور فوج راہ بخشی اور چندن ہیلیہ وغیرہ ہزار یوں کو مع پچاس ہزار پیادہ لنگشی
 ہیلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرس کیا
 کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہ دکھلاو گیا ورنہ خیر شہادت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تقریباً
 ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشد آباد میں چھوڑ کر ساعت سعید کو مع بیٹن ہزار سوار کے روانہ ہوا
 اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تھا مردم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو قرض اول
 صولت جنگ کے پاس پہنچا کر اسے ہا کر گیا لاکھ روپیہ انعام باؤنگا اور اگر صاحب سال ہوگا

اوس کے ہمراہ بیوی کو بھی دو ہا ہوا انعام ہو گا باقر علیخان کو مہابت جنگ اور فوج کشی کا آمد آمد سے نہایت
گہرا پایا جرت تھی کہ کیا کرے آخر کو دریا سے ماڈا کے کنارے سورج اور توجانہ لگا کر مس ہل ہونے کو
آبادہ مقابلہ دینا اور لشکر کے پیچ تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹھہرایا اور صولت جنگ کو ایک رتہ میں
جسکے خلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریوں سے جال بندی کر دی مس دو مغل تورانی کو ہٹا کر حکم دیا
کہ صولت مہابت جنگ کا آدمی نزدیک آوین تم پھر یوں مس اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار پیادہ
دیکھنی کو اوس کے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایاں ہو تم لوگ دوڑ کر ایک ایک نفر مس
رتہ پر مارنا اس کے بعد جسکا جو قابو چلے تمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچ کر بندش مہو حال
دوستقدی توجانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ میں قید رکھنے کا حال سنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ
بجود شروع جنگ جب فوج دشمن میں گہرا ہٹ دیکھنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پہونچ کر صولت جنگ
کی رہائی میں سامنی ہونا اور آدھی رات کو روانہ ہو کر قریب صبح دریا سے ماندہ پر پہونچ کر باقر علیخان
کا بجود سمایہ فوج کے لازم پکار ہوے جب ادھر سے دو تین ہاں اور توپ سر ہو میں اود ہنگامہ
پڑی مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کر کے دریا سے گزر باقر علیخان کے لشکر پر چڑھ گئے بجود پہونچ کر
اس فوج کو باقر علیخان نے ہانگے کا ارادہ کیا مسطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی
پر مقرر تھے بنگاہ پر نیز قہم ہوئے اور باقر علی کے لشکر سے آدھ گھڑی میں کہ نشان نہا محمد امین خان
برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بیٹا تھا مس امداد خان اور دلیر خان دونوں کو
عمر خان وغیرہ ہمراہ بیان کو جو دس نفر سے زیادہ تھے سب سے اول بنگاہ میں پہونچ کر صولت جنگ
کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان عمامہ کاؤ خانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہو کر بتلادیا کہ اوس رتہ
میں نواب کو قید کے لیے جاتی ہیں انہوں نے اوسیطر سے رجوع کیا مرہٹوں نے مہابت جنگ کو
قریب دیکھ کر رتہ پر نیزہ لگا کر راہ پکڑی اسکے زخم ننان بستہ مغل دو مغل کے جو صولت جنگ کو
قتل پر مامور تھے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نقش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت
زخم کو اوشمالی قضا را خواستہ جناب یار تھا ماصولت جنگ دونوں کے بچی ہو گیا اور اوان کے
جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بھی کسی قدر جراحت پہونچی اسی عمر میں سواران
مذکور رتہ کے پاس آ پہونچے اور یردہ ہٹا ڈالا صولت جنگ نے جب امداد خان اور محمد امین خان
وغیرہ کو پہنچا نا ثنا و صفت کی محمد امین خان نے ٹھوڑے مس اور ترا اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار
ہو مصل مجروح رتہ سے جست کر کے نہایت جستی و چالاکی اوس گھوڑے پر سوار ہو کر ہٹا گا اور اپنے

لشکر میں جا ملا دیکھنے والوں کو حیرت ہوئی اور اس جا کی پراسکی تحسین کی بالآخر دلیر خان نے اپنے
گھوڑے پر سوار کر دیا فوج صابت جنگ کی متواتر آرہی تھی تھوری دیر میں میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
کے فیصل سوار آپہنچے محمد امین اور دلیر خان نے آگے بڑھ کر مقدمہ صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بھڑپچا سننے کے اپنے ہاتھی پر سوار کرالیا اور فوجا صافی میں جا بیٹھا وادری قدرت یا تو کچے دیر
میں جان کی خیر و دشوار تھی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ فدیہ سو گوانے لگی ہو جب اس حکم جلیل خداوند
قدرت کے اللہ شہنشاہ ممالک پر دیا ہے ملک جسکو چاہو اور چین لے ملک جس سے چاہتے ہو تو قدرت دو
جسکو چاہو ذلیل و خوار کرے جسکو چاہو اسکی قدرت اور قبضہ اقتدار میں ہر چیز ہو اور وہی کل چیزوں
پر قادر اور توانا ہو غور کرو اسے صاحبان بنیائی و دانائی تجربوں نے یہ خبر صابت جنگ کو پہنچائی اور
متعلقہ صولت جنگ بھی پہنچا چکا کی ملافت سے سزاوارت ہو امابت جنگ نے آغوش پدری میں لیکر زادہ
حد سے سرور و خوشحالی ہوا اور صولت جنگ کا حامی اور تبدیل پوشاک کرائی سو بیچ بیچنے لگی مروا یہ
کے مال وغیرہ سے زیب تن بڑھا کر مسند آکر کیا سرداران فوج کو نذر دینی کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سارے پیہر تحقیق اور صدقہ و خیرات نذر نثار میں صرف ہوا اور اس وقت تک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بھائی روانہ ہوئی جو لوگ باقر علیخان کو طرف
سے محافظت و امن میں سے جنہوں نے خدمت کی تھی باسید غنایت کفایت برقرار رہی اور ایذا رسالوں
نے خطر تشدید راہ فراری مردم متعین نے اہل و عیال مقیدہ صولت جنگ کو لشکر میں پہنچایا
صولت جنگ اور حرم سر اسے کے واسطے جو نیچے نصب کیے گئے تو لیجا کر اوتار ماجرت کشیدہ باہم
وصل صابت جنگ کو ہوئے بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرورتاً مانند
ہاتھی گھوڑے اور پوشاک مانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کا اپنے پاس سے دیکر روانہ شد آگے
فرمایا تاکہ منزل مقصود پہنچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوصاً اپنی نیم جان منظر مان
کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج صابت جنگ کو اسکو
ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوئی اور صابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اور پانچ چھ ہزار سوار کو
جریدہ رہ کر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کر کے وہاں پر معین فرمایا بعد چند روز کو آشنا سے راہ سے حسب التماس مصطفیٰ خان کو شیخ محمد معصوم
بانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تھوری میں موصوف و مشہور تھا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانح کے ہمراہ رکنا بعدہ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی پیش کردہ کو

صوبہ اور سید کو نیابت کی خلعت دیکر مع کس قدر سوار و پیادہ کے رخصت کیا شیخ معصوم ملک کو چلا اور رعایت جنگ شکار کیلئے ہوئے پانچ چھ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہمیت جنگ کا ارادہ ہونا بھوجپور یوگی کسرا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اور سید غیرہ میں اور بھونچا بھاسکر نہت کامنچ چالیس ہزار سوار دکنی مرسلہ گھوجی بھوسلہ راجہ ناگیو رکھان کو رعایت جنگ

کے سر نیز اور اسکے تدارک کا بیان

انہیں دنوں میں جب مولت جنگ اسیر بچہ تقدیر ہو کر رعایت جنگ کے ذریعہ سے رہا ہوا تھا اہل دہلی ہمارے ہمیت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہ ارادہ ہوا کہ ملک بھوجپور فتح کرے اور راجہ ہورل سنگ اور بابو اور دت سنگ قوم اور جین زمینداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تھے سزا دی اور پٹنہ میں اس جو دیوان صوبہ دار قدیمی معتمدنا مورخ کو والد سید ہدایت علی خان ہار دسی جو بسبب قرب و منزلت کہ بیچ خدمت ہمیت جنگ کے علاوہ قرابت بہمنیچا کر مرجع تمام زمینداران صوبہ دروہا اور کل فوج کے بخشی تھے اکثر لوگوں نے جحد کیا اور ہمیت جنگ کو دلیں یہ بات ڈالی کہ ہدایت علی خان ہمہ وجہ حضور عالی میں نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کمناؤں کا زمینداران حضور امیرن خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فانی ہیں اور انکی فوج ہوتی ہیں میں جسوقت کہ حضور نے بھوجپور لوگوں کے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہوری اور مایوسی کو البتہ میر ہدایت علی خان سے رجوع کر گئے اور میر صاحب ضرور اس کے پاس خاطر خواہان خفا اسکی ہونگی اور حضور کو معاف فرمائے میں صرف کثیر کا نقصان عاید ہو گا پس بہتر ہے کہ میر ہدایت علی خان کو مقہوری سے بہ لطائف الیل دور کر دیجو ہمیت جنگ نے اسکا التماس کرنا موجب ہبہودی سے تھا والد مورخ کو پرگنہ سنوٹ وغیرہ تعلقہ گھم کی فوج داری دیکر وہاں کو زمینداروں کو معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا کہ راجہ سند رنگہ کے عہدہ اور اسکا ملک کو ہستان سے ملا ہوا ہے بغیر تھار سے وہاں نجانے کیا ہمارا اہلیان دلی میں ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہاں پر ہوتا کہ ہم بدیع تمام سرکار رتھاس اور شاہ آباد کا انتظام کریں اور اپنے بھائی خندسی شارخان کو اپنی اس عہدہ بخشی گری پر مقرر کر کے ہمراہ میر کو دو والد مورخ نے موجب امر خندسی اپنے آقا کا سہم کا نامور پروانہ ہونا مناسبتجا اور اپنی بھائی خندسی شارخان مرحوم کو ہمیت جنگ کے ہمراہ چھوڑا ہمیت جنگ جس ساز و سامان سے کہ چاہتا تھا شاہ آباد بھوجپور یوگی استیصال میں سعی ہوا ان لوگوں کی دست تقدیر سے مسافروں کی راہ بند تھی اس سے زیادہ کیا اور

اور تحریر کہ بین اٹھارہ بیس ہزار بیس جنگ و یورش کے زمینداران مذکور کو کمال دیا اور قلعہ مذکور
 حص و فاشاک سے شہر کو صاف کر دیا اس عرصہ میں روشن خان تیس فی فریقہ فاعضہ سو کہ جو قلعہ
 اور الد آبا میں مدتوں سے صاحب نام و نشان تھا اور حکمران شاہ آباد کی حکومت کرتا تھا اور وہاں
 زمینداران متحدہ سے کہ یہ قدر اتحاد کرتا تھا اس وقت میں کہ ہیبت جنگ نے وہاں کو زمینداران
 کو خراب و برباد ہی سے خارج کر دیا اس شخص نے بہتر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سے مکر حضور عباس
 میں عرض کیا کہ اونہیں ملکہ شمول عنایت کرنا چاہیو یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے
 روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسہ دگی ہوئی تھی اور وہ خود پسند اس قدر
 مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات نا ملایم بھی ہیبت جنگ کو بوزبان پر لایا الیکر ورجیتی وچالکی کر کہنے
 لگا کہ ابھی آپ صاحب زادے ہیں دنیا کو رنگ و وضع سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجئے ورنہ
 اسکا انجام کار اچھا نہیں ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت سخت معلوم ہوا اس کے قتل کا قصد کیا اور
 میر قدرت اللہ پیر شاہ شکر اللہ قادری کو جلیہ جامعہ داروں سے صاحب چراستہا و حسن بگیاں قلعہ دار
 مونگیر کو اس بدستور کے قتل پر مامور فرمایا الیکر و زر روشن خان بدستور معہود دربار عام کے
 خیمہ میں عصر کو وقت ہیبت جنگ کو سلام کو آکر بیٹھا اور دونوں جوان مذکور نے آکر کام تمام کیا روشن خان
 کہ صاحب فریبی قوی بنے تھا کچھ ماتہ پیر نہ ہلا سکا بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا اس حرب و سفر میں مورخ کے چچا
 مددی شاران نے کہ معفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار اور جوان سپیدہ ہوشیار
 اچھی اچھی خدمت اور جرات ظاہر کیں جسکے ثمرہ میں ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئی اور ہیبت جنگ نے
 بعد اتر مناسے والد مورخ کے کجی گری کی خدمت اصالہ مورخ کو چچا کو مع خلعت و فیل اسپیہ
 و شمشیر و دیگر عطایا کے محرمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطر کی کائنات ساعی رہا
 اور اپنے کل رفیقوں پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ
 ارحام اور احسان والیتام و یاس آزمائشی و داد گری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری میں متفین
 تھا اللہ اعظم و ارحمہ والد مورخ نے حسب الامر کار مامور پر افراش نام و نشان کیوا سطرہ ایمنہ
 اور راجہ جیاسن رائے زمیندار ملا نوان اور نیز دیگر زمینداران سرس کٹہ اور جہرگانوان وغیرہ کے
 اتفاق سے تسخیر نام آئے اور وہاں کی زمیندار کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عہ زمینداران کو ہستان سے تا
 اور بہت کم حکام و اقربا نے تسلط پایا تا نہضت کر کے اور قلعہ چڑھ کر کہہ کوہ اور ام گدہ کی
 راہ میں واقع ہو محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آکر کوہلا خبرداران متحدہ نے اگلی دی کر گوجی پہلو

پنڈت نے اپنے پردہ بان سے جاسکر نام کو تاج چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہے غرض
 فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جا چکی والد مورخ نے یہ خبر بہت جنگ کو لکھی بہت جنگ نے وہ
 عرضی مجسمہ محابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بہجی محابت جنگ نے بیہودہ سمجھا اور کچھ باور
 لکھا اور جواب میں لکھا کہ تم مدبلیجی تمام اپنا کام کرو جو وقت مرہٹہ ادھر آوے گا تنہا اور تدارک جیسا کہ
 چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جہاب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اس وقت کے فوج ہمراہ منتی کہ مرہٹہ
 کا سدا رہا ہو سکتی اصلاح رفقا و خیر طلبان سے کوہستان کے نیچے آکر جہاں سے مناسب دیکھ کر مقیم ہو
 اور چند روز کے بعد مرہٹہ غلوریز پچھتہ اور مورخ کے طرف اگر میدانی پور کے موضع میں ظاہر
 ہوئے محابت جنگ جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے پانچ چھ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشد آباد کو آیا نزدیک
 میدانی پور کے جب آپسے کسی عامل متبادل و رود مرہٹہ کی خبر جاسنائی او سو وقت محابت جنگ نماز ظہر میں تشریف
 لے کر اتر آیا اور عرض کیا کہ ہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آیا ہے یقین ہے کہ کل یا برسوں
 صبح ہوتے اسکا لشکر ظاہر ہو جو کہ حضور کا کمک خوار ہوں اطلاع کرنا مناسب سمجھا اب حضور کو
 اختیار ہے جیسا چاہیں بندوبست کریں محابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تھی بلاتل
 جواب دیا کہ ان کافروں کو کس مقام پر مارا جائے جس شخص نے کہ یہ خبر محابت جنگ کو پہونچی تھی
 مورخ کے روبرو قسم یاد کر کے کہتا تھا کہ کیسے ملے تشویش محابت جنگ کے چہرہ پر اصلاً ظاہر نہ تھی
 میں نہایت تعجب سے غور و استقلا اور دلیری کا کرتا ہوں۔

پہونچنا مہنوں کا محابت جنگ کو سپہ راہ اسکی آفرینش کا حال

مفصل اس کیفیت کا حال یہ ہے کہ رگوجی ہوسلہ نبی عم راجہ ساہو کا تاجو کہ صوبہ برار کے عمدہ مہنوں
 میں تھا اسکا دار الملک ناگپور کلالہ ہی بنا برضعف ارکان سلطنت یا آصفیہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا
 حازم ہوا ورنہ چوتہ دیش کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تھا ہاسکر پنڈت اپنے مدارالہام کو
 پچیس ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تھی روانہ کیا اور ادھر سے بموجب تحریر بالا
 کے کوچہ درہا سے دشوار گذار کے غبور سے انسا دنگیا گیا ہاسکر مذکور نے کنگ و کپارون سے راہ
 بنائی جب درہ پچھتہ سے جو آٹھ منزل دکن مرشد آباد سے واقع ہے متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل چمکڑہ میں
 محابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل میں پہونچا غبور مرہٹہ کی خبر درہ پچھتہ سے قریب سرحد ہوا
 کے ملی اس سبب سے کہ کچھ تو برطرفی کا حکم دیا تھا اور اکثر طارم بخیال نہونے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشد آباد گئے تو زیادہ مین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برف انداز
 سے ہمراہ تھا نصیب بردوان جو کثرت غلہ اور سموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکھتا ہے اپنا
 مسکن قرار دیا کہ میان ٹھکر ملا غم مین سابعی ہوا اس ارادہ کے ساتھی دوسرے روز کوچ کر کے
 بردوان کے اوسے موضع مین قیم ہوا اور مرہٹہ نے بھی جلد ہو چکے بعض آبادی مین آگ لگا دی اور
 بعض محفوظ رہی اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیاں ہو کر آئے خون کو لوٹ آئے تو اسی مین جہاں جگہ
 فی شجاعت اور اسکے لشکریوں کی تہور و جلالت دیکھ کر ہنسنا سکھنے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچھ
 ملجا وے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے محابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سخت کیچکر
 اس جگہ آئے ہیں اگر دس لاکھ روپیہ برس مینیاخت عطا فرمایا جاوے اسی واپس ہو تو ہین کہنا
 اسکا نواب نے بمقتضائے غیرت اور مصطفیٰ خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہاں جنگ و جدال رہتا تھا
 سراسر نا منظور فرمایا اور جواب صاف کھلایا کہ ہکو نہیں منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین
 گزرے محابت جنگ نے غم کیا کہ زوائد سامان مانڈر تہ اور ارابہ اور بار بار دھاری اور باروت
 وغیرہ لشکر مین چھوڑ کر جریدہ مرہٹوں پر ترک تار کری اس خیال سے اول صبح کو سوار ہو کر تانکیدی کی کریم
 بنگالہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دونین ساری تملی اختیار داخل فوج ہوئی
 جب کہ قدر راہ طمی ہوئی اور جیمہ گاہ دور چھوٹا فوج مرہٹہ نے چاروں طرف سے گمیر کر حملہ کیا طرفین
 سے کشاکش ہوئے لگی چٹا پنجہ صاحب خان جو کہ بڑا لڑاکا عمر خان اور مرد جوان صاحب نام و نشان و
 آبرو سے خاندان تہا میدان رزم مین خوف نشان ہو کر مردمی دکھائی آخر کار جان نثار ہوا اسی وقتہ سے
 قطع مسافت بنگالہ مرہٹہ سے ہوئی تا آنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفیٰ خان اور سرداران
 اور رزم خان سے جو پشت پناہ محابت جنگ کو تے جیسا کہ چاہیے کچھ جانفشانی نہ کر سکے جب تو محابت جنگ
 ستیہ اور خیردار ہو کہ سرداران ہمارا ہی مجھی سرگراں ہین اور ارادہ دیگر کرتے ہین چونکہ پناہ لشکر گاہ تو
 دور رہا تھا اور دہر مرہٹوں کا بھی قیم دور تھا دیکھا کہ نہ تو لوٹ جانی کی طاقت ہی نہ آگے بڑھنے کی مجال
 ناچار جس جگہ کہ پہنچے تو اور حسب اتفاق وہ جگہ نہایت ناپاک کیچر دلہل ہو رہی تھی افاقا مستکی چارہ
 نڈکیا جابر پانچ بالکی اور خیمہ مختصر ہو گیا محابت جنگ کیوا سطر اور کچھ نہ رہا تا اوس جیمہ کولہندی پر بردوان
 کے پانچ چہ کوس پر نصب کیا اوس سیر تمام لشکر کا مال و اسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچھے
 رہ گئی تھی اوین سے بھی اکثر مرجوح و مقتول ہوئی اور بعض صحیح و سالم نے اپنی راہ لی اور محابت جنگ
 کی ہمراہی فوج پہلوت مجموعی مرہٹوں کی محصور ہوئی شام تک وارد دشمنوں کے روکتے رہے جب

رات ہوئی اوسے جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا ہوا۔ مصطفیٰ خان اور شہنشاہ خان اور سردار خان وغیرہ اکثر افواج چند و چون سے دل آزر دہ کھاسی وجہ سے لڑائی میں سے کھول کر نہ لڑے ساری وجوہات سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب لڑائی میں مہابت جنگ فوج کو کرکٹا کرتا تھا بعد الغضالہ و طلائف کو بے طرف کر دیتا اور یہ امر موجب نا اطمینانی سپاہ کا تھا اسی لڑائی میں جو مولت جنگ کی رہائی کیوہا پہلو روانہ نہیں ہوئے مصطفیٰ خان نے عرض کیا کہ مکرر دلاسا دیکر فوج کو کرکٹا ہوتی ہے اور یہ بے طرفت فرمائی جاتی ہے اس مرتبہ امیدوار ہوں کہ برخلاف عمدہ و پیمان کو تعمیل فرمائی جاوے مہابت جنگ کی تسلی سپاہ اور مصطفیٰ خان کی خاطر دار ہے کہ فوج مایا کہ اس مرتبہ ایسا نہ ہوگا اور بعد ملاقی مولت جنگ اور نظریہ با قوت علیہ کے بدستور بے طرفی کر دی اور یہی امر موجب دل شکنی سپاہ خصوصاً مصطفیٰ خان کا ہوا الحی کہ یہ مہابت مذموم خصوصاً سردار اور حاکموں کو عمدہ و قرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا۔ دوسرے وجہ یہ کہ اس زمانہ میں ہمیت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چھوٹا بھتیجا اور داماد تھا جنگ بھوجو بیڑ روشن خان افغان کو جو سہ کار شاہ آباد کا فوجدار اور بھوجو بیڑوں پر حاکم تھا داسے تفسیر پر مہر وادالا یہ امر بھی باعث آزر دگی فرقہ افغان بلکہ گل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بد و نزولن سے تیسرے وجہ یہ کہ راجہ مورہ پنچ نے جب کہ مہابت جنگ کا لشکر مولت جنگ کی رہائی کو لنگ و طرف آیا اور یہ راجہ باقر علیخان کا طرفدار تھا اور اسی سبب سے مہابت جنگ کی اسکی بھی گونشالی کی راہ بند کر نے مصطفیٰ خان کے توسل سے براہ و چاؤ بھیکڑ من کیا مگر مہابت جنگ کی مصطفیٰ خان کی سختی اور نینسی برابر کی چونکہ چاہتا تھا کہ مصطفیٰ خان دل سے اسکا طرفدار ہے میر محمد جعفر خان سے کہتا تھا کہ جب راجہ بد دولت پر آوے قبل ازان کہ افشا سے راز نہ ہو کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ بد دولت خواست اجازت احضار پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر شکر مع ہمارا ہیون کے مسلح ہوا اپنی اور بھوجو بیڑوں کے جعفر خان کے آدمیوں نے اسکا کام تمام کیا اور اسنے ہمارا ہیون کو بھی جیسے جہاں پایا نکالنے لگایا۔ انہیں عداوتوں اور رنجشوں سے اسوقتیں فوج نے برخلاف فی مہابت جنگ سپاہ کو اطراف خصوصاً مصطفیٰ خان کی سرکار میں جو کہ بڑے رفیقوں میں تھا بھوجو کوئی تدبیر خیال میں نہیں آتی تھی خبر سے نے اوس میدان میں مہابت جنگ کو مع ہمارا ہیون آدمیوں کو محصور کر دیا تھا اور اطراف میں اپنے سرداران لشکر کو محافظ کر دیا تاکہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے بھوجو بیڑ میں انسداد کرین مہابت جنگ نے دفع الوقتی کے واسطے مرتبہ سے سوال جواب صلح کے پیش کو میر خیر اللہ کو جو بخشی راجہ بد دولت کا تھا اور دکن کا رہنے والا برسم رسالت پنڈت ہاسکر کی پاس بھیجا پنڈت مذکور سے ہمشاہدہ حال موقعہ کو

جواب دیا کہ الحال تیار ہی فوج میں تاب مقادست نہیں رہی اور تاحی لشکر محصور ہے پس مصالحت کیا ضرورت ہے لیکن چون کہ تم امر اسے ہند میں شمار کیے جاؤ ہو لہذا اگر اس مسئلہ سے نجات ملو
 ہے ایک کڑور روپیہ نقد اور کل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجی اور مرشد آباد کی راہ لیجی اس صورت میں
 ابدیہ ہمارے جانب ہی فراغت نہوگی اور جاگلی رام جو کہ دیوان تین و صاحب چار سرشتہ سپاہ و دو تھوڑے قیدی تباہ شدہ
 دیوڑہ اور پلوئی کر نے سہرازان معتمد کہ اور باقی سچا نہیں ہزار سوار کہ کاب میں نہیں بھی اکثر خوف و ہراس
 سے غنیمت میں ملانے کی آرزو کرتے ہیں عرض پیرا ہوا کہ دشمنوں کا علیہ نہایت درجہ ہے اور جو سیدر
 فوج رکاب دولت میں ہے اس حال کے دریافت سے مخالفت کے طر فزار بہین پس ایسی صورت میں
 صلاح ہے کہ التماس بنا سکر کا قبول ہو یا تمہوں کی بنگالہ میں کچھ قدر نہیں اس سے عہد فیل خانہ میں
 موجود ہیں اور چالیس لاکھ روپیہ خزانہ میں ہے باقی ساٹھ لاکھ جس طرح سے ہو گا بندہ فراہم کر کے
 ہو جائے گا یہ مہابت جنگ نے بمقتضای عزت شجاعت کے نامعلوم فرما کر فرمایا کہ تازنگی اسطرح علی
 امانت سے راضی نہیں ہوں انشاء اللہ مخالف معزور کو سزا دیتا ہوں خفت میں روپیہ دینے سے
 کیا فائدہ انشاء اللہ بعد فتح و ظفر جانشیروں کو معاو عند میں عطا فرمایا جاوے گا جو لوگ اس موکر میں سماعی
 ہوں دس لاکھ روپیہ انعام پاویں گے ہر صورت دن تمام ہوا شام ناگامی نے سیاہی کی رات
 ٹی سیاہی میں اکثر سیخبت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالائیکہ کر کے سرہٹوں میں جا ملے
 غیر ہمارے داران مشہور اور غریزوں وغیرہ وندبا اور چند رفیق کی کوئی نہ رہا جب میر خیر اللہ مذکور کے
 مکر آمدورفت ہوئی اور لوگ بھی اپنی فکر میں ہوئے میر حبیب الدبھی مع بعض روسا مسرتہ کہ جو کچھ
 مہابت جنگ سے ناراض تھا ملکر ارادہ کر لیا کہ تمام سرہٹوں کی شام کی وقت نشان دہرم دہار محصوروں
 کے مقابلہ میں نصب کر کے منادی کی کہ جو کوئی اسلحہ خچر آئیگا سلامت جان پاوے گا نامردوں نے
 حیلہ اور بانہ سے اس کے زیر سایہ جا کر تپا لے لی اور سرہٹوں نے اونکو غارت کر دیا اور اس حرکت سے
 وہ راہ بھی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سے لاچار ہو کر جانڈھی پر آمادہ ہوا ایکرات کو تنہا بے
 خدمتگار اور شہیلی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوئے مصطفیٰ خان کی خدمت میں آیا اور کہا مجھے تم سے کچھ
 کہنا ہے مصطفیٰ خان اس وضع میں دیکھ کر نہایت حیران ہو کر اوٹھ کر ہوا بچا کر دوسرے خیمہ میں بٹھلایا اور
 کہا جو ارشاد ہو بجالاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں مجھ اب
 اس وقت جنگ میں جان بھی پیاری نہیں ہے اگر تو کسی امر سے جو درحقیقت ملے کیا ہو اور تم کو
 میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہے شوق سے سر جہاں کیجے اور اگر کچھ میرے

حقوق کا پاس ہو تو سنے سر جو سر خاں بلایا بی میں جان فشان کی کیم تاکہ بدلمبی تمام مرہٹوں کو تدارک میں نہ رہا
ہوں مصطفیٰ خان نے جواب دیا کہ میں اسکا جواب تنہا نہیں دی سکتا ہوں اور یہی میرے فرقہ کو
لوگ آویں تو جواب دون آخر مہابت تنگ نے اسکا ایسا بموجب جواب دیا کہ کیا مذاق ہے مصطفیٰ خان
نے کسی کو بھیج کر شیر خان، دوسرے دارخان وغیرہ جامعہ داران افغان کو بلایا سب بموجب التماس کے حاضر ہوئے
مصطفیٰ خان نے مہابت جنگ کے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر چونچے رہے مصطفیٰ خان نے کہا ہائیو
جو منظور ہو جواب دو غم شیر خان وغیرہ نے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار
ہمارے جان و دل کو منظور ہے مصطفیٰ خان نے کہا یارو! سوقت تک جو کہ ارادہ تھا مگر اب قدم
ولی نعمت پر جان نثار سی کا غم ہوا اور جب تک اپنی جان میں ان پر مہابت جنگ اور اسکے آل و اولاد کے
جنت و تبر و پشاور ہوں مشہور ہے کہ چالیس نفر سے ملک فتح ہو جاتا ہے ہر لوگ تو تین ہزار سے زیادہ
ہونے پر یہ کیا نہ مردی اور بزدلی ہے یوں آہی دشمنوں سے لڑائی کر کے افتادہ نفع لے غالب آئیے اور
تم سبھی مناسب ہو کر اس کلام کو سنو ہر ایک نے مصطفیٰ خان کی سپردی کا مہابت جنگ اس عہد و بیان سے
خوش ہو کر خیمہ گاہ کو واپس آیا باطلینان تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق میں دیوان
خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب مہابت جنگ کا تھا اس کے مکان پر پہنچا کہ اب غائبانہ و سلی کیفیت
دریافت کرے غلام علی خان مصطفیٰ خان کو گھر آیا اور دہر او دہر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان شیر خان
کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کو نشان کہ مرہٹہ سے چاہیے تھی آج آئیو لے ہیں اس بارہ
میں آپ کی کیا مرضی ہے مصطفیٰ خان نے گفتگو سے شب کا اعادہ فرما کر کہا کہ جو کوئی پٹھان کی نسبت
ہوگا اوسے قرار بر قائم رہیگا غلام علی خان یہ کلمات سنکر اونٹنا اور بے کم و کاست مہابت جنگ سے
بیان کرے۔ مہابت جنگ نے اس جواب کو سنکر غم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ مرشد آباد میں
اسباب درست کیے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پہر شام ہوئی مرہٹوں نے وہ توپ کے جو اول لوٹ
میں لینگے تھو کسی درخت پر نصب کر کے گولہ برسائے اور بان کو سن سن بر بالی اس آتش بازی
سے بڑی سوزش ہوئی حتیٰ کہ دیوان مانچند جو راجہ بر دو ان کا دیوان تھا قریب صبح اپنی گھر کو فرار
ہو گیا اس درمیان میں مرہٹہ نے چاروں طرف میں شور و شش کی مہابت جنگ ہاتھی پر سوار ہو کر متوجہ
انڈا وغینہ ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چڑھ آئے تھے ترتیب فوج کی حرکت نہ ملی اور مرہٹہ آہر سے میرے عیب
محمدؑ سوار سی میں دیر کی دو تین زخم مار کر مرہٹہ کے ہاتھ میں قید ہوا اوس روز خیر علی خان
داروغہ تو پٹھان دوستی نے خوب شہادت اور جو اندر دی دکھائی مرہٹوں کو خاک میں ملا یا اور مصطفیٰ خان

و میر جعفر خان و شمشیر خان و سردار خان و رحم خان و عمر خان وغیرہ انہی نہایت ہی کموں اکثر شہر نہائی کی
 جمعیت مرہٹہ کی پریشان کردی و سادہ مرہٹہ نے پنجابوں کو دست فرسٹ اور نیز انہی مقتول
 و مجروح کی کثرت دیکھ کر یورپیش کی موقوف کیا اور اپنے متین جمع کر کے سابقہ کی طرف رجوع ہوئی اور
 نہایت جنگ کی برہم خورہ فوج جمع ہو کر کٹوہ کی طرف روان ہوئی اور زونیک اسباب بیچ رہا تھوہ بھی
 مرہٹوں کے ہاتھ لگا کر زوالہ کو کیسا مالکالات اور ملکوسات اور مرکوبات کی بھی نہاد و دین ہزار آدمی سپاہ
 اور فوجی اور چند فیل سوار اور پانچ چھ ہزار سیلہ برن انداز زیادہ جنگ کمان زراہ طو کرتے تو مرہٹہ کی فوج
 چاروں طرف ہو کوشش کمان تھی اور نہایت جنگ نے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کمان ادھر سے بھی
 شہا خان رستم دل دفعہ غنیمت میں دیدھنا دکھلاتے تو نہایت استقلال سے چلے جاتی تھو جب شام ہوئی
 کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتے اور کنگ کو راہ میں جو جگہ نہایت کی راہی اور وہیں پر
 ہنود کا پٹرا ہوا کرتا ہی یہ لوگ بھی اقامت کرنے آسمان کا سایا بان اور فرشتے غیر ان کے سوا کیسے نہ تھا
 مرہٹہ روزمرہ دیات گرد و نواح کو لوٹتے اور دس دس کوس تک چاروں طرف سے آگ لگا کر خاک کر دیتے
 اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نہ کرتے تھے اس سبب سے نہایت جنگ کی لشکر میں براہ رج واقع تھا
 امید زندگی اور فوج کی نہ رہی تھی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب و طاقت زائل ہوئی اور درزات میں
 ایک وقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سدر حق نصیب ہوتی تھی اور سب آدمی
 درخت مار کر بیٹ بھرے تھے جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پیر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سے ظاہر
 ہوا کہ تین روز میں جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تھی ایک روز میں باؤہر کوچی میسرانی جھین سات آدمی
 شریک تھے اور دوسرے روز سات عدد لشکر پارہ میں تین آدمی سیر ہوتے اور تیسرے روز آدھ سیر گشت
 گاؤں ملا جسکے کمان میں چند آدمی شریک تھے اور اس سفر میں جیسا کہ ہردوان سے مرشد آباد آتے تو مرہٹہ
 کی فوج نے بسبب نہایت توپ و ریمبل کے نہایت جنگ کی فوج میں قریب فاصلہ سے کہ گولی نہیں پہنچتی تھی
 احاطہ کر کے اور ترانہ شروع کیا۔ ایک روز عطفی خان نے مرہٹہ کو اپنے قریب لشکر کو اوترا ہوا دیکھ کر نہایت غیظ
 و غضب سے ہمارا ہون کو ڈاناکہ پھانی ہو چکی تھی اس ترک من ساز کر کے تمام شہنشاہ افسوس کہ ہو کھ و
 پیاس کی صدمہ میں جان دے رہے ہو اور یہ نہیں ہوتا کہ بہت مجموعی زندگی سے باندہ اوٹا کر ان کا فوڈ
 دل توڑ دوا دے کہ ہم اسی جو کہ اکثر شہان اور شجاع تھے اس کلام سے متغیر ہو کر بولے کہ جو ملک ہو اور جس امر
 میں آپ اقدام کریں ہم بھی شریک ہیں عطفی خان نے ہم اسیوں کا حزم جازم دیکھ کر سیر اور شمشیر و نہائی
 اور آہستہ آہستہ بطور تماشا یون کے روشن کرنے لگا۔ مرہٹہ تو نہایت جنگ کی فوج سے

ایسی شہادت کا گمان نہ کرتے تھے بلکہ تمام میں نے سلاح و فزلباش مشغول اور آرام میں مصروف تھے
جب مصطفیٰ خان مع ہمراہیوں کو نزدیکی پہنچا لیکر اگلی شمشیر عریان کر کے جا بڑا اکثر دن کے خون کی
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کسان اپنا چھوڑ کر روسیہ فرار ہو کر جرمیان مصطفیٰ خان نے غلبہ
مبارک سمجھا غنیمت کے مالکات سے جس قدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوشمالائے اور دیگر سپاہ ذیچی بہت
پاکر متناہوسکا اوشمالائے بارہ دین روز کے کما فی پینے سے بعضوں کو پھر طاقت آگئی اب مرہٹہ نے
مصطفیٰ خان کی دست فریب دیکھ کر و جہ ترو ترونا اختیار کیا مہابت جنگ اوسکی حالتیں ہمیشہ کوچ کرتا تھا تا
کشور میں پہنچے کسی منزل میں دست بسج کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پیوار ہو کر لشکر بدین نہ جا سکا تا
فوج پر جانورے جو جہان تھا و ستہ دین پر گہر لیا ہر ایک نہایت مضطرب اور لاعلاج ہوا یہ بات
بہتھی کہ ایک دوسرے کی مدد کرے یا کہ نہایت جنگ کے حافظہ ہوں داد حافظہ ضیق کی صیانت
دیکھو کہ مہابت جنگ کے ہاتھی کو برابر بدین نشان والا ہاتھی تھا اور ان دونوں کو سونڈوں میں زنجیر
تھیں ہاتھیوں نے اونہیں زنجیروں سے سوار ان مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جس پر اوسے خاک میں
ماد دیتے تھے اس جنگ آسمانی کو ظاہر ہوئے سے مڑھٹوں کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خانہ بدو سرد باہاگو
اور اسکے سربراہ ہونڈت کے سیدر دست حاصل ہوئی اور ملازمین دوزکر ہاتھی کو پاس آہو پچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران نہایت جنگ کو گہر سے ہوئے سے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہ تھوڑا بڑا خون
اور مار بٹھایا اور فضل خدا سے ایسی ہیبت فوج ہو گئی اور عبادت معمود کوچ کی ٹھری خلاصہ کہ
نہایت سختی سے قطع منازل ہوتی تھی ہر قدم پر خون دشمن رو بہ و تھوڑا گتائید غلبی مدد پہنچا تا کہ انھیں
میں جو کہ مرشد آباد سے جنوب رو بہ دوشمال پر واقع ہے مع الخیر جاہو پچے اہل لشکر نے بدین خیال کہ
کشور بدین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیزیں سر آؤگی قطع راہ بدین جلدی کی لیکن مرہٹہ نے قبل انکو روڑ کو پہنچ کر
اوس گانو کو قرار فتنی تاخت و تاراج کر دیا اور غلہ کو انبار میں جکا اوشمالا دشوار تا آگ لگا دی باوجود
اسکے حیوان و انسان نے جو کہ فاقہ رسیدہ تھے غلہ کو منتہم سمجھ کر مہابت جنگ نے کشور میں نہر کراچی
احمد اور شہناست جنگ کو نابہر حفظ و حراست تحریر کر کے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایک مدت تک شہناست جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کو حال سے بخیر اور صحت سلامتی اوسکی ہی متردستے بارے خبر چھتوری پاکر سجدہ گزار
خداوندی ہوئے اور صولت جنگ کو مع فوج شالیستہ اور تو سچانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کو روانہ ہو کر منزل مقصود بدین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اور

اوسکے ہمراہی اسکے پاس چلوں پھرتے نہایت خوش و زور زندہ دل ہوئے اور غلہ و غنہ و خیر و سامان قویہ کے ملنے سے اویسی اطراف و جوانب سے غلہ پہونچنے کی یامین و امان تمام شکر خدا کا لا کر قصبہ کوٹہ میں مقیم ہوئے ہما سکر نڈت قریب ایام بارش کہ مابت جنگ کے دست ضرب کماؤ ہووے تھا ممالک جنگالہ میں شہر ناوشوار سہا اور برہموم کی راہ سے اپنوں ملک کو عازم ہوا۔ میر حبیب نے شدت عداوت سے جو مابت جنگ کے ساتھ رکھتا تھا مانع معاودت ہو کر کما کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار میر سے ہمراہ کر دنا کہ مرشد آباد جا کر چونکہ شہر بے حصار ہے اور مابت جنگ کوٹہ میں لہذا جگت سیٹھ کی کوئی وغیرہ لوٹ مار کر مال فراوان حاضر کروں ہما سکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جہاں خوش سپہ ہمارہ کر دئے اور مابت جنگ نے جو اس راز سے آگئی پائی اور جو ب جانتا تھا کہ شہامت جنگ وغیرہ سے حفاظت نہو سکے گی جلد یخا کر کے مرشد آباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اسکے پہونچنے کے ایک روز میں پہونچ کر مابت سیٹھ کے کوٹھی سے تین لاکھ روپیہ کے قریب نقد اور کسب قدر حبس لوٹ لیا اور نزدیک محلوں میں بھی دست بردی کی اور میر حبیب نے اپنے بھائی میر شریف کو گھر سے ہمراہ لیکر باہر چلا چکے دارالامارۃ اور شہامت جنگ اور عطا اللہ خان کے مکانات بسبب ہونے فوج کے نہایت حفاظت میں تھے وہاں پر ہاتھ اوکھانہ پہونچا پھر دستاویز خبر آہونچ مابت جنگ کی مرہٹہ ذراہ فراری اور تین روز کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فراری کی تھی اوسکے شام کو مابت جنگ داخل مرشد آباد ہوا یہ ساری سرگذشت ۵۵ ہجری میں واقع ماہ صفر عاید ہوئی۔

ہما سکر نڈت سپہ سالار مرہٹہ کا کوٹہ میں مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر چونکہ لکھنؤ عہدہ دنیا درین ہم پائنا جبکہ مابت جنگ مرشد آباد آیا ہما سکر نڈت بارادہ معاودت میر ہوم کے طرف روانہ ہو گیا تھا میر حبیب بھی اوسکی پاس جا پہونچا اور غم کرنے جانب دکن کی سرنش کی اور ہم جنگالہ کی اینہ کفالت میں لیکر بڑے اہرار و مبالغہ سے والیس لا کر کوٹہ میں آیا اور ہما سکر کو کوٹہ میں مقیم کر کے لکھنؤ غلہ و غنہ و خیر و ریات کے بیچ سے غافل نہوا اور مردم ہوگلی اور میداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا تاآنکہ میر ابو الحسن اور میر ابو قاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مابت جنگ کے برادر علاقائی سے جو اوس بندر کا حاکم تھا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکھتے تھے میر حبیب کے اشارہ پر میر حبیب ایک روز وقت شب مع بندرہ آدمیوں کو دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پا کر پیغام دیا کہ

شہر وری عزم کرنا ہر محمد یار خان فریب میں آگیا اوس وقت حکم انصار دیا چو نایہ تہا تاقید ہو گیا ان کا خون
 شے سیں را و نام مرہنہ کو میر حبیب کو وسیلہ ہو جا با سکر کے لشکر میں رئیس تہا بلکہ ہو گلی کے قریب
 ہٹا نا رہا بعد مفید کرنے محمد یار خان کو سیں را و مذکور کو بولاکر سزد دولت پر تہا نشین کر دیا بعض دیگر تہا
 منعلیہ ساکن ہو گلی بھی میر حبیب کو اغوا سے ساتھ اوسکے ملکہ اب کیا تہا مرہنہ کا تسلط ہو گیا اور کچھ قدر روپیہ
 بھی بطور خراج اور دھیک کے وصول ہوا با سکر را و بنگالہ کے عزم سے کٹوہ میں مقیم رہا اور سیں را و
 ہو گلی میں اور میر حبیب بطور مدار المہام کو کہی ہو گلی اور کہی کٹوہ میں رہتا تھا۔ حاجت جنگ کی دیکھا کہ فوج
 قلعہ رہ گئی اور بھی سفر شہدہ تکلیف رسیدہ اور بارش سر پہ پہنچائی بہر حال اوس سال مرہنہ کا خراج
 نامکن سہما مرشد آباد کی حفاظت میں کوشش کر کے امانی گنج اور زاکیر بدین شہا گاہ کا مرہنہ کی فوج نے
 دو ایک تہ پلاسی داود چرنک آکر دیات اطراف کو جلا کر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینہ کے بعد دریائے
 ہیاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریا سے مذکورہ کی ہر مہینوں کی تاحث تاراج ہو اور ہر
 کے دیات محفوظ ہوئے مگر اور پر گنوں پر دست درازی شروع ہوئی تمام جگہ بردوان اور سیدی پور
 بالیسرنک زیر قبضہ لائے میدنی پور کا فوجدار میر قلندر فیض حصہ ہو سکا اس مملکت پر ہا ہو کر گوشہ
 اختیار کیا اور نائب صوبہ کنگ شہج معصوم ذہبی غنیم کے ہجوم سے تنگ ہو کر اپنی راہ لی اصلا عہد ہوم
 اور اکثر پر گنات راج شاہی اور قصبہ کبرنگر بھی مہینوں کی زیر حکومت ہو گئی مرشد آباد اور گنگا کا وسط
 کے مملکت حاجت جنگ کو قبضہ میں رہی ساکنان مرشد آباد کہ جنہوں نے مدت سے ایسا معاملہ دیکھا کیا
 بلکہ کانون سے نہ تہا عین برسات میں گبرنگر کبرنگر سبھاری ناو مع عیال و اطفال گنگا کا اوس پار
 مانند جابلنگر نگر اور مالوہ اور رام پور پوریا وغیرہ میں جا کر مقیم ہوئے حتی کہ شہامت جنگ نے بھی
 گنگا پار محال کو وہ کاری میں جو ایک وزہ راہ تہو تعمیر مکان کرائی اور مع لشکر کے بائے مال و اسباب
 کے وہاں پر جا کر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ کی خاص غافل و بیوقوفی
 ساتھ مرشد آباد کی معاونت کی اور حاجت جنگ کی تالیف قلوب سپاہ میں مصروف رہ کر دیکھ کر
 جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا۔

حاجت جنگ کو بموجب طلب بہیت جنگ احترام الدولہ بادر اور عبدالعلینان بادر کا عظیم نام
 آقا اور نیز بادشاہ سے استعانت کرنا حاجت جنگ کا

حاجت جنگ نے بعد وروں مرشد آباد کے احترام الدولہ بادر بہیت جنگ اپنے چوڑا دادا کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا خط لکھا اور ایک خط عبدالعلی خان مبادر مورخ کو خالو کے نام بھیجا کہ جس قدر
فوج ہو ارسال کرو اور خود بھی مدد کو آؤ اور گوشہ خط میں عبدالعلی کا نام یہ فقرہ نظم خاص تحریر کیا کہ اگر
توفیق رہنمائی ہو اپنے صلیب چپا کی ایسے وقت میں رفاقت کرو بہت جنگ اخبار مذکورہ کے سن ذی
ستحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سے استقبال ہو جو بیرون کامیاب ہوا تھا اور اب نفع اوٹھا تو کا
وقت نزدیک آیا تھا کہ مالوس ہو اور اوپر فرید پور کی کہ تنخواہ سپاہ کی عیاشی کی فکر زیر تجویز ہے
بہر حال عظیم آباد آیا اور بعد چند سے بارہ ماہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہو والد مورخ بہت عظم
بادر لے اپنے دو لخواہ سے مشورہ کیا کہ کس طرح ادا سے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کی طرح سے کیونکر دلچسپی
یا تہنگی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی آخر ایک روز خلوت میں والد مورخ سے ارشاد فرمایا مجھ کو اس بزرگ
کی کمک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بہت تنخواہ چاہیے اور صوبہ کا انتظام کی طرف سے
طبیعت کو نمانیت ہر سانی ہوئی اس مقدمہ میں تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت
سے ہر طرح دلچسپی ہو کہ کمک کو جانے کی صورت ہو جائے نمانیت حسان ہو والد مورخ نے جواب دیا
کہ بندہ دو لخواہ ہے جو کہ حضور ارشاد فرماویں اس کی تعمیل میں حتی المقدور قاصر نہ ہوں گا بہت جنگ ذی
فرمایا کہ مجھے اس وقتیں دو ماہ سے زیادہ کوئی سختی نہیں آئی اور تنخواہ سپاہ دوم بند و بہت ہو
اگر ان دونوں امور کے طرف سے میری دلچسپی کر دیجئے سنا طرح ممانیت جنگ کی اعانت کو روانہ
ہوں والد مورخ نے جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ ملتی ہو گا ہر ہجہ فذوی کو میسر نہیں ہاں
اس قدر ہو سکتا ہے کہ سیدھد مال گذاران صوبہ اور کچھ قرض و وام سے سر انجام کر دیا جاوے اور باقی ماندہ
تنخواہ کا فذوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بند و بہت صوبہ انشاء اللہ جب تک جان باقی تین میں ہی مخالفت کا
گذر مشکل ہوگا بہت جنگ نے اس تدبیر سے خوش ہو کر فرمایا کہ سیدھد خواہش ہے کہ کس طرح ممکن
ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجئے اور صوبہ کی حفاظت اور خراسان اپنے ذمہ لیجئے والد مورخ
اسکی تعمیل کا متعہد ہو کر آیا اور مدھی شاد خان اپنے بھائی سے جو فوج کا بخشی اور سالار تاسا مقدمہ
کی گفتگو بہت جنگ سے درمیان میں آئی تھی بیان کی اور باتفاق ہمد گیر سرداران فوج کو بلا کر بائین
مناسب ہر ایک کو بہت جنگ کی رفاقت میں راضی کیا اور مال گذار اور مہاجروں کو روپیہ لیکر سپاہ کو
تقسیم کیا اور باقی ماندہ کا تمسک لکھ لکھ دیا اور خود ذمہ دار اسکے پہنچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے
ایک ایک سند سپرد زر کے واسطی لی تاکہ اس کو روپیہ دیکر رسید حاصل کر لے جب بہت جنگ
کی اس طرف سے دلچسپی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور خود مورخ

سہو کو جو جعفر خان کے باغ بیوی مع مدی بنار خان اور کل سہو داران لشکر کے مع پانچ ہزار سوار اور چھ سات ہزار پیادہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی متعاقب اسکے عبدالعلی خان بادر نے بھی اپنی مکان سے جعفر ہو سکا روپہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کو سپاہ جمع کر کر مرشد آباد کو عازم ہوا قبل حرکت عبدالعلی خان کے دوسرا خط عابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور او سہین خط خاص سے بھی موصول ہوا تھا سہ ماہ یاران چہم یار میاشتم اور چھ ماہ دوسرا لکھا بعد قطع منازل دو نو بزرگ مرشد آباد پہنچے اور عابت جنگ فی حذر الملاقات عبدالعلی خان بادر کے معانفہ کے وقت دوسرا مصرعہ پڑھا یہ خود غلط بود اپنے پانچ ماہ پانچ ماہ افروز من شجاع الملک بادر نگاہداشت تو پنج مین مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی کی بنا پر معہ طغی خان جبکہ رسالہ مین پانچ ہزار سوار تھے آٹھ ہزار سوار مقرر اور او سکو منصب پانچ ہزار اور لوہت اور پانکی جالروار اور خطاب بزرگ بادر کا عطا فرمایا اور اس طرح فقیر الملک بیک خان اور نور الملک بیک خان اور حیدر علی خان برادر حسین قلی خان اور میر محمد جعفر خان خطاب بادی اور اور افرا ایش رسالہ سے سرفراز ہوئے اور عمر خان اور شمشیر خان اور سہو دار خان اور بادر علی خان وغیرہ جماعہ داران ساگر اور توپخانہ کے جماعہ ہمراہی کی افزائش اور مردم رسالہ کو زیادہ اور اضافہ تنخواہ ذاتی سے سرفراز ہوئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند دیگر فیل بھی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشرو رہیں سارا سامان جو اہل مین درکار ہوتا ہے جمع کیا گیا اب انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ کے لیجانے کو حضور سے آیا تھا اور عابت جنگ او س سے سرگرمی رکھتا تھا عظیم آباد مین ٹہرنے کی رخصت تھا الفضال ہنگام مرتبہ کے صادر فرمائے اور خود بادشاہ کو عرضی لکھی کہ بالفضل بسبب ہنگامہ اسے قوم مرتبہ کو فدی سے اس سال خزانہ مستند ہو لہذا سریداران بادر کو اس آئوب گاہ سے عظیم آباد مین لہرایا تو بالفضل مرتبہ آرام کرے اور غرضی امید دار ہے کہ اسلئے وقتیں حضور والا سے کوئی سردار مدد پر تعین فرمایا جو سے اس وقت کے غرضی حاضر ہو و اسلئے کی شان و شوکت مین بل آجائے گا اور اگر ضرورت حضور سے ہو تو فرما دے لہذا کے و معمول پر تصرف مرفوع اور موقوف العظم ہو گا یہ گیری غرضی کی غرض غفلت اس مقدمہ مین خلاصہ آئین خداوندی ہے جب عابت جنگ کی غرضی بادشاہ کے ملاطفت سے گزری محمد شاہ فرستو تش ہو کر امر اسے حضور سے مشورہ لیا اور نیز محمد الملک صوبہ دار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور محض ان عاقل مین تھا لکھا عمدۃ الملک اور جمیع دولتمداروں نے تصدیق کلام عابت جنگ کی کی اور اعانت دینی کی اطلاع دی لہذا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متعین تاکید و درسی اور ملک دینی کی تمام ابو المنصور خان
 بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار آودہ کا نکاح صادر فرمایا اور عدۃ الملک بہادر جوہدار
 الہ آباد کو بھی تحریر کیا کہ مسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مصابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے
 جلد نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تھا صادر
 ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کل باجہ چوتہ کی عنایت ہوا کرتا ہے الحال رگنوجی ہو سہ سہ ہزار مسافر
 ہو کر باہر نکلتے کو مع مسافروں کے صوبہ بنگالہ میں بھیجا ہے اور انہوں نے فساد اٹھایا ہے
 لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور میں پہونچ کر ہو سہ مذکور کو سزا دی تاکہ آئندہ ایسی گستاخوں سے باز رہے۔

مصابت جنگ کا مرشد آبادی آنا ہوا سکھ کر رزم کو اور بنگالہ پانڈت کو بلا دکن تک پہونچا کر تک اور آنا

رگنوجی اور بالاجی راو کا

مصابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجیں جہاز آراستہ کر کے بعد ایام ہر سات کے باقاعدہ
 بمبت جنگ اور صولت جنگ اور عبدالعلین اور جمیع جہازیان وغیرہ فوج جہاز اور سامان
 ہتھیار کے متوجہ رزم ہا سکرنڈت کا ہوا انہوں نے دسہ ہنوا تھا کہ یہ غم کیا اور ہتھیار جنگ کو مع
 اسکی فوج کو شہر میں چھوڑا اور خود دریا سے باگیرتی کٹوہ کے برابر آ پہونچا اور ہا سکرن کی قامت گاہ
 کے مقابلہ میں خود بھی معتم ہوا آئندہ روز تک توپ کی لڑائی رہی ہا سکرن کے لشکر کو دو طرف سے دریا
 گھیرے ہوئے تھا اور مقابل کی طرف سے مصابت جنگ کی دریا اوپر پہونچا ہا سکرن مرشد اجی نام نالہ اور
 میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مصابت جنگ کو ٹھہرا ہوا تھا اور اوپر جو تین تین اسکی
 گولی برابر مصابت جنگ کے فوج پر برستی تھی اور مصابت جنگ عبور کی راہ ڈھونڈ رہا تھا تاکہ یہ
 صلاح ٹھہری کہ شب تاریک میں دریا سے باگیرتی سے پار ہو کر دریا اجی پر پہونچا اور وہاں ناو
 کا بل باندھ کر بے خبر و ترے چونکہ دریا سے اجی سے دو طرفٹ نکلا کرے دریا سے باگیرتی کو مرشد کی
 ہاتھ سے دور اور مصابت جنگ کے قبضہ میں تو نہ ڈاڑھی بڑی ناو کا بل باندھ کر بدلتی تمام فوج
 دریا سے باگیرتی سے عبور کیا اور متوسل کشتیان جو بل باندھنے کو مرتب کی تھیں آہستہ آہستہ
 ایک ایک دو دو فوج سے کینچ کر کنارہ باگیرتی سے دریا سے اجی کے کنارے تک پہونچ لائے
 تقدیر سے کسی مرشد کے آنگھہ نگلی اور اگر کسی نے بیدار ہو کر پوچھا تو اہل کشتی فوجاں سے بدھو
 کہ وہ لشکر غافل ہو رہے ہیں تاکہ آخر ہونے آدھی رات تک دریا سے اجی پر تیل طیار ہوا اور مصابت جنگ

لے عبور کا حکم افغانہ وغیرہ جو انہرودن کو دیا حیدر علی خان اور مصطفیٰ خان اور شمشیر خان اور عمر خان اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار پایادہ بٹری احتیاط و ہوشیار سی و سب ہر لپوٹ کے لب و دیا پنچ اور اپنے رفقاء معتمدین کو منتخب کر کے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اس طرف اثر و حام رکھتا ہے چاہیکہ تاریکی شب میں عبور کر و مقصد یہ کہ بیشتر سے جب کہ مرہٹہ اعدا کا مانع ہوں اور باقی فوج دلمچی سے عبور کر کے طے ہو یکے تازوں اور نام جو یوں عرصہ میں در عبور شروع کیا اتفاقاً بسبب اثر و حام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کو بعد و سرا چلا آتا تا ایک کشتی در میان میں غرق ہوا ہو گئی اور جوانان بہمن ستار تو سبقت کرتے ہوئے چلے آئے تو اور اس غار سے خبر نہی اکثر و سب غار میں گرے اور دریا میں عدم میں جاسا لے معتمدان خیر اندیش ہوئے گا لیکہ کہ قریب ڈیڑھ ہزار جہاز کے انس و غفلت میں ڈوب گئی اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اس طرح کار خنہ ٹپ میں نمودار ہوا اور اس کے بند و بست میں جمع کثیر ڈوب گئی اور سوقت اور تری میں اضطراب نہوا اور چاکلستان خودویت منٹش نے اس وقت تازہ کشتیان لاکر زمیندی لوگنی اور پٹل کی تجدید کردی اور پھر آشتیان بحر و خانہ پار اور ترنا شروع فرمایا نزدیک مجمع صادق قریب دو تین ہزار جہاز کے پار اور تر گئے دیکھا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت فی ہماری قلت دریافت کر لی تو اندیشہ ہوا کہ دیکھ کچھ بنائے نہ سب گناہرم تائیدینہی برتیکہ کر کہ شمشیر مرہٹہ بہت مجموعی اس بے شمار لشکر مکار پر جا کرے اور بچو داسکے غفلت پر گیا کہ محابت جنگ آپہنچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ بلا شمار قلت و کثرت غار ان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت فی ہزاروں دہر کو شمشیر خوشنشان کا گھاٹ اوتا محابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریا سے اجمی پر چھوڑا لین اور لشکر فیہم اور ترنا شروع کیا تھوڑی سے توب و فیل و اسب وغیرہ مع آدمیوں کو پار پہنچا کر صف آرا ہوئی اور محابت جنگ نے کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کو پہنچا اور کس قدر تعاقب کیا مرہٹہ جس قدر کہ اقتدار والے اور رئیس سے سب تہ تیغ ہوئے باقی ماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوئے کہ باوجودی کہ چندان کثرت تھی جلدی میں جو سلیتے بنا تھوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چھوڑ کر راہ فراری جب مرہٹہ دور تر نکل گئے اور یہ دلمچی سے دیکھا کہ چندان کثرت نہیں مود کر کے قریب نصف یا ثلث میل کو پہنچے اور محابت جنگ کی فوج آراستہ اور بارباری ہباری توپیں گردون سنگین پیستہ دیکھتے ہی حواس کو دے دم دبا لے اپنی راہ لی محابت جنگ کو جو کس قدر سیاہ کے غرقاب ہو جانے سے طال تھا اس فتح کو ہونے سے کمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

جینہ میں اس روپہا مقام کیا دریا میں جو لوگ ڈوبے تھے اونسے ورتاؤ لاسٹین سکوا لین اور
 اور ہتھیار اور لباس علمدہ کر کے بعد تجیز اور تکفین کے دفن کیا اور مردوں کا رنگ رو اور تمام بدن کا
 لگا کر قوما ظاہر بسبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت میں تھی اور اخیر موسم بہر شکال ہندو بنگالہ تھا اور ہتھیار
 بھی تو برنوسٹے ہوئے تھے اور مرنا ہی علت غرق سے ہوا تھا زیادہ خدا آگاہ ہے حقیقت حال اول سب
 طوع غرق آج کل یہ فتح ماہ شوال ۱۱۵۵ ہجری میں واقع ہوئی ہا سکر پندت نے زیادہ شہر کی تاب نہ کر
 پہچنے کی راہ لی اور اوسکی جو فوجیں جو کہ بردوان اور ہوگی اور پھلی وغیرہ اطراف کی تھیں اس خبر سے
 متوحش ہو کر اپنی اپنی راہ لگیں اور محابت جنگ تھا قصبہ کٹری بہر بھی پازنین رہتا تھا اور ہا سکر
 پندت خود ارجنگون میں سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تھا چند روز تک ایسی جگہ پر چلا جہاں
 اینو ہی درختان سیوہم و خیال کا گذر دشوار تھا نہ کہ فوج کا ہا سکر بھی اوس درخت زار میں آجکا
 لاچار میر حسیب کی رہنمائی سے جنگل لہن پور کو چلا اور وہاں سے چند کونہ لیا کر میدانی پور سے
 نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے رفیقہ کو گنگ روانہ کی اور فوج مذکورہ نور دی کر کے شیخ
 مسکو کو جو قلیل شکر سے حاجی پور میں تھا جا کر شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی و اطاعت مرہٹہ کی
 نامنظور کی اور بمقتضای شجاعت اوسکی قلیل فوج سے مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
 زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب محابت جنگ کو میدانی پور میں ہا سکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
 کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بچو دیو پہونچے محابت جنگ کے ہا سکر کٹوہ ہوتی ہے حضرت
 میدانی پور سے بالیم کوروانہ ہوا اور محابت جنگ نے بلا توقف پیچھا پکڑا ہا سکر نے میدانی پور سے
 دو کوس پر جا کر لڑائی پر استقبال کیا جب کس قدر لوگ طرفین سے کام آئے ہا سکر کو پیرو کر گئے
 ہلاک نکلا اور محابت جنگ مع مولت جنگ اور محبت جنگ اور عبدالعلین بادر شجاع جنگ اور
 عطاء اللہ خان بادر نایب جنگ اور مصطفیٰ خان بادر بہر جنگ اہر میر محمد جعفر خان بادر اور شہر خان
 اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علی خان بادر اور فقیر اللہ بیگ خان بادر اور نور اللہ بیگ خان
 بادر وغیرہ فوج طغر موج اور تو پچانہ قیامت آشوب کو لایق تھا قصبہ کنان ہوا ہا سکر کے پیچھا پاتا
 تھا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نہ ہی اسطرح سے برابر مرہٹہ کو سرحد گنگ بلکہ سرحد کن تک بگایا اور
 خود دریا سے چکار تک پہونچا یہ مرہٹہ کا نشان پایا معاودت کی اور گنگ میں کہ سوبہ اور لیسہ کا
 دار الملک ہے چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کو مارے جانے پر کہ آبرو و رفاقت سے جان ہی
 بہت متاسف ہوا عبدالبنی خان غوٹے مصطفیٰ خان کو جو کہ حسب الطلب اپنی بیعت کے قصبہ سامانا

مضافت صوبہ لاہور سے مع رخصت کو چند کراکر ملازم مہابت جنگ بہا منابت جنگ نے صوبہ داری کنگ پر مامور فرمایا اور عطا سے منصب سپہنزاری اور خطاب ببادری اور پالکی حیدر دار سے حسب اتماس مصطفیٰ خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اس کے نام مقرر ہوا اور راجہ دیو لہام پسر راجہ جالکی رام اسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیان میں خبر آئی مہابت جنگ اور بعض حرکات ناملاکم کی مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشد آباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر مصد ر جنگ خواہاں محذرت ہو اسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبدالبنی خان کو بطور مدد کو نصیحتیں کہ موافق وقت ہوں گوشت لڑائیں اور کنگ کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع برادر زادوں اور باقیماندہ فوج اور فہقون کے معاودہ واجب نزدیک بردوان کے پہونچتا تو مصد ر جنگ کی غریمت اپنی وار الملک کے طرف سنی او سو قمتین بعض حرکات مصد ر جنگ کی سنگر تدارک کی تدبیر میں تھا ایک روز مصطفیٰ خان سے پوچھا کہ مصد ر جنگ کے وضع مخالفانہ ہوا اور میں مرشد کی مدافعت میں مصروف پس اگر اس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفیٰ خان نے عرض کیا کہ چندان تشویش کا مقام نہیں ایک کو حضور نہیر کرین دوسرے کیوا سطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے تدارک بخوبی ہوگا اسی وقت میں مہابت جنگ دشمنانہ کہ موجب حکم بادشاہی بالاجی راولک کو آئندہ مرشد آباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راولا گیا جب مہابت جنگ کی فوجیابی کا اخبار دربار محمد شاہی میں پہونچا قدرتوانی کراہ سے فرمان عطف عنوان مع تحسین دافین اور خطاب حسام الدولہ اور شمشیر اور خرم مرع و عقد مر وارید اور سر بیج مرع اور خلعت ملبوس خاص کے صادر فرمایا اور اسی وقت میں بموجب استدعا سے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو مہام الدولہ اور مہبت جنگ کو احترام الدولہ اور عطا اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفیٰ خان کو منصب سپہنزاری اور خطاب خانی ببادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے ۹۹۹ ہجری میں آخر شوال یا اول ذی قعدہ مصد ر جنگ عظیم آباد میں معاودت کر کے وار دمکر دولت دار الامارہ کے ہونے سنہ مذکور کو باسکرینڈت کو حد فذ کنگ سے نکال کر مصد ر جنگ کو آنے کی خبر سنکر مرشد آباد کے قریب وارد ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگوجی بہوسلہ اور باسکرینڈت ۹۹۹ ہجری میں وارد قریب جوار مرشد آباد ہوئے اور چند روز کے فاصلہ میں بالاجی راولا بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور سبب ملاقات مصد ر جنگ کے مرید خان کے توسل اور مہبت جنگ اور مہابت جنگ کو دراندازوں

کے سبب سو والد مورخ سے دل آزرہ ہو کر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی آئندہ
زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آبادین اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راوکی
اسنے صوبہ کو واپس ہونا

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ہا شوال یا اول ذی قعدہ سالہ ہجری
کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسی قدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کو جو سات ہزار
کے قریب ہو گیا اور چند دستانہ دس ہزار اور دیگر سامان تو پچانہ وغیرہ کو اپنے صوبہ بھاد
سے کوچ کر کے عمدۃ الملک بھاد کو عرضداشت کی کہ یہ فدوی بموجب حکم حضور محبت جنگ کی
مدد کو جاتا ہے مگر مرہٹوں کا جنگ جہاں آسان نہیں اور میرا صوبہ زمینداران متغنی اور معتمدوں کا
آرام گاہ ہے اونکے خیال سے ناموس کے بارہ دین برا اندیشہ ہے نہ تو صوبہ چھوڑا جاسکتا ہے نہ کیونکہ
کوئی مستحکم جگہ اس صوبہ میں نہیں اور نہ ہمراہ لے سکتا ہے پس امیدوار ہوں کہ قلعہ تھار
اور چنارہ غایت ہو تاکہ عیال و اطفال کے طرف سے دہلی کر کے سرکوبی مرہٹہ میں مصروف
ہوں عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکھا کہ بادشاہ کو عرض کر سے اور اس کے مطابق میں بھی
تحریک کروں گا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ تھار اور چنارہ کی قلعہ داری
کی صفدر جنگ کو نام لکھی اور قلعہ داران سابق کو حکم پہنچا کہ قلعہ مذکورات اس کے حوالہ کریں
صفدر جنگ ہمارے تک پہنچ کر پہلے باندہ کر دریا سے گنگا سو اوتر اور قلعہ چنارہ میں حبیال اطفال
کو چھوڑ کر اپنے طرف سے کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا
اور متعلقوں کو عظیم آباد تک ہمراہ لے گیا اس ارادہ سے کہ اگر اچانک عظیم آباد کی گرد و نواح میں تشریف
سے ملاتی ہو بہر صورت متعلقوں کو قلعہ مذکورہ میں پہنچا سکتا ہے اور ہیبت جنگ کو طرف سے والد
مورخ کو حکم پہنچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہیں بروقت قرب استقبال کیا جائے
تاکہ کسی طرح انکو مال نہو۔ عظیم آباد میں صفدر جنگ کو قتل و غلیہ کو آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور
غلیہ پھرتا گیا ایک قیامت برپا تھی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی میں ہوا تھا
مہان کے لوگوں نے سنی تھی۔ انفرم والد مورخ ہر چند اسباب اور فوج لائق تھامت کو
ہمراہ رکھتا تھا مگر صفدر جنگ کو ساز و سامان فوج کو اک بان کے رو برو کیا حقیقت تھی چونکہ سابق

آشنا و مصدّر جنگ اور او سکے ہمراہیوں کو بھی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ سیکوہ طلب کیا جائے
 مرید خان بادور بموجب ایمانے حاجت جنگ کو عظیم آباد میں انفعال مرہٹہ کر رہا تھا اتفاقاً کسی
 فرقہ سادات لمبا طبعی تھا اور والد مورخ بھی اسی زمرہ میں تھا اس سبب سے باہر گزر لطف و اتحاد
 تھا اور مرید خان چونکہ امر اسے حضور میں تھا اور مصدّر جنگ سے سابقہ آشنائی رکھتا تھا پس اس لیے
 وقتیں اس سے بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نے کسی تقریب سے یہ ذکر مرید خان بادور سے
 کیا خانہ کو رنے دلوئی کی اور خود واسطے ملاقات کر کے والد مورخ پیشتر سے اور بھی مصدّر جنگ کے ملاقات
 کو گیا اور مصدّر جنگ کا پروردہ متقن دلدار سی تنخواہ اور کمال مبالغہ میں اپنا خط لکھا کہ دینی سے استقبال
 کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تھا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اتنا سے راہ میں ملازمت
 کر کے موزد الطاف و عنایات ہوا اور بہمن عظیم آباد تک آیا فرمان برداری سے بوجہ حسن خوشنود
 کیا مصدّر جنگ کو حکم دیا کہ بیت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سے قلعہ خالی کیا جاوے اور بیشتر اس
 حکم کے مصدّر جنگ کے محافظ قلعہ کے دروازوں پر بیٹھ گئے تھے آدمیوں کا ٹکھنا اور اسباب کا ٹکھنا متاخر
 ہوا حسب الحکم والد مورخ نے رات کی وقت خواص و عوامی وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کو پوشیدہ
 با حیاتا تمام نکال کر مکان مقررہ میں لایا اور بغدادیوں لاچار دیگر اسباب وغیرہ بھی علیحدہ مکان میں
 متصل اپنے گھر کے لار کھنا مصدّر جنگ کمال جاہ اقبال سے داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر جمالی
 ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیوں کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبہ جد مادری کو جو عظیم آباد
 میں دین نئی اور وہ مکان سعادت خان کو باپ کے مقبرہ کو نام سے مشہور ہے آیا اور وہاں سے باقی پوزیز
 جہان لشکر تیار کیا کل منصبداران اور امر اسے وغیرہ زمینداروں و سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
 شخص کو غور و فحوت بہت تھی اکثر مردم عالی شان سے نہایت کینہ اخلاص سے پیش آتا کہ اکثر جید فرمانروا
 ہونے سے بعض عمدہ منتخب باقی اور برتری برتری توہین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد میں چھوڑ گیا
 تھا مصدّر جنگ نے انکی تعریف و شکر والد مورخ سے فرمایا کہ وہ باقی اور توہین ہیں دو اوو سکی
 قیمت خود والد مورخ نے جواب دیا کہ تو آقا میرا سوداگر ہے اور نہ بندہ گاشتم وہ بھی امیر اور
 حضور بھی امیر ہیں اور باہم رابطہ اتحاد پس انکا اور آپکا مال و اسباب جدا نہیں جو چاہے تصرف
 میں لائے مگر بندہ اپنی طروت سے بدون اجازت مالک کو نہیں دے سکتا۔ مصدّر جنگ نے
 اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا اور دو مہینے زنجیر فیل اور تین چار مہینے توپ ہر چند لایق او سکے
 شان کو تھی اپنی سرکار میں داخل کر لیں ایسے حرکات حاجت جنگ کو نہایت بری معلوم ہوئے مصدّر جنگ

نقطہ مانعت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آئے اپنے صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے سفدر جنگ ایسے لوگوں کے مدد کی حاجت نہیں باقیال حضور جو کہ ہوگا اپنی جانفشانی سے تمہیل کرو چکا امیدوار ہوں کہ سفدر جنگ کو حکم واپس مادی فرمایا جاوے ورنہ میرے اور لاؤنگی محبت موافق ہنوی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کہ سفدر جنگ کو شقہ خاص ملے کیا کہ مہبت جلد اپنے صوبہ کو معاودہ ہو۔ اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید مہبت ہوئی خط مہابت جنگ اور عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہو جانے کا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر وکلا سے سفدر جنگ کو معلوم ہو گیا اسی عرصہ میں سفدر جنگ کو ہر کارون فی اطلاع دی کہ بالاجی راو بہ ارادہ ملک مہابت جنگ کی اپنے عقد دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا برسانہ جگرے کے جو کہ بالاجی راو والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چند سے سرداران مہبتہ عین جنگ میں بزم ان الملک کے قیدی ہو کر ہنوز سفدر جنگ کی قید میں تھے سفدر جنگ تو بالاجی راو سے انوشہ رکھتا تھا سفدر جنگ نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کر کے گماٹہ منیر سربیل باندھ کر اوتر گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کر دیا۔

ذکر آزر دگی مہابت جنگ اور مہبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کو نواح میں اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد میں پہنچ کر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

در اندازون اور غازیون فی ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تھا ساتھ سفدر جنگ کے واسطے مرید خان سے خط جیز ذکر ہو چکا ہے بطور دیگر ارادہ قاسم سے کہ بیخ خیال والد مورخ کی عین مہبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کو واسطے سفدر جنگ کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز سفدر جنگ سے پہلے وقوع اوسکے چند حکایت کا حال رکھتا تھا چیل خورون کی بات مان لائی مہبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزر دہ ہو گیا لیکن مصلحتاً چند روز ظاہر فرمایا بعد ازاں جبکہ مہابت جنگ فی مہبت چھا کو جنگ سر مہبت پرستقل پایا اور دوسری کی مدد سے مستحق ہوا از دلی ظاہر کر کے اسے چھٹا من داس کو صوبہ عظیم آباد کی مہابت پر بھیجا اور وہ چند روز کو بعد سہل سے عارضہ میں فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد میں کوئی حاکم نہ رہا کہ ناگمان

احسان کا وقت عمدہ ہاتھ آیا جیسا تدارک کرنا چاہیو کہ بار احسان میں بھی سبکدوشی حاصل ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سن کر ایک خط مکتوبے شفقت و کرم مع بعض تحفہ تحائف دکن کے والد مورخ کے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دہلمی اور فراغ خاطر ہی آرام کیجئے کہ جنگو آپ سے اور شہر عظیم آباد میں کی طرح کا تو عرصہ نمود کا بغفل آلمی اور انفس مبارک بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلا سے ناکمانی سے محفوظ رہا محمد اکرم خاں کہ الہام اللہ کہ جس جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہے وہاں کی خلق اند کو راقم مذمکور و ممنون اخلاق پایا اور اکثر وقوتوں میں خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے سببۃ احسانندون فی خدمات مناسب کین اس قول مشہور کہ مثل سے ہوا کرتی ہے کئی جائزین نیکون کی غالب بود مذکور بہت اچھا راہ تو می جکی پون ہیں نیکان باقی بہ القصہ بالاجی راو داؤد و دگر میر بالا بالاکار می اور کیا اپنا را و رہا ہوتی ہو و کوئی اور ہا گیا ہو پون ان دونوں قصوں میں اسکا پہونچو سوا آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیراز تہی تبدیستی اور پیشانی کو ملافت جو درمورد یا نکر سکی ناما پرانہ مکان کا دروازہ بند کر کے مع چند قباہوں اور منشیوں کو جو اس تیسرے سخی اور پیشانی میں ضیق تہی پٹی اور حفظ عصمت کو مستعدا فخر ہے جیسا اس غلظہ دہشتہ سوا آتش جنگ و جدال اور صدائے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگر وں کو حیرت آئی بعضوں نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو خرد سے گویا بالاجی راو نے بعد جستجو پتہ پایا کہ محمد غوث خان کا کلبی بیاس حفظ آبرو مع چند رفیقوں کو مستعد جنگ ہے اب تک کسی کو جرات نہیں ہوئی کہ اس خانہ ناموس میں قدم رکھے بالاجی راو اسکے اس جہارت اور حفظ عفت میں خوش ہوا اور کہ سیدر لباس دکن سے عطا فرمایا اور چند نعمتہ سوار بھیجے کہ جب تک سارا لشکر عبور نہ کر جائے اسکے دروازے پر حاضر رہیں اور حفظ مکان میں سامی ہوں کہ تکلیف اوس سچا رہ ضعیف کو نہ پہونچی اور خود پیشتر سے کوستان کو چلا جب کل خوج ہا گیا پور سے گذری سواران متعین بھی ضعیفہ شجاع ہو کر رخصت ہو کر داخل لشکر ہوئے بالاجی راو نواح برہوم سے ہوتے ہوا وارد مرشد آباد ہوا اور دنا گپور کلاں کی طرف سے رگھو می ہوا بھی با سکر سندھت کو مغلوب ہو نیکا حال سکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشد آباد میں آہونچا

ذکر محابت جنگ کی بالاجی راوی ملاقات ہونا اور رگھو می کو حدود جنگالہ سے نکالنا

جب کہ بالاجی راو نے قریب محابت جنگ کے پہونچ کر لشکر کے اطراف میں معسک کیا مابین بھی کہ اس وقت میں لب دریا ضمیمہ زن تاملات کو گیا بالاجی راو استقبال بجالایا اور کمال

اور والد نے خوف اور ترس تین لاکھ عساکر کو لے کر صوبہ کابندولست اپنے واسطے سے کر دی اور جو راجہ کیرت چند
 پسر اسے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تھے اسے ہمراہ لایا تا اور اپنے والد
 و دیوان خاص بنایا جتا تا کہ جسکو جو عرصہ حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلہ سے کیا کرے
 بہر حال والد نے عریضہ مشور اپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جو ایمین لکھا کہ ہم خود مخفی بہ شہر
 میں آتے ہیں و میں یہ ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگمان بہتر
 کی آمد کا یہ گئے مذکور کے نواح میں غفلت ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سننے بدین وجہ کہ
 فوج اور اسباب کی قلت اور سبب ہم ننگی کے تاب و طاقت باقی تھی وہاں کا ٹھکانا مناسب
 سخا تاشب شب قطع راہ کر کے اول صبح عظیم آباد کے قریب آہوئی والد مع ہمراہیوں کو سوار ہو کر
 متصل تالاب مینتی پور کے ہیبت جنگ سے جا ملا ہیبت جنگ نے جو گھوڑے پر سوار تالاب کے
 لگے کی آڑ میں کھڑا تھا اور والد مورخ کو دیکھا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال و ملاقات
 والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گھوڑوں سے اتر کر باہر ہو کر
 معافہ کیا اور با اتفاق ہیبت جنگ کو ملاقات کروانہ ہو ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکھر کر
 گھوڑوں کو اگڑا یا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑ کر نہ گیا اور والد نے بڑے نڈر دکھلائی ہیبت جنگ نے
 سوار قدخم ہو کر معافہ کیا اور دو تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑا والد نے
 تھوڑی دیر نہ کر اپنے بھائی ممدی شاد خان بخشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معافہ کیا اور سوار ہو کر
 ہمراہ سوار ہیبت جنگ کو داخل شہر ہوا چند روز تک آمد رفت دربار اور اعادہ کلمات
 سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ حمایت جنگ تمہاری طرف سے یہاں
 بین اور مجھ اونکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا مظنہ دور ہو گا بدستور جملہ
 مقدمات تکمیل تو فیض کیے جاویں گے والد نے نظر بہ آبرو قبول کیا اور بنا بر غیرت وحدت کے کہ
 خصلت جلی کر سنا تراضی نہواتا آئندہ لاچار ایک روز واسطے ملاقات اپنے والد کو مورخ حرم سرا
 میں آیا اور نہایت درجہ اپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی ولیکن والد امانت سے
 باہر ہو کر اپنے مذلت پر راضی نہ ہوا کیوں ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہو کر بعد چند روز کے تہہ سفر
 کیا اور ساعت مختار کو کہ چند ہوں جب المجرع لٹلہ جبری تھی مع چند رفقا کے برخلاف منالہ امت
 عین شہر میں نقارہ کو بجھا کر سوار ہوا اور ترک رفاقت و لہجہ اور آقا اپنے کا تصور کیا اور ارادہ کیا
 دہلی جانے کا کرکریا غراہی بالکشن وکیل ناظم میں نقل مکان کیا ممدی شاد خان مورخ کا چچا باوجودیکہ

کہ مکرر گروہ مذکور کا لڈر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز شہر و نجات کے اوس حصار میں آگیا کہ
 حادث سے محفوظ رہی اور سیر و ن شہر کے عمارات سے بھی گول توپ کے مدد سے نہ مر رہا کہ ہاتھ
 نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آرزو ہوئے تو بہت شکر گزار ہوئے اور بہت جنگ کی تدبیر
 بنا کر قلعہ سے نہایت محفوظ و محفوظ رہے بہت جنگ کمال عزت اور احترام میں صبح و شام بسر فرمایا
 اکثر اوقات بندہ مورخ کہ مکان پر اگر والدہ کی دلجوئی کرتا تھا اور تمام سرکار ترمبٹ کو حضور سے لیکر
 ارادہ آبادی پر گناہ مذکور کا نہایت رکھتا تھا لڈر ترمبٹ جانے لگا جو گنگا پارہی عازم ہوا چونکہ مورخ
 کے چچا مدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکھتا تھا اور اوسکی مفارقت گوارا نہ تھی لہذا
 مکان پر آیا اور ساتھ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور میں پہونچا ہنوارہ میں جو کہ مقام سکونت
 راجا سے گذشتہ کا تھا اقامت گزین ہوا اور بعض پر گنہ سرکار مذکور کے مدی نثار خان اور نیز
 دیگر لوگوں کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توقیر حاصلات میں سامعی تا بعد ازاں جب اوس قصبہ
 میں بڑا عرصہ گذرا اسپنے بی بی آمنہ بیگم بہت نہایت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو
 اسپنے پاس بلالیا اور نیز والدہ مورخ کو تحویر کیا کہ آرزو سے ملاقات بہت ہو اگر کچھ ہرج نوع
 فرزندان دلبند کے اسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان اندونین ہمراہ
 والد شاہجہاں آباد میں تھا اور مصطفیٰ خان بنابرینکو خدمتی اور کمال جرات سے نہایت جنگ کے
 پاس تھا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے اندیوان اور تہنشینونین دوسرا نظر نہ آیا۔

مصطفیٰ خان بہادر بہر جنگ کا عروج اور باسکرینڈیت کا مقبول ہونا مصطفیٰ خان کے ذریعہ سے

مصطفیٰ خان جسے سابق کی لڑائیونین بہ نسبت دیگر رفیقوں کو کمال درجہ جانتی تھی اور شجاعت
 دکھائی تھی اور نہایت جنگ کے منظور نظر ہو کر زرقند و ضیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور
 اسکے بعد ہر کمربارہ لاکھ روپیہ عطا ہوا اور سات ہزار سوار اوسکے رسالہ کو اور پانچ سو سوار
 اوسکے چچا عبدالغنی خان صوبہ دار گنگا کے تو اور بعد وفات عبدالغنی خان کو اوسکا لڈر کا جڈر
 خان منصب پدر پر سرفراز ہو کر صوبہ مذکور کا حاکم بالا استقلال ہوا اور خود مصطفیٰ خان پنجزار سوار
 اور پانچ ہزار دار اور علم اور فوج اور سات ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتھی وغیرہ
 اسباب ادارت کے جو کچھ حیات تھیں کمال استقلال اور نہایت اختیار اور محل امور ملکی
 اور مالی و غیرہ اور فرقہ و جمہور کا تقوا و ستم و نیکی اور نہایت جنگ کے عزیز و اقربا و غریبا

تو اس نے ہونڈے تو خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جس کا حسد ہونے لگا یا شک کہ حاجی احمد
 مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجودیکہ تین لڑکے ہفت ہزار سی تو گئے مصطفیٰ خان کا اقتدار سی عاجز اور
 حیران ہوا لاچار بہائی سی رخصت ہو کر وطن دیرینہ اپنے گھر سے کہ عہد شباب الدولہ سوم بہانہ قیام تھا اور
 اختیار کھی رکھتا تھا مہاجرت کی اور اپنے چوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
 بیٹ جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آرزو کی کا باعث ہو گئی کی خدمت ہوئی جو
 صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیسا کہ حاجی احمد اپنے واسطے چاہتا تھا اور مولت جنگ چونکہ بنگالہ
 گنگ کو بعد توڑی سی بھی فائدہ کی خدمت نہ رکھتا تھا مہابت جنگ نے اس کا پاس خاطر کیا اور حاجی احمد
 کو کب قدر محال سا کر مرشد آباد سے بقدر ضرورت حاجت کو میسر تھا دنیا خدمت ہو گئی کا مفضل جانا
 جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کو آرزوہ خاطر ہو کر عظیم آباد آیا اس سال بعد القضاء بڑنگال کو شہر انیس
 ہا سکر نڈیت نے علی قراول کو جو کہ سرداران مشہورہ ممالک دکن میں تھا اپنی رفاقت میں نہ کر
 چہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور میں حسب الحکم رگوجی بہو سلہ کی نہایت اقتدار
 میں بیٹس ہزار سوار سے اور سیہ اور بنگالہ میں داخل ہوا مقصد یہ تھا کہ اگر معاملہ ہو جائے فضاور نہ
 غم رزم ہو مہابت جنگ جو کہ متواتر سفر و حرب و قتل سی ملول اور عاجز ہو رہا تھا اس مرتبہ اپنی سیر
 حاجی کہ بے جنگ کو باسکر کا کام تمام کرے اور باطنیان تمام بسر کرے اور مصطفیٰ خان سی شہرہ
 کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرتبہ کو باسکر راوی جان جاوے لیکن یہ کام نہایت
 سے نامکن تھا مہاذ مصطفیٰ خان کو کہنا کہ اگر تیری تدبیر و تدویر سے باسکر راوی مع سرداران ہجر ہی کے
 حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوے مصطفیٰ خان تو نہایت صاحب غم اور نااد
 اور ہوشیار اور زبان آور تھا طبع میں اگر آمادہ کار ہو واجب باسکر راوی اسکی دام میں اگر راستہ عادی
 حضور سی مہابت جنگ کی کی مہابت جنگ نے مصطفیٰ خان کو مع راجہ جانی رام کو جو اس کا معتمد علیہ تھا
 راز دلی سے واقف فرما کر ہا سکر کے پاس پہنچ کر کہا کہ اؤ سکو مع سرداران لشکر کو لانا چاہو
 تاکہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتا را جائے مشارالہ باسکر راوی کو کہ جو کہ حوالی کٹوہ میں دار تھا حاضر ہو
 اور ادھر مہابت جنگ بارادہ اپنے مافی الضمیر کے خود مرشد آباد سے نہشت کر کے محال لشکر امین
 کہ کنارے دریائے باگیر کی کوٹ پر آکر خیمہ کیا تھا اور دہر مصطفیٰ خان اور راجہ جانی رام نے تمہید مصالحہ سمجھ کر
 کہنے افسانہ و افسون پر نہ کہ باسکر ملاقات کو مہابت جنگ کے راضی ہوا اور علی قراول کو
 ہوا اسکا معتمد تھا مہابت جنگ پاس میں قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول ملین ہو کر واپس آئے ہا سکر ہی

ملاقات کو آؤسے مصطفیٰ خان اور راجہ جالکی رام نے جب دیکھا کہ نقش مراد کو سی نشین ہوا علیٰ قراوہ
کو ہمراہ لیکر معاود ہوئے اور مصطفیٰ خان انشای راہ میں بیان ہم قومی کی بابت کرتا ہوا محابت جنگ
کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا محابت جنگ تو حسن خلقی اور تعزیر دلپذیری میں بظہیر تادہ و غن
تاجدار ملکہ و ہزار جان سپور لفظیہ ان تون شہرین کا ہوا اور وقت مہبت مصطفیٰ خان کو ہمراہ کر دیا اور جب یہ سوا
رجہ محابت جنگ ہمیشہ تحضبات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و نگالہ اور براق وغیرہ پیش کیا
بہا سکر کو بیکر و شست جنگ و مخالفت دو کرتا رہا ایسا اس کے دل کو جذبہ ہوا کہ کیا عجب تھا اگر ایسی
ہم نہ ہوتے تو خود بخود بلے طلب محابت جنگ کو اسکے ملاقات کو چلا آتا جب طر فین سے آمد و رفت
میں مکرار پائی راجہ جالکی رام کو کہ دیوان تن محابت جنگ تھا واسطے تسلی بہا سکر پنڈت کے بلاتا تھا
اخرا لامر بنائے معاملہ و ملاقات فیما بین محابت جنگ و بہا سکر پنڈت مقرر ہوئی اور میدان منکر امجد
ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچھ بہرہ کہ مکان ملاقات میدان منکر امجد محابت جنگ لانی گئے
میں اور بہا سکر پنڈت کٹوہ میں خیمہ زن تھا آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول میں جس روز
کہ ملاقات فیما بین کا نعتہ تھا ایک خیمہ کلاں نصب کیا گیا اور اس کے بڑے بڑے فاصلہ سے سرپردہ
لگا کر درمیان میں میدان وسیع و طویل بنایا گیا محابت جنگ جب مع اپنی فوج کو وہاں پہونچا خود
مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتد کر داخل خیمہ ہو کر
سند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سوا سے راجہ جالکی رام اور مصطفیٰ خان اور حکیم بیگ کے
اس موقع مخفی سے آگاہ نہ تھا ایمان شہر بھی اکثر اس تماشائے کے واسطے صاحبیت میں بیٹھتے تھے
اور مصطفیٰ خان اور راجہ جالکی رام کے واسطے جواب و سوال کا صاحب عمد و بیان تو بہا سکر کے لہو کو
بگئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیوں کو عقب خیمہ محابت جنگ میں استادہ سوار و تیار تھے اور
معتد بالافتخار لوگ بعض ستون خیمہ کو متصل اور بعض محابت جنگ کو پیچھے منتظر فرمان استادہ تو
اس وقت میں محابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطی
تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضرورتی سمجھی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطی ملاقات
بہا سکر کے اسکے سوا کٹرا کیا گیا ہو وہ صولت جنگ بباد کو ملاحظہ کرادو حکیم بیگ نے خیمہ دیکھا انکی
حیل سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجا کر مکون خاطر محابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت
نعموں و آفرین خیمہ کر کے بنیامعلوم ہوا کہ وہ اسے اسکو بھی پسند ہوئی القصدہ محابت جنگ
بہا سکر کے انتظام میں دمیدم خبر لیتا تھا ہر کار ہوتا و تر خبر سانی میں مصروف تو بیاضنگ کہ بہا سکر

دم دروازہ پر پہنچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کے روبرو معاہدت جنگ کی شکر کی مقابل
 ایک تیر کے فاصلہ سے جا بجا کھڑے ہوئے تھے اور معاہدت جنگ کی سواروں کی کاپاتی سربازوں کی
 اندر پشت کے طرف استادہ تماشہ بکسر کے سرباز پیلہ وہ یا ہو کر مت دیگر معتدین کو جہہ دروازہ
 ہمارا ہی کے ہائی سے قریب چالیس چاس آدمی کے جہین بائیس سہزار اور باقی ایک تیر تین
 مذکورہ داخل سربازہ ہوئے معاہدت جنگ فراہم آیا جب ہا سکر مادیان سے اور ترائی کے مصطفیٰ خان
 اور دوسرے طرف راجہ جانی رام کا ہاتھ پکڑے ہوئے داخل سربازہ ہوئے علی قراول رد سربازہ خاص
 یمن و یسار عقب میں دامن بستہ سمیر در دست معاہدت تکرار فوجت سے جے مصطفیٰ خان اور
 راجہ جانی رام کوئی عذر مقول کر کے باہر نکل گئے چارم خفہ سربازہ کو میدان کا طے ہوا تھا
 کہ معاہدت جنگ کی پونچا کہ ہا سکر کون ہو لوگوں نے جو پہچانتے تھے مانند حکیم بیگ وغیرہ کا منہ نو
 کہا کہ وہ ہوا سبطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ ہر اس خود سہر کا کاش ڈالو حاضرین تو
 اس امر سے ناواقف تھے کہ نہ سمجھو حیران سے رہ گئے حکیم کاظم خان نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے
 جب کمر تکیہ ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور روبرو دار بیگ وغیرہ جانتا شمشیر کشیدہ اور
 اور مصطفیٰ خان نے پانچ چہ نفر مانند اول شاہ و حکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تھے کہ جو حکم
 حضور معاہدت جنگ سے صادر ہو فوراً تعمیل کرنا فقہی مصطفیٰ خان نے اس حال کو دیکھتے ہی ہلکا
 اور اوسکے ہمراہیوں پر جا کر سے اور میر محمد کاظم خان نے سبقت کر کے ایک ایسا ہاتھ ہا سکر
 پر مارا کہ اوسکا کام تمام ہو گیا ہا سکر کے بھی ہمراہی تلوارین نکال کر معاہدت جنگ پر در
 شہر والے جو تماشہ کو اسے تھے معاہدت اضطراب میں بدست نامزدوں کی فرار کی راہ کی فرار
 نے صحن کے سربازہ گرا دیے مصطفیٰ خان اپنی فوج کو طرف دیکھ کر فوج مرتبہ پر جا کر
 اور معاہدت جنگ کو بھی کھانا دیا کہ حضور بھی سوار ہو کر تاقب فرمایا وین معاہدت جنگ اوس ہنگامہ
 رخصت ہونے کوئی کہ سیکھتے تھے پہنچا تھا سرباز شمشیر کے استادہ تھا چند نفر اور کے عارفہ تھے قیل سولہ
 کے طرف اشارہ کرتے تھے اور معاہدت جنگ کفش بردار کا ہنگامہ تماشہ کی فوج میں کھینچے
 انتظار کفش کا نہیں جواب دیا کہ اس وقت تھوڑی دیر میں کہو گے کہ معاہدت جنگ ایسا کھرا کہ
 جو کئی بجا خبر نہ رہی تاکہ کفش بردار حاضر ہوا اوس وقت باقی پر سوار ہوا آخر میں کہ سربازہ
 آخر ہوا معاہدت جنگ نے مصطفیٰ خان کی خبر پوچھی تو کون نے کہا کہ تاقب مرتبہ میں رہا ہوا
 اور کہ گیا ہو کہ حضور سوار ہوا اوس وقت معاہدت جنگ نے باستقلال تمام ہا سکر کے سربازہ

حکم صادر کیا نہ سبھانے کا صادر فرمایا اور بعد تیقح ہو جاؤ گشت بہر فی باسکر کو تعلق پر سرخ کیا گھوہ پر
برابر چلا گیا مگر کہیں مرہٹہ کا سرخ نیا یا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفیٰ خان نے باسکر کو غیر طرار
مرہٹہ کو عمدہ بیان سے مطمئن کر کے چاہتا تھا کہ دام بلامین پھنساوے ہر ایک اسکی جعلی باتوں میں
آکر ملاقات کو ہمارا ہوئے مگر ایک سردار رگو گامی کو اس نے ہر چند مصطفیٰ خان و علی قزاقوں سننے
اسکی تفرع دیکھ کر مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے گروہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز ہر کہا
کہ جب باسکر وغیرہ ملاقات کر کے واپس ہونگے بیچ کو بندہ بھی کامیاب ملازمت ہو گا پس بچو
انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیوں اور ہنگامہ باسکر کے چلایا اگرچہ اتنا سے راہ
میں مدد مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر غایا وغیرہ کے دست برد سے ضرر پہونچا ہر حال افغان
و خیزان مدد و جنگالہ اور کٹاک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ سے لشکر وغیرہ کو جمع و شام اپنے
مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام شہر و کار و بار ہوا اور اس خدمت کے عوض میں افزائش
تخوہ سے سپاہ کو نو بخشود فرمایا اور دس لاکھ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتح و
کی معنی بیگم التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب بہر جنگی اور نوبت واسطی مصطفیٰ خان اور نیز دیگر
رفعا سے جانشینانہ اندر محمد جعفر خان سے تلوار کا زخم کہا تاہوا و رفیقہ المدیک خان اور صید علی خان
وغیرہ کے لئے رعایت ہو بطریق ایجاز و ان شہی شہر عطایہ خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک و اسپ
وغیرہ کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفیٰ خان کو خطاب بہر جنگی اور نوبت اور منصب خجندی
اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا۔

و مہابت جنگ اور مصطفیٰ خان کی نایا قی اور مصطفیٰ خان کا مرشد آبادی و برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین
احمد خان بادشاہیت جنگ سے لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفیٰ خان پر

جبکہ مصطفیٰ خان کا رتبہ نوکری سے بڑھ کر سرشتہ تیسری بلکہ برتری کو پہونچا تاہا و جمعیت و تشویش
افغان کی بلکہ جنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار میں ایسا اثر دام رکھتے تھے کہ کسی کو ایک افغان
سے بھی مجال نفس زدن کی نمی ہر چند کہ ایک نفر کا برابر ایک جماعت اور نہ کہ تھانگہ برب
اسی تھامے فرقہ مذکورہ کے کچھ بھی نہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل
اور پہاڑوں میں دندنہ کر کے نہا دیر ہوتی ہی بنا علی ذالک لہذا ذرا سی نان و نمک کا پاس نہیں کرتی
ذرا سے اس تعداد پر آمادہ فساد و شہر ہوجاتے ہیں اور ادنیٰ سی طمع میں سامانے ویرہ کا حقوق

ہو گئے ہیں خصوصاً اگر کوئی افغان مارا جائے اور اسکے انتقام میں نہایت سخت بول بولیں ہر چند
مردین گذر جائیں بغض و عداوت اور کدے دل سے نہیں دور ہوتی مصطفیٰ خان ہر چند عقل سے خالی
نہا مگر لالچی تھا دولتہا سے جنگ کو دیکھ کر ہمیشہ حسد میں رہا کرتا تھا مینا ٹیک کہ استعدا و جماعہ افغان بہی
اور محابت جنگ کے مقابلہ میں برابر لیکہ اوس سے بڑھ کر نظر آئے آتش دہریہ مشتعل ہوئی اور
محابت جنگ سے ایسا سے عہد کیا اوس طرح جو ہر وقت عرصہ واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقوا کرتا تھا
محابت جنگ نے اوس وقت تو بموجب شل مشہورہ کے صاحب انفرین مجنون باولا ہو کر مقرر ہوا
تھا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چھوٹا داماد احترام الدولہ بہادر ومان کا مہو بنار تھا چاہا کہ سن
بیان اور سحر سازی سے ایسا امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلوئی کرتا رہا لیکن جس
اسکے مستفی کی پیاس اوس سے نہیں بجھتی خان مذکور اپنی تدبیر میں رہا آخر کار آہستہ آہستہ بغلامتی
پر کہ باندھی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۷۵ ہجری میں آمدورفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ
یہ ہوئی کہ مصطفیٰ خان کے آئی سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا مینا ٹیک کہ محابت جنگ
ظاہر میں اسکی دلوئی کرتا اور باطن میں اسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے عاقل نہا چنانچہ ایک دن مصطفیٰ خان
نے اودل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونوں رفیقوں کے کئے سے بموجب قاعدہ مستقرہ کو دربار پہنچ کر
خود بھی آنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ لوگ دربار میں پہنچ کر مگر اس کے بیٹھتے یوسف علی خان ہی حاضر
ہوا اور یہ حالات دیکھ رہا تھا اوسکے زبانی ہو کہ سوائے چند نفرو اور کوئی شخص حاضر نہ تھا جب وہ
دونو آکر بیٹھا اور اوسکے بیٹھتے ہی کسی خواجہ سرا نے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیکم کو کہ محابت جنگ کی
بی بی تھی ظاہر کیا کہ ہمیشہ ہوا اور اس خبر کو ساتھ قریب پہنچتے مصطفیٰ خان کی خبر لگی محابت جنگ محل سے
بھاگ گیا اودل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ تھو اسی حال میں ان دونوں کو دولت سرا سے کوئی حرکت
متو سمجھہ احساس ہوئی تو ہم ہوا کہ شاید کچھ مسلح لوگ محفوظ ہیں تاکہ مصطفیٰ خان کا کام کرین یہ
خیال کر کے اپنے گھر و کو جلد لے اور راستہ میں مصطفیٰ خان تمام سرگزشت کو بیان کر دیا خان
مذکور جو مدت سے مقرر اور محابت جنگ سے غیر مطمئن تھا فوراً اس صدا کو سنتے ہی اپنے ملک کو گیا وہاں
کو فی خبر پہنچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بھیجا کہ ہر نوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کر کے حضور میں لاؤ
شہامت جنگ فوراً اسکے پاس پہنچا اور راستہ میں ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہر چند چاہا
کہ دم دلا سے رضا مند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر اپنے
ہمسالہ کو جو نوہار سوار و پیادہ سے تیار تھا متفق کیا اور باغی ہو کر استغفار کو کری اور راستہ عباسے

علا سے خواہ کی حمایت جنگ فی شہادت جنگ کو توسل سے جو کہ سپاہ کو نزدیک معتبر تھا ہر چند چاہا
 نہ ہو سکی وحشت و درہوگر کہ بنو دہنوا بلکہ مصطفیٰ خان نے شہادت آہستہ کلام و پیغام میں شروع کر دی
 حمایت جنگ اور شہادت جنگ اور صلوات جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہو کر نہایت پریشان خاطر
 ہوئے اور سکے تصور اور شجاعت سے جو بخوبی آگاہ تھے سالہا سال ملاحظہ کیے تھے لڑائی کے اسباب و کارخانہ
 ہونے لگے شہر شہر آباد میں حمایت جنگ کو ملازمان دولتخواہ جمع ہو کر دارالامارہ سے چھاؤنی تک
 سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صلوات جنگ اور شہادت جنگ اور شہادت جنگ اور سپر محمد جعفر خان
 اور عبدالغنیان اور فقیر احمد بیگ خان اور نور احمد بیگ خان و عمر خان اور اسکے لڑکے اور دیگر آدمی
 متفرق اور ہر آدمی وغیرہ برف انداز مانند فتح راو اور بخشی و چیدان اور نیز ہلیہ اور خاص برادر وغیرہ
 حمایت جنگ کی جو بیلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تھے اور شمشیر خان اور سردار خان اور
 دربار کی کیا کر کے ظاہر میں حمایت جنگ اور باطن میں مصطفیٰ خان سے ملکر دونوں کو خوشنود کرتے تھے حمایت جنگ
 بھی بنا بر عدم اعتماد فریقہ افغان سے بخوبی آگاہ ہو کر ظاہر ہی تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا
 اور حمایت جنگ عجب و دغدغہ میں تھا اول یہ کہ مصطفیٰ خان کی اصلاح چاہتا تھا اور بنا بر ملاحظہ نہ تکرار
 اور اس کے چاہنا زیون کے مفارقت ہی گوارا نہ تھی اور لڑنا بھی امر دشوار تھا کیونکہ غلامان شجاع اسکے
 رفیق تھے اور اگر وہ چاہا کہ بموجب گذشتہ کوتناہ سراج الدولہ کے اسکے مکان پر جاوے بلکہ بالکل طلب
 کر کے سوار ہونا چاہتا تھا کہ اس کے بیچوں فی مانند شہادت جنگ اور صلوات جنگ اور نیز دیگر ہوا خواہ
 مانند میر محمد جعفر خان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر احمد بیگ خان وغیرہ نہایت سبالتہ سوانہ ہو کر کہا
 کہ اب وہ باقی رہیں اب مصطفیٰ خان کو ملک گیری کا دعویٰ ہے حضور کے زوال میں اپنا اقبال
 چاہتا ہے پس اگر غرضم خرم شریف بری ہو اول ہم لوگوں کو ذبح کر ڈالتے پھر وہ لوگوں کی طرف سے ہاتھ باندھتے
 واپس ہٹتے التماس پر خیال کر کے فتح غنیمت کی اس غرضہ میں رحم خان نام مصطفیٰ خان کا ہر اول
 بحسب تقدیر اس کی رفاقت چھوڑ کر حمایت جنگ سے آگاہ اور شمشیر خان اور سردار خان بھی اپنا عروج
 مصطفیٰ خان کے اخراج میں چاہتے تھے لہذا حمایت جنگ کے رفیق ہو کر مصطفیٰ خان کو سرشت لباد
 کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ تھی بلکہ بحسب تقدیر پروا نہ گواہی نہ کی بہر حال مصطفیٰ خان کو مصطفیٰ خان
 کا حاصل کرنا سہل سمجھ کر اس طرف کی غرضت کی اور حمایت جنگ کی اس کا یہ ارادہ غنیمت چاہنا مصطفیٰ خان
 نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کو فرستادہ خواہ بدوین دینے نصیحت اور
 موجودات کے ہیکل درخواست خطا سے مبالغہ مذکور کی حمایت جنگ نے بلاتامل بطور صدقہ بلا کر

سترہ لاکھ روپیہ بیچ دیا اور مصطفیٰ خان نے اپنی آدمی بہت بکری دھری سی گاڑی وغیرہ بار برداری منگو کر کے ہاں لے لیا اور تاج محمود کو کوچ کیا جب مرشد آباد سے دور نکل گیا شہر والوں کے جان میں جان آئی وہاں تک نے رحم خان کی دلجوئی قرار دیتی کی اور شہر خان اور سردار خان کو بھی مشمول عاطفت فرما کر خوشنود و مطمئن کر دیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہر زاد کو کثیر شہر خان اور الف خان و اہل سردار خان کو مصطفیٰ خان کو رفیق ہوئے مگر اسکا ذکر جب عقل مدین آنا مہابت جنگ کتنا کہ یہ لوگ جمل جوانی ہو جب مصطفیٰ خان نے راج محل پہونکر بعض توپین اور پتی جو ہاں تو مت ساز و ساز انہم منتخب کر کے لے لے اور منات باغی ہو گیا۔ مخفی نہ ہو کہ جب مصطفیٰ خان ذی ایفا سے محمد مدین مہابت جنگ کا حیلہ دیکھتا تھا اپنے ہائی چھا زاد عبدالرسول خان صوبہ دار کلک کو با بھی رفاقت کیا اسطے بلایا تھا لہذا عبدالرسول مذکور نے سہمی داد و دو خان افغان کو نائب اپنا مقرر کر کے مت اپنی رسالہ کے مصطفیٰ سے آملہ۔ اسکا باب عبدالبنی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اور رنگ زیب کا رفیق تھا میر عبدالعزیز جو کہ سادات سمانہ صاف صوبہ لاہور سے تھا اور سردار مہابت جنگ کو رسالہ دارین منجملہ افواج متعینہ کلک کے ہمراہ تھا مورخ سو نقل کرتا تھا کہ عبدالبنی خان ہمارا ہم وطن ہمراہ تھا جسوقت کہ مصطفیٰ خان نے داعیہ مخالفت کیا اکر و زخولت مدین بندہ ہو گیا کہ سید صاحب کو خبر ہوئی مصطفیٰ خان کو داعیہ نکو امی ہوا یہ بندہ عجب محمد مدین گرفتار ہو اگر مصطفیٰ خان سو شریک ہو بر ملاں رسم اپنے خاندان کے حکام ہوتا ہوں اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہوا آٹنا ویکانہ کا طعنے مستنا پڑینگے لوگ کہیں گے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مدین دولت و آرام باکر بیٹہ رہا جسکے بدولت اس رتبہ کو پہونچا اسکا ساتھ نہ دیا۔ کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کو حضرت ملک الموت تشریف لاوین تاکہ دو نوذامتون سحر بائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کلک مدین ہو جا کر بھی دھاک اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا آٹا آنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت مصطفیٰ خان کو ایک عارضہ مدین مبتلا ہو کر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اسی قدم شریف مدین مدفون ہوا۔ اور واسطی زیارت قبر اوٹکی کے کہ روز پنجشنبہ معین ہوا اتنا الی اللہ ما فوقین ہوا ہو۔ القصہ جب مصطفیٰ خان نزدیک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبدالرسول خان جو زور بازو برادر تار رفیق ہوا مہابت جنگ نے کلک کو اپنے نائب سی خالی پا کر راجہ دولہہ امیر راجہ جانی رام کو جو پیشتر عبدالبنی خان کے عہد میں اس صوبہ کا پیشکار تھا اور اسکے بعد عبدالرسول خان کی بھی نیابت مدین اوسے عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کلک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور ایک چار

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سندھ بھی لکھدی مہابت جنگ نے اپنے چوڑو داماد
زمین الدین احمد خان کو بہت پیار کرتا تھا مگر اس کو لکھا کہ مصطفیٰ خان سے لڑنا بچا ہی بلکہ لازم کہ بہت
جلد دیائے لنگا کو شہنائے طرف سے میرے پاس چلا آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہو مگر مدافعت
مصطفیٰ خان کا کرینگا اور جو تنہا لڑو گوشت لقمہ اہل کے ہوگا اور کچھ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار تربت سی عظیم آباد میں اور میدان باغ جعفر خان میں مقیم رہنا اور مصطفیٰ خان
سے لڑ کر فتحیاب ہونا

اس اتفاق کی خبریں کہ درمیان مصطفیٰ خان بہر جنگ اور مہابت جنگ کے درمیان میں واقع تھیں
برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تھیں جب اس کے غریمیت کی خبر بغیر تہر و شتر سنی اور نہ مہابت جنگ کی
تحریر مشور عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقائے دولخواہ سے صلاح کی ہر ایک
نے حسب مرضی کننا شروع کیا اکثروں کی رضایہ بھی ہوئی کہ بموجب تحریر مہابت جنگ کو تہہ پہونچ
کیونکہ مصطفیٰ خان سے فتحیابی ناممکن تھی مصطفیٰ خان کو ہمراہ چودہ ہزار سوار جرار ملازم اور
غیر ملازم اس کے ہمراہ تھے اور وہ لوگ سیکڑوں حرب ضرب میں دست زور دکھلا چکے تھے اور مصطفیٰ خان
بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تھا تیر و شتر میں وہ
دست زور تھا کہ توپ بندوق کی حاجت نہ تھی مگر اس کے ہتھیاروں میں توپ اور ڈبڑہ سو سو زیادہ ہاتھی وغیرہ
سوار خواہ پیادہ ہو کو سر کر کے تھے علاوہ اسکے چاس ضرب توپ اور ڈبڑہ سو سو زیادہ ہاتھی وغیرہ
تھا خلاصہ یہ کہ جملہ سامان رزم و سپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی میں تھا کہ اوسے زمانہ میں اکثروں کو
یاس ویسا اسباب و سامان تھا اور ہیبت جنگ کو پاس ہمہ جہت تین ہزار سوار اور تیر ہزار پیادہ
تعلیمی سے زیادہ تھے انہیں بھی بعض بیرونیجات میں متعین اور کسب قدر ہمراہ رکاب تھے اور بعض فغانی
احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری میں بظہیرتہ مانند صدی شاعر ہونے کو چچا نے فرما دیا کہ ہر
امر میں مشیت ایزدی موزوں ہو بیش و کم یہ یوقوت میں خدا معلوم کسی حصہ میں فتح و شکست ہے
بموجب آیہ کریمہ کہ کما قال اللہ تعالیٰ و غلب کم من فینہ قلیل غلبت فینہ کثیرہ باذن اللہ پس دل کا ولولہ
کیوں رہیجائے بہتر ہو کہ غم رزم ہو دیکھیں کس کو دکھ کسے ہنسی ہوتی ہو تقدیر کسی سر نوشت
کوروئی ہو ہیبت جنگ جو کہ نہایت غیور اور صاحب شعور تھا غارم جنگ ہو کر تربت سی کو چ فرمایا
اور برابر آئے آئے جعفر خان کے باغ میں آٹھ عبدالجلخان بباد اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدت مند خان بہادر برادر عہدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبداران کی ملاقات کو حاضر ہو کر بیت فلک
 نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سر انجام اسباب اور فرما بھی سپاہ مین ساتی ہوا
 فائز علی خان کبجی تاملد آمد می خاں خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعت داران اور جواب و
 سوال سر داران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی بنیرہ واکو د خان مشہورہ اور شیخ دین یار
 اندر شیخ حمید الدین اور شیخ امیر آمد اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسن خان اور
 راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نرائن وغیرہ رفقا سے خیر اندیش کو مامور کیا کہ رات دن جو ناچ میز بازی
 و خوش اسپی کی بہرتی کی جاوے اسکے بعد بدرجہ لاچار می جیسے حاضر ہوں مقرر کریں اور
 زمینداروں کو بھی طلب کیا آزاںچہ راجہ سنگہ سے اپنے ملازمین کو اور زمیندار خان زمیندار پر گنہ
 تربت سے اپنے برادران جانفشان کو اور سر دار خان اور کامکار خان اور دست خان سادہ سیرہ
 کے کہ وہ بھی برابر ہمراہیاں سنگہ سنگہ کو تھا اور بشن سنگہ زمیندار سے گنہ اور پہلوان سنگہ اور
 تو بد سنگہ برادر زمینداران پر گنہ تربت اور چین پور کو اور ہر سنگہ زمینداروں وغیرہ کو حاضر آئے
 تھوڑے عرصہ میں چودہ پندرہ ہزار سوار پیادہ علاوہ پہلو ملازمین کو مقرر و معین ہو گئے اب
 دولتخواہوں کی صلاح کی وجہ سے اسے ہوئی کہ میدان مین بدون سنگہ کے معطفی خان سے
 عمدہ برائی نہو کی لڑا حکم ہوا اور ملیدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کو باغ کو برج سے سنگہ کی آغاز
 ہوئی اور جہان پر کہ دریائے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خاسرچ پر مدینہ لگتی تھی وہاں تک سنگہ
 بنائی اور سنگہ کے باہر بہت گہرا خندق اور او سکی مٹی سے سد باندھ کر قلعہ تعمیر کر لیا اور اس کے پیرچون
 نوپین چٹھا دین اور ایک برج سو دوسرے برج تک ایک ایک جماعت داروں کے حفاظت ہوئی اور
 فوج کی سرداری چند آدمیوں کو مقرر ہوئی اور چند جماعت داروں کے ماتحت کردئے اول عبدالعلی
 بہادر مورخ کے خالو دوام احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خلف اسے رایان چہارم
 راجہ رام نرائن پنجم خادم حسن خان ششم ناصر علی خان وغیرہ سنگہ کو نیچے مع اپنی اپنی جماعت و قیادت
 گزین ہوئے اور خیمہ اور بنگاہ لشکر کے پیچھے برپا رہے اور روز و شب انتظار معطفی خان کا ہونے لگا
 مورخ مع اپنے چھوٹے بھائی علی نقی خان کو تین مہینے اس سے پیشتر غزہ ذی قعدۃ الحرام شہ اپری
 کو شہا جہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کھدائی کو عظیم آباد پہونچ کر
 ۱۰ مہر مہالہ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کھدائی کیا گیا اور ۱۰ ماہ صفر کو مہابت جنگ کو شہا جہان
 اگر شریک عبدالعلی خان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علی خان اپنے چچا ممدی تار خان کی رفاقت میں کل

بیت جنگ میں وارد ہوا اور اسکے ہمراہی میں زیادہ سو سو سوار تھے اور مورخ بلا علاقہ کو کر کے
 پاس آبرو اور نیز محبت خال اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن میں محبت جنگ کا رفیق ہوا۔
 انور میں بیت جنگ نے دروازہ اسے شہر اور بعض بروج پر لوگ تعات کر دیے تاکہ کوئی شخص
 اسے لشکر کا ضرور ہو کو شہر میں نہ جائے اور نیز مصطفیٰ خان کی رسائی بھی نہ ہو اور نیز دریافت باقی اہلیہ
 اور تمام محبت کو دو تین آدمی برسم قاضی تعات کیوں لین ایک حاجی عالم کشمیری جو آخرین حاجی
 محمد خان کے لقب سے مشہور ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تھی
 اور عہدہ الملک کے طرف سے محبت خان کے بند رسدہ کہ میں جو لپ دریا قلعہ کو متصل مغرب کو واقع
 اور جاسے فقہا مقرر اور وظیفہ پاتا تھا اور ایک شخص جسکی یاد نہیں رہی غالب ملک کے عمر خان دیوان جو
 کابل کے خاندان کا چشم و چراغ تھا بطور یہ لوگ مصطفیٰ خان کو پاس جا کر پیغام رسان ہوئے کہ اگر آپ کا
 مرشد آباد سے حرکت کرتا بسبب ترک رفاقت محبت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہمارے تھے
 ذمہ ہیں برسم مہمان خانہ افروز ہو چو کہ سامان اور بار دار کا کی حاجت ہوگی دو تین روز میں سرانجام
 کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی ملال محبت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجئے کہ بندہ واسطہ ہو کر رفع
 کدورت کر دیوے اور اگر کوئی سزا اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکھلا دیجئے کہ بدون
 حرب و ضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانے کا ارادہ
 ہے نہ محبت جنگ سے غم و رنج و مصافحہ بلکہ ارادہ حاصل کرنے سے تھکے ہوئے اور جو سند طلب
 کرتے ہو اسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سر فراز خان کی صورت بنگالہ کی لیے لیتے ہیں ہمارے جی کو پاس تھی
 وہی سند ہمارے پاس بھی موجود ہے دیکھا جا رہی ہے مصرع تا در میان خواستہ گردگار حسرت۔
 اس جواب دینے کے بعد مولوی ہذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے بت پست
 اور دوسری طرف سے رافضی سروریش ہوں اور مجھ کو دو نو فرق کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
 کس گروہ پر تڑپاؤں اگر تا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجھ کر بولے اول کافروں کا قتل روا ہے
 اور اہل قبلہ کو ہر چند رافضی ہیں مگر قتل کرنا واجب نہیں لیکن دلالت بخیر و معافیت مناجات ممکن کا
 مستحسن ہے یہی مصطفیٰ خان کو لگا کہ باحقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول نفس
 کو سمجھنا چاہیو بعدہ کفر کو یہ کلام منکر مولویہا ختم و شش ہو رہی اور رخصت ہو جانے کی سزا
 مال بیت جنگ کو پہنچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ میں روغن کا چھڑکا دیا گیا یہ بھی شہرت تھی کہ
 مصطفیٰ خان نے ہر ایک شہر والوں کے مکان ہر ایک اپنے سردار لشکر کو تقسیم و نامزد کر دیا تاکہ بعد

میں خیالی کو جو جس جگہ اتر رہا تھا، اپنے خیال و اطفال کو ساکن نہو۔ مورخ نو نایت شوش ہو کر دیوان اسان نصیب
 مافط شیراز میں خال دیکھی یہ خبر پڑی تو اچھا فطرتہ تو باجدا خود انداز کار و دل خوش رہا کہ رحم اگر نکند مدتی خدا کند
 اور شکر اللہ ہے کہ اسید طرح پر سرگندشت ہوئی القصہ جب مصطفیٰ خان کو نیکو ہو چکا عبدالرسول خان اپنے بانی کو
 مع فوج ہمراہی کو قلعہ موگیہ کا تہ تیغ پر مامور کیا جس کی جگہ قلعہ مدح بند و قجیان مافط کہ کہ ساتھ راست کو قیام
 کر کے تہ تیغ پر سرگرم مدافہ ہوا مگر اس قدر کام اذکی نظر و عین کی حقیقت نہ کہ تاننا نکل پاؤں ساتھ جماعت و قفا وغیرہ کو
 قلعہ میں یورش کی اور لوگوں کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چھین لیا لیکن تقدیر کو دیکھو جبکہ عبدالرسول خان
 قلعہ کو دروازہ پر کھڑا ہوا لوگوں کو لڑائی پر تھریں کر رہا تھا کسی قلعہ والے نے ایک پتھر مارا اس سنگدل کا سر چور
 ہوا شیت صیانت کو میس لگی بادہ روح بھٹکلی اگر حقیقت ہو گئی مگر اس حادثہ کو کھانا کا تذکرہ کیونکہ یہ پتھر تاننا
 یہ پتھر پڑا پڑی مصطفیٰ خان نے نیز اپنے ہتھیار نکال کر قوت کمزور ہو گئی چاروں چاروں پتھر تھک کر تعزیت میں توبت لگائی
 جو تیر روز تو بچا نہ وغیرہ جو سامان ضروری تھا قلعہ مذکور پر لیکر آگ کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اسکی نزدیک
 آہو پونجی کی خبر ملی رات دن سنگر کی حفاظت میں مصروف ہوا اور مدھی شاعر خان کو حکم دیا کہ رات دن گڑ سنگر
 کو گشت کر کے تالیف قلوب لشکر میں مصروف رہے تاکہ خورشید کو روز نہ آئے۔ ایک ۱۰ ماہ فوج کو سب لوگ طیار ہو کر
 بیٹھتے کہ دو گھنٹی دن لکھنوی پر مصطفیٰ خان سنگر کو قرب آگیا اور ناغہ ای اسبہ کو دیکھنا نہیں سکوت کی اور فوج کو درجہ
 سکے ایک حصہ بلند خان رو بہ لہ کر سدرسی میں اور دوسرا اپنے ہمراہی میں لیا اور اون باغات سے چھلک لہجہ جان
 کو چہرہ سستی میں ہجائے اور کھیت سے ہٹا کر لنگر لایا اور سنگر کو عقب سے آڑے اور ہیبت جنگ کو لشکر کی پشت پر پڑی
 تیرہ ہر کر خود بھی اخیر سنگر سے کہ راجہ بندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ وسطیٰ محافظ تھیں جس جا کا ارادہ کیا
 بلند خان حسب الامر فحاش ہو کر جعفر خان کو خبر سے باغ سے جان بجا رہ قید ہوئی یہاں تک نکلے ناصر علی خان مجروح
 اور اسکی بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کو داماد مرزا صفائی سے جا بھرانا ناصر علی خان زخمی ہو کر بیکار ہو گیا اور
 سید علی اور مرزا صفائی جان سے گئے اور ناہر خان موافق زخمی ہو کر رو بہ فرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ
 لشکر میں جا بھو گیا اس کے ہمراہی رو بہ لہ کر کھیتی کی سموری دیکھ کر لوٹ پاپ میں راغب ہو گیا اور یہ سب مصطفیٰ خان
 نے راجہ بندر سنگہ پر تل کر کے جماعت کثیرا خاندان زیمان بابو زئی اور سندر سنگہ کو داماد وغیرہ کو کسان
 ہلاک میں مار ڈالا سندر سنگہ اپنے گھر سے ہٹا کر مصطفیٰ خان کو از دام میں حوجہ تانت ہزار سے کم تھی
 اور سکی تلاش کرنے لگا اور مصطفیٰ خان کی بھی ادس سے خبر نہ آئی کو بھرا بھو درخول سنگر کو دو لفظا خان طوطی کو
 تیر باران سے کلمہ پراور راجہ کیرت سنگہ کی بلو میں زخم آیا اور بھو درخول مجروح ہو کر کے پیرا وٹھ گئی اور
 لشکر میں غیب از آسمانی کی جگہ رٹ لگئی ہیبت جنگ کے رو بہ فرار میدان خالی پا کر مصطفیٰ خان سے ہمراہیاں

اسیای کے نمایان ہوا ہیبت جنگ ہاتھی پر سوار ہو کر جیاد میوں سے جو ٹھکانا دو سو سوار اور دھڑے سو یاوہ خاص
 سردار سے مقابل ہوا جملہ سواروں سے زنا مدارخان اوکا گکارخان اور سردار خان ورنست خان سب سے آخر ہوا
 ایک سو سوار کے اور انہی سوار تفرق سارہ میر بدر الدجی بخاطر بسا دت علیخان کو اور کتنی لوگ ملازم سکاڑہ شیخ
 کباب لغت ہنسب اکٹھے اور مدعی شادخان مع نفی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چہ اور آدمیوں کو مورچہ
 میں شیخ حمید الدین حجاجی لکھنؤ اور ہیبت جنگ کو بائیں طرف گفتگو اور زبونی اسکی میں تاکہ اس موکر کو زونی
 کی ہر چند مدعی شادخان نے انکو اور نیز شیخ عبدلہ لکھنؤ والی کو سواری کیواسطہ کہا مگر کسی نے نہ سنا مدعی شادخان
 اوغین پانچ چہ آدمیوں سے ہیبت جنگ کو بائیں طرف کھڑا ہو گیا مصطفیٰ خان نے یہ سوچتے ہی لوگوں کو اشارہ کیا کہ
 دونوں ہاتھ سے ہیبت جنگ کو پکڑ لیوں بلکہ آواز نہ کیا کہ ہیبت جنگ ہی ہے زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نے مقابلہ میں مدعی شاد
 کے آکر سارہ ہوا اور مدعی شادخان کو تین چار آدمی پایادہ ہو کر مقابل ہوئی ہیبت جنگ نے استقلال سے تیرن
 ہوا اور کتنی شغف کی معرفت عبدالعلیخان کو مع فوج طلب کیا عبدالعلی خان وغیرہ جو مصطفیٰ خان کا باپو تھا جانتا
 تھیں ہوا کہ سکاڑہ کا قاعدہ اوغین کہ سوار ہوں اور اپنی جگہ سے نہ حرکت کرو جان ہو دین کی حفاظت میں مصروف
 رہتا ہیبت جنگ نے دوسرا پیغام دیا ہو جب مصرعہ پس ازان کہ من ناظم سچ کا رخواہی آدینہ اس خبر سے
 عبدالعلی خان تیر ہو کر سوار ہوا اور صاحب کتاب نے ابھی چند نفر کو ساتھ ہر لہتا دیکھا کہ مصطفیٰ خان شکست کھا کر
 سنکر بیاہر کر زبان ہو گیا اور ہیبت جنگ کی طرف سے بان اور توپ چل رہی ہیں عبدالعلیخان اس واقعہ سے سخت
 نادم ہوا کہ ایسے موقع میں جس کوئی خدمت نہ ہوئی چاہا کہ اوغین چند ہمراہیوں کو ساتھ مصطفیٰ خان کی فوج پر
 جو دور ہو کر کمال استقلال شادیا نہ فتح بجا رہتی جاگڑے دوستان دربارہ فغانست کی مگر غیظ جو ایک نامانی
 بیاختہ قدم اٹھایا اور سوخت ہیبت جنگ نے فغانست کی کہ اگر تیر ہو میں اس فتح مند اور کافقہ ایکس ہوگا میں کڑو شکر داری
 کیجو لاجم آگے نہ بڑھا اور پراگیا اور مصطفیٰ خان دو ہونگ استادہ راجو سب کو پہچانی میں کہی ہو کر تون کو مجروح پایا اور
 اور بعض معتدون کو مارے جانی کی خبر پائی لہذا اسوقت یورش موقوف کر کے اپنے ہمراہ کو لب دریا
 بن جن تاکہ چلا گیا اور سنکر کو مقابلہ پر درختان انہیں تو میں لگا کر گولہ اندازی شروع کی مصطفیٰ خان
 کی سنکر پر شکست کھا کر کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نے مصطفیٰ خان کا سنکر میں پہنچا
 دیکھا زندگی سے بایوس ہو کر پڑے استقلال سے جنگ آور ہوا دست خاص سے تیر افگن ہوا اور پھر
 اتفاقاً ان خاصہ اور رہتا ہیبت میں نے چند و شمشیر سے مصطفیٰ خان کو سارہ بند کر دی اس موقع میں
 حکیم شاہ کہ جو انان با نام نشان سے تیرا رہتا ہے مصطفیٰ خان نے فوج کو کستا مارا اور وہ مدعی شادخان
 اور ایدل شاہ اور اسینہ بابائی اور بعض تھوران دیکھے روبرو ہیبت جنگ کے زخم شمشیر سے

ملا کیا مصطفیٰ خان نہایت نزدیک آگیا تاکہ اسکا فیلبان زخم تھنک تو ہر دوسے زمین آیا اس واردات سے مصطفیٰ خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہ ہو اسکا ہاتھی گریزان ہو جھٹ سوار سی سو اور تکریدہ ہا ہوا تاکہ اسکو ہمراہ اور لوگ بھی جانفشانی کریں مگر اسے اور ترڈ کا سبب لوگوں نے یہ سمجھا کہ شاید فیلبان سے ہم آغوشی ہوئی فوج ہماگ نکلی درجہ لاجپری کو خود حضرت ہی پیادہ پاؤں سے پہنچو سکے گا پھر آخر جب لوگوں نے پہنچا تو پوچش میں آؤ اور ایک نہایت عمدہ گھوڑا واسطو سوار سی کو حاضر لائے اور اس پر سوار کیا چونکہ عین ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تھا نہر مصلحت نہ سمجھا دوز تر جا کر شاہانہ بجائے کا حکم دیا اور مقابلہ پر استادہ کھڑا ہوا اور صبر طرح کہ ذکر ہو چکا ہے ویسا ہی عمل میں لایا اور ہر ہیبت جنگ فوج تمام سواران و افواج باقی ماندون کو تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کو بعد معلوم ہوا کہ رابہ سندر سنگہ نامہ قدورج اپنی چہا ہون کو سرگرم جانفشانی رہا آخر کا مصطفیٰ خان کی دست بردی سو آکر اپنے رفقا کو مقتول و مجروح دیکھ کر راہی ہو گیا اور راجہ کیرت چند بھی اپنی راہ لگا اور ملند خان فوشکر کی بازار اور بنگاہ لوٹ لی سندر سنگہ نے مصطفیٰ خان کی فوج اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کر کے اپنی راہ لی اسکو ہمراہ بشن سنگہ اور محمد جمال اور نصر احمد زبیدار پر گنہ سرس کشنہ اور ترار وغیرہ کو بھی چلے گئے اور بیہون فوج مصطفیٰ خان کی ضرب کمانی تھی اکثر حضرات عظیم آباد کے گھروں میں اور بعض دریا کنارے اور انہوں کو باغ میں جا چھو نصف سکر کو قریب محافظان سے خالی ہو گیا بازار اور بیہون کو نشان تک نہتی جہاننگ نگاہ کام کرتی کھست میدان نظر آتا تھا لاجپری سے شہر کے طرف سکر جانب مغرب چھوڑ دیا اور شرق کو طرف غنیم کو مقابلہ میں حفاظت ضروری ہیبت جنگ تمام دن مختصر غنیمہ میں جو عبدالعلی کو غنیمہ سے تھوڑے فاصلہ پر نصب تھا قیام کرتا تھا اور رات کو عبدالعلیمان کے خیمہ میں شب باقی ہوتا تھا عبدالعلیمان اور مددی شاعر خان اور نیز مورخ اور اسکو رفیق وغیرہ اور ہمراہیان عبدالعلیمان اور اکثر مددی شاعر خان کو لوکر اور علی نقی خان یہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتے تھے اکر ات پیمانوں کے قریب سکر پہنچکر بان ماری اور جہا پہ مارنے کا ارادہ کیا مگر یہاں شمال مددی شاعر خان اور عبدالعلیمان کی حسن سی سو کپہ پیش نہ گئی انہوں نے جھٹ پٹ سب کو ہوشیار کر کے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر خبردار طیار رہو جب غنیم پیش قدمی کرے سزا دوسرے تمام دن غنیم کی توہین چلا کرتی تھیں گھوڑے آدمی جو سقہ ہم لوگوں سے دور سے بخروج اور ضائع ہو تو اور جو لوگ کہ دامن سکر میں رہتے وہ محفوظ تھے باغ دن کا کل ہی دار مدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چار شنبہ کی شب تھی ہر کارون فوجبری کے مصطفیٰ خان محل کوچ کر چکا ہیبت جنگ فوجیان سے مصلحت کی یہ راہ قرار پائی کہ مصطفیٰ خان کو بجز جنگ کو کچھ سفلوز نہیں صبح ہوتے حتی الامکان آمادہ ہیکار ہونا چاہیے جو مقدمہ میں سے ہوگا اور یہ صلاح ہوئی کہ جو لشکر

سابق میں مغلوب ہو چکا اور جو محفوظ رہی ہیں ان کو ساتہ لیکر جنگ کو پہنچے۔ علیہ السلام
 بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانناز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمہ پیش کیا اور
 جسوت ناکر اور ناصر خان راجہ حسین کو مع اوسکے چاروں بھائی اور کل اور رسالہ خاص اور مدعی تاراخان
 اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنی جہاز لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کو ساتہ مقرر ہوئے
 اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نرین اور ذوالفقار خان وغیرہ جو پہلے متہم نہ ہوئے تھے مسکروں میں اطمینان کی گئی
 اول میں کو ہیبت جنگ نے نماز پڑھ کر توکل باری اور نصرت الہی پر کیا سواری کی ڈھاریائی غزستان خداوند
 کریم پر کر کے فتح و ظفر اور پر دشمن کو کچلنے بھی عبدالعلی خان کو ہمراہ ڈیرہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کو ساتہ
 دو ہزار سوار لیکر پیادہ اور کچھ توڑی سے سب ان اور دو تین ضرب ربطہ جلوئی جو ہوئے مصطفیٰ خان کو ہمراہ
 سوار باخاؤدہ سے جو مسکروں کے دیکر کھڑے واقعہ سے مع توپوں کو عرب رویہ روانہ ہوئے مدعی تاراخان نے
 عبدالعلی خان کو کیا کہ پشیمانی کے سدا ب جلد پکڑنا چاہی ایسا نہ ہو مصطفیٰ خان وہاں پہنچ کر سدا کی حفاظت میں
 ہوا اور کچھ میدانیں پاکر فتنہ برپا کر عبدالعلی نے منظور کیا اور نہایت جنگ کر دے اور سب سے خوف رہی ہوا
 اور ہیبت جنگ شام سے عبدالعلی کو عقبہ دست کو چکا ہوئے روانہ ہوئے بعد لڑائی کے کافا غلہ محاسب
 عبدالعلی ان سے دیگر رفقہ اور نیز مورخ کو قریب سدا کو رکے نہ پہنچا تاکہ مصطفیٰ خان اوس سدا کو میدان میں
 عقبہ کے طرف داخل ہوا اور اوس جگہ پر قابض ہو گیا تو پون کو ہمارے مورخ لگا کر کولہ افغانی شروع کی اور ہمارے
 رویہ ورم بعضی خان خلف الصدق مصطفیٰ خان مع جمیع فراوان سدا کو آئیں استاد ہوا اور مصطفیٰ خان
 تنہا سدا پر پہنچ کر باغ صفہ خان کو سر راہ ہیبت جنگ کے مقابل تھرا دشمن کی فوج سے ایک تیر کافا غلہ تھوڑی
 دیر میں بہت سے ہمارے غنیمتی مروج اور مقتول ہوئے اور کثیر سواروں کو گمورہ زوری سوار پیدل ہوئے عبدالعلی نے
 اُسے کسی رفیق کا کھونا گورہ کر مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنی ہاتھی پر چل کر دی جب ہاتھی اوسٹو لگا
 اوسکو کہ میں کوئی گلی جھٹل ہوا کہ غریب مذکور پر آکر گولی اوسکو کہ بند میں شند ہی ہو گئی اور نیز مورخ کو باروزی
 سب میں گولی آگئی چہرا چھل گیا مگر نہ ہی محفوظ رہی عبدالعلی خان کو فیلبان زد و گولی کیا میں بیکار ہو گیا
 عبدالعلی خان نے اپنے خواہس رحمان خان کو بجای فیلبان کو شہلا یا اور فیلبان مروج کو دوسرے ہاتھی کے
 ہوج میں لٹوایا ایک عبداللہ خان کو رفقا میں فتح اللہ نام ایک شخص نیا رستم شان اسفند یار زمانہ
 باوجودیکہ خود مروج اور بیکار ہو گیا تا مگر عبدالعلی خان کو باقی ماندہ تفنگیوں کو ہمراہ لیکر اونکی بند و قین تیار
 کر دتا اور اون سے فیر کر اتانا نہایت نازک وقت تھا اکثر لوگ نکل گئے عبدالعلی خان اور احمد خان قریشی
 اور شیخ جہانناز اور خادم حسن خان چہ چار سرداروں کو پاس قریب تین سو سوار کر کے کھڑے ہوئے

ہیبت جلی گئی اور سو فتنہ عبد العلی خان ذہبیت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمیر وقت تنگ ہی رہے مدد پیش قدمی
 نہیں ہو سکتی اگر آپ جہنم کرین ہماری ہشت گری ہوتی ہو در نہ جو گذر تہی وہ ہمیر گذر یگا الا لہی کا
 انتقام ہی برہم ہو جائیگا ہیبت جنگ چاہتا نا کہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اور سکا باب ہلو مان ہوا اور ہلو
 یہ خبر سکر نہایت مایوس ہو کر مدد از دی سو رجوع کیا اسی مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتھی عقب
 سد سو تہ ہوا یعنی ہوا کہ غنیم کامر ہوا چاہتا ہوا واہ قدرت از دی کی ہو کہ او سی وقت مزاج اندون تفیقون کو ہوا چکا راہ
 مای ایک گولی نشان بردار ہو چکی او کامر ہوا دو گز پرست نشان او چیل کر جا گروا و سو وقت سو رخ ہڈا کی زبان
 سو نکلا کہ وہ مارا چار زین سردارون ذہبیت ہلو کر یا تہیون کو ٹر با یا اور سد سو گذر کر مرتضی خان کی فوج
 سو کہ سامنی تہی جانر سے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ ذہبیت العلی خان کی راسے اور او سکا پیغام مذکور ہ پسند
 کیا بدون تہی فوجی والد کو اقدام کر گیا پیغامبر کے واپسی کو بعد تہوڑی سے عرصہ مین ہاتھی کو پیش قدمی ہر لایا ہلو
 وغیرہ بھی ہمراہ لیے گولہ اندازون ذہبیت چلی مین ہی ہر بار شروع کی ہمارا سکا اور ہیبت جنگ کا ہونچا پیغام
 کہ سر پابک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سو ہنگامہ رزم گرم تہا چالیس آدمی جرا غنیم
 کے ہمارے روبرو ماری گئے تو کہ یکا یک مدغیبی ذہبیت کام کیا بموجب اس آیت کہ تو غم نہا و نذل مین
 تشا ہوا بدلی مغربی سو مشرقی ہوتی ہیبت جنگ کے کسی پیش قدمی کی گولی مصطفی خان کو چشم راست
 مین جا ہو چکی اور وہ بن گوش تو نکل گئی مردہ کو طرح سو یا تہی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تہو مان
 جان گذران سو چشم پوشی کر گیا اس چشم زخم سو ہر ایک کو شوخ دید کی دور ہوئی طرفہ العین مین ہاگلو
 مرتضی خان ذہبیت باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوسن و سو اس گم ہو گئی مصطفی خان ذہبیت کہ ہرادی حضرت
 امیر المومنین علی علیہ السلام اور حبان انتخاب قصو کی تھی او سکا باعث سو اس سزا کو ہو چکا اور جو کہ کہ
 دیکھا خوب دیکھا ہیبت جنگ او عبد العلی خان وغیرہ سرداران منصور ذہبیت شکر گذاری باری کی احترام الدولہ
 ذہبیت نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ عین کمنہاہ ناموس ہی تاشیان لوگ بلا خطر اب
 کمال استقلال سو ہر ایک کو فراہم لئے جا تہے اگر گاڈیان پیچہ رجائین دو تین ہزار جرا کر سے ہو جا ذہبیت
 آگے کو نکل جاتین یہ بھی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد ذہبیت حکم دیا کہ تعاقب مین شتائی
 نہ کیجا ورنہ حتی کہ دو ہر مین ایک کو س تعاقب ہوا بعد ازاں قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہو اور
 تالاب ایٹنی پر قیامت گزین ہوا بعد افاقہ کے ہو چکا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سو خبر بائی بخت
 و اقبال کی نامساعدت پر حیف کیا ہیبت جنگ کو خیمہ مین ہو سچے ہی مبارکباد کی نذرین گذرین
 ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین کرا

صبح مصطفیٰ خان کو کوچ کی خبر پائی خود ہی سوار ہوا اتلا ب ایٹھی میں پہونچ کر چھ زین ہوا اور مصطفیٰ خان کو بت پور پہونچا اس طرح نہی محب علی پور تک تعاقب ہوا اتنا کہ حاجت جنگ عظیم آباد پہونچا رگھو بہو سلہ کو نکلنے کی خبر یہو جب طلب مصطفیٰ خان کو سنی پس ہیبت جنگ کو لکھا کہ احوال اسطور پر ہی اگر خدا نخواستہ مصطفیٰ خان اور مرہٹہ متعین ہو گئے مدافعہ شکل ہو گا پس نہ مجھ میں اتنی طاقت اور نہ تم میں اتنی وسعت ہتیر یہ کہ چونکہ الحال وہ مغلوبہ ہو گیا تم اسکی مدافعت میں رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودہ ہو کر کسی تدبیر سے مرہٹہ کو متوقف کریں ہیبت جنگ ذاس خبر کو سن کر لشکر کی سرداری عبدالعلینان کو سپرد کی اور کمندیا کہ جو مناسب جاو عمل کرو اور خود وقت شب عبدالعلینان کی پالی میں سوار ہو کر اور ہیبت سے کنار ہوا لیکر شباشب راہ لکھ کر کے صبح ہو تو مہابت جنگ کو پاس پہونچا اور چند منزل کے آذی کا وعدہ لیکر بطریق خفان سراج الدرو کہ ہمراہ لیا اسپنہ لشکر کو آیا مہابت جنگ بھی دو ایک روز کے بعد پہونچا اور مصطفیٰ خان کو تعاقب میں قصبہ زنیاتک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہی اور صفد جنگ کے محل کو سرحد پہ گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کر کے معاودت کی مصطفیٰ خان نے قصبہ چنارہ میں جو قلعہ جات مشہورہ ہند میں ہی جا کر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ میں سامی ہوا اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودہ ہو دی وہاں سے مہابت جنگ بلاد ہندو مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد میں متوقف ہو کر تالیف رعایا اور فراہمی سامان حرب اور اجتماع لشکر میں مصروف ہوا۔

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا نہ ہون کا بدواں میں اور انجام دولت مصطفیٰ خان اور ہیبت جنگ کی پٹا

مہابت جنگ جعفر خان کو مانع میں بعض امور ضروریہ کو دیکھ کر دینے و زمین پر باونہر علیان نام ایک شخص کو جو کہ بزازان آور تا برسم رسالت رگھو بہو سلہ کو پاس بھیجا اور خود متعاقب اسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحم خان جمادہ دار عمدہ و معتد اپنی کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگھو بہو بردوان پہونچا تاکہ منعم علی خان کی ملاقات کی اور پیغام معالہ کا ذکر شروع کیا رگھو بہو اس پیغام صلح التیام سے مغلوبی اور مسلوب الخواصی جنگ کی سمجھ بیدین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کرور روپیہ پیشکش کرے البتہ معالہ منظور ہی اور مہابت جنگ نے بمقتضائے وقت مان ہون میں چند روز تاخیر سلسلہ تقریر میں ایسا اولمہا یا کہ حرکت کی مجال نہوئی دہائی حیفہ اسی رنگ میں قطع ہوئی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوش زد ہوئی لشکر آلی بجالایا اور رگھو بہو کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحہ آئندہ میں

ان صاحب سے ملتا ہوں۔

مصطفیٰ خان کا پرگنات سکر شاہ آباد میں پہنچا اور بہت جنگ لڑائی قصبہ ہن میں اور بہت جنگ کی فتح پانی

بھرام الدولہ بلور بہت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایاں گرجی اور شروع برنگال تھی مصطفیٰ خان کی قربت
سکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کر کے گوشالی موس بد مال کو عازم ہوا اور
مصطفیٰ خان نے اپنی قوم کو قصبہ چنارہ میں فراہم کر کے جو کہ رخصیہ تا خرچ کیا جب دیکھا کہ موسم بہت سرد
پڑ گیا اور گرمی آہو سچا اپنے تین صوبہ عظیم آباد کے حدود میں باہر اور دیت سنگ اور جین ملک جلد پور
کی حدود میں جو کہ بہت جنگ کا پرانہ مخالفت تھا پہنچا اور خیال کیا کہ اگر بہت جنگ نہ کر فتح پانی مدعا حاصل
ہوگا اور اگر مارا گیا مراد ملی قصبہ کیا کیونکہ اب سپاہ نوکر کرنی طاقت نہ رہی تھی اور اگر بہت جنگ نے
توقف کیا تو ہر دریا سے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہو جائیگا پس وہاں کے زمیندار بدکار سے
ملکر سکر شاہ آباد کی قدر و پیرہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کس قدر روپیہ کم کرنی کا طور پر دیا جاوے گا بعد
انقطاع برسات رگھو کو موافق کر کے لڑو گا۔ بہت جنگ نہ ہو باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الغیر پر آکا جی پانی
کچھ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار سے شیخ دین محمد جو شیخ مہا بدر بلند خان کا متبعی اور حکمرانیت خان عالم
پورنیہ کی مہابت جنگ کی مدد پر بھیجا تھا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسو مہابت جنگ چھوڑ گیا تھا عظیم آباد سے
کوچ کر کوہ لور کے گھاٹ سے دریای سوہن پایاں اور تیر گیا اور دوسری روز میدان کرہ منی میں جو کہ جلدیس پور
کا قریب ہے کسی جیل پر فاقست فرما بیٹھو کہ لشکر مصطفیٰ خان کا قریب تھا تمام روز شب حفاظت رہی صبح ہوئی
بعد از سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنکر بنا کر لڑائی کیجاو لیکن مدھی نثار خان وغیرہ قضاہ عرض
کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تھا اب ہم غالب ہیں اگر سنکر بنا کر جنگ آور ہوں تو اسکو فائدہ ہوگا نصف
صوبہ سی زیادہ قصبہ میں لایا ہو آپ کی حکومت بہت کم رہی ہے دوسری برسات میں کیڑ و لدل جب ہوا تو کوئی
مدافعت نہیں ہو سکے گا اگر اسنجر برسات گذری تو مرہٹہ سی باہم ہو کر لڑیگا اسکا انتظام کیا کرتے ہو بہت جنگ
نے اس مراتب کو خوب سمجھ کر عبدالعلین آباد کہ ہراول و مقدمۃ الیش تھا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنکر بنا کر فوج
کے حیلہ سے اقدام کر کے لڑائی شروع کر دی آخر الامر اسطور تعیل ہوئی ایک گز وہ لشکر کا پیشتر گیا تاکہ غنیمت
کا نمود ہوا مصطفیٰ خان نے فوج کو دو حصہ کر ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرے حصہ خود بدلت
کی زیر حکومت رہا دوسرے تو پین سر ہوئیں ایک گولہ سر بلند خان کو فیل سواری پر جا کر مجر د فوج میں لے گیا
آئی مصطفیٰ خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جھٹ پٹ ہاتھیوں کو ڈبایا اور سواران ہمارا ہی ذبی گھوڑ پٹیکے

مصطفیٰ خان جم غفیر سے تیر باران و داتھ خان جو کہ ہمراہ تو چنانہ تھا اس کے سر پر آپہنچا جو کہ تو چنانہ بھی نہ کر
 ہمراہ سب سے پیشتر بڑ گیا تھا و او وہاں سے سترہ نفر اپنے بانیوں کی میدان کارزار میں مستقل ہو کر مری کا
 کام کر گیا ہمیشہ کی نیکی اپنے واسطے چور گیا و او وہاں کا حال دیکھتے ہی لوگ بڑا سختہ ہاگ نکلا مصطفیٰ خان
 تو اپنے دست چپ پر خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زور و جوش دہین سے چپاس تسانہ نفر کر کے
 کام آیا جب عبدالعلیمان فرخ کو دیکھا کہ ابتر ہوئی جاتی ہے مع ہمراہ والوں کا اگر بڑا راستہ میں تو چنانہ
 کو بیل سلسل پڑے تھے جو ہر شکل تالا جرم اونکی نامہ اور راسین کاٹ دین اور کل گئے اس وقت ہندی شہر
 نمان سے پانچ چہ نفر کو اور نقی علی خان تنہا یمن و یسار سے پہونچکر ہمارے شریک بنوے اور سورج ہذا
 عبدالعلیمان کو ہمراہ تھو اور شیخ جاناہار اور راجہ سندر سنگھ جو دست راست پر معین اور مہینہ سے عقب
 تھے دس بارہ سوار سے آپہنچے اور رحم خان پندرہ سولہ آدمیوں سے نیزہ بگن ہمارے یسار سے آمو جو
 ہوئے بچو اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفیٰ خان کو مقابل ہونے کے خدا معلوم کہ ہر سے ہندو کی گولی
 مصطفیٰ خان کی چپائی پر جا لگا اور قلب سے متصل ہوتی ہوئی پہلو سے نکل گئی جان فریافت کی مٹا گئیں
 جان دہی کو باقیما نہ جو اس کی پشت گیری سے گرم جنگ تو تھنڈی تھنڈی سے اپنی راہ سد باری حتی کہ
 مصطفیٰ خان کا لڑکا مر تقی خان باوجود سہرا پاشان و شوکت کو میدان جنگ سے نکل گیا اور بہت جنگ فرج
 فرج ہر اول کو گرتے ہی مایوس ہو گیا تھا عبدالعلیمان کا حال دریافت کر کے فتح و لغت کی التماس گاہ
 مذا سے کر کے ہاتھی کو بڑا یا اور اخیر زمانہ دار و گیر میں ہمارے پاس آپہنچا عبدالعلیمان کو فتح مند
 میں دیکھکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفیٰ خان کو ہاتھی پر چڑھ کر اسکا سر کاٹ کر
 تعیل ہو گئی سر نیزہ پر چڑھ کر لاش کو عظیم آباد بھیجا تاکہ شہر میں تشہیر کرے اور شہر کو کمانا کرے تا اونکو انکی عزت
 ہو پھر اور کوئی ایسا امر خیال میں بھی نہ لایا و دفن کر دیں۔ میر محمد باقر غنشی شوسستری نے جو کہ سادات
 شوستر اور زاهدان عصر کو کمال درع اور تقویٰ میں تھا اس لڑائی میں کھاتا اور اور اسے صعب
 التماس متنبیان حجب سے عالم رویا میں دیکھا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور افغان
 پر کلین کو شمشیر سے قتل فرماتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر میں نور اللہ اکبر کے واسطے کہ دو بارہ کی جب یہ
 خبر سنی کہ اسکا سر آیا اور لاش ہاتھی کو پھر میں بندہ کر گندوائی گئی انہیں میر باقر صوفی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ
 تو اسے طرح دیکھا ہے دو بارہ ہونا چاہیے دو تین گھڑی کے بعد بہت جنگ کا حکم پہونچا
 کہ اسکی لاش کمر سے دو نیم کر کے ایک حصہ شہر کے جانب شرق اور دوسرا مغرب
 میں لٹکا وین آخر اسے طرح تعیل ہوئی اور بعد مدت کے دو نو حصہ کو بوسیدہ ہو گئے تھے

اور تیار کر دینے کے لئے

باقیمانہ رفقا سے مصطفیٰ خان کا بیان اور دلشیر خان اور الف خاں عیسیٰ خان کو مٹھو خان کا احوال اور معاملہ گرو کا راجہ دو لہہ رام سے اور اخیر سوال جواب مہابت جنگ کا

مصطفیٰ خان کا گرو مٹھو خان آخر وقت جنگ میں مع باقیماندگان کو بمقتضا بیت مشہور کی ستر زندہ و خندہ بھگتانا چہ از مرزہ گریہ دوستانہ عرض کر کے چلا گیا اور مکرہی گھومین پناہ لی اور عیسیٰ خان جو مٹھو خان کا خالو اور مصطفیٰ خان کا سالاتا کو دلی سے جہان پوشیدہ ہوا تا گرتار ہو آیا چند روز مفید رہا بعد ازاں عطایہ جامہ اور لباس اور کچرا دراہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا سوار و شہر خان خواہر زادہ شہر خان مراد شیر کا چہوٹا بھائی دو تین گویان لکنا کر ہوش میدارندین شہر تا مہابت جنگ مٹھو خان کا قد شناس تھا سپنے پالکی پر اوٹا لایا اور مزاجوں کو نہال کیا مگر اجلہ پنجپورہ دور و روز کو بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خاں داماد سردار خاں مٹھو خان کو چہرہ سلامت نکل گیا مہابت جنگ زخمیدہ گذار سی رب قدیر کر کے مصطفیٰ خان کو خیمہ میں نزول فرمایا مبارکباد کی نذرین قبول فرمادین شام کو پوت عبدالعلی خان کو خیمہ میں آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کامل فرمائی چونکہ اس سیدائین سہابہ فوت ہوا تھا شاہنشاہ عہد عبدالعلی خان کو ہاتھ لگا تھا تو اس وقت کا نگر دیا اور مہابت جنگ کو حضور میں مبارکباد کی عرضی بھیجی اور یہی لکھا کہ حضور یشاہی سے خاں گرو کو علم و تقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ فراس امر عظیم کہ خاندان میں جو مہابت جنگ اور عبدالعلی خان جو سردار خاں مٹھو خان اور جوہرات اور شیر اور باقی حمایت فرماؤ اور خیر خاں کو ان میں مولو شخص اس کی تمام تر سبائے بیوی اور گورنش خدایات بجا لاکر سیرت باد و شہر تہوا پڑ گرو گروانہ بیوی اور بیوی چند روز گرو شاہ بادشاہ کو حضور سے علم و تقارہ عبدالعلی خان ملو لیا و تیار کر دیا۔

انار گویا جو سلاہ کا کنگا میں اور عقیدہ ہونا راجہ دو لہہ رام کا قارہ ہاٹی ملین میر عبدالعزیز کا مقابلہ کرنا گرو گویا جو سلاہ سے

دوسری لڑائی میں جبکہ مہابت جنگ ہی پونچھ مصطفیٰ خان کو تائب بین شریک ہوا تا شہادت جنگ کو لکھتے ہوئے گرو ہوسلاہ کو کنگا میں لڑا تھا حال معلوم ہوا سکھ مہاراجوں نے کہ جب عبدالرسول خان بسبب بیجاقتی صحبت باجی مہابت جنگ اور مصطفیٰ خان کو کنگا سے عزواں پیدا ہوا اور اسکی جگہ پر راجہ دو لہہ خاں کو جان لیوا جو وہاں کنگا پیکار تمام ہوا اور دو لہہ رامی موافق اپنے عقیدہ کو اکثر برہمن اور سنا سیوان کو ہم صحبت رہتا اور سنا سیوان کو جامعہ داران سے نہایت کرامت رکھتا تھا اکثر موافقات برہمن اور سنا سیوان کی مصاحبت

اکثر ان سنا سیون میں رگمو کو جاسوس تھو کہ اسکی سستی اور سچائی رگمو سے بیان کر کہ اسکی تہوری کو متفق کر
 کرتے تھے جب مصطفیٰ خان کو عرف خط طلب رگمو کو نام پہونچا نامبر وہ جب سے ہاسکر مار گیا تھا مار دس بریدہ
 کو مانند رخ و غم کو بار سے چچا بکسا یا کرتا اور انتقام کو فکر میں خون جگر بنا کرتا تھا اسکا خط جو پہونچا سرتوت
 لسطیہ غنی بھکچو چہ پندہ ہزار سوار سے روانہ ہنگالہ ہوا اور کنگ کو پاروں سے اس ملک میں پہونچا
 او ہر راجہ دولہہ سنا سیون کی فریب میں ایسا غافل تھا کہ رگمو لب درای کنگ سے بار اور آیا اسکو اصلا
 خبر نہ تھی میر عبد العزیز متوطن سمانہ جسکا ذکر کسی تقریب سے ہو چکا ہے اس کے آذیت مطلع ہو کر مع دہل بیٹل
 آدمی کو جو اسوقت حاضر تھے سوار ہو کر دربار میں آیا اور ہر اسہون کو کما کہ جلد طیار ہو کر متعاقب حاضرو
 جب دولہہ کے دروازے پر آیا استفسار کیا لوگوں نے عرض کیا کہ عمارت لیل خواب گاہ میں بن اور مرہٹہ کی
 میان کھینچنے نہیں تھی کچھ دیر بیٹھتی تھی کہ شہر میں آشوب عظیم برپا ہوا اور ہر گئی اسوقت دولہہ رام
 گو پریش آیا پالی پر سوار ہو کر قلعہ بارہ ہائی میں پہونچا جا یا اور سوار پاوں کا ایسی اشغلی و پریشانی میں کہ
 سر کی رستا کین امر پاوی پاویٹ اور تیار کین سبل و اسرا سیہ مہا کا میر عبد العزیز نے چند رفا کہ اس کے عقب میں
 دو ان تھو کسی کا شہنہ میر کر ایک مار کی کنگس کسی رفیق سے کی کنگر ہر راہ کی چند قدم جا کر کیا دیکھا ہے کہ راجہ نے
 چند مرہٹوں کو دیکر پالی پر چڑھایا وہ باخرا سکی راہ کی جو میر مذکور نے اپنا گھوڑا دوڑایا اور کما کہ گھوڑے پر سوار
 ہو عجب گھبرائے نہیں بلکہ جب کنگر اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نے ہر دو کنگر
 پہونچا و یا بعد ازاں دولہہ کا لشکر تھوڑا تھوڑا کر جمع ہو گیا اور دولہہ آپ سے لشکر محصور ہو گیا رگمو نے
 گھیر لیا اور ولہہ رام نے جب تک نہایت جنگ مصطفیٰ خان کو تعقب میں دوز نکلیا نہایت گھبرا یا اور نہیں سنا سیون
 جو جاسوسی کرتے تھے واسطہ سے بنا بار گمو کی ملاقات کا سلیل ہوا سرداران ہمارے ہی شہرہ لیا میر عبد العزیز خان
 اور چند دیگر آہ و زانو لیا اور اس کے بعد اس کی آخر الامر بعد پندہ روز کو راجہ دولہہ رام سے بیج سرداروں
 کی رگمو کے دیکھ کر کو چلا اور عبد العزیز خان سے چار سو بیٹے اور چند مستحقان شہر کو قلعہ میں رہا رگمو نے بعد ملاقات
 براہ فریب دیکر تباہ و زاری ہر ایک بہ در کو پہونچا ایک ایک سردار کو سپرد کیا تاکہ تواضع و مدارات
 پیش آئیں اور دولہہ رام کو خبیہ غلہہ میں واسطی مقام کے جگہ دی کہ بعد آرام و خورد طعام اپنی راہ کی
 جب ہر ایک کی کمر کوئی استراحت کا مہر انجام کیا قید ہو گئے ہر ایک نے دعوت پر عداوت کا پہل یا بعد العزیز
 آمادہ جنگ ہو کر قلعہ میں پتہ ہا جب رگمو کو اسکی حیرات معلوم ہوئی میر مذکور کو ہائی کو مع رسولان
 دولہہ رام اور اپنے ملازمین کو قید قلعہ بندیہ و قید کیواسطی بھیجا میر عبد العزیز نے جو ابدا کہ بندہ نہ برادر
 کا یا بندہ نہ آقا کا مستند نہایت جنگ و غنیمت پر بعض نامزد تھے ملکہ بندہ کو حق تک فراموش نہیں

جو بعد کیا جان کو ساتھ ہر خاصہ یہ کہ ایک معین چنر و زنیک سید مذکور نے حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہ لائی کہ قلعہ میں قدم رکھ کر تاکہ محابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور نیز پستی اس خبر کو کہ رگمو دیاسی کٹک سے عبور کر گیا تھا قاتل مصطفیٰ خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چور کر مرشد آباد آیا اور ہر چند خبر فقید ہو جانے دو لہبہ رام اور رگمو میر عبد العزیز کو کشتی ایک لہبہ چنر غرض کہ چور گمو کو انفرادی تین انگلی لک اور اعانت کو مخفی رکھا اور بیکس گمان مردم کو منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور دلیہ سخن تبار مہر مہالت رگمو کے پاس پہنچا کہ مستعدی مصالحت ہو اور رگمو نے جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین کڑور روپیہ کی اس حالت اضطراب میں صلح منظور نہ ہو محابت جنگ بضرورت چند روز ایسے اقرار و انکار آمیز ہو الجواب میں بیکر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سنی شکر خدا او اگر کہ رگمو کو جواب صاف دیا کہ اب ارادہ جنگ ہے نہ تاب و جنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی بیاسی ہے اور ننگانہ دغا شناسوری دریائے خون اعدا میں جا ہی رہیں بعد ازاں جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہوگی رگمو نے جواب دیا کہ اس جانب چوڑا ہند نہ ہزار سوار سے ملے مسافت کر کو نیا ننگ آئی آپ سو کوس سے استقبال نہیں کر تو محابت جنگ نے یہ جواب بھیجا کہ چونکہ تم پر بارہ دورست تھیلے عظیم اوشائی ہے اور ایا م برسات قریب آتی ہیں مناسب تھا کہ چندے آسودہ ہو لیکن بجائے اتفاق بارش انشا اللہ استقبال کر کو آپ کو در دولت تک سلامت کیجا و میگی اس خبر سے رگمو نے اطاعت نہ ہو جو زمین پناہی کی کہ تمام صوبہ کٹک میدانی پورا و چلی اور مردوان تک زیر تصرف لایا میر عبد العزیز اس مدت میں جو سوال جواب میں منعقد ہوئے اپنے لک سے مایوس ہوا اور قلعہ کو بھی آذوقہ سے خالی دیکھا بھنگنا و وقت کہ اس امر پر رگمو سے صلح کی کہ قلعہ بارہ بھائی کیوں اور مجبورت ہمراہیان ساتھ مال اسباب اور آبرو کو جانی دیوی القصد یہ محمد نامہ رگمو اور دیگر روسا لشکر کی ہر سے لیکر میر مذکور قلعہ سے بیکر ہوا اور چنر و زنیک میں رہ کر رگمو سے مرض ہوا محابت جنگ کو پاس حاضر ہوا اور بعد اکیسال اور کئی مہینے کے راجہ جانی رام نے تین لاکھ روپیہ واسطی رہائی اپنے لڑکے راجہ دو لہبہ رام کو معرفت مہاجان رگمو کو دیکر دو لہبہ رام کے رہائی کر دی اور محابت جنگ نے پاس حقوق فدویت راجہ جانی رام کو دے روپیہ اپنے خزانہ سے دلایا۔

رگمو کا عظیم آباد جانا مرصی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو ملبری گمو سے اور محابت جنگ کا او سکے مقابلہ پر پہونچا اور او سکے معاودت وہاں سے

جن دونین کہ رگمو بوسلہ نواح بہرہوم میں تھرا ہوا تا مرصی خان پسر مصطفیٰ خان اور بلند خان وغیرہ افغان نے جو کہ میدان جنگ سے ہباگ کر کرکری کو میں مقیم ہوئے تھے اور وہاں کو رسیدار نے بطبع مال

جنگ دی تھی اور پہلوان سنگ اور سونہر سنگ زمینداران سہرام اور چین پور نصیب الحکمیت جنگ
کو ایسا سخت قید کیا تھا کہ درہ ہزار سو دوڑتے دوسرے کی طرف بجا سکین سچا رہہ پنجان ایسی زیست سو
سوت کو طلب گار تھے رگوں ہوسلہ کو غرضی الکی کہ اگر آپ اس طرف تشریف لائیں ہلوگ آزادی پارل کی
غلامی میں تازہ زیست حلقہ بگوش ہوں رگوں دیکھا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہوگا لہذا آخر زیست
پیر ہوم اور کرک پور کو جنگ ہو تو ہوسے صوبہ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت و تاراج شیخ پورہ و دہات
کھاری وغیرہ کے مرتضیٰ خان وغیرہ کو رہائی کو دریا سے سوہن سو پایاب گذر کر افغانہ کو خلاص کیا
اور میں ہزار سوار مع افغان و مرہٹہ کی میدان ارول اور حدود کھاری میں جاو کیا کہ عقب سے ہوا جنگ
بارہ ہزار سوار جراسی بقتہ جنگ و جلال کی عظیم آواز ہو گیا اور احترام الدولہ بادر ہیت جنگ فی اپنے
سچا کا استقبال کر کے مشرف قدموس ہوا اور محابت جنگ عظیم آباد کو پورب طرف باقی پورین چینہ
زن ہو کر چند روز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان پر مشتملین اور تاراج -

عبدالعلی خان بادر کی ہیت جنگ تاراج کی اور محابت جنگ کو اسطرح صفائی ہونا

قبل اسکے چند ماہ ہو کر ہیت جنگ اور عبدالعلی خان مورخ کو فاکو در میانین غبارا وٹا اور ناجاتی
بہر گیر سو باہم مفارقت کی سورت پیدا ہوئی ہیت جنگ فی ایک دفعہ عبدالعلی خان کو نام لکھا اور معین
ایک فقرہ لکھا جس کا حاصل یہ ہوتا کہ غرضی خان کی لڑائی میں راجہ کیرت چند نے زخم کھایا تھا لہذا
کا گل کھایا آپ فی کیرت کھانہ کے اندر سے بنایا کرتے ہو عبدالعلی خان فی اس خط کے
معینوں خار خارتہ در بدر کی کہہ دیتے ترک کر دی جب محابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیت جنگ کی رفا
ترک کر کے محابت جنگ کو جسے ہر مشد اکابر و وزیر ایک روز محابت جنگ چیمین بعد فراغ طعنا و غلو
کی مجلس میں بیٹھ کر باقی احمد و محابت جنگ و ہیت جنگ و عبدالعلی خان بادر اور بی بندہ مورخ حاضر
عبدالعلی خان فی تقریب حق کر کے محابت جنگ سے عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہے کہ خدمت حضور میں
بیشہ عمر آخر کرے کیونکہ اس ہیت جنگ کو خدمت میں مجال قیام نہیں ہے محابت جنگ فی نظر تقصیر فرمایا
کہ اس زمانہ میں باہر بیٹھ بانی بانی سے محبت برار نہیں ہوتی جیسا کہ ملاحظہ میں آ رہا ہے سبب
اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سر گذشتہ محبت جنگ کو اپنے باپ حاجی احمد جو
بدگمانی غیر مناسبت ہوئی تھی پس ہر وقت باپ بیٹھ میں یہ ماجرا ہو تو تمارے اور ہیت جنگ کے
باہر جو حیا اور شرم ہو ایسا معاملہ کیجئے سبب نہیں اور ہونا ملا و لڑائی کا ہی کچھ دوزخ عبدالعلی خان

سے جواب دیا قبلہ گاہ بابائی اور لڑکی اگر باہم خصوصیت کر میں مغانقہ نہیں کیونکہ باہم بھی شرکت اور وراثت کہ ہیں بندہ کہ محض نوکر جو یہ عقدہ محبہ کی بنیاد نہیں رکھتا اگر لائق خدمت تصور ہو گا ہر شت کیجاوے ورنہ بدون رنجش اور گفتگو نا ملائیم کہ مرض فرماوین اسیر فقہ کی کیا ضرورت کہنی تھی کیرت چند کی کیا اصل ہے کہ بندہ کہ ہمسرہ ہو ہیبت جنگ اس کلام سے آرزو ہوا و خفہ سے تنہا کر بولا کہ ہم اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگے کیرت چند وہ شخص ہو جسکے والد کی جوتیان ہم لوگوں کو بزرگوں بنے سید ہی گین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم عالم نگاہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تھا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ نبی او نہیں میں تہ عبد العلی نے فیاض دیا کہ میرے باپ کی کیرت چند کو والد کی جوتیان نہیں اولئائیک کہ میں بھی اوسکی خدمت ضرور و سچوں مہابت جنگ کی تسلی کر کے عبد العلی خان سے فرمایا کہ آپ کیون آزرہ ہو تو ہین نواب ہیبت جنگ کا کنایہ محبہ ہو اس سخن سے مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہو کر خاموش ہوا بعد چند روز کہ ہیبت جنگ کو تنہائی میں سمجھا کر باہد گر معافقہ کر دیا رفع کی ورت فیما بین فرمایا۔

پھر رزم رکھو بوسلہ کا بیان جو محب علی پر کہ ترقی طرف میدان نہیں مہابت جنگ سے میدان ہوا

چند روز کو بعد مہابت جنگ کی باقی پور سے ہیبت جنگ و مولت جنگ و مہابت جنگ و سراج الدولہ اور شیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و حیدر علی خان و رحم خان و عمر خان و شیخ خانباز خان وغیرہ کو کوچ کر کے فوج پور پہونچے اوس روز رستمین کچہ بھی سر ہٹہ کا نشان تھا بعد ورود کہ بقدر غلغلہ بعض سواران سر ہٹہ کا اوثنا اور یہ کچہ تمام صبح کو مہابت جنگ بڑی تونک اور احتشام سے جنگ محل میں آراستہ ہو کر سوار ہوا اوس روز چہ آدمی و سب فوج اور پانچ آدمی صاحب بھی و مہابت و س فوج میں تہ مقدمہ لبیش میر محمد جعفر خان اور شیر خان اور سیدھی طرف عطاء اللہ خان اور سردار خان اور مہابت کی طرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور خیر اول میں مولت جنگ و شیخ جان باغ خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحم خان اور قول خاص میں فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان وغیرہ اسی شان و شوکت سے ملز تک چلے گئے مہبتہ و بڑ نہ آئے اطراف کو دیات لوٹ جلا کر لشکر اور مال و متاع عاجزان غارت کر کے لشکر منصورہ سے دور دوراہ پہونچا تا انکنا لالہ رانی متصل محب علی پورہ پر لشکر نہ پہونچا اتفاقاً رگو بوسلہ اوس مقام پر مقیم تھا اور مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچا و دراز قیاس جانتا تھا میر محمد جعفر خان اور شیر خان کہ حالت پہونچا

میں اس کے سر پر پہنچ کر گھوڑے کو مضطرب ہو کر بلا ترتیب صفوں سپاہ مدافعہ میں مستعد ہو کر جمہور ہو گیا
افواج مرہٹہ نے اوس کی رہائی کیو اسلحہ چاروں طرف سے یورش کی اور نہایت سخت سے کمرہ دیش
ہوا کئی ہین کہ شمشیر خان کو سہل نکاری سے گھوڑا ہوا کر سچے آفت سے نکل گیا بعد ازاں محابت جنگ
نے جب مرہٹہ کا پورسش میر محمد جعفر خان کو سر پر سنا فوراً مدد کو پہنچا اور اسی عرصہ میں ہمیں ہی کہ
عبدالعلیمان بادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کچھ فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت
سے معاون عبدالعلیمان ہوا جنگ ہوئی لگی چند نظر فرین سے مجروح و مقتول ہوئے عبدالعلیمان چند لوگوں
سے ہزار آدمی کو مقابلہ میں لڑتا ایسی حالت میں مدعی شاعر خان ہمراہ فیل و نشان لے کر ہوئے اسی روز
و خوردین شام ہو گئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچھے ہٹ کر مقیم ہوئے اور محابت جنگ فریغ ہمارے ہون
کو اوس کی حکمت اقامت کی اور خیمہ محقر اس کے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ ہیبت جنگ
تر ثابت جنگ وغیرہ کو سامان مہر ہوا تاریکی شب کی وجہ سے کسی کو اپنی بار برداری اور سواری وغیرہ کی
یا دستی کی کمان ہی اور نیز کیا گذر تا نام شب مردمان ہر ایک کی تلاش میں سینہ خراش تھو عبدالعلیمان بادر
اور بندہ مورخ اور محمد اندیک خان برادر علاقائی محابت جنگ مع اکثر روشناسوں کو محابت جنگ کو خیمہ میں باشر
ہوئے ہر ایک کو قوت بار برداری وغیرہ جنگ میں امانت اور پیچھے و سلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بھی ارادہ
مقام شب باشر سے آدھ کوں بردشت ہوئے محاذین محفوظ باب محابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار ہو کر پہلو
مخالف کیا کرتا تھا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پایا کسی قدر دل میں طنز اور تضحیہ
ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایک روز اندرون محل نواب بیگم کو حضور میں بندہ بیٹھا تھا کہ محابت جنگ کی قدر
تفکر آکر بیٹھا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جواب دیا کہ اس مرتبہ اپنے ملازمین کا رنگ نیرنگ
ساز میں دیکھتا ہوں۔ بیگم مذکورہ نے مصطفیٰ علی خان بادر اور نقی علیخان خلف حاجی عبدالعظیظ مشہور
کو جو کہ عالمگیر کے عہد میں برہانپور کا دیوان تھا اپنے طرف سے واسطی مصالحت کر گھوڑا پاس بیٹھا نامبرو ہا ہم
میر حبیب اللہ کو مصالحت سے رگڑتے ہوئے پھر گھوڑا محابت جنگ کو غلبہ لشکر اور دست زوری سے ہیبت دیا
ہو رہا تھا اس معاملہ کو عنینت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ محابت جنگ کا بدرجہ جد و تدار مانی نہوا اور
رگھو کو اقبال مصالحت سے دور کیا اور مرشد آباد کو غریمت کی راہ بتلائی بدین سبب کہ شہامت جنگ
تھا وہاں پر جو میں رگھو روانہ مرشد آباد ہوا محابت جنگ نے بیٹھا پکڑا جو کہ اول روز کو رستہ میں ہوا انقلاب
ہوا تھا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہو گئی تھی نہایت فلت جس کی تھی مقام سینہ کر پہنچو جنگ نہایت تکلیف خورد
لوش کی بدی دریا ہر سو میں یا یاب تھا اور غلہ لشکر میں کسی طرف سے نہ پہنچتا تھا اور وجود گندم حضرت آدم

کی مخالفی سے خواب و خیال ہوا حمایت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہوئے سے قلعہ راہ کرتا تھا جسٹہ جسوت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دونو جامعہ دار فوکر حمایت جنگ کو اور صاحب جرات تو کسی کام کو شہر عظیم آباد میں دو تین روز متوقف رہے چونکہ مرہٹہ کو ترک و تازہ راہ مسدود تھی پاس غیرت اور نیز لڑا دم رفاقت اپنے آقا کی نعمت کو با اتفاق ہمدیکر راہ جماعت قلیل سی رہ سپر ہوئی راستہ میں مرہٹوں نے جا بجا کہ لوٹ لین انہوں نے یا تہ پیر کا مرہٹہ کی کثرت انکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹوں نے گمیر کیردے تیغ و تیر بنایا دونو کو نہایت زخمی کر کے گردا گرد یابی ناگزیر کو زخم شیر ذوال گئی پھر اسی عہد ہوا دونو آدمی کا اسباغات ہو گیا عریان تباہ گرد راہ کی صورت ہیبت جنگ کو لشکر میں جا پہونچا اور حمایت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ رگمو مرشد آباد کو پہونچنے میں نہایت عجلت کرتا تھا حمایت جنگ نے بلا توقف تعاقب پر کر مابند جا بلایا کو منزل میں واقع پھر چپنا نگر حمایت جنگ انہ کو درختوں میں استمداد ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایام واسطے دیکھنے جاے فرو دکاہ کے آہستہ آہستہ پیش تر روانہ ہوئے بڑا فاصلہ درمیان فوج اور حمایت جنگ کی نمود ہوا رگمو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ تہہ ہزار سوار سی حمایت جنگ کو محاصرہ کو نشانہاں ہوا حمایت جنگ نے استقلال کو کام فرمایا اونہیں پانچ تہہ سو سوار سیوں سی غنیم کے مدافعت میں دیر تک رگمو رہا دوست محمد خان یکے کو جو کہ نیا ملازم تھا اور ظاہر و باطن کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا پڑ پڑی شہادت کا مدعی ہوا تھا طلب فرما کر ارشاد کیا آج اوس اگلے دعوی کی شنادت دکھانا ضروری نامبرہ ذہبی و حقیقت اپنی بات بناہے گھوڑے کو رگمو کی جمیعت کثیر مقدمہ البیش کی طرف بڑایا اور مع دو آدمی کے سارے جادو کو پریشان کر دیا اون دو میں ایک کو مار ڈالا دوسرے کو پکڑ لایا دوسرے سرداران حمایت جنگ جو کہ یقیناً دور تھے لشکر مخالف پر اگر سی اور خیر و تیر سی غنیم نے پیر کو مغلوب کیا جب رگمو پینہ جبل خام عقل کو تاب نہ رہی جا بجا جارحانہ استقامت سے بچی کما کر شہر فرار میں گرفتار ہوا باگ کھلا اسی بلگر میں ہی ہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگ کی راہی بارادہ زور سے مقام مرشد آباد کی راہ کی حمایت جنگ نے بنام شہادت جنگ کے اطلاقاً تحریر کیا کہ حفظہ شہر میں مصروف ہو یہ اطلاقاً مدد اک پر پہونچ کر راہ معروہ معزہ سے بھجلیت تمام کام فرما ہوا رگمو کو پہونچنے کو ایک روز بعد پہونچا۔ رگمو نے اوس عرصہ میں جب کہ حمایت جنگ نہ پہونچا تھا اطراف مرشد آباد کو دیانت کو مانند جہارہ نئی اور میر جعفر خان کے باغ کی تاراج کر کے جلا دی بھڑو پہونچو خبر درود حمایت جنگ کی جی بار گیا بزدلی سے مع گل فوج شہر کو جنوب و غرب کو رخ منہ کیا حمایت جنگ کو بعد میں چار روز کی پوسا ہی سے کوچ فرمایا اور شہر کی حکمرانی کی تہ پہونچا کہ تیر اور گنو کو اوسط تالاب راہی پر دریائے مصاف نے جوش گما یا رگمو نے اس مرتبہ بڑی متوجہ سے

بحر و غامین آشنائی کی اور نہایت استقلال سے لنگر جاکر ڈوبتا اور چیلنار باجی اکثر ہمارے ہی تلوار کے
 کھٹ سے اوتر کٹھنہ مور و ماہی ہوئی بد نصیبی کی ناکھائی سے پیرا پار ہو ڈکی نصیب نہ ہی نہایت یاس سے
 ڈانوان ڈول ہوا محبت جنگ فی پیکار نے سے پیر نہ ہنایا چونکہ رگو وغیرہ سرداروں نے محبت جنگ کی تفریق
 کامرہ پایا تا اور نیز اس سرکہ میں بھی مار دہار کی زور و شور انگہوں سے گذری تھی اور نیز اپنے ملک کے
 طور شورش وغیرہ کی خبریں سینہ میر معیب المدکو دو تین ہزار سوار مرہنہ اور چٹہ سات ہزار پشمان
 ہمارے ہی مرتضیٰ خان و بلند خان کو دیکر خود مایوس اپنے ملک کا حاکم ہوا اور فرار اور حد و بنگالہ
 سے تلخا کی خبریں سنی گئیں اور محبت جنگ کی فوج کو لوگ بھی ہتھیار اور لڑائیوں سے بہت ہمت و ہرالم
 ہو گئے اور نیز اپنے نواسوں کی شادی کرنا منظور تھی پس بنظر مذکورہ بالا معاہدہ و تفریق ہوا اور
 یک روز بروز سردار الطاف ہو کر شروع عروج پا ڈی لگا اور میر محمد کاظم خان بھی جو کہ پیشتر قریبا کمرہ میں
 دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکھتا بہت ادا سے خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ
 سابق بھی اکثر بہادران غاہر کین تھیں دوست محمد خان نے بسبب شجاعت اور بہادری کو امیر محمد کاظم خان
 سے دوستی پیدا کی لڑائیوں میں اکثر باہر رفیق رہے اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکھلا کر رہے ہوئے فوجا ترقی
 پاؤ پاتے جہل و ساسی لشکر میں ہو گئے حقیقت تو یہ ہے کہ دونو بہادر دریائے شجاعت کے بے باور
 تھے اور اکثر ایسی ایسی بہادران کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نے تحسین و آفرین کی۔

ذکر گنج زلی سراج الدولہ واکرام الدولہ کاوشم شیرخان اور سردار خان کا عہدہ سے ہر طرف

ہو کر خراج کرنا مرشد آباد سے

قبل اسکے ذکر ہوا ہے کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رائی بر رگو سے لڑائی ہوئی تھی شمشیر خان اور
 سردار خان سے آثار منافقت پدیدار ہوئے تھے موجباً زماہر محبت جنگ کی تھی بعد ازاں محبت جنگ کی نظر پڑی
 انکا اعتبار نہ مابعدین حرکات اور بھی ایسی ہوئیں کہ مخالفت کی سازش پائی گئی انرا نجلہ ایک یہ ہے کہ جب رگو
 نواح مرشد آباد میں اگر یہ ہجوم کو گرہ نواح میں مقیم ہوا اور برسات آخر ہو گئی دریا سے باہر گئی کا پانی پایا
 ہوا غلہ کا آنا جو لنگا پار سے بذریعہ کشتی آتا تھا موقوف ہوا اور مرشد آباد میں جنس کا یہی چنبا بگوان گولہ سے
 جو شہر سے چہ سات کوس پر واقع ہے معین ہوا چونکہ مرہنہ دراستہ میں بہترین تو لنگا گولہ کی مخالفت
 اور نیز بہو پنا کے واسطے ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تیسائی کیجاوی لنگا نہایت جنگ فی حوکہ لمانی گئے میں
 مقیم تاشم شیرخان اور سردار خان کو واسطے حفظ طریق بگوان گولہ اور دفع ایذا سے مرہنہ کو کٹر دہو رہے تھے

رضعت فرمایا اور اونہیں کی تعیناتی میں مکرر گاو ان آئندہ غلہ کی لوٹ و مار ہوئی مہابت جنگ کو
 تو چھوٹے جو گھبراہ صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہو گیا کہ اس وقت میں یہ عمل درآمد کر کے کو بہرہ
 کیا ہے اب بہر طور مہابت جنگ کو دل نشین ہو گیا کہ افغان مذکورہ اخیرہ بغاوت رکھتے ہیں ملازمین محمدیہ
 حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تھا کہ انکی تہذیب اور سرکشی سے جو جب ایامی رگوں کی ہوگی اور جو بیدہ
 کہتے تھے کہ رگوں مخالف فی شرط اتفاق دیجی کی عطا امده خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
 شمشیر خان کو لاکھ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کو نوکری کا وعدہ کیا تھا اور شرط مارڈالنی زین الدین محمد
 خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہو جا فی عظیم آباد میں دو لاکھ روپیہ نقد اور دس ہزار روپیہ نقد
 اوس نوکری کو وعدہ ہوا تھا اور رگوں کو خطوط بھی اسی مضامین سے پہنچ گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ
 ان لوگوں نے خود نظر بقدر اپنے ذات خاص کی رگوں کو موافق کر کے غم فاسد کیا تھا بہر حال مہابت
 نے یا کہ متہر دین نے استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کر دیا شروع برسات ۹۵۰ ہجری میں اور
 اسی موسم میں ہیبت جنگ اور عبداللہ علی خان اور حاجی احمد وغیرہ متنبیان کو حاضر بار کر کے واسطی شادی
 محمدانی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کو چوڑا حاجی احمد چنڈ سب سے عذر کر کے نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
 عبداللہ علی خان سے عیال و اطفال وغیرہ کو حاضر ہو کر فی الحقیقت جس نسبت اور تحلف سے چاہا تھا یہ خوشی
 بجز انجام ہوا ابتدا شادی ہی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ کی بدین سبب کہ عطاء امده خان جو لڑکی
 سراج الدولہ کو ساتہ بیایہ تھی دو تین برس پھر سبب تقدیر فوت ہو گئی تھی اور اکرام الدولہ کی بی بی ہرنہ
 زندہ تھی مہابت جنگ نے واسطی دلہی اور دلہاری را بعد بکرم عطاء امده خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
 کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی میں قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی میں
 دو ہزار خلعت تمام قبائل اور عشائر اور رفا اور مہاجدین اور رباب قبائل کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
 سو روپیہ سے ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تھیں بلکہ بعض ان سے بھی زیادہ قیمت داری اور بعض لوگوں کو
 فراخ حال جو ہار سے بھی عطا ہوا ایک مہینہ سے زیادہ مہابت جنگ اور شہادت جنگ کی سرکار میں
 سامان دعوت طیار یا اعلیٰ اور ادنیٰ شہر والوں میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو دو دین تین مہینہ اس
 اس شہادت میں شریک ہوا تھا اور ہر حصہ جو کہ تہذیب کو نام سے معروف ہے پچیس روپیہ کی لاگت کا تھا
 اس طرح کہ ہزاروں تہذیب تقسیم ہوئے اور روشنی پر نور کا اور آتش بازی وغیرہ کی کثرت
 اور تہذیب کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد و رشک افزا فرزدوس برین سے
 جداستان تھا اسی عرصہ میں صولت جنگ نے اپنی دفتر عزیز کے کالج میں جو فخر الدین حسین خاں

یہ سیرت خان سے منسوب تھی بہتمام کیا اور سیرت خان کے لڑکے اس وجہ سے کہ اس کا باپ نہایت مالدار صاحب اختیار تھا بظاہر دونوں شاہیوں سے دوسری کی قضا را بعد اقل کل نفس ذالوق الموت و فتر مذکور جو قحط کو روزانی شب کلاخ کی تیسرے دن فوت ہوئی اس مقدمہ میں بہت سی باتیں ہوئیں مگر مضبوط خیال ہیضہ کا ہوا اور بعض کو یہ خیال ہوا کہ مصلحت جنگ کی کسی عورت کی جس قدر تیز نہر ملا دیا بہ حال غم الدین حسین بنان نادان فی باوجودیکہ جانتا تھا کہ کثیر پورشیا ری میں رہو گا مصلحت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور پہاچہ گا مگر بدگمانی سے سمجھا کہ بھیجی ہو نہر نہر دینا یہ کلاخ فقط میری خون بہاؤ کے بہانہ میں کیا تھا پس اس رنگ کو جمع بید رنگ بلا رخصت بعض اکابر جنگ لہ مانسہر مہابت جنگ و شہماست جنگ و مصلحت جنگ کو قرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک میں ملائی۔ پوشیدہ نہر کے عطا امداد خان کا رطل خان کو اقربا میں ہی اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کو چچا کی اولاد میں تاج بہت جنگ سو عظیم آباد کی نیابت پر گیا تھا اکبر نگر راج محل کا حاکم تھا اور مرشد آباد کو کلانی تنگ جبکا ذکر عرفیہ ہو گا وہاں کی حکومت پر مامور پایا اور منصب شش ہزاری اوشش ہزار سوار اور عطا یو نہت او بالکی تہا دار اور خطاب انور الدولہ بادشاہت جنگ سے سرفرازی پائی انعام کار اسکا عنقریب بیان ہو گا اور سراج الدولہ بعد مرفع عطا امداد خان کی لڑکی کو جو اسکی مشکوٰۃ تھی محمد ایرج خان کو لڑکے سے منسوب ہوئی اور محمد ایرج خان کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفیٰ قلیخان معتددیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر و رنگ زیب کا تمکا اکبر علیخان باپ محمد ایرج خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی اور تینوں بمالی خصوص اکبر قلیخان اور شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکھتی تھی مصطفیٰ قلیخان اعظم شاہ کو محمد میں گذر گیا شاہ قلیخان کو شاہنژادہ نے قبل محاربہ بادر شاہ کو چند روز تو چچا کی خدمت میں رکھی تھی کہ لڑائی میں مار گیا اور اکبر قلیخان نے بعد اعظم شاہ کو ہاگلیور وغیرہ کی خدمت میں حاصل کیں اور جنگ لہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کو محمد میں شری عزت سے سیر کرتا تھا اسکی انتقال کو بعد محمد ایرج خان نے فرخ سیر کو زامی میں غیرت خان امیر لالہ حسین علیخان کے بچہ کے ساتھ رابطہ اتحاد برپا کر فارغ البال گذراوقات کرتا تھا اور بعد مارجانی سادات کو مبارز الملک سر بلند خان کی رفاقت میں گجرات گیا اور مدت تک اسکی ساتھ رہا بعد ازاں ترک رفاقت کر کے جنگ لہ میں آیا شجاع الدولہ نے سبب مشہوری نام کہ سارہ آباد اجداد اسکے تعارف رکھتا تھا نہر مہرہ مخصوصمان کے منظم کیا اور نہر علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کو مہابت جنگ کی لڑائی میں اسکا لڑکا مارا گیا اور خود بھی مجروح ہوا کہ مدت تک خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی لڑائی

۱۸۶

کے ہمراہ رہا کرتا تھا چونکہ عادت جنگ اسکے محاورہ اور محاسن سے بخوبی آگاہ تھا سراج الدولہ کو
دھمکا کر پیغام اوسکی لڑکی کے ساتھ بوجہ بکارت قبول کیا البتہ محمد ایچ خان کی پرورش اور
ترقیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک جنگالہ کی افزائش رسالہ کے ساتھ اوسکی تفویض کیں
نکل کی رات کو فوجیں طیارہ اس امر کی محافظت میں کہ اگر دشمنان لوگ کچھ فریب نہ کرنا چاہیں انساؤ کڑے
بعد فراخ شادی سراج الدولہ کو ہیت جنگ اور عبدالعلیمان مع دیگر متوسلون کو عادت جنگ سے
رخست ہو کر مرشد آباد سے نصف کر کے عظیم آباد میں جگہ حکومت و مسلک مالوف انکی تھی مع الحیر اپنے
دو تھانگو پہونچے اور بعد رخصت اور نصف انکی کوشمشیر خان اور سردار خان جیسے ہمراہ حیر سات
ہزار آدمی تھانہ اپنی تنخواہ از روئے حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دہنیکا میں تھانہ ہوئے
اور مولیکر کے گناٹ سے شتی کو ذریعہ پار اور تر کر اپنے وطن کو پہونچے اور کچھ دنوں آرام کر کے ایک دو مہینے
گذرے تے کہ میر علی اصغر کبریٰ بوجہ طلب عطا احمد خان کو عظیم آباد پہونچے مرشد آباد کو عازم ہوا۔

میر علی اصغر کبریٰ کا آنا مرشد آباد میں اور عادت جنگ اور عطا احمد خان کو درمیان میں
نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا لڑنے اور ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کے دیکھنا
میر علی اصغر ذات بیکر و صفات میوات کو سادات سے عہدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عہدۃ الملک محبوبہ و اولاد
کو نوکروں میں تھا اسکی باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور بہوشیار شجاعت اور دلیری میں مصروف تھا
ابتداء اسم جوانی میں کسی درویش کی خدمت میں پہونچ کر کثرت اشغال اور اعمال فقیری کے سبب کچھ عہدہ نام
و نشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دانگی ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچایا اکثر نادانوں اور
احمقوں کو ہنسایا ایک اپنا لقب کبریٰ رکھا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار کرتا
معنوی بظاہر کیا لوگوں نے بعض تحلیل و تجریم کو بدعتیں ہی بیان کی ہیں کہ میں کہ تخم مرغ کو چرام
عانتا تھا بعض ہوشیاروں کو کہ جنہوں نے اس امر کی حقیقت کا اذیت پہنچا کیا جو ابتدا کہ مجھ پر مغرب نہیں کہ
میں حرام نہیں کیا اسطرح بہت سے عجایب لوگ کہتے ہیں چنانچہ ایک روز کہ میں مین گریہا جب
لوگوں نے تلاش کی دیکھا کہ کنوئیں کو درمیان میں ہوا یہ استادہ ہوا اس خبر کو مستہم ہونے سے اس وقت
بائیں جہ سے سو آدمی مرید ہوئے اول میں یہ شخص جاہل تھا ایک طالب علم کو موافق کر کو خلوت میں صرف
و سخن پڑھاتا اور چند لغت عربی کو یاد کر لے تے کہ وہ مجلسوں میں ذکر کرتا تھا اگر کوئی تحصیل علم کو بارہ
میں ذکر کرتا تھا کہ ان کے متبہ علی غیبی میں اپنے مرشد زادوں کو ہمراہ تحصیل کیا تھا درپردہ یہ اشارہ
کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی میں حسین علیہ السلام کے ساتھ تحصیل کیا ہے اور یہ قانون کی محض مرید

چند الفاظ بطور اجمال زبان پر لاتا سنی والے خیال کر ڈ کہ ہمارے محمد میر پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ
مرد عیار جاہ طلب تھا اور چند ہزار سیون کی ساتھ عمدۃ الملک کو گھر میں ملازم تھا جب عمدۃ الملک مار گیا
وزیر خان نامی افغان نے جو اس کے معتقد و مین تھا اس کی تقریب عطا اند خان کو رو بہ رو پیش کی کہ علی مغز
سروزی علم اور درویش کامل جو میر ہی نزدیک مناسب ہو کہ اس کے آپ بھی مرید ہو جائیں اور میر
شخص کا ماننا نہایت مشو بلکہ نایاب ہے یا تنگ پٹہ بلکہ ہی کہ عطا اند خان اس کا دل و جان بے خشتاق ہو گیا آخر خان کو
نے محابت جنگ سے صلاح کر کے سید قدرت رو بہ بطریق مساعدہ کو بھیج کر اس کو طلب فرمایا میر مذکور نے
اسباب تہل مانند پالکی جالہ دار اور آلات ثوبت وغیرہ کو لازمہ امارت مرتب کر کے اور تہہ سو سوار
اپنے خویش تیار کیا میری آراستہ کر کے شلالہ بھری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کو نکا کر پر دو تین مقام
کر کے مرشد آباد کو عازم ہوا بروقت قیام کو بوجہ اشتہار معجزہ درویش کو حاجی احمد اور عبدالعلی خان
بادشاہ اس کے دیکھنے کو گئے اور وہ بھی برسم باز دید کو حاجی احمد اور عبدالعلی خان کو گھر آیا مورخ نے لکھا
اوسے روز اپنے خالو کو کچا نین اوستہ دیکھا اور اس کی حال وضع سے مطلع ہو گیا بہت جنگ نے جو عظیم آباد
کا ناظم اور محابت جنگ کا داماد تھا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت کوار تصور فرمایا اور اسکا احوال
محابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بھی توفیق تحریر کی کہ میر صاحب چنین و چنان کسی امر میں
مطلق خان سے کم نہیں ہیں۔

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کنگ کی نیابت پر اور تھوڑی زمانہ میں شہر ہونا

محابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کو چونکہ اخراج مرتبہ حدود بنگالہ سے منظور نظر کرتا تھا
اور وہ فرقہ اکثر کنگ کی اطراف میں محمد نزل عبدالرسول خان سے پناہ پذیر تھا اچانک بسبب قید ہونے
راجہ دو بہہ رام کو آور نہونے کسی دوسری معتد کے میر محمد جعفر خان کو متوجہ فوج لایا کہ کنگ کو روانہ
کرین آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کنگ کی خلعت وصولت جنگ محابت الدولہ سعید احمد خان بلوچ
کو عنایت ہوا اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہوا لاجرم خاندان کو رخصت نیابت کنگ
اور فوج داری میدنی پور اور جھلی کی متبعی عالی علاقہ بخشگیری کی جو چند سال سے بھی اور نیز عطا
سوج اور بیخمر مرغ اور اسب اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور وصولت جنگ بادشاہی اپنے
پاس سے خلعت مع جواہر کے مجدد عطا فرما میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشگیری کی نیابت پر میر اسماعیل
نئی عم کو حضور میں مقرر کر دیا اور سبحان سنگ نامی کو اپنے طرف سے جھلی کی فوج داری دی اور خود

ساتھ ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ جسے اب اسے ثابت جنگ کے بنا برائے نظام مصوبہ لنگ اور
 تادیب مرہٹہ کی لایا ہوا اور بعد قطع منازل جو میدانی پور کے جوار میں پہونچا اور وہاں پر جھنڈ
 مرہٹہ اور افغان تو اور ٹوٹ کر فراری راہ دکھلائی کہ بالیکہ کوہ جو اس کے نزدیک اور غاند کوہ کے نزدیک
 روز خانہ کمٹائی کی اس طرف چھاؤنی کا حکم دیا اور بجائال اپنے دوسرے فوج تینم لنگ کاغذ میں لکھا تاکہ
 کہ جانوجی ولد رگھو جی کو آنے کی خبر لنگ کے اطراف میں بشتہ ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے بھر دگوش زوہن
 اس سانچہ کے مضطرب ہو کر بلا حکم مہابت جنگ کے میدانی پور سے کوچ کرنے کے بردوان کا مقصد کیا جانوجی
 کی فوج نے میر محمد جعفر خان کی لڑائی جو دیکھی چند زخمی فیصل وغیرہ لوٹ لیا اور غاند کوہ راہ جو دیکھ سولہ سو
 ہزار سوار پیادہ ہمراہ رکستا تا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور شیر نگر نے نہر کے بردوان کو براہی ہوا تاکہ
 نے جب یہ خبر پائی عطا احمد خان ثابت جنگ کو مع فوج کے مدد پر پہونچا اور میر علی اصغر کبری نے بعد
 کھانے عطا احمد کو مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کے روانہ لشکر غاند کوہ ہوا کیونکہ اسکا
 بلایا ہوا گیا تھا اور محبت جابر لشکر سے ملتی ہو گیا عطا احمد خان پیشتر سے پہونچ کر ایک وزیر خان کے
 اسکا قیدی ہو چکا تھا بعد اس کے پہونچنے اور اس کے نزدیک کو مشاہدی سے زیادہ تر معتقد ہو گیا باہم
 ملکر بردوان پہونچا اور اوہر سے میر محمد جعفر خان بھی لوٹ کر اسی قصبہ میں وارد ہوا اور جانوجی سے علیحدہ
 اور دیگر افغان و مرہٹہ کے پہونچنے غمزدہ رزم مہابت جنگ سے خالی دیکھ کر سخت لڑائی کی عطا احمد خان نے
 بھی خوب کوشش کی خصوصاً میر علی اصغر کبری نے جو اس روز فوج عطا احمد خان کا ہر اول تھا اور
 فوج روپوش اپنے ہمراہ رکستا تا جست کر کے مورد تحمین آشنا و بیگانہ کا ہوا۔ عطا احمد خان میر علی اصغر
 کبری کی در خلائی سے اپنے تئیں بھی حساب کر ڈل گیا چاہا کہ میر جعفر خان کو تعلق کر لے اور جب مہابت جنگ پہونچ
 فریب کر کا دے بھی ہلاک کرے چنانچہ میر علی خان کو وسیلہ سے جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلیہ منش
 تھا پیغام دیا غاند کوہ بھی مقتضای رزالت کو شریک ہو گیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدد عاصی عظیم آباد
 سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطا احمد خان کو ملے میر عبدالغنی وغیرہ میر محمد جعفر خان کے دوست اس کے آواز
 آگاہ ہوئے اور غاند کوہ کو اس ارادہ سے بہت سا باز رکھا کہ آخر الامر ناسرودہ منکر ہو کر خانہ نشین ہو لیکن
 مہابت جنگ جو کس قدر اس صلاح و ستورہ کو ہوا پہونچا تو دونوں طرف سے بدظن ہوا اور اس کے نتیجہ
 مہابت جنگ بردوان پہونچا عطا احمد خان اور میر محمد جعفر خان کو فرد گاہ کے متصل خیمہ زن ہوا
 میر محمد جعفر خان نے حصول ملازمت کی مہابت جنگ نے چند حروف بطور موعظت تنبیہ آمیز در باب میدانی
 کی معاودت کر نہیں فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کر لئے اگر ان ہوا

در یک گویا ضری میں حیلہ و حوالہ کرنے لگا مہابت جنگ جعفر دلجوئی عطا الدخان کو تقریب مبارک یاد بخ
 اوسکے مکان پر گیا و بیان پیر میر علی اصغر گہری ہی اگر مشرف ملا دست ہوا لیکن مہابت جنگ بھی عطا
 کے برابر جھک آئی اور تابعداری کا پابند نہ ہوا مہابت جنگ نے آزرہ خاطر و کشیدہ دل ہو کر بلا
 ہزار مافی الخیر اپنے خانہ مبارک کو معاودہ عطا الدخان نے میر علی اصغر گہری کی نگاہداشت کو
 بارہ مین مع ہزار سوار کے ہمدرد عالی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ ایسے رسالہ میں جس قدر آدمیوں سے
 چاہو مقرر کرو لیکن ایجاب تمہارے رسالہ مقرر کی زیادہ بہر قی نہیں کر سکتا۔ میر اصغر گہری نے
 اس جواب سے آزرہ ہو کر لشکر جو جدا ہو چکا غم کیا عطا الدخان نے مہابت جنگ سے عرض کی کہ درصورت
 روانگی میر صاحب کو کہتے بھی نہیں رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تین اختیار ہے
 عطا الدخان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض جنگ کا عالم بالاسے دیا تا عطا الدخان
 کو اس پر اعتماد تھا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے حکم مرشد آباد کی راہ لی۔
 مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کر کہ میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کر کے دلاسا دے جو نکلے
 دونوں کوئی شخص میر مذکور کو خاندان میں فوت ہوا تھا لہذا تقریب فاتحہ کو مہابت جنگ اونکو گھر گیا خاندان کو
 بمعاذ اللہ چشم اور براہ خود سری چہ سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کو استقبال وغیرہ میں پیش آیا
 مہابت جنگ نے اسکی تہوار اور سرکشی سے واقف ہو کر اپنی گہری راہی اور سبکی کو محاسبہ کر کے اسے
 سجان سنگ کو جو اوسکا نائب تھا اور ہنگام مدین خاندان کو کہ ساتھ بڑی بڑی جانفشانی کی تھیں
 طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اسکی روانگی میں عدول حکمی کر کے کہلا بھیجا کہ اوسکا بیٹا
 میر سے سر کو ساتھ ہے مہابت جنگ نے اس سے اس سرکشی اور جواب راہ ناصواب سے ہنسی لایا اور محمد
 یساو کو مع چند آدم جہار کے روانہ کیا کہ سجان سنگ کو اپنے ہمراہ لاوی و اشار الیہ کہ کس قدر
 خشونت مزاج ہیں کہتا تھا میر جعفر خان حضور میں جا کر اور چند کلمہ سخت نسبت سے کہہ کر سجان سنگ کو
 پکڑ لایا۔ مہابت جنگ نے براہ صلت سبکی کی خود جاری سجان سنگ کو اور بخشی گری نور الدیگ خان
 برادر فقیر الدیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تفسیری میں دیکر میر محمد جعفر خان کو رسالہ کو بر طرف کر دیا
 اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا حواہان جو سر رشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کو رسالہ میں آکر نوکری
 کرے مجھ کو اس عزال و نصب اور استہوار بر طرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت میں نہ بھیجی
 پڑ گئی کوئی ہمراہ نہ یاد ماغ میں جو خود سری سمائی تھی وہ کانور ہوئی ناچار شرمندہ ہو کر تنگال میں جا کر
 شہادت جنگ سے متفق ہوا اس عہد میں مورخ ہذا بھی عظیم آباد سے مرشد آباد آیا تھا اور شہادت جنگ

کے دربار میں آمد و رفت رکنا تھا مہابت جنگ موجب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کو قرب آہو جا
 مع فوج ظفر سونگہ مقابلہ افواج مرہٹہ اور افغانوں کو نہ انہو اور تھوڑی دیر کا جانوجی اور میر صاحب مدتی جان
 واقع ہوا دلاوران ہمراہ مہابت جنگ تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجائی اکثر شہرین کو راہ عدم کوئی
 جانوجی اس سانحہ جانکاہ کو دیکھ کر مرشد آباد کو تخت تاراج کو دوڑا مہابت جنگ فی الحال کی خبر سن کر سگو تعاقب میں
 ایسا پست چالاک و اندہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دہ جانوجی جو پہلے انوکھا دست زور دیکھ کر کھانسی
 مرشد آباد میں حرکت مند ہو کر کربلائی و پریشان ہو کر نیند کی راہ لی اور مہابت جنگ درجی ایسا چھپا کر اگلیں رستہ
 کی ہمت نہ دی جانوجی اپنی جان چھوڑ کر مقابلہ سید ہی باز ہو گیا چلا جاتا مہابت جنگ ظفر بہ قرب آیا مہرستات مرشد آباد
 کو معاودہ ہوا راہ میں متواتر شہادت جنگ کو نام حکم بنا بر خراج میر علی اصغر کبر سے کروانہ فرما سئے
 شہادت جنگ سپاس خاطر عطا اللہ خان کو بخشی ہوئی تھا مہابت جنگ نزدیک آہو جانکاہ جنگ
 کو نام رقتہ تاکید اقام فرمایا کہ رحم خان اسی کام کو پہونچتا جو اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر و نہ رحم خان
 زبردستی ہی نکال کر اپنے جیاد فی مین داخل کر گیا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہادت جنگ نے
 بچنے و قوت مہابت جنگ کے ملاحظہ ہوئے تھا مضرب ہو کر میر مذکور کو طلب کیا اور غنایات لایقہ کر کر خست کر دیا
 اور اوس عزیز تیرہ فی کسی پر چہ کاغذ میں وعدہ فریب لکھ کر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اس قدر مدت کے
 بعد تمکو نیابت جنگ کی حاصل ہوگی بعد کلمات پیشا کہ عطاء اللہ خان فی میر مذکور کی حتی الامکان
 خاطر مدارات جیسا کہ چاہیو کر کر خست فرمایا میر سطور براہ کمر و تیز دیر بعد رخصت قطع منازل کر کے
 عظیم آباد آیا مگر بیست جنگ فی سبب آزر دگی خاطر کو وصال شہر سے ممانعت فرمائی کہ جس طرح پھلے
 شہر کے باہر باہر مرشد آباد کو گیا تھا ویسا ہی اب بھی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے جو کہ
 برسات میں طوفانی ندی اور نالہ کہ سبب سے فقط شہر کی بازار کار استہ کھلا ہوا تھا میر کو شرط شطرنج و فک
 و تزد دین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ مقصود ملے کر ہی آخر الامر مددی نثار خان اور عبد العلی خان
 کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذر کر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسطیطر
 دریا سے سوہن پر پہلوان سگہ حسب الایماہ بیت جنگ کو اگر لغز زم تاراج لشکر میر مذکور کو مقیم ہوا
 میر علی اصغر کبری نے مضطرب ہو کر دوبارہ حاجی احمد اور مددی نثار خان اور عبد العلی خان سے ملتی ہوا
 یہ لوگ نہایت درجہ بیت جنگ کو خدمت میں ملتمس اور ساعی ہوئے اور پروانگی صادر کر ائی کہ پہلوان سگہ
 سر راہ چھوڑ دے اور عبور کر گیا سطور دریا سے سوہن میں کشتیان ملجاوین اور غنیمت بیت جنگ
 کی مرضی پا کر مددی نثار خان اور عبد العلی خان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کی

ہا کہ حدود عظیم آباد سے باہر و عاقبت کل جاوین بعد القضا سے دو تین مہینے کہ جبکہ ایام باریق
 منتفی ہوئی ہیبت جنگ نے اپنے ہائیوں کی دولت اور محابت جنگ کو رفقاً کو دیکھ کر جو سراج الدولہ
 اور اکرام الدولہ کی شادی میں معاہدہ کیا تا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بہرہ کی کرمانندہ خطہ
 کو ملک نگاہ اور پڑ پڑا اور سسر کا مکان پر سسل اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل میں جب کہ
 محابت جنگ بقصد تنبیہ ہر شہہ میدانی پور میں مقیم تھا مرشد آباد سے کلکرا مانی گنج میں خیر زن ہوا اس
 مقام میں میر ابو المعالی جو کہ سابق میں برہان اللہ کی خالسا مانی پر مقرر تھا اور اب ہیبت جنگ
 کو رو برو کمال عزت اور اعزاز میں بسر کرتا تھا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے محابت جنگ
 کی خدمت میں آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تھا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
 درہنگ میں تھیں ان کے گھر جمعہ افغان ہوا اسی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تعداد سے نہیں اور رہنا
 ان کا بلا علاقہ کو گری کہ اس دیار میں موجب شور و فساد نہیں التماس یہ ہے کہ اگر ارشاد ہو سردار خان
 مذکور کو مع جمعیت نین ہزار سوار حرارت کرمانہ کو نوکر رکھ لوں لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی عاید
 اس صوبہ میں گنجائش پذیر نہیں لہذا وجہ طلب اس فرقہ کا سرکار سے مرحمت ہو۔ محابت جنگ
 نے ہر چند اول اس مقدمہ میں انکار کیا مگر آخر کار پاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
 جو کہ معقول طور سے لکھی تھے قبول فرمایا ایلی ذی فایر المرام والیں ہو کر نوید اقبال پوچھایا ہوا زمین
 ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کر کے پیغام کو گری دیا اقا عظماء مرحوم اور لکھی بکھان
 مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہو کر ہر طرف سے مطمئن خاطر کر دیا چونکہ وہ لوگ
 بھی امر عظیم کو خواہان تھے قبول کر کے مستدعی عہد و پیمان تسمیہ کو ہوئے اور سب الدعا کیا
 ہو کر آخر ذی الحجہ کو درہنگ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اور سکا با سجا اور سردار خان
 اور بخشی بیلہ روانہ ہو کر ایام عاشورہ شروع سال ۱۱۷۱ میں انکا واسطہ اگر شہر سے
 ہیبت جنگ کو طرف سے آمد و رفت گرم تھی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہلوگون کو اس بار فتنہ
 کی باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری میں وہی خوف ہے جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
 کے ساتھ سلوک ہوا تھا اور ہیبت جنگ ان کو رفع شک میں بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تھا
 تا آنکہ ایک روز واسطی المہار ایچو طبیعی کو بدو ن اخلع رفقاً اور معاجین کو مع فرزند عزیز مزاحمتی
 اور سید علیمان و سرخ ہاں کو منجھو بانی کے بسکودا مامد بتایا تھا اور نیز محمد عسکر خان کو کشتی پر
 سوار ہو کر عبور دیا دمایا اور شمشیر خان کو خیمہ پر جا پہنچا شمشیر خان نے اب تک استقبال کر کے

انڈرون خیمہ مسدود لایا اور خود مودب استاده ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھ گیا اور مراد شیرخان وغیرہ ذہبی حاضر ہو کر نذر کسلانی اور مراد شیرخان اور شمشیرخان شمشیر در دست مستعد کیا ایک پاس بیٹھ گئے پٹھانوں نے زبان ریشتمین جنگ کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیرخان زبان پشتوں کی اس وقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے جواب دینا مصلحت نہ جانادار ہی سمجھاؤ کے بہانہ سے اپنا سر بطور محافظت کو ہلایا سید علیخان نے اس ماجرے چشم دید کو بعد سا سنا کہ مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹا تا بیان اعادہ کیا تا لیکن ہیبت جنگ کی اس راز سے ماہر نہوا قصاف تو آنکھوں میں پردہ چوڑ دیا تا شمشیرخان نے حسب ضابطہ ہاتھی گھوڑے پیش کیو مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلدار ہی اور اطمینان خاطر کر کے حکم عبور دیا علامہ میر جوی فی گشتیان حاضر کین افغانوں کا عبور حعفر خان کے باغ میں شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیوں کو اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تہا پالکی پر سوار ہو کر کثیرہ نجم الدین کو باہر جا بیٹھا سردار خان مع ہمراہیوں کو اگر مستفیض ملازمت ہوا مشہور ہے کہ یہ شخص اس دعا و فریب سے واقف اور خبردار نہ تھا پناہ کی خود شاہ محمد امین اور شاہ شمس علی کے روبرو جو کہ اس زمانہ میں درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی میں سے ظاہر کیا اور قسم گمانی کہ بندہ ان دونوں سفولن سے یعنی شمشیرخان اور مراد شیرخان کو اس فعل بدست حصن و خبر ہوں والا اگر خبر ہوتی رفاقت چوڑ دیتا اور اب لاچار ہوں کہ کوئی میرا اعتماد نہ کرے گا اور بیاس تنگ ہم قومی ترک رفاقت ہی نہیں ہو سکتی کہ لوگ نامزدی اور ذہبتی پہ گمان کر بیٹا اس عت سے کہ شرم آبرو اور بقومی دامنیگر ہی شیریک ہوں لیکن ایک معتبر سے سنا گیا کہ یہ خبر دونوں سرداران مذکور کی اسرار سے پہنچے چونکہ مقدر میں تھا ہی نہیں لکن کچھ ظہور ہوا یہ دونوں بد بخت قاصد ہی کہ بعد قتل ہیبت کے دوسری شریک کو بھی قتل کریں اور بلا شرکت ملک پر دخل یاب ہوں و امدت تار اعلم۔

القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع ۱۰۸۱ ہجری میں اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا ان دونوں مورخ ہذا کا چچا حمدی نثار خان جو کہ نہایت معتبر ہیبت جنگ کا تھا اور ایسے وقت میں نہایت پشت پناہ او سکا تا سرس کنبہ کی پرگنہ کی خدمت اور ریش سنکر زمیندار کو گوشال کو نامور ہوا اکثر سرداران معتد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہیں لوگوں کے مع راجہ سندر سنگ زمیندار کاری کو ہمراہ کر دی کوئی حاضر حضور نہی اور جو تو اونکو مانعت ہوئی کہ کوئی شخص فرقہ سپاہ سرور ملاقات کو حاضر دربار نہو جو بداروں نے یہ حکم مگر گہرا ایک کو پہونچایا اور یہ حکم

سرداران آغاخانہ کا اطمینان کو تباہی و تہمت موت تو گناہات میں آن لگتی ہر آن قضا سامان میں
مردوں کی کوئی عقل و تدبیر سو جتنی بھی جو کرتا برعکس ہوتا ورنہ یہ شخص نہایت عقل و عقل و عاقلیت کا
کامتا اور مورخ اس سنا کہ کما قبل بارادہ ملاقات اپنے والد کے عازم بریلی ہوا تاکہ وہاں کی خدمت
غازی الدین خان فیروز جنگ پسہ آصف جاہ کی طرف سے رکھتا تھا۔ اور سیدن عصر کی وقت سویرے
یاد دیکھنے متکلم کے سنا کہ کوئی شخص کتابچہ کہ شمشیر خان کی ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اس کے دوسرے
منزل ایشی مضاف پر گئے غازی پور میں چند لوگ ہو جو سو کر جو ہو یا کو حاصل کو ملازم تو نظر ہو
کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور جو عیدار سر کا شاہ آباد ہی زمینداران گرد و نواح کی ہاتھ سے غارت ہوا۔

بیان انتقال ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنک سے

ہیبت جنگ کا مارے جان کا حال یوں ہو کہ ایک روز قبل روزِ سعید ملاؤست کی شمشیر خان اور سرداران
نے مع رفقا کا حاضر ہو کر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور بان کا بیڑہ متغنی تسلی
لیکر اپنے خیمہ کو گئے و پھر وہ بطور روزاول ہیبت جنگ چل ستون میں جو کہ نیا تو کیرا یا ہوا اپنا تاکا کر بیٹھا
اور محمد علی خان کا ندیم اور واسطہ جواب سوال آغاخانہ مذکور کا تاکا اور میر مرتضیٰ اور میر بدر الدجی اور
میر ہر ہر کارہ اور رفقاء تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تھا اور سیدنا رام مشرف تو چاند دوستی
جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکھتا تھا چند نفر خدمتگار کے حاضر اور جو بدار اور جیلہ بدستور دربار اپنے
اپنے جگہ پر ہستادہ تھے اور میر عیاد مدد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کے عیال مراد آباد میں تھا اور شاہ بندی کے پیر
جو جعفر خان کے باغ کے قریب ساکن اور قدم شریف کا محاور تھا اس کے دو تین منتخب پیدلہ بزم مجر حاضر
اگر معاہدہ میں تھے اور محمد علی خان سے متساب راہی کہتری کو جو اس کا رفیق پروردہ تھا ہیبت جنگ کو
پشت پر متصل سدا بیٹھا مگر ان لوگوں میں کسی کی پاس تیغ و شمشیر نہ تھا بلکہ چھوڑی تک کہ نہ تھی مگر
رفقاء خدمتگار ہیبت جنگ کی سیف ہاتھ میں لے کر ہوئے و توافقی ضابطہ کو کھڑا تھا اور راجہ رام نرائن دیوان اور
مبعض متصدی عمل دیوانی اور تین چار نفر منشی فشیانہ میں تھیں ان کے پاس گز چیل ستون سے دور پورے
سرخ بیٹھے تھے اور رعایت باب خان بھی جو کہ پیشتر والد مورخ کا خاندان اور ہیبت جنگ کا ملازم تھا اور
اونکو مگر کی میر سلمان رکھتا تھا حاضر تھا اول بلیا تھیں ان کے ہزار آدمی قدرے کم و بیش ساتھ بند و ق قتل
روشن نمایاں ہو کر دور سے رسم سلام بجالاے اور چند روزہ شمشیروں کے ہوا تھیں تھیں ملازم ہو کر
نزدیک گذارین اور اس کو ہر پہلی بند و قی دست راست کی طرف جو محل سرکاری راہ تھی ہیبت مجموعی
متوقف ہوئے بعد ازاں مراد شیر خان نامراد بالسنو بیٹا مسلح ہتھیار بند سے پیو نچا اور دور سے آداب

بندگی سجا کر بیعت مجموعی رو برو آیا عارت چہل ستون میں از دھام ہو گیا ہر ایک نذر ملازمت
 گزرا تا تھا اور مراد شیر خان رو برو کھڑا ہوا ہر ایک افغان کا نام و نشان حق کرتا تھا بیعت جنگ کی مقتضا
 کیا کہ شمشیر خان کسب تک آدھیا ہر کارون فی الناس کیا کہ راہ میں ہر عنقریب آستانہ دولت میں پہنچا
 تا آنکہ شمشیر خان چہوڑہ کو توالی کو نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کی دروازہ پر چہل ستون سے دو تیر کے
 فاصلہ پر تھا پانکی پر سوار آہو چھا اور قریب تین چار ہزار افغان کو ہتیار بند مسلح شمشیر خان کو گرد آہستہ
 آہستہ چلا آتی تھی دروازہ چہل ستون سے جو کہ رستہ بازار تک آن بدیتوں کا ہجوم تاجب مقام مذکور
 ملک شمشیر خان کو پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد فی ہما ہیوں سے کیا کہ رخصت ہو کر پان لوتا کہ
 شمشیر خان اگر ملازمت حاصل کرے تو افغانوں کی بیعت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینے لگا تا آنکہ عبدالرشید
 کے آؤ کی نوبت پہونچی چونکہ ابھی گرا قرار تھا کہ یہ شخص سبقت کرے اسکے بدین لرزہ سوار ہوا ہاتھ کاٹنے
 لگے جب بیعت جنگ کی پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتھ لرز سے کانپ رہا تھا پان ہاتھ سے گر گیا بیعت جنگ
 فی ہنس کر فرمایا کہ تارسی قسمت کا پان گر گیا غیر دوسرا نوموجبہ پانڈان ہوا ہنوز نظریہ ہی تھی کہ رشید
 تار شہد کو کمر سے کٹا رہی نکال کر بیعت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے گار گزرا
 محمد عسکر خان یہ حال دیکھ کر فریاد زن ہوا کن بان سید کیا کورنگی ہو اسی گرا مگر سی میں بیعت جنگ کی
 سر او چھا کیا اور یہ حالت دیکھ کر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتھ میں پکڑے مراد شیر خان کی جواباتہ
 میں تلوار لیے تار سید دست ایسا مارا کہ بیعت جنگ کو شانہ سے گزر کر تھکا ہنگ جا پہونچا اور بیعت جنگ
 مردہ نقش ہند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسرے بدکار کی اوسکا سر اور سید ہایہر کا نگر اوسکو جاتی پر
 رکھ دیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجھا کہ اوسکے خون خواہوں کو اس باز دید سے بیہوشی تھی ہوگی
 کچھ نگر سکنے میر مرتضیٰ خان کی گمان زندگی دوز کر اوسکو سید ہر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نے
 بیعت جنگ کی تلوار عربان کر کے مقتول ہوا اور متاب راہی اوسکا ہمراہی رہت یا چپ کہ شقیقہ یعنی
 کینٹی میں زخم شمشیر کھا کر عسکر خان کی لاش کو سزا نو میں رکھ کر اوسن جگہ بیٹھ گیا اور لاش کو ساتھ لے کر
 بادشاہ نواز خان نام منصب دار کہنے جو کہ عظیم آباد کے مشاہیر و ان اور فخر الدولہ کو محمد نظامت میں حاکم
 عزت تھا اور اندون بیعت جنگ سے قریب بہم پہونچا یا تھا امیدوار مراتب لیا تا اس معرکہ میں کام
 آیا اور رضائی داروغہ صلاح خانہ اور ستارام مشرف تو بچا نہ دستی فی بعد شباب و توان حق ملک
 ادا کر کے سرخ روئی دنیا حاصل کر کے عقبی کی راہ لی سولید ہر اور میر بندہ رالہ جی ہاتھ کٹا لیا پہونچ گئی
 راجہ رام نرائن مع دیگر متعدد یوں کے بعض مجروح اور بعض سلامت تاراج ہو کر تھکے ہوئے

میر عبد المتدبی صحیح و سالم شمال اور کمر بند اور کمار سی کو دینے سے برآمد ہو کر اپنی راہ لگا شاہ بندی
نے آخرت کی راہ لی باقی ماندہ بھی اپنی اپنی تدبیر سے نکل گئے جب اس غفلتہ فی بلند ہو کر لوگوں کو سپر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سراج امارت کی اپنے گھروں کو سد بار سے سید علی خان جو کہ مکتب
میں حسب طلب ہیست جنگ کو حاضر ہی کا آمادہ تھا اور استاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی کرتے تو
اوس خبر بد کے سننے سے سید علی خان کو حرم سرا میں کر کو خود متفرق ہو گئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی ماں ہیست جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کر کر آئینہ حیرت ہوئی لکچرید علی
کو اپنے کو ٹھون سے جو شہادت جنگ کو کو ٹھون سے ملتی تھے نکال دیا اور کہا جس طرح تو باغیہ تیرے ہوئے
اپنے خالو عبد العلی خان کو لکھ چلا جا آؤ سوقت میں عبد العلی خان شیخ عبد الرسول بلگرامی کو کلاشین جو کہ
بہا محہ داران مشہور اور شیخ الیاء بلگرامی سر بلند خان کا باہا سنجہ تھا مہابت جنگ سے مرخص ہو کر اپنی
وطن کو جاتا تھا۔ آخری نصیحت کیو اسلم کیا تھا سید علی خان مورخ کاہانی کو کہتے ہیں تین تہا نہایت عظیم
الاحوال تہا تا بسبب کم سنی کو اتنی اجرات نہ کھاتا کہ کسی طرف کو چلا جانا کسی فی فضل الی ہی او سکھ چلا
اور ہم کو کہ ایک پڑانا پشچا چار تن زیب کر اگر تہتیر وضع اپنے ہمراہ دریا کنار سے ہو تو ہوئے عبد العلی خان
کو مکان پہنچو پنا دیا شمشیر خان کچہ ویراوس مکان غنیمت اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
کے باندہ میں پہنچا حکم دیا کہ قید کر لاؤ حاجی احمد اس خبر سے باہر ہو کر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کو
تنبیہات کر دے لگا لکھ زرو مال کو خیال فی پندہ کہ قدم نہ دے ورنہ ممکن تھا اگر گھوڑے پر سوار ہو کر کسی
تہا متاخر و را جب سندرنگ کو پاس جا پہنچتا نیز اسی طرح میں کہین نہ گیا تھا کہ طالب لوگ پہنچے سوقت
دیوار کو دو کر یا کسی روزن سے نکل کر کسی ہمسایہ کو گھر میں پوشیدہ ہوا لکھراؤ شہید باہر ہو کر قید ہو گیا
شہرہ روزگرفار پر کچہ چار و نظر سے مصیبت میں دوچار تھا او سکھ و فتنہ اور زور و جہر سے مدفون تھا
کو دو گرفت کیا باقی ماندہ ہاوس و نقدی دریافت کر کو مکمل خزانہ اور آتے کہتے ہیں کہ قریب تہا لاکھ
روپیہ اشرفی اور جواہر کو اسکے علاوہ اسکے گھر میں ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کو مال سے
جو کچہ مشہور بہتین لاکھ تہا اور بعض آدمی نہایت کم حق کہ چند ہزار کو ناقل ہیں و اندہ عالم فی السرا الخفیات
بعد از ان جب حاجی احمد خان کچہ ہوا الب دریا موٹھ سبیل پور کو متصل باغ جعفر خان سے جو قید
پیشتر حسب مقدر مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہوئے حاجی احمد کے
شمشیر خان فی دونوں کے مکان پر جو کہ پہرہ شہلا کر جعفر خان کو باغ میں اقامت کی اور شہر میں
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کو مقابلہ کو خیال سے جو دو بخشش پر کمر باندہ ہی ہر طرف

صادر فرما کر اپنے الوس کو جمع کیا حسب تقدیر اول دونین قوم افغان سترت الارمن کی صورت
 زمین سے نکلتی تھی چنانچہ احمد بادلی قند بار اور سہرات سے شاہجان آباد کی طرف لشکر کش ہوا
 اور بعد چند کے علی محمد و جمیل نے اوسے ہنگامہ میں آمد آمد کی خبریں سن کر راہ سہران پور
 پور سے سریلی پہونچا عجیب طرح کا آشوب تمام ہندوستان میں نمود ہوا القضہ ہر روز پانچ چوبیس
 عظیم آبادیوں کو کان میں نفاہ کی آواز پہونچی بروقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹمان
 اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور کبشی بلیہ کے
 ارکان اور عملہ نے دست تجاوز کر لیا تاکہ کوئی ایسا شہر میں نہتا جو انکی ہاتھ سے باعث بجا ہو
 عبدالعلیمان تمام دن شیخ عبدالرسول مذکور کو گھر میں رکھ رات کو اپنے گھر گیا اوسوقت کشیان
 واسطے بار برداری کے مع ملاج اور نیز کشتی خاصہ یعنی بکروہ موجود و میاتین سردار ملا خان
 نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہو رہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے
 سوار ہو جیے انشاء اللہ اس ورطہ جانستان سے ہلکا سا سلامت ہو جاویں اور شہنشاہ تین گھر
 مسافرت طے ہو جائے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تھی مگر خوبی تقدیر سے عمل میں نہ آئی
 چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبدالعلیمان کو پیغام حاضر ہی صادر فرمایا
 عبدالعلیمان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہو کر جب دروازہ پر
 پہونچا بعض مراد شیر خان کو خاص نے در بارہ باہر ہرنے سے نفاہ سے ہمراہی کو رخصت و مدارا سے
 عرض کیا عبدالعلیمان نے یہ خیال کیا کہ اگر میری ساتھ بدی کرنا منظور ہو تو تاجود و اس حصول
 اقتدار کو اسطور سے کیوں طلب کرتا اور بصلاح رفاقت کے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور
 اوس بدعبد نے اسباب بیرونی اپنے تصرف میں لا کر اپنی پالکی پر عبدالعلیمان کو شمشیر خان کو
 رو برو پہونچا شمشیر خان نے بموجب الماراج برہنہ پاؤں کرکھن جیمہ میں ملاقات کی اور عذر و ہنجی
 بیشمار کر کے اپنی پالکی میں بٹھایا اور مکان کو واپس بھیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ
 پر مقرر فرما دیے بعد چند جب کہ عبدالعلیمان کی سپاہ قبیل دھال کرنے لگی محابت جنگ کا ارادہ کی خبر
 ادھر ادھر شہر ہو سے تب تو تو ہم بجا سے دوبارہ طلب کرایا آئی یہی خیمہ میں مقید ہوا اور شمشیر خان
 اور مصطفیٰ خان کو لڑکی کی سسی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین علینم نے حسب الامر عبدالعلیمان کو کشتی پر
 سوار کر کے دریا پار لے کر مستعد کیا اور سی شاد ہوا عبدالعلیمان مع اپنے رفیق حیدر خان
 کے مملکت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تو کہ حکم مانعت صادر ہوا اور دونوں

آرمیوں کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عدد کہ اگر محابت جنگ کی لڑائی دیش ہو عبد العلیٰ بن ہرگز اپنی بیگم جنش نکر لگا اور عدد فساد و شورش نہوگا۔ محمد سی نثار خان نے جوہر میں لکھنؤ کے زمیندار سے کاوش کر کے اوسکا اخراج کیا تا جب خبر بیست جنگ کی پہونچی زمیندار برعکس ہو کر خان مذکور پر هجوم کر اوسکا خان مذکور مع چند نفر ہم راہی کے رہتا س پہونچی علی قلیخان قلعہ دار نے قلعہ میں حاکم دی نمنان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اس طرح پر محفوظ رہا کہ کسی جاندار ہلیہ نہ جو اندون میں بخشی بیلہ کے ہمراہ تھا در حرم سرا کا محافظ رہا بعد ازاں دوسرے روز نثار خان جو کہ شمشیر خان کا نایت مقرب تھا اور مورخ کو والد کا احسان مند اور وہ اس قسم کا احسان تھا کہ کچھ قرض دیا تھا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تسک ہاڑ ڈالے اور ان کا روپیہ معاف کر دیا تھا اور اس طرح شیخ محمد صلاح لکھنوی اور کالے خان بلیم جوہر ایک نیراسان تھے محافظت میں سامعی رہتے قبل اس سانحہ کے بنجاور خان فی شمشیر خان سے عہد کر لیا تھا کہ سید ہدایت علیخان کی حویلی مجھے بخشنا چاہی اور بروقت تسلط بھی اوس پر غلبہ نکرنا چاہی ورنہ بدہ تمنا کے راز سے دو لہو تپان بیست جنگ کو آگاہ کر دیا چو کہ شمشیر خان نے عہد و قسم سے انکار کر دیا تا کہ لکھنؤ بنجاور خان سے کالیخان اور شیخ محمد صلاح کو رات دن ہمارے دیوان خانہ میں مقیم رہا کرتے تھے اگر کوئی محرم بدی ہوتا اپنے رنقا کو جو دو تین ہزار جرات تھی جمع کر کے مستعد مقابل ہوتا اس طرح پر وہ مکان محفوظ رہا بیست جنگ کی لاش کو سید محمد اسعد غانی نے جو کہ میر حیدر علی کوٹا کا کاسٹرا اور مرزا داراب کا داماد تھا میر حیدر علی کوٹا سے اس سے اوشا لایا اور سید محمد کوٹا کو پیش ماہجہ ان کے جو بانی مردم آئندہ دینے محفوظ رہے تھے وہ بھی اوشا لایا اور کوٹن کر بلا آیتا تا اوسے میں دین لیا جو کہ فی المال بیت بیگ کے مقبرہ کا نام سے محلہ سلیم پورہ منمات شہر عظیم آباد میں مشہور ہے جب محابت جنگ کی عرضی کی خبر ملی بر حیا نے اپنا جلوہ دکھلایا یعنی بیست جنگ کی زن و دختر کو مع چوڑ لڑکے مرزا احمد علی رتہ پر بڑ پردہ و غلاف سوار کر کر رستہ بازار شہر سے عریان نکالا اور اپنے لشکر گاہ کو لیکھا مورد ملن و لہن ہوا چند روز میں اس قدر دنیا و آخرت کا وبال اپنی سر پر لیا کہ اوس کو لکھنؤ کی بات بجز کتابان اعمال کا دوسرے کو نہیں قریب چالیس ہزار سوار اور اٹنی کچھ کم زیادہ جمع ہو کر اور مرہٹہ شہر شریک ہو کر عظیم آباد کا توپخانہ زیر تصرف آیا بہرہ بہا بستند و مسلح ہو کر عازم حرم محابت جنگ کا تھا۔

اتھم الد و سید جنگ کا راجہ جانی خبر شکر محابت جنگ کا عزم تھا تا کہ عظیم آباد میں اگر شمشیر خان اور میر حیدر وغیرہ تیار ہونا جسوقت کہ محابت جنگ داعیہ حب اور تہنیت میر حبیب اور جانو جی وغیرہ مرہٹہ پر

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرما کر اوسط فصل زمستان میں واقع انامی گنج خیر زن تھامس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہنچی اگرچہ تسلط ہو جانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارنے جانی فرزند یک رنگ اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس و تنگ سی نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہر مستقبل مزاج رہ کر ساری
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبوں سنگ آمد و سخت آمد ایسا سخت جگر کشتہ ہوا ہل و حوال
وام مخالف میں بستہ ہوئی کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہو مارنے اور مر جانے پر محمد و قرار
سے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کریں کوئی ایسے رفیق ٹھکراہیں جو ہمراہی میں غم سیکار کریں
ہر ایک نے متفق ایک زبان ہو کر عرض کیا بڑی بیت کدوئی ہو و عقلی ہم بندہ ہیدام ہیں سرکار تمہاری خدمت فرما پادشاہ پہ ہار
تمہاری ہمراہی اب سہاوت جنگ نہ کیا کہ تمہاری طاقت کا حق برسوں میں یہ عزم ہو میری طاقت کرے گا اوس سے
جان و مال دریغ نہیں اور جسے توجہ نہ ہو اوس کا متروں بھی نہ گوارا کیونکہ جس وقت خوابان مرگ ہوں
مدد کی طلب گاری بھی نہیں دو بار حاضرین نے التماس کیا کہ پہلوگ حق تک میں اسیر ہیں بجس
جانبغشتانی کے کوئی دوسرا ارادہ نہیں تب فرمایا کہ قول و قسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سو گندگانی
بعد ازاں فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہے جب کہ تمہیں اپنی جان دینے سے دریغ نہیں بندہ بھی
رز و مال کے عطا کرنے سے مقصد نہ ہو گا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرماؤ کل سپاہ فریقوں کیا
تب حاجت جنگ زر کی فکر میں ہوا کہ یہ قدر روپیہ شہادت جنگ اور اینجونی بی اور جگت سیدہ وغیرہ
ماہجون سے قرض من لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسی قدر باقی رہ گیا کہ فوج مرہٹہ والی شہر میں پہنچ کر توش
اونٹوں کی چونکہ مرہٹہ کی لالچ کی نہیں ہوتی تھی اکثر مارے کھاتے لڑتے بڑے ہیں اس وجہ سے عظیم آباد کی
غرینیت سے تردد ہوا آخر کار انامی گنج سے تقاب شروع کیا اور تاسرا انجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
و سامان کے اوسے جگہ مقیم ہوا مصلحت جنگ کو بھوان گولہ پہنچا کہ وہاں سے شہر تک مرہٹہ کا سدا رہا ہو
اور دسد وغیرہ پہنچنے کی راستہ بند نہ فرمایا وین تاکہ گرانی نہ ہو اور فرمایا کہ مجھ قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد و نواح میں ہنگامہ آراہی اسکا تدارک بالفعل مجھ
ناممکن ہے جو شخص جان چاہے جلا جاے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت لگنگا بارشمال ویرجیا
سچا گئے اور جو محض بے استعداد تھے توکل بعد اپنے گہروں میں بیٹھ رہے حاجت جنگ فرمایا
لایقہ اور تالین قلوب سپاہ فرما کر اول ماہ ربیع الاول ۱۱۷۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹھ ہزار برق انداز کے عزم جلال سے جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور انامی گنج سے نصفت کرک
موضع چھپاؤ میں جو مرشد آباد سے تین گوس پر عظیم آباد کی راہ میں تعمیر منزل کی شہادت جنگ ہمار

اور عطا احمد خان بہا در نہایت جنگ کو پانچ چھ ہزار سپاہ سے مت میر محمد جعفر خان کے متعین مرشد آباد کیا اور اس کا سبب یہ ہو کہ مدت دراز سے بخشگیر ہی ہر مذکور کو مغفون تھی بوجہ استدعا سے شہادت جنگ کے اسی وقت میں قبل اس سانحہ کے بپاسا طر نور الدین کے متعین کے تغیر سے بخشی گری کی خدمت پر مقرر ہوا تھا اور چونکہ یہ خیال تھا کہ مرہٹہ بروقت کوچ کر یارون طرف سے محاصرہ کر کے رعد وغیرہ کا پہونچنا بند کرینگے اور عسرت معاش لشکر کو ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیوں پر بار کر دیا کریں بہر حال انتظام دلخواہ کر کے مویش پھیلانی نہ صرف فرمائی اور فوٹنٹینوں کو بہت بہت باندھ کر غم کرنا بعد راہ معروف پہون کر اور مرشد آباد سے ہاتھ اوتار کر براہ جنگ افغانستان کی مدد اور ملک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

معین الدولہ سیف خان کا بہینہ شیخ دین محمد اپنی جماعہ دار کو مصابت جنگ کے مد پر

سیف خان فوجدار پورینہ نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد سپہ شیخ مجاہد کو مع ڈیڑھ ہزار سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعد بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے کبھ کو دست لگنا اور ترکر جب کہ مصابت جنگ مونگیر پہونچا چند روز مقیم ہو کر وارد سلطان گنج ہوا اور مرشد نے اسکی خبر سنکر مصابت جنگ کی اطراف سے کوچ کر کے شیخ مذکور کو مع اسکے ہمراہیوں کو گمیر لیا تمام روز باہم جنگ و جدال رہی اسنے کسی مستعجلی کے ہاتھ مصابت جنگ کو اطلاع دی مصابت جنگ نے اگرچہ پہونچا فوج کا دوراز صلاح اپنی سے ندین دیکھا لیکن چار ناچار عمر خان کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کو مدد پر بھیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرشد اپنے سکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پا کر وقت شب کوچ کر دیا جمع ہو کر دنگوئو ملحق ہوا اور باتفاق مصابت جنگ کو خیمہ گاہ میں پہونچکر شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا اطوار حالات میں غم نہ کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تھی اوسکو اوس آدھی دیر میں دھوئین اور گئے اب سرکار سے امید وار عطا ہون مصابت جنگ کو صرف باروت میں نہایت استعجاب کیا کہ کیونکر خرچ ہو گئی وہ گنتا تھا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی تھی کسقدر باروت غایت فرماؤ تعجب ہو کہ ایسے امیر نے اسوقت میں باوجود سماجت عطا باروت میں کسقدر قابل کیا۔

فاطمہ دایا راولی الانصار۔ اسی سفر میں دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکاری جماعہ دار دین تھا کسی کو گرفتار کر کے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطا احمد خان کو خط لکھ کر

عطا احمد خان کو خط لکھ کر

اور سردار خان کو نام مشعل استدعا ہو اوقت اور ترعجب اخلاص کے ساتھ ساتھ ہیں جب
 صابیت جنگ با گلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کے جنگ سے ٹکرائے چنانچہ گلپور میں کس قدر فوج کے ساتھ
 سے کر کر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کہ محنت و غوار ہوا جب صابیت جنگ کی فوج مونگیر
 پہونچا راجہ سندر سنگ زمیدار کشاوری جو صابیت جنگ کا پروردہ تاج کا مکار خان مدین میرا
 ترہٹ کی ملازمت میں پہونچکر مورو دھنایت ہوا اور انہیں کہ پہونچ کر دیکھتے دیکھتے علماء ستوہ افتخار کا شرف علوم
 خفی و جلی مولانا میر محمد علی اداہم اسد ظلالہ فضلہ پہونچکر ملاقی ہوا کس قدر احوال انکا صابیت جنگ
 کے پایاں سلسلہ میں تحریر ہوگا اور خادم حسن خاں بھی جو کہ مددی شاعر خان کی رفاقت سے
 طلسمہ ہو کر عظیم آباد کو آتا پہلو اڑی میں پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کو مرنے کا حال
 سنا مگر چند وجوہات سے باہر نہ نکل سکا شہر خان کو ہمراہ ہو کر منتظر فرست تا جب صابیت جنگ
 کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر آقا فتحہ سے ہٹا کر مونگیر میں آستانہ بوس ملازمت ہوا
 اور اسماعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تھا مقرر ہو کر صابیت جنگ کی خدمت میں آیا مگر نظر نہ کر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کو باغ سے کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سے ملاقات ہونا

یہاں کہ صابیت جنگ کا غم جزم کرنا

اور شمشیر خان اور سردار خان سے لشکر فرما ہم آئندہ بچاس ہزار سوار کے ہتھوڑی اور بار غلط کار کو
 باغ جعفر خان کو سمت ہم قصبہ بارہ کے طرف کوچ کرنا ہوئی اور ہم صابیت جنگ کے بعد چند قیام
 کے کوچ مونگیر سے منتظر بنا بر آرام سپاہ لایق کو تائید زبانی اور بلند کردی اعلام نغرا تمام کے کوچ فرمایا
 اسی اثنا میں میر حبیب مع جانوجی سپہر گھوجی ہوسلہ کو عظیم آباد کے جوار میں پہونچا اور انہیں پہونچنے
 سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور نیشان لوگ جو اول مرہٹہ کے چکر یک سے عازم ہوسے تھے بقصد
 ملاقات مرہٹہ کے لشکر میں آئے اور میر حبیب نے جیکہ مزاج دین فتحہ و فساد فخر تارا اور بگلا اور
 صابیت جنگ کی تجویز میں سامی تاسد دار خان اور شمشیر خان کو بعبطی خلعت سرفراز فرمایا
 اور اپنے زعم میں صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرما کر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور
 مرزا محمد صالح اور موہن سنگ وغیرہ چند آدمیوں کو متفرق صیانت طلب فرمایا اور بعد سے ہم تھانی
 کے جو خیمہ کے آسائش اور خواجگاہ کو استادہ کیا تا بشمار اپنے مقامات کو چلا گئے اور قیام
 جماد افغان کو بھیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کا گرد رہیں اور کہا کہ جب مشارالہ اپنے لشکر کا

قصہ کر کے مانع ہو کر کہتا کہ جتنے ہو جب کہنی آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو درمیان سے اٹھا دیا پچاس ہزار سوار اور پیادہ نوکر ہو کر محابت جنگ کی لڑائی کے امیدوار ہیں پس اس صورت میں مبلغ تینس جالینس لاکھ روپیہ کہ آجنگ کی تحوا ہوئی اوسکی تدبیر کرنا چاہیو تب تشریف لیا گیا فقار یہ بید کہیں گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا تا مبروہ نے براہ تدبیر چڑ سواران مرہٹہ کو تعلیم کر دی کہ تم لشکر کے باہر ہو گئے عثمان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہو کر خبر دو کہ محابت جنگ آپہونچا وہنوں نے بطور محمود ہو چکر محابت جنگ کے ہو چکی کی خبر ہو چکی میر حبیب وغیرہ نے سرا سیمہ ہو کر اپنے لشکر جانے کو غم کیا اسی اثنا میں شمشیر خان اور سردار خان افغان نے ہو چکر اظہار مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو میں اتنا برخلاف - صحت ہے اور اس قدر مبلغ کا سر انجام آہستگی سے ہو گا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا ضرور ہو خلاصہ یہ کہ بعد گفتگو سے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدائیت وعدہ تہ قبول کر کے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعدد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے بھی اپنے تئیں مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچا کر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی دوسرے روز لشکر طرین کا مقابلہ ہوا دو جانب سے تین چار کوس کا فاصلہ تھا۔

محابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑ کر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد اللہ وروسیان بادر محابت جنگ جو کہ اپنے عہد میں قواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سوائے آصفیاء کے دوسرا اپنا ہسر نہ کتنا تالبا یا و گنگ کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا جب قصبہ بارہ بانی سے برا آمد ہوا گنگا کا سوتا اس طرف کو چھوڑ کر اوس کنارہ پر روان ہوئے تو اوس کے جزیرہ میں مردم شمشیر خان نے اوس سے معبر کو حکم کر کے توپین لگا دیں کہ وہاں سے عبور دشوار تھا محابت جنگ نے معجزہ کو کر کو چھوڑ کر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیندار کی رہنمائی سے مغرب طرف جا کر عبور کیا اور شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بے خبری میں عبور ہوا اتنا نہایت سرا سیم ہوئے اور نہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چھوڑ کر باہر ہائے یہ اول شکست تھی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی اس منزل میں محابت جنگ نے خیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کو سپاہ اندرونی کو فریب دیکر کے خود خیمہ گاہ سے باہر نکل گیا اور توپخانہ کلاں کے نزدیک کہ جمع فوج سے پیشتر اور مردم مخالف سے کم عرصہ میں تماشہ بستر کی جب صبح اقبال نے جلوہ فروشی کی اول روز گنتوبہ ادا کر کے درگاہ قادریہ سے التجا کی قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہد اعظم السلام جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ لیتا تھا نکل کر اپنی پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ و زاری کر کے اپنی ہاتھی پر سوار ہو کر سرے رانی پر جو قصبہ باڑہ کو غریب طرف دریائے گنگا پر واقع ہے فوج آراستہ فرمائی باادر علیخان کو توپخانہ بعضی ملک کل فوج سے پیشتر بیجا اور حیدر قلیخان باادر کو توپخانہ دستی کی ہمراہ باادر علیخان کو عقبہ میں اور ان کے پشت پر رحم خان اور میر محمد کاظم خان ہر اول مقرر ہوئے اور یکن کی طرف جدہد ریانا مقرر امجد بیگ خان اور نور احمد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور طرف چپ جدہد مرہٹہ تھی نواب صولت جنگ اور محمد الہ یار خان باادر اور محمد ایرج خان باادر اور راجہ سندھ سنگہ اور پہلوان سنگہ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوئے اور غرض ان کو مع فیل نشان اور اس کے لشکر کون کو یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان سے اپنے روبرو دیکھا کہما اور ساقہ لشکر میں شیخ ذہین محمد کو چند جامعہ دارون سے تعین کیا خود قلب لشکر میں آیا اور ہر شمشیر خان اور سردار خان نے بھی تیشہ چالیس ہزار سوار افغان اور بخشی بیلہ کے پیادوں سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہد گنگاروان تھی حیات خان افغان کو مع ہند ضرب توپ کلاں کو اس طرف سے پار کر کے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کو دست راست سے بدلتی تمام گولہ افگنی کرے اور خود میدان دریائے دوزنک صف آرا ہو کر مستعد مقابلہ ہوا مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایاں ہو کر ایک ساعت کے بعد حملہ آور ہوئے بحسب ظاہر نواب مہابت جنگ کو چاروں طرف سے گیر لیا تھا تو یہ ہے کہ اس معرکہ میں اسلیم صاحب بیر نے وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سے ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو۔ القصہ جب توپ اندازی طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح و فیروزئی تو بارگاہ ازلی سے مہابت جنگ کے نصیب میں تھی اول حملہ میں گولہ کے صدمہ سے سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سے جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تھا پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کو ہمراہی سر اسیم ہو گئی اس گبراہٹ کو معاینہ سے کٹر فوجوں انتشار و دو دلیری سے بدست ہو کر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس پورش کرتے تھے وہ جواب دیتا تھا کہ تموزی دیر برق اندازی کا تماشا کرو بعد ازاں انشاء اللہ المستعان حملہ کیا جاوے گا جتنی میں

حیدر علی خان بہادر نے پیشقدمی کر کے پیادہ ہارسے برق اندازان کی دلہی و خاطر داری شروع کی اور اس جماعہ مدبر پر ایک ایسی بارہ ماری کہ جمع روشن مانند شام تیرہ و تار ہو گئی جب میدان کا زلزلہ مندرجہ خلاف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر احمد بیگ خان کو حکم فرمایا کہ حملہ آور ہوں مگر اسکا محلہ در آمد نہوا اسی اثنا میں مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افغانہ کے بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر لکھی ہو کر آگرے سراج الدولہ ذی جکافیل سواری نواب کے فیل خاصہ سے ملحق متاعر من کیا کہ غنیم نے پورشش کر کے نزدیک آدایا اسکا تدارک قرار دیا تھا مناسب و پر ضرور ہی نواب نے علم نے برسے غلطی فرمایا کہ غنیم اور مرہٹہ ہمارا پیش نظر ہی مرہٹہ ہی کیا پرو ابوعن اسد تعالیٰ تدارک معقول ہوتا ہی اور کچھ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نہ فرمادہ تاکید پورشش کی فقیر احمد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تھکائی ہوئی اسوقت میں چند سوار رحم خان اور دوست محمد خان اور میٹھا کاظم خان اور حیدر علی خان کے جو کہ ہر اول تو پہونیکر عرض کنان ہوئے کہ الحال مصلحت حملہ کرنے میں ہی ہم لوگ پورشش کرتے ہیں حضور بھی مدد پر متوجہ ہوں حمایت جنگ نے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت الہی کی مدد پر حملہ کرو اور مجھ بھی پہونچا ہی سمجھو جب وہ معاد ہوئے حمایت جنگ نے تیر و کان قبضہ میں لیکر اور تیر کو ترکش سے نکال کر دست باز در گاہِ بقرت میں واسطے دعا کا اٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تیر من نشانہ قتل میں آتو جب کو جا ہتا ہی عزت دیتا ہی اور جب کو جا ہتا ہی ذلت دیتا ہی پس یہ فقیر عرض کنان ہی کہ دشمنوں بدر اندیش سے ہی ہوت طفر بانی ہلوز میں آئی بعد ان کلمات کے نصرت ظفر دشمن پر کمر بہت دراز کی مخالفین زارع منش کو چرسے اعمال دے یہ لکھ بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم تنگ و نام کا موقع نامور کا ہنگامہ ہی جسے خون میں نہانا ہو چاہی آشنائی کرے دریا سے نامداری سے ہی پیرا پار لگا سے یہ لکھ تیر کان میں رکھا شست و دشت دست کی شادمان شانمان فتح کی نوبت بچوانی بصورت آواز فتح یابی بلند ہوئی ظفر ہو کر فیل سواری جانب دشمن روانہ ہوا یا فوج ہر اول بھی اپنے مالک سے شہ پاکر بساط اقامت سے دشمنوں پر متوجہ ہوئی حمایت جنگ بھی اونگے ہمنان پہونچا اس گرم بازاری میں دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک فیل پر سوار تھے دعوائے سبقت کر کے جو باہر نام و نشان ہو کر بازار گیر دو ارا گرم ہوئی یہ ایک اپنے اپنے مقابل سے جہان بہار خون کی ندی سے بکلی مارد مار سے صلت نہ دی میٹھا کاظم خان اور دوست محمد خان نے اپنا ہاتھی بڑا کر مراد شیر خان کے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا سید کاظم خان نے جاہا کو اس کے تختہ ہودج کو کپڑ کر اوس کے ہاتھی پر کود جا کر اس پر چڑھا
اگرچہ زخم کھائے ہوئے تھا لیکن تیغہ کا رد افغانی ایسا مارا کہ سید کاظم خان کی بعض اونگلیاں کٹ گئیں
قبضہ سے تختہ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کو دکر اوس کے ہاتھی پر جا پہونچا اور جہاتی بڑھایا
اور میر محمد کاظم خان بھی اوسی جانب اوسی حالت میں کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی
اعانت کی باہم متفق ہو کر اوسکا سر اڑا دیا لیکن اس دروگیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس
طرح سے ہاتھی سے زمین پر آیا اور جیب بیک یکہ جو نہ کار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خاں
یسر عمر خان کے مصاحب مین تھا اوسکا سر کاٹ لایا اور مصابت جنگ کے ہاتھی کے زیر پا پہونچا
اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گزاری رب قدیر فرمائی اے سر سے شادیاں فتح بخانیہ
فوج مرہٹہ کیسار کے طرف امیدوار فتح و ظفر بتی کال اضطراب و پریشانی مین قرار ہوئی
اور مصابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتھ اونکی پیشگاہ مین اپنا آرام گاہ بنایا۔

ڈاکٹر امین بیگم دختر مصابت جنگ کی ملاقات ہونے کا مع اولاد اور پلڑے والا گھر کے اور

باہد گھر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مصابت جنگ کی اور بی بی زین الدین خاندانی جن دختر اور سہراپنے کے کہ میرزا محمد سی نام تھا
عنایت دولت و رسوائی مین اسیر افغان تھی حاضر ہو کر مشرف ملازمت مصابت جنگ
اپنے باپ کے ہوئی دو طرف خوشیاں ہوئیں شکر گزاری مالک الملک ادا کیں اس نوید سی
شہر عظیم آباد کے خورد و کال کو خوشیاں ہوئیں ہر ایک دیدار مین انارسی کامیاب ہوا
ہر طرف بھجت و انبساط کی شادیابی بھونگے دو ایک مقام کے بعد طر محل فرما کر عظیم آباد مین
وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو نما سے جمال بیتال سی فارغ البال خوشحال کیا
تذرین ادا ہونے لگیں سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زربشمار سی مالا مال کر دیا اور
شہامت جنگ با در کو مصابت جنگ نے لکھا کہ الحمد للہ فتح و ظفر بتی فوج و اور وادریس
ہوئی جو کچھ کدور اور صدقات واسطی مردم مرشد آباد کو مقرر ہوئی جاہکین ارباب استحقاق
کو دید و اور دلجوئی ضعفا و اقویا کو کہ جو رافاغہ سے احوال ان سب کا یکساں تھا
بیش نادر خاطر عنایت و ذخایر اپنے کار کے مویائی الطاف سے تدارک شکستہ مالون اس

شمشیر خان کو عیال اطفال کو طلب کر کے مشمول فوارش فرمانا

چند متحد لوگ واسطی منطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ مرکشوں کے درہنگا کو جاو سکا
 وطن تباہ ہو گئے زمیندار بیٹائی جسکے حمایت میں متمر دان مذکور کے عیال و اطفال تو عمر من کیا
 کہ جماعہ مذکور مذوی سے امان خواہ ہیں اگر مطلق العنان فرمائے ہا میں تین لاکھ روپیہ نذرانہ
 حاضر حضور کروں یہ التماس منظور نہوا بعض دولت خواہوں کو حکم تعاقب صادر ہوا اور
 خود بھی بنا بر مرید تاکید تاکہ زمیندار مذکور کچھ جیلہ نکر کے متعاقب عبور گنگا کر کے کشمار کو
 ہانہ سے دو تین منزل چلا اور مولت جنگ ہا درسام الدولہ کو شہر میں نایب مقرر کیا
 جب زوجہ اور لڑکیاں شمشیر خان کی زمیندار مذکور نے مہابت جنگ کو عملہ کو تفویض
 کیں حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ بین کجاوین اور کسی طرح کی تکلیف وایدانہ پہونچاویں اور بعد
 گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سر امین داخل کرین اور حرم سر امین بجای
 لایق شراٹین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بھی جو بمنزلہ جان و بکرتا حکم ہوا کہ بدو
 پردہ کرانے اول اور خبر کرانے کو اندر کجاوے اور ہر قسم کے فواک اور خوردنی
 جو خود کھاتا اول و کجاوے پہونچاتا اور بروقت ضرورت بنی کی خطاب سے گفتگو کرتا تھا
 یہ بھی مقل و جمل کے کارخانہ میں سہارا خان وغیرہ کوڑیوں و آقا کے لغت کو ناموس کی
 خدمت میں لطف خرچ فرمایا اور مہابت جنگ فی یہ خلق و غنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تھا
 کہ سنج و شبنون کی ناموس و تنگ کی پردہ داری سے کچھ غم نہیں ہے یہ حرکت
 فقط سیوا سٹے کی گئی تاکہ شمشیر خان کے اون حقوق رفاقت سے ادا ہوں جو اس
 میرے عیال و اطفال کے ساتھ نہایت ذلت و رسوائی کی ہو حال آنکہ ہیبت جنگ نے
 کچھ بدی اوسکے ساتھ نہیں کی تھی اور نہ پہونچے کبھی کچھ خیال کیا اور غلاوہ برین اگر
 عداوت تھی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تھا عورتوں سے کیا جگڑا تھا کہ اونکی
 رسوائی کا جواب ہوا۔ القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے
 جو قاسم سلیمانی کے اولاد میں تھا شمشیر خان کی بیٹی کے سے شادی کر دی اور اونکے
 وہ بھائی کو حیدر موضع جاگیر مقرر کر دئے اور اون کو وطن اصلی درہنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نہ ہو کہ قاسم سلیمانی افغانی تبار ویشی میں مشہور جہانگیر کے عہد میں نابہر کثرت اتباع کے مقید ہو کر قلعہ چنارہ میں مجبوس ہوا جب وہ مر گیا آبادی مذکور کے غریب طرف مدفون کیا گیا اوس کے مریدوں نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کر دی اوس وقتیں کھایت پر رونق تھا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسکی بے رونق ہو گیا افغانہ نے بھی طاقت اٹھانے مصارف میں نقصان دیکھا درپے بربادی ہو کر دوسرے سو گیا ہوا

پہونچنا مہابت جنگ کا میر حبیب کے خیال کو اوس کے پاس اور دیگر کوائف

انہیں دونوں شہادت جنگ کو لکھا کہ میر حبیب کے اطفال کو جو کہ ابتدا سے مقابلہ مرحہ می مرشد آبادین محفوظ تھے سوار سی وغیرہ خرچ راہ دیگر ہوا آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کروا سہمی اثنا میں محمد شاہ پادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تھی چالیس چاس روز لنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر میں رہ گیا تھا سولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لائق تہنیں ظاہر کیں اور یہ اول اس کے اقتدار کا اظہار ہوا انقصہ بعد یہ شکار کے آخر رجب کو معاود ہو کر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوس وقتیں ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اور سکی یہ ہو کہ جبوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا میں مجبور ہوا کینقد قنوت سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تھا فخر الدین حسین خان بڑا لڑکا سیف خان کا جو نواب ہادر کے نام سے معروف تھا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی مہابت جنگ کو لکھی تھی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع نہ دی یہ لکھا تھا کہ عرضی خلوت میں قنات جنگ کے نظر سے پیش کر سیتے ان سے حقلوں نے عمر کیوقت مہابت جنگ کے پاس حاکم اول اپنا خط دکھلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑھ کر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جیسا لایا گیا تفصیل ہوگی میر مذکور کو مضمون مجرہ سے اطلاع تھی متحیر ہو کر کہا مجھے خبر نہیں کہ عرضی میں کیا تحریر ہو مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کر دی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع یانی کہ اوس تا لایق نے لکھا ہے کہ اگر کچھ بھی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کروں یا حضور میں مقید روانہ کروں اسی زمانہ میں سراج الدولہ نادان فاعا و عیلم جو مرد ملکہ تھا کاوش بجا شروع کی رحلت اسکی یہ ہوئی کہ سہرا درخان خور سابقہ مذکور زمانہ نوکری سیف خان سے ہوا آقا مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تھا لکھتا تھا اوسلوک مناسبہ پیش آنا

اور بعض مردم عظیم آباد کے استخلاص میں سامی تاحصن بدگانی کی آغہ لاکھ روپیہ امانت سردار خان کے بابت دعوئی کیا اور اپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ بصلاح آقا سے مذکور کے تشہیر کر دیا محابت جنگ بھی اس خصوص میں آقا سے مذکور سی بدگمان ہو کر در بے اضرار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے غلطی پاکر صولت جنگ کی رفاقت میں گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنی محابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایاں کا درمیان محابت جنگ اور عبدالعلیان کے

نواب صولت جنگ بنادر نے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر شروع جنگ افغانان میں وعدہ کیا گیا تھا اور مشہور تھا اکثر عزیزوں کو مانند حدی شار خان مورخ کے چچا کو جو بعد فتح محابت جنگ کے رہتاس سے آیا تھا اور برادر مورخ نعتی علیخان اور خادم حسن خان اور عزت علیخان وغیرہ کو جو کہ اکثر بہت جنگ کے رفاقت میں تھے اپنا ریفی بنایا لیکن زوجہ محابت جنگ اس فکر میں پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بابت وعدہ صوبہ ہو اور فوج کا گذر اور بنگالہ میں پہنچنا بدوین مرضی وہاں کے ناظم کے دشوار اور شہاست جنگ فہم و ادراک و تیز و شعور داری سے بالکل معراج اور بعد محابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیوں اور نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہو گا پس سعی کرنا چاہی کہ عظیم آباد کی نیابت کسی اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن خیمہ کو محابت جنگ کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ لکھا دیکھا سب لوگوں کو کہ اگر صوبہ بار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کر گیا کیونکہ یہ صوبہ میر سے باپ کا ہے میراث مجھ کو پانا چاہیو۔ محابت جنگ نے جب ایسی کلمات سنے تو نیز سراج الدولہ کی خاطر داری بدرجہ غایت منظر بھی اور اپنی بی بی کا بھی کننا تنگ معلوم ہوا پھر مناسب ہوا کہ باپ کی میراث سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے خاموش نہ ہو کر آزردہ ہوا دارالملک افتہ شاہجہان آباد کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت میں جمہوری کی محابت جنگ نے بذریعہ خط خطوط کے دہلوی شروع کی بعد چند در چند عر ایلین کے صولت جنگ نے ایک عرضی بین لکھا کہ سینہ اس خصوص مقدمہ میں قسم کھائی ہو کہ اگر ایسا نہوا شاہجہان آباد صبر و رجاؤ گا محابت جنگ نے در جواب بدتخط خاص تحریر فرمایا اور یہ فقرہ لکھا کہ کفارہ عین سہل است و ترک رفاقت عجم خود جہل اور متعاقب ارسال

اس رفعت کو خود اوستا گھریں جا کر دلجوئی کی اور دشمن گفتگو فرمایا کہ فرد محبت بار بار لاجپت کراتی ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایک مرتبہ بندہ عذر کرتا ہے اور مخالفت کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نسا دو بارہ گفتگو نہیں کرتا مگر زبان شمشیر۔ تبہیں اگر کوئی عزم اس ارادہ سے ہو ظاہر کرو تاکہ بطریق اسکی تعمیل ہو اگر زبردستی کو حکیم بیگ وغیرہ حاضرین کے توسل سے عزم کر واپس زیادہ طریقین کو رنج کمانا ضرور نہیں صولت جنگ نے خواہے گفتگو محارم کر کہ ہمشیزوں کی رسالت سے مقدمہ اپنا ظاہر کیا اور محابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوستا کے مصارف کی واسطی اضافہ فرما کر اوستا کی آشفگی کی تسلی فرمائی اور عبدالعلیخان بادر مورخ کو خالو کی صحبت جو محابت جنگ کی رفاقت میں تھا اوستا کی بی بی کی حماقت سے ناچاق ہوئی مقدمہ بیانشاک طوی ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض پریشان گفتگو اوستا کی بی بی کی مشربان ناموس محابت جنگ کی ہوئی مگر محابت جنگ ہنسی شفت کرتا رہا اور قتل سے درگزر کرنا پاشاک اپنے ملک محروسہ بدر کیا عبدالعلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی حماقت اور لاجپت سے لاعلاج جانا چار شاہ بہان آباد کو چلا اور کراکاسکا اگے موقع پر آئی گا۔
زن بد بچہ دینک کے گھر اسی عالم میں ہو دے اوستا کو۔

تقولین ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانی رام کو نایت اور عاودت کرنا مانتا تھا

سکا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تھی محابت جنگ نے بنا بر انتظام صوبہ کر سہا اپنا اختیار کر کے راجہ سراج الدولہ کو مع راجہ جانی رام کے بقصد دینے نیاست عظیم آباد کے مرشد آباد سے منع فرمایا اور بعد پونچھ کی صوبہ دار سی عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیاست کا خلعت راجہ جانی رام کو مع نوبت اور پالی جالردار کے عنایت فرما کر پیاس خاطر صولت جنگ کو جانی رام کو صدر المخیٹا کے ہمراہ اوستا کی خدمت میں بھیجا تاکہ ادب خدمات مذکورہ کو تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ کمال ملال ہوا تھا لیکن ظاہر میں بنا بر ادب اپنے چچا کو نہرانی فرما کر قباۃ ہندوستان پان عنایت فرمایا بعد انقضا سے برسات کو جانی رام کا رامو پر چھوڑ کر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہشت فرما کر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سی عطا امد خان کو طرفین میں تھی اور اب جو اوستا کے خطوط مع حامل خط کو پکڑے گئے زیادہ تر منٹنہ بد جو ہسی کا ہو گیا بہر چند مستحق سزا تھا مگر بغیر خویش اور نیز یا سناظر اوستا کی بی بی کے انتقام سے گزر کر شہادت جنگ کے نام علم صادر

فرمایا کہ عطا المدخان کو مدد نہ دینا چاہیے اور نہ اس کے ساتھ کسی طرح کے معاملے میں ہمدردی کرے۔ اس کے بعد مدد و اس حکم پر عطا المدخان نے ہمت نہ کی اور آمدت ہوا اور خان کو روک دیا اور امید شکستہ ہو کر جو کہ میر علی نے لکھی تھی وہ بھول گئی و وعدہ پر پہنچ نہ سکتا تھا امیدوار عہدوں ریاست نیکالہ ہوا تمام خیال و افعال اور دیگر اسباب بدقتی اور سائنہ لاکھ روپیہ نقد اور ستائی باقی ورز و جو ابھر نصیب کے مرشد آباد سے نکلا اور گنگا پار ہو کر حوالی مالوہ میں میر سنیا اور مدد کی غیبت میں جو موہن پور میں واقع تھی واسطے تیار سی سامان سفر کے جاکر باہر آ اور محابت جنگ نے سران محفل اکبر نگر میں رسوہ جشن عید الفصحی کر کے بسواری کشتی روانہ شد آباد ہوا اور راہ مذکورہ کو اوسٹین بلکون گوردھو پنا اور شہناست جنگ اور حسین قطمان وغیرہ اعزہ شہر کے ملاقات سے جو ہر قسم استقبال پیشتر پہنچتے مسرور الوقت ہوا اور وہاں سے بسواری فیصل جیل کی راہ ہو کر تھرے شان و شوکت آن بان سے داخل دولت سر ہوا اور فتح بابی کی حلد میں سنہ سر سے شکار و غذا و تہ تیغی بجالایا اور صدقات وغیرہ مسایات اور دیگر نوید کو نظر فرمایا اس سفر میں بعض عزیز جو عظیم آباد میں رہتے تھے مانند اسوۃ العلماء و قوۃ الفقہاء مولانا قاسم خان و الفاضل کاشف الکلیف و امیر امرا کبر المملی سید الانامش میر محمد علی اوام اسد علیہ اور خان علیہ القدر عالی شان انسان العین و علی انسان زار حسین خان مولوی محمد نعیم مرحوم محمد علی اکبر اور خان نویر الکاظم و الامام علی اکبر ان مولانا مرحوم بن حاجی عبدالعزیز خطاط مشہور جو مولوی برہم پور کا دیوان محمد اور ملک زیب عالمگیر کو عہد میں تھا اور خان والا و دودمان مردک دیدہ و دی و سرور سے شیعہ فاضل و مکرمت علی ابراہیم خان بلادر پور مولوی مرحوم ہر شہرہ داد و تار حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری سب راہ محابت جنگ کے مرشد آباد آئے اور دولت جنگ نے چند روز کو چھوٹے بڑے عظیم آباد سے مرشد آباد کی راہ لی۔

مورخ کا شاہجہان آباد سے معاوہ ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا میر تارا اور اس کے ہمراہ مرشد آباد آنا

مورخ جی اسی عرصہ میں جب کہ محابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تاشا جہان آباد سے باوراک آئے تھے ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کے معاوہ شمشیر خان اوکڑتہ میر نے بدست جنگ کے جلی زبست کی امید واقعہ مذکورہ میں نہ کی تھی اور اسے اونکی زبان کا کوہر سنا معاوہ کر کے عظیم آباد آیا اٹھنا سے راہ میں ماہین

لکھنؤ اور فیض آباد کے عبدالعلیم خان اپنے خالو سے ملائی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ سبب بیات اور نادانی زوجہ کے یہ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہنچی تھی مگر چونکہ ہنوز کس قدر زمانہ مہمو دین توقف تازہ رہ کر ہر مایہ
عزبت میں مقید ہوا حالانکہ اجماع آباد کو عازم ہوں زینار از قرین بد زینار بد و قنار بنا
عذاب النار اور اسی اخراج کی بدولت مورخ کو والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جس کے عمدہ برائی مردوں سے دشوار ہونے کے عورتوں سے اور گذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد کے ایسے جواب سخت کیا وجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
انفصا بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ ہیبت جنگ نے سید علی خان
مورخ کے بھائی سے ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی براورد نکو کر دیا وہ دونوں ہم ہوں
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا درحقیقت اس قدر باس و اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوس کے بیٹوں کے دوسرے سے ہونا معتذر ہے اللہ اعلم و الرحیم
جب مورخ عظیم آباد پہنچا تھا ہر دو کا ہمدی شہر خان اور قلعہ علی خان وغیرہ اقربا اور اقارب
مانند غلام رفقا خان خلع مر قنوی خان اور آقا عظیم سے مشہور ہوا اور ملک محمد خان اور
خادم حسن خان اور عرب علی خان اور میر اسد علی اور میر فضل علی اور فضل علی خلیفہ آباد سے
ملا غلام بچی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبداللہ صاحب
صولت جنگ کی رفاقت میں عازم ہر شہر آباد ہوئے بین مورخ کو الکی مفارقت میں علی خان
کا شہر ناگوار ہوا بدون سررشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بھائی کے
گام فرمایا ہوا عید الضعی کا دن تھا کہ نواح موئیں بین صولت جنگ اس نے کشتی سے جس وقت
کہ کوئی غیر حاضر تھا و ترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمایا مورخ کو دین
گذرا کہ عید کا دن ہوا اور عین خلوت پس اسی جگہ اوسکو دیکھا جہیز لہذا کشتی سواری سے
سید علی خان اپنے چھوٹے بھائی کے اتر کر روبرو گیا اور سلام کیا بعلبہ مبارکباد عرض کی اور
تذکرہ گزشتہ روزی از بس خوش نو ہو کر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بروقت روانہ کیا
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور جہیز میں ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور نیز بزرگوار
کی مقصد کر کے دستخط فرمائے مورخ سو اوس مقام کا صحبت خوب گزری انشاء اللہ بروقت
موتی ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے بنانے

سید علی خاں
مورخ عظیم آباد

سے دلہن رکھتا تھا اور نیز بڑے بھائی شہناز جنگ سے صفائی ستھی مرشد آباد کا رہتا تھا گوار سمجھ کر بلکوان گولہ میں پھرنے لگا ہوا آخر کار چچا اور بڑا در بزرگ اپنے کے دلجوئی اور تکلیف دہی سے سکونت مرشد آباد کی منظور کی بعد دو تین عینے کا اوس شہر سے اوس شہر کی طرف چلی گئی جو دریائے باگیرتی کے اوس پار بگت سینہ کے مکانات کے مقابل واقع تھی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گھر میں مورخ اور مدعی نثار خان اور علی نفعی خان کی سکونت مقرر فرمائی۔

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گندہ گولہ میں اور عدم منظوری طر قسانی اور جان بحق ہونا سیف خان کا اور محبت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور انظر الدین حسین خان میر سیف خان مذکور کا مرشد آباد میں اور محبت جنگ کی ملاقات ہونا اور دیوان خلاصہ کے رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دونوں مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان جو کہ ارسال عراقین اور تختیاں میں مہابت جنگ سے ملوک تھا اور افواج مدد کی پہنچ سے رابطہ اتحاد کا متوقع تھا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ مہابت جنگ کے بروقت مراجعت مرشد آباد کو جو اسے ٹرکوان کی شادی کو گیا تھا اور یہ عظیم آباد کو لوٹا آتا تھا گندہ گولہ میں آکر جو ادو کا مالک تھو و سہ تمامان فوازی کی تمیل ہوئی تھی چاہتا تھا کہ مہابت جنگ بھی اوسی روش سے تہمان ہو اور مہابت جنگ نظر بے نشان خود کو بھفر خان اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ سپہ داری اور شجاعت اور سرداری کا افزون بلکہ سلاطین عالی شان سے رتبہ برابر رکھتا تھا اس استقامتی آرزوہ ہو کہ بغلوت میں کھتا تھا کہ سیف خان ہر چند ہفتہ ہفتہ کی اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیوں نہیں آتا ہمیشہ سال میں گھر تہ شجاع الدولہ اور بھفر خان اور علاء الدولہ میرا فرزانہ آتے تھے۔ سیف خان تو اوس کے مافی الضمیر آگاہ نہ تھا اور ہر غم خود جانتا تھا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ کو طور سے مہابت جنگ بھی ضرورت تھا ہو گا کہ اسباب بنیافت اور لوازمہ مہمانی اور تحفہ پیشکش کی گندہ گولہ میں آکر مقیم ہو و انجم ہوا ملان باشتوگ و نشان سے استادہ کر کے ستر صوبہ دار دیگم کب مہابت جنگ اور ہرادی مہابت جنگ فر

بروقت اپنے عبور کے پتلا گنبد ہی سے اوسکے سفیروں کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
 کس واسطے ناخان سابق کے طور پر مرشد آباد میں آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہو کر
 پورنیہ میں کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مرہٹوں کو صاحب فراسٹا ہوا اور تھوڑی مدت ہی
 میں بھارنہ اسمال بتلا ہو کر شروع مسئلہ ہجری میں جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بڑا بیٹا
 فخر الدین حسین خان جسے اصلاً لیاقت سروری اور اخوان پرور می کی تھی بچا سے پدھر سندھ آرا
 ہوا اور کل مترکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور نقشہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہو کر دیگر بھائیوں کو
 محروم کیا بلکہ سنا گیا ہے کہ چونکہ اوروں کو قبضہ میں تھا اوسکو بھی طمع کر کے چھین لیا اور کب قدر
 اوسکے حصہ میں دیا جب یہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لائق اپنی شان کے
 جنگالہ میں نہ لکھتا سند فوجدار سی پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کربدستور معین الدولہ و امیر سیف خان
 بہادر کے واسطے تمام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو مع خلعت اور عطایا و لایق کے
 حضور سے طلب کر کے اوسکی قاصت سراپا لیاقت کو عطای خلعت اور جینے اور سرچ مرصع
 اور لکھی اور مالہ مرورید اور فیض آراستہ فرمایا اور بھگلی کی فوجدار سی اوسکے تغیر میں سرالہ
 کو بخشی میرزا بیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کو لقب سے مشہور تھا دیکر اوسکے کیا جتہ پر
 مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی و ابالی کے قبل اپنے روانگی کی روان کیا اور
 سال مذکور کو آخر ربیع الاول کو خود بھی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
 تھے دو تین ہزار اور تین چار ہزار پادہ برقدار ملازم کی ہمراہ ہوئے فخر الدین حسین خان نے
 جب کوئی جا سے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے نہ کی قطعاً معنی مشر انظار اطاعت ارسال کی
 مہابت جنگ نے لایح میں اگر جواب تحریر فرمایا کہ ہمارے طرف سے مطہن ہو کر ادھر تشریف
 لائے اور ملاقات سے ہمہ و فرمایے انشاء اللہ انجاء مرام میں کوئی تعصیر نہوگی چونکہ البدو مترصد
 حزاب ناسزا کاسوں کا تھا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشد آباد ہوا اور نہ بصورت کسی سپاہ
 و اسباب سفر آمادہ رکھتا تھا اگر دریا سے کوس ہی عبور کر کے نخلجہ سے زمینداران تربٹ وغیرہ کا
 مقدور تھا کہ اوسکی مزاحمت کر سکتے اور اگر احیاناً کوئی طمع کرتا تو شری سے انعام میں اپنا خیر خواہ
 اور زاد نمنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بھائیوں کی فریب کما یا مع اسباب بڑیا یاں اور لشکر بیکران
 کے عازم مرشد آباد ہوئے راستہ میں صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
 بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کی جمیع مورخ بھی

قواسط ملاقات اور آداسے رسم تعزیت ہو سکے باب گریہا ستوکت جنگ بعد ملاقات واپس
 ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت میں اگر مورد الطاف ہوا تیری
 روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہو کر اتنا سے راہ میں بازو دیکر تاجو آسے کو روانہ ہوا
 اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ در کوچ مرشد آباد کو راہ پیا ہوا۔ اس صولت جنگ کا حال
 حمد آمانبر وقت شباب ذکر ہو گا فی الحال یہ حال نہایت جنگ ہو فخر الدین حسین خان کو مرشد آباد پر
 پہنچ کر کیا بیان ہوتا ہو فخر الدین حسین خان فی مین کوٹ کے گھاٹ میں پہنچ کر چکھانڈی کو اس پار فرج
 چھوڑی خود نہایت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب ان یا پہنچا نہایت جنگ کی ایک گروہ کو پیشوا کی گریہا اور وقت ملاقات مل کر وہ
 سنے پیش آیا اور فرسٹ سوزنی پر حکم پیشہ کا صا در فرمایا اور عطر و بان و گلاب کی جو ہندوستان میں
 معمولی تواضع ہوئی اور مطہین فرما کر آرام گاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہاں جا کر تیارام تمام ہوا۔

راے رایان حسین راے کا اس سرافنا سے کوچ کرنا

انہیں دنوں راے رایان حسین راے کی انتقال کیا اور بیرون دست بعد انتقال اپنے
 منیب کو بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام میں مصروف ہوا مخفی نہ ہو کہ حسین راے
 محب متصدی اور طرفہ ہند تھا ملکی اور مالی مقدمات میں نہایت دیانت دار اور دولتی آواز و کفایت
 شعار اپنے آقا نامدار کا تھا اور اسی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سے وہ نوبت ہو چکی کہ رفق
 نہایت جنگ بلکہ اوسکے فرزند مانند شہادت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکو پاس خاطر
 کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تھے ایک روز نہایت جنگ کی مجلس میں بروقت خلوت میں تمام ہو
 کر اوسکا بیٹو اور بھائی موجود تھے نہایت جنگ نے تذکرہ حسین راے کا اپنے دیوان کی تمثیل
 عزت پر کیا نہایت جنگ نے کہا کہ بٹیا راے رایان کا وہ مرتبہ ہو کہ میرا نوکر نہیں بلکہ آقا کا
 کامرتبہ میرے سر پر کرتا ہو تم کیا مثال دیتے ہو اور کسکو مشابہت ہو۔

نہایت کرنا نہایت جنگ کا لکھ کی طرف مرتبہ اور میر حبیب کی سرکوبی کو اور قلعہ بارہ بھاٹی کو
 مخالفین سے چھین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشد آباد میں باگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا اور
 یہ صولت جنگ کے خوف سے راستہ سے لوٹ آنا مالہ میں اور آنا مرشد آباد میں اور قلعہ ہونا اور بیرون دست

کار اسے رایان خطاب یا

مہانوجی پسر رگہوجی ہوسلہ جبکہ مہابت جنگ نے نواح عظیم آباد میں شمشیر خان پر فتح پائی پڑا ہو کر مع میر حبیب اور بھی افغان کے دیکر مرشد آباد کو عازم ہوا تا اٹنا سے راہ میں اپنے والدہ کو وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے لٹک اور میدنی پور کے طرف بھیجا چند ہزار سوار ہمہ تنگو ساتھ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگہو نے بند پھونکنے جانوجی کے چھوٹے بھائی اپنے ماناجی نام کو کس قدر مرہٹوں کو ساتھ میر حبیب کے پاس بھیجا اور مہابت جنگ میر حبیب کو لکھا گیا دارالحکومت میں پہونکر فارغ البال آرام تمام معیم ہوا اور سب خلق خدا میں امان اس کے شکر گزار ہوئے اور مرہٹوں احسان بجز فتنہ و فساد میر حبیب اور مرہٹہ کو کوئی کار و شرم ملک جنگالہ میں مہتا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجھا اولاً بیع التمانہ ۱۲۰۰ لاہری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشد آباد دسی نکل کر چند روز بعد فرما کر شکر کے کٹوہ میں متوقف ہوا اور حیدر علی خان بادر داروغہ توپخانہ دستی کو سات آٹھ ہزار سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے کلنوں کے بردوان پہونکر حکم دیا تاکہ جہاں کی گڑی کہ اگر اچھا نا میر حبیب بمقتضای اپنی تمسک زنی کو نواح مرشد آباد اور بردوان کی خرابی کو دیکر اپنا خانہ کوراو سے انسداد میں سامعی رہی۔ القصہ بعد فراہمی فوج خطر موج کو مہابت جنگ بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علی خان مع ہمراہیان کو سعادت استقبال سے معزز ہوا بعد چند روز کو میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تھا کہ علمہ توپخانہ مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علی خان کو واسطے عطا سے تنخواہ کے ممبر ہو کر مانع غیبت ہو کر مہابت جنگ نے اپنے ہم نشینوں میں غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کو جو معتد علیہ تھامس گڑھ کی دہلیجی کو روانہ فرمایا ہر چند انہوں نے بہت کچھ سمجھایا مگر انہوں نے کچھ نہ سنا دوسری روز مہابت جنگ نے خود حیدر علی خان کے مکان میں جا کر جاہل آپ افضل اپنی سے آتش مشعل ان شیطانی سیرت کی منطقی کر دی اور کس قدر تنخواہ پہونچا کر باقی کو شہادت جنگ پر تنخواہ کر دی تاکہ جلد اس کا بھی سر انجام ہو مگر کچھ مفید نہوا بدستور اپنے ہٹ کو گئے میر افضل علی جو جامعہ سواران کا جامعہ دار تھا اسی کو ذات سے یہ مفسدہ اوٹا ہوا تا مہابت جنگ نے اس وادید سے نفرت آہی پڑتیکہ زن ہو کر اوس گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پڑوہ کی رفاقت سے علیحدگی کر کے قاصد مدافع غنیمت ہوا فخر الدین حسین خان نے مہابت جنگ کو جوارکان دولت میں تھلل دیکھا خدا معلوم کچھ ہوا اور

احسن کی سبھاؤ سے کیا یاد سکے جی میں سہائی کہ بدوں اطلال شہامت جنگ کو عبور دریا کی گنگ کر کے اپنے لشکر سے ملتی ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کو راہی ہوا مصلحت جنگ کی جب یہ خبر پائی تب فوج و فوج کا ہضم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملائی ہوئیں چندان مسافت نہ رہی فخر الدین حسین خان نے خبر آئی سے گہرا کرے مٹی بھی کہ کچھ کچھ قعر من نغمہ مایا جو امیدوار ہوں کہ عبور کی اجازت صادر ہو مصلحت جنگ کی یہ عذر کر کے بدوں اجازت محابت جنگ کو نہیں ممکن ہو جواب دیا کہ بہتر یہی ہو کہ جس راہ سے آیا ہو واپس ہو وہ حق نامرد واپس ہو کر مائدہ میں اگر ٹھہرا اور محابت جنگ کی فضل خدا پر نظر فرما کر بلا توجہ کے برودان سے میدانی پور میں اقامت کی میر حبیب جو مرہٹوں کی ساتھ میدانی پور میں چھاؤنی کیے ہوئے تھا قریب محابت جنگ کے خبر پا کر چھاؤنی میں آگ لگا سفور ہو گیا محابت جنگ نے بادولت و اقبال خارج آبادی سے روڈ خانہ کشائی کا عبور کیا مخزون فی سہر لگائی کہ میدانی پور کے اطراف کو جنگل و غنیمت مرہٹوں کی کثرت ہو حکم ہوا کہ میر محمد کالم خاں اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب میں جا کر ناکا مان گردش زد کا کام تمام کرین مشار لہما نے شب شب پہونکر تنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار و خراب ہو کر کنگ کی طرف فراری ہوئی اور محابت جنگ بیشتر کو بڑھ کر بالکسیرین آیا اور مقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور مانا جی بے تاب ہو کر اور یارای مقاومت سے مجبور سی پا کر مع فوج اطراف کنگ میں آوارہ ہو کر درنگ نکل گیا محابت جنگ نے دریا کی ہدک اور حاجی پور سے محکم مقام برہین جو کہ کنگ سے تنجیناً اشارہ کو س ہو گا مقام مزایا و سچلہ سید نور اور تیر انداز خان اور دہرم داس ہزاری تفکیک میں کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بھائی کی محافظ اور ملک کنگ کو متصرف تھے بدین مضمون محابت جنگ کی نظر سے گزری کہ ہم لوگ آپ کو پیش ہیں جبوقت ادھر رونق افروز ہوئے سقا لید قلعہ پیشکش کی جاوین محابت جنگ بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کی اور نیز میر حبیب کی چند روز متعاقب رہا ایک ایسے جنگ سخت گذار میں جا پہونچا کہ سبب نہ پہونچو غلات کے بنرخ غلہ کا لشکر میں گران ہو گیا اور انہو ہی شمار اس قدر تھی کہ تین روز تک فوج بہراول کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تھی نہ لگانہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونوں طرف ایک دوسرے کی جستجو میں تھی آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتھیوں کے نقارہ ہاے کلاں

بجراے جاوین تاکہ اوسکے آواز پر اٹھنے آ کر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تھی آواز پر اٹھ کر
اور شادمانی کی پائیاں نعشب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرتبہ کا نام و نشان اور پیر عیب کے نقش قدم
ملک پیدا نہیں اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعینات فرمایا اور دوسرے فوج پر ای
رکاب سے سرشام بزم تغیر قلعہ ہمارا بھائی کو کھمبا ہوا اور تمام شب اور صبح کو دوسرے ملک طمنست
کرتا ہوا دریا سے ماندہ ہو چکا تھا بھائی کے پیچھے روانہ ہوا اور قلعہ کے پاس جا کر قلعہ پر سے
استادہ ہوئے۔ مخفی نہ رہا کہ مہابت جنگ کا جنگل میں جاندار فوج کی کم گشتی اور غار و بجا کر
تہیہ نہ کانا ضرور درپیش ہوا ہی مگر یہ تحقیق نہیں کہ اسی سفر میں یا کسی دوسرے وقت۔ المقصد
چونکہ فوج طفر موج نے برابر چلے پھر قطع راہ کی بجلا دوسرے سوار کے دریا اوڑھتے اور تڑپتے تین سو
گل حاضر رکاب رہا مگر شکر راہ سے کسی میں یہ دم تھا کہ لڑائی درکنار درامد لے فی الحقیقت یوم
غلات شان ایسے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت میں محافظان قلعہ قصد فرار و قتلہ آجاتا
نام و نشان مٹا دیتے تھے تاہم یہ غیبی ہوئی کہ قلعہ والوں کے دل میں اسکا رعب چا گیا اور اطاعت
کی راہ میں قدم زن ہوئے اوس روز برب نہ ہو چکی جینہ اور عدم موجودگی سایبان گرمی تھا
سوار و تیراکیاں نہ ہونے محشر پہرہ پاتا آخر روز کو سید نور اور دہرم واس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت محمود ہوا کہ کل صبح کو مع سراندا خان کے حضور میں اگر قلعہ تسلیم کریں
لیکن چونکہ اونپر اعتماد تھا اسنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو مجھ کو جھوٹ حاضر ہوں زیر
میں ڈیرے کرنا اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مخمر میں جو اسوقت پہنچا تھا بینہا اور سراج الدولہ قنات کے باہر چلے
اصحاب معینہ کے سایہ میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سید نور اور دہرم واس فراموش کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گئے اور مجلس میں جا کر اہتمام لوازم وغیرہ میں مامور ہوئے کہ سراندا خان بھی
مع چند نفر کے چوہداروں اور دربانوں کے برابر پہنچ کر گھوڑے سے اتار سراج الدولہ نے
بجود اوسکے اوڑھنے کو قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تھے فوراً لپٹ گئے اوسے بھی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خیمہ ہاتھ میں لیا اور بقدر امکان زور
و کشت کر کے عازم تھا کہ مہابت جنگ کو برابر باوڑی مگر موت و قتل مذی اوسے ہنگامہ دشواری کی وجہ سے
سے جان نے کالبد سے فرار کیا سید نور اور دہرم واس اس سانحہ سے مضطرب ہوئے بہت سا
ترسے مگر نہ جھوٹے گرفتار ہو کر کشور خان کو کشتہ زباں اور دھت دل نگبان زندان خانہ تھا سپر دہری

قلعہ واسلے اس حادثہ سے پریشان ہو کر دروازہ بند کر کے لڑنے کو آمادہ ہو کر جان جنگ
نے اپنا رہنما بنائے قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان اور فقیر احمد بیک خان اور زاہد و بیہام
وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے قطع ہو کر حاضر حضور ہوئے تھے دبا بے خامہ قلعہ مامور بنایا
اور خود بدولت کنگ میں داخل ہوا پندرہ روز تک جنگ کا قلعہ کیڑی گرم رہا آخر المام حضور نے
سے سپاہ طغریاں سے عمدہ برائی دو تہجی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولہ رام کو وسیلہ سے
بشرط عفو و جرم قلعہ دینے کو مقرر ہوئے آخر قبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور
حوالہ مہابت جنگ کر دیا اور خود مہابت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولہ رام کے پاس چلے گئے
اور مہابت جنگ بنابر طالعہ حاصل قلعہ ہوا۔

مجملاً ذکر شہر کنگ و قلعہ بارہ بانی کا

اس قلعہ زمین پر قلعہ مذکور اور شہر کنگ مامور ہی اور کے گرد و ندیان منڈا اور نندہ جہ
میں اور ان کے اطراف رودخانوں سے ملحق ہیں اور شہر اور شہر کے پتھر بھی حکم بنی ہوئے ہیں دونوں
دریا برسات میں تو خیر بھانے ہیں ورنہ پایاب اور بارش میں دریا سے منادہ کا پاٹ
قریب دو کوس کے ہی اور کٹھ جوڑی کا عرض انکا آدھا ہو جاتا ہے منادہ کے کنارے قلعہ واقع ہے
دور حصار کا تخمیناً بن کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ نہ کمال استحکام میں بنا ہوا ہے اور
پختہ عین خندق گرد بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی دریا سے کٹھ جوڑی کو کنارے پر ہے اور شہر
و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہے عمارات وغیرہ جو دریا سے کٹھ جوڑی پر بلند پتھر پر
میں کمال بلندی میں پشت عمارت کو دس گز اور کمین پانچ گز کے قریب بلندی ہے اکثر عمارات کے
نیچے سے دریا سے کٹھ جوڑی جاری ہے اور دریا پر دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات
میں جو اسے وسیع خوش فضا ہے اور جنگل کے متصل بڑے بڑے درخت سرسبز اور نازکی کو سامنے ہیں
جنگل کی ابتدا سے پتھر سے ہے اور شہر والوں کو ہر قسم کی کیفیت حاصل ہے چونکہ قلعہ
مذکور پر دو طرف سے دریا محیط ہے اگر مخالف لوگ بروقت طغیانی کو نہ میدان اطراف
سے متفق ہو کر قصد محاصرہ کریں غلہ وغیرہ انہماج کا ہو چکا دشوار ہو جائے اگر برسات میں
کوئی جنگ لڑا قصد کرے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو۔ مہابت جنگ
کہ اس قسم کے امور ہمیشہ ملحوظ رکھنا زیادہ توقف مناسب بنانا جو کچھ میر ہو اختتام سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ و لہبہ رام کے رسالہ میں جملہ غبار سے محمول الاحوال میں تھا کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاہدت میں نہایت عجلت تھی اور بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کو قرب وجوار میں منتظر فرست لکین میں لگے تھے اور مرشد آباد سے بسبب علیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تھا کوئی شخص وہاں کی نیابت قبول نہ کرتا تھا اور شیخ شہار الہ جیکہ دلین کبھی ایسی ترقی کی خیالات نہیں گذرتے تھے بر وقت تقریر کو سو جب اس شخص کو اس سلطنت گرد پہونچا ہی تو یہی بتوہ ایسا جو کھیل میر ہو تو کچھ خوشنود نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی محبت کو گون نے مشاہدہ کی کیونکہ جس وقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشد آباد کو غزیت کی باوجود آفتاب برج جوزا میں اور شروع ماہ اسداہ ملک آخر حیثیتہ تبارش منتوا تر اس وقت برسی تھی کہ کوئی روز ناخاندہ نہوتا تھا اور ندی نالہ جو بر وقت آنے کی نہایت کم آب ہو جانے وقت علیانی پہونگے ہر حید بعض دریائو میں پانی کتر اور چاتی تک تھا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے جو نہا مکن تھا اکثر نالوں پر بہت انسان حیوان ہلاک و تلف ہوئی جیسا کہ ترجمہ یوسف علیہ السلام بن غلام علیخان میں مذکور ہے کہ نالہ تر حمان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہوا جو دیکھ پاٹ اسکا نہایت کم تھا لیکن شدت سینے اور عدم سیر ہونے ناوسی اور گہری کے اوتر نے سے جو کہ فقط انسان اور اسباب اس میں اوتر تے ہیں اور حیوان وغیرہ تیرا کیا کرکے پھرتے ہیں لہذا جس حیوانات سے صد ہا گول گھوڑے وغیرہ تلف ہو گئے اور جس گناٹ سے خان مذکور نے عبد کیا شہرہ اس گھوڑے عزت ہو گئی اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رودخانہ گھنسا سے پر جو میدنی پور کے متصل تاریکی کی شکل کو بغیر علی عبد کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ بین چار کشتی سے میسر تھی نہایت سختی اور تکلیف میں ان دریاؤں سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر میں بجز درد سر کے کچھ سود نہیں خلاصہ یہی ہے کہ راہ کی علیانی اور کچھ اور دل میں نہایت تکلیف عائد لکے ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کر کے چلا میر حبیب جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ میں چھپا تھا کھلے قلعہ اور شہر مذکورہ کے استحصا میں کا عازم ہوا جب کہ مہابت جنگ کی غزیت کو چھ سات روز گذر گئے میر حبیب کٹک کو نزدیک پہونچا اور شیخ عبد السبحان نے باوجود دیکھ اس فوج مرہٹہ سے عمدہ برائی غیر ممکن جانتا تھا بمقتضای عزت کے باوجود قنلت میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا حزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنے طاقت سے زیادہ جنگ آور ہوا جب رنجی ہو کر ہاتھ پیر سے ہیکار ہوا اسیر مخالف ہوا اس حدوت غیر ممکن کا حال اطراف بالیسر بندر میں مہابت جنگ کے گوشہ زد ہوا چونکہ وقت تنگ تھا تارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور مہابت جنگ بعد طے مراحل کے انجمنیادی الائنس کو گنہ
پہنچا اور ناد کے پل سے جو کہ قبل پہنچنے کے تیار ہو رہا تھا عبور کر کے اوایل ماہ رجب ۱۰۸۰
کو عمارات موتی محل میں سبکے آغاز تعمیر تھی نزول اقبال فرمایا شہنشاہت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ
سنتفیع ملازمت ہوئے بیرون دت پیشکار نے راجہ ریلی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی
خلعت سے سرفراز ہوا۔

بقیہ ذکر محمد الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح نے کہ اس وقت میں ملہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے
نگاہ سے گر گیا تھا اکثر رفتار نجدہ ہو کر مصلحت جنگ سے جا ملے اور خود بذات سے مال و متاع
و چند ندیم چراغ اور سیادہ سواتی وغیرہ حملہ شاگرد پیشہ لے ہمراہ قصبہ المذہب شگلی ظاہر ہالہ کی
سوسم گرامین گذار کر ہاتھ تاکہ پڑھیں ہو کیا پیش آئی مہابت جنگ نے اوسکی کمینگی اس حرکت سے
دریافت کر کے اوسکی مال و متاع کے چھین لینے میں جو کہ بلیغ خیر اور اسباب دل نظیر تھا قسم جو اہر
وغیرہ سے اوسکے پاس ور نہ اوسکے باپ کا تھا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بھیج کر اوسکو حضور میں
طلب کیا بعد آنے کو ایک مکان بنا برافا مست تجویز کر کے اسباب یا محتاج مہیا کر دیا اور اوسکی
نگاہ بانی پر محافظہ تعین کر دئے محلہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے ہاتھ مضط کر لیا اور
حیدر علی خان سے کل عکس تو چنانہ کے جو کہ بردوان سے مرشد آباد آیا تھا موتیا بند کو عارضہ میں نہاد
ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزار یان تو چنانہ کا خطا معاف کر دی داروغہ کی تو چنانہ سچی کی بات ہو گئی
اور میر منیا ماحد کو جو مدت سے علی امد خان کا رفیق تھا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہیں
وقت میں مہدی نثار خان نے با مستدھاسے مادر سراج الدولہ کے مصلحت جنگ سے منافی ہو کر
مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد میر تقی خان وغیرہ سرداران و مرشد آباد
پہنچا سراج الدولہ جو اپنے چچا مصلحت جنگ سے مخالفت رکھتا تھا اور مہدی نثار خان اوسکو
باپ کا گنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تھا اوسنے اسکو عنایت جانا اور ہر ایک کو اپنا رفیق بنا لیا
مہدی نثار خان کو زیادہ رفا سے سابق سے مشمول عنایت و اکثر ترقی مراتب میں وزیر فرما دی ہوا

مہابت جنگ کا روانہ ہونا میدانی پور کو بارادہ اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی اور میدانی پور

چھاوٹی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بند پھینچنا مع دیگر کوائف اور مخزن الدین حسین خان کا

قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محسن رشک و حمد سے خلق اند کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جو رج و جفا کیچکر بندگان
خدا کو ناحق بطبع و نبوی مبتلا سے رنج و محن کرتا تھا اور مرہٹہ اور افغان کی جماعت اپنی ہمراہ
لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کو متعلقہ ملک بنگالہ تاخت و تاراج کیا کرتا تھا لہذا محابت جنگ فرمایا
کہ اس فرقہ شقیہ کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کم سن سالی کو تقصیر کرتا تھا
لہذا بعد بارش کو بقصد شکار مرہ پور کے طرف جو مرشد آباد کی جانب تھرتی اور جنوبی واقع ہے تصویر
ہوا کثرت ہرن کی وہاں پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑوں شکار ہوتے تھے اور کثرت کی وجہ سے
اکڑ کی کھجور شکاریں آجاتی تھیں اور بازار سی وغیرہ ہمراہیان لشکر جو بدستی سے مار پیٹ کر شکار کرتے
تھے بعد فراغ شکار کے کنارے کٹوہ بین نزل ہوا جب لشکر فراہم ہوا تو جوان کو چلا وہاں سے بڑبکر
میدانی پور آیا جماعت مخالفین بحیرہ استعاج آمد آمد کے آوارہ دشت اوبار اور مفقود الخیر
ہوئے اور محابت جنگ میدانی پور میں وارد ہو کر دریائے گمنامی کے کنارے خیمہ کیا
اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بندوبست اس مرتبہ اسٹیب سے کرے کہ غنیمت کا جوہر
مشکل ہو لہذا میدانی پور میں چھاوٹی کا حکم دیا اور میدانی پور کی فوجدار سی علی قلیخان کو جو سراج الدولہ
کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے
نظر بران کہ چند ان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو خیال ضرر ہو اور سراج الدولہ
کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہے لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبرہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا
سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چھاوٹی پیشتر روانہ کر کے
خود بھی متعاقب لے کر روانہ ہوا دوست محمد خان فلول صبح کو اون کے سر پر پہونچکر قدر گوشتی
کی اور فوج مخالف جو محابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی محمد خان اور میر محمد کاظم خان
کی ذرا سے شجاعت جو دیکھی ہاتھ پاون پھول گئے ہوش باختم مغرور ہوئے اور سراج الدولہ
نے متعاقب پہونچکر بالیسر بند زمین مقام کیا چونکہ پیشرو کی اجازت نہ پائی تھی متعاقب پر
رج لگیا محابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اس وقت میں ایک دم
کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا دلین خیال کیا کہ اگر میر حبیب دو نو لشکر کے درمیان میں آئی

اور جب سبک بھجی اوس نہتے بڑے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران مستعد
 جو سراج الدولہ کے ہمراہ ہو خدا نخواستہ مکین ایسا نہ ہو کہ سراج الدولہ کی نا تجربہ کاری سے
 صدمہ عظیم ہو سکے لہذا سراج الدولہ کو تباہ کید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
 متحرک ہو کر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اور دہر سے سراج الدولہ بھی جلا نراین گزہ میں
 قرآن السعدین کی صورت ہوئی وہاں سے متفق میدانی پور کو معاودت کی سابق کی چاؤنی
 میں مقام کیا اسی زمانے میں خواجہ عبداللہادی خان جو کہ ادنیٰ جماعہ داران سرکاری میں تھا
 سید محمد یسا ول کے بھترہ جو کہ دونوں کامل تھے باجمہ نامیب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
 کے توسط سے عرض پیرا ہوئی کہ ملازمین سرکاری تعداد میں بڑاغبین اور غلط طبعی عہدہ کشتی گری
 جماعہ دازون سے متفق ہو کر ضمانت کرتے ہیں جسکے ہمراہی میں سرکاری دفتر میں سو نفر مرقوم
 ہیں اگر حاضری لیجاوے چارم بھی مشکل سے برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیوں کے
 غبن کی عرضی کی اور کہا کہ بس ایک مرتبہ ملاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہونو
 کفایت سرکاری رکھو کھاپر ہو چھیلگی مہابت جنگ نے بر طبق التماس جمیع عہدہ کشتی گری ساریکا
 حکم دیا کہ کل فوج عبداللہادی خان سے رجوع ہو کر حاضری دین اس سانحہ سے غیب طر حکا
 انقلاب اور اضطراب روساے سپاہ کے حال میں پیدا ہوا خواجہ مذکور نظر اپنی
 ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف و وینیت سے اعراض کر کے صاف ابروت بگولیا
 اور اپنے نیکنامی کے واسطی سب کو بدنام کیا اس درجہ تک چھان کی کہ کسی عہدہ کو سالہ
 میں جسکی تنخواہ بابت شرہ سو سوار کے دسج دفتر تھی بروقت ملاحظہ حاضری کی انشی فر تابد
 ہوئے پس اسی پر چنیاں کرنا چاہیو کہ ہزاروں میں صد ہار لگئی۔ اگرچہ سرکاری کفایت
 اور خواجہ مذکور اس خدمت کے جلدو میں مورد غنایت ہو اگر مگر تمام خاص و عام میں
 مطعون اور باعث دل آزر دگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت میں یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
 اہالیان سپاہ کو ایسا غبن نہ دیتا وہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرتا نہ مہابت جنگ کو ایسے موقع
 جنگ و جدال میں ایسی چھان چھان اور جھوٹا جھیت سراسر غبار است این پھن دشت
 ازین چشم پوشیدہ باید گذشت :- اسی اثنائیں خبر آئی کہ مرستہ کی فوج براہ جنگل مشہد آباد
 کو راہی ہوئی مہابت جنگ کو تو اوسکا استیصال بجان و دل منظور تھا اور فوج متعینہ مشہد آباد
 پر چند ان اعتماد تھا میدانی پور سے متحرک ہو کر بردوان آیا وہاں پر معلوم ہوا کہ آبد لشکر

شکر مرہٹہ کو توقف بیچ چار مرشد آباد کے نر باغی جنگلون کو بہاگ گئے اور نوح الدین صلی اللہ علیہ وسلم
 خلف سیف خان جو کہ مرشد آباد میں حسب الحکم نظر بند تھا گھبراہٹ سے کو غافل پاکر
 باستانہ طبع کے اپنے اتفاق کر کے لشکر مرہٹہ سے مل گیا اور نہایت پوشیدگی میں انکا ہجرہ مکمل کیا
 انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز و نعم میں پلا تھا کسی سفر کی سختی پہنچتی نہ تھی اور اس
 سفر میں بجز گھوڑے کی دوسری سواری ہمارہ نہ تھی انکی رفاقت سے عاجز ہو کر شاہجہان آباد
 کو روانہ ہوا جب وہاں جا پہنچا جو رز و جاہر کہ مالدار کی اقامت میں صاحبان پورنہ
 کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بھیجا تھا اور نہیں سوچا کہ جو کچھ ہاتھ لگا اوسے سو گز اوقات
 کر رہا تھا تو رے دنوں کے بعد مرہٹن سر سام میں اسیر ہو کر جان فدا ہو چیل بسا
 اسی وقت میں کسی زمیندار جنگل سے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج لغز موج
 کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو لشکر والا کو طرفہ العین میں دشمن کی بیریہ نکالہ پیر ہو چکا تاہوں
 یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منصبہ سرکاری سوار ہو کر رہتا ہے فوج لغز موج ہوا
 اور قطع راہ بطور المیہ ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہوئیں ایکرات کو تمام شب قطع
 راہ کر کے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور عمارتی کے اندر اپنا لشکر چھپی ہو
 چاک کر ڈالا بجز اس خبر کے نامبروہ کو طلب فرما کر اسفشار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
 چونکہ راہ بھول گیا تھا اور دشمن کے ہنگامہ پر نہ پہنچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا کیا
 پاداش میں نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گھنٹہ کی غیم جان تو تہا ہی راہی ملک
 عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور ہر کارون نے اوس
 راہ سے خبریں دین لا جرم مصلحت سے بھگ کر معاودت فرما ہوا بردوان میں آنکر ناگینڈ دیوان راہ
 بردوان کے باغ میں مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہیں دونوں میں میر محمد جعفر خان
 جو کہ بمقرب فیضانی مہابت جنگ کے مرشد آباد میں تاحسب الطلب روانہ ہو کر باغ مذکور میں
 قہمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بلاخط حمایت عہد سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے بھی سیکرہ
 ملاں رکھتا تھا اوسے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنی
 نیابت اپنے ہائی سے تقرر کر کے خواجہ عبداللہ دی خان کو دیوے ہر چند خاندانہ طور پر راضی نہ تھا
 مگر بندگی بیچارگی طوعاً و کرہاً حسب اللہ بعد نیابت عبداللہ دی خان کو تو نفین کیا چند روز کے
 بعد چھین ہوا کہ ہر مرہٹوں نے میدانی پور کے جنگل سے سراپا بلایا ہر مہابت جنگ تو اونکے

در کے پیرا تھا سنتے ہی میدانی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہو کر داخل
مرشد آباد ہوا۔

نوکر سب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور بے نامہ شد آباد کو اور جانکی رام سے لڑنا
اور مورخ کے چچا ممدی نثار خان کا مارا جانا

مختفی نزع کہ مورخ کا چچا ممدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور غم اور
اقتدار میں یگانہ روزگار تھا جب بیہت جنگ ہو گیا مہابت جنگ کو اپنا قدر شناس بنا کر قصد
کیا کہ اگر ننگ سادہ دیو سے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو کر بایان اسکا اگر فزونی ہو کر ممدی نثار خان
سراج الدولہ کی رفاقت میں مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بے جا کر گیا
کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اسکی بیباکی سے اندیشناک ہو کر جاہا کہ سراج الدولہ
کی رفاقت سے ممنوع کرے ممدی نثار خان نے اس رمز کو پا کر سراج الدولہ کو دل نشین کیا
کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہیں جاتہا ہر کہ ہمیشہ اس کے تابع فرمان اور
مرتبہ اعمام سے ناکثر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اس کے کتر ہو نیکی شایان نہیں بلکہ باعتبار
وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدہ خاندان ہو مفضل خدا سے آپ کے بھی
نہیں کہ اسطرح کی اعانت ضرور ہو اگر مہر شد آباد ہو کر عظیم آباد کی راہ ہو جائی کہ یہ کہ بند و مفلوک
اور قاضی تمہارا ہی وہاں سے اونہا دنیا کی کام نہیں بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری
دلجوئی کو اور کچھ نہ کر گیا الخرم سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تھی ممدی نثار خان آفرین اللہ
یا اوایل جمادی الاول ۱۱۳۳ ہجری کو نوکری سے مستعفی ہو کر مرشد آباد ہوتے ہوئے مع
زلفقارے چند کو عظیم آباد گیا اور نفی علی خان مورخ کے چھوڑے باقی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے
ترک رفاقت صفر جنگ کی کر کے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تھا قبل اس سانحہ کے بحسب تقدیر
مارا من ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا تھا مورخ کہ پورنیہ میں صولت جنگ کا رفیق تھا باقی کو
ارادہ پر مطلع ہو کر اپنے باقی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سہی سے دوبارہ
صولت جنگ کا ملازم کر دیا اور مہابت جنگ نے میدانی پور میں جا کر مرہٹہ کو مغفودا لکھ کر کیا
اور چاؤنی قدیم میں چند زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تھا اور حیدر علی خان
خلف الصدق علی تلپان حج کے نام میدانی پور کی فوجداری تھی بسبب عدم قدرت اور

معاہدہ کیا اور ملک کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور غرض و عام لشکر کو جو کہ طویل سفر سے آردہ ہوئے تھے
اور قرب برسات کے آنے سے مرشد آباد کو تھکے امیدوار تھے حکم پہنچا دیا کہ اسے قسار فرمایا
لاجرم ہر ایک نے ایلوں ہو کر اپنے حسبِ مقدور سامان وغیرہ بنوا لیا سہراج الدولہ اپنے
مشمول دھوئے کوروانہ ہوا اور مہابت جنگ سے پندرہ روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر
اور تفریح کے بارے سے لیکر مرشد آباد پہنچا اور اپنے ارادہ سے حمدی شہر خان کو مطلع کیا کہ
موقعہ مطمئن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایفوار واسطے تعین تاریخ لکھ کر ہر کارون کو ماتہ
روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیربان کو بیان سے اس لطف الشا جاریہ کی خواہش کی پیش
کردہ تھی سواری رہتہ پر جبکہ میں چالیس کوس ایک روز میں قطع راہ کر سکے تو عظیم آباد کو
جہلا شہامت جنگ نے یہ حسین قیامان اور حسن رنشا خان وغیرہ ہمراہ بیان روشن شاہ
تقریباً خاص سے بجز استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہو کر بالکل پر سو اور ہزارہ مدد ملا زبان
سے خیار کے دیروادید ہو کر مسرے دیوان تک دوڑا جب بنایا بعض معتدان
کو پیشتر روانہ کیا اور بارہ معاودت نہایت الحاح و مہابت فرمائی سہراج الدولہ نے اولی
باتوں پر کچھ التفات کیا اور جزو توین سے اونکو منع کر کے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ
نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے یہ چند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہنچا
البتہ جاریہ فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہنچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ
اگر میرے واپس لیجا نہیں زیادہ اصرار کرو گے میں اپنی جان دید ونگا اس باعث ہونا چار
وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سے دیدی
اور بنا بر فرما تشق کے جو اوسکے ساتھ رکنا تھا مضطرب ہو گیا اپنا ہنر امیدنی پوین حال
سمجھا اور میر محمد مصفر خان اور راجہ دولہہ رام کو مشمول عواطف فرما کر آوردی غنیمت کا بارہ
میں تہ سیرین سکنا کر میدنی پور میں چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد
کو پہلا باوجود یکہ موسم برسات اور رستہ میں کیچر اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی
مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھ دن کی راہ چار روز میں طے کر کے دارالامارہ
مرشد آباد میں وارد ہوا ایک روز مقام کر کے دوسرے روز پیر عظیم آباد کو راجی ہوا اور
ایک قطعہ خط سہراج الدولہ کے نام مشعور بلوئی اور شفقت اور کثرت اشتباہ اور نیز

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھ کر بیجا سراج الدولہ باگپور کے طرف پہنچا تھا کہ یہ خط
 ملا جواب میں لکھا کہ جناب عالی باوجود اہلکار اس قدر مہر و شفقت کے میرے دشمنوں کو درپے
 پرورش میں آنا بخل حسین قلعہ ان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجھ ذلت پر کہ بروقت
 معاونت بردوان کے میرے استقبال کو ایک قدم بھی نہ بڑھا اور شہادت جنگ کو ولایت
 عہد دیکر صولت جنگ کو یورینہ کی فوج ہداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز غنایات زبانی کے
 کوئی شفقت و فوارش جواز یا منصب اور اقتدار کے لایق نہ ہو نہ ولی حال اہر گز تشریف
 نہ لایا گا ورنہ آپ کا میرے دامن میں یا کہ میرا سر آپ کے زیر پائے فیل ہو گا اور بھی
 جواب ہر کارہ کے زبانی بھی لکھا ہیجا جب ہر کارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیو حجابت جنگ نے
 نہایت برہم ہو کر ہر کارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پائے فیل غلطان ہو عین آرزو
 جو اوسکے سر کو میرے پاؤں فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پھر دوبارہ خط کمال ملائمت اور
 اوسکی غلط فہمی کے اشارہ میں تحریر کیا خلاصہ اوسکے معنوں کا یہ ہو کہ اسے عزیز جان میں
 تھے برخلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہو شکایت تمہاری بیجا ہو آرزو میری یہ ہو کہ کل دنیا کی
 حکومت اور فرمانروائی اوس نوچرشم تخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سوا اوس خط میں
 لکھ دیے غازی کہ بے شہادت اندر تلگ و پوست بد غافل کہ شہید عشق فاضلتر از دست
 خود اسے قیامت این بان کو ماند بد این کشته دشمن است و آن کشته دوست است بقلم و قلم
 لکھنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہو کر یا جو اسے سراج الدولہ لکھتا ہے۔
 کہ نہ شہادت تخی کا ہند سے بچا ہے۔

پہنچا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد میں اور ممدی نثار خان سے مل کر جانکی رام سے لڑنا اور بیجا بھائی
 باب سراج الدولہ غیاث پور میں چو نیا شقہ لکھا ہوا اوسکا قبل ازین ممدی نثار خان کو پہنچا تا
 بہین معنوں کہ میں اپنی سلطنت بر باد کر کے تمہارے اعتماد پر ادھر آتا ہوں اب اپنے
 قول پر آمادہ اور مستعد ہو ممدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے غارم تھا کہ اہل و ناموس
 کو بدلیع شقی غازی پور پہنچا تھا کہ جب سراج الدولہ آوے حسب مقدمہ ترتیل کر جاوے اور اگر
 وہ نہ آوے خود ہی رفقہ کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین تھا کہ سراج الدولہ
 بموجب اسکے تعلیم کے کاہنہ ہو گا العز من جب رقعہ مذکور پہنچا والدہ مورخ کو جو کہ بچا ہے

اپنے والدہ کے سمیت تھاپنے مکانین بلا کر اٹھ سراجانی القیمیر سے آگاہ کیا والدہ مومن کی
 صافست کی مبالغہ فرمایا کہ اسے بہائی تو مہابت جنگ سے عمدہ برائو گا اور بالفضل یہ ہندو
 نایب ہر چند ہندو اور مغلوں کو ہو مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہے اور ہر سراج الدولہ مہابت جنگ
 کا فرزند ہے اور وہ اسپر مہتا ہے اس کے آئینہ کچھ حضرت نبین انجام کار پر شہر شاہ جہان کی گرفت
 میں اپنے قتل کے روادار نہ کشتی موجود ہے زن و بچہ کوروانہ کر دو اور خود گور سے کی
 سواری پر نکل جاو مہدی ثار خان کو تو اجل اور غیرت دانگی تھی ہر چند والدہ مہاب
 نے سمجھا یا کچھ نہ سنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہیں بکتا
 کہ کنارہ کروان اور نامردی سے مشہور ہوں اگر حیات مستعار اور اقبال کا مگر فریاری
 کی ہوں ہندو جنگی پر فتح پائی فیما انکرا ایم زندگی برابر ہو چکے ہیں کیا مصافقہ ہے۔ القصہ
 اپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اپنے لڑکے کا
 حق سیر والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہو کر بیچ ہوتے ہوئے ملازم خدمت سراج الدولہ
 ہوا قصبہ غیاث پور میں جو بارہ کے نام سے معروف ہے اگر ملاقات کی جو جامعہ دار اطراف
 دربنگ اور گنگا کے اوس پار تھے ان کے نام خطوط جلیبی مشعہ و عمدہ دلخواہ سراج الدولہ کو
 طرف سے لکھ لکھ بھیجے اور لوگوں کی عرضیاں مشورہ و ردی کے لحاظ میں گذر دیا اور
 جو چلتے تھے جب اثنائے راہ میں مہدی ثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست
 کی خبر سنی واپس ہو گئے انقرض مہدی ثار خان مع سراج الدولہ کے ہفرخان کے بلوغت
 پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف اور کانٹ وغیرہ کے فرہم ہونے سراج الدولہ
 نے جانی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہو کر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے ہر تیر اور تھکارت میں
 غریب ہوا کہ کیا کچھ اگر سراج الدولہ کے ملازمت میں جانیے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب
 فرمائے یہ مقدمہ ملکہ داری کا ہے اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کر لے اور خدا سزا ہے کوئی
 چشم زخم پہونچے تو مفت میں زندگی سے آنکھ چرا نا پڑے کیونکہ جو کچھ مہابت جنگ کو سراج الدولہ
 کی محبت مد نظر تھی اسکا حال سب پر روشن تھا اور عیان ناچار ایسے شش و پنج میں
 مصطفیٰ قلیخان کو محمد ایرچ خان کا بہائی اور اسکا شہر تھا ہیچا تا کہ ارادہ نہیں ہو آگاہی ہم پہونچائی
 مصطفیٰ قلیخان حاضر حضور ہو کر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی ثار خان نے سراج الدولہ
 کو سمجھا دیا تا کہ جانی رام کے مقرب حضوری میں جانے نیا دین ورنہ مضمر حضور کو وہاں ہر کر

ہلوگوں کو شہر میں رسوا اور بدنام کیا اور اپنے کو ایک تملک میں ڈالا الحال بھی بہتر ہے کہ اپنے راہ
 لگو مدھی نثار خان نے جواب دیا کہ مہ جیو یہ کلام شایان خیر خواہی نہیں اسوقین تم تم باہم
 مخالف ہیں یہ جو جہان کی خواہش عیان کیجیے پس اب دوا بین و تہرہ دیجیے بعد اس گفتگو کے
 سند حسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ و ثابت قدم تھا ناچار پیادہ ہو کر مدھی نثار خان کے
 مقابل آیا مدھی نثار خان ایک ہاتھ تلوار کا اور سکا گھڑی بگایا اور اسکی مدد پر انیسویں ہر کہ ہر بیان
 نامہ دے دل نہ ہرے ورنہ بعد کشتہ ہونے متہ ناگہ کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کیس قدر
 دل توانا ہوئی اور جانکی رام کے سپاہ میں تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تما کہ عین دارو گمیر سراج الدولہ
 کی فتح ہو جاتی مدھی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اسے فلاں جھکو کھینچے ایسی ہی امید
 تھی لیکن کچھ سود نہواتا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مدھی نثار خان کو چپ کے طرف تھا
 سیر محمد اشرف کا ہتھیار جو ناگر کے جانب تھا فہر ہو کر مدھی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا
 اور لوٹ جانے کو کہنے لگا اس خبر کو غیظ و غضب آیا سخت ہست نہایا اس نامہ دے دے جو کہ مدیا بیچ
 سے آکر ایسا ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ پیر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور بسترنا کامی پر گھرا
 انا مہد و رنا الیہ راجعون بعد ازاں با اتفاق ناگر سر پر ہو چکر خاتمہ بالخیر کر دیا اور سراج الدولہ
 نامہ داس مشاہدہ سے گھبرا کر گنج مذکور کے راہ سے کوچ نہیں جا چیا اور مصطفیٰ قلیخان
 کے گھر کی راہ لی ہمراہی اس کے ہر طرف پریشان ہو گئے سیف خان کے میرزا دوہن ایک
 شخص مناسبتی نام مدھی نثار خان کی رفاقت میں گولی لگا کر جان بحق ہوا دو تین آدمی
 اور سبھی مقتول و مجروح ہوئے مہ حسونت نے مہابت جنگ کے خوف سے ہوا وجود بیکہ زخم
 منکر جہرہ پر کیا تاخون چکان سراج الدولہ کے پیچھے مصطفیٰ قلیخان کے گھر تک پہونچ آیا مصطفیٰ قلیخان
 نے گھر سے نکل کر استقبال کیا اور میلنا عجز و نیاز کر کے ٹہرین لایا خد تملک زاری کی اور مہمتہ
 مذکور کی تحریہ خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچے سراج الدولہ کے اسکو مکان پر مہری
 لیکر مراجعت کی اور جانکی رام نے مدھی نثار خان کا سر ناحق کا ٹکر کھپے دیر دروازہ شرقی
 پر لٹکا یہ بعض لوگوں کو گھنٹے سے مع لاش کے حوالہ کر کے اجازت تجنیز و تکفین عمار مغزائی اور
 وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کو جوار میں محلہ لون گول میں مدخون ہوا اور جانکی رام نے
 اس کے رفیقان جاننا زکو بھی جو کہ اسکے ہمراہ شہید ہوئے تھے اوسی احاطہ میں دفن کرایا مصحح ہمیں
 بیان دیا ہیں اور یہ جو بے شرم و شجاعت کبرا مذکورہ ہر دنیا دو کی ہی انتہا ہے بجز یو خالی نہو با وفا

جلد دوم
اللہم غفر لہ ورحمہ فی علو عظیمین والحق باہر الصالحین الفرض جانکی رام فرسراج الدولہ کے محفوظ رہن اور مندی شاہان کے شہید ہونے سے زندہ کردار و پانی اور اپنی جگہ پر بدستور قریب کمال غرور و نخوت سے جا بیٹھا۔

آئنا مہابت جنگ کا عظیم آباد میں اور سراج الدولہ کی ملاقات کرنا اور سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاود ہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب میں بہت تنہا سے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تہارات دن بقیار پر روانہ وارا و سکاے شمع جمال کے شوق میں سوزان چلا آتا تھا جب تصفیحات پورہ عرف بارہ میں آیا اور حقیقت حال کی مطلع ہوا دلچسپی ہوئی سید اسد مدخان برادر منعم علیخان کو اس سفر میں مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تھا سراج الدولہ کے پاس بیجا اور اپنی آرزو مندی کے پیغام دے گا نذ کو رنے سراج الدولہ کے حضور میں پہونچکر اپنے حسن بیان سے جدا مجد کے پاس آئیگیو راجی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کو غمخانی کی خبر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی غریمت میں باوجودیکہ استقلال میں کوہ وقار تہا پر کام سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تھا ہر وقت بھی زبان پر تھا کہ اب کہاں پر آیا ہوگا تا آنکہ باسوسون و خبر دہی کہ نزدیک آگیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹھا دیجاوین تاکہ مانع دیدار نہوں حرقت سواہی پر نظر تہری سبے اختیار سجدہ شکر میں سرکہما سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گھوڑو سے اوتر اور قدموسمی والدین پر سرکہما مہابت جنگ نے آغوش میں تنگ لپیچ کر لیا اختیار رفت کی اور سرکہما سجدہ شکرانہ جناب باری تعالیٰ کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہ سے سنضت فرمائی اور عظیم آباد میں آیا جو عمارت کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریا سے لگتا پہنچائی تھی اونہیں میں نزول فرمایا۔ سراج الدولہ بالکل کے جہارت سے جو بدرجہ لاچار سی واقع ہوئی تھی نہایت آزر دہ تھا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کر کے خفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ فرمائی اسناد جدا مجد کے مشمول عنایت فرما کر رخصت کیا اور جو کہ کوئی امر موجب توفیق صوبہ بہار کے تھا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹنگ اور بالیسیر میں منتشر تھا اور میر محمد خاں اور راجہ دو بہہ رام وغیرہ کو میدانی پور میں چھوڑ آیا تھا چندان اعانتا دنتا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرما کر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہیں دونہیں مہابت جنگ کے

اگرچہ سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاود ہونا تھا مگر وہاں تک پہونچنے سے پہلے ہی انتقال فرما گیا۔

تب محرق عارض ہوئی اوس وقت بجز تاج الدین نام کے کوئی طبیب نہ تھا مشار الیہ بموجب حکم حاضر کاب ہو کر تدبیر مناسب کرتا تھا اور مہابت جنگ بسواری کشتی سے مسافت میں عملت کرتا تھا مدین و بہ کہ حکم پلاطین تعظیم محمد بادی خان ہاشمی عقیلی خواہر زادہ خاتم الاطباء حادی علوم طبی و حکمی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسائی نام مزاج کا تھا مہابت جنگ کے مزاج سے بخوبی واقف تھا اثنائے راہ سے کسی ملازم کو اوس کے احضار کیواسطے مرشد آباد روانہ فرمایا اور خان مذکور واقع راج محل مشرف ملازمت ہو کر متوجہ معاملہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی عارضہ میں مرشد آباد پہنچا دو اور غیر جملہ امور مخفیہ ایما سے حکیم بادی علیخان کو کتبہ فی الحقیقت اس فلاطون فطرت سیما آیت فی تدبیر معالجہ میں یہ بیجا کیا تو اسے عرصہ میں صحت ہوئی بعد حصول صحت کلہ کہ اس قدر شناسائی و خلعت فاخرہ اور سرتاج اور حصیہ مرصع اور زنجیر فیض عمارتی دار اور پانچزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم و تکریم میں بھی امانت ہوا حتی کہ سواری میں داخل دولتانہ ہوتا تھا اور جس جگہ تک شہا مت جنگ اور سراج الدولہ اور صولت جنگ کی پالی صحن چوتراہ کے زینون کو پاس اترتی تھی اسکی بھی پالی اوس مقام پر جاؤگی اور شہا مت جنگ اور سراج الدولہ بھی تواضع لایقہ سے پیش آتے تھے بعد غسل صحت کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تھے اور مہابہ کے ٹک و تمانز کا بھی اندیشہ نہ تھا اور بیماری کا ضعف بھی کہ قدر لائق تمارقائیم کہ ایم واسطے راجہ دولہ رام اور میر محمد جعفر خان کے مشورہ و نصیحت اور نیز وعدہ معاودت بعد ہر سات کے صادر ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ فی صولت جنگ کو لکھا تھا کہ بروقت واپسی کے مقام گندہ گو کہ مصافحہ پورنیاں میں واسطے ملاقات کے متوقف ہو۔ صولت جنگ نے اوس مقام پر نہایت کی طیاری کی تھی اور بندہ مورخ کو چند کوس پریشتر روانہ کیا اور انتظار ایفا سے عذر کر رہا تھا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکھ بھیجا اور خود نہایت جلدی سے دریا عبور کر کے داخل مرشد آباد ہوا۔ صولت جنگ خبر خلافت سے سیکر محمد سیاح اپنے ملازم طبیب کو جو کہ اسم باسمی تھا جلد پہنچا اور سماعت خبر صحت کے بتقریب عیادت اور مبارکباد کی پورنیا سے نہضت کر کے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن میں نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاء الدولہ سرفراز خان جو کہ شہا مت جنگ اور اوسکی بی بی امیر النساء مودن گھٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکھتی تھیں اور

ان میان بنی بی نے مراتب ادب ملحوظ کر کے اپنے کار و بار فغانی کو اختیار است او سکود لکھے اور یکے بعد دیگرہ علماء الدولہ کے جملہ نوکروں سے ایک کو جو کہ اس کے قتل کی رات کو جید ہو اٹھا اور شکر آمد خان نام ہوا اپنی فرزند بی بی لیا تھا اس کے وملت کا ارادہ صولت جنگ کی کسی دختر سے رکھتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کو توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے اولیٰ چو انکار کیا مگر چہ شہادت جنگ کے سبب لہذا اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سہل خانہ اس کا رخبر کا بدون جہاد ہونے قایل اور غشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کی مین ہو سکتا تھا اور جانا تمام عورت اور مرد کا پور نیہ میں نامکن تھا بنا سے شادی مرشد آباد میں قرار پا کر پھر ہوا کہ بعد میا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہوا اسی وقت صولت جنگ مرشد آباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آئندہ میں تحریر ہوگا بعد چند روز کو صولت جنگ حدت عم بزرگوار سے رخصت ہو کر اپنے دار الملک کو عازم ہوا۔

سیر حبیب و مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تقویٰ صوبہ لنگ اور
کسی قدر زرقہ اور سبب ضعف پیری کو قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولہہ رام کی رفاقت میں جو فوجیں میدنی پور میں مقیم تھیں اگرچہ بحسب کیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا لنگ اور بالیسر تو ممکن تھا لیکن بسبب قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے متعذر رہتا چنانچہ صحت کی خبریں مستمر ہوئیں مگر دوست دشمن دونوں حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تھے سپاہ ملازم بھی دشمن سے لڑائی کر نیکو جہاد نہیں کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسے خیالات سے متوہش ہو کر دلیر ہوتے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے ۶۵۰۰ لاکھ جبری میں مع فوج انجم شمار کی حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور اوہرے میر محمد جعفر خان اور راجہ دولہہ رام برسم استقبال برآمد ہو کر درمیان بردوان اور میدنی پور کو مشرف پاؤں اسی ہوسے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت سن کر پھر تڑپاؤں اور میدنی پور کو جانب انیکو آمادہ ہوسے مہابت جنگ نے مع فوج ہجرتی اور لاحقہ کے بقصد مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا مقصد مذکورہ میں فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت مشہورہ کو میر حبیب و مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج و کمن خدات بہادران مہابت جنگ کی

تا اب ناکر جنگی اور پیار و مین بکالہ کے غریب روئے پریشان و آوارہ ہوئے اور عبادت جنگ
 نے مسب عادت سابقہ تقاضا سے ان منہ پر کمرش فرمایا لیکن مرہبہ کتاب کہان تھی جب اشکر مذکورہ
 جوارہ پاس پہنچا بسبب نامزدی پہلی عدم تہاب تقاضا سے ہاگ جاتی عبادت جنگ کی تقاضا سے مرہبہ نہ پر لکھتی
 تہاب استقامت ندی بجار کو کہیں برتر نہ تھی گجہ ناک کہ کنگ کو جنگلو مین ہو کہ فراموشی ہو اور عبادت جنگ کی
 بافتح و فیروزی مرشد آباد کو معاودت کی کنگ سی کا خانہ کرنا دوسری سال پہلے تھی فرمایا اور میدان کنوہ مین
 نزل کیا میر حبیب اور سرداران مرہبہ کی عبادت جنگ کا غایہ لیکر اور ایذا اٹھائی سالہا سال سے اور دیکھتے ہوئے ہو
 تہاب کی آئینہ مراد میں ایسی فکر کر دی ہو کہ جس موت کو ممکن ہو جائے تاکہ بالکل کنگ سے ہاتھ اٹھائے اور نہ لکھائے
 ہراسان و رسوا ہوئی پر لکھی ہونا رنج ہو سکہ کا خوف دلا تھا چنانچہ بعض پذیرائی پر عبادت جنگ کے
 اطاعت کو خواہاں ہوئے آخر میر حبیب نے بعض اپنے معتدین کو اس استدعا کے واسطے کہ جو کچھ
 کے پاس بھیجا اشار الیہ کی ان کے التماس پر وقت مناسب عبادت جنگ کو حضور مین نہیں کیونکہ اب وہ وف
 اگر میر جعفر شجاعیت اور عزت دانی کو اس کے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تھا مگر تیز وجہ سے
 اول صفت پیری دوسری سادیش نامہ انان نما جزان فیضان ممالک کو وہ کے نظر سے متوجہ اقبال ہوا
 کیونکہ اس زمانہ میں سن شریفین پچیس برس کا تھا اور مرہبہ کی نرائیو مین دس برس برابر
 تر و دو مشقت حاصل ہوئی تھی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کو حصہ مین ہوتی تھی مگر آخر فرما
 اور رعایا ملک جنوبی لنگا کے دکنیوں کی قتل و غارت سی پرانگندہ اور پامال ہو گئے تھے اور
 ہمیشہ اپنی جان و مال کو فکر مین زندگی بسر کرتے تھے بہر حال بیٹنوا دید مذکورہ میر محمد جعفر خان کو
 حکم دیا کہ بعض اپنے معتدین کو میر حبیب کے پاس بھیج جو وقت کوئی عمدہ اور سکے ارکان دولت
 مین سے جو کہ عقل و تہذیب سے بہرہ مند ہوا و گیا بشرف لیاقت پذیرائی کے صلے منظور کیا و گئی رہائش بالغیر
 اپنے مکان کو رخصت پا و گیا خان مشار الیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے
 فرستادن کو ساتھ برسم ہشتر شادی روانہ کیا مشار الیہ میر حبیب کو پاس پہنچو عبادت جنگ کے
 رضا مند ہونے سے میر حبیب کا خیال مین یہ امر نہایت دشوار تھا اس بشارت کو سننے سے
 کہ نعمت عطا ہوتا تھا شاد و خرم ہوا اور طبع عبادت جنگ ہو کہ سجا آوری ارشاد مناسب جانی
 اور کسنا اسکا خواہہ ہوا ہو خواہ ہلا لازم اور لا بد سمجھا مرزا اصل کو میر حسن علی اور میر عوض علی
 کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اسکو وسالت و تحریق عبادت جنگ کا واسطہ ملے کہ
 اطہار قبول اطاعت و انقیاد و نواب عالی جناب کو تر اور بطرح کہ مرزا غلام والا ہو بائیل مرام معاودت لازم ہونی

فرستادہ میر حبیب جو وسط میر محمد جعفر خان کے جس وقت کہ مہابت جنگ کٹوہ میں رونق افراستے
اونکی ملازمت میں فایز ہوئے اور چمر کاب ہو کر مرشد آباد میں وارد ہوا۔

ذکر وقوع مصالحو فیما بین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کو درمیان میں ہونا

جب مہابت جنگ مرکز دولت میں پہونچا مرزا صالح نے اہل اطاعت و فرمانبری کر کے
عمد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے
شروع ہفتہ بجری میں اس طرح صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب
مذکورہ کے طرف سے صوبہ کنک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اس کے حاصلات کو فوج رکھو
کی تنخواہ میں دیوے اور علاوہ اس کے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رکھو کہ وہ باج و
کہ بہر قلم و مہابت جنگ میں ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نہ رکھے تقدیران بنگالہ اس سرکار کے نوکر اور سکو دیر تنگ
اور فوج مرہٹہ رودخانہ سون لکھا کو اپنا حدود سند سمجھ کر اس کے پارنا بنگالہ غزم نہ کریں جب
میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضا مندی کی ارسال نمودار کیا
کی اور مرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرما کر مع سند و خلعت و فیصل وغیرہ کو
بنا بر میر حبیب کے رخصت دی جب اس طرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مد نظر ہوئی
اور آبادی دیات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور میدانی پور
جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگھ کو جوہر کارون کا جامانہ دار تھا اس جگہ کا
نوبدار کیا اور اس کا بائی نرائین سنگھ اپنی بائی کی جگہ حضور میں مقرر ہوا۔

ذکر ملاوت رابعہ یگم برادر زادی مہابت جنگ لکنؤ میں چچا کی خدمت میں

انہیں دونوں پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کر رابعہ یگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جوشہر
کے ہمراہ لکنؤ گئی تھی بعد گشتہ ہوئی شوہر کے جو راجہ نول رائے اور احمد بخش کی کڑائی میں
واقع ہوا بوسیلہ نام قربابت اور برادر زادگی مہابت جنگ کے روسائے شہر مذکور
اور روشن خان زمیندار صوبہ اودہ سے موافقت کر کے اکثر دن کو عطایہ لایقہ اور اکرام لایقہ
سوممنون و مہربان آستان محبت فرما کر مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آیاد پہونچا
اور وہاں سے یکام دل مرشد آباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی۔

ذکر انتقال سے راجا راجا بیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چندر کے ہاتھ
اور اسکا بھی مرنا اور امید رام کی امید برآنا

اسی ضمن میں راجا راجا بیرون دت جنگ لاکھ دیوان خالصہ شریفہ مرض استقامت میں رہ کر
ملک عدم ہوا اور امید رام اور سکا پیشکار بلا تعین دیوانی کے بموجب حکم اسوہلی اور مالی میں مصروف
ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چندر لدر سے راجا راجا عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت میں دیوان
خالصہ تھا اور کیرت چندر کی قدر و نحو صرف سے واقف فارسی میں بہ نسبت اور جنود کے
عمدہ طور سے بخوبی لگتا تھا اور چند روز احترام الدولہ بادشاہیت جنگ کا دیوان عظیم آباد میں ہوتا
بعد ازاں چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی میں رہا بعد بنارس میں مقیم ہوا اندون بمضون
مناسب مہابت جنگ کے نام عراضن ارسال کیا اور بموجب طلب جنوہ میں اکثر حکومت دیوانی
جنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امید رام کے نام راجی چونکہ بحیثیت دیوان جنگالہ
کا بنیا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تھا بعض روپیہ جو کہ حکمت سینہ وغیرہ زمینداروں سے
پانا واجب تھا اور کوئی اوس زمین واقف تھا اس شخص کو بطور کاردانی اور خرم و دانائی اور اپنے
جانفشانی کے زبرد کور وصول کر کے چند لاکھ روپیہ لکھ روپیہ زیادہ داخل خزائن مہابت جنگ کیا
اور مہابت جنگ کو اپنے کارکردگی سے بدرجہ نایب خوشنود کیا دو سال کے قریب اس عمدہ
جلیل پرشاد و خرم رہا بعد عارضہ بوا سیر کو درد و اذیت میں اسیر ہو کر اس دارنا پادار کے دار و گریز
چنگا حاصل کیا چونکہ امید رام عمدہ پیشکاری میں مدت ہوئی نام رہا تھا امید دیوانی سے ترقی یاب ہوا

میر حبیب مارا جانا جانو جی پیر گھوجی ہو سلہ کے آزدگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہو گئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا لوگر ہوا اور نیز گھوجی کے طرف
سے بھی معتد اور دو تخواہ تھا فوج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسکا اختیار میں تھی گھوجی کی
فوج اور ایک سردار اسکا قرابت دار لنگ میں رہتا تھا لیکن میر مذکور کی ماتحتی میں تھا حبیب
نے لنگ کے حاصلات سے بارہ لاکھ روپیہ نقد اپنے حصہ کا افغانہ کی تخواہ میں معین کیا
اور دوسرا حصہ سرکار گھوجی کے لئے مقرر کر کے صرف اوقات کرتا تھا ایک برس
چند مہینے کے گزرنے پر واقع لالہ جرجی کو جانو جی ولد گھوجی ہو سلہ فوج کی سرداری انویسٹ

مجلس کو گھوڑوں پر لے کر آیا تصدی اور برہن فوج مرہٹہ کی میر مذکور کی فرمانبرداری سے ناراض ہوئے تو جابجا ہو کر جو ان خود سوار کیے تھے راجہ باب کی اطاعت سے بھی باہر تھا میر حبیب کی جانب سے جو غلاما اور سہاسیہ کو خدا پان ہوئے جب یہ صلیت ہوئی جابجائی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کر کے نہایت ملوک و مدارات سے ہٹایا اور تمام دن لطف و رعایت سے شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کی قدر مرہٹہ سے دور آؤا کرتا تھا ہر پان میں سے ایک فوجی نشست سے گہرا کر اکثر دن اپنی راہ کی تھوڑی سی لوگ و پان حاضر رہے جب شام ہوئی جابجائی پورا جا کو سیل سے کسیر فوج چلا گیا اور اس جنگ میں مرہٹہ ہجوم کر آئے میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون حساب زرا اور کچھ دینو دست آویز نہ مقرر نہ کر جانے پنا و یکا میر مذکور تو یہ کہو کی غنایت اور اپنے حسن رفاقت پر اعتماد رکھتا تھا جابجائی کے کہنے پر سہمہ و نہوا اور اپنی رملی اس مکان سے چاہتا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ جب اس مکان سے نکلا کوئی ماتہ نہا و یکا ہر چند تقریرات و لہجہ رکین مگر تھا کہ بجہت رملی پنائی جب آدھی رات گزری اور دیکھا کہ کچھ اپنی گفتگو کو اثر نہیں ہوتا مردانہ کمر باندھی اور چالیس سپاہی آدمی سے جو ہمراہ تھے آمادہ جنگ ہوا اس کو یہ بھی خیال تھا کہ بدون حکم رملی کی کوئی سازم نہ ہوگا مگر تقریر سے نوبت گزری تیغ و تبر کی باری آئی یہ تو قلیل تھو اور ہر مہر کی کثرت تھی باہر نکلنے کی راہ پنائی اکثر فضا کو ہمراہ مقتول ہوا بعض بھروسہ ہوئے ہر چند رملی اس خبر کا سننے سے اپنے لڑکے سے نہایت آزر دہ ہو گئے میر حبیب بچا رہ کہ مفت جان لے کر جب وہ وقت آیا تھا کہ اپنے بھروسہ جنگا کشی کا پہل چکے بیگناہی میں جان سے گیا اس کے بعد مصلح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تھا ایک کی نیابت پر معاہدہ جنگ کی طرف سے میر مرہٹہ کو طرف سے سرفراز ہوا یکام آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تھا وہ اس کو میر نہوا مگر کج فہمی سے اپنے کو ضررہ نوکران مرہٹہ سے سمجھتا تھا۔

جانبی رام کا عظیم آباد میں فوت ہوا اور راجہ رام ناراین کا صوبہ دار ہونا اور اگر رام الد واکا لہنا

اسی عرصہ میں واقع آخر قتلہ ہجری یا اوایل قتلہ ہجری میں جانبی رام نائب صوبہ عظیم آباد اہل طبعی میں فوت ہوا اور راجہ رام ناراین و لد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سے پورہ خاندان معاہدہ جنگ تھا اور جانبی رام کے عہد میں عظیم آباد کی نیابت پر سرفراز ہوا جو حق مالک و دینہ پورہ کا وزیر شعور مندی کے جو کہ سابق اور معاملات میں رکھتا تھا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطا خلعت اور سرفراز مرصع اور شمشیر و فیصل سے سرفراز ہوا اور راجہ دو لیمہ رام و لد کلان راجہ جانبی رام کا جو اپنے باب کی نیابت میں دیوان تن تھانہ وزیر پورہ میں معاہدہ جنگ میں عطا خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سے سرفراز ہوا

اور واسطہ سوال جواب راجہ رام نرائین اور عمر من مطالب صوبہ غنیم آباد کو حضور میں سفر ہوا اور
مہابت جنگ و عیش و آرام میں گذراوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کو واسطہ انگلیک وقت تصرف مانے شکار سعی
اکثر شوق تھا لہذا موسم ہر مایں سراج محل کو طرف نکلا بعد ازاں جنگ جاناوران خصوص جنگ فیلان
وہر غنیمت دکنی کو تماشیا میں مصروف ہوا مولت جنگ ہر سال واسطہ ملاقات اپنی چیمپا کے جب کہ
یہ شکار کو راج محل کی طرف جانا پورنیاں سے آکر بعد ملاقات واپس جانا تاکہ یہی مہر شد آباد میں بھی
آکر اپنے جانی شہادت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور قترام الدولہ کو کہ یہ تینوں اس
میتجو اور بہت جنگ کو لڑنے کے تھا اور نیز دیگر اقربا اور عورت کو دیکھ کر اپنے مہر کردولت کو واپس جانا
تاکہ واسطہ شادی شکار مدغان و مدہ مہراخان پروردہ نصیب لیکر شہادت جنگ نے تاکہ بدین
کین اور مولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر جو شکار مدکان مزدقی اور نیز دیگر عیال طفل
کے ساتھ چلی مہشادی ہیا کر کو مہر شاد آباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلدیہ الصوق بہت جنگ کا جو مہابت جنگ کا مٹی تھا
اسی دریا میں اکرام الدولہ بخمد جانی سراج الدولہ سپر بہت جنگ کا جسکو مہابت جنگ و شتر
پیدایش سے بسبب لاوہ می کو کہ اور زندگی میں لیا تھا اور نہایت درجہ کا آتش رکشا تھا بیماری
پیدا ہوئی اور میر ہوا آلوکی وہ شدت تھی کہ سببی اسی کثرت ندی کی تھی انراض خفیت سے مہلت میں جان
بھی ہو شہادت جنگ کو گھر سے آشوب قیامت برپا ہوا شہادت جنگ کا شوشو شہادت جنگ کو خاندان میں
ظاہر ہوا شادی مذکور اس سہ میں فتویٰ بھی بعد چار روز کے دولت جنگ مخص ہو کر یونیاں
چلا گیا اور شہادت جنگ اسکو مہر کے کرچ میں بقرار ہوا آخر چند شہادت جنگ اور زوجہ شہادت جنگ
اور اسکی ساس اور نیز دیگر اقربا اور ایکن و غیرہ ہر طرح سے دلجوئی شہادت جنگ کی کر آتھی مگر کچھ
سود نہ تھا تھا ہمیشہ ریخ و غم میں چسنا رہا چنانچہ اس واقعہ کے چند میں بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ
نے شہادت جنگ کے گھر کو گھر سے نکال اور حاجت سے اسباب تحمل پنا یا شہادت جنگ نے
چیمپا کی فرماں برداری کی جب وہ گھر کو گیا دستار سر سے پیکر اختیار پاسے ہاتھ کر کے رونے لگا
اور کھاتا سنے چو فانی کی عہدہ بھالایا اس طرح گذراوقات تھی کہ اندھا کے فاکرام الدولہ کا
مدخل سے جو قبل ورسکی وفات کے حاملہ تھی لڑکا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطہ استرنا و شہادت
کے بجز ولادت کو حضور شاہی سے منصب شہنشاہی یا ہفت ہزاری اور خطاب اراد الدولہ
مع نوبت اور مای مراتب اور بالکی ہمار کردار بلکہ نالکی طلب کر کے عطا یا مذکور کو خود بذاتہ شہادت

کے روبرو لیکھا شہامت جنگ کی قدر اس سے مایل ہو کر اکرام الدولہ کا یا کار سنبھلے گا اور اسی
 مشغول رہے اور قات گزاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطی جمع کیا حملہ خرمین
 و خرمین اس کے سن و سال کو لایں جمع کر دیے لوگوں کیواسطی ایک تاشا تھا اور
 ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمت گزار سی کو اپنا قتل
 عظیم جانتے تو باوجود اس حال کے بھی شہامت جنگ کو ملا ل اکرام الدولہ کہہ رہا تھا۔ چونکہ یہ ظفرانی
 سرفراز خان حاجی احمد برادر صاحب جنگ کو سرفراز خان کی ناسوس کی بیوی تھی اور کب قدر
 اوسکے مدعوں کو براہ جہ خود تصرف میں لایا تھا اور صاحب جنگ باوجود قدرت کا اعظام کر گیا
 اور نیز بہت سی جو رہستم سرفراز خان کے اولاد اور ناسوس پر ہو رہے تھے انداختے تھے اسکے
 مقتدی ہو کر ایام دولت کے اوسط میں بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہیں اور اسکی نازیبا
 ظاہر ہونے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے سرفراز کی کوسوں اور دیو جی جو حکام مالایں تھے وہ
 کرنے لگی یہ ایک بڑا خدشہ و مال کو یا شرم کیا اور سبب کثرت محبت اور نیز واسطی سرفراز ہوا
 سراج الدولہ کی حمایت جنگ و سوسو ہودہ حرکات کو سہل سمجھا شہامت کی اسی حالت سے سبب ہوا
 اور بھی بیاک ہوا اکثر بزرگوں کو ٹھیکہ دیے اور دیو جی کی عادت تھی کہ شہامت صاحب راہ
 جمع کر کے اور قتل تہمت لگائی اور قتل و قتل کی راہ لی خرمین کی فوسراوٹھا اس وقت کھولائی آئی کہ کسی
 اپنی نعل بدست نام نہ ہوتا اور باقی وغیرہ کو درمیان میں متاقتانہ کر کے تار اور پسینہ کھانے کا کھانا کھاتا اور اسی
 حماقت موافق مردان اور نسوان پر مضمون منکالت شہامت اس قول کا ظاہر تھا کہ اسکا ہر اعلیٰ احوال غرضی پر ہوتا تھا
 اور نصیحتوں پر آیا اور اسقدر غرور پر آیا کہ فراموش کر دیں دنیا کو بلایا اور کجاوہی انسان قلم و قلم کو پینا
 مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کو ظلم و جور سے
 سراج الدولہ کو بھل جوانی اور شہاب کی نادانی سربہ تو جیت ہی ہوئی تھی شہامت جنگ
 اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت و اقتدار دیکھ کر خرمین جاکر شہامت لگا حسین قلیخان
 رضی شہامت جنگ کو اپنا دوست سمجھتا تھا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ بختنا سے
 جہل فطرتی جو مرتہ نسوان میں ہوتی ہی کینہ نہانی اپنے دل میں رکھتے تھے اس مجموعہ میں حسین قلیخان
 کو باقی نساء سمجھا اور حقوق چندین سالہ فراموش کر کے اوسکی اور اوسکے باقی قلیخان
 کی ملک میں ہوا۔ ایک شخص ولد آقا باقر زیندار جو بعض زنفیدار بنا کر لگا تھا اور حکام محرمات
 اور صداقت محمد خان لقب تھا بسبب ناموافق علی حسین قلیخان کو مرشد اکابرین اکرام جنگ

شہامت
 صاحب
 راہ
 شہامت

کو حضور میں سلسلہ پیدا کیا تا اول سراج الدولہ کی اسی کو بڑا کیا کہ جانیگر مکر میں جا کر حسین علیہ السلام
 برادر زادہ حسین قلیخان کو جو اسکی نیابت پر تھا اور آندونین میں لایو کیا میں گرفتار تھا مارا کی
 وہ نایاب کی وجہ حکم سراج الدولہ کی عمل میں لایا بڑا فتنہ وہاں پر آونگہڑا ہوا چند روز اس وجہ سے
 کہ بدون مرضی ملک کی ایسا کام نہوا ہوگا جانیگر مکر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند
 اور تسک اسکی پاس نہیں ہی مردم شہر اور رفقاسین قلیخان کی ہجوم کر کے آقا باقر علیہ السلام کو مار ڈالا
 اور صداقت محمد خان باگا سارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے رنج
 نہایت جنگ کو متفق کر کے شہادت، جنگ سے درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کو استغفار
 کیا نہایت جنگ کی بھی بسبب چشمہ بندی تقدیر کے راضی ہو کر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی نہایت
 کے کام نہیں ہو سکتا جب اسکی دادی کی نہایت جنگ کو طرف سے اطمینان بہم پہونچا یا اس حاجت کو
 اپنی فتنہ و شہادت جنگ سے کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہادت جنگ سراج الدولہ کی عدوتھی مگر وہ نہایت
 کسی سہل سے امر کے باعث سے جسکا ذکر مناسب نہیں حسین قلیخان سے دل آزرہ ہو گئی تھی بدینہ جو شریک
 شور و آواز ہو کر شہادت جنگ کو جو ہمیشہ سے اوبالی اور خصوصاً آندونین دینا اور پانچا سے سخت راضی
 کیا اور باوجودیکہ شہادت جنگ اور حسین قلیخان کی باہر عہد و پیمان قسمیہ تھی کہ زندگی تک ایک دوسرے سے
 عزت و جان کو شریک رہیگی بد عہدی کی اور نہایت جنگ ظاہری بہ نامی کر فک کر نیو کر مرشد آباد سے بزم
 شکار سراج محل کو چلا گیا اور اوپر سے مصوحت جنگ ملاقات کیو اسطرح پوچیاں سے کوچ کر کر اپنی چچا کی
 ملازمت میں آیا بندہ مورخ بھی ہمراہ رکاب تھا القصہ سراج الدولہ کی اپنی داد کی غیبت میں واقع
 سلسلہ ہجرتی ایک روز شہادت جنگ کی خدمت میں جا کر اجازت قتل حاصل کی اور اتنا راہ میں دونوں باہو لگی
 دروازہ پر کھڑی ہو کر حکم دیا کہ دونوں کو گرفتار کر لاؤ میں حسین قلیخان حاجی ممدی داروغہ دیوانخانہ
 شہادت جنگ کو مکان میں جا کر نہا خواہ ہوا کہ شہادت جنگ کو حضور میں میرا عرض حال کر دی داروغہ کی
 کچھ جواب دیتا یا چار واپس ہوا اور چونکہ دن کی ممدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سے لاکر شہاد
 میں بٹھایا اور اب شمشیر سے نکال کر شہید کیا اسطرح حیدر علیخان کو جو نہایت تھا لاکر شہید کیا لیکن چونکہ
 حیدر علیخان شجاع تھا او سوقت میں بھی اپنے بانی کی کسب طو پر عاجزی کی کلام نہ کیو بلکہ درشت کلام
 کی گفتگو کی اور فرمایا کہ اسے نامرد مردان جی کا اسطرح سے خون نہیں کرتو حقیقت ان دونوں نے
 خون شہادت خون سیاوش تا کہ نام خاندان نہایت جنگ کے برادر ہوا بلکہ تمام ممالک محروسہ نہایت جنگ
 کا خاک سیاہ ہوا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ السلام تھا لگاتار ان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشد آیا د اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہو کر صولت جنگ کو بھی اپنے بچا اور برابر در زدہ کا اعتبار نہ رہا تھا اپنی فکر میں رہا اور سبب انتقامات الی سبب مت واسطہ آمادگی جنگ کو جمع کر لیا۔ چونکہ وقائع نگاری کو اد آب راست تحریری سے لہذا نظر اندازی جس جگہ جیسا گذر چو ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھ سخن سازی اور خوش آمد پر دازی کو دخل نہیں دیتا ہوں انصاف پسندوں سے امید ہے کہ عیب جوئی نہ کریں اور جہاں کہیں خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نمان میں پوشیدہ رکھیں۔

ذکر اشتداد امر امن شہامت جنگ اور انتقال کرنا و سکا اس خانہ تارک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اگر ارام الدولہ کے وفات سے نہایت ردی ہو رہا تھا کہ کبھی خوشی اور خوری سے بات نہ کرتا تھا جب حسین قلیخان کو مرے کو عرصہ گذر اعارضہ استقامت میں گرفتار ہوا حکیم علی نقی صفحانی قبل اس کے کہ تھا کہ مواد اس سرمن کا جمع ہو گیا ہے اگر آپ سے اصلاح کیجا ورنہ مناسب ہے مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنی حال سے محض پیروی رکھتا تھا مان اسکی بی بی اور دیگر تواب وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سے معطر تھی تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نے شہامت جنگ کو مع زین خدہ اور دیگر متعلقان کو حتی کہ مانند ہاگ بائی کے اپنے گھر میں لا کر معالجہ میں مصروف ہوا قصداً کہ روگ کیلئے معلوم نہیں جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آ پہنچا اسکی بی بی کو کشت کا خوف سوار ہوا بوجہ دیکھ اسکا باپ کا مکان تھا گھر اپنی شوہر کو ڈولی میں سوار کر کے اپنے گھر لے آئی جس روز شہامت کو انتقال ہو گا اول روز کو شہامت جنگ کو پوچھا کہ آج کون دن ہے تو کون نے کہا دو شنبہ اس اظہار سے آثار شہامت ظاہر کر کے کہا کہ عجب روز ہے کہ اپنے معشوق سے وصل ہو گا غایب یہ وصیت کی کہ اگر ارام الدولہ کو پہلو میں مدفون کریں تو کون نے بجز مشاہدہ محبت کو عمارت مطلوب پذیرفتن فرمایا القصہ تیرہویں ربیع الاول ۱۱۸۱ ہجری روز شنبہ کو رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کو سد ہمارا اور اس مرحوم کو منشی نوکمرہ (خدا پیش بامر زہ) سے تاریخ رحلت نامہ خلاصہ کو تجزیہ و تکفین کی شہری سیدالافاضل میر محمد علی ابدہ اسد عالم کو اقتدار سے مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نے نماز جنازہ ادا کی اور نہری شاہ و شوکت سے اسکا جنازہ باغ موتی قبیل میں جواو سکا بنایا ہوا تھا لیکر بیچ صحیح مسجد کہ وہ بھی اسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جو ار قبر ارام الدولہ میں دفن کیا بروقت لیجانے جنازہ کو بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تھا کہ کتر کسی کو دید و شنید میں آیا ہو گا

بلغ سقیش ہزار روپیہ درماہ بیوہ اور خفیہ اور کیون اور نیکون وغیرہ کا تاکہ دفتر دیوانی سے باہر تاجیہ و ملاطہ
رویت ہلال کہ ہر ایک کا درماہ شمال میں باندہ کہ خونچاہ میں لاف سے اور شہاست جنگ اپنے خصوص
خواجہ سرایان معتقد کہ ہر ایک کو بیونجا دیتا تھا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کر دی اللہ اعظم وارحمہ۔

ذکر بعض فضایل شهامت جنگ

اپنی خاندان سے زیادہ فیضان و مساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمارداری کرتا تھا اپنی اوقات عیش و نشاط میں بسر کرتا کسی سے بُرا نہتا مرشد آباد کی عورتوں اور بچوں میں جسکو کوئی وارث نہ تھا یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سے عاجز تھا یا کہ تحصیل معاش کر کے اپنے بیٹے میں لانا تھا یا سیکھ کر نگریری اطفال ہی کرتا تھا مگر یہ حسب ضرورت سب کو اپنے خیال و اطفال جانتا تھا اور ہر ایک کی وجہ معاش معقول طور پر مقرر کر دی تھی رفقا اور ملازمین سے دوستانہ پیش آتا تھا حتیٰ کہ اوسکی نفیٰ اوسکے روبرو حق اور حقہ اور تہوہ اور ذات سے ہر چند لوگوں کو سناۃ احسان عظیم کرتا مگر بدانت خود نہایت حقیر سمجھ کر براہِ مذمت غدر خواہی کرتا تھا۔ ایک نقل ہے کہ علی نقیہان مرحوم ولد حاجی بیرو چاغی علیہ خطاط مشہور فرج کو کہ عالمگیر کے عہد میں برہان پور کا دیوان تدار بارہ ایک سید کو کہ مقدمہ صیحبہ محبوس ہوا تھا عرض کیا کہ فلاں سید ہے اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچ ہزار روپیہ کی جائزہ لگین مقید ہے افسوس کہ اس قدر روپیہ و زر سرکار میں صدقہ ہوا اگر تاجی امیدوار ہوں کہ مبلغ مذکور معاون ہو کر سید مذکور حضور میں طلب کیا جاوے مجھ در یافت کو نہایت حیرت ہو فرمایا کہ سہ وقت فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کو بار دین تحریر ہو اور خان شکر الہ کو کہ تمہاری اس امر خیر کے بدایت کرنیکا مشکو و جمنون ہوا خدا تمہیں اس سلوک کو جلد دین سلامت رکھی حال اگر دیا کو علی کچھ تعمیل ارشاد دین دیر کرین تو معجزہ اطلاع دیجو کہ اوسکا مذاکر عمل میں آئی اور اوس سید سچا مظلوم دیر بای پائی۔ دوسری نقل یہ ہے کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنے لڑکوں سب علیہان اور غالب علیہان اور داد میر اسد علی کو مرشد آباد میں اقامت گزین تھیں اور وہ مغفور الکی فی معاش کا بخوبی متعدد تھا علاوہ ازان اقمشہ اور بارہ چھانگہ لنگر اور نڈیا کو والدہ کی خدمت میں سب کرتا تھا غالب علیہان کو جو سب بایون میں چوٹا ہی اکر ام الدولہ ہم عمری کو سبب سے اکثر اپنے ہمراہ باغات وغیرہ کے سیر کو لیا کرتا تھا اتفاقاً کسی کچھی عورت ملازم اکر ام الدولہ کو غالب علیہان پر غیبت ہوئی اکثر گوراکرتی تھی غالب علیہان کا بھی عالم شباب تھا آتش بیہوا اب حضرت عشق فی پاون کا دلونہیں شک و حسد فی آگ لگا دی اکر ام الدولہ کو گوش گزاری کیا وہ نہایت بد دماغ ہوا یہ احوال شہناشت

معلوم ہوا اوسے والدہ کو طلب کر کے سبھا دیا کہ چند روز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت سے باز رکھو گویا اسکو اسطرح کہ دونو طفل جابل اور نادان ہین خدا جا فی باہم کس طرح یہ مسلک ہو کر اکرام الدولہ اپنی چوٹی بانی سراج الدولہ سے بڑھکر طفلی میں سر بشور شش تھا بتا رہا ستراج پورینجو شہامت جنگ کا اپنی آزر دگی نسبت غالب علیخان کو ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا متواتر شہامت جنگ کو رو برو شروع کی کہ افسوس ہو کلکودن غالب علیخان صفت میں میری خجست نکلیا ورنہ میں مار ڈالنا تھا جب شہامت جنگ فی ایسے کلمات متواتر سننے اور اوسکو مقصد دل پر فیضاب ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکھتا تھا آشفہ ہو کر فرمایا کہ قرآن کی قسم اگر تو اوسکو مارتا تو تجھ کو میں اپنی ماتمہ سے فرج کر ڈالتا اوسنے اس جواب پر خلافت توقع کی سننے سے گریہا کرکنا کیا بھی اوسکو عین میں قتل فرماؤ شہامت جنگ نے کہا میں اور او میں کیا فرق ہو ایک ہمیشہ سے توجہ دوسری سو وہ پس اس کلام سے اوسکا خطہ جاتا رہا۔ قیصری نقل یہ ہے کہ مسی بہاگ بالی نسب عورتوں سے زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تھی جملہ خاندان کی عورتیں نابارہ خوشامد اور اوسکو حرام کی خاطر اری میں رہتی تھیں بندہ مورخ کی والدہ کا فرقہ مزاج تھا کہ کبھی اوس سے موافق نہ ہوتی ایک روز بہاگ بالی فی بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بہائی بزرگ تھا اور والدہ کو گفتگو میں بی بی کہتا تھا اوسنے بھی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سبھا ہے کہ اسطرح مجھ سے ہم کلام ہوتی ہو اسطرح تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکروں اور چوٹوں کو پکار کر تو ہین اور میں تجوان و تو قسم میں ایک بھی نہیں سمجھتی ہوں بلکہ اپنی لونڈی کو طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم اسکو تمہارے برابر سمجھتے ہیں البتہ فرق ہو تو یہ قدر ہے کہ کچھ لقمہ او طلائی زیور پہنی ہو اور تو جو اہر مرصع بہاگ بالی چپ ہو گئی لیکن آزر دہ ہو کر ہمیشہ شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نے اوسکو جواب دیا کہ اوکا مزاج سیطور ہے تو نے کیرن اون سے انتہا کیا اور والدہ نے اپنی گہر میں اگر ارادہ معاودت عظیم آباد کیا اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کر دی شہامت جنگ فی ایک مہینہ کے بعد اپنے آویو کو والدہ کو طلب کو بھی والدہ جا نہیں راضی نہ ہوتی تا آنکہ شہامت جنگ نکلا سبھا کہ اگر میں آتی ہو بندہ اور بی بی گسیٹی انکر تجھے کی اوٹو ناچار والدہ گئی شہامت جنگ فی نسبت خلی کو استفسار کر کے عذر خواہی کی والدہ نے فرط غیبت سے رقت کر کے قعد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر کیا تا انکا پاتوں کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچھ قبول نہ کرتا تھا اور وہ اپنی ارادہ پر مصر رہی تھی کہ بی بی گسیٹی زو مجھ شہامت جنگ اور لغیہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا ایسا صاحب نہ ہو گیا ہے

متنار اہلبانی اور بزرگ ایسا فرماتا ہے اور راست کشا اور تمہارے بلکی نہیں تھیں محمد اوالدہ اوسی صاحب
پر تھی آخر ۱۳ شہادت جنگ فی باوجود ہجری اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہ سو اوٹکر
روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچھا بندہ تقصیر وار ہے الحال تیری قدموں پر گرتا ہوں تقصیر میری معاف
کر اور سوقت والدہ شرمندہ ہو کر دست بدعا ہو کر اور مرشد آباد کی رستہ پر راضی ہو کر اور تنگ
اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کر کر زار و زار روتی ہے اور درگاہ ایزدی سے اوسکی مغفرت پا رہی ہے
اسی طرح سب بعد ازاں میرزا مرحوم جو پوتوں کا قارب و خلیفہ ہے اور عدت شجاع الدولہ سے وارد جنگالہ اور مرز
تھا اور شہادت جنگ سے آشنائی رکھتا تھا اوسکی اولاد اور بی بی کو ساتھ جو تقی علیخان کی دختر تھی سلوک
قرار واقعی کرتا تھا کترو ویسا سلوک کسی شخص فی کسی کو ساتھ کیا ہو گا مجبور ہوا شرارت حال کی جو کہ بروت
اوسکی آؤ کے جہانگیر گرسو مرشد آباد کی نزدیک جو عین راہ میں بسواری کشتی واقع ہوا الحمد للہ جہانگیر کو
ٹھکر اوسکی تعزیت اور بایقائدوں کی تسلی کو بھیجا اور بعد چند روز کہ اوسکو کھال والہاں کو طلب حضور
فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونوں پوتوں میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کو انجو تربیت خانہ میں رکھا
اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسی سب متعین فرما دی اور ہمیشہ وجہ مصروف کا خبر گیری ان ریاست سو
روپیہ ماہواری دونوں کی والدہ کو ماہ بہ ماہ پہنچاتا تھا اور اسبقدر درماہ دونوں بھائیوں کو عطیہ
بھیجتا اور علم تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تھی اور پارچہ پلبوسات خاصہ بھیجکر عذر کرتا تھا کہ یہ ہدیہ محقر
تمہاری کو بی بیوں کی بھی شایان عزت نہیں گویا اسی کہ بارہ میں یہ شعر شمعش الکر نامہ لکھا ہے۔ ایسا دنیا سو
گفتہ یاد کرین تجکو سب خوشیوں تیری کر سے خلق خدا و دلہا + چونکہ بندہ مورخ دونوں بھائیوں کی
خدمت میں اخلاص و اتحاد بدرجہ غایت رکھتا تھا لہذا یہ ماجرے جو لکھے گئے چشم دیدہ ہیں ان ہی طرح
بہزاروں کے ساتھ سلوک کرتا تھا بچے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہیں ہے۔ +

مجل احوال مولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر و عنایت کا

مولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکی خطاب نفیس الملک تمام الدولہ سعید احمد خان بادر مولت
انجو بھائیوں میں صورت و سیرت برگزیدہ سے آراستہ بعض وجہ میں البتہ کینہ تھا اور بہت جنگ سے
باعبار نفاست عظیم آباد کی کمین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت میں بھی زیادہ اور مولت جنگ
ابتدائی جوانی میں کلیل کو دین مایل تھا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان میں راغب تھا بعد ہوجانے
ساتھ صوبہ کنگ و گنگہ ہو کر کبھی کبھی اسطون راغب ہوتا کہ سقدرات باقی رہی بیدار ہوتا اور طمحات

و غیرہ سی فراغت کر کے نماز جمعہ اول قسطنطنیہ پہنچا اور بہ دربار خاص کے ہونے میں پہنچا اور اسی روز خلعت
 میں بیٹھتا ہے پھر بین کو بلانا بعد اذیکو ساتھ قہرہ پینا بعد ازان بجزانی لوگ سلام سے مشرف ہوتے
 اور تھوڑی دیر میں کمر اٹھ جاتی اور بعین بعد سلام کر خضت ہو کر دو گھنٹی کو بعد از ان کے ان کے
 لیجاتا لیکن بعض لوندیوں اور خواجہ سرائوں کے وہاں پر کوئی نہ ہوتا ہے سہشتہ کو مقصدی اپنے کاغذ
 خواجہ سرائوں کو موصیعتی و روہ اوسی خلوت میں کاغذات جا چکر دستخط فرماتا علم وغیرہ دربار کا
 بیرون پر وہ حاضر رہتے منشی لوگ تحریرات کو مسودہ پہنچے بعد اصلاح صاف ہو کر خواجہ سرائوں کو معرفت
 ملا خط میں آتے تب ملفوف اور مصدق ہو کر تھم لگا کر منزل مقصود کو روانہ ہو کر دربار و غنہ ڈاک
 خطوں کو لیکر روانہ کر دیتے جب ایک پہر اور کس قدر دن گذرنا خوان طعام غامد اوسکو سواید احسان سے
 اکثر دن کو روزمرہ اور بعض کو ایک روز کے بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کتر بلا پسینہ حسب دستور
 پہنچا کرتے جب بکار خوان طعام وقت معہودہ پر پہنچتا علم دربار بوساطت خواجہ سرائوں
 کے غرض سلام کر کے اپنے گہروں کو رخصت ہوتے اور ثواب بعد فراغ طعام قبول
 کر کے اول وقت طہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ یول و براز اور وضو کو نماز ہزار اکر کے ایک جزو قرآن کی
 تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس میں علما لوگ مانند ملا غلام محی اور مفتی ضیاء اللہ اور
 میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اللہ و سید عبداللہادی حاضر ہوتے دو گھنٹی بجی تک تذکرہ
 علی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کو پڑھتا اور ملا غلام محی اوسکے مشکلات حل کرتے اور
 لوگ بھی گفتگو اور مسعدہ میں کرتے تو مکر فرماتا کہ الحال تحصیل علم مستدر ہے اور اس قدر استعداد جو مجھے
 میرے کچھ اوسپر افزون نہ ہوگی اتنا لذت فہم سے مجھ کو جان تازہ دے دیتی ہے اس قدر اسکا پابند ہوا ہوں
 کہ اگر کسی دن میرے آئی ایسا معلوم ہو کہ شاید کوئی بڑی دولت مجھے مفقود ہو گئی ہے اور خاطر شوش
 رہتی ہے چونکہ سبزہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تھا تا کہ کید کی تھی کہ اوسو قیقین بھی حاضر ہوں اور میرے
 کلام سے بہت خوش ہوتا تھا اور سفر اور حضر میں بضرورت اور لوگوں سے مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت
 بندہ مورخ سے متوجہ رہتا تھا اس قدر کہ اوسکے پرانی رفقا متیر تھے کہ اس نوجوان نے کیا انصاف ٹھونڈا ہے
 کہ بجز اوسکے دوسرے سے ملنے ملتفت نہیں ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان
 برادر سیف خان میر عماد الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسنین خان ولد سیف خان
 جو صولت جنگ کا سسر تھا اور رفیق علی خان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمیشہ تراوہ
 سیف خان اور آقا علیا اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عبا یہ سب اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سیر سے اسے اور ساری پران چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور تو سبجی نہ دستی
اور اسے چوہا رام منشی اور جعفر ظہیر خان داروغہ خزانہ اور میرزا داد موغان سامان حاضر ہو کر ایک گتہ
مزدوریات کی عرض کرتے ہیں متوجہ ہو کر مقرر ہو تو قلمی اور مصلحت جنگ داخل حرم سرا ہو کر
مستورات منظور و نظر و ہجرہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور شیونکی سواری میں جو بڑی تکلیف ت
بنائی گئی تھیں ادھر سے اور دس بجاتا اور تفریح کرتا پھر جب شام ہو تو ناز مغرب و عشا پر بکر اگر
خواہش ہوتی گھانے والیان حاضر ہوتے ہیں در نہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ محبت میں ایک تنہائی رات
بسر کرتا بعدہ استراحت فرماتا یا اسطرح علی الدوام اوقات گزاری تھی۔ بندہ مورخ نے مدت
رفتات میں کہ سات سال کامل گزری کہیں کلمہ ناخوش اور سکی زبان سے نہ سنا کہ کسی آدمی کے بھی
حق میں کہا ہو اور نہ یہ دیکھا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تھا باوجودیکہ ہسکا
داخل یہ نسبت شہاست جنگ کو کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کو بہت کم تھا مگر خزانہ اور
جواہر اور ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور اقیال وغیرہ لازم امارت کو شہاست جنگ کو برابر
رکھتا تھا چنانچہ بعد اسکا انتقال کو چالیس اور کئی لاکھ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکھ اشرفی
کو قریب خزانہ میں موجود تھی اور دیگر آلات نقرہ و طلا وغیرہ بھی اسی قیمت کو ہونے لگے گھوڑے ہاتھی
بھی بہت تھے ایک روز اسکا دلین آیا کہ بندہ مورخ کو باہمی عطا فرماؤ مجلس خلوت میں بلکہ پس پردہ
اور سکی عورت بھی بیٹھی ہوئیں تھیں اسوقت بھی کاہش تاکہ ہند میں ہوتا ہے میر محبوب علی نام مرید میر جواہر سنگی
طالب علی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تھا اور چند دیگر خدمتگاران کو سوا کوئی نہ تھا
خواجہ سرائی محلی بیچکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا ماہور جلوس فرمایا اور اختلاط میں گفتگو
کرتے کرتے بعد امتداد صحبت کی حاضر علیخان غلام سرکار دیوان خانہ نے عرض کیا کہ میر سلطان خلیل
خان نابیر ادای آداب عنایت فیصل کو کہ مرحمت ہوا تھا در دولت پر حاضر ہے اگر حکم ہو دو روئے تسلیمات
بجا کر لوٹ جاؤ حکم ہوا کیا مصافیقہ جو حسب الاشیاء تعمیل ہونی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سے
کہا کہ خانقاہ صاحب تہو ہا را فیلخانہ دیکھا ہے مورخ نے عرض کیا کہ مکرر اتفاق ہوا اور فیضان سرکار نہایت
خوب بین فرمایا اب بھی دیکھنا چاہیے اور انہیں سے ایک زنجیر پسند کیجئے تاکہ آپ کو عنایت فرمایا جاوے
بندہ نے اوتھکر بعد ادای آداب نے عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اس شفقت سے ارشاد ہوئی کہ برابر عنایت
فیصل کو جانتا ہوں لیکن سواری میں کیوں اسطرح وضع اور حیثیت چاہیے اور فردوسی ہر چند باقبال
کمال نفاہ اور آرام میں بسر کرتا ہے مگر بنو زلیخا وقت سواری میں فیصل کی نہیں رکھتا انشا اللہ زیہ سائے

حاکمیت رکھ کر جو وقت اس کے سواروں کا وقت آویگا غایت کو گواہ اس طرز التماس کو نہایت پسند فرمایا اور زیر لب ہنس کر خاموش ہوا بعد چند جب صفدر جنگ کا درود کی خبر ملا ونگار میں نسب اسکے بنارس ملائی گئی اور نہایت جنگ و صولت جنگ کو لکھا کہ اس طرح پانچواں اور ہی جو ہم اس طرف سے آئے ہیں اور آپ اور ہر سب اسباب حرب کو نہضت کو بچے بندہ ہوا تھا فرمایا کہ چند سوار و پیادہ ہم جو بخانا جا چکے بندہ ذرا عرصہ کیا آدھی اچھلے میں آؤنگے کیونکہ یہ ملک گوشہ ہر مرد ملک دیگر کا گذر اور ہر گوشہ کی ہوتا ہے فرمایا کیا مفایقہ انہیں ہی متعجب کر کے لگا ہوا تھا کہ کیا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا میں صفدر جنگ کو معاودت کی خبر ہوئی اور مردم کی جستجو سے کہ ہوئی بھلاہ دار لوگ جو اس روز کے لیے دست بدعاتی اپنی لوگوں کو نوکری کو ملتی تو نواب کو آزر دہ ہو کر جواب صاف دیا مگر بالیکس پیمان جو کہ خوش اسپیہ تھے اپنی خواہش سے مقرر فرمایا بندہ ذرا انتظار کرنا اجتماع مردم کا حسن طلب سمجھا اس طرح پر عرصہ کیا کہ الحمد صد شورش دفع ہو گئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہو گئے ہیں برطرف کی جاویں عرضی پر قطع فرمایا کہ اوس حالیشان کو اس سے کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ میں حاضر کریں آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو دیکھ کر مقرر کر لیا اور اون بالیکس افغان کو بھی حکم دیا کہ رسالہ بندہ میں مقرر ہوں جب بشراتی سوار کو قریب اور دوڑائی سو پیادہ کو بندہ کو رسالہ میں مامور ہو فرمایا خانصاحب تو شاید باقی یہ سوار ہو جائے مناسب ہو گا بندہ آداب بجالایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر باقی فیلی نہ متعجب فرما کر عطا فرمایا۔ نقل چوتھی یہ ہو کہ مورخ ذرا کچھ مبلغ و دھنار روپیہ کی ہندو سی بنام اپنی والدہ کے شاہجہان آباد کو بھی اوسنی اس امر سے واقف ہو کر کہا کہ خانصاحب نے لکھا کہ اس قدر روپیہ کی ہندو سی اپنی شاہجہان آباد بھی ہے چونکہ جہاں مناسب تھا مورخ نے قرار کیا فرمایا کہ یہ اطلاع نہ کی ورنہ بھی شریک ہو تو مورخ ذرا عرصہ کیا شریک ہونا کیسا یہ سب کچھ حضور کی دولت کی بدولت ہو ورنہ بندہ ملازم کو دست قدرت ظاہر یہ سن کر ہنسنا اور خرابی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب میں جو اکڑے اور رسید فقیر کو دیوی مورخ اس عطا یا سی ماہر ہو کر شکر خداوندی بجالایا۔ نقل پانچویں یہ ہے کہ خدمت پر گئے سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکھ اور انسی ہزار کی روپیہ پر مستحق ہوا تھا چاکر عاتقا مورخ کو تفویض فرمائے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المام کو جو دیوان سیف خان مرحوم بھی تھا اور راجہ عجایب رائے اوسکا نام تھا مورخ کان پر بیجا وہ مع سند اور شیخ امان اندنام جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کی محال مشہورہ میں تھا مع دو قطع خلعت کے اگر مقرر ہوا کہ

کہ جناب عالی فرمایا اس پر گنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتھ آپ کو بے تجویز فرمایا ہو اور دو صورتیں ہیں جو پسند ہوں تعمیل کیجا دینا اول یہ کہ اس کام کی خلعت لیجی اور مبلغ مذکور کو اپنی ذمہ لیکر جسکو چاہیو بھیج دیجو تاکہ وہ بند و بست پر گنہ مذکور کا کر کے زر معاملہ سرکار میں داخل کری اور باقی جو بچہ زیادہ چڑھ چکا ہو انکی خدمت میں دی تا انکہ خلعت احوال تو اپنے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت شیخ امان اللہ کو پہنائی اور ایک فرد نکال کر دکھلائی جس میں نواب کا مہار اور دستخط موجود تھا اور یہ مندرج تھا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پر کسوا سلی ہو شیخ امان اللہ فی ذمہ لیکر مہر کو دی تھی دکھلا کر کہا کہ اس قدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسمہ وغیرہ معمولی کبھی کر لیا کرتا ہوں اور نیز دیگر فرمائشات میں حاضر اور حاضر ہوگا بندہ فی بنا بر مرضی حضور اور نیز اپنی شرح تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیسا کہ فرمایا تھا ہر چند خلاف رفقہ تھا تعمیل کی نقل چھوٹیں یہ ہو کہ ایک روز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اور تھکا اتفاقا پالکی اوسے پار دریا کو لگئی تھی اور کوئی سواری ہی بروقت عبور نہ ہو چکی تھی اور صولت جنگ کو تختہ سے بھی اور ترناد شوار تھا فقیر نے تحیر پا کر اپنا ہاتھ بٹریا صولت جنگ اس حرکت سے خوش نہ ہوا اور دست مبارک میری ہاتھ میں دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکھا اور ترنا شروع کیا جب تھوڑی مسافت رہی متوقف ہو کر ہنسنا اور فرمایا ناخدا صاحب اپنی اسوقیتیں مجھے سنگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میرا حال تو کچھ اور ہے یہی ہو کہ جناب عالی ذمیری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہے جلد وراثت ہو چکا ہوگا اس جواب سے ہنس کر فرمایا اس میں کیا شک ہے انشا اللہ امتحان ایسا ہی ہوگا لیکن مجھے تم سے اس عالم میں بھی توقع دستگیری ہو اور بھی ایسا ہی عالم تحقیق میں — اب خیال کرنا چاہیو کہ اخلاق اس بزرگ ستودہ صفات کا کس درجہ کو تھا بندہ ستائش بریں کا اور خداوند نعمت کا سن شریف تالیف بریں کا تھا اور قربت میں بھی وہ بزرگ اور بندہ خرد تھا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری اور بندہ ادنیٰ ملازم سبحان اللہ ساتھ اس بزرگی کو اور اسطرح علی انکساری بیت تواضع ہے کردن فرازون سو نیک ہے تواضع خصال گدا سے ہو ایک — القصہ وہ مرد فرشتہ طاعت سات برس چند مہینہ تک ضلع پورنیہ میں کار فرما رہا رہا برا ملازمین کو اپنا داد و عدالت سے نہایت لطفی و خوشنود رکھا کبھی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنی چچا مہابت جنگ کو ملاقات کے بعد کچھ تک آتا تھا اور کبھی کبھی مرشد آباد تک اقامت پورنیہ کی مدت میں ایک مرتبہ واسطی مدافہ فخر الدین حسین خاں سیف خان کو جو عظیم آباد سے نکلا اور ہرقامد ہوا تھا تھلا جب وہ مالہ کو

سنہ ۹۰۹ میں قصبہ ریل جو سوستان کے متعلق ایک نزمیہ گاہ و عزالت قبول کی اور خدا کی شان حقیقت بخود
 کے پیوند دوستی سے کتھا ہوا اگرچہ جنگل سے شہر میں آیا لیکن تجربہ سے ساتھ تعلق نہ مندا لایا اوسے انداز
 الہی پر بہرہ انفس گرامی کو اپنی آویزش میں آخر کرتا۔ اور نہ بدل زندگی کو نقش بوقلمون کی پستلی میں
 معروف رکھتا اور اٹکے بونے اوسکے گرد اگر دستغول خورشیدی تھے اور دیش عجبانی اور بیانی جیسے
 آغاز سنہ ہجری میں شیخ خضر کو بعض اولیائے ہند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ اور چند خورشید اور دوش
 کے ساتھ ہندوستان میں آکر شہر ناگور کو پہنچا۔ سید عیسیٰ بخاری ابی جو محمد و ہمایون کا جانشین
 اور ولایت مغربی سے بہرہ وافی رہتا تھا اور شیخ عبد الرزاق قادری بغدادی اولاد گرامی اولیائے
 بزرگ سید عبدالقادر جیل سیو شیخ یوسف غندی کہ صورت و معنی کی شہرہ ہوئے تھے اور بہت سے کمال
 حقیقی فراہم کر کے گذر گاہ اور رہنمائی خلق میں بسر کرتے تھے اور جہان کو اوسکی راہ آوردہی ذخیرہ ملتا ان کو
 کی گرم غمی اور دلجوئی اور غربت سے توطن قبول کیا سنہ ۹۱۰ ہجری میں شیخ مبارک کی ولادت ہوئی جاری
 سال میں اربع الہی سے تجلی ہوئی اور نو برس کی عمر میں سرمایہ بزرگ حاصل ہوا۔ چوہدرین سال علوم
 متداولہ سیکھے اگرچہ اکثر فلسفہ الاران راہ خدا کی عنایت اس بزرگ پر بھی مگر شیخ عظمیٰ کی ملازمت میں آکر
 بسر اوقات ہوتی تھی شیخ ترک نزاد کی اکیسویں برس کی عمر ہوئی سکندر لودی کے وقت میں اوس شہر
 وطن گاہ مقرر کیا اور شیخ سالار ناگوری کے خدمت میں پایہ والا کو پہنچا، و توران و ایران میں دانائی سکھی
 القصہ شیخ خضر غندی کی طرف پھرایہ حال تھا کہ بعض نزدیکوں کو اس طرف بلاوے مگر حیات مستعار
 راہ ہی میں منقطع ہوئی۔ حدود ناگور میں بڑا قویہ نمود ہوا و باے عالم ظاہر ہوئی سوائے ابوالفضل کے دوسری
 کے باقی جملہ نفس فانی ہوئے پر درگوار کو ہمیشہ غربت کی سوجھی تھی اور ہر سرزمین کے بزرگان وقت
 کے دیکھنے کی آرزو تھی لیکن وہ کہ بانوی خاندان عفت اجازت مذمتی اور آپ کے دل میں سرکشی نہ تھی
 اسی کشاکش میں شیخ فیاضی بخاری قدس سرہ کی ملازمت میں پہنچے۔ اور شورش دل بنے
 افزائش پکڑی انھوں نے سوال کیا جواب ہوا کہ عنقریب ایک شخص کو قرار ہدایت پلاتے ہیں اور
 جو بندگان الہی کی رہنمائی پر مقرر کرتے ہیں عبداللہ نام رکھا مگر گرامی لقب اوسکا خواجہ احرار ہوگا
 انتظار اوسوقت کا کرے اور امین اوسکی قبول کرے خواجہ اوسوقت میں لہجہ عرصہ تگاپو تھے۔ اور
 خاندان دوسے حقیقت کی جستجو میں دوا دوش رکھتے تھے جب وقت پہنچا اور اوس پایہ والا میں سرکار
 بائی تعین خدا پروردہ کی اوس سے حاصل ہوئی گمنامی کو اوسکی خلوت فرمائی اور نئے تعینی اوسکا
 مقرر ہوا سخنان خواجہ میں جس جگہ کہ درویش سے تعبیر ہوتی تھی اوس جگہ اتفاق کو جاہتے تھے خیر

چالیس برس کے دیار خطاین بسر کیا۔ اور جکل و پھار میں عشرت سنائی رکھتا تھا۔ ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور کرمی ہونے کے آثار وسطی طرح پر افراط و تفریط رکھتے تھے۔ ایک رات کو پیر بزرگوار اوس ملک زاد ہوم میں چند خادیاں ساتھ منشی سے داستان حقیقت گفتار کیا اور بہت سے نکات دل افروز و دلور میں آتے رہتے ناگاہ ایک آہ کی آواز کان میں پہنچی اور تجبی آہی چکی ہر چند خیال و دھڑایا مگر نشان بنایا دوسرے روز بڑے ٹکا پورا و ترخس سے روشن ہوا کہ کسی کھار کے مکان میں وہ بزرگ معنوی غزلت گزین ہوا اسکے نوار ارات سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر ہر زہ گرا سے باز آیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیادہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزائش کرتے تھے اوس کی نزدیکی میں سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گونا گوں حقایق سے افرمایا اور جو نیکان حقیقت کی رہنمائی میں آ رہا ہوا اور خوشدلی اور فایز البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوس کی نزدیکی میں نقاہ و دوام عصمت جو تعلیم پر پیر بزرگ کی فرمائی تھی اس خاکدان فانی سے رو پوش ہوئیں پیر بزرگوار نے بآئین تجرد دربارے شور کی طرف قدم اٹھایا بارہ یہ تھا کہ راہ جادو یا راسمور کی پشائش کی جادوے اور گونا گورہ مردم سے فیض لیا جادوے احمدیہ گجرات میں تازہ مرتبہ دلا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ایک فن کی سند حاصل کی اور ایک نام مالک شافعی اور ابو سفیدہ حبیبی کے برکت و دامائین طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب یکجا کیے اور کتابچے سمحت پایہ اجتہاد ظاہر ہوا اگرچہ بموجب اہل اہل زکات مانند ابو سفیدہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوط سے آرائش دیتے اور تقلید سے برکن رہنے کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا وہ سے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علم ظاہری سے حقایق معنوی میں پہنچ ہوئی۔ اور بزرگ گاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے اسالیب حاصل کیے اکثر کتابیں نظر و تالک بھی لکھیں خاکسار تعالٰی شیخ عربی اور شیخ بن فارض اور شیخ صدر الدین قزوینی وغیرہ اصحاب عیانی و بیانی پر اترے غایت دالہ اور نصرتا سے اہل امانہ حاصل ہوئیں اور روشناسی بوالعجب روشن ہوئیں اور بزرگترین عطایا سے اسی سے خطیب ابو الفضل کی خدمت حاصل ہوئی اوس نے براہ قدر دانی اور آدم شناسی کے فرزند میں قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طبع طرح کے مصروف ہوا۔ اور گونا گوں دانش کے سیکھنے کی کجبت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقائق تذکرہ اور محبتی سیکھنے سرب تان حکمت کو طراوت پذیر ہوئی سر و خرد نیزہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے اس ملک میں آیا۔ اور بستان شناسائی میں روشنی تازہ ہوئی لیکن درحقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی میں حاصل ہوئے۔ جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اور اہل کے مقدّمات سیکھے۔ بعدہ شیراز میں مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی۔ یہ دونوں بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہیں اور سید محمد مولانا ہمام الدین گلزاری کے مدرسہ میں بھی

آنا جانے رہے۔ غرض کہ محبت کی رسائی سے عجب کشائش ظاہر ہوئی۔ اور کتب حکمت کے مغز کو پہنچے
 ان کے مطالب کو ذہن نشین کیا۔ جیسا کہ اس کی تصانیف گواہ ہیں اسی شہر فیض بہرین پدربزرگ
 کو شیخ عمر شوی کے جو کارا اور لہجے زمانہ میں سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہاں اور ہی رنگ سے
 تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طبریہ اور حشیشہ اور بہر درویش دریافت ہوئے اور بھی اسی شہر میں
 شیخ یوسف سمرت کی خدمت ملی۔ اور رہا یہ اگلی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہے
 آخر اس کا موصیبت کی رکبت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے پاک کیے جاویں۔ اور سہما
 سے نفرت کر کے جمال مطلق کے محبوب مگر اس مادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ ان دنوں
 سفر دریا مسدود ہے اگر وہاں کو جایا جائیے اگر وہاں مدعا نکلے تب تو ران واریاں کو جائیو۔ اور علم رسمی
 طبعان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرہ اردی بہشت مشہد جلالی مطالبات
 چار شنبہ چھٹوین موم شہر ہجری کو اگر وہ پہنچے میان شیخ عالم الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
 اور اس مستی سے ہوشیار ہو کر فرمایا حکم ضالیوں پر کہ اس شہر میں مقیم ہو کر ترک گردش کیجا دے آخر کو
 مقام ہوا دریائے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی، جی کے فرار کے جو زمین قیام فرمایا۔ اور خانہ
 قریش سے جو علم و عمل میں درست تھے نسبت تامل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر میں دوستی پیدا
 اور وہ وانا دل اس نواب وادہ شناسائی کو مقنن سمجھ کر کشادہ پیشانی سے دلجوئی میں حاضر ہوا۔ چونکہ
 اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اسے اختیار کریں مگر انھوں نے
 قبول نفرمایا میر صاحب مدوح سادات بزرگ حسنی الحسنی میں بہن کسب قدر ان کے لڑکوں کا
 حال شیخ ہنجا دی کے تذکرہ میں مذکور ہو اگر وہاں کا وطن گاہ موضع امک شہیرا ہجر اور دریا باز
 حجاز کی سیر کرتے ہیں اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بس گیا۔ اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگوں سے
 سیکھتا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھ اور ہی جلا حاصل کی اور حیرہ غت میں
 انواع علوم نقل شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن جوہر تھانی سے حاصل کیے اور جب ۵۳۵ھ ہجری
 میں داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا۔ والد بزرگوار نے ہمیشہ شہسوار و شہسوار
 باطن اور کوہ نظر ہر کی صفائی پر میل رکھا اور کار ساز حقیقی کی نیاز میں رہ کر دس گونا گونا گونا گونا
 اور گفتگو سے پاستانی کو چہرہ حال کار کو پیش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
 کچھ نذر نیاز لائے تو کسب قدر لیکر اور لوگوں سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا۔ تھوڑے
 دنوں میں دانشوران کا جاسے رجوع ہوا۔ بزرگ و کوچک کا مقام زیارت ہوا۔ یاران زمانہ کو

حسد نے آدھایا دوستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکایہ حال تھا کہ نہ اول حال سے خوش تھا نہ دوم سے طلال شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس پر ہونے کے وجہ سلطانی سے کچھ قبول کریں۔ اور سچا کہیمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کر دیا۔ چونکہ انکی ذات میں لوگوں کی رہنمائی و وصیت نہایت دست قدرت تھی۔ اور درگاہ سے فرمان راست گزاری رکھتا تھا۔ اور اشارہ اولیاء زمانہ مدبر۔ اور مہربانی ہوا اور ان کی روز افزون تھی ہمیشہ آئندگان مجلس اور جو سیدگان آگاہی کی ہدایت فرماتا۔ اور ان کی سزائیں بیان کرتا ظاہر پرست ریح کعبیچہ اور نالایق تو بہات کرتے چونکہ بیان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی تھا معرکہ آرائی کی کبھی عنایت نہ تھی نہ حق گوئی اور نہ کوشش بدکاری میں درج ہوتا۔ اور آزرہ دولون کی پرکاش جوئی میں توجہ ہوتی اسی حال میں خداوند تعالیٰ نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی۔ اگرچہ ہمیشہ گفتگو سے علمی کا مشغول تھا۔ مگر دانشمندی حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا۔ جسوقت حضرت جنت آشیانی کے قدم مبارک شہر میں آئے چند روزانی اور ایرانی بھی بدر بزرگوار کے حضور میں پہونچے اور انجمن دانانی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم باری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا۔ ہیومن نے خیرگی شروع کی۔ نیکان نامہ کوچ نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آنا مگر بدر بزرگوار اسی گوشہ عزت میں مقیم رہا اور بتائید الہی ہیومن نے کار ویدہ لوگوں کو بھیج کر معذرت کی اور انکی سفارش سے اکثر لوگ تنگنہ غم سے رہا ہو کر یکم گاہ شادی میں گرم خرم ہوئے اول سال جلوس شاہی میں قحط سال عظیم ہوا۔ وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھروں کے اثر آبادی مفقود ہوا اگر بلاد ہندوستان میں یہ بلا ظاہر ہوئی مگر پیر پری میں پر ثبات قدم رہا۔ راقم شکر فائدہ دوست پانچ برس کا تھا اور اگر اسی اس قدر پیش طاق بنیش شکلی تھی کہ گفتگو میں نہیں آسکتا۔ یہ سب سامعہ بہت عمدہ طور پر یاد ہو غرض کہ اس انقلاب میں ستر آدمی مرد اور عورت اس کا شانہ میں بی رہے۔ برادران زمانہ کو فرخی حال اور نشاط و دلشان سے محروم تھی کمی گاری اور سحر طرازی گلگان کرنے تھے کبھی سیر بھر غلہ لجاتا کو کوٹھی کی دیگن میں اوبال کر اوسکا آبجوش اس حمایت میں تقسیم ہوتا تھا تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا۔ اور سواے اندیشہ پرستش انیزدی کے کوئی بات دلیں نہ آتی تھی۔ آخر محبت انیزدی ظاہر ہوئی اور نیزہ اقبال شاہی آیا۔ جان نے محدث روز افزون سے روشنی پائی باگہ خرد کی آرائش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گوناگون لوگوں نے خزینہ عقل سے فوائد یک لال حاصل کیے اور اس نورانی سرشت کا خلونکہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلند گرا ہوا جسود افسردہ ہوئے اور بگوہر دین کی ناتوان مینی نے افزائش پکڑی۔ مگر والد بزرگوار اسی اپنے آئین پر سرگرم رہ کر راہ و رسم میں مصروف تھے اب لوگوں نے یہ اختیار کیا کوئی مدد دینا اور اپنے گفتار

فقیر کی طرف متوجہ ہوا اور اس فقیر کی طرف دیکھا جب باہر آیا ہر ایک کو اندیشہ عظیم اور امید شفا کی دلیل
 ہوئی معلوم ہوا کہ خدا مادیہ فی باطن دماغ میں رجوع کیا تو جب ثلث حصہ شب کا گذر اصول جنگ
 فی بھی اپنا حال دگرگون یا حکم دیا کہ قیدی آزاد کیجو جاوین اور صدقات ادا ہوں مستورات حرم
 و گریہ و زاری شہر کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کو حوا سن سلب ہوئی جب گوئی
 دن چڑھا ۲۵ جمادی الاول ۸۰۰ ہجری کو جان بخت ہوا مصرع جہان ماندو فرسندیدہ برد
 اوس گری و تشویش اور سخت جلد حرم سر امین لاحتی ہوا کہ حاکم علما اور رفیق کو بلا کرستی ہوئی
 کہ دعا کرین یا کچھ آیات قرآنی پڑھیں تاکہ صحت حاصل ہو مولت جنگ نیمپوش غشی میں تہاد و بین دم
 زندگی کو جوابی تنویر کر رہا تھا جو دیکھو کو آگاہ ہوا کہ واپس پلایا تا میر عبد اللہ مادی روشن نکاح
 جو صاحب دیوان اور نظم و نثر میں مہارت تمام اور علم عربی اور غرض کو خوب جانتا تھا جو وہ لحاظ
 اوسکو حال غشی غاری ہوئی خواجہ سہرا یون فی ماتہ کی کہ باہر نکالا اور مردم بالا کو بولا کروا کی گفت
 دینا اوسو اسکا لہر واز کیا چند پیر اوس غشی میں گذری تین پیر یا چار پیر زات گذری ہوئی
 کہ وہ صاحب کمال بھی جان شاعر ہوا اللہم اغفر لہ و لہم رحمہ کہ کور کا مولد جہانگیر کا کمال
 تھا اور شاہ جہان آباد میں نشوونما پایا تھا نظم و نثر و علم میں پختہ میں کیا رعیت نظم و نثر کی ہوئی وہ
 سرسبز و سرور و خوشنویس علی شان اور غنائیہ طبع کی اعلیٰ کو شاہ جہان آباد میں عظیم آباد روانہ کیا
 جب ہیبت جنگ یا سید علی خان کو اپنی صاحبزادہ میں سے فرار کیا اسیدہ کہہ کر کو بھی اسی تربیت
 کو اپنا مازم بنایا اور بعد گشتہ ہوئی ہیبت جنگ کو موافقت جنگ فی اینجا رفاقتہ میں بولا یا اور طلب
 نصیحتی عظیم آباد میں دیکھا ذکر بالا بدو چکا اسی ہی قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور تمام طبع و حقون کی
 آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگوں سے کم آمیزش کرتا تھا اور فکر شہر و سخن میں بسر کرتا عظیم آباد اور
 پیرنیہ میں جب تک زندہ رہا فقیر حقیر و محکام رہا کہ ہجری شمار کی مثل اوس مثل میں موافق ہوئی
 کہ اگر تو زہری میر سے شعر میں نمی تر ہنگا تو حقین مولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد مرتضیٰ نے
 جسکا مذکور ہو گیا اور تازہ کر ملائی میٹھی آیتا تھا اور کلکتہ ہوئی ہوئی باتفاق آقا عبدالعزیز کو پورنیہ
 پہونچا متوجہ ہو کر غسل دیا اور بولکھن کہ وہاں سے لایا تاہنا کہ ایون دونو بزرگ فیس دیکر حاجہ
 طاہرین کو نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ سوساتہ تھا سبب کو جنازہ اسلاطین کو بھی باغین حق کیا تو کثرت
 ہونادو نو ہائیون مولت جنگ اور شہادت جنگ بلکہ جہاد جنگ کا چند مینو کو فاصلہ سے ایک ہی سال میں واقع ہو
 کہ خدا ایشیں یا سر تو مادیہ تاریخ تصور کیا اس سانچہ کے بعد شہادت جنگ خلع کلان مولت جنگ

ترجمہ
 سیر المتاخرین
 جلد دوم
 ۱۲

اوس جماعت میں اگر براہ ساختگی دستار سر پہنیک جرنع و فزع کر ڈنگا مورخ نے جو اوس دربار اور اوس
باب کو حضور میں باعتبار نزاد ستار اوٹا کر اوسکی سر پر رکھی اور صدر نشین نے دون مصیبت کا بنایا اور شیخ
بھمان بار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق مطالبہ کو جائتیشنی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوکت
سیر ہر ایک کی تسلی کرانی اور اوسکی دیوانخانہ میں ایک بیچو بہ استادہ کر کے اوسکا خواجگاہ کیا دوسری بیچ
بندہ نے حاضر ہو کر دلجوئی اور تسلی کرنا شروع کی اور نہایت جنگ کو نام در خواست مسودہ عرضی کی
آخر بطور مناسب لکھوا کر ارسال کیا نہایت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کستہ رہا مگر من استقا
مین اسیر ہو گیا تھا اور صولت جنگ نے اسکی خبر بیماری سنکر اپنی بیماری سے بے خبر ہو گیا تھا تاسف
کر تھا اور کتنا تاکہ وقت کا رہا افسوس کہ بندہ بیمار ہوا اپنی وکیل کو خلعت دیکر واسطیہ لایا تو وہ
سپاہ اور اعیان دار کان دولت کو مرشد آباد کو حصت فرمایا اور مدد اوائی تاکید اکبر کردی
سبحان اللہ کقدر ربی نوع غافل تھا اور فی الحقیقت یہی غفلت دنیا کا نام ہے القصہ نہایت جنگ
کو صولت جنگ کو رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہو کر کما آمال بڑے وبال ہو کر خدا کے
حضور میں جانا ہوں اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کو اولاد کے نامہ موسومہ شوکت جنگ سال
کیا اور ہر ایک کو خلع نام اور شوکت جنگ کو بجالی پوریشہ کیا سند حرمت فرامی شوکت جنگ
کو نہایت جنگ کو تلقین کا بیان کر کے امور مذکورہ قبول کر لے اور جو کچھ مزین العابدین بکا دل نامہ بڑے
زبانی عرض کیا سب کو مقربا اور میرزا مذکور کو راضی اور خوشنودا پس کیا اور تیسرے مختار سند
ایالت پر جلوس فرمایا اپنے سفاہت کا اظہار کر کے لگا بندہ مورخ کو اوسکے تیز و شور سے بخوبی آگاہی تھی
جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستعفی ہو گیا ہر چند اسکی اتکالیف دایرے سے جسکا نام دای کوئل اور دانا
اتکا صولت جنگ کو خطاب دیا تا اور بندہ سے نہایت محبت رکھتی تھی بندہ کو بلا کر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ
سیر کر کے کی جگہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہی لیکن خیال جوانی سے عزت و سرتا رہا اور ہمارے گردن پر
حقوق صولت جنگ کے اور نیز مجھ ضعیفہ کے تحقیق ہین میرے دل میں آتا ہے کہ آپ نہایت معاملات
ملکی اور مالی اور عہد سوا جواب میں قبول کرین اور صولت جنگ کو وقت سے کار گزار خان فوج کا
بخشی آپ کا دوست ہے اوسکو بھی اپنا شریک کرنا اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین
بندہ نے جو اب دیا کہ جو کچھ تم کو لکھا عین جواب ہے اور مسئلہ لا جواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ
کبھی اسطرح پر رانخی نہو گا جس امر میں اب دادی کا نام گم ہوا و سکی تکلیف کرے گا اور جب نوکری
اور آقا کی ہوتا ہے اوسکی رضا مندی میں نامکمل نہ ہو چو کہ وہ نیک بخت ہی عقیل تھی بندہ کو التماس

خاموش ہو گئی اور بندہ خود اسے جناب اقا عبد اللہ فاضل کو بائیں بازو پیہ اور دھڑ پیہ واسطے
 جلیل القدر میر سپہ محمد کو لیکر دونوں کو بھیجوا دئے اور بعد چند ہی خود بھی رخصت ہوا دیہ مذکور کے بعد
 اقتصاد امید کو بائیں بازو پیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بیجا یہ عورت بڑی عفتیاء تھی حافظہ ایسا تاکہ
 گاہ بگاہ تک فراموش کرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کو مکان کی مدار المامی کرتی تھی ہر قسم کو ملازمین میں شاید
 ایسا ہی کوئی ہو جو اسکا ممنون احسان نہ ہو بندہ کوچ کر کے گندہ گولہ بین آیا تاکہ عازم عظیم آباد ہو
 اسی منمن میں مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کو جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ میں توقف
 ہوا تاکہ سراج الدولہ کو حسن سلوک سے ماہر نہوا اسی عرصہ میں خبر ملی کہ اپنے چوٹی ہائیون کو مانڈر پٹیا
 اور غالب علیخان اور چچا و لاج علیخان جو مورخ کا ہمن تھا اور یہ تینوں عظیم آباد میں تھے حاج کیا
 آمد اس خبر سے روانگی میں زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کو دبا ہر متذرتے
 ناجار پور رنیہ کو معاود ہو کر حولی سابق میں مقیم ہوا۔ الحال بنا بر نظام سرشتہ وقایع کو احوال نقل
 مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کو امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے۔

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات میں
 خجڑ و دمانگی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادث کا ظہور ہونا تمام ملک کی بڑی
 مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۹۹ھ ہجری کو عارضہ استقامت میں اشی برس کا
 ہو کر شروع ہوا چند روز دامعالجہ پر پہنچیں بسہر کیا بعد فرمایا کہ اس عمر میں جسکو عارضہ ہو تا ہو تا
 نہیں ہوتا بس پر خیر توڑ دیا بی گیشی زو جہ شہادت جنگ خیر کلان مہابت جنگ کی تمام احوال
 کو موتی جیل میں جا کر سکونت گزین ہوئی اور انہی شوہر کو ملازمین کو لکھو کما رو پیہ اور ہاتھی دیکر
 رفاقت میں بنا ہر مدافہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کئی ہین کہ جب مہابت جنگ کو ایام نسبت
 نزدیک انجام کو پہنچے بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تاکہ انکا ہاتھ سراج الدولہ کے
 ہاتھ میں دیوی چونکہ اس کے حال سے بخوبی واقف تھا متبسم ہو کر کہا کہ وہ اگر تین روز اپنی دادی کو
 راضی رکھو اسوقت تم گرو امید کرنا تاکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گھڑی دن باقی رہے بہشت نصیب
 ہوا اور خواص و اصحاب نے اسکی تجویز و تکلیف میں مصروف ہو کر دہم تارچ کے نصف شب کو حسب
 خصوصیت اسکی ماں کو پائین سر قد خوش باغ میں دفن کیا۔ مہابت جنگ کو ابتدا جوانی میں بھی
 ناچ رنگ محبت نسوان سے پرہیز تھا اکثر اوقات نماز اور تقویٰ اور وظیفہ قرآن میں بسر ہوتا تھا
 تمام عمر شراب کی گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکھتا تھا ہمیشہ دو گھڑی رات سے بیدار

ہوتا اور بعد ازاں اسے اور نوافل اور ان کی خاصیت کو چند اشخاص کو سمجھا دیا کہ ہمراہ قموہ نوش کرتا جب صبح ہو
 روشن روز ہوتا تو گھر سے نکلتی ہوئی ایک بار عام ہوتا مکمل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
 جمع ہو کر ہر ایک عرض حال کرتا انجام مرام ہوتا بعد ازاں خلوت میں جاتا اوس جگہ مانند شامت جنگ
 اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کے حاضر ہو کر صحبت احتیاط اور شعر خوانی اور نقل
 و حکایات کا گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش خداتما تازہ وارد یا ملازمین میں جو شخص کسی کماؤ یا کماؤ میں دست
 قدرت رکھتا اوس پر ویر و پکا ناگہبی خود بھی اقسام طعام کو اختراع کرتا تھا یا ویر چوون کر ویر و تعلیم کرتا
 جب وہ کھانا میاں ہوتا تھا اور علما و ارکان دولت تھے اور دربار کے حاضر ہو کر عرض حاجت کرتی اور وقت
 کماؤ کا وقت آتا کجاوول دستار خوان بیٹھتا اور صاحبان فرمائش کر ویر و فرمایاں کماؤ رکھتی اور
 طعام خاصہ سے بھی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کماؤ وقت ہر ایک طعام کو سن من قیغ بیان ہوتا ہر ایک کے
 ذوق کے ساتھ ہوتا جب کماؤ فرما دیا ہوتا تھا ان بات صاف کر کہ خدمت ہوتا نہایت جنگ ہمیشہ
 اسی طرح ہوتا تھا کہ اکثر روز مجلس ہوتی تھی کہیں کہیں تو ہر ایک غور میں جو دریا جنگ ہوتی تھیں اور جو در
 قرائع طعام کو بہت تر استراحت پر آرام فرماتا اوس وقت مقدس خوان و فرما دیا ہوتا تھا کہ ہر ایک کے
 بیدار ہو کر دیکھو کہ کتنا ناز و نگرانی ہے کہ کچھ کلام اللہ کی تلاوت ہوتی ہے اور کچھ کلام اللہ کی تلاوت
 کا پانی یا شورہ کا دہا ہوتا ہے جو ہر روز نوش کرتا اور اس پانی سے ان کے قیام میں کتنا ناز و نگرانی
 جمع افاض مانند سیدنا فاضل پرچہ علی خانی کے کتب خانہ کے افسانے اور کتب خانہ کے کتب خانہ
 اور میرزا محمد حسین قزوینی اور میرزا علی خانی فاضل مائاتی کے کماؤ نام بندہ کو اسلئے جمع ہوتا تھا اور ایک
 دروازہ میں مقابل سند مہابت جنگ سے سید عالی والا قدر کے بڑے مسند فرما دیا کہ جو صاحب
 دروازہ دریا کو طرف سے داخل ہو کر پتھر پہنچے کہ ایوان غارت تک فاضل بیدار رکھتا تھا داخل
 ایوان غارت ہوتا تھا باوجودیکہ مہنوز عرصہ بعد رہتا تھا مہابت جنگ چند قدم مسند پر اوٹھ کر
 مودب سلام کرتا تھا اور میر صاحب بھی پتھر کو سلام کر کے اپنی جادو معین پر جا بیٹھتا اور مہابت جنگ
 اپنے مسند پر رونق افروز ہوتا اور تکیہ کو چپک کو اپنے ماتہ سے میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
 اور رفیق قلیخان اور حکیم مادی خان کو حصہ آتی تھی اور قموہ بھی لاتی تھی مہابت جنگ خود حصہ نہیں لےتا تھا
 مگر قموہ میں شریک ہوتا بعد قموہ کر تکیہ پر ویر و فاضل ملاتی کر رکھتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
 یعقوب کلینی کے تصانیف سے ہے جو کہ عند غیبت میرزا حضرت صاحب الامر کو تصنیف ہوئی تھی انما موافق اعتقادات
 جماعت امامیہ کے پیش نظر لائی اور لقب کافی اوس کا نام بخشدہ پیغمبر و فاضل مذکور ہر روز و وحید

اوس کتاب کو تیرہ کمر ترجمہ کرتا تھا اور اسکو حال مشکلات میر صاحب کرتی تھی جدا ان اگر کچھ سوال مما بہت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اسکا جواب دیتے دو کثری ملک پیکل رہتی بعد از ان فراغت ہوتی میر صاحب اوسوقتور مما بہت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کے بعد سنا کر کہ استاد ہوتا تاکہ میر صاحب جو تہہ بن کر لہجی ہوتی اوسوقت اپنی جگہ اگر بیہوش آہستہ آہستہ ہر ایک مصاحبین اپنی اپنی گھر سدھارتے بعد از ان علامہ دیوانی اور ملکیت سیٹھ حاضر ہو کر اخبارات اطراف گوش گذار کرتی دو کثری کو بعد اسی عرصہ میں کبھی شہامت جنگ کو کبھی سراج الدولہ اور صولت جنگ بشیر موجود کی کو حاضر ہوتی بعد اونی ان لوگوں کو ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین اور زین العابدین بکا دل اور میر کا طنز داروغہ فراشتانہ اور شیخ چراغ خانہ اور میر جو ادقوش بکا اور محمود زمانہ وغیرہ حاضر ہو کر ایک و کثری طایبات میں بسر ہوتی شام ہوتی میر شعلی اور شاہی حاضر ہوتے۔ بکا بجز حسب فناء ہند کے ادا ہوتا بعد نماز عشاء میں پڑھ کر دیوانخانہ میں بند و بست زمانہ ہوتا تھا۔ بکا بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کو حاضر ہوتی چونکہ مما بہت جنگ رات کو طالع کھانا تھا تشنگ میوہات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ٹکٹ شب گذرتی عورات مرض اور مردانہ ہوتا تھا بچوں کی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مما بہت جنگ پیلنگ پر آرام فرما تا سورت وقت دو دو تین گھنٹہ میں بیدار ہو کر دریافت کرتا کون پہونیا عورت کس قدر باقی ہے غرض کہ تمام رات میں دو یا تیرہ بیدار ہوتا اور دو کثری رات باقی رہی نماز و طہارت میں مصروف ہوتا اسطورہ ہی بروقت جو کام مقرر تھی سر انجام پاتو اقارب اور اصحاب کساتمد وہ سلوک اور احسان کرتا جسکو تضاعف نہیں جانتی جسے حالت اخلاص میں واقع شاہجہان بادشاہ بھی احسان کیا تھا اب بروقت امارت اوسکو اور اوسکو خیال و اطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکو ساتھ وہ سلوک کرایا جو اوسکو امید تھی اور تریاکی عورتوں اور اطفال سے وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ میں بلکہ کبھی وقت میں خاص خاص سے نہیں ہوا اور نہ اب ممکن ہے اوسکا تمام ملک میں رعایا بربا اوس میں آرام میں رہی کہ شاید آغوش والدین میں نہ رہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتیٰ خدمتکار نہ لایا نہ تھا کہ سرمایہ لاکھوں کا نہ کتاب و جز اس کے کرتق و مسودہ و تسمیت نسوان سے چندان رخصت تھا باقی جملہ علم و ہنر اور دستکار میں تو صحبت اور افتادہ کرتا تھا کہ کوئی ایسا ہی ضربیک ہو جو اوسکو دل شربین میں نہ تھا جس کے آسٹ جا مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور پچول چری پر جا کر افغان کی ماتہ ہمدانی سرار گیا اور ظفر جنگ خواہر زادہ ناصر جنگ کی اول افغانہ کی طاعت سے مندیالت حاصل کی اور

آخر کار فرانسسیوں کی مدد پر افغانہ مذکور ہو کر جو اسکا حال کو قاتل قتل کر لیا اور بحسب تقدیر مصطفیٰ جنگ اور روسا پر افغانہ دونوں مار گئے اور سید محمد خان مملکت جنگ مسند دکن پر مسلط ہوا چنانچہ دفر سوم میں سوانح دکن کو نمونہ میں واضح ہوگا اور تسلط موشیر ہو سہی بالا ہوا اور اسکا خط شرفارس فراسنگ کے بحال طہراق مہابت جنگ کو بھی بچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کو باغی جنگ سے اور اسکا ارادہ جنگ تبعاً انگلشیہ سے جانتا تھا اور اسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی حال ظاہر تھا بندہ چند روز بحسب اتفاق سراج الدولہ کو ہمراہ تھا مردم معتمدی سنہا کہ مہابت جنگ کہتا تھا کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بعد ہندوستان کو کنہار سے ٹوپی والوں کو قبضہ میں ہو جائیگا آخر ایسے ہی ہوا ایک روز اسکا زمانہ دولتمین مصطفیٰ خان فی مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ انگلشیہ سے مقابلہ کریں مہابت جنگ فی اغماض کر کے جواب نہ دیا دوبارہ شہادت جنگ اور صلوات جنگ کو شریک کر کے عرض کیا پھر بھی جواب نہ دیا مگر خلوت میں لکھا کہ بابا مصطفیٰ خان خود سپاہی اور لڑکے پیشہ تھے جانتا ہے کہ ہمیشہ میرا رجوع اوسے ہی سر پر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایسے امور میں اوس سے موافق ہوتے ہو جماعہ انگلشیہ فی میری سائے کیا بڑائی کی ہے کہ بندہ اونکی بدخواہی کرے ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد کے کوئی نتیجہ نہیں ہوتا ہے۔

و کو فضلاء کرام اور شہسختی نظام جو مہابت جنگ کو عہد میں تھی یا بحسب قسمت اس دنیا میں وارد ہوئے تھے اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تھی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخ پورہ شمس الدین فریادرس کو اولاد میں جبکہ فراموش بہار آودہ میں مشہور ہے اسکا بزرگوار وہاں سے صوبہ بہار آکر شیخ پورہ میں مقیم ہوا اور مولوی مرحوم شروع جوانی میں امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت میں جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی وارد جنگ ہوا اس کے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ میں باوجودی کہ اسکی سواری سقط ہوئی پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناخہ لکھتا تھا اسی حالت میں ولایت پہونچ کر متداولہ علوم تحصیل کر کے کمال کو پہونچا علماء ایران سے فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوصیت اور ہندسہ اور حساب میں سرآمد و زگار ہوا ایران میں بڑی عزت اور احترام سے روزگار بسر کیا میر غلام محمد باری جو کہ آج بزرگوار اور نادرہ زبان واسطہ سوال جواب عمدۃ الملک امیر خان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اور امراسے ایران کا تاجو تکرہ امر کو مکانات میں نہیں جاتا تھا مولوی مذکور اسکو طرف سے آمد و رفت رکھتا تھا بعد ایک مدت کو ہند آیا اور تھوڑی سی جا کر صوبہ بہار میں جو اسکا وطن اصلی تھا بادشاہ کو حضور سے حاصل

کر کے عظیم آباد میں اقامت کی اور اسکو تعمیر کروا کر مکاتین آجنگ اور سکا بنیو محمد حسن خان ولد زید حسین خان
 وراثت کے طور پر تقابض موجود ہیں۔ دوسری داود خان خلیفہان معروف زاید حسین خان خلیفہان
 مولوی نصیر محمد جم کا بی اکثر فضائل نفسانی اور علوم متداولہ اپنی باپ سے تحصیل کر کے باوجود مکہ باپ
 وکل میراٹا اور سکے تمام کردی تھی مگر اس کے بعد انصاف پسند ہو کر مختلفات کو بموجب وزن
 کو ہر ایک کو بخشا اور بعد ان نظام امور معاش کو صبح کو عازم ہوا بعد زیارت وطن کو آیا کسب عبادت
 میں مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتے تھے ذونورف کی اصلاح منظور و ملحوظ کی اور
 جنگروں کو صلاح کرتا تھا اور تملیل معاش میں ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین و مساکین کی خبر گیری
 کرتا ایک گروہ کثیر العمرہ کو اپنی خیال میں شامل کر کے ہر ایک کو اپنی طعام میں شریک کرتا اسکی توفیق
 و اوصاف میں زبان قاصر ہو چکی ہے سو سجاد ہوا اپنا خطاب زید حسین خان مقرر کیا اور لقب نازان فرخاں و زین
 میں جان بحق ہوا بروقت اخیر مکہ طیبہ زبان پر جاری تھی۔ تیسرے میر محمد عظیم شاہ گردان مرزا
 مولوی خان فطرت تخلص میں جو اسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دہوم اگرچہ بہت ہو مگر بندہ کو کچھ
 معلوم نہیں۔ چوتھے مولوی محمد عارف عرف زمانہ میں تھا اسکے حالات ایسے سن گئے اوایل محدثوں
 نہایت جنگ میں جان بحق ہوا اور کو اہل قلم عظیم آباد میں ایک اصل سکین تھا مدنون ہوا اور سکے
 مرید و مین شاہ کوک نام صاحب حال طالب خدا رہا ہو مگر دیکھا کیا ترک و توبہ کرتا تھا۔ پانچویں
 میر سترم علی مستفی گوشتہ نشین علوم ظاہری سے بھی بہرہ ور تھا اکثر لوگ اسکو خرق عادات بیان کرتے
 ہیں بندہ بہت کم دیکھا ہے لیکن مرصاحب معنی خالص حقائق شناس تامل عظیم آباد میں رام نائین کی مدد سے
 کے زمانہ میں جان بحق ہوا اور جس جگہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہے
 دفن ہوا اسکا سبب یہ ہے کہ سوداگر بندہ کو اسکا مرید تھا بعد رحلت کو اسی مکان میں جو اسکا زریعہ
 تھا دفن ہوا جو خود بھی وینو کشت کی اسی جگہ دفن ہوا۔ چھٹے شاہ محمد امین درویش تجرکیش
 عارف حقیقت اندیش تھا اور سکے پیکر سے راز عشق الہی آشکارا و ظاہر و باطن اور سکے انوار حقیقت
 مطلع اسرار تھا اور سکے محبت میں فقیر بھی پہونچا تجرکیش و پیو پیو کے دیکھا کہ اپنی دل سے ہوا دنیا اور کئی
 اور محبت خدا دیلن آسمانی تمام رات عبادت و ریاضت میں بیدار اور دن کو باوجود پیو پیو نبی نوع
 کو ذکر خدا میں مصروف رہتا کثرتی کثرتی میں نعرہ سر دل پروردگار ایسا کہنی کہ اور دن کے
 کچھ میں درد ہوا تا خلاصہ یہ ہے کہ اور سکے حال کیفیت سے خالی تھا اسکا مرشد شاہ محمد عظیم آباد میں
 کرامات و خوارق سے مشہور اور زبانی ثقات کو اور سکے علوم مقامات معلوم ہوا مگر گاہ گاہ بندہ اور سکے

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افادہ ظاہری بھی فرماتا تھا۔ ستائیس شاہ اودھم انہوین حیات بیک
ظاہر احوال مجنون کو طرح نما اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج میں تھا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور
کرامات کو قلیل بین العلم عند تعالے توین شاہ مخفّر درویش بلند پایہ سید پور مقامات پر گزرتے
بسا رین بستر کرتا تھا مجذوب و وضع لیکن اکثر عقلا و سکا یاس جاتو اور اکثر خوارق کو قلیل بین
دشونین سید والا نرادر محمد مجذوب و فرقیقت مبدیہ حقیقت مدام بدم لانا ہوتا تو کمال غرت اور احترام میں لیس کرتا
تھا دنیا کی حقیقت پر گاہ کی برابر بھی نہ جانتا تھا بندہ کی والدہ سر سرشتہ اتھا مستحکم رکشتا تھا تحصیل
اغروی پر کثرت مصروف تھی معلوم جعفر وغیرہ ظاہری میں بھی دستگاہ تھی اوسکے فغانیل تحریر سی
افزون میں ایک کتاب اوسکی تالیفات میں تھی بندہ فی ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علوم مداح سے متنبہ کرتی
ہی اور جسکی نظر گزرتی ہو اوسکی مراتب سے آگاہی ہو سکتی ہو جب والد مرحوم شاہ بھان لکھا
چلو گئے میں لکھا ادا سی اتحاد پیدا کر کہ ہم محبت تھا اسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہیں والا ضرور
لکھنا الامم نقہ بابۃ الصائین و اسکنہ فی اعلیٰ علیین - گیارہویں بندہ مورخ کا جدا مجرید سید
علیم احمد طلبا کی سادات بنی حسن سے ہی اسکے علوم مراتب اگر تحریر میں ایک دفتر علمہ دکرا ہو
مشتا جبری میں وار عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان ۱۱۷۱ ہجری میں بہشت کو سد بار اسکی فرق عادات
جو کہ دیکھتے بندہ کو علیہ ایک مثنوی میں بسکام ہمشارہ لانا ہو تو کہ میں بابہوین جناب شاہ جعفری
بندہ کی دوا کی حقیقی نمونے اولاد علی بن حسین مذہب شیخہ میں فی نہایت مجاہد اور بیک اور مستغنی تو غفرلہ
کو ساتھ نہایت تواضع میں پیش آتی اگر کو قیام نہ پد محمد ایرتہ خان اکبر آباد سے کمال سماجت ہمراہ لایا مقبہ
بہا گلو میں قاسم گزین ہوا محمد خوش خان جواہر خاں شکر آمد خان کی ہمراہ مقبہ کو میں تمام اتفاقا ہوا اور غرض
سے مستغنی ہو کر اوسکی رہبست کی کچا سیدہ بنی اوسو تھیں شاہ جعفری جو کہ اوسکی مذہب سے نفور اور تجااعت
سے مسرور تھا اوسکی سریز جو کچا پشتر قبول مذہب شیخہ کی خاصاں اوسکی شفاعت ہوا اوسے قبول مذہب و حیات تازہ
پائی اور زوت کالان لکرت خیال و اطال کو اوسکا مزید صلح ہوا تا انکو سر فراز خان کی لڑائی میں لایا شاہ
نیدر ہوا بہا گلو میں محمد لکھنوی کی مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ پر خوجہ کی ہوی بجز تسلیم کہ کچھ
نہ سکا اور شاہ جعفری کا قیامت نمان اوم اوسکیاں اطفال کو لاشیں جس میدان میں توین انہو لکھنوی ہوا لیکن اس
چند سال کو اندر جو بھی رحمت خدا سے ہوا اور بہا گلو میں مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیابا پھر ہوا ممبر تو کل و
تفاعت میں اپنے ہم عصر و نین زیادہ مہابت جنگ مع اولاد کو اوسکی احترام کو وہ درویش نہ زندگی بسر
کر تا تھا یسین خان فوجدار بہا گلو رہنے وہاں کو فقر اور نیز اور لوگوں کا روزیہ بند کر دیا اور شاہ جعفری کا روزیہ

یہی ہے
شاہ جعفری
ماتر ۱۱۷۱
و اجاد
صلح ہو کر
سکندر
اور شاہ
روشن
موجود
تھا
عسیر

پر قرار رکھا مگر انہوں نے خود نہ کیا اور شہادت جنگ کو لکھ بھیجا کہ مہانت جنگ سے نہ سین خان کو
 ملائت کی اور روز تینہ بخاری ہوا تب حضرت بھی ایسا روز نہ لینے لکھ مصطفیٰ خان کو بنگار کے
 زانی میں جبکہ باگپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اور ڈر لگے اور باگپور کے معصوب لوگوں نے اس کے
 تشبیہ کی خبر مردان مصطفیٰ خان کو لگا دی خبر ہوئی کہ مصطفیٰ خان کو داعیہ رزم میں مگروہ متصل
 اپنے حکم پر آمادہ شہادت ٹھہرا باگپور کو حرکت نہ کی اور وہ بلا خود بخود دفع ہو گئی ہراج الدولہ
 کی شادی میں اس پر رام خود ہار باگپور نے جو عطا آمد خان کو طرف سے تھا بیومن کا دوستی کے
 ایک سید کو ہاتھ کٹوا دی ہر چند سید مذکور نے فریاد و استغاثہ کیا کئی دوشمن آ کر شاہ جعفری
 اس کا شریک حال ہوا اور بلوچی عظیم ہر یا ہوا تر ذیک تھا کہ فتنہ عظیم ہر یا ہوا عطا آمد خان
 کو چار دس ہر جان پر لوگوں نے یا ہا کہ اس کے مکان پر چڑھا وین چونکہ اس وقت سردار خان
 اور شمشیر خان ہر طرف ہو گئی تھے عین سانحہ میں شہادت جنگ نے آ کر شاہ جعفری یون ما
 کہ محابت جنگ درمیان ہی اٹھا جاتا ہی شاہ جعفری نے کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچھ کام
 نہیں عیبت جنگ نے روپیہ اور زر کے دین سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اس قدر ایمان کی
 حفاظت اور شجاعت کتر کسی نے دیکھی ہوگی ایک تہ عین شکار میں کہ شروع شباب تھا ایک شیر نے
 برآمد ہوا محمد قطب ولد کمان خوش خان مانے ہوا کہ شاہ جعفری اس کے روبرو بجائی مگر اس نے گھوڑا
 بڑا کر سہرا پہنچا اور پیادہ ہو کر اسے کوڑی شیر کو مارے کہ شیر کو کھڑی کی طرح رو برو ہوا کمان
 تھا اور یہ کوڑی لگاتا جاتا تھا اور محمد قطب ہی لگتا تھا کہ شیر کو اس طرح سے شکار کر تو ہیں حقیقت
 صلاح اور سداد اور رحمان نوازی میں کیساں تھا مومنین کی حاجت روائی اس درجہ تھی
 جسکی انتہا نہیں میر محمد قاسم خان کو عہد میں واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اسکی باگپور میں جس میں
 کو خود پندر کرکنا تھا وہیں مدفون ہوئی۔ اللہ اعلم بالصالحین۔

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ بانام و نشان اور صاحب اسباب شجاعت ہیں مگر انکی کیفیت مورخ کو واضح نہیں
 کہ اسکو درج کتاب کرتا از انجملہ یہ چند لوگ ہیں شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنا
 ارول اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین بیوی میری بہار میں اور شاہ ملیک
 سہرام میں اور شاہ محمد مسیح للیا میں جو سرکار مونگیر کا مضاف ہی اور شاہ نجم الدین معروض
 شاہ مولیٰ پرگہ مورچ گڈہ مضاف سرکار مونگیر میں یہ شخص کمال عزت میں مشغول سوچ گڈہ

کر لیا کرتا تھا اور قلیل ہی میں اس کے قبضہ میں آجی اب اس کا حاصلات صادر وار د کو صرف میں خرچ ہوتا ہے تاکہ حیدر علی خان برادر حسین علی خان دار و عدہ توپخانہ محابت جنگ اس کو سکندھن کی قدر بخون پیدا کیا ہے کہ اگر جو تو اب سوگیر میں چوٹ لاسو ہے محابت جنگ سے التماس کر کہ اس کے مدد حاصل میں مقرر کر دیا اور اس کی سند دفتر سرکار سے لکھا دی الحال اس کی اولاد یعنی اس کی بی بی کی قرابتی بکرام بہر کر دیں

علمائے غلامی کے بیان میں

جو کہ درس تدریس کا تمیل کر کے بہت ہوئے ہیں حتیٰ کہ دولتی می خاص شہر عظیم آباد میں مدرسہ تھی اور قریب تین سو طلبا کو تھے اور سرکنہ اور قصبات مشہورہ میں علی ہذا القیاس الاستمدان باری قاضی غلام مظفر صاحب بمظفر علی خان تو ہو کر محابت جنگ کا مقرب اور دار و عدہ حالت مرشد آباد ہوا مدد و شش تقریر اکثر علوم سے ماہر تھا۔

گرویش غلامی کی جو ایرانی بزرگ دار عظیم آباد ہند ہوئی اور کا بیان :-

ان بزرگوں میں اول اور کمان جناب عمدۃ العلماء نظام و زبدۃ الملک الکرام کا شرف القایں تھے غلامی خاتم الملک مولانا و شیخنا الحمد للہ دعویٰ علی تخلص جزین بنا بر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زید علیا ہونہ شریف پندرہ واسطون سو شیخ عارف کامل مذکور تک پہنچا ہے غایت اشتہار ہے کہ تمام عالم میں اس کے قصایف اور اوصاف مشہور ہیں خصوصاً ہندوستان میں بیان کرنا اور لکھنا کچھ ضرور نہیں لیکن تبرکات اور دنیا میں ملے ملے جاتا ہے واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجس بہتر تو معروف ہیں کہ اس جزو زمین میں اس کو برابر دوسرا شخص نہیں دیکھا بلکہ سنا بھی نہیں بلکہ عرب اور عجم کو سب ہی کہتے ہیں کہ ہنر ایسا آدمی نہیں دیکھا خوب بدرکہ اور حافظہ اس طرح کو شاید اسلاف میں بھی کتر سیکو نصیب ہو ہی ہوں علی اور علی اور علوم نقلی و عقلی اس کو ذات شریف میں جمع تھی خواہ اس علم میں کون بات تھی جو اس معلوم انتہی حتیٰ تو یہ کہ گذرہ اور علامہ زمانہ تاحمد شاہ فی عمدۃ الملک وغیرہ مقررین کو ذریعہ سے مکرر پیغام دلی لکھتے وزارت قبول کر لی لیکن از بسکہ دنیا سے دونوں جنگ و عاری تاراضی نہوا اور نیزہ بھی جانتا تھا کہ اس کو دولت کی بنیاد جگہ کرنے والی ہے لہذا قبول کیا ورنہ ایسے لوگ انتظام عالم اور رفاه بنی آدم سے بھی گریز نہیں کرتے چند بار اس شخص نے عظیم آباد انکر ہندوستان سے نکل جانے کا غم لکھا مگر تقدیر نے یا حرمی ان کی محابت جنگ اور شہادت جنگ کی چند بار علی ابن از رو قد مبوس اس سال کو مگر مرتبہ عذر پیش کر کے آنکھ لڑائی نہوا اور معاودت کر کہ بنارس میں چند سبب سے قیام کیا تھا طاقت حرکت اپنی میں نہ لکھی اور ایک قبر اپنے واسطہ لکھتا ہے فرمایا اور

جواب کیا دون سے غریزی ہست میدانی خدا نام کہز و شوریدہ درگیر و آرام اس ماجری کو بعد
 نہایت تکلیف اس بزرگ کو پہنچی پندرہ روز گذشتے کہ عالیجاہ میر قاسم خان فی قیون صوبہ بنگالہ
 بہار اور بیسہ پر تسلط پایا اور راجہ مذکور کو گردن دہر و جواب دیا چنانچہ آئندہ لکھا جاوے کہ اور شیخ
 مذکور کو بعد بالباب فی میر قاسم خان کو واسطہ سے معاش لایق علما کردی جسکو ذریعہ تو میں بتائی ادا ہوا
 اور دو ایک سال کو بعد اہل نے گیارہ جن زمین میں اسکا مزار ہی وہاں برطان الملک کو باب
 کا مقبرہ اور عالیجاہ کی روضہ پر اور اخوند ابوالقاسم جو اسکا شاگرد اور ملازم تھا مجاور ہوا یہ شخص
 کشمیری تھا لیکن حسن خوبی میں فی نظیر مدت تک وہاں بسر کی واقعہ ۱۱۹۳ھ ہجری کو فوت ہوا اور
 پلوے سے شیخ میں دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طبیعت پاک بر وقت رضا خالق میں
 مصروف رہتا علم عربی وفقہ و حدیث و تفسیر میں آشنا تھا فاہر الخا ہر ماہ محرم کی شانروین تھی
 کہ بعد غفلت رکام الموت سے دوچار ہوا خدا کریم اوسکی بھی بخشش کر دی اور رحم کر دی الحال دو آدمی بزرگان
 زمان سے موجود ہیں جنکو رسمیل سے دربار فیض کشادہ ہیں - اول سید الاجل علامہ انوری
 ابوالمعلی کاشف السرائر والرموز لازمی سید محمد علی مدد اللہ تعالیٰ علیہ جکا مولد اورنگ آباد دکن
 ہے والداتک میر عبدالمنہب میر بہرہ تیم اور نانا اوکی میر محمد شفیع ہیں نسب پکا حسین ذوالدین
 نہید بن علی غلیہ السلام تک پہنچتا ہے مولد آبا کا کایز ہے میر عبدالمنہب مرحوم اورنگ آباد دین
 وارد ہوا اپنی چھ شیعہ کی الکی کو نکاح میں لایا اسکے ولادت کی تاریخ روز چہ شنبہ دوم رمضان ۱۱۹۱ھ
 میں سترہ امارت برس کو سن میں بعض بزرگوں کے ہمراہ بقصد زیارت و تحصیل علم واقعہ ۱۲۰۰ھ ہجری
 میں متوجہ ایران و عراق ہوا محمود افغان اور اشرف کو حادثہ میں شریک تھا بیشل برس تک اسطرح
 رہا اکثر فارس اور عراق کو شہروں کی سیر کی اور چٹبات عالیہ کی تدریس زیارت کر کے اکثر علما مانند
 حاجی اسماعیل خانو آبادی و حاجی عبدالعزیز ندوی اور محمد تقی شمدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی محبت میں رہا
 اور تذکرہ میں شریک ہو کر نانا جہانمذہب محمد حسین شہرہ ملا محمد باقر مجلسی اور سکا بلی اور ملا محمد علی قاضی اور ملا محمد باقر
 خانو آبادی اور میر محمد خانو آبادی وغیرہ بھی ہم صحبت رہا لیکن جو کچھ تحصیل فرماتا اوسکی زبان ہی بولے کچھ سادہ
 بہت انشائیہ بھی نہیں لیکن سادگی تحصیل میں کرم خدا ایسا شہاں تھا کہ بروقت ورود مصطفیٰ کو سن شریف
 بائیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتے تھے اور جمیع کتاب مقبولہ شکلات مانند شفا اور اشارات
 کو اور کتاب عربی اور متقولہ ملکہ کر کے ہند تقریر کرتا تھا کہ اکابر علما کو حیرت زنی اور حسن تقریر اور جودت زمین اور
 قوت حافظہ اس شخص سے حیرت تھی اور انکو غنیمت سمجھتے تھے جو کچھ حافظہ کے سپرد ہوا کہ سید قدرت کیون نگذری

معجزات کی پیش آمدہ جو لیکن باوجود اوصاف مدرتی اور پیش نمازی اہل دولتی ضرورت سے زیادہ اختلاہ کار وادارہ انہما اصفہان میں سلسلہ جنگی سے تامل اختیار کیا اور وہ بی بی دو سال کو بعد جان کو ہوسے دوبارہ پھر پہلے تانکت نغمہ مایا اور امدادیت کی اجازت مانند اصول کافی ومن بحضرہ اہل حقہ میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نیرۃ ملا محمد باقر مجلسی کو لیکر قرآن اور احادیث کی اسرار جو مخصوص خواص عرفانین حاجی نصیرت شیراز میں اور میر محمد تقی مشہدی سے اصفہان میں سکھی اور کتب علمی اور کلامی ملا محمد صادق اوستانی کو سکھی افاصل ایران سے حج کا غرم کیا جہاں تباہ ہو کر سوز پونچا چند مہنو وہاں رہا اور احمد آباد اگر چند مہینے بعد سوڑ آیا وہاں سے اورنگ آباد ہر چند نام جنگ نامہ دکن کی تکلیف قیام دی لیکن بنا بر او سے وضع مفسد کو قبول کیا وہاں سے حیدر آباد آیا بعد قیام چند روزہ سبکا کول ہو کر ہوسے بنگال میں اور تھوڑی دنوں میں بہوجب استدعا کی خواجہ محمد حامد سکھی کے ہو گئی میں مقیم ہو کر شا جہان آباد گیا اسی سفر میں پورنیہ ہو کر گذرا وہاں کو حاکم سیف خان برادر عمدۃ الملک امیر خان کو حسب استدعا چند روز قیام فرمایا آخر اس کے صحبت سے کہ جنون اور خطا سو خالی تھی عظیم آباد آیا بیان عبدالعلیمان بہادر مورخ کو خال کی صحبت میں رہا وہاں سے عازم لکنئو ہوا آخر بنا بر انسداد راہ جو نسبت کلنگی محمد شاہ کے علی محمد رومیہ پر ہوا تھا منجہ غریت اور سوط کی فرمائی اور حسب استدعا ہی بیت جنگ کو عظیم آباد آیا بیت جنگ نے اپنے معتمد استقبال کو بھیجے اور اس کے آنے پر نہایت خوشی فرمائی اور شرف خدمت ہو کر رات دن رہنا جو میں میں سیر کرتا تھا انکے شمشیر خان کو حادثہ میں بیت جنگ نے عدم کی راہ لی اور اس انقلاب میں سید کا مکان بھی تاراج ہوا اور سید نے خبر پائی کہ قرب وجوار مولیہ میں مہابت جنگ کا لشکر آ پونچا بمقتضای انفرار مالا لایا ق من سبن المرسلین پس اپنے کو مہابت جنگ کو لشکر میں پونچا مہابت جنگ نے اس کا پونچا اقبال کی یادری بھیجی کوئی دقیقہ آواب و خدمت سے فرو گذاشت نغمہ مایا اور مین دنوں میں واقعہ ~~جنگ~~ لاہوری کو دوبارہ عازم زیارت آستانہ سید الانام اور قببات علیہ السلام ہوا پیر وہاں سے بعد پیر برس کو شرف یاب طواف مکہ معظمہ اور عقبات مکرمہ ہو کر اور سیر مایہ سعادت حاصل کر کے مرشد آباد کو معاودت فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کو سراج الدولہ نے بمقتضای سفاجت کے اسے بزرگ واجب التعمیم سے بہت بڑی طرح میں آگیا جبکہ کٹر اتنا بزرگ دستی بلا مملکت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اس وقت میں کمان جانی اور کیا کرے کہ چند ماہ پہلے کہ ملک کا مالک ہی اسی عرمہ میں حسن رضا خان دختر زادہ حاجی احمد نے جو کہ محض خاندان مہابت جنگ کا ہی باوجود کہ نزدیکی بسبب رشتہ سراج الدولہ کی محفوفہ تھا

بوجود استماع اس خبر کے برعکس پاسید مذکور کہ حضور میں آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیکھا اور لب
دریا جس مکان میں اب بھی سید مذکور مقیم ہیں جا کر وہی مکان مذکور کیا فی الحقیقت اس وقت میں ہوا کام
کیا خدا جزا سے خیر دی اس کا خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کو نام لکھی تھی کہ ایسے تھکے میں اپنی جان کو
ڈھونڈا اور آخرت میں بھی خدا اسکو نیکو اسکائیک دیکھا اور سراج الدولہ بھی گزرا اور نتیجہ برعکس پایا
ہمیت گندم از گندم بروید جوڑ جوڑہ از مکافات عمل غافل مشوۃ ظاہر بحالی اہمیت در میان حضرات
شمس عبارت عربی میں منقطعہ لفظہ تحقیق اور عرفا کو موافق تحریر کی اور شرح متفاتیح ملاحظہ کا شے
رحمہ اللہ کہ حواشی فقہین عبارت عربی سے اور احزان العفا اور حلال الوفا حکمت کی اس قدر کتاب
خراہم کر کے تحقیق اور نتیجہ کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزودہ کس نفع جدید کتنا چاہیے شرح کا فیہ نحو کے
عبارت فارسی میں مبتدیوں کو واسطہ لکھی مگر جنوز تمام نہیں اور شرح تجلید ملاحظہ کا شے بھی علم فقہیہ
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام نہ رہی سرعت مطالعہ اس قدر ہے کہ جو دوسرا سال میں کر دی آپ ایک روز
مطالعہ کر جاویں کہ اس قدر کہ آج تک کہ اوایل ماہ شہبان ۱۱۹۷ھ ہجری میں مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشد آبادین بسر اوقات کوئی اور کرنا چاہیے حسن رضا خان اور اسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہیں مادر و فرار و اسکی فیض انفا سے فائدہ پاؤں ہیں حق تعالیٰ
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے جس وقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہو کر سیکرٹری
کچھ دنوں مرشد آبادین میں اٹھنا اغلب اوقات سید موصوف کو خدمت میں بیٹھنا اور اسکی باتوں سے فیض
ہوا ایک روز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کو کشف و کرامات کا جسکا نام یاد
نہیں رہا کرتا تھا جو کہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہوئی نادر شاہ کو جب کہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کو تو یک سو علی محمد و جلیل کر تادیب کو انوکھ اور بن گندہ پہونچا تا اور سید نو اس لشکر میں بعض
فتحات کو زبانی جزا و نثار کے پیشناس تو سناتا سید کتنا شاکہ اگر ہم بعد کشتہ ہوئی نادر شاہ کو
سنو باور کرتے مگر اس یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تھا۔ چونکہ یہ نقل بلا اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بہرہ و کاست نذر باران کرتا ہوں۔ جب نادر شاہ بجز تمہیہ نور محمد لٹریس دیرینہ ولایت سندھ کے
دوبارہ قندہار کو قرب سے عازم ہوا یہ نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امر کوت پر جبکہ چاروں طرف
انہی کوس تک دان پانی نہیں پہنچا لیا کرتا نادر شاہ سے خوف ہو گیا تا اور نادر شاہ نے اسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تا خیر جب اس مرتبہ معاودت ہوئی مگر انانیت اپنے لڑکشا ہموان خان کے
استقبال ہو گیا اور نادر شاہ کو کافی التعمیر ہوا گا کہ ہو کر عرض کیا کہ اس قلعہ کو گرد انہی کوس تک

پانی بہر اہل لشکر غفر پکیرے آبی کو وحسہ اقامت نہیں کر سکتا نادر شاہ فرمایا کہ اگر کچھ انسان پہوگا
تب بھی یہاں تک پہنچیں گے کہ ادو کا اور اگر زمین میں گنسا ہو یاں پکڑ کر کھا لو گا شاہنواز خان اوسے لڑکے
کو مع تھوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو ملک دیا کہ طعام اور شراب سروسزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور میں قلیل فوج سے جا پہنچا باقی فوج پیچھو گئی پڑتی چلی آتی تھی
نادر شاہ نے شاہنواز خان سے فرمایا کہ اسے فرزند پانی لا سکتا ہے اوسنے عرض کیا کہ پانی بچہ قلعہ کے
اندہ نہیں ہے جیسا کہ پیشتر عرض کر دیا تھا اسقدر کھلے پانی لائیو مع چند سواروں کو متوجہ اندرون
قلعہ ہوا پھر درگاہ کے وہ فوج شاہی سے برآمد ہوا قلعہ امر کوٹ سے نڈاسے انا مان بلند ہوئی امانی قلعہ حسب
دستور بندگی جا در سر سے لپیٹ کر حذر خواہی کو برآمد ہوئے شاہنواز خان نے پہو پکڑ نور محمد خان سے
کہا کہ تیری رستگاری اور بایاداری اطاعت پر منحصر ہے اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کو ہمراہ عارض
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نے حسب قاعدہ ولایت بطور گنگاران مع غنیمت و کفن کو اوسکو
حضور میں حاضر کیا نور محمد خان نے عاجزی کر کے قدمبوسی کی نادر شاہ نے غفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہاں رہ کر دوسرے روز اوسے روکش سے لٹی لٹی اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفرانچ انتظام کے
ایک روز نور محمد خان کو خلوت میں غلب کر کے تنہائی میں کہا کہ تجھے ایک بات استفسار کرتا ہوں
اگر راستی میں جواب دیا رہا پانی پانی ورنہ سزا یاب ہو گا اوسنے کہا کیا مجال تجز استی کو خلاف التماس
کروں اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کو بلا توقف فرمان برداری کر لیا
کس وجہ سے تھی اوسنے جھوٹے کہ با دشاہوں کو روبرو خدا مگر تے ہیں جواب دینا شروع کیا شاہ بہر
آشفقہ ہوا اور فرمایا کہ میں پیشتر کہہ دیا ہے کہ حقیقت میں کچھ کھٹ مکرنا ورنہ سزا لایقہ کو پہنچو گی
تب اسنے عرض کیا کہ نفس الامیر ہے کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
ہے اوسنے مجھے ارشاد کیا تھا کہ اگر شاہ ایران یعنی حضور غم تغیر قلعہ کریں ہرگز استیقام قلعہ اور
سامان حرب پر اعتما و نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہو گی بندہ نے کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سچا میرے پاس ہے اور وفای غلات وغیرہ یہ کیا مجھ کو کفایت مکر نیکی آخر فوج ایران اور نادر شاہ
بھی انسان ہے اوسکے بھی انسان و حیوان مخارج ماکول و مشروب ہیں اور اس جگہ ماہیحتاج
کا پہنچنا مستحکمات سے پہلے و سنیو جا بدیا یہ سب بیچ ہو مگر اندون نادر شاہ کا وہ اقبال ہے کہ اگر تمام
دنیا اور پہاڑ اور جنگل کے فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بھی اوتھیں کا نقصان ہو پس بندہ دگاہ نے
اس وجہ سے اختیار اطاعت کی نادر شاہ نے اس حکایت کو سن کر کہا کہ اوس بزرگ سے چارسی بھی

ملاقات ہو سکتی ہو جو ابدیاً کہ بندہ نہیں کہہ سکتا تب نادار شاہ فی فرمایا کہ تو جا کر ہمارا سلام کرنا اور برہمچری اطمینان ادب اور احترام میں جیسا کہ چاہو اور مناسب ہو سجدہ و سونگدہ ہو کر کہے ہمراہ لاؤ اور اگر کسی طرح سو آئینکوار معنی ہو تو یہ عرض کر کہ نادار شاہ کی یہ بات تھی کہ اس کے مرگ اس دار فناء کی کس طرح ہوگی آیا مرگ طبعی میں فرشتہ پر جان باوے یا کہ رزم گاہ میں پس اسکا جو کچھ جواب دے جسے کہنا نور محمد خان لٹھی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمت میں جا کر آیا اور کہنا کہ ایسا ارشاد کیا ہے کہ نادار شاہ نہ تو فرشتہ پر بیمار ہو کر مرے گا نہ لڑائی میں اپنی نوکروں کو ہاتھ سو اپنے خیمہ کے صحن میں یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو نیز ایک دھماکے سید فاضل مرحوم نے یقیناً برس قبل مارے جانے نادار شاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول ساقیہ اسکی اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب یقین حاجی بدیع الدین کہ مشربہ فیض ہوا در منبع برکت و خیر ہے

یہ شخص پرگنہ سرکار سہارن ڈیرہ والا مولدین ہو حیدر اقیقا سے جہان کو نامدار دن سو ہی تعمیل علوم متداولہ کی ہوئی زندگانی کی منزلیں خدا طلبی میں کاٹی ہوئے اکثر خواجہ محمد معجز مرحوم کی صحبت میں جو کہ درویش صاحب کمال و شال تھا بسر کیا سترہ تری خواجہ مذکور سے کہتا تھا تھا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کو حج اور زیارت عقیبات عالیہ کو گیا واپس بر وقت معاودت عقبہ عالیہ رضویہ علی مشرفیہ اسلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفیٰ نامہ میں جو اوسکی زوجہ کا ملوکہ ہوتی عیال و اطفال کو بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے نہایت بانجرا و عقلیات سے بھی نا آشنا نہیں افاضل عصر فی اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہو اور شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تھا کہ تمام عظیم آباد ہو اور ایک حاجی بدیع الدین الیکوڑا و اس کے رخصت کرینگو جب کہ وہ بنارس سے وطن اپنے کو جاتا تھا اور محض شیخ کی ملاقات کو گیا تھا شیخ فی دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کو وقت نہایت رقت اور دعا فرمائی رات دن اسکی طاعت ایزدی میں بسر ہوتی تھی اور کبھی غارت جہد فوج نہیں ہوئی اوقات شریف نہایت ضبط و نظم سے گذرتی تھی وقت مصاحبت میں نہیں دیکھا کہ کوئی فعل خلاف شرع برآمد بین شریف انہی کو قریب ہوتا مسک کیا کرتا ہو کہ عمر کسی ایسے ہمارے کی علیم السلام اس کو کوئی چوٹی تھی میری عمر کسوا سنے اس قدر دراز ہوئی حق تعالیٰ ایسے بزرگوں کو سلامت رکھے کہ باعث نزول میرکات الہی او ہو یا دگار اسلاف کرام کے ہیں۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایاست جنگالہ اور اور لیسہ اور بہار پر
 سراج الدولہ نے بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تو سڑی فوج کو حکم دیا کہ لاکھ
 خالہ بی کیسیٹی زوجہ شہامت جنگ و خرمات جنگ کو جو موتی جیل میں اقامت پذیر تھی نکال کر
 کسی گوشہ میں بٹھامیں اور اوکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کر کے داخل سرکار کرین رفقاری بی کیسیٹی
 نے بجز وفات ہو نہ مابت جنگ کو باوجودی کہ بوندہ جنگ سراج الدولہ کی اوسل محق عورت سے
 مبلغ خطیر لیا تھا وہ عافیت نکال کر ہر ایک فراموشی راہ کی کچھ تھوری سی جو رہ گئی تھی محاصرہ سراج الدولہ
 سے کر کے مضطر ہوئی سیر نظر علی فرما کر کہ سرایہ فساد اور بی کیسیٹی کا مدار لہام تھا اور دوست محمد خان
 اور رحم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ و دیکر سراج الدولہ کو حضور میں اپنی عفو تقصیر کر کے رکھ گیا اور
 بی کیسیٹی کا جو کچھ تھا سب بھوکہ داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا اور وہ عورت بد سیرت اپنی شومی
 عداوت کو بیوقوفین جو کہ باوجود لا ولدی و اسنے خواہر زادہ سی کہتی تھی گرفتار ہو کر گوشہ نشینی کرائی گئی
 اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سے ہشت و دیکر مع او سکے دختر بیوہ کو جو اسکی باوندہ اکرام الدولہ کی بی بی
 تھی اپنے عقد میں لایا اور میر محمد بفرغانہ کو بختی گری سے معزول کر کے میرد نامی کو جو رفیق حسین الدخان
 برادر زادہ حسین قلیخان کا جہانگیر نگرین تھا طلب کر کے عہدہ بختی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنے دیوانہ کی
 پیشکاری میں لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنہزاری اور نوبت اور پالی جاکر اور عطا فرما کر مدار لہام
 اور مرجع انام بنیاد رشتہ گوئی اور خوش اور اشتہار اور تسوگر ناپانی ارکان دولت سے ابتدا سے
 اوسکا شیعہ تھا اور اسی باعث سے لوگوں کی پیچیدن متوجس و طول تعین اب جو دونوں وہی بر سر کار
 ہوئے جو جن لال معزور نے مابت جنگ کو رفتا اور روسا کے دیرینہ پیغمبر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا
 غیر چند مسئلہ منش و جنہوں نے سراج الدولہ کو بدولت اقتدار پایا تھا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہو گیا
 اور دعا اور دعا سے خواہان عدم ہوئے اسی ضمن میں سراج الدولہ نے ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ
 ولد مولت جنگ سے تسخیر کرے پس راج محل کو نہفت فرمائی اس خبر سے شوکت جنگ دراوسلو اولیاء
 دولت کی نیابت تشویش ہوئی شوکت جنگ کے اسے شک مستحکم الارکان نہوا تھا اسلحا اور
 علاوہ رجوع ہوا تاکہ دعا سے اس ہلائی ناگمانی کا مدافعہ کرین ناگمان سراج الدولہ کو خبر ہوئی کہ وہ اسلحا
 پکڑنے کشن بلہہ و لد راجہ راج بلہہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیر کی طرف لکھتے تھے کشن بلہہ لکھنے کو مال
 گیا اور سرور دیکر صاحب کلان فراموشی حمایت کی ہو سراج الدولہ نے اس خبر سے شوکت جنگ کے ارادہ
 مقابلہ ترک کیا اور مرشد آباد کو معاودت کر کے مسٹر دیکر سی جو مخاطب ہو تا تاکہ مکالمہ مرا سلہ سے

نوبت مجاہدہ کا منظور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکر کشی کی۔

سراج الدولہ کی لشکر کشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کھانا کاسٹل پر اور سمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا مغذوری انگلشیہ سے اور ہینا سراج الدولہ کا نانا بچند دیوان راجہ بردوان کو واسطی حفاظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کو دماغ میں بخوت کا دیوان جو چایا فوج انگلشیہ سے آتش افروزی کی سرکاری قلعہ ویرینہ ثابت جنگ کو تاب نہ آئی اور باعث رنج دلی کو جو نصف اس بارہ میں قرین صلاح تھی نہ بتاؤتے اور نہ وہ معزوانسہ دریافت کرتا اور جو اسکی معاجبت میں تودہ بالکل مفلح مشہور سے محروم ہو اور دولت حاصلہ کہ حصول پر جو جلدی ہاتھ آگئی تھی معزور ہو کر خلاف رضا سراج الدولہ کے دم نہارتے تھے سراج الدولہ بجائے خود ایک احمق خوشامد پسند بادہ شہاب سے

مغور جبل حرکت سے محذور تمام دران کار آمدنی کو دل و جان نایزہ بیقدری اور بہتک حرمت سے جلا دیا تا ورنہ ذریعہ عاقلانہ سوال جواب میں اس استمال آتش سوز و شر کی نوبت نہ پہنچتی لیکن چونکہ تقدیر میں مصابت جنگ کا خاندان کی خرابی لکھی تھی ایسے ملک میں بنگالہ اور اوریسہ اور بہار کے سلطنت و واطل اجمل سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تھی القصد سراج الدولہ نے سرانجام

سفر طیار کر کے اوایل ماہ رمضان کو بارادہ تسخیر کلکتہ منظور گئے تھے نہ نصف کی اور بعد قلعہ منازل کے بلکہ مذکورہ کی فیما بین منزل گزین ہو چکا تھا جو کہ جماعہ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود نہ تھا کوٹھی قدیم میں متحصن ہو چکا اور نیز بھین منازل ضبط اور شوارع مستحکم کو ضبط کر کے مدافعو کو آمادہ

ہوئے اور سراج الدولہ کو پاس سلمان بیکان اور فوج گران میا تھی مکانات مذکورہ کی تسخیر میں مستوجہ ہوا اور خفیف سے مدت میں اسل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم میں لاچار ہو کر فرار ہوئے اپنی بھلائی سمجھی آخر با اعلان اکثر تم قوموں کو خود چند لوگوں کو ساتھ جہاز پر سوار ہو کر طلیا باقی ماندہ لوگوں پر اسرار کو فرار ہوئے جو مضطر ہو کر علاج بقتنا عزت کو جنگ گویا بارت رائے رہے بعد شہرت

مرگ نہایت خود رائی سے چک پٹندہ ہوئے عہد ملی مجبور ہو کر اسیر دام تقدیر ہوئے اور مال سبب اور نقد جو اسی قلعہ میں اندازہ حساب سے بیرون تھا لشکر کو لچون نے نوٹا سراج الدولہ کو ہاتھ بوزوال دوام کو کچھ نہ لگایا چرا ۲۲ - رمضان ۱۱۹۱ ہجری میں واقع ہوا اور مصابت جنگ کو تھا کہ وہ دینو بارہ روز گذرے تو ظاہر مسٹر راجہ صاحب

کوٹھی تھا سامان راو چند لوگ کلکتہ سے قید ہو کر سراج الدولہ کو پاس قید ہو چکا تھا اور شاید اس لڑائی میں چند بی بی لوگ بھی میرزا امیر بیک رفیق محمد جعفر خان کو قید میں آئیں لیکن میرزا مذکور نے ٹری ایماندری کی جب

خباثت شوکت جنگ کمال میں بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال میں ایک عرایض ہو جو شوکت جنگ کو نام آیا کرتے تو مفصل معلوم ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ ان اوراق میں ہی درج ہوگا ہا لابی حال شوکت جنگ کا بنا بر انتظام اخبار سواج میں کہ پہلو اسکے سی حماقتن غابر ہوئیں حوالہ زبان قلم ہوتی ہیں تاکہ دیکھیں واکو نکو انتظاریچ حال پوشیدہ اسیکے اور انجام کا حین اسکے نہی۔

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتھ سے بلا اوٹا نا خوشامد کو یونسو دہو کھا کانا

اور اق سابقہ میں احوال قوت مولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ مورخ کو اوسکی رفاقت سے تحریر ہو چکا ہے اور یہ بھی اشار ہوا کہ بندہ قلم و پور نیہ سے علیا نے کاغذ رکھتا اور سراج الدولہ کی بسبب اندیشہ مندی کو جو کہ اوسے چھوڑنا پڑا اور میر عبدالوہاب اور بندہ کے محمو کو عظیم آباد سے اخراج کیا تا اور موسم برنگال نزدیک آتا تھا علیا ناؤ کا اوسکی مدد سے جو چند روزہ سولہ روزی راہ لیتی تین متذربوا لنگہ کی محبت لوٹکر پور نیہ میں اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان ناہ ان نے شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہر چند براہ انکا رکھتا تا کہ میری محبت اوسکی ساتھ برابری کی اور انجام کار چہا نہوگا اس اپنے گوشہ خانہ میں تنہا ہوں دو تو بلہ یعنی سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شوریہ شہر سے آزاد ہوں در صورت رفاقت کو درو طرت سنج و نیم ہوگا باوجودیکہ اسقدر بندہ نے عذری مگر کچھ سودنوا بلکہ مرگ انبوجہ شنی دارد ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکھا کہ بندہ اونکی گفتگو نہیں مانتا ایک روز اوس کیلئے مقرر کو خدا معلوم کس تدریب سے بندہ مورخ کی گھر میں لاسے اور اسکو بندہ کی ترک گوشہ گزینی کی تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہی تو جو بلا حیز رفاقت میں ہونی ہوگی وہ ابی ہونی ہی ناچار رفاقت میں تن دیا آمدورفت دربار کی شروع کردی چند روز تک سیر ری رنجامی میں مصروف ہوا ہر کام میں میرا شورہ لیا کرتا تا اور بندہ مانڈو فیئر شطرنج کے پہلو سے شاہ میں نطق و جوش سے خاموش حکم و دستخط میں یقین و تعلیم کیا کرتا تا اگر کلمہ دیر سے ہو چکنا تا میری انتظاری میں مغل بیہار تھا اور بندہ اسی وجہ سے عجب بلا میں مبتلا تھا خط اور سوا دیک درست متا وقت دستخط تھا محتاج تھا کہ وصل حرون سکھا ولت تا ایک کوفہ

خود بخود بے اختیار جین دشت خط کریمین ہم ہوا اور قلم پیک کہ صندھو اوٹھ دوسری جگہ مایہما چونکہ کوئی سبب در میانین نہا بندہ نے مطلق نسبہا کہ اس آشتی کا کیا سبب ہی بعد ساعت کو اٹھاندا بھی مع دیگر حاضرین کو مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ سیف خان مرحوم کو گھر میں جسکا بہنوئی بندہ کا نہایت آشنا تھا کہ حرکت مذکورہ سے جو شخص ڈیوچ تھی استعجاب کرتا تھا ناگاہ اوسکا مقربین میں سے ایک خدمتکار آیا اور ایک قندلایا اوسکا مضمون یہ تھا کہ صاحب میرے رفیق ہیں نہ کہ تابع اس قدر تعلیم اور تعلقین کیوں کرتے ہیں بندہ نے جواب دیا کہ یہ طریقہ پر مامور تھا تعمیل کرتا تھا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہے ہرگز بار دیگر ایسا عرض نہ کرو گا بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پراسنی تعلیم کو وہ بین حاجت کی جب کہ بندہ نے عرض کیا کہ مزاج دولت مندوں کا آگ ہوتا ہے مجھے معلوم نہیں کہ کس امر میں مرضی شریف کیا ہے امیدوار ہوں کہ کچھ معاف فرمائے اوسنے حاجت کر کے کہ حد سے زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر میں کچھ سوال کرتا بندہ بھی یان ہوں کہ دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرایض اس مضمون سے صادر ہوئے کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہی اور اکثر سرداروں کو نام جو بندہ کو یاد نہیں ہی اوسین لکھی تھی کہ ہم سب لوگ آپ کو دامن دولت سے توسل رکھتی ہیں بشرطیکہ ہم سے مدد و ایمان ہو جائے اور آپ بھی مضبوط کر باندھیں اور سراج الدولہ کو تسخیر ملک کو عزم فرمائی اسی عرایض کے ورود سے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کر دیا اور اسی عرصہ میں میز علی خان جو کہ جلد برہان ملک سعادت خان کو سالون میں تا کسی طرف سے شوکت جنگ کو ملازمت میں آیا یہ شخص عجب طرح کی شورش اور فساد رکھتا تھا اور زمانہ کن سیو میر محمد جعفر خان سے کمال ربط و اتحاد کرتا تھا اور جیسے جیسے جو قدیم نوکر مہابت جنگ کا اور لوگانیہ مزاج تسخیر کرتا تھا اول سفر کلکتہ میں مورد غایت سراج الدولہ کا ہو کر عین راہ سے ہٹا کہ پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کو بلا زمین میں داخل ہوا یہ دونوں آدمی طبع اخذ خود شاید کوئی میں مصروف ہو سے شوکت جنگ خود ابلہ تھا اونکی باتوں میں متوجہ ہو کر سخت خلک کو بھی انہو برابر نہیں جانتا تھا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونوں خوشامدیوں سے سنی کہتا تھا بعد فتنہ گاہ چونکہ آپ ہوا وہاں کی میرے مزاج کو برخلاف ہے اول تصفیہ راہ کا ولد مضر جنگ سے کہ کوفانی رتقا کا اقبال کرنا ہوگا تب لاہور و کابل جاؤ گا اور قندہار و خراسان کو اپنا دشمن بناؤ گا اور موافقت نہیا الدولہ ولد سعد الدین خان اور جمال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عہد الملک کو مقربین میں تھے اور مولت جنگ پدر شوکت جنگ ڈاونکی ساتھ راہ درست کر کے واسطہ سوال جواب

اور برآمد کا حضور کا کیا تھا اور شقہ دستخطی اور مہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ کے
 سراج الدولہ سے اور نیز چین لینے ملک بار اور اورلیہ اور نگالہ کے اوسکے ہاتھ
 سے اور بشرہ ایصال کے کروڑ روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
 رقعہ مذکورہ پہونچا اسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم جو باپکو
 پروردہ نعمت اور معتد علیہ تھے کرنے لگا اکثر وں کو نسبت بعض عمد طفلی کے ذلیل اور آزدہ
 خاطر کیا اور میر علی خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوسکے عمد طفلی کے جو کہ سب
 سفلہ اور سبک سر تھے اور اغرہ کے ذلت میں اپنا عروج جانتے تھے اوس کام میں ترغیب
 اور تحریک دیتے تھے اور ہمیشہ فلاح فاخرہ اور جواہر اور اقبال کے لینے میں مشغول رہتے
 بعض وقت میں اونکو سمجھا تا کہ اول اپنے آقا کی پادری دوت کی فکر کرو بعد ازان فیمل و جواہر کی
 امیدیں کرنا اکیروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران تو بچانہ دست کا سردار اور
 صاحب جرات اور اوسکے باپ کا ٹھکانہ پروردہ تھا اور بندہ کے بانی علی نقی خان کو بے وقت
 خلوت میں بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری میں شورہ جابا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
 اور سو گندمی کہ جو کچھ نیک مشہورت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر تجھ لینا
 چاہیے کہ سبب فقر سے مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق عبادت جنگ کے جو برہون ہو
 بیچے اور رجوع بیٹا اوکا آپ سے خالی اس سے نہیں کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
 عزت و جان کے باغین نگر مند میں اور آپ کو ایسی بدی سے بری جانتے ہیں جسوقت
 آپ کی بدسلوکی نسبت ملازمین و الدمر تو م کے اون لوگوں کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب
 بیزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کی خواستگار ہونگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق
 کر کے ایک زنجیر فیمل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چند روز کے مصاحبان
 نادان نے پھر بھی منسوبہ شرف کی کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیوں کو لاپرواہ دیکر
 پرانگندہ کر دیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین
 محمد خان کے ہمراہی میں سپرد کیا اور اکیروز خود سوار ہو کر اوسکے مکان پر چڑ گیا بعض
 برادران ہماہمی جو اوسکے ساتھ رہ گئے تھے باہر نکلا لاکو تہما چوڑ گئے محمد سعید خان
 اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جا کر ہاتھ اوسکا پکڑ کر لائے جا با کہ
 اوس پر سزا سے تازیانہ کی غل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکو

دروازہ پر جا کر ہاتھ اٹکا پکڑ کر لائی جا پا کہ اوپر ستر اسی تازیانی کی عمل ہو محمد سعید خان بخیرہ دستغایت میں
مبالغہ کیا مگر کچھ نہ آیا آخر محمد سعید خان آشفقت ہو کر کہا کہ مالک نوکروں کی ساتھ ایسا نہیں کرے بخون
آزادگی عائد سپاہ اور نیز اس کو وہ لوگ ملی کی حمایت پر چلا ویکو تھے چوب تازیانی میں بجا کر تھپکد کیا او
اوسکا مال و متاع ضبطی میں لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات و اطفال کو جملہ اسباب سو
مخروم کر کے تینس روپیہ زاد راہ دیکر شتی پر سوار کر لایا اور درباری کو سی سے پار کر اکر نگر کی
طرف چھوڑ دیا اس طرح زبان یادہ گو سی ہر ایک کو آزادہ کرتا تھا بزرگوں کو بدی سی یاد کرتا تھا
ایک روز کار گذار خان بخشی سے عین دربار میں جب کہ بہت سی ملازمین جمع تھے فرمایا کہ بعد فتح بنگال کے
کار گذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہ میر سے نذر کرے گا کار گذار خان بیچارہ کو جان
ہوشیار تھا متحیر ہو کر بولا بان خداوند نعمت لوگوں کو بنگال کے لوٹ سے اسقدر
ہاتھ لگایا کہ لوگوں کو اپنا روپیہ دینے سے کچھ گرائی نہوگی فرمایا تجربہ کام صابت جنگ
احق کا تھا کہ لوگوں کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم پر کاہ تک تو کبیکو معاف کر سینگے
دوسرے روز میر بجلی خان فوجدار نواب گنج و سرینہ وغیرہ کا جو اشرط تسخیر ملک پور
وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمیں تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت
اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوشن ہوا اور حاضر علیخان داروغہ دیوانخانہ
کو حکم دیا کہ جو بدار لوگ اپنے اسی خطاب سے مجرا لوگوں کا کر دیا کریں اور عجب تر ہے
کہ منشی کو طلب کر کے حکم دیا کہ عہد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ خطاب عالی کو لوگ
نواب عالمیان ماب خطوط و اخباریں لکھتے ہیں اور مجھے آپ کی فرزند سی کا دھوسے سے
اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کر کے امیدوار ہوں کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤں اور
اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیا وہ بڑا شرفی عہد الملک کے واسطے اس سال لکین اور
ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اس کے مرئی تھے لکھا کہ جو کوئی اس خطاب
سے مجھے نہ لکھو گا اوسکا خط چاک ہوگا جو اب نیا پوسے گا۔ سبحان اللہ
آپ کی عقلندی کا یہ حال تھا جو دیکھ زمانہ نہ تھا لیکن گفتگو اور وضع زمانہ رکھتا
تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواش کا ہر ایک کے روبرو دیا
بہادر لوگ اس حال کو شکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معصی خان احمق
نے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر ملک پور کے کارادہ رکھتا ہے اور ملک کا

امیدوار ہے لوگوں کو تاکید ہوئی کہ ملک پر روانہ ہوں پر سات عین طغیانی
میں اور زمین پانی میں غرق تھی اس وقت میں کسی محال تھی کہ حرکت کرے
جب لوگوں کے نکلنے میں دیر ہوئی خود دیوانوں کے طہرین نکل پڑا اور
بے آگاہیچھا سوچے دو تین منزل دور گیا آخر کار خود بھی حیران و پریشان
ہو کر واپس آیا۔

نکلا ہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پورے
کونادام اور شرمندہ ہو کر لوٹ آنا

ایسے سفر میں چونکہ آدمی اوسکی بے شعوری سے عاجز ہوئے تھے ہر شخص کیا
یہ ہونا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون میں دوستوں سے اوسکی شکایت کرتے تھے
حبیب بیگ موافق خاص دوستوں میں شریک ہوا اور سخن چینی اور خیل خوری ان
لوگوں کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہو کر اُنکے نسبت
نکو راجی کا خیال رکھتے ہیں یہ سخن کچھ اصل نہ بکھتا تھا البتہ کار گزار خان اور شیخ
عبدالرشید اور شیخ جہان یار وغیرہ سردار کیدل ہو کر یہ ارادہ منعم کیا تھا
کہ بہشت مجموعی اوسکو پون گوئی سے سناکت کرین اور ذراوین شوکت جنگ
اس ماجرا سے مطلع ہو کر خالیف ہوا اور ہر ایک کو بلکا کر عذر خواہی کی مردم نے
یہ دیکھا کہ میر حبیب کی چیل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص نے جھوٹا
مقدمہ ہمارے ارادہ تک حرامی کا اُنکے نسبت حضور میں بیان کیا ہے اوسکا
نام ارشاد فرمائے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہو کر تصدیق کرے اور اگر
جھوٹا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ نے مضطرب ہو کر خود بخود کہا کہ میں
ایسا نہیں کیا بلکہ بطور خیر خواہی کے سمجھا تھا کہ اس گفتگو سے بچا کو ترک کر ورنہ لوگ
امادہ دل آزر دگی ہیں اور ان لوگوں میں اول بندہ ہے اس سخن میں چونکہ
سراسر جھوٹ تھا شوکت جنگ بھی اوس سے آزر دہ ہو گیا اور دوست و آشنا
نے بھی اوس سے مقام پر اوسکو ملعون و ملعون کیا حبیب بیگ نے دو نو طرف
سے لعن و نفرین سنکر اپنی رستگاری منحصر بزرگ دنیا داری کے سمجھی اوسوقت

لباس و میراق اوتا کر کہا کہ تا جنگ نہ جنگ کے رفیق ہوں بعد ازاں فقیر ہو جاؤ گا
اپنی حقیقت اگر ایسا کرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہو کر اوس جگہ کو لوٹنے و تھڑ
کا ارادہ رکھتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگوں کو اپنے حال سے خوف دیکھ کر
کل سپاہ سے کنارہ کیا اور توپخانہ دہنی کے درمیان میں جہاں بعض بعض پر اعتما د تھا
یٹا کر کر کے داخل خانہ قلعہ میں ہو گیا اور دروازہ ہا سے قلعہ پر محافظ نگہبان کے
کہ ہتھیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوس پر اعتما د متناسب لوگوں
نے ترک آمد و رفت کر کے اپنے گہرو میں جا بیٹھے آخر کار ناچار ہو کر ہتھیار بند
آنے کی اجازت دی اسی اثنا میں خبر ہو گئی کہ علی ہزار سی خست طلب مراج الدولہ
کے پیرنگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت خوفناک ہو کر کہا کہ اگر ملی سے جو میرے
باب کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نہ کرنا چاہیو
اسکی حماقت دیکھنا چاہیے اپنے حقوق کو تو ملی کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک
کہ خود بدولت نے اوسکے ساتھ کیے یا د نہیں کرتا کہ کوئی بُرائی پنھوڑ سے بندہ نہیں
جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض میں امید و فاعلی سے رکھتا تھا خلاصہ یہ کہ اوسکی
سفلہ منشی کی تحسیر کو دفتر چاہتے روشتانی اور قسمل کا مفت میں خون ہوتا ہے
سراج الدولہ نے انتشار جو اس اور تکلفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان
وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھ کر چاہا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ بُرائی
کو آباد ہو۔

بیچنا سراج الدولہ کا راستے راس بہاری چھوڑ کر راجہ جانکی رام کو فوجدار
کوہسدارہ اور بیرنگریر اور بہرک اونٹنا مشلہ فساد کا اور گل ہونا چرخ
دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ فراموش کے حکمت عجیبہ کے سنوے سے باوجود دیکھ خود بھی اعجب بہ تھا مقننہ ہو کر
اوس کے مدافعت کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا اسے اس ہنری برادر
خورد راجہ دولہ پور رام بھادرا کو مع ایک قطعہ خط موسومہ شوکت جنگ اور سندھ فوجداری

پس لڑا اور کوئی دوا رہ سکے اور سکا نام لکھ کر وہ لے گیا اور اس بھاری سے مقابل
 راج محل کے کشتی لگا کر یعنی شوکت جنگ کو لکھی اور خط سراج الدولہ کو بھیجا خود
 منظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا بھیہ تھا کہ دونوں
 مذکور حضور میں دوسرے کی جاگیر بدلتی تھی ہم نے ہنگامہ کا دخل وہاں پر مقرر
 نہ جانا اپنے جاگیر میں لے لی چونکہ جنگ و جدال درمیان میں رہی اس بھاری کو جسے وہاں
 کے کام پر مامور کیا ہے وہاں فرما کر اور سکا دخل نامہ عنایت فرمایا شوکت جنگ
 خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اپنے دو لختوا ہوں کو جمع کر کے بندہ کو
 طلب کیا میر علی خان اور حبیب بیگ اور کار گزار خان وغیرہ اعیال و مقیمین
 حاضر رکھے کہ بندہ بھی پہونچا خطوط کو کہو لکر دکھلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک
 بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بھی شورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے
 گرفتہ ناظمیہ تھا التماس کیا کہ اسے رہا کر دیا جائے مگر اس نے اسے رہا نہیں کیا
 جب پڑی حاجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ غرضہ تمہیں برسات میں باقی ہے
 اور جنگ و باری کی راہ جو محاربات میں ہر روز مسدود ہے ایسا مناسب
 معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر مدت کو رفع و مدار میں بسر کرو اور اس بھاری کو لطف
 و مدار سے دستک و محال دلانے کا متوقع کر کے حضور میں طلب کرو اور سراج الدولہ
 کو لکھیے کہ جو کچھ تحریر فرمایا نہایت مناسب اور موقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بھی اپنے
 تین جہلہ متوسلان و امن دولت سے جانتا رہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور
 بندہ کے تفویض رکھے اسکی مالگذاری کیجاویگی۔ اس مضمون کو لکھ کر منظر پر پہونچا
 کہ کیا جواب لکھتا ہے اگر اس بھاری حاضر ہو رہا لیٹ الجیل میں رکھنا چاہیے
 اور اس ترکیب میں جس قدر بارش کے دن ہوں بسر کرنا ضرور ہیں اور نیز اس
 غرضہ میں سامان حرب سرانجام کر میں بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے ستور
 کا احتمال ہے اسکو اپنے طرف متغی کر کے بدستور دل میں آوے غرضہ کیجا
 بارے اس صلاحت کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکھنے کو ایما فرمایا
 اور بندہ کے راسے درپے رخسین فرمائی خوشامدگو یوں حسب مہمواد اسکی
 بیرونی میں بندہ کی ستائش کرنا شروع کی گفتگو کو اس خصوص ذکر میں طول آیا

بندہ کو بحیثیت تقریر تپا پسند ہوئی ایک مرتبہ روف اوبٹا کر کہا کہ تمہاری عقل کہاں
 تلک تمہاری عقل سے زیادہ ہوگی اگر بحیثیت ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب بوجہ گز
 اٹھا کتنا منظور نہیں اور اس بہاری کے ہر کاروں کو طلب کر کے بیچاروں کے
 تاج کو شامی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کر کے دربار عام
 میں حکم پڑھنے کا دیا اور ہر کاروں نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسے منوں
 سے لکھا فرمایا کہ یتیموں صوبوں کی صوبہ داری کی سند میرے نام و مادر ہو چکی
 ہے چونکہ واسطہ خوش اور بڑی درمیان ہو تمہاری جان سے درگزر کر جو مکان
 جہانگیر میں تجویز کرو و طلوع دو کہ تمہارے نام مقرر کر کے سند دیا جائے
 تاکہ وہاں جا کر بیٹھو اور دارالامارہ کو مع خزان و اسبابا سے خالی کر دو کہ یہاں
 منتظر و رود جواب بابر کات ہے۔ ہر کاروں نے واپس ہو کر بحیثیت کیفیت
 اس بہاری کو جاسمانی اوسے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکھا تھا سراج الدولہ
 کے پاس بھیج دیا سراج الدولہ نے اس منہ خرافات کو نہ ٹھکرانہ خدوئی الحہ کو مع فوج
 بغزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نرائن کو مع زمینداران
 اور اخوان عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا او دھر سے راجہ رام نرائن مع راجہ
 سند سنگہ اور پهلوان سنگہ اور اوسیک بھائی سوتم سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے
 کہ تہاد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچھ پہنچو بھی زیادہ مساوات
 البتہ ہوں گے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کو
 نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر لنگاپار بھیجا
 کہ براہ بسنت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صدار کے شوکت جنگ کے سر چلاوی
 اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکو عقب راجہ
 رام نرائن نے مع فوج کو عبور کیا۔

فوج سراج الدولہ کامناری میں پہنچنا اور شوکت جنگ کی افواج
 کانوان گنچ میں مورچہ باندھنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح
 اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ سے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ کے آئینو عزم جزم کر رکھا تھا پیغام ملوڑ
 بیجا تھا بعد سے ہی خط مذکور کے ایسے لوگوں کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہ تجویز کر کے لشکر گاہ
 بناویں اور اسکے باپ کو عمدہ آراغوں کے شور سے خالی آنتے مابین تیاری اور نواختی کے جھگڑے
 میں کہ ہر طرف سے جمیلین محیط تین اور وہاں جانے کی راہ دشوار تھی ایک طرف
 سے مالار دوسری طرف سے دو گاہ قد آدم سے زیادہ گاہوا تھا ایک جہاز بھی بی وغیرہ کی آراستگی سے ممکن العمو
 مدیشواری تھا مسکر نیا یا جو دیکھ میدان مذکور عین تھا کہ بعض جگہ دو تین کوس اور کہیں کچھ کم عرض تھا پھر بھی
 اکثر جگہ احتیاط ضرور سے کہ لب جہیل پر خندق کم دو اگر سد بلند طیار کرین
 اگر کوئی باسلیقہ وہاں پر شہر کر لڑتا تو مدتوں کو گزارہ تھا کہ دشمن یورش نہ کرتا اور
 اپنے ملک کے پشت پر تھار سد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اور سکا بھی پہونچنا
 دشوار تھا الغرض سپاہ سائر یعنی سواران اور نجیب اور سرداران دلاور اسکے
 زبان و تامل کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم الطینان سپاہ سے باجہد کہ متفرق رہنا
 مناسب سمجھا چند روز قبل اپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر خضعت فرمایا
 اور حکم دیا کہ اس کے خیمہ گاہ سے علیحدہ دریا سے سو تھرا کے کنارے جبکہ فاصلہ
 ڈیرہ کوس کا ہو گا کل سپاہ جاوے تری چنانچہ بندہ مورخ اور نقی علیخان برادر مورخ
 اور کار گزار خان بخشی اور شیخ جہان باز اور شیخ عبدالرشید نواسہ شیخ مذکور اور
 میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابوتراب خان تورانی جو کہ انڈوئی لڑائی میں
 برہان الملک کی رفاقت میں مارا گیا اور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
 مع اپنے رسالوں کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اس کے حکم کے اسی مقام
 پر سب لوگ منزل گزین ہوئے اور سیام سندھ کا تہ بنگالی جو کہ توپخانہ و سخی کا
 پیشکار تھا ہمراہ آقا رکھر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال میں
 فرود گاہ کی اور لشکر بے سردار سیر اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جا گزین ہوا
 ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبر میں پہونچتی تھیں ایک روز قبل جنگ کو خبر آئی
 کہ غوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہیں لاچار دہرے لوگ بھی طیار
 و مستعد ہوئے بعد ازاں دریافت ہوا کہ ابھی کچھ فاصلہ ہے کل تک پہونچنے کا شام کو
 شوکت جنگ کا خیمہ آیا عمدہ اذیتیں تھا کہ کب تک آئے گا رات بہر صورت گذر گئی اور امحرم طریش

کی صبح خود ہوئی دو گھنٹی دن چڑھتے شوکت جنگ آپو نچا ملازمین نے پانچ چیل
 سلام گزار سی کی اونہیں بندہ مورخ بھی شریک تھا اسوقت میں بھی اس سردار
 تاجدار کے گروہ پیشانی جو ناحق نوکروں کے جانب سے رکھتا تھا کھلی جو لوگ سلام
 کو آئے تھے اونہیں حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہوں بیچارہ دست راست
 کے طرف ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر جہاں تھے جا کر سترہ بنوئے اور خود بدولت مع
 سواران یکہ متفرقہ اور معتد کے مانند میر مراد علی ولد رستم علی خواہر زادہ خواجہ مقصم
 برادر مصماں الدولہ خان دوران جو داروغہ خاص برادر اور نشان زرتار کا مالک تھا
 اور مہین لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ قاضی عظیم جولی ہزاری کی عجب
 مقرر ہوا تھا اور اوسے معصوب کے بیلہ برق انداز اسکا زیر سرداری تھے اور اسکا
 حقیقی بانی رضائی نام جسکا خطاب بادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین پیار سوسو
 سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید ٹٹلنے لگا اپنے زعم میں گویا نظام
 کر رہے تھے عمر خان نام جامعہ دار جو کہ افغان سالخوڑہ اور سپیش اوڑہ میر سلطان خلیل خان
 سوار کا تھکا سہ اپنی جمعیت کے جو قریب دوسو سوار کے ہونگے اتفاقاً اسوقت
 ہمراہ تھا اسوقت میں ہر قسم کی بدخلقی اور زشتی ہمراہیوں سے کراتفاق صاحب
 ایک ٹلٹ روز منقہی ہوا اور سناری کے میدان میں لشکر سراج الدولہ کا رہا ہوئے لال
 دیوان کی سہ زاری میں پوچھا اور اسکا علم گئے دونوں لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کونجا ہوگا
 سپاہ سندرشن تو پچاندہ دستی نے اپنی سپاہ ہستی سے باہمنا ر شجاعت مورچال
 سے باہر مغرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا
 وہاں پر کوئی جیس باسد جا پوچنے کی نیتی کیونکہ مورچہ سے تو باہر کلکرا ستادہ
 ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنے طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار
 جنوباً شمالاً مقابلہ میں دو کوس کا فاصلہ اور درمیان میں جھیل تھی راجہ موہن لال
 باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دہلہ خان و اہل خانہ
 ولد عمر خان ریشہ دین محمد وغیرہ سرداروں نے لب دریا سے گنگا نیمہ استادہ کر کے
 خود نکل سپاہ اور تو پچاندہ کے درست وحیت ہو کر محافظت کو آمادہ ہوئے اور
 توپ میں بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جھیل میں جا گر تھیں

جب دو تین گھنٹہ کے بعد بڑی توپیں آئیں اور ان سے کام لینا شروع ہوا بعض
 گولہ قریب مورچوں اور اکثر مورچوں کے اندر پہنچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا
 شکست جنگ ہے ایسا خیال سے ماہی مرا تپ کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہوں
 نوکر لوگ جو لاچار ہمارے ہرستے سے اوپر نکل کر تاخت کہ مکران ہجوم کر کے مجھے نشانہ
 توپ کیا جاسکتے ہیں لوگ متفرق غلجہ ہو گئے پہر بھی راضی ہوا ایک جگہ نہ ٹھہرتا تھا
 عمر خان جماعہ دار فکرو نے غم میں کیا کہ نواب سلامت یہ صفت رزم سے بندہ نے
 آصف جاہ کے ہمارے معرکہ دہلی اور لڑائی ہے ایسی لڑائیوں میں اس طرح نہیں پیش آتے
 فوج کو یکجا کر کے تیاج مقدمہ درست کیجئے تو پچانہ دستار و بر و کر کے مقابلہ کرنا مناسب
 ہے اور کچھ استقلال بھی کرنا ضرور ہے تاکہ فتح و فخر ہوا دے آشفۃ ہو کر فرمایا اور
 آغیاہ کو بڑا بھلا لکھ کر کہا کہ سب خود بین لڑائیاں دیکھی ہیں مجھے کسی کی تعلیم درکار نہیں۔
 بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ میں ایک سوار کو حکم دیا کہ جا کر شیخ بہان باز
 اور کار گذران وغیرہ سرداروں سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہو سے اور
 تم لوگ جرات اور یورش نہیں کرتی پاستے کہ حملہ کرو سوار نے جا کر جواب حاصل
 آستیا کہ اس فوج قلیل کی اس جماعہ کثیر پر بد نیالت کہ جیل کی دلدل مانع
 راہ ہے یورش نہیں ہو سکتی اور نیز مقرون بصلاح نہیں جو وقت وہ لوگ یورش
 کریں اور اس دلدل کچھ کوٹے کریں اور تو پچانہ کے صدقات جیل کر آپہنچیں اور
 جو کچھ ہو سکے گا ملاحظہ میں آوے گا اس جواب سے نہایت آشفۃ اور آزر دہو کر بخان
 ناظم زبان پر لایا اور کھلا بیجا کہ یہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے تو پچانہ کا سپاہی ہند
 ہند و تہذیب و دیہی کر کے مورچوں سے باہر چلا گیا اور ہم بائیں بناتے ہو لیکن اسی
 اندر رفت میں دو پہر گذرے دوسرا پیغام جو بھیجا اوسے جواب کو عرصہ چاہتے تھا
 جب ایک غلط روز باقی رہا ہوش رنج خند اور نہ پنی جام سرشار اور صحبت نوان
 کھنڈار نے غلوت کی راہ دکھلائی باتھی سے اوتر کر حرم سرا میں داخل ہوا بندہ مع دیگر
 حاضرین کے دیوانہ خانہ کے نیمہ میں جا بیٹھا شکر خدا بجالایا اور بندہ نے کہا کہ اگر مقتدر
 دن کہ باقی ہے غیریت سے گذرے رات کو کیا ہو کر اس احمق کو سبھا وین لکل بہت
 مجموعی آراستگی مصروف سے رزم آوری ہو یہ لکھرا را جہ کیا تھا کہ شکر سپاہ کہ چاہتا

دوست راست فیرہ کو س کے فاصلہ پر رہتے اور وہین پر سیرانی بھی طیاران
اور کل اصحاب تھے جانوں جب انہو لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ بہمان
اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ سعد الداؤد فیرہ خان
خلیل خان وغیرہ سردار تاج پینام تھائی کھانا کر پوریشن کر اوٹے ہیں اور
نصف جیل کو ہزار باخراہی سے ملے کر کے قریب لشکر سراج الدولہ کے کیمپ
جاستے ہیں اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب اوٹے ہیں
پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو بھی تفرقہ میں دیکھا اور
جانکسر داران عمدہ سپاہ کے مع سواران چہرا ہی بحال آباد فیل سیرت
جیل کوٹھے ہیں اور سراج الدولہ کی توپ وہاں کے حدود اونٹوں سے ہیں
اگر راہ پاتے ہیں تو دشمن تک پہونچتے ہیں وہاں سے چھوٹے سفر آگے
پیش نظر ہوتا ہے اور سیام سندھ کے قریب جہاں سے خدا جانے
کیونکر اعدا تک پہونچے گا یا کہ نہاؤسے گا اگر بنا گیا کیونکر پہونچے گا بندہ سمجھ گیا
کہ دونوں شکرون کی صفائی ہو جائیگی اگر کسی دھب سے دونوں لشکر یکساں ہو
شاید کہ کچھ کار برآمد ہو پس بندہ واپس ہوا تاکہ شوکت جنگ کو سوار کر دے
جب درخیمہ پر آیا دیکھا کہ دونوں لشکرون کی پیش قدمی کی خبر اس محصور حالت کو
پہونچ گئی اور خود بدولت نشہ شراب سے مست آشفہ دستار خواب
سے بیدار ہو کر فیل سوار ہوا ہے اور اس کے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہوئے
خیمہ کے بجائے خود جا پہونچتے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کہ بقدر
اس آراستگی اور طیار ہونے میں دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو فوج
سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ سوچنے لگا کہ کیا کیوں کہ وہ
جگہ سے متحرک ہوا لیکن جو اس گہنی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلان کے کندھوں
پر ہاتھ رکھ کر توقف کرتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تاکہ ہر صورت
یہ بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھ مفید
نہو ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جیل سے راہ ملے کر کے جب فوج سراج الدولہ
کے قریب پہونچی کہ اوپر دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جیل میں تھا وہاں سے

برہی اور یو ریش کر کے کی مجال نیائی اور او دہر سے مردمان سراچ الدولہ
 کے دلچسپی سے جندوت برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوئے اور اکثر بیا کر
 جا رہے لشکر سے آٹا اور ایسا خوف ہوئے کہ بیان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر
 محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کامظم خان اور عمر خان مع اپنے
 لڑکوں دلیر خان اور اسالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے
 کو بڑبڑ شوکت جنگ کے دونوں لشکر کا کام تمام کر کے پیشتر کو چلا شیخ
 عبدالرشید کو کہ شیخ بہان باز اور محمد سعید خان ولد ابوتراب خان تورانی
 نے داد جو انہما دی دیکر ملک عہد کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی
 اسی سفر آخرت میں ساتھ دیا نئی علی خان اور حبیب بیگ جو اس میدان میں
 استادہ تھے کچھ رزنی ہوئے جب کوئی بڑبانا چار شیخ بہان باز مع
 سالم اور کار گذار خان مجروح ہوئے میدان سے لوٹے اور سیام سند
 جی رزنی ہو کر مغرور ہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی
 آگے بڑھے بچو اوسٹ پوینے رو برو سے شوکت جنگ کے بہرہ دانی مع
 خاص برادران اور شہنشاہ لال مع رسالہ خاص اور میرزا رفعتی براور شوکت جنگ نے
 نہ ہر اہلیان کے بدوں ہاتھ پیر چلائے کے راہ ضرار لی اور سین الدین محمد
 خان قائم مقام لی رزنی ہو کر کونا در برق اندازوں سے کسی نے اوسکا ساتھ دیا
 شوکت جنگ پندرہ سولہ نفر بہا جی سے یہ سلب الیہ اس کھڑا تھا کہ اولی ہذا
 نے سر میں ناچو چکر پہچان کر دیا ساری شوکت اسی جنگ میں تمام ہوئی نہ رہی
 رہتی اور دستار غفرانی جو آپ کے میر مبارک پر زیب افزہ تھا خاک پر گرا
 اسی نے اوشا لیا ہندہ نے اپنے گھر کی راہ لی اور اسی طرح ہر ایک اپنے
 اپنے مسکن کو سد پارا میر مرتضیٰ برادر کرم الدین خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا
 رفیق تھا شوکت جنگ کے قتل کے پاس پہونچا او دہر سے میرزا رستم علی
 ولد آقا مادق ہشیرہ زادہ امام قلیخان نے جو کہ اوسکے خواجہ میں بیٹا تھا
 بے خبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچھی کا مارا کہ اوسکی گردن
 کی شہرگ میں پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے مرزا سے مذکور جو کہ فی الحقیقت

رستم دوران شاخاوی میں پھر کر بنیا اور شمشیر عریان کر کے دشمن سے کہا
 کہ دعا و غفلت میں تو نے برجی ماری اسی بہادر سی میں ہتھیار مانگتا ہے مجھ
 اس واسطے ہتھیار نہیں باندھتے کہ ایسے وقت میں مفت ہتھیار تو عیاں کو دین
 پیشہ قدم نہ بایا اور ہتھیار لے میرے قتل کی جرات نہوئی کہ پیش قدمی کرے
 بدستور اپنی بی بی جگہ پر قائم رہا اور فیلبان بطور سابق باقی کوروان لے چلا گیا
 شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب کیا اور
 رعایا سے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرات نہ پائی لوگ اپنے اپنے خون
 میں جا رہے بندہ اور برادر بندہ دونوں طرف سے مغلوب تھے شوکت جنگ کتا
 تھا کہ بعد فتح ان لوگوں سے بھدو نکلا اور سراج الدولہ کتا تھا کہ شوکت جنگ کچھ نہیں
 تھا امنین دونوں بایوں نے فساد اوٹھوایا ہے بعد ظفر سزا دی جاوے گی ایک مرتبہ
 سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر میں بچ دو نون بایوں کے نام متعین ترک کرنے
 رفاقت شوکت جنگ کے اور نیزاد سے طرف موافق ہونے کو پہنچا تا اسکا
 جواب سننے عارون کے ڈر سے تو نہ لکھا تھا مگر زبانی پیغام بھیجا تا کہ اگر اس وقت میں
 ہم ترک نہایت کریں آپ کو سنبھالیا امید ہوگی خلاصہ نفی علیخان اور حبیب بیگ کو
 رویتین روز کے بعد زاد ماہ دیکر اور چوپائے سواری مرحمت فرما کر حکم دیا کہ کرم نامہ
 سے خارج ہو۔ اور راجہ موہن لال کو بنا برضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
 پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کر دیا میر محمد کاظم خان نے
 چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا غرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
 عیال و اطفال امیر اور اپنے بھائی علی نقی خان کے ضرور وہاں ہوگا اس کے بارہ میں
 کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارسال ہو جاوے تاکہ بندہ اون لوگوں
 سے زندہ نہ ہو افضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی ماں تو وہی ہے
 جو میر محمد کاظم خان و قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اسکو عزیز سمجھتے ہیں ہاں کہ
 کچھ تعزین نکرے اور دستک دیکر جنوبی رخصت کرے جہاں ارادہ ہو فارغ الکبال
 روانہ ہو۔ بندہ جب میدان جنگ سے گھرا یا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسلیم کیا
 جب اس کے حواس جمع ہوئے عزم کیا کہ بالفعل گوشہ دین بیٹھا جاوے آئندہ جو ہونا ہو

ہو گا لاجرم مع چند ناموس والوان کے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشہ مخفی میں جا بیٹھا اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خدا تعالیٰ اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ چند سواران ہمراہی کے ہاتھ بھیج کر نہایت تسلی کی اور لڑائی کے تیسرے دن ہمراہ راجہ موہن لال کے وارد پورنیہ ہو کر بندہ خانہ میں نزول فرمایا اور جب قدر ممکن تمام حیات اور تسلی میں سعی ہوا راجہ موہن لال نے بعض سرسبز جواہری جھنڈیہ شوکت جنگ کو مہیے واپس لیا باقی کچھ قمر من نہیں کیا مگر چند لوگ مانند میر علی خان اور آقا میرا اور میر عبدالحی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ کے مقید ہوئے اور بندہ نے انماں البیت اور ناموس کو مع مذکورہ کشتیوں پر لے دیا اور جو اسباب جنگ کے لیے جاسکے قابل تھا وہ علیحدہ سے روانہ کر کے عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد پہنچتے بعض مسلمانان آشنا صورت و شہر میں جانے کو متنبہ کیا لہذا کئی شاہ ارزان میں مقیم ہوا اور وہی آشنا مانے ہوا بلکہ امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش ہو مگر اللہ تعالیٰ نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تا آنکہ رام نرائین جو جگن ناتھ جی کی زیارت کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیر خواہی بندہ کے باہر ہو جانے کے بارہ میں تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ کے طرف سے اوسکے برادر کو بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان میں سخت بیماری پائی کسی ڈاکٹر یا یونین سے عیادت اور احوال پرسی اور دیدنی بھی نکلی مگر یقین آدمی اول حسیع غلام علی طبیب ماخذایام منتقم کے حاضر ہو کر غمخواری اور محالبات میں مصروف ہوا دوم اوسکی برابر مصری بیگم مباحبہ دختر میر سید محمد صفائیانی مرحوم اور میر حیدر علی معذور کی بی بی برابر مان سکے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک پہنچا کر بڑی سماجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تھا کہ کرم ناسہ اند سراج الدولہ تک پہنچا دے اور اب بھی اوس نے بعضہ محمد و مہ کی شفقت و عنایت خیال و اطفال سب پر مادرانہ مبذول ہے ستون شیخ نصر الد مرحوم خلف عنایت یاب خان میر سامان والد مرحوم اور مہریت جنگ معذور کا جو تازہ جوان اور محمد علی حرنین مرحوم کی سفارش سے اوندنوں میں نظامت

عظیم آباد کا میرساں تھا زیارت شاہ ارزان کے جیلہ سے گزر بندہ مورطی
 دید کو آیا اور بندہ موخ نے حدود سراج الدولہ کے نکلیا نے کی تدبیر میں کچھ
 قصور نکلیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر وصحت مع اسباب و خیال و اطفال کے
 کوچ کر کے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزمین اور اسینے خالوسید عبدالعلی خان
 بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندون میں بنیکار حالت افلاس میں
 بسر کرتا تھا شرف ہوا اور نفی علی خان بہادر کی ملاقات سے جس سراج الدولہ
 کے ہاتھ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونوں بانیوں سے جنہوں نے پیشہ مکرم
 اخراج پایا تھا ملاقی ہو کر سرور الوقت ہوا۔ الفرمن موہن لال نے تھوڑی
 دنوں پورنیہ میں مقیم رہ کر مصلحت جنگ مرحوم کے آل و عیال کو جو شوکت جنگ
 کے بھائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو مصلحت جنگ
 کا داماد تھا اور اسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جو کہ بروقت جنگ محمد ظیل
 زمیدار لکھوہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تھی باغز قہر ام سراج الدولہ کے
 حضور میں روانہ کیا اور خود مضبوطی مال و متاع میں مصروف رہا اور بعد واپس
 لینے وصولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے
 کو وہاں پر نائب چھوڑ کر خود سراج الدولہ و بہادر کی خدمت میں آیا اور سراج الدولہ
 نے اپنے نجی اعام کو مورد مراحم کر کے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کر دیا
 اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشد آباد میں معاودت
 فرما ہوا۔

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استدرا د کلکتہ کے اور
 مانک چند کافرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا
 اور بخوف انگلشی کے متناقب سودا پس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان
 کا اور صلاح کرنا باہد گر بخوف زبونی

جب سراج الدولہ اپنے مرکز دولت کو چھوڑ کر واپس ہوا اور دولت پر دست
 انصیب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و بزرگ سے اس کے مکان میں آیا اور خزانوں
 کا فہمیر ہو گیا چونکہ ہر کما لے راز دہا لے لازم دیکھے سراج الدولہ کی استعداد برتر ہے
 ہو در انجام میں کیا ناسازی بحث فیہ کما لے پس ہر چند لوگوں نے تخلص کیا کہ کہیں تو اس
 دولت بیشمار کا چتا معلوم ہو کر کچھ سودا و زر بہرہ و نہ ملا اور طامع لوگ اسے نہرو کو
 مایوس پھرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب ازوالہ کا واسطہ
 دولت سراج الدولہ کے پیچھے ہوا کہ جب سراج الدولہ کا صاحب کمان کلکتہ کے
 باعث جنگ اور فنا و کما ساتھ سراج الدولہ کے ہوا تھا مغلوب ہو کر ست
 باقی ماندہ جنگ کے جو کہ اس میں لڑائی میں قتل ہونے سے باز رہے تھے اپنے
 ہمارے ہی ہوا یہی حالت تھی مہدیج میں جو کہ عمدہ مکان انگلیشہ سے صوبہ ارکاٹ دکن میں
 ہے وہاں جا کر پہنچا اور شاید اور سردار لوگ جماعت مذکور کے بھی جو ہر طرف
 کاروبار میں متغیر تھے مجبور سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ
 اور تو اسے ان کے مکان مذکور میں جا پہنچا ہوا اور سوقت میں کرنیل کلیف
 سالار فوج انگریزی کے نام سے انکلن جوائن کو تھی میں مقرر تھا اور ان فوجیں
 فرانسیسیوں نے لڑ کر ہٹا دیں مکن حاصل کیا تھا اور کچھ فوج قسریہ ایک دو
 پلٹن تھیں اور تین چار کیپی سولہ اولائی ہمراہ رکھا تھا اور ناظم دکن سید
 محمد خان صاحب جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کر کے جو مقہور ہونے جماعت
 فرانسیسیہ میں ہوئے مورد الطاف ہو کر شامت جنگ کا خطاب حاصل کیا تھا
 اور باب کو تھی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستم یہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ
 سے تھے آپس میں قرعہ پیکتا اور شورہ کرنا شروع کیا راسے یہ قرار پائی کہ
 کرنیل کلیف با در شامت جنگ میں صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور
 بطورے پرستے منظور سابق و مان پر کو تھی کی بنا ذالہ اگر صلح اور روپیہ خرچ
 کرنے سے ممکن ہو مضافہ نہیں اگر غلبہ سے میسر ہو ویسا ہی تعمیل کرن کرنیل
 کلیف میں صاحبان کو تھی بنگالہ کے مندرجہ سے جہاز پر سوار ہو کر مع اسباب و
 سامان حرب کے نہضت فرما ہوا اور متصل کلکتہ میں جو دریا کہ آب سیاہ کے

نامت مشہور اور تمام الحاق دریائے بہاگیرتی کا دریائے شورو سے مل جاتا ہے
 لنگر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہیں
 سراج الدولہ کو پیغام صلہ دیکر ستر دریک کے تقصیرات کا غوجا باور
 بشرط دینیہ حکم تعمیر کو بھیجے کہ حسب ضابطہ سابق مقام حکومت میں کئی لاکھ روپیہ
 دینا قبول کیا سراج الدولہ جو کہ سفیہ تر اور لوگوں سے مکینہ تھا اور صاحب
 بھی رزیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر
 مغرور تھا اور کاراگاہان دانش ور کو مجال تھی کہ دم مار سکیں بلکہ خود ہوسکی
 انجمن دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی معاملہ کی صلاح نہ دیتا تھا
 اور اگر احیاناً کسی اس بارہ میں حسرتیں کرتا تھا جان بے شعور اور نالایق
 خود مغرور اور کھٹا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہو کر اپنا سامنے لیکر جاتا تا کہ لایق
 ان کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتفاری جواب سے دلنگ ہو کر
 عازم رزم ہوا اور تو پچانہ جہازی کور و ہر سے محل مانگ چند کے لگا دیا دریا سے
 آگ برسانا شروع کی مانگ چند کے لشکر پر بد جو اسی کی ہوا چپائی خاک تیرہ کر کے
 نہوسکی اور ثابت جنگ نے جو مخالفت کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور
 تو پچانہ لایق جہاز تھی نیچے اوتا کر جاے مناسب میں اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق
 مانگ چند تاب نہا کر بجت رسیدہ کے مانند ہاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمار میوں
 شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون میں نزول فرمایا اور کمال
 اہلخان شادیا نہ فتح و طغفر کے بجائے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہو کر تہیہ
 بیدار ہوا اور خود عازم حرب و تادیب جامعہ مذکورہ کا ہوا۔

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بغرم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے
 اور مغلوب ہونا خوف شیخون سے اور متردد اور نگر ہونا برشتگی
 وقت اور واژونی طالع ہوا اور کمال عجز اور زبونی کے ساتھ معاملہ کرنا

بعد فتح یورپیہ کے سراج الدولہ دو مہینے ہیں روزگارانی میں رہا کہ ناکہان
 خراب احوال کے ایام مجسم آروہر و کھڑے ہوئے آثار زوال نے ترقی کچی
 مانگ چند کے فنار کی غبر گوش زد ہوئی پس ہر شے کے روز مارا ہیچ نہائی
 شہلا جبری کو مرشد آباد سے واسطے مہار شہلا شہلا کے اسباب جنگ مہیا
 کر کے روانہ کلمتہ ہوا اور وہاں پہونچکر سب سے مناسب صفت آراہو اتھین نہایت
 اہتمام رکھتا سارات دن جنگ تھی گاہ گاہ آمد رفت لوگوں کی فیما بین سے بنا بر منہج
 بھی ہوا کرتی تھی جب انکلاشیہ کو منظور ہوا کہ چاہے مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
 جوز یور شورا اور شجاعت سے آراستہ تھا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
 پاس بھیجا تاکہ مخفی اوس کے لشکر کے گرد و نواح اور اوس کے خیمہ کی علامت اور قوت
 دریافت کر کے خبر دے شخص موصوف نے چہ نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
 تیز فہم بہ صفت سے موصوف تھا بعد اعلان پیغام اور حصول مراد دی سی
 اطمینان کر کے لوٹا معلوم نہیں کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
 کے بعد ارادہ شیخون مضبوط کیا یا بہر آخر شب کو کچھ کشیتہ ن پر اپنی فوج کو سوار کر کر
 انتہائے لشکر سراج الدولہ کے طرف اگر منتظر سلج ہوئے جب تھوڑی رات
 باقی رہی اکثر کشتی سے اوتارے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارا
 ہوئے داخل قلعہ ہوئے اور شلک کرنے میں کچھ بھی معزول نہو کر قدم بقدم
 گئے آتے تھے اور بندوق کی گولی مانند ڈالہ کے چاروں طرف سے برستے
 تھے اور دریا کنارے سے بھی جو لوگ تا نو پر چڑھے ہوئے تھے ہی آتشباری
 مہور ہی تھی جو لوگ اس شور ریزی کے روبرو پڑ گئے اپنے منہ کی کما گئے
 سنایا کہ شجاعان انکلاشی کا یہ ارادہ تھا کہ اس شیخون میں اگر سراج الدولہ ہاتھ
 لگے کچھ ایجادیں بسبب کمرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہو گئی تھی کہ باجم
 دو شخص متعل ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے اس وجہ سے اوس کے
 تیمار کے تحت نہ معلوم رہے اور ان لوگوں کا عبور دوسری طرف
 سے ہو گیا سراج الدولہ کے تیرگی بخت نے اپنے اندھیری میں پھالیا
 نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق خیر کرتے ہوئے لشکر کے سرے سے

نکلے اور اپنے محل اقامت میں جا پہنچے سراج الدولہ اور اس کے
کم جرات لشکر ہی اس رستخیز کو دیکھ کر ہی کٹھن بیٹھے نہایت خوف سے بھی
چھوٹا ہو گیا بلکہ ایسا رعب چھایا کہ اس مقام میں نہ رہ سکے سراج الدولہ
نے اپنے سسر محمد ایرج خان کو بلا کر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا
کہ اب کیا کرنا چاہئے آخر لوگوں نے اسکو مضطرب پا کر دو ریلجا کر خیمہ گاہ کر دیا
اور مسلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشی نے اُنکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی
اوس مال کا دعوے کیا جو بروقت غالب آنے اور موکہ کشی کلکتہ سراج الدولہ
کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ
سراج الدولہ اس کے عوض میں کہ بقدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر
کے عوض میں یہ مقرر ہوا کہ جب یہ گنہ متعل کلکتہ خیمہ نام بندہ مورخ کو باورین
سپہ سالک شہ ہوں اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اس کے ہاتھ
میں رہیں بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہوں جب اس طرح کی مسلح
بیوی سسر محمد ایرج خان کو اجس و مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واپس
سوال جواب ہوا تھا طر فین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر
عہد نامہ بات سسر فین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منہ و رنج کے
عمارات میں نزول فرمایا بسبب غور کے اپنے کام میں نہایت متحیر تھا کہ
کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع ماس سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کوئی خدا بھی
ہے کہ جیسے ہم سب کو پیدا کیا ہے اوس سے رُجوع کیوں نہوں دوست محمد خان
واسطے علاج اور شہ عورت اسنے خیال و الحفال کے رخصت سسر ام جانے کی لیکر
تعبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر نفاسے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دلوپلم
کو اپنی طرف سے درگروں دیکھ کر سمجھا کہ چونکہ سر رشتہ دار اور رئیس فوج میں
اُنکے اظہارے نامرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چنداں جزا اور طاقت نہ تھا
اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل میں موجود تھا نہ تو غرور اور جبل فطری چھوڑتا تھا
نامر و دی و بد دلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئیں نالائق سمجھا مگر
ریاست سے دوست برادر ہوا اچھاں دولت اور ملازمان نہایت جنگ کو راہی کر

اسیے وجوہات سے عجیب طرح کا مالک بن گیا اور ہاتھ بٹا کر جب قہر و غضب کا
مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی رو برو تو ب لگو تا راجہ دولہ رام کو زیر
فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جنگ سیٹھ کو تھمرا اور استھرا سے بچھدہ
کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرانے کا وعدہ کرتا اسی اثنا میں فرانسیسی اور انگریزوں
جنگو خداد اور دنگ کرتے پانچ چھ سو برسین ہو میں کبھی مصالحت کر کے استعداد
حرب بڑھاتے کبھی جنگ و جدل میں مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب
گذر چکی تاثرہ فساد اور تھو دکن میں باہم لڑتے تھے فرقہ انگلیشیہ مخالف آیا
انگلشیوں کا جنگی جہاز ارمرا دلیر جنگ باور کی سرداری میں واسٹے تھمرا
فرانس ڈانگہ کے جو کہ متصل ہو گلی اور چہرہ آبادی اور لنڈیسیہ کے ہے
اور موشیز نونو کے رہنمائی سے جسٹس اسٹوٹوم کے ساتھ دھاک کی تھی اب
بھی حقوق ہم قومی فرا موش کر کے آپ کے جہاز کو اس راہ سے جہان
فرانسیسیوں کے کتے جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کے راہ رکھی
تھی لہذا کر قلعہ فرانس ڈانگہ میں مسخر کر دیا اور فرانسیسی مغلوب ہاوسے
جو کو نہی کہ قاسما بازار کے قریب رکھتے تھے وہ بھی اوسکے ہاتھ سے نکل گئی
موشیر لاس جو کہ عمدہ ریٹسان جامعہ فرانسیس سے ساتھ سراج الدولہ
کے توسل ذہونڈ بکرت باقی ماندہ اپنی جماعت اور توپ و ہندوق اور پلہ نہا
برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہو مجامعہ انگلیشیہ
کے کئی سفنت یا بایکا اور اشعار سرداران منافق کے کے ظاہر میں سراج الدولہ
سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے مشرک ہیں اور باطن میں اسکا شریک
یا تو اسکا کھنے سے اور یا اسے بچا ہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا
کہ صلحہ فیما بین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے
مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن نبینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال
ہے اور فرانسیسیوں سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوئے نواب نے
ادین اسے زیر سایہ جگہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقص عداور
بہت ہی جان کے سبب ادھر سے یہ پیغام ہوا او دھر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت تھے برسرِ مباغہ ہوئے کہ ان ہمارے ہوؤں کے واسطے صاحبان
 انگلشیہ کمال آرزو کی مناسب نہیں انکو جواب دینا چاہیے نہ سراج الدولہ نے
 اس بات میں موثر لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
 کہ اگر آپ ہماری حمایت کپنی فرانسس کے معاملات میں کریں تو البتہ
 برخلاف عہد ہے اور جب کہ جان پر ہزاروں نوکرین اس فرقہ کے
 بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقصہ چند نہیں ہوتا سراج الدولہ نے
 بھی مسنون و کلا سے انگلشی کے جواب میں کہدیا وہ لوگ سب اشارہ
 بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور دراز بھی کہتے تھے
 کہ چند فرانسسیسیوں مغلوں کے واسطے فرقہ انگلشی سو گار کرنا مناسب نہیں
 تھا تاکہ سراج الدولہ لاپرواہ اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
 دی لاس مذکور نے بروقت رخصت کر دیا کہ کیا کہ اکثر آپ کے نوکر تمام
 یونانی میں ہن انگلشیہ سے متفق ہو کر ارادہ نکاح حرامی رکھتے ہیں اور اپنے
 حصول بدی کے لیے ہلکو حضور سے جدا کرتے ہیں ہمارے جانے کے بعد
 فرقہ انگلشیہ سے لڑا کہ آپ کو ضائع کر دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ مستعد
 ہیں لڑنے میں ان سے قاتلہ سرخون گئے اور ہمارے نوکر بھی قابو نہیں
 پاسکتے پیشہ آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو نہایت خوف چھا گیا تھا
 جواب دیا کہ بالفضل ہمارا ہانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
 کر لیں گے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھیں کہ ہر ہمارے
 آپ کے درمیان میں ملاقات نہوگی یہی کھڑکھ عظیم آباد کو چل دیا جب وہ مرشد آباد
 سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولہ رام کے درمیان
 میں منساہت ہوئے لگی اور ان دونوں نے جگت سیدہ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
 کے ہاتھ سے جان بلب تھا اپنے سے متفق کر لیا اور اسکے اندام بنیاد
 دولت میں فساد کرنے لگے بی بی گیسینی جو سراج الدولہ کا کنبہ دیرینہ
 اور ضابطی مال و متاع کا تازہ داغ دل میں رکھتے تھے مخفی میر جعفر خان کے
 اعانت کرنے میں مصروف ہوئے اور جسکی طرف ذرا بھی خیال ہوا کہ خفی

سراج الدولہ سے خوف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ کے شکایت کرنا اور اپنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پر ورثہ کی یاد دلائی تھی اور ہر ایک کو یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولہ رام کی رفاقت کرنے میں پہلوتی نکر اور حمایت قدیمہ کو یاد کرنا اوسکی حمایت میں مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بہ وقت مضبوطی کے معرفت خواجہ سرا یاں وغیرہ معتمد کے پوشیدہ لڑکے ہیں تین میر مذکور کو دیکر مدد دینے اور میر مذکور کے رفقائے قدیم کو ایک سو کر کے اوسکے معرفت فرقہ سپاہی کو جو بیکار و مفلس تھے اپنی طرف رجوع کر لیا اور کمال اخفائیں اوسکے گھر پر اڑھام بونے لگا۔

منافقوں کا انخوار کرنا اور فرقہ انگلشیہ کو مناد پر اوٹھانا محاربہ سراج الدولہ کو اور گدزنا عہد و پیمان کا ساتھ جمانہ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشیہ کا سراج الدولہ پر اور برادر ہونا راجہ دولہ رام کا واسطی استحکام مورچوں کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطی ارادہ جنگ کے اور ہزیمت پانا انانج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم بہت سے ساتھ دوسروں کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا آخر جماعت انگلشیہ کو ہزیمت کا ناش و ناع کیا اور حسب طرح ممکن ہوا خوب تحریص و تحریب کی ظاہر ایک سیٹیہ نے اسے لکھا شتون کی معرفت امین چندر و زہ کو جو عہدہ صاحب کلکتہ کا تھا اس کام پر لایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر غایم مجبور کرے اور راجہ دولہ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جس کا نام بندہ مورخ کے معانت میں نہیں آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا میر ملک

جسکا کہ سید حال چوٹی نے بی بیان فرنگ کا جہاز پر مذکور چہاں بیکر سراج الدولہ کی بدسلوکیاں جو کل غلے کے ساتھ چوٹین جماعہ انگلشی سے ظاہر کیں بلکہ جو محض میر محمد جعفر خان کے سعی سے کل امرائی دستخطی اس مضمون سے مرتب ہوا تھا کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان بیک سے اوسی مرزا امیر بیگ کے ہاتھ ملاحظہ کو بھیجا یا اور خواہان حرکت ساحل انگلشی کے ہونے اور پیغام دیا کہ اگر آپ لوگ سہل سہل لڑائی سراج الدولہ سے کریں اوسکا تدارک بھی ہلوگ کریں گے اور آپ کی خفیہ سے توجہ بین جنگاں خدا جو ر و ظلم سے رہائی پاویں گے اور نیز وعدہ ادائی گزور روپیہ اور دیگر تو انعامات وغیرہ کا ہوا کہ بندہ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہیں اور خاص اس کے مری دونوں مباحثہ مذکورہ ہوئے۔ اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گیسٹی دختہ صابت کیا وغیرہ لو احقین پر گزور وہ چند اسے ہر ایک نے ظاہر کئے۔ جماعہ انگلشی نے جو کہ زور و شجاعت میں اپنا جسم نہیں رکھتا اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زور کے اور پیر ہونے اسباب نرم و نرم خواہان نام و جویا سے مرام ترقی نمود اور کوئی ایسا نہیں کہ گود و لٹمنہ ہوا اور غار غ حاجتوں سے اور اوسکو محنت دولت طر وادہ حصول دولت میں ساعی نمود باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان کو راجہ دو باجمہ رام کا قبول کر لیا میا سے نرم سامان جنگ چہاں سے لیکن چونکہ اس مرقہ دانا اور نیز کل عقلا کا نہیں ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی نو اور پیش گوئی بندہ سراج الدولہ سے سوال جواب کر کے کوئی سبب پیدا کر لیا ہو گا مگر بندہ مورخ کو اطلاع نہیں اغلب کہ ادا جزوین بین جو درنگ و توقف ہوا ایسی وجہ جو غرضی و غرضی میں غلط کر لیا ہو کیونکہ کسے نا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بغیر سرت ایک گزور روپیہ دینا قبول کر لیا بعد ازاں اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی ہی ہوئی ہو یا ان سب دراندازوں کی باعث میر محمد جعفر خان بہر حال بعد قرار پانے ارادہ جنگ کے کر نیل کلیف ثابت جنگ سے فوج و اسباب موجودہ کے باوجود ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گھبرایا جو عجزی بہت سی کی گئی تھی سود مند نہوا بیت بسا لے زور رت جگر خون نغمہ بیگ ساعیت از دل بدر خون نغمہ

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب پیری باتیں برخلاف پائی جاتی ہیں اور سنی
 التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دو لتخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا جو جسوقت
 یہ مغلوب ہوے جو کچھ بندہ نے کہا ہے اور سکا اثر ظاہر ہوگا زہشتی اعمال سراج الدولہ
 کہ انہی اور میگاڑ سے بسبب نہ سنی نصیحت اور پیکلی کا کہ بہت بدترین اعمال سے اور کارروائیوں
 اور سنی نہایت درجہ کو پہنچ گئے تھے میردن جو نہایت دل سوزی سے سراج الدولہ
 کی غیر خواہی بن ثابت تھا کہ تم تمنا گولہ توپ سے جا بزنو ۱۱ اس حالت میں
 لوگ سراج الدولہ کے حضور میں لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادہ کا کہہ کے جان
 شیریں نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے جیتے جی مر گیا میر محمد جعفر خان
 کو طلب کیا اور وہ آنے میں درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگوں کو کہا
 تلوٹ اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان سے اپنے منو سلمان اور نشان
 ماند خادم حسن خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کو حاضر ہوا
 میر محمد جعفر خان ظاہر میں بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تھا اور باطن میں صلحان
 انکاشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے اس نہایت عجز و خاکساری کی جیسا کہ سنو میں آیا
 کہ اپنی گزری اوتار کر اوسکے آگے رکھ دی اور کہا اب ہم اپنی کل خطایوں سے پیشان
 ہیں اور جو کچھ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپ کے جو خواہ نہواب منغل
 اور بھل ہو کر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو کر حقوق پرورش
 معابت جنگ کو شیخ کرتے ہیں اور زمین اوسی مرحوم کی جگہ پر پہنچتے ہیں امید ہے
 بین کہ قصور بندہ کے معاف فرما کر جو کچھ لازمہ بجانب اور مقتضی سے
 حقوق سابق ہو تعمیل کیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائی میر محمد جعفر خان
 نے اوسوقت موقع دیکھ کر جو کہ بجا ہو تھا بطور کار کا اور دغا بازی سے عرض کیا کہ
 الحال روز تمام سے وقت یورش فرما پیشتر جو لوگ چلے گئے ہیں انہیں حکم دیا ہے
 دیکھئے فردا انشاء اللہ تعالیٰ بہت مجبور ہو اس لڑائی کا تدارک کیا جاوے گا سراج الدولہ
 نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میردن کو رسنے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
 شیون نہیں کر سکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو پیشتر جا کر
 مع میردن کے جنگ توپ میں مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متصرف

ہو کر قابو سے تفنگ اندازی کر رہے تھے حکم ہوا کہ واپس ہو کر مورچہ پر آؤ اور اپنے جواب دیا کہ یہ وقت مراجعت نہیں جو کچھ ہونا ہے اسی جگہ ہو جائے گا اور اگر بندہ معاود ہو تو بڑا تفرقہ لشکر میں نمودار ہو گا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان کے طرف رخ کر کے شورہ کیا خان مرقوم نے اول علاج کا اعادہ کیا اور کہا کہ جسے اس طرح پر ہو سکتا ہے باقی آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف و ہراس سے موہن لال کو باصرہ تمام واپس کر لیا جیت چو تیرہ شود مردار روزگار + ہمہ آن کند کس نیاید بکار۔ بجز دگر شکی موہن لال کے لشکریوں کو عجب طرح کی گھبراہٹ ہوئی اور سلاطین پیدا ہو گئے حواس و ہوش کسی کا باقی نہ رہا اور ہر ایک فریاد و ہول دلی آتش کار کی جہنم فرس نے پانچ ثبات قدمی کا اور لکن جملہ پیادہ و سوار یکساں انتظار ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہانک لگا تھوڑی دیر میں ہر ایک نے فرار کی راہ لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکھا نہایت خوف و ہراس و مخصوص تعالیٰ سے کیونکہ بہت کم لوگوں کو اپنا دوست جاننا نہایت اضطراب سے کوئی گھڑی بہر روز باقی رہا تھا کہ خود بھی ہانک نکلا اور ۴ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گھڑی دن چڑھنے کو نکلا جا پہنچا ہر خفیہ تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام میں میری حراست پر مقیم ہوں تاکہ تامل کر کے کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج و دوا کی تدبیر میں مصروف ہو اور وہ سودا کہ ممکن ہو سکے دماغ میں تہادفع کرے پس ان بد لوگوں کو ہر خفیہ ہمیشہ کی اور دلداری سے پیش آیا لیکن کسینہ قبول کیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتیٰ کہ ممد ایرج خان اور سکا سہ بھی جبکہ روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکھ کر کہا کہ خدا کے واسطے اس وقت میں میری ہمراہی سے ہاتھ اونہا نہ اٹھائیں اور لوگوں کو جمع کر کے ہانک نہ دیں اور کچھ نہ مہذرت کر کے اپنے گھر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگوں کی رضامندی کو جسے خود چوڑا مدخرج وغیرہ کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ قبول کر لیا کو عطا کریں اور رات تک خزانہ کو لا رہا اور لینے والوں کے ہاتھ دراز رہے اور رات کو جسکا جسد ہاتھ پہنچا خزانہ اوشا کر اپنے گھر لیکر کوئی کام نہ آیا سچ سے جیسا کہ کہتا ہے۔ ابیات مہاروئی دی لیکن برکمان کہہ کر ایک منظمی نما مذہب ان مہر گفتت پاسے مردم زجا سے پیکر عاجزی و گروہ آئی زبا سے۔ دل دوستان تہ نہ نہ کچھ ہنریہ تہی ہنرمند ہنچ ہنرمند زور پاسے کار کے

کہ افتد کہ در پایش آفتی کہے + عدد و را بکوچک نباید نمود + کہ کوہ گران دیدم + مسک و
 + نہ بینی کہ خون باہم آیند صور + ز شیران جنگی بر آرد شور + نہ مونس ز ابریشمی کترست
 + جو پیشد ز نیر محکم تر است - اسب اسوقت کی زرافشانی ست کیا ہوتا تھا پہلے
 خبر نئی جب ضعف کی دل آزاری کر کے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار
 و مددگار تمام روز منصور گنج میں بسر کیا اور ہفتہ بٹوال شنبہ کے شب کو جب قدر کہ
 ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النساء اور نیز دیگر عورات کے جنگو دوست رکھتا تھا
 رتھہ اور میانہ کے سواری میں ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے برآمد ہوا ارادہ نادانی
 اور احمق اور جبل کو خشکی کی راہ چوڑ کر بکوان گولہ کی اہل اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر
 عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھ بچی قوی دل ہو کر مع جماعہ ریزہ کے جہنہ گمان رفاقت تھا
 پیغام بھیج کر اونکو ملانا اور اونکی تسلی دلوئی اور داد و ہش سے مطمئن کرتا اور
 جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی بیان بھی دینا اور
 براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطبع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکا ہمراہ ہو جاتے اور
 چند ہزار جرأت باہر نکلیا تو کوئی راستہ میں مزاحم نہیں ہو سکتا تھا بلکہ ہر منزل
 و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور کثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن اسکی مجال اور تاب
 اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقبور
 کہ تقدیر کے کارخانے میں دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجزہ اور کشتی پر عظیم آباد
 کی راہ لی - قبل اس ماجرا کے بروقت سے خبر غریب انگلشیہ کی اپنے مقابلہ میں
 شکر ایک قطعہ خط نام موسیٰ شیر لاسٹ ریس فرانسس کے لکھ کر کمال اضطرار اور
 محبت میں بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق نہا بلکہ اہل ہند کے جب کہ
 اوسکے خرچ کو راجہ رام نرائن کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گزرا بعد
 ازان لاسٹ مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام
 اور اوسکے آدمیوں کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑ کے انتقام
 کیا تھا موسیٰ شیر لاسٹ نے سراج محل کے قریب پہونچ کر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ
 کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لیں میجو کوٹ جو کہ اسب ولایت سے
 جزل ہو کر آیا ہے اسوقت عمدہ ہجری میں کرنل کلیف کے ہمراہ تھا لاسٹ کو تعاقب پر

در صورت ملاقات اور عدم استطاعت اہل اسکے ماسور ہوا کرم نامہ اور کتب تک اور کتب و نسخے چھاپا گیا موسیٰ بن لاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر یہی مجر مذکور تھا قبا کر کے تینوں سوہون کے سرحد سے باہر کر کے واپس ہوا۔

ذکر ہے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اور سپرداری تینوں سوہون کے لیے تصدیق اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اوکو نوکروں کے ہاتھ سے اور خوش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپڑ گے گزروں دنیا سے عالم جاودانی میں

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان دربانہ کو موافق دیکھا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی بین توقف کر کے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشی سے ملاقی ہوا اور استحقاق جمعہ دو موافق کے جماعہ مذکور کو باجم رفیق کر لیا اور احوال سراج الدولہ کا تو بخوبی جانتا تھا غایا سراج الدولہ سے نہایت ظلم اور تعدی کر گئی تھی وہ بخیرہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور اسنے ان سب کو دم دلا سی سے اسے ظلمت رجوع کر رکھا تھا پس ایک روز بدیع تمام کے سپہو کے بیچ ہفتہ شوال سنہ مذکور کو منصور گنج کے دو اتجا زمین داخل ہو کر اپنے نام کی مٹادی تمام شہرین کر دئی۔ یہ مٹادی سراج الدولہ کے اور نیزہ زمین کے سلامت خواہوں نے بعد مبارکباد دندرتینیت ارسال حضور کی اور چونچخص کہ کب قدر سراج الدولہ سے نیل رکھتے تھے اونہوں نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر استطاعت میر محمد جعفر خان انشیا کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر نہن ہو کر دولت و اقبال کی بیج نوبت بلند آواز دی اور راجہ دو بندہ رام با تمام نظام تمام ریاست کرنے لگا اور ضبط و راجہ اسباب و اموال واسطے جماعہ انگلشی کے حسب وعدہ کرنے لگا پھر خطاب اور القاب محابت جنگ مرحوم کا اور اسکی منع اور تیرہ خونی نہایت خوش تھا اور دین از تو تھی کہ ایسا ہی اپنوں اسکو مقرر کر دیا علیہ ایسا ہی ہوا اور از نو اسکی بلی کہ اسنے واسطے شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر محابت جنگ کا خطاب نہر میں کندہ کیا

اور شہادت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیت جنگ
 مرحوم کا واسطے اپنے بہائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور مالک محروسہ کے ہر سہ
 سو سبجات میں اکثر کچھ خطوط دلجوئی اور استعصال کے بنا بر مملکت تحریر کر بھیجے اور
 اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو تھ مردان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری
 کیواسطے بھیجا اور میر داود اپنے بہائی کو بھی وراج محل میں تھانایت تاکید سے تحریر
 کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری میں جہد یلغ حمل میں لائے سراج الدولہ کو تو
 دام قضا نے اولجا برکات صاحب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا
 داتا شاہ کے تکیہ میں ایک گھڑی کے کٹوناٹو سے اتر اور کچڑی کھانے کا ارادہ اپنے
 واسطے اور نیز اور لوگوں کے لئے جنہوں نے دو تین روز سے کچھ کھایا تھا کیا
 تقدیر کے کبیل دیکھئے کہ کمان کیخ لائی سے اور قضا کے تھانے پر نظر
 کرنا چاہتے تھے کہ کس دشمن کے ہاتھ میں لقمہ کرنے کو دیالفا جسدا اس فقیر
 مذکور سے زمانہ دولت و اقبال میں کچھ ضرر رسائی کی تھی فقیر مذکور کو جو زخم
 کٹہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدڑی بھاگ رہا نہایت تھکی اور دلجوئی سے پیش آیا
 اور بلخ طعام میں اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادھر انہوں نے
 اکرام کا سہرا سجا کر دیا اور دھراؤ سے کسی منجھتیل کو دشمنوں کے پاس بھیجا چنانچہ وہ سب
 آگاہی پاتے ہی ہمہ شردہ خدا کی طرف سے سبکدوشی و سعادت تمام
 مانند میر داود اور میر قاسم خان مع ہزار بیویوں کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو تھ
 عیال و اموال کے جو کچھ پاس تھا گرفتار کر کے شادمان لوستے بریت ہمیت بسند است
 اگر بٹنوی بد کہ گرفتار کر کے سمن مذروی + الذین جب سراج الدولہ فرمکافات
 کو بچشم پیش نظر دیکھا جن لوگوں کو قابل خطاب نہیں جانتا تھا انکے عتاب کا
 ستمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تھا میر محمد قاسم خان فراموش وقت
 میں صند و چھ زبور لطف النساء کا جو کہ لاکھوں کو مفت تھا و عہدہ سے لے لیا
 اس طرح سے جسکو جو ہاتھ لگائے گیا اور لوگوں نے بھی لوٹ کھسوٹ میں
 حتی الامکان کوتاہی کرنے میں دست کو تھام لیا مہینہ لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی میں تربت
 کی لیتا تھا اور افتخار و اقتدار کی کینہ تھانیا وہ سب عناد و عداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنی

خداوند نعمت کے مقام فرشتہ آباد میں گرفتار ہو گیا تھا اور میر محمد جعفر خان نے نظر
 رکھا ہے راجہ دو بہہ رام کے اس شخص کو حوالہ راجہ مذکور فرمایا تھا ظاہر اودھ کا
 اندر دختہ راجہ دو بہہ رام کے ہاتھ لگا اور اسکی جان بھی اسی لشکر میں مفارقت کر گئی
 اور سراج الدولہ بدزیک شہنہ پندرہویں سوال مسئلہ ہجری کو اپنے نوکران کی
 قید میں فرشتہ آباد آیا جب خلق احمد نے اوسکو اس حال میں دیکھا اور اوسکا باہ
 و اقبال منیر سنی کی ناز پروری جوانی کا شوکت و جلال یاد آیا پرانی مصیبتیں اور
 تکلیفیں ہول کے رحم آیا رہائی کے درپے ہوئے لیکن مقدر لوگوں نے خلیفہ بیکری
 کی طاقت حاصل تھی بطبع موجود اس نظر رحم سے آنکھ چرائی بیجاری ناتوان اپنے
 جی کی جی ہی میں لیکر رہائی میر محمد جعفر خان نے بدعویٰ مسند نشینی کے اپنی قمار گاہ و
 اقامت منور گنج میں پسند کی اور میران کو جو اکبر اولاد اور شاہ خاتم ہمیشہ حقیقی
 مہارست ملک کے لیکن سے تھا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشد آباد میں بھیجا
 یہ شخص باپ سے زیادہ جور و جفا میں آمادہ تھا خدا نا شناسی اور حق منکوشی
 اس کے غیر میں تھی اور ستم اور عداوت دلیں بہری ہوئی اور کینوں پر خون ہرن الدولہ
 کے ہاتھ سے نہوا کہ خداوند کریم کو اس بد بخت کا نامہ اعمال بدی سے
 پہنچا تھا اس سبب سے قتل و سزا ظلم و جفا میں مصروف رہتا اور
 ناممقبول اور اعمال ناسزا کے تعیل میں نہایت جلد باز تھا اور جہدم کہ
 سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنار و بر و طلب کر کے قید فرمایا اور
 رفقا سے حوایان قتل ہوا شجاعت سو جو غیب زادہ بادہ ہر شار تھے اس کا بدعو
 برسر انکار ہوئے آخر الامتیہ ہی بیگ نے جو بدو شعوری سے ملک پروردہ ملک
 کا تاج و سراج الدولہ کی آمان یا وادی نے کسی بیگس کی لڑکی کو پاکیزہ کو شادی خوا
 اس میں شادی کے ساتھ باہ و دیا تھا یہ سب احسانات آقا سے ولی نعمتوں کے
 فرستے تھے کہ ان ملکوت و غلامی کو اختیار کیا اور دو تین گڑھی قید ہونے کے بعد
 سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکھا کہ یہ احسان و ماموش
 ہوا تھا یہ دیکھ کر کہ میر سے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوس نے سرنو
 کر دیا اسی میں اس پر کرا کر آیا سنی نہیں ہو تو کینوں کو سزا دینا چاہی کہ کینوں

پہلے اس نے کہا نہیں البتہ حسین قلیان کے خون ناحق کے انتقام میں قتل ہونا چاہیے
 جلاد مذکور کا فرزند کیش احسان فراموش نے تیغ بیدارین کے نیچے جذب ضرب بیکڑا زمین
 پر مارے پس زمین پر گر کر کہا بس کہ کا میں تمام شد و انتقام باسجام رسید اور جان
 شیرین نے کابلہ خاکی سے مفارقت کی اسوقت اس بخت نے تلوار کو میان
 میں کر لیا اور اسکی لاش کو ہودج فیلی پر رکھ کر بطور تشہیر کے شہر میں گھومایا
 کہتے ہیں کہ قلیان نے جبکہ کمرہ راج الدولہ نے حسین قلیان کو ذبح کیا تھا
 بدون ارادہ ضرورتاً ہاتھی کو روکا اور راج الدولہ کے خون کے جذبہ اوسے
 سرزمین پر سیکے فاعبتہ وایا اولی الابصار نظم جنین بود گردیدن روزگار بدستگیر
 و بدعہد ناپایدار و منہ بر جان دل کہ بیگانہ ایست و پو سطر کہ ہر روز در خانہ است
 و نہ لایق بود عیش باد لبری و نہ کہ ہر باد دشت بود شوہری و ہر مرد ہشیار دنیا
 خص است و کہ ہر مدے باے دیگر کس مست و نہ کوئی کن امر و چون وہ تراست
 و کہ سائے دگر دیگرے وہ خداست و اگر گنج قارون بدست آدری و نہ مذکور
 انجی بخشی خوری و الغرض جسوقت اسکی لاش تشہیر ہوتے ہوئے اسکی ماں
 کے دروازے پر پہنچی شور غوغا ہونے لگا حال پسر پوچھا گوگون نے تمام گزشتہ
 بیان کی کہ اس طرح ظلم تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا
 ہوش باختمہ دوڑی خادم حسین خان نے اپنے کوسٹے پر جو سر بازار اسکی
 والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تھا اپنے بیٹا کو ٹوک دیا کہ اس نے ضعیفہ
 بیچارہ کو دیکر عورات ہمراہی کے سونوں سے مار کوٹ کر دی اسکی گانڈ کر دین امنوں کے سطح کا
 ظلم کیا کہ اوسکے باپ دادہ کا پروردہ تھا اور اسکو اس طرح بھرتی اور ذلت سے قتل کر لیا اور اسپر بھیم
 طرہ کیا کہ یوں حکم دیا کہ ان عورتوں کو ماریٹ کرانڈ کر دین اگرچہ اسکو ٹھاک کیا تھا مگر عورتوں کو تو دلاسا اور
 تسفی دینا چاہی تھا الغرض جسوقت کہ راج الدولہ کو لائی تھی میر جو بیٹہ خان سوتا تھا اگرچہ افراطیات سے
 اسکی بیداری جو اس سے بڑھ کر تھی مگر خاص کر اسوقت کہ دست جلوس رات کو فتنہ نگ دو با لاسی اوسکو
 لڑکے سے قبل اسکی باپ کو اطلاع ہو سکا کہ تمام کردیا ہے و جا کا میران کو خیمہ دیکھنا نام نہاد قید و غافل ہر
 اوسنے ہنس کر جواب بھیجا کہ میں ایسا بے خبر نہیں کہ بیچ اسے امیر کے مقابل کرکے
 اور جو کوئی اوسکی پاس جانا اوس سے فخر یہ کہتا کہ باپ نے اسے اسوقت اسکی بیٹا ہونا

عالم
 و ہر مرد ہشیار دنیا
 خص است و کہ ہر مدے باے دیگر کس مست و نہ کوئی کن امر و چون وہ تراست

اور بیٹے پیشہ ہی اور سکنا نام نہاد یا یارون تم بھوپین بھی تو مہابت جنگ کی ہمیشہ
 کا چراغ ہوں پس کیونکر نہ سچ ایسے امر کے غفلت اور کامل الوجودی کو کام دون۔
 خلاصہ یہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشہرہ و خاند شروع
 کی کہ دلیع ہو کر اطاعت میں رجوع ہوا اور وہ بھی زمانہ سازی کے جوابات لکھنے لگا
 اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حکیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
 لکھا کہ اپنے پاس طلب کیا مرزا سے مذکور سب الحکم سراج الدولہ کے قید تھا بیچارہ
 محمد جعفر خان کیا اس آیا یہ شخص سابق سے بہت قصاصے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
 سے رابطہ اتحاد رکھتا تھا اندون میں کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
 جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اس کے قرب سے مجبور و اخراجی تھے
 اور عظیم آباد میں گھر تھا اور صغر سنی سے جیسا کہ جاسٹیس میر محمد جعفر خان سے رابطہ
 ضبط تھا امیدوار ہوئے کہ ضرور عظیم آباد کو جاویں گے کیونکہ فائدہ کورہ الدبندہ سے
 نہایت اتحاد رکھتا تھا جب بندہ کسی تقریب سجد و انہر سدا آباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
 بندہ کی ملاقات کو آتا بعد بندہ اس کے باز دید کو جاتا تھا اور میرن بربب حادث
 سن کے جو بندہ کے ہم مرتبہ خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگوں کی طسح
 تعظیم اور تکریم سے مجبور ماننا اور پیش آتا جیسا کہ سعادت مندان خرد ہو تو دین و لسا ہی ہمیشہ
 فرط ادب سے میر سے روبرو حقہ نین پیتا تھا علاوہ سرین نفی علی خان بندہ کو چوڑ
 جانی سے میر محمد جعفر خان کو اس مرتبہ دوستی تھی جس سے بڑھ کر ممکن نہیں لہذا اس کو
 یہ گمان ہوا کہ گویا میر دولت اس کے گھر آئے اگر کچھ بھی نہ تو نیا بت صوبہ عظیم آباد
 کی البتہ اس سے پہلے اسی وجہ سے عربی مبارکباد لکھ کر ارسال کی اور خود بھی بنا بر
 اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاونت کر کے والدہ اور جمیع اہل عیال
 کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ میں اور ہی
 ہوا سہائی اور پھر فکر غمت کو بڑھائی تو اولیٰ گنایت دلت میں پائی رنیر میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہیں کہ
 آدمیت لائی ہو رکھتا ہو اور اس سے امید اتقا سے حقوق سابقہ رکے جاوے
 کہ قدرت مائل کر کے بنارس میں ٹر گیا اور نفی علی خان کو بھی مانع حجت ہوا اگر انہوں نے
 سنانہ اخوان و فشیان کے عظیم آباد آئے جب اس کے ورود کی خبر ناظم وقت کو پہونچ

ہر اب عرس ہی قلم انداز کر کے راجہ رام نرائن کے ساتھ میر محمد علی علیہ السلام کی
 اور حکم دیا کہ نفی علیخان کو مع ہمراہیوں کے بنارس لوٹا دے اور سو قتلہ نفی علیخان
 کو میر علی علیہ السلام کی یاد آئی اور بدست برہمائی کہ جس وقت میر محمد کا حکم خان برادر
 میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگرتی پر ہوا تو میر محمد علیہ السلام
 تھا اور زمانہ سازمی اور خوشامد کی باتیں مثل فلکربانہ سے زمانہ اس کو نہیں آئی تھیں
 مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصائیں خوب رکھتا تھا بندہ کے ساتھ یہاں سید علیخان
 نے بھی اس کے پاس جا کر یہ ماجرا سنا ہر کیا کہ راجہ رام نرائن نے اپنا چوہدار
 بیجا ہے اور چلوگوں کے بنارس لوٹ جائے گا حکم تاکید دیا جو اس حال کو
 دریافت سے نہایت آردہ ہوا اور رام نرائن کو لکھا کہ ہم ان سے شریک نہیں کر
 لکھا اخراج شہر سے منظور ہے چارے بھی نکالنے کی حکم کرو راجہ مذکور نے نہایت
 عذر خواہی کر کے کہا کہ مجھے ان لوگوں سے کچھ کام تھا مگر آپ کے برادر صاحب کو
 یہ وجہ حکم یہ تعمیل ہوئی اس کے جواب دیا کہ اوہنوں نے پوچھ تو کر کیا ہے
 اور اس سرافیت کی طرف مائل ہو کر ہیں اور احسان فراموشی اور رافضی و شنی اپنا شعار کیا ہے
 اس کا تدارک ہم کرتے ہیں تم سے کچھ کام نہیں وہ خاموش ہو گیا اور اس
 بزرگ نے جو کچھ اس کے دل میں آیا زبان قلم کے حوالہ کر کے یہ محمد جعفر خان
 کو لکھ بھیجا جب خط پہنچا وہ متنبہ اور نادیم ہو کر اس کے ارادہ فاسد سے اڑا
 اور یہی کہ برادر یعنی سوادھی ان لوگوں کو بد رفتاری کر نہیں مفت بخش حال میں لکھا کہ بد رفتاری کرنا
 متاقتب بندہ بھی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نفی علیخان میر محمد علیہ السلام
 سے نہ آیا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو سننے سے سزا ملے
 بندہ نے انکی تشویش دیکھ کر دیکھی کی کہ بندہ اپنے ور دوسے رام نرائن کو
 مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہوں ورنہ ابھی واپس ہونا ہوں نہیں
 رفقہ لکھ کر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی میں جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے
 واسطے طلب فرمایا اور قاضی کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور
 والدہ کے مقیم ہوا کبھی کبھی راجہ مذکور کے دربار میں آمد و رفت کرتا تھا تاکہ علیخان
 غلام سواست جگہ مرحوم کے شورش کا غلطہ پیدا ہوا کہ باتفاق اجل شک کا لیتا

دیوان شوکت جنگ نے جو پورینہ میں خروج کر کے ولد موہن لال یا اسکے نایب کو قید کیا اور خود دہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خیر آمد میر محمد جعفر خان کی مرشد آباد سے گرس ہوئی اور بے تلوم ہوا اور دافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ المفاہے نائرہ فساد اور تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوئے ہیں جسکی تفصیل آئندہ تحریر ہو جاتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کی غنیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر نظام عظیم آباد اور تالیقہ راجہ رام نرائن وغیرہ کے

جب مرشد آباد میں انقلاب عظیم اور فترت جسم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال میں مصروف ہوا راجہ رام نرائن کو بھی پلوان سنگھ اور راجہ سندرن سنگھ وغیرہ نے یہ دلالت اور ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوند زادہ کے انتقام پر لشکر کشی کرے مگر توفیق و جرات نے رفاقت سنگی ہر چند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا مگر مصلحت میں زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان سے اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھے خبر اور غیر وقت اول صبح کو رام نرائن کے بارگاہ میں داخل ہوا ہے کہ سب نے اپنے مانڈ بلا سے ناکامی اور واپس سے آسمانی رام نرائن اسے حرکات اور جرات اور دلیری سے وقت سے متوجش ہو کر دوسرے بارگاہ کی عمارت میں جو اسکی سفید میں بنا تھا جلیقا اور کچا ہوا خواہ ہی وہاں جمع ہو گئے اور گلہ اس طرح کے آئی کا لیا اور رام نرائن نے بھی اندر چلی کی اور اس کی معذرت کہ اس وقت ملاقات نہ ہوگی زبانی کسی شخص کے کھلا بیجا اور میر محمد کاظم خان اور اس کے بانی سے بدگمان ہو کر اپنی مجلس میں انکی شکایت کر کے لگاتار آنگہ میر شرف الدین جماعہ دار جو کہ شہارہ دلہ اور سرفراز خان کے ملازمین میں تھا اور بعد اوندے مہابت جنگ اور سراج الدولہ کا رفق رہا اور نیارین میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسی گینڈا مل جلکت سینہ کا کماشتہ رام نرائن کے دہلوی میں مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے پہنچا اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اسکا داروغہ دیوانخان تھا بعد کشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط پیر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورینہ میں بس کر تا تھا اور نیز اچل سنگھ کا بیٹہ دیوان شوکت جنگ نے نفع موہن لال کو عین

پر گئے تاج پور اور سرسری پور اور گوندوارہ اور گندہ گولہ وغیرہ کا متعدد ہو کر زرو نام حاصل کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جسکو البتہ نو برس منقضی ہوئے دیوانوں سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ مانند رنایا سے بنگالہ کے نہایت نامور اور ہر شخص کے مطلع ہوئے ہیں حاضری علیخان اور اچل سنگھ کی نہایت سفاهت سے وہاں کی سپاہ کو متفق کر لیا اور نایب موہن لال دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کر لیا اور حاضر علیخان کو مسند علیا اور اس سداوسکا دیوان اور دارالمہام ہوائی الحقیقت حاضر علیخان کو نام کے واسطے مقرر کیا باقی کل کار و معاملات اوس ہی بندو کے اختیار میں تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نرائین نایب بنم عظیم آباد (پراعتما تھا) وہاں کا جانا اور از جانب دلچسپی ہم یہ بیان مناسب ہے کہ اس نے اپنے ہی راستے پر کار بند تھے میر ہو لیکن خدا تعالیٰ کو شکر و توفیق ہے کہ اس موقع میں پورنیہ کے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دونوں جگہ کے انتظام کو اگل شام اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہوں اصل میں جو عیسائی گنہگار و عیسائی پتا ہی واقع ماہ صفر الحکامہ جبری بنوئی کو غصہ کر کے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو سرگد آباد میں نایب ارکا ادلی منزل میں میدال ہونا مقام ہوا میرزا احمد صدیقی بڑا جتنی سراج الدولہ سستہ ہوا کہ قید سخت میں تھا اندیشہ ناک ہو کر حکم قتل صادر فرمایا۔ وہ سہم کہ اوس بچا رہ کو تھوڑے میں جو کہ شالی دو شالہ پر لگا کہ پانچ بیٹے میں کشا کر لیا اور اوس کشا کش میں مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور بھیجی سنگا کہ زیر قاتل سے مسوم ہو کر مارتا خواہ اطرحا اسکی روح کو تھوڑا خواہ مطلع زیر دیا گیا جہاں اس بچا پیو کہ کاشکی باگردن بڑا اور بعض معتمدین کہتے ہیں کہ اسے قتل کا سبب راجہ دولہ رام کا خوف ہوا جو کہ اندک مدت میں صحبت ہندو گروا چاق ہوئی شاید سبب یہ ہے کہ راجہ دولہ رام چونکہ شمدی عہدہ صابنت جنگ اور مشر راجہ بانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد میں صاحب بالکی بہادر دار اور نوبت کا تھا اور میر محمد جعفر خان نے اس کے زیر سایہ مہارت رکھ کر اسے خیانت بخشی تھی گری سے حفظ پایا سپاہ پر اسان رکھ کر جو نفع اٹھائے راجہ مذکور اپنے جان واپرو کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تھا اول میر محمد جعفر خان سے شریک نمودا اور آخر کار اپنے دل میں میر جعفر خاں کی اطاعت سے نامور ہو کر میرزا محمد علی کو اکثرین

ہوا بلکہ بعض کو تعزیر تحریر کیا کہ اس کے والد کو کہہ کے جانی کو جس طرح ممکن ہو مجھے تک پہنچا دو میں اس کو
میر محمد جعفر خان نے یہودی کیا کہ اس کو سیاہ کا رتھ دو لہبرام کو طرف ہر اور فراوانی زیست بھی کر دے اور اس کی
سنبھلے اور اسے بجارہ کو قتل کا روادار ہوا ہر حال اس کو قتل کر دیا نیز زمین فارغ البال ہوا میرزا کو نے
اسے چھ تین بجائے شہادت جنگ کے سمجھ کر اس کے علم کو اپنا علم بنایا چنانچہ حاجی محمد علی م
کو داروغہ دیوا ن خانہ اور راجہ راج بلہہ بنگالی بنانگیز نگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جو کہ اسے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تھا حقیقت میں کچھ نہ تھا کیونکہ اس کو
قرابت کی صورت یہ ہو کہ اس کے سید خادم علیہ ان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تھا اور خادم حسن خان اس کے بطن سے بنین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری سے پیدا ہوا اس وجہ سے اس کی خواہر زادگی میں مداخلت کرتا تھا
اور جو اس طرح قرابت اور یگانگیت اس پر میر محمد جعفر خان کی ساتھ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تھی والا یہ کہ بندہ مورخ نے لکھا ہے اسے سید رہے کچھ اس کی اصل نہیں ہے
اور یہ مجلس میں میر محمد جعفر خان کو کہا مو کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
اور ہنسینی تھا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشائی بنی اور عیاشی میں دونوں ہاں شریک
اور جو کام کر نہ کرتے تھے اور مطعون زیان خواص و عوام ہونے کے ان دونوں کو ربط ضبط تمام تھا
لیکن یہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب میں ہوشیار اور
سبک سہری اور بیغیرزی بین غالب اور برکات بولایہ زیادہ رکھتا تھا چونکہ مولت جنگ عوام
کے نوکری میں دوتوں پور میں رہا اور زبان کے داخل خارج اور راہ و رسم سے
بخوبی ماہر تھا اور ان کی حکومت کا آرزو مند تھا اور اس رفاقت کی عومن میں جو
ہر وقت تھے اور سراج الدیوبہ کے میر جعفر خان سے اس کے لئے اور فی الحقیقت اس کی
پناہ میں بسبب کیا کیونکہ سراج الدیوبہ خادم حسن خان سے بھی باگمان اور اس کے اندر
اور اخراج کا خواہاں تھا تو یہ کہتا تھا کہ چون خداوند تعالیٰ سے تم کو یہ ملک و دولت
عطا فرمادیا ہے کہ شہ پور میں بندہ کو عطا ہو جسب حاکم نریلیان کا بنگامہ شرف
ہوا اور میر جعفر خان اس کے نادرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان نے جو زر
سعد و درماتھا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کر کے میر جعفر خان سے
جاہا اور ریشہ طعنا کر کے اس کو ملک و دولت پور میں اس کے اس شور و فساد کے فرو کرنے کا

کہ شہید ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور بیہوش تھا خصوصاً سوقت میں کہ دولت و اقبال نے سازگارمی کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تھا لہذا مئی ہو گیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالہ قریمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قریبی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی و جنگ اور سراج الدولہ میں تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے تباہ تالیف قلوب افزائش رسالہ اور بعض افواج بخش گیری پر زیادہ کر کے غلام جعفر خان کی مدد پر مقرر فرمایا۔

ذکر ہے جانے خادم حسن خان کا پورنیہ میں اور حاضر علیان پر قیام ہونا اور مجاہدان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود توراج محل میں مقیم ہوا خادم حسن خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسکی فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کر کے عبور لگایا اور اپنی مخلصیت مراسلات بنام روساے سپاہ اور رعایا کو پورنیہ کے جنک و شناس رکھتا تھا متعین وعدہ و وعید اور تالیف قلوب تحریک کے حاضر علیان اور اچل سنگہ مغور و دہلا خطہ اندھام چہ سات ہزار پیادہ برت انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جو کہ بننے لگے علیا اور اوس دیار کے تاثیر آب ہوا سے چین اصلی رکھتا تھا بارادہ مدافعہ خادم حسن خان کے جائے مناسب پر سنکر اور مورچے بنوائے اور رتن پان نامہ نجومی نے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا نوید پہنچا اطراف موزچال کے بتو نیز خود مقرر کردہ اور حاضر علیان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے سنکر میں جا ہزار نفا کو زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسن خان قریب آیا دو نوا طرف خوف پہایا خادم حسن خان نے خود استمداد فوج ٹی میر محمد جعفر خان سے کہا اور جلد عرضی لکھ کر اطلاع کی کہ حسب وعدہ کی قدر فوج اعانت پر روانہ کیا وے سپاہ پورنیہ کے قلوب میں ترنزل پیدا ہوا کی قدر براہ فرار مفتوح ہوئی کئی نوا کو خوف کہا کہا کہ اپنے گھر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جامعہ حاضرین میں قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

سب تقریر میر محمد کاظم خان کو خادم حسن خان کی مرد پر سچا یہ شخص نہایت علم و فضل اور ہمیشہ طرز و اطوار جنگ و جدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی و تسفی دینے میں مہارت فوج کے بہت چالاک و طرار اور بذات خود بھی مستعد و آمادہ لڑائی ہو جاتا تھا ایسے ایسے سبب سے حملہ سوار و پیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار و سپاہ پورہ کی اضطرابی سے ماہر ہو کر مقابلہ مناسب سمجھتا کہ بے اعانت دوسرے کے نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کر کے بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسن خان مع فوج کو دیدید ہوا حاضر علیخان کی سپاہ الیچو اول سر بیناک ہو رہی تھی بے لڑے بے زور تھی کہ دیکھتی ہی گریزان ہوئے حاضر علیخان عاجز و حیران ہو کر یا ہر چلا گیا ظاہر ان ہر سہ صوبہ کے حدود میں چل کر کسی جگہ پر جا کر سر اوٹھایا اور خالیجاہ میر قاسم خان کے خدیوین دوبارہ اگر قید ہو گیا پھر کچھ اوسکا پتا نہیں ملا خادم حسن خان داخل پورہ ہو کر خانہ سے معمورہ محلہ جنگ میں مقیم ہوا حکم دیا کہ نقص کر کے اچل سئلہ کو حاضر کرین وہ اس نگر سے کہ بندہ تو مستعدی و جوش کیا ہو سب بدنامی حاضر علیخان کے نام سے مانگے نہوا تھا مگر فرار ہو گیا خادم حسن خان نے بیخبرج کا کاغذ لیکر سب شخص نے کچھ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر فراریوں کو بغیرت کر کے ہتھکڑیاں لٹائی و سب سے المذاحت و البس لیا اور حبس بھی جایا اور خطہ میں آیا و میاٹور و وضع پر کر دیکھایا اور پاس خاں سرسی شریف و رئیس کا کچھ بھی لکھا لوگوں کو ظعن اور کٹنا یہ سے جس قدر ہو سکا سنجیدہ کیا اسی ضمن میں میر محمد کاظم خان چوٹیا خان خان سے ملحق ہو کر بعد چند روز کے مرض میں میر محمد جعفر خان سے آگیا اور خادم حسن خان اپنے ملک کے انتظام میں مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان خیم جو کہ موافقات عطیہ موافقت جنگ اور سیٹ خان کے تعلقہ پورہ میں رہتا تھا اس گمان سے انجمن کا بھی کام ہے کہ دولتمندوں کو احکام دروغ بخوم سے خوشنود کرین بیخوف تھا کہ خادم حسن خان کو مجھے کہ عداوت نہوگی اوسکے پاس جالہ و موافق ہو انا ہم و رفقاء نے مجھ دیکھنے کے استہرا شروع کیا کہ اسے رتن پان اپنی ساعدت میں نہ سے نکلے ہوئے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام بھی ہے جب کہ دوسروں کے واسطے تیغ ساعدت کرتے ہیں تب اپنے حق میں کیوں قاصر ہوگی

ابو سہل کو کہ حاضر علیان کے واسطے بھی ساعت عمدہ ملا کہ روایتاً اس کلام سے حق مذکور
منفصل ہوا بجز دشمنی کے اور سنے حکم دیا کہ اسکی ناک کاٹ لو تاکہ اسکی خود بینی
لوگوں پر ظاہر ہو بجز حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع مل شکر کے غیبت
علیہ السلام آبادی۔

ذکر نے غیبت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے قسیم آباد کو اور
راجہ رام نرائن کا مسواقت کرنا کرنل کلیف وغیرہ سے اور محکمہ پرنسپا
ان کے شرف و سادت اور یہ واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال سرتاسر ہے

جب راجہ رام نرائن کو اس کے عزیت کی خبر ملی نہایت ہلشاک ہوا اور سبھا پر ہی بھلائی نذرۃ انگلیتہ کے
بہ افتت میں رہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اس کے توابعین کے قول و فعل کا اعتنا تھا
اور یہ بھی جانتا تھا کہ بعد سب محسن کش بقدر شناس ظالم خدا تریس میں کہ اسے قول و فعل کا احوال
خیال و پاس نہیں چڑھا تو اوردو نشان بدکردار کے ہوتے ہیں اور بدو متبع جس طور پر اور
روشن پر قدم دہرتے ہیں وہی سب ہمیشہ کرتے ہیں لاچار گنبد امل کو انیا وکیل بنا کر
کہا کہ سب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مٹھری خط میری واسطہ لادو تاکہ بندہ مطمئن ہو کر اور
خدمت میں حاضر ہوا اور مسودہ درست کر کے اس کے حوالہ کیا گنبد امل نے میر محمد جعفر خان کے
پاس جا کر عرض کیا کہ راجہ مذکور بالا تو مسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہیں ہوتا اگر انکی طرف
سے کوئی خط دستخطی اور مٹھری اس کو ملے تو البتہ مفت رہ جلد فیصلہ ہوتا ہے
اور سب جواب دیا کیا مضائقہ گنبد امل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کر لیا
دکھلایا جعفر خان چونکہ چند ان خط و سواد نہ کہتا تھا اور نیز نشہ رنگ علاوہ اوپر
کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا
اسی وقت وہ مسودہ پیش کیا غدر جید ماعنی کر کہ توجہ دیکھو اور زمین کا نوا کہا مضمون و سکا زانی کہو
اور نواں نے اوکا مضمون سب مٹھری عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے ملکر لادو
گنبد امل نے جلد جا کر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکھا لیا اور کرنیل نے مسودہ
اسے پاس رکھ لیا اور سکا مضمون یہ تھا کہ آپ دلمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور جوہر

کے حفاظت اور خدمت تعرض محاسبہ میر سے ذمہ ہے گیند امل وہاں سے عظیم آباد گیا اور راجہ رام نرائن کو خط پہنچا کر مطمئن کر دیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کر لیا اور اپنی حمایت اور حفاظت معاحب موصوف کو جانکر اور اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کر کے اور ساعت نیک دیکھ کر نعل مکان کیا تب وہ کو کہ تالیف قلوب کر کے اغلب اوقات خواہانہ ملاقات رہا کرتا تھا منور ہو کہ اوسکے ساتھ ملا کر کیا جاوے لہذا جس مکان میں کہ اوسکا پاترا بے بوجہ تھا اور دور و زمر مقیم رہا تھا کیا اور رقعہ مختصر لکھا اور کیا تب عین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تھا کہ بندہ مالالہی کے بھی کبھی کام آوے گا اگر مناسب ہو ہم کاب ہووے اوسی رقعہ پر مختصا کئے کہ ہم بالفعل مشوش ہیں لیکن آپ کا حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب باکا میل معاودت ہو رہی آپ کی خدمت پہنچا دے گی بندہ مخلص ہو کر گھر آیا اور وہ اول سید باکر نیل کلیف کے پاس گیا گیند امل کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہوں نے کہا کہ یہ جعفر خان کے پاس جانا چاہیئے انگلشیہ کی ملاقات میں چند قباحت ہیں۔ رام نرائن جو کہ مرو عیا کرتا اور ایسے کاموں میں بہت ہوشیار کنا مردمان بازار کو نکالے راہ جعل نویب سے باتیں خالی نہیں کرتے اصل تو بھلا کیونسا اور کر نیل موصوف سے جا کر ملاقی ہوا اور سننے کسی سردار کو ہمراہ کر دیا تاکہ میر جعفر خاں کی خدمت میں پہنچا دے یہ امر میر مذکور کو گران گذرا اور کس قدر ملال راجہ مذکور کی خدمت سے دل میں پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلا نے طرف ہمارے خیمہ کے رام نرائن کا خیمہ ہو چونکہ اب راجہ مطمئن ہو گیا تھا حسب الملک تعمیل کی اور باہم دو تین منزل طے کر کے بانی جعفر خان میں جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرق رویہ اب گنگا واقع ہے نہرے نقی علیخان اور سید علیخان اور غالب علیخان برادران بندہ میر محمد کاظم خان کے وسیلہ سے میر جعفر خان کی ملازمت میں مشرف ہووے اور بندہ نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ کس قدر احسانات سابقہ ثابت جنگ سراج الدولہ کو اوسکی گردن پر سے ایک ملاقات درجہ لاچاری کو کی کیونکہ بندہ کو اوسکے وضع سے ترغیب نہتی دو تین مہینے عظیم آباد میں اقامت ہوئی شاید دو یا ایک مرتبہ دربار گیا تھا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر متوشش سکرانہ مشتاجہاں

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان میں رہتا اور دہلی میں عمر گزارنا ہر چند اس وقت میں عسرت اور تنیدستی بدرجہ نہایت تھی لیکن یہ شہر جناب شیخ علی حزمین اسکنہ اللہ تعالیٰ نے اسے علیین کا ورد زبان تھا اسے مطرب سماع برکش و ساقی شراب دہ پیام را ببال و فلک را جواب دہ یہ میر محمد جعفر خان کو نیز شمس الدین سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عند سراج الدولہ میں جب میر محمد جعفر خان مضطرب ہوا کہ سید درویش بھی تشریف نہ لایا تھا اس وقت میں کہ میر جعفر مالک خزانہ و دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوئے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ جو بہتین سبب میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار اس کے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اس قدر سلوک اس کے ساتھ نہ کرتے مگر برعکس دیکھتے ہیں آیا دنیا لینا در کنار خلوت میں بار نیا تھا بدین خیال کہ چونکہ مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تیار تھا ایسا نہ فرصت پا کر کلمات کسر شان نہ کہہ سکے اور کچھ ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان نے عذر کیا تاکہ اول سے اس کی زبان بند کر دے کہنا کہ مرزا صاحب سبب آپ کے احسانات التزام میں نہیں گئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھر میں غافل نہیں ہیں لیکن کیا کیا جاوے کہ زرد و خرد صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات سرانجام دینا ضروریات سے ہے جو وقت اس عمر سے فراموش ہوتا ہے آپ کی خدمت گزار میں سے قاصر نمونگامز کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ میں اس میں بقائے لگا نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمائیے کہ مجھے رشتہ آتی سہ کیا کروں افسوس اور مدام افسوس کہ سراج الدولہ نے میر محمد کوٹ کر بھرانہ کھڑا نہ مینا استوین بھمی خدمت گزار میں سے مقصر ہوتا۔ میر محمد جعفر خان کو جو اہرات سے نہایت سود تھا کیونکہ میر ایک مدت کے ہوس کر گزری تھی اب سراج الدولہ کو خزانہ بادشاہ کا لڑکا تھا چنانچہ دونوں بات میں جو اہرین سمرن ایک ایک ہاتھ میں چپے چپے سات سات پہناتا اور مالہ مروارید بھی تین چار گردن میں ڈالتا تھا اسی قیمت سے اس روز بھی بیٹھا تھا مرزائے کما کہ چند سنگ پڑ جو دست و گردن میں حاکم ہیں آپ کی یہی قیمت نہیں کہ خود بدولت کے کام آویز ہاں اس قدر ہیں کہ اگر انہیں ہاتھوں سے اس مخلص کے ملنا چاہے لگا سے نہایت

خوشی میرے دل کو ہوتی۔ چونکہ مرزا سے مذکور بھی جعفر خان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تھا کسی نے ہوشی خبر خاں صاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگوں نے کرنیل ثابت جنگ کے آدمیوں سے خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً وسوقت مرزا بھی حاضر ہوا بمحرد میر جعفر خان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ کیوں جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہیں نہیں جانتے کہ کرنیل کون ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا نے کٹر سے ہو کر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل صاحب سے مقابل ہوں اور کبھی مجھ سے ایسا خانوگا میں اپنی حقیقت خوب جانتا ہوں علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہیں آپ کو اونکا لحاظ و پاس خاطر اس قدر ہے پس میری واسطہ کوئی طرف نسبت نہیں ہو کہ مقابلہ ہو پیش آوں اور بربر ہوں بندہ خود برہنہ کو اونکھرا اوسکی گڈھی کو تین سلام کرتا ہوں نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی کرے اور یہ گڈھی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محسن جو قوت ہو مگر بدولت کرنیل کے اس رتبہ پر پہونچے۔ القصد بعد چند روز کے میر محمد جعفر خان نے عیش و نشاط و عیاشی و خود فروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بہائی محمد میر کاظم خان کو دیوے راجہ رام نرائین سے صوبہ مذکور کی داخل کا محاسبہ چاہا اوسنے تو اسی دن کو انگاشہ سے سازش کی تھی جلد اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کھدیا کرنیل نے میر جعفر کو پیغام مانعت بھیجا اور سفارش رام نرائین کی درپردہ کی گئی اور میر جعفر خان مجب و مضبوطی سے آشفہ ہو کر بولا کہ مجھ کیا بات ہے کہ رام نرائین صوبہ دارا کرے اور میرا بھائی محروم رہے بہر کرنیل نے کھلا بھیجا کہ ہم اسی واسطے اول تم کو مرشد آباد میں ملتے ہوئے تھے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور میں دخیل نہ کرو کیونکہ ہم جاگیر تھے کہ تمہارے کام ہماری۔ اسے کے برخلاف ہوں گے اور جب ہم درمیان ہونگی ضرور دخیل دیونگے اور اسی وجہ سے ہماری مداخلت معاملات میں موجب ملال و رنجش ہوگی مگر تنے کچھ نہانا آج کہ ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون نمد و پیمان ہمارے معروضات سے لکھا اکیونکہ خلافت تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میر جعفر خان نے تحریر خط سے منکر ہو کر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بھیج دیا جسب مسودہ پڑ گیا میر جعفر نام ہو کر گنبد اہل اور منشی سے برہم ہوا وہ بھی رد و بدل میں اس جعفر خان کو لڑ کر دیتا

خدا سے یہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کر نیل کلیف اور بجالی رام نرائین کی کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اس نے اظہار ارادہ سے نادم ہو کر رام نرائین کے دلوئی میں مصروف ہوا ہر چند اوسکے دلین کوئی کینہ اور قصد عناد نہ نصب ہو لیکن خوب سمجھتا تھا کہ مفت رمنہ ہندوستانیوں نا انجام بین نہیں ہے اس امر میں اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہو گا خدا معلوم کہ طول کمان تک ہو جائے اور انجام کار میر ابھی سر اس سودا میں جائے لہذا اپنے بھائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ و حسب طریق بزرگانہ جیسا کہ چاہئے وعدہ عطایا سے خوشنود کر کے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران میں لے لیا اور کامگار خان اور میر جعفر خان کو تین ابتدا سے تسلط سے با امید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو عریض نیاز سال کیا کرتا تھا با امید داد پانے راجہ سندرسنگہ کے مقدمہ میں جالباب حضور میں آیا اچکل کا وعدہ ہو کر کرتا تھا راجہ سندرسنگہ نے اسے دانائی سے رام نرائین کے توسل میں میر جعفر خان کو بھی شغل دیگر عوام کے جانیتھا اور بان کہی کہی دربار میں اوسکی آماج رام نرائین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی ہو گیا کامگار خان بموجب ایسا رام نرائین کے اور بموجب مرضی راجہ سندرسنگہ کے مقید ہو گیا اور بموجب ہمنہ میں پنداد سیکھنے ہیمہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو نہیں دیکھ سکتا ہے اور خوشی میں سامان رنج کے دکھلاتا ہوا طرح طرح کا غم ڈالتا ہوا میر محمد جعفر خان نے جیسا کہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہو کر فقر سے فائدہ کا جو کم کیا اور اچھا اچھا علم عام کھلوا یا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور امداد از جہنم ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین پہنے لھو و لعب شروع کیا اس عرصہ میں رام نرائین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا دربارہ واگداشت جاگیر ات قدیم پر گنہ چھلا اور داماسے مونگیر اور دیہات بنی نگر اور مولانگر کے عرصن کیا جعفر خان نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ کہ جو ہمیشہ دربار میں آمد رفت کرتا تھا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضی آشنائی سابقہ کے توقع فطیم کرتا تھا اور بالفعل بھی سر نو مصاحبت میں امیدوار کرتا تھا ہا کہ دفعہ کرم سے علی نقی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جائیزات کے بارے میں کچھ منظور ہو

لکھن میں جا کر دستخط کر دوں تھی علی خان نے اس کے مافی الضمیر دریافت کر کے سوال پیش کیے اس نے راجہ رام نرائن کے نام دستخط کر دیے دو نو کو خوشنود رکھا اور چند روز چھل ستون میں اگر رہا اور رسوم ایام ہونی کے انجام ہوئے جب دو تین روز اوہ کے موسم کے باقی رہے ریگستان دریا سے گنگا کے درمیان میں جہان ایک چوٹا سوتا بتا تھا عبور کر کے سر اپردہ برائیا اور ہولی کا فرو شور مثل روز محشر قائم کیا اور روز معبودہ کے آخر روز تک جیسا کہ اہل ہند عجیر و گلال اور خاک اڑاتے ہیں اور اوپر روئے دوسرے ایک دوسرے کے خاک ملتے ہیں اور اس روز کا اور خاک اڑانے کا بنام دیونینڈی رکھا ہے اسی طرز و وضع پر روز معبودہ تک اس سے بھی کوئی دقیقہ اوشمانہ نہیں رکھا اور کچھ ام بھی جو ہندوستان میں ہے کیسوانک وغیرہ بنا کر ہیں کمال شہر خروئی سے چوا اور داو خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوب بھیجا عظیم آباد آیا اور وہاں سے ماہرم مرشد آباد ہو کر اول مبارک کے قبروں کی زیارت خصوصاً شاہ شہون بن سیکھ منیری کی مزار کی زیارت کی پچھ شخص ہمیشہ سے آرزوئے کباب گوشت کا وروغن سر شفت کے ملے ہوئے کھانے کی تھا کرتا تھا اور وہاں کے تاری نوٹوں کی خدا تھی کہتا تھا اور کہتا تھا کہ وہاں جا کر غائب خواہ خورد و نوش ہوگی کھا گیا کہ بعد چوبیس بجے قصبہ مبارک کے مکان چوبیس بجے ہو کہ کچھت دیر کباب بدن شعور دار تھے فرمائش کی اور ہر ایک سلسلہ سالہ جا کر کباب دے دیے اور انھوں میں سے تیسین و آفرین پانی اور شکر ملا دیا۔

سیکر راجہ راجہ شتاب راسے کا احوال سابقہ ہے اور اس کے

زوجہ کا نام سارنیہ دوں ما پیدار میں

راجہ راجہ شتاب راسے اور بیوہات لوہی خانہ آقا سلیمان غلام گرجی خاندوران امیر الامرا اور خاندان محصام الدولہ خلف الصدق امیر الامرا مذکور کا تانا اور نہایت تخلیل تنخواہ

سویلازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر شر اور تیز کے جو کہ جیلہ او سکوا حاصل کیے
مراتب اسے یہ فائز ہوا مصمصام الدولہ کی سرکار کا مدارالہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد
کا آشفٹہ اور وہاں کی وضع کو بہرہ پیا او س شہر میں اپنی سکونت لائق حال ذکیہ
دیوانی عظیم آباد اور قلعہ دارمی رہا بس اور خدمت محالات جاگیر مصمصام الدولہ
مذکور کو اپنے نام لے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد درود میر محمد جعفر خان
عظیم آباد میں انگریزوں اور راجہ رام نرائن سے ملاقی ہوا اور اس کے توسل سے میر محمد جعفر خان
کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا ریافت کر لیا کہ راجہ رام نرائن دو سرے
کا دخل اس صوبہ میں بسبب دوستی خواجہ محمد سی خان کے جو کہ پیشتر جاگیرات
مصمصام الدولہ کی اس کے سپرد تھیں نہیں چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان پر امر سے غافل
ہو گیا بروقت معاہدہ میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف سہا در ثبات جنگ کی ریافت
اختیار کی اور تنجبت کے پیشکش کرنے سے استعاذ پیدا کر کے اس کے ذریعہ سے خانہ خوا
مراد حاصل کی اور سند اور احکام اس بارہ میں کہ دخل دلانے و مدد کرنے میں مشغول
ہوا نام راجہ رام نرائن کے سپہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان
کی بھی مہر حاصل کر کے عظیم آباد آیا اور اپنے امور میں جیسا کہ چاہیے دخل ہوا اور اپنے
حسن سلطنت ذاتی سے رام نرائن کو سہی خیر و زمین راضی کر لیا اور اس کے دل میں ایسا کہی گیا کہ
وہ کسی امر میں بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا اتنے فرض ساتھ کام اور آرام اور احتشام
تمام کیلئے کرتے لگا۔

باقی حکایت معاہدہ کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کو کرنیل کلیف سہا
ثبات جنگ کو پاس سے اور محالات کا بیان

نقی علی برادر بندہ پاس اغلام بھارتیک شائستہ میر محمد جعفر خان کی کر کو والیس ہوا اور بندہ مکن ہند یہ کاظم خان
بخشی نے صاحب کی اور کوتاہا کہ حکو واسطہ ناظم وقت اور اسکی اولاد و سہو گانگہ کبھی کبھی ایک مرتبہ دربار
جائا پڑ گیا پاسور یہ مدد خرج نامواری اپکو دنگا لیکن منظر نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدردان تھا
او سکوا حصو میں جا نیکو دل نہیں چاہتا تھا جو کہ راجہ رام کی امید تھی بہر صورت چونکہ مقتدر تھا بندہ جکینہ پوزکس
میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کو خیمہ میں جا کر اور درو ستوں سے مرض ہوا بعد ان کو لشکر کا کوچ ہوا کہ او
میر محمد جعفر خان قصبہ بھاکو عامر ہوا بندہ اینو بنیخانہ کو لوٹ آیا سنجہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خان کو آہو تھی

مسٹر وایچہ اور مسٹر امیت کو امیر عبداللہ بن میر غلام علی صفوی کی نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت بادشاہ
فلک بارگاہ شاہ اسہیل صفوی الموصیٰ عبداللطیف پیران سوہتی تھی اور شاہ لہما سپاسی ولد شرف شاہ جیل کا بیٹا ہی
بر وقت تھوڑا بچہ تھا کہ جو کہ محمد بن شاہ لہما سپ کے عہد میں بسبب عدم اجازت کے واقع
ہوئے اور آخر کار اس کے فرزند اقبال مند شاہ عباس نے اول سنال اعدا کو بیچ دین سے گنا
عبہ بنا سے جہانگیری کو سند سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جن کا ذکر
تواریخ سابقہ میں تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسیر بادشاہ نے اس سے دغا کر کے
قند ہار کو جو تختہ و عدون سے ملک سند وغیرہ کی واگداشت کر دینا لے لیے اور پھر پناہ
وعدہ و فکلیات بڑا دہ نے اپنا سک و خطبہ ہان پر راج کر دیا تھا اپنے فرط غم و غیرت سے
مدقوق ہو کر جان بحق تسلیم ہوا اس کا دوسرا بیٹا عبد الرحیم خان خانمان کا داماد ہو کر
لوگرمی خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنشاہان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند میں
رہے ہیں اور اب بھی خانہ کزین ہیں عبد الرحیم خان خانمان کے داماد کی نسل میں ہیں
مسٹر وایچہ نے جو کہ اندونون میں جملہ عطا کئے الگاشی اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد
وغیرہ کا تھا میر عبداللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نرائن سے کی اور راجہ نے قبول
کر کے دربارہ لائق اور رسالہ ایک سو سو ارون کا اس کے لئے مقرر کر دیا اور اس کو
اکثر امور میں انیادکیل و مزی جانتا تھا میر مذکور بھی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے
ہو موصوف تھا انت اللہ اسکا احوال مقامات مختلفہ پر بیان ہو گا مسٹر امیت عظیم آباد
کی کوٹھی میں اپنی کونسل کی طرف سے مدارالہام مقرر ہو کر صاحب کلان ہوا چونکہ
نبدہ سے اور میر عبداللہ سے قدیمی تعارف تھا اس کے وسیلہ سے مسٹر امیت کی
ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر امیت کو میر کی شعور پر اعتماد دانی ہوا۔

معاودت کرنا میر محمد جعفر خان پیر میرن کا مرشد آباد کو اور صاحب اقتدار
و اختیار کرنا اپنے پیر میرن کو مع دیگر سوانجات مرشد آباد
و عظیم آباد کے

میر محمد جعفر خان بعد زیارت تہذیبی خین مرشد آباد کے عازم عظیم آباد ہوا اسنا گیا کہ
ابراہیم شکار شکر و فوج سے برطرف ہو کر مع خید خواص و مردم متحد ضروری کے شکار کرنا

قطع راہ کرتا تا اوسوقت اوسکو زخم میں گویا خلوت چل رہی تھی گانے والیان اور ساز بجانے والیان عمارت میں ہمراہ تین ہر وقت گانا بکاتا ہوتا خود بدلت بدلت یاروں سے کہتے کہ کیوں جی جنگل میں جنگل اسی مقام پر کیا ہے یہ بڑے بیش و کامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے آنحضرت عظیم آباد اگر مسابقت جنگ کے گھر میں نہ رول فرمایا اور اپنے بی بی میں ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نہ رہی اور میرن غرور و نخوت میں ریاخ واری کر کے ناندہ وضع کیونہ شاہجہاں آباد کے خوشنودین چاہنہ راویوں سے گذر کرتا تھا چونکہ خود جوان تھا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی میں نایاب و رنگ اور صحت نسوان میں مائل دیکھا آپ پہلی دہر متوجہ ہوا اب ورنون جانب سے ناز و نوش کا ہنگامہ گرم ہوا سیاہ و رعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر و فاقہ سے سپاہ کا حال سیانیک جو امیر کوٹہ و کون کو سیدان میں چرائیتے تھے بجز چند ہزار اوسوں کے جو کہ میرن کے ملازم اور اس کے فرائج و وضع سے مناسبت رکھتے تھے کسیک میر محمد جعفر خان کے زمان و صاحبین وضع معاش سے متعظم نہ تھے اختیار سے ملک وسیع کا کہ بجا میر محمد ایک عظیم سلطنت تھی چنی لال اور منی لال اور لکنون سنگم کلاہ کے اختیار میں ہوا جہاں گھر و ملک راج بھو دیوان میرن کے ماتحت لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جماعہ انگلشیہ کی فتوا میں موجود تھے اور ہو گلی ایبرنگ خان کو بعض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تھی عنایت ہوا اور میر محمد عظیم آباد کا مالک راجہ رام نرائن تھا اور پورنہ میں خادم حسین خان دم برہا تھا سیاہ اور وپیہ جمع کر رہا تھا جو کہ باقی رہا مسافر نامک سے نہیں پس انداز ہوتا تھا کہ سیاہ وغیرہ ضروری سامان میں خسرج ہوتا تھی کہ دیر خان اور اٹھان پسر عمر خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی میں سرانج الدولہ کے قیدی ہوئے تھے اور بعد قتل سرانج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور ان کی دلیوی کیا کرتا تھا وہ ہی اسی بلایں مبتلا تھے کوئی اونکی مدد کو نہیں پہنچتا تھا اگرچہ ظاہر میں بڑے بڑے تباہ کی گفتگو اور شکرانہ افسان کے بارہ میں ہوتی تھی مگر عرت معاش سے زیادہ تر اور لوگوں سے وہ خود مفلس اور غلط ہورہے تھے اور نہ رتہ سیاہ تباہ ہو کر جان سے تنگ تھی

جہاں گھرنا اکثر لوگوں کا واسطہ قتل میر محمد جعفر خان کے اور کمل جہانار زینا کا اور خارج کرنا خواجہ عبدالہادی خان کا اور ان سے سفین مارٹو النہا و میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا جب اس کے حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سیاہ کو نہایت درجہ روزیاء و پیش ہوا خواجہ عبدالہادی خان وغیرہ عامہ اور ڈاکٹر سردار کو باہم متفق کر کے محمد رحمان سواطینان کر کے عازم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نہایت سے خارج کریں اور اس بارہ میں ایک محضر نامہ لکھ کر سردار کو متعلق سے تیار کیا کہتے ہیں کہ میر محمد کاظم خان بخشی ہی اس امر میں خارج نہیں کیا گیا کا باہم شریک اور متفق کا غرض میر محمد جعفر خان کی ہی مرثیت تھی لیکن اس کی نسبت کو کو باہم شریک ایک شخص اس کو مقنن تھے اور کوئی نام

عجب طرح تک اسلام میر محمد کاظم خان نجفی کے رسالہ کا مدار امام اور اسکا رفیق عالم تاجا مذکور نے بنظر اوسکی
 مستمدین کے مہرانی مولوی مذکور کے حوالہ دی اور اوس مولوی کے بہائی مخصوص میر جان محمد کو نہایت اشتہار
 میر جعفر خان سے تھا اوس کے اشارہ اور پیش آمد کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر حضور لگا دی ایام عاشورہ میں
 ارادہ اس حجاب کا تھا کہ جس وقت میر محمد جعفر خان امام بارہ لغو سراج الدولہ کی عمارت میں آئے اسکا کام تمام
 کیجے جب کہ محرم کا چاند دیکھا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام بارہ کی آمدت شروع کی وقت شب کی روز
 امام باقرین تھا عبدالمادی خان مع چند متفق لوگوں کے اوس مکان کے دیو دی کے یہ وہیں چلے گئے کہ مکان
 نور خانہ سید الشہد احسین ابن علی علیہما السلام سے ہے اور مصداق مصرع مشہور ہے نہیں وہ راجہ تپا سے جو
 طابو مجلس میں راز نہاں کیا گیا میر محمد جعفر خان اس بد خیالی کی گن گن پکڑ پکڑ پیروا پر کہ لجبت اوس مکان سے نکلیا گیا
 سو کہ نہو سکامیر کاظم خان نے متعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلتے ہوئے عبدالحق دریا و از ناری یہ خبر مجبوں نے
 میر محمد جعفر خان کو پہنچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام بارہ میں مندرکرایا اور خواجہ عبدالمادی خان
 وغیرہ سے مدد مانگا اور ارادہ لوگوں کے تجدد بہ طرف افواہ ہوئی مگر میر محمد جعفر خان نے تخلص یہ کر باندی مولوی
 مصطفیٰ خان مذکور نے حضور نام اون کو لکھ کر جن کی مہر اوس پر ثبت تھی مشر ونا امیر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
 اون لوگوں نے بھی جنہیں انکا ہی تھی بنظر انہی صفائی کی تصدیق کی خواجہ عبدالمادی خان محل غدر نہیں رہا
 مگر چونکہ شجاع ولی تھا اپنے مکان میں لغز مہر مافہ جا پیدا اور کاظم خان نے کلام الہی مع اپنے لکڑ کون کے دیار
 میں لاکر قسم کھائی کہ بندہ درمیان میں نہیں تھا اسکی بری الذکر ہوئی اور نیز اسنے رسالہ کو واسطے
 دفعہ ہجراتی کے بہ طرف لاکر عمدہ بخشی گری سے مستغنی ہوا تہا عیال و اطفال کے ساتھ بکری
 گد فائدہ نہوا میں اور نیز اسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تھے خواجہ عبدالمادی کو پیغام دیا
 کہ مالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جائے اوسنے منظور کر کے ماوون پر اسباب لدوایا اور
 منع خید لوگوں کے روانہ ہوا پھر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تکیا گد ہی کے محافظوں کو
 سکھایا کہ خواجہ عبدالمادی خان سہرا ہونے لکھم کی مہمت لینے یا تھوڑا خیر وازندہ بخانی دی اوس محال کی فوج اور نیز مردم
 متغیہ حضور جو کہ افغانہ اور درویشیہ سے طاہر اوایل ماہ صفر تک اللہ جہی کو اوس کے متعاقب گردانہ
 ہوئے وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تھا اور یہ لوگ اوسھی مہینے کے اوسط کو
 میدان شاہ آباد میں آہونچے دیکھا کہ خواجہ عبدالمادی خان مع جمہاریوں کے اسے میدان سحر
 لنگا لنگا سے کنارے چلا جاتا ہے جسیعہ مامور ہوئے تھے اوس کا کہ شروع کیا عبدالمادی نے غایت اس کی
 دیانہ کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوا اور تختہ کشتی کے ٹکڑے

مال و متاع عین و ریاض غرق کر دیا اور خود و تثنیٰ کے مقابلہ میں آیا دلیرانہ اپنا نام صفحہ دہرین ارقام کر گیا کہتے ہیں کہ حسبِ فہم لگا کر لڑتی تھی سانس کی جماعت کا کئی کہ طبع سے بہت جاتی تھی دور سے بوسیلہ تیر و بندوبست کے مجبور کیا اور تمام رعیت سے رقتا کے داو جوانی و دیگر رنگاری عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کشتہ آباد کی آبادی کے ملحقِ دشت بڑکی نیچے جہان اب مس فرگو آرام کرتے ہیں اوسیکے نیچے نافون ہوا

کسیقتد جمال رام نرائین اور عظیم آباد کا بیان ہوتا ہے

ابو محادوت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نرائین ایشن سنگھ زمیندار کنبہ کے تبنیہ کو جسے بلا خطہ انقلاب سراج الدولہ کے مالگنداری میں تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پندر ان سنگھ اور اوسکے بہائی بابو سوہر سنگھ کے جو عمدہ زمینداران باقاعدہ عین پور اور سہرام کے افضال اور انعام مہابت جناب سے ہوئے تھے ارادہ کلنے کا کیا اور قایل سامت شہرہ واسطے مورخ کے مقرر کر کے پیغام دیا کہ اسقدر ہم اپنے گھر سے دینیہ ہیں اور تمہارے مالگیروں میں پہنچ چکے ہو گیا ہے یہی عمل دخل کرانی و دیباہوں چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے میر کاٹھ خان کے بھی عواہر کیا کہ چارہ بجز رہنمائی کے پیش نظر خواجہ کی بفر کیا تھا منسلو کیا اور کسیقتد توقع مداخلت حاصل جاگیر کے تقدیر خطا پڑ گئے بہر صورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا بندہ نے مع سپاہیوں کی ہمراہی اختیار کی اور ایشن سنگھ زمیندار خیر و زکرموں کی شہ کربا با آخر کو مالپوس و بوسہ کر روستا لشکر رام نرائین سے جان کا امان خواہ ہو کر رام نرائین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقبضہ کا انفصال کیا اور نرائین سنگھ سیر ہو سکے سنگھ نے اپنے پیچھے کو واسطے اوصال بقایا ہے میر کاٹھ پیر غمال چوہا گریہ یہ ہو سکے سنگھ اور اوسکے چچا اور باپ سیرور شہ یافتہ والد مورخ مذکور کے تھے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ نے ہم لوگوں کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات ملو کہ یہ جو کہ جاگیرات میں تھے متصرف ہو گیا اور بعض قلعہ داروں کو نہیں موافق نہیں جانتا تھا بدر کر کے اور لوگوں کو دبا نہیں مقرر کیا اور علی نگر کے قلعہ کو جو راجپوت منڈا مارا اور اوسکے اقربا میں تھا بدستور رکھا تھا راجہ رام نرائین نے موجب اپنے معبود کے خاطر داری بندہ کی ملو نظار کی اور فرمان بری میر جعفر خان میں دربارہ علی نقی خان کے بھی مراعات کرتا رہا قلعہ مات عالی کے قسطنیہ اور غالی کرانے میں نہایت اہتمام کر لیا اور اوسکے لشکر نرائین سنگھ کو بھی جو بارہ برس کا تھا بطور صفیان اور پیر غمال کے ہمراہ لیا اور نقی علیخان کو حب اسد عا انہوں کو واسطے

انتظام محلات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور مندرجہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے اور کما اور تقی عین خان کی
چند روز محنت کر کے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قادر علی نگر نے بموجب اشارہ بہیکم سنگہ کے طلب کو
خالی کیا میندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نرائن سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ میں ایک خطر راجہ سندر سنگہ
کو نام لکھا چونکہ راجہ بندوکر مرد باجودت اور منہن احسان والد محرم تھا اور کل زمینداران صوبہ غلطیم آباد
سے صاحب اقتدار تھا اور مہابت جنگ کی عنایت سے بالکل جہالہ دار اور نوبت حاصل ہوئی تھی پھر وہ
خط مذکور کے پہنچنے کے قاعدہ وار علی نگر کو سخت لکھا اور نیز بہیکم سنگہ کو عسارت تنہی تحریر فرمائی کہ اگر وہ کسی
بوجہ قادر علی نگر کو رٹی فنی خان سے جوں ہوا اور محلات کا تمام ملکہ منتقل ہو گیا میندہ مع والد و دیگر بلوچا
کو شد و غلطیم آباد میں راجہ رام نرائن کی رخصت میں لبرکت رہا تھا بہائی سید علی خان بنسبت اور بہائیوں
کو ہمیشہ میندہ کا شریک اور جہان راہ و سرفرواقت اور معاش کے باہم یکجہاں ہوتی تھی فنی علی خان اس
گمان سے کہ جاگیر کا چھوٹنا اور کسی پانچواں حصے ہو اسے قیصر کے اتفاق پر آمادہ ہو لیکن شکر خدا جو بات بہائیوں
میں جانتے اب تک بندول سے ہاں بسبب تباہی سلیقہ کے جو اسکی ذات میں پیدا تھی سے مجبور سے
کرتا ہوں میں اسنے واسطے زیادہ جانتا ہے لیکن اسوقت میں کہ انجام زندگی یہ اتفاق ہو رہا تھا غایت بڑا
ان تعلقہ کے ایک کو فوقی رفیق عطا کرے

نوکر حوالہ مرثیہ گیارہ تسلسل انتظام اخبار

بہیکم عفر خان مع اسنے فرزند میرن کے کہ چشم خدا ان چارے اور سپہ سالار پیرنگ اور اسنے کا اپنی حکومت
میں تمام انھارے قتل شدہ تھے وہی خان کی منہلین ہو کر دون کی بیٹے لگا میرن نے میر کاظم خان کو
قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفیع کمان کے واسطے فوج توڑ دی تو کمری سے مستغنی
ہوا نقطہ خدمت کا دون کے حوالہ و رہائی آمد رفت کیا کرتا تھا قرآن کی قسم ہی کہانی تھی جب موسم
سہ ماہیہ میں نے میر کاظم خان کے ساتھ واسطے غافل کرنے کی یشک لڑنا شروع کیا اور تکلیف ہر روز
آمد رفت کی شرط پر ہی کیڑا لڑائی کو دی اسنہ بچارہ نے لاچار ہو کر قبول کیا اور اسی بار ہی کے
دور و جوپ میں جانباری کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حب قرآن سید مذکور فر فرمہ پینگ اور انکو میرن
کی پاس آنا اور در اسے بہائی رتی کے گریستان میں کترے ہو کر بے ہر کی اورانی تاریخ ۱۲ ماہ رجب الثانی
۱۲۸۱ ہجری روز شنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے تہیار و پیشہ کمرے لگاے میرن کے پاس آیا میرن
ذوالحجہ کو دقتین سولہ افغان روپیہ سے جو منجملہ فوج تشہ خون سادات تھے اور انسی تھاکر کیواں
دروازہ پیرا کرتے تھے کھدیا تھا کہ آج جب میر کاظم خان آئے اور لوٹے بالکل پیر سوار ہو اسے وقت

اوس کا کام تمام کرنا لہذا جماعت مذکورہ اسکی انتظامین تہی نھی الغرض سیرن کے پاس پہنچتے ہی جنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبدالمدخلت مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم ناظم جنگا رہی اوسوقت حاضر تھا وہ بھی اس بازی میں شریک ہوا چونکہ ابھی اجل نہ آئی تھی حق تھا لہذا یہ سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ سیرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ کرتا تھا لیکن باذلت اظہار حال کے مانعیت بھی نہ کر سکتا تھا کہ عبدالمد میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت منہایت متحیر ہوا کہ پسوجھی کہ کیا کروں تاکہ میر کاظم خان دوشین قدم پر جا کر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل راجہ بدانا کا واسطہ ملازمت کے حاضر ہے سیرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبدالمد کو کہا کہ آپ جنگ اور اسے جنگ کہ نہ یہاں آویں مرزا عبدالمد نے باہر جا کر جنگ اڈا بنا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر فیوری کی در نہ یہ تبدلہ خدا ہی عبت ہلاک ہو تا میریت قتل این خستہ ایشیہ تو تقدیر ہو ورنہ بیج از دل سے رحم تو تقدیر ہو ورنہ بچہ حال میر کاظم خان نے اوس تھوری سی باتماندہ زندگی میں وکیل کی ملازمت کر لی بعد ازاں آدھ ہوا غنہ لکڑا سٹے قتل کر کے اسکی کھڑے سے منہ مکتور رکھے اور جب وافر ہو لنگر لایا مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگوں نے ہجوم کر کے نیچہ اوسکے پہلو میں بارادہ دوسری طرف سے نکل پڑے عبدالرزاق تلوار چھری سے اوس سے بچا رہ تو تنہا کبدن پارہ پارہ کر دیا اللہ الحقہ یا بادلہ الصالحین مرزا عبدالمد یہ ماجرا سنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی سیرن نے خوشی میں لیکر زندگی دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تھا کہتا تھا کہ بوجہ لاہوری جنگ کے کہیں جو اس حال سے واقفیت تھی لاہوری جنگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کر کے کہتا تھا کہ جتنا جاچکے جو چاہیں فرمائیں مگر فی الحقیقت مجھے تو کچھ اطلاع تھی فحشی مزہ کہ سید مقبول مذکور سادات بنی مختار میں ہے اور سید عیسیٰ حرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدہ الملک ناظم کابل کی بہن کے بطن سے تھا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہاے ایران سے تھا سلسلہ اسکا میر میراٹا سولتا ہے اور ہندوستان میں بھی اسکے بزرگ زور و زور سے مرجع عالم رہے ہیں اصل انکی نصرت الہی النہی ہے کسی شخص نے انکے حق میں کہا ہے کہ شرعے ایران سے تھا ہے میر میراٹا صاعدا یان نابادشا ہند بادشاہ نشان پادشاہ اس سانچو مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گسٹی اور بی بی آمنہ دونوں ترکیاں مہابت جنگ کی مع لطف التا زوجہ سراج الدولہ اور دھترسہ چار سالہ انکے مقید ہو میں باوجودیکہ سوائے حقوق سابقہ کے حال میں بھی جبکہ سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو مستوب کیا تھا بی بی گسٹی ٹبری بیٹی مہابت جنگ کی اخیر

تاریخ سیر الملک فیروز

کی اعانت پر راجی اور مفتی اشرف خان بھی یہ سب سے یہ نوبت ہوئی کہ برسی دولت و خواری میں مقید نہ بنائے کہ
 کو بھی گین میں کاظم خان کے قتل کو بدھت گذرے تھے کہ آمد آمد شہزادہ عالی گدین عالمگیر ثانی
 کو جو بعد احمد شاہ کے عہد الملک نے اس کو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تاجنہ کو خبر ازادہ شہزادہ
 مذکور مع محمد قلیان معروف مرزا کو چک ولد مرزا حسن برادر ازادہ صفدر جنگ وزیر کی کنی کا سنہ پانچ
 فوج ملازم عظیم آباد کو ایک جہی مدیت تھا وہ چنانچہ منایں شہید بلکہ دارالامارہ کا محاصرہ بھی ہو گیا تھا جب یہ خبر
 پہونچی میر محمد جعفر خان کہہ گیا فوراً اسے قید رجوع خواہ تقسیم کر کے شورش برخواستہ کہ فرد کیا

ذکر ہے آئے شہزادہ عالی کہہ کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مر اجعت کرنا
 بنی نیل مقصود محض نادانی سے اور بربال اور برقرار رہتا حکام اس دیار کا تباہ کنی دانی سے

رام نرائن نایب ناظم عظیم آباد چونکہ بدیشی مکر و تدویر اسکے فرائض میں تھی میر محمد جعفر خان اور اسکی
 اولاد سے صاف تھا لیکن انظر تو سب انگاشی کے ظاہر میں کوئی اکرم موجب نقص عہد ہونہیں کر سکتا
 تھا اور باطن میں خوش تھا اور وقت فرصت ڈھونڈتا تھا راجہ سندر سنگھ اور پہاوان سنگھ
 بھی مقصد سے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان سے راضی تھے اور جو اہان اسے صاف
 خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کچھ خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا میں سراج الدولہ
 کو بدبانی سے استخفاف اسکا کراہت اعزہ اسکی کو پہونچائی ساتھ ازال او سکھنے راضی ہوئے
 اور کمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان ک زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھ ہوئے کہ کمانک
 او سکھ ہوئے بو اس میں خبر کی اس سے آئی تھے جب اسکے اور اس کے نبی میں کے وضع اور
 اطوار دیکھ عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت و افسوس کہاتے تھے اور رجمہ اللہ علی بنائش
 الاول کو شل کہتے ہیں ہر نوذیفہ و نابون اور نادانو لکھایہ میر محمد جعفر نامی خوات مہابت جنگ کمال پیر میں ہر وقت
 شکر ہی مشہور تھی وہ بجاتی رہی خارون کا نام اسکے بخل کے رو برد کو گیا کہتے ہیں کہ کسینہ کو
 کہ لو اب صاحب آپکا جو دگر گرم جو مشہور تھا کیا ہوا آئینے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ میں مال
 بیگانہ مفت گرم دہشتن کا بہانہ تھا اب اسے مال کو ہر بار دگر نالہن قبول کرتا خلاصہ
 یہ ہے کہ یہاں کے کیفیت مفصل محمد قلیان ناظم اللہ آباد برادر ازادہ صفدر جنگ کے کان میں
 پہونچی تھی ہر چند یہ بھی بے سفر تھا مگر جرات تھی کشتہ ہی بنگالہ کی عظیم آباد اوڈیہ کے تسخیر
 کی ہوا مانع میں سما کی اشباع اللہ دلائیہ امر ظاہر کیا دہشت سے یہ بننا تھا کہ کسی طور میر محمد قلیان

الہ آباد سے برہمچاری اور زیادہ تہذیب دیتے اور اپنی رفاقت کی غنیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ جسے چاہتے ہیں کہ ہمیں در شورش میں شہنشاہ شاہزادہ علی گڑھ
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولی عہد ہی پر مشہور ہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میزان پور گٹھورہ میں
جو طلب کر کے سردار بنائے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیسے محمد قلی خان نے عرض
شایز متضمن استدعا سے نہضت اور مشہور ارادہ غنیمت نکال کے کبیر شاہزادہ کو تحریر
لکھن شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقائے عازم الہ آباد ہوا ظاہر راجہ سندر سنگھ
کی عواضیات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور میں درخواست تشریف آوری اس
ملک کے کسی تہین راجہ کو بھی خروج وغیرہ مسلمان حرب کے سر انجام میں رغبت
تھی تاکہ جو کوئی آوے اس کی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سوسے پہلوان سنگھ کو بھی اس مقدمہ میں اپنا شریک کر لیا تھا درحقیقت نہایت
شیخ اور غنیمت دار اور حق شناس تھا اگر اہل سنت امان پاتا اور متانت سے کام لے
لو جو کچھ مقدر تھا ہوا مگر کچھ نہ کچھ ضرور ظاہر ہوتا جس سے اس کی قسمت مذمہ
راجہ رام نرائین کے دیکھنے کو قطعہ نگاری سے برآمد ہوا اور تہذیب سپاہ کر رہا تھا ناگہ
بہشت بچھی کا دل آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عامر قدوائی لکھنوی تھا
اسکو سندر سنگھ بہت عزیز رکھتا تھا اور اس سے اکثر معرکوں میں اجرات دیکھنے میں
آئی اور اسے اکثر جب قدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایب ہوتا تھا کہ جو اسکو نہایت جوتی
فوزندان ناز سے لیا تھا کچھ روز گزرے تھے کہ ایسی ہی سماعت کرنے پر سندر سنگھ
لو اپنی مجلس میں کہا تھا غلام غوث باپ کے طرحت جو بوجہ شجاعت اور دیگر خوبی رکھتا ہے
لیکن یہ سماعت کرنا اپنی مان کے جانب سے سیکھی تھی اور مان اس کی کبھی تھی یہ کہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہ اس پر بہن کی موت میری ہاتھ ہے
خیر وہ گزر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگھ نے کہا یہ سماعت خوب
نہیں ہے مجھے مہلت دی روپیہ بچھو ملیگا اور سننے کہا کہ آج ضرور لکھا جب روپیہ ملے گا
اور سننے دو لکھا سندر سنگھ نے چاہا کہ اسے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ بیٹہ اور روپیہ
دی سندر سنگھ نے کہا کہ کیوں دماغ پریشان کر رہا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

زبان سے لکھتا تھا کہ غلام نافرمام مذکور نے ایک ہاتھ سے کام تمام کر دیا دوسرے ہاتھ سے کتیری
 جو اس کا مصاحب تھا دوڑا لکڑاؤسنے ہی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی بنیاد سنگہ
 ہی جو سندھ سنگہ کا بستی تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر
 دریا کے پل پن کی راہ لی اتفاقاً غلام غوث سنگہ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہنچ کر
 اواز دی کہ او نام دکان بھاگا جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہوا دوسرے
 مقابل کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑ کر برہمن سے کشتی میں لپٹ گیا اور اسی
 زمین پر دے مارا دم دیہات جو عقب سے آئے تھے مہر نے لکھا کہ کیا دیکھتے
 ہو کہ اسی نے مدارج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور
 لٹہ و تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا سندھ سنگہ کے ہوش جان کے ساتھ چلے گئے
 القصہ شانزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہیں یہ چند لوگ ہیں اول
 والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشش الملک نصیر الدولہ سید ہایت علیخان بہادر اسد جنگ
 تیمور دوم مدار الدولہ کہ اس کا خطاب یاد نہیں ستوم فیصل اللہ خان ممتاز الدولہ بنیرہ
 اعتماد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجشم منیر الدولہ رضا علی خان
 بہادر زادہ جنگ ششم بہادر علی خان محلی ناظر خواجہ سدا ناظرین این اوراق یہ کچھ
 حکمران کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل میں جو لکھا ہے تصفاے قزندی ہے بلکہ
 فی الحقیقت یہ ہے کہ شانزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام جو کہ یہ مجال در
 طاقت نہ لی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شانزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے علامہ
 رفیعیت بین احمد شائش وغیرہ اقدان کی طرف بارادہ خدمت کی بھلی شایع الدولہ وغیرہ کے کھلا تھا اسکا
 حال بیچ احوال سلاطین اور عظماء شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور سوانج صوبہ
 دکن وغیرہ کو حال میں انشا اللہ قریب میں تحریر ہو گا القصہ والدینہ مورخ کنزیت محل انبی بی بی
 کہ وسیع سے جو کہ شانزادہ عالی گہر کی والدہ تھی دروازہ یہ طلب کر کے شانزادہ کا ہاتھ اونکلیا ہاتھ میں
 دیا اور سفارش کو زمین پر چھوٹا لیا والدہ غفور نے اسکی رفاقت میں کہ بہت چست کی چنانچہ حال طر
 رفاقت انشا اللہ بروقت موقع ذکر ہو گا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ پر والد کو اپنا
 خیر خواہ سمجھ کر کہی اسکے صلاح و موافق سے باہر نہیں ہوتا تھا اور باوجودیکہ شانزادہ بے خطر بنا
 اوکے پاس و آداب اور اخلاص میں حاضر و غایب سامعی رہتا بلکہ انخوان و اولاد کے مراعات میں

مہمت قاضی نہیں ہوا اب سہی اگر نام مستبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصود منیر الدولہ
جو کہ پیشتر لازم انتظام الدولہ و لدا عطا والدہ لعلہ قمر الدین خان دار و فر فرشت خانہ کا متب
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور میں پہونچکر مور و عواطف ہوا اور ہمیشہ تلمیحات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حتیٰ ملحوظ رکھا نہایت آداب اور فروزنی میں بسر کرتا تھا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن و سال مراعات کرتا رہا بالخصوص شاہزادہ
قصہ تعین سے کوچ کر کے سادات بابر کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسے جگہ پر
چھوڑا کہ بعض اسباب و ریاضت فراہم کر کے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کر کے مردم کارا غلظہ کو ہمراہ
پہونچا دین اور عقب سے اپنے ہمراہ لادین اور شاہ عالم مع ہمراہیوں کے میران پور سے
کوچ کرتے شجاع الدولہ کے حدود میں پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کر کے طمانت
حاصل کی اور چونکہ مناسب سمجھا پیشکش کیا اور نیز خلیوں اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
لچہ اصل نہ تھی زیادہ دلیر کر کے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہو کر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کر کے سادات دارین حاصل کی اور اوس جگہ کہ اول
سے واسطہ نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر کے کبھی تھی نہایت تعظیم سے اوتارا اور
چندر ذریعہ مشورہ میں گزرے اپنے باقی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی گاہی دی ہوا
شاہزادہ میں سے مدار الدولہ چونکہ طغر و سنا ز سش اور سلیقہ اخذ جزر اور نیز امتحان
کس و ناکس میں بیجیل تھا محمد قلی خان سے توسل ہم پہونچا کہ سب رقبائیں سر آمد
ہوا میاں بچی گری شاہزادہ محمد قلی خان کی اسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلی خان
سے دغا منظر تھی اسوقت میں بھی محمد قلی خان سے آکر یوں کہنا کہ تم خاطر نہ کرو کہ اسبطہ و تہ
متعاقب ہم بھی پہونچتے ہیں لیکن جیسا کہ لکھا گیا معلوم ہو پہونچنے پر غیہ چارہ کے عیان کہو نا ہو س
پہونچا کر اسے دشمنوں عدا و الملک اور احمد نیکش و غیرہ اقواف سے اطمینان خاطر ہو جائیں
اور دلجمعی کر کے ملک شہرقیہ کی تسخیر کریں مگر مجھ کو ایسی کوئی جگہ و کسلائی نہیں دیتی
اور چنارہ میں بھی کوئی عمارت لایق بود باش بنکات کے نہیں ہے اور اوسکی آب ہوا
سہی بسبب سیاروں کے چندان سازگار نہیں اگر مرزا نجف خان کو یہ داغی اور رقبہ انجو
دستخط و مہر سے لکھ کر بطور دست آور کے مجھے دو کہ بعد مکار سازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے مستبان کے ایک آبر و سمجھ کر ایک جگہ رکھ کر امانت کر دینا مناسب مصلح

حضرت محمد قلی خان کم قمی سوا کا مضمون فریب و مکرمہ سمجھا تو میری اور دستخطی مرزا نجف خان قلعہ دار
 کو نام لکھ کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور رو بہ رو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو فریاد کیا کہ
 میری دانگی دمی کی چونکہ نواب صاحب سے کسی طرح پر جاؤی نہیں بلکہ اور عمر زاد ہن خانم
 و غائب ہمارے ورثہ کے مالک ہن جو کچھ کہیں اور کسی تمہیل کرنا ہر حال شجاع الدولہ
 نے خاطر خواہ لکھوا کر معاودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہوسکا سامان طیار کیا اور دو
 ضرب توپ کلاں برنجی قلعہ سنگین قلعہ آلاہ سے اوتار کر اور سخت سواری آراستہ
 فرما کر ہمراہ لیا شہر ہجری کو ساعت سعید میں قلعہ سے نکل کر داخل شکر موہا اور اتفاق
 شہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہو کر متواتر راجہ رام نرائن کو پہونچی اور سننے حسب ضابطہ
 سربراہ صاحب کو بھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیائی نعمت کو متواتر اطلاع دی میری ہجو
 اور میرا بے رفاقت اور اعانت افواج انگلشی کی کہ نیکر کستہ تھے کرنیل کلیف بہادر
 ثابت جنگ کو اطلاع دیکر مکان رفاقت ہوئے اگرچہ اس فرقد میں بہ پاس خبر
 ہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب نہ رہا۔ ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن بار بار داری وغیرہ
 کی تلاش فراہمی میں البتہ توقف ہوتا ہے اور منہ دستانی فوج مخصوص جنگالین
 غیر نقصانے جدید میں کی ہر طرحی بد انتظامی میں سے مشکل تھا کہ قرض خواہوں کے
 ہاتھ سے ہاتھ ہر بلا سکین بارے اور ضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آباد کی تیار
 جا رہے ہوئی اور محمد قلی خان مع شہزادہ عالی گھر کے گھر مناسبت پر جو کہ دریا معروف سرسیر
 عظیم آباد کو بہت پہونچا اور منتظر میں تھا کہ دستی فوج ہوا ہی کی کرے اور یہاں افسوں مگر
 شجاع الدولہ سبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہو چکی تھی اور ہر من اور
 محمد جعفر خان نے کہ دونوں بایں شیخ و عاشق اور بد کردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
 و اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہر شہزادہ سے کسی طرح مقابل نہیں
 ہو سکتے اور حال راجہ رام نرائن بھی تذبذب میں تھا کہ میں کیا کروں کہ یہ بلا سے اسحانی
 اور آفت نام لگائی میرے سر سے ملے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دوزبان ہو گا
 کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیسے کیا ہر ایک کو رنگ اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
 اور انجام کا جیسے کیا دیا دامن میں لیا موافق قول محشی و معجم اکبر نامہ سے کہ
 سہ ماہی اور اسے رسم بد و زکار و موافق نہیں مٹی لیل و ناز و بیہی ہمدی کا وہیل ہندو اور اہل تپو

خوگرا نے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے معو بہ عظیم آباد پہنچا اور اوس
 درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کنبارس تو اس کے کوڑیا راجہ رام نرائن کو بڑی فکر ہوئی کہ اتنا
 بڑا فوج انگلشی زادہ کے آثار لغت کے ملازمین میں سے کسی نے مرثدا آباد سے غرض
 کی اس سے یہ لوگ بلائے ناگمانی کی طرح سے اوپر سے کے پہنچے اور بسبب نام مسکنت
 اور فوج حصار جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج میں بڑا ہراس
 و اندیشہ پیدا ہوا کہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ مت ہو کر رہے اور فتح باغ میں متصل تلاب
 وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر جنگا کی فوج آگئی تو اپنی جانفت لی کا اظہار
 ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف لکھا کہ مراد شاہزادہ کا غم کیا اور فرقہ انگلشی نے بھی
 کسی خیال سے بدلتی کی شاہزادہ سے ملنا یا گیا کہ استقبال کو بلکہ ہوا تھا جب تحقیق ہو کہ ہنوز
 میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرثدا آباد سے متحرک نہیں ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ
 کو دریائے کرم نام پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جا کر سوامیت سے کہا کہ اتنا
 کسی نے میری خبر نہ لی مجھے تنہا تاب جنگ نہیں اب آگیا کیا منظور ہو اور کیا کن منور و رہت
 مسوامیت نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجائے خود مقیم ہیں ورنہ چند میل مشرق
 جا کر مقیم ہوں گے تاکہ جو کچھ کونسل صادر ہو وہاں تعمیل کریں اور ہمیں بھی لازم ہے کہ
 کالطائف السیاح میں بسر کروا کر کوئی حکم پاید آگئی بہتر ورنہ جو کچھ اوسوقت اپنے حق میں بہتر
 سبب عمل کرنا رام نرائن کو جواب بامعواہ یا کر طرفین میں سازش شروع کی میرن اور کرنیل
 ثابت جنگ کرنیل کو لکھا ہی دیا کہ لڑائی کو آمادہ ہو جیے مگر تنہائی میں عہدہ برائی دشوار اگر علی
 غویت فرمائیے شرط رفاقت ملاحظہ کیجئے لکھہ بھیجا تھا اور فوج مغربی سے خبر کے
 سلسلہ مناسب نہ جانے لوگوں کی زبانی اخلاص و عقیدت کے مضامین لکھا بھیجا تھا ہند
 مورخ مع برادران و والدہ کے اوسوقت میں بڑے تردد سے بے اوقات کرتا تھا مگر
 نفی علی خان جاگہ میں ایسے خوف و تردد سے ہری تھا ہندہ کی شراسس و حساس کا سبب
 یہ تھا کہ ہندہ کے والدہ کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہنچا پانی حلاوت سبلی
 کو میرن موشش طبع جاری انداز سانی اور گندی کی جاسے مراحت یہ آمادہ ہوا راجہ رام

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مسیح اس فساد کا سید ہایت علی خان ہوا ہے اور اس کے لڑکے
 جو یہاں ہیں انہوں نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی جو ان کی جراثیم سے غافل نہ بنا
 حالانکہ ہم لوگوں کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر اگھی تھی بلکہ ہمیں گزشتہ
 تینوں کے والد سے خط و خطوط بھی جاری نہ تھے کیونکہ انہوں نے مہابت جنگ کی قرابت
 کو بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرما کر کثرت جہان آباد میں بطور امار کے نگاہ رکھنا توڑا
 اور خرید کر نہ کر کیوں کلا نوت اور تو لوگوں کا اور نیز اقرباے لال میان کشمیری سے کسی
 عورت کے ساتھ نکاح کر لیا تھا مطلقاً ہم لوگوں سے سروکار نہ رکھتے تھے سولہ برس
 کی مدت میں کہ اکثر حکومت کر کے نہارا سوار و پیادہ ملازم رکھے اور ہر مہینے میں لاکھوں کا
 خرچ ہوتا رہا ہم لوگوں کی خبر گیری ایک حبیہ سے بھی نہ کی اور ہم لوگوں کو بھی رزاق مطلق فی
 مہابت جنگ کے گہرائی سے اتنا کچھ صلہ وغیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پر کی نہ ہوئی
 اور نہایت کا فخر آرام اور عزت و آبرو سے سب اوقات ہوتی تھی کبھی اگر ایسی ہی ضرورت
 داعی ہوتی برسوں کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا پس بندہ نے ایک خط نام
 رام نرائن متضمن غدر خواہی تحریر کیا اور اس میں یہی سب امر کو یہ جواب دیا کہ جچا ہون و ج کچ
 رام نرائن نے وہ خط پڑھ کر کہ لیا اس حصہ میں بندہ بھی پہنچ گیا اور لکھا خدا بد
 ہو کہ اگر ہم کو کچھ بھی ان امور میں دخل ہو اور والد کو کیا مقدمہ سے صکے اعتماد پر آپ
 ارادہ غلط کر میں اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فرج اور خدائے آلاء و کائنات
 اور وزیر کا برادر زادہ و شجاع الدولہ کا بڑا چچا زاد ہے اور قطع نظر اس امر ہاں کے تمام دنیا پر
 روشن اور ظاہر ہے کہ مکہ مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہیں یہ سیرشتہ
 بالکل منقطع ہے ہم لوگ کس پہنچ اس بارہ میں مجرم نہیں اگر آپ کے ولایت ہمارے
 قید و بند نہ ہو سانی میں ہیں اور ایکابھود مہو ہم حاضر ہیں ہیں اب بھی تاب مقادمت
 نہیں جو کچھ منظور ہو ہمیں کہ ورام نرائن اور مرید ہر دار و غزیر کا رہنے جو اعظم ارکان
 غلطیہ آباد میں تھا اور رام نرائن بھی اس کا مطلع تھا فرمایا کہ آپ دلچسپی رکھیں اور نہ کہ ایسا اور کمال میں
 نہ لائیں ایسے کچھ غرض نہیں ہے بندہ بنے پچھ لکھا اس وقت آپ ایسا فرمائی ہیں اگر میرا یا ضرر سانی پر
 مائل ہو تو میرا آپ سے کیا حمایت ہو سکتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
 مطمئن رہیں اگر حمایت کر سکیں گے ورنہ لکھا دیکھئے ورنہ آپ کو سلامت نکال دینگے بندہ نے

شکر حق شناسی ادا کیا اور عہدہ رام نرائن کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد علی نان کے سپہ سالار کی
 خبر پہنچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنائیں شاہزادہ سے ملحق
 ہو گیا اس خبر سے بھی رام نرائن کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کوئج بنگالہ کی خبر نہ ملی تھی اور
 مسٹر امیٹ بھی چند انگلشی سے جو کوٹھی غلط آباد میں تھا بجز کی سواری پر کھینچ کر تھوڑے
 روز قبل کوس عرب بیچا گیا ہو کوٹھی اسے ملا زمین تنگہ کے بیڑ کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کو بھی
 کی رام نرائن سے بھی کر گیا جب رام نرائن نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قصد
 ہوا اور مرید پور کی راہ پر چھوڑا مرید پور شاہزادہ کی اطاعت پر راضی نہ ہوا تھا اور افواج
 انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا ہر اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر
 رام نرائن دبدب شاہی کو سن کر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا جب تک
 ذکر ہوتا ہے معنی نرسے کہ مرید پور باوجود کوراستعدادی کے عجیب برہمن یہ فطرت اور تین اور
 صاحب راہے اور سرانجام امور ملکی اور مالی میں بے نظیر اور نہایت جواغرد اور دلیر تھا
 الا خباثت بھی مزاج پر غالب تھی اور رویہ میلہ جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصد جب
 اسکا ارادہ مصمم ہوا منہ کو خدوت میں طلب کر کے کہنا کہ شاہزادہ کے لشکر میں جاکر والد کی
 وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مرمان کر دو اور شاید کہ دوسرے شخص کو بھی جانان
 کی پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہیں اور ناکید ملی کہ راجہ مرلی دہ اور کوئی اس راز سے
 ماہر نہ ہو ایسی گفتگو میں سننے والے راجہ اسے بے حقوق والد کو یاد دلا کر ناکید راز داری کو مانا
 تھا کہ مصطفیٰ علی خان ہزار محمد امیرج خان آگیا چونکہ یہ شخص مامور تھا کہ بلا اجازت داخل
 بسوقت جاسے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسکوت تھا لہذا کسی نے توہین کیا اور
 اسے انکر دیکھ لیا کہ راجہ میرے کان میں درپردہ کچھ کہ رہا ہے اب راجہ بے مخفی کہہ دو
 میں موجب رنج سمجھ کر اس سے بھی سب ماجرا کہہ دیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھ سمجھو خالص
 کو تعلیم کر دو اور منہ کو مرض کر کے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلی دہر ٹرا ہے نہا سنے
 اور باقی یور کی راہ سے جلد نکلیا مے مصطفیٰ علی خان نے منہ کے خیمہ تک ہمراہ لے کر اپنے
 مویشک دوانی اور اسفٹہ کرنے فوج نکال دیا اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے
 میں کیفیت ظاہر کی اور نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نرائن نے تھوڑا
 زاوراہ منہ کو کسی معتمد کے ہاتھ میں بیچ دیا منہ نے سید علی خان اور غالب علی خان

اسیے بہانوں کو رفتہ رفتہ والد اور اہل کو گون کو بھی اطلاع دے دی دو لون پہلی
 سو بہانوں سے ملازمت پر بندہ کے پاس آئیو بچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا
 تین روز و شہزادہ کی خبریں پہونچیں زمین بندہ جب آروا لیا معلوم ہوا کہ شہزادہ
 کی طرف سے ہزار الدولہ اور محمد علی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی باتیوں
 مع قزواری کے پرسم رسالت راجہ رام نرائن کے پاس جاتے ہیں بندہ کو نہایت
 حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسروں کو
 رسالت ہونا کس وجہ سے ہے اوں میں سے کسی نے پوچھا کہ کون سے مکان
 جاتا ہے لوگوں نے نام و نشان بتلایا ہزار الدولہ نے سلام کھلایا خیریت فرج
 دریافت کی جواب دیکھ پیش کو بڑے شہنشاہ کو پہونچے وہاں سنا کہ علی قلی خان
 بھی والد کی خدمت میں آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس غریب نے ناحق اپنے کو
 شہنشاہ کے دربار و بدنام کیا ساقی روز باقی رہا تھا کہ لشکر شہزادہ میں جو
 داؤد کو کے میدان میں مشرق رو پہ پڑا تھا ہم لوگ سو بچے تھوڑی رات گزری تھی کہ
 والد کی فز موسیٰ سے سر فرزند موسیٰ دو لون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
 معلوم ہوا کہ والد صاحب نابہ تردد کے چوہے نفس میں رکنا سے بطور مدالہ و علم
 اور غیر الدولہ وغیرہ کے محمد علی خان سے پیش نہ آیا اور مدارالامام مذکور سے جہنیت
 محض رکنا سے اور شہزادہ مع لشکر اور اسے حمایہ کے قبضہ اقتدار محمد علی خان میں
 انجو اور کوکھ شہزادہ کے بنائے اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
 ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اس طرح یہ حال ہے تب ایک تشریف آوری سے سجز
 ہماری آشنائی اور برہمی وجہ معارضش اور نقل جانے محلات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
 ہو کہ کوئی عقدہ کشائی نہ ہوگی اور اس جواب آشفہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
 نہایت آشفہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات جاتی رہی کہ تدارک بہر
 اور محمد علی خان کو تاج رسا اور مطیع کرے طوفیہ کہ چونکہ شہزادہ نہایت سبکدوش تھا اور
 حرکت و خلاف محمد علی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقوں کی تحریک سو
 جاننا ایک روز کے والد مع سفیر الدولہ اور بندہ کے محمد علی خان کے ملاقات کو گیا
 اوسنے لڑائی شکوہ شروع کیا اوس طرح اوہر سے بھی و پروردہ عذر خواہی کی گئی رفع

عبارت ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نرائن کے معین ہوئے تھے اس وقت میں
 اونکا تغیر مناسب اور متعذر تھا اور میں سے میرزا اسحق کشمیری فحاطب امیر طینان جو واسطہ
 سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج میں دخیل اور اپنے شور پر منحور تھا اسکی
 منہایت اور نیز اس سے اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اسکی نادانی کے اسکا کرتا تھا
 محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیحد ہمیشہ تو از تو یہ باید کہ تاثر عقل و دین
 بیگزاید یہ القصد راجہ رام نرائن فوج شاہزادہ کی خبر سنا کہ حسن باغ میں کہ خیمہ زن ہے
 وہاں سے اسکا حصار عظیم آباد میں آیا اور بیرون بارہ کی مضبوطی میں مصروف ہے
 اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا عبدالزین مدارالدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا اسحق
 بالحق ہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے در کسی میدان میں منزل گزین ہوئے اور
 اجازت تین چار سو ار سے داخل حصار ہو کر ملاقات کی رسوم شہرہ کی عمل ہوتی تھی گو
 مدعا شروع ہوئی اور انہوں نے اور بھی شان و شوکت شاہزادہ کی اور میر محمد قلی خان کی اس
 ان وہاں سے بیان کی کہ راجہ رام نرائن سابق سے زیادہ سلب الحواس ہو گیا اور حاضری کو
 راضی ہوا اور استدعا سے امان کی فرستادہ لوگوں نے کاغذ دستخط لیران محمد قلی خان کا لکھا
 سیر کیا جب اسکو دلچسپی ہوئی اور سنو زانواں مشرقی کی کچھ خبر نہ آئی ساعت معبود کو جب
 مدارالدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اسکے لانے کو گئے تھے اطراف پہلوا ری میں
 محمد قلی خان کے مکان میں آیا شاہزادہ نے حسب الاشارہ محمد قلی خان نے خیمہ و خراگہ فرما
 و اشیا سے موجودہ سے آراستہ کر کے اور ارکان کو گر و جمع فرما کر بڑے تخیل و احتشام سے
 تخت نشین ہوا تہذہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ رام
 نہایت عیار ہے ابھی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر غارم ہے جب بیان آیا
 حال ملا خطہ کما اور اہل بیغل گیا سیر نہ آد لگا لہذا مناسب ہے کہ یہاں اگر رخصت معاہدہ
 جو نکاح لگا کر اختیار نہ تھا آشفہ ہو کر فرمایا کہ خاندان تیموریہ میں ابھی تک کسی سے
 نہیں ہوئی تہذہ نے کہا کہ مذہب و عا کو کتا ہے جو عہد کیا ہے اس سے تہذہ
 راجہ رام نرائن کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہوئے اس صورت میں بھی وہ ناچار رفیق
 اور افواج مشرقی اسس حال کو دیکھ کر سمجھ بوجھ کہ قدم بڑا و نیکی تب انہوں نے
 اسکا اختیار محمد قلی خان کو سے تہذہ نے کہا اس سے اطلاع دیجئے انہوں نے جواب دیا

جب وہ مجھے نہیں پوچھتا ہے، مجھ کو کیا غرض ہے کہ اس سے مصلحت دون بندہ بنی تیار ہو کر کہا
 کہ اس معاملہ سے شک نہ ہو اور افسوس کرنا ہو گا اگر وہ فیصلہ معاملہ ہونا منظور ہو
 تو کیوں شریک ہوئے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا اور میرے روز جو مہم ملاقات تھا
 بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر و بار اور نگران انجا ہوا تاکہ راجہ رام نرائن کے پہونچنے کی خبر محمد قلی خان
 کو مکان میں اور غلوٹ میں ملاقات ہوئی اور ارادہ حضور کی بھراہی جہد کو کشش زد ہوئی بندہ
 فی بیاب ہو کر منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کیا اونہوں نے اپنی معذوری بیان کی تاکہ
 محمد قلی خان نے راجہ کو پرہے کے باہر چور کر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بے حالہ
 وزارت مع ہرم خان اور مدار الدولہ اور سچی خان ولد کرناخسان وغیرہ ہمراہیوں کو استاء
 ہوا اور والد القابلہ بختی گری، مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیر برادران بندہ اور امر اور نقار
 کو دست راست محمد قلی خان نے مجھ کو قیام راجہ کا مذکور پیش کیا کہ ایسا شخص بندہ نہیں مسلسل
 وہوشیار نہیں دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اسکے نحو سے کلام سے فراست بہت ہے
 بندہ نے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد کے اوسکو وہی میری گفتگو نہیں معلوم شاہزادہ کے گوش
 ہوش میں گھس جانیہ میری شاہزادہ نے فرمایا کہ اس قدر اعتماد ایک ملاقات بہر کیونکر ہو گیا
 مدار الدولہ نے اوسکی خوبی و فاد حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی ادوی مرزا اسحق نے
 درمیان سے ٹھکڑا اسکے تصدیق کی ان کو کون فی و دین ہزار روپیہ نقد کی طبع اور نیز راجہ کے
 روضن نماز سے اس قدر مبالغہ کیا ہو کر افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ
 دو ہتھوڑے یہ لیکھا کر وہ اپنے حصار میں جا کر فرمان بری کرے تو تم لوگ کیونکر عہدہ براہو کر بیست
 جہان جونہ جرات کا بہت سے کام ہو کر پستہ توان کیا تمام الفصد تھوری دیر میں راجہ رام نرائن حضور
 آیا اور جو آداب و کورنش کا تمام عمر ندیکھی تھی کرنا بزرگ فی حیرہ خشک لب سخت ہو پنا یا دہنیں
 کہ شاہزادہ خود یا مدار الدولہ نے مذکر کی اشرفیہ ان اپنے ہاتھ میں لین محمد قلی خان نے
 حسن ارادت کا بیان کر کے استدعا سے رحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا
 راجہ رام نرائن کو لیکھا کہ خلعت تہ بہاؤ اور سر پہنچ اور جیفہ مرصع مع ہر گلگی عفار جو کہ مخصوص
 شاہزادوں کو تھی رحمت ہوا مرید ہر تو اس شراکت میں نہ آیا احمد خان فرشتی اور مصطفیٰ عثمان
 اس کے ہمراہی سے شرف یاب ملازمت ہو کر خلعت چار پارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کیو لیکن
 رام نرائن سب سے اس قدر تکلیف کہی نیالی تھی خستہ و حیران ہوا عبدالرازق جب تھوری دیر گھڑا ہوا

اور ہوش و حواس درست ہوئے نظر شیخ کو کر کے شہنشاہ کی فراغت اور امر اور وسایاں کے
 کہ پریشانی جو بروقت درود دیکھی تھی نہایت شرمندہ ہوا کہ ناحق کو آیا مجاہد کو اس کی پیشانی
 سی موجب انفصال معلوم ہوا بعد چھ گھنٹہ کے محمد قلی خان مع راجہ رام نرائن کے مرض میں ہو کر
 اپنے مکان گیا وہاں جا کر خدا معلوم کیا سوا دسے خام کا جو شش کمایا کہ منید بدام اندہ کو خست
 دی جو معتقد اس وقت حاضر تھا کہتا تھا کہ راجہ رام نرائن علیحدہ خیمہ میں آرام پذیر تھا لیکن
 محمد قلی خان کے خیمہ سے نہایت متصل مرزا محمد علی مولوی کو جو ہمدار اندولہ کے باتفاق راجہ بکر
 کو لانے لو گیا تھا طلب کر کے محمد قلی خان نے کہا کہ راجہ رام نرائن سے جا کر کہو کہ موہنیا
 یعنی مرزا حسن اس کی بہائی کا تھا شکوہ و نون موہ کی دیوانی مبارک ہو اور مرزا اسحق کو بھی
 ہمراہ کرو یا دونوں نے عرض کیا کہ ابھی یہ ظلم کرنا مناسب نہیں آرزوہ ہوا خواہی کو بھیج کر
 کو طلب کیا جب وہ آیا خود بدولت نے دی کلمہ مبارک دسٹایا اور سننے ہی براہ دانائی سے
 جبکہ مبارکباد عرض کی قریب شام کہ ایک گھنٹہ دن باقی تھا محمد آفاق کو نوال عظیم آباد کہ جو
 اس کے ہمراہ تھا محمد قلی خان کے پاس بھیج کر خام دیا کہ تیج سے کچھ کمنا تین ہوا الحال زندہ
 جاتا ہے اسے جواب دیا مبارک نبیوں نے دی صلاح جو بندہ نے مذکور کی تھی عرض کی اور
 انکار کیا کہ بدعہدی ہے لوگوں نے کہا بدی کرنا یا سنیے اور قلعہ میں داخل ہونا مسعود نہیں ہوا
 اسے برکے قول کیا اور کہا کہی مجال ہے جو ہمارے شمشیر کے رو برو کر ہو بہت نصیب
 اقبال تھا جو پہر انہو کسی کا خوش کہنا اور نہ ہوا جب راجہ دہاسی برآمد ہوا جب احکم محمد قلی خان کے ایک شخص
 اس کے ساتھ فیل سوارا اتفاق قاصد عظیم آباد ہوا چند روز جا کر عذر کیا کہ بندہ سہوے اور
 اور مسلمانوں کے ہمراہ پانی تک نہیں پی سکتا مادہ فیل عمارتی دار طلب کر کے اوسے سوار ہوا
 اور پانی پیکر طائر خیال کی طرح پرواز کرتا ہوا سمیت روان کیا ہوا گویا طائر ہوا ہرینہ کوئی جو
 نقص نہ پہنچا ہر قلعہ میں پہنچنے کے حکم دیا کہ برج بارہ کی خوب حفاظت ہو اور ہر محمد قلی خان
 بے خبر اپنے غرور میں مست ہو کر محض میں مصروف ہوا گویا جانا تھا کہ راجہ مذکور کو فرماں
 ہر روز احترام بے سربین مرزا اسحاق اور لیاہوں کے معرفت بھیجا تھا راجہ نہضت فوج
 افواج جنگالہ کا مہبط تھا تاں کہ بعد دو تین روز کے تحویل آفتاب کے برج محل میں معین
 ہوئے اور لوگ منتظر امتحان ہوئے کہ راجہ رام نرائن نذر عید فوراً گزرا سننے کو آتا ہے
 یا نہیں اگر آیا موجب ترقی اقبال ہے ورنہ جو کچھ محمد قلی خان کے سوچا ہے محض و ہمد

خیال تا آنکہ روز نوروز جلوه افروز ہوا راجہ رام نرائین نے شانزادہ اور محمد قلی خان کے نذر کو
 اشرفی مع بیضہ ہاسے مرغ کے گڑے سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا
 اور نورات ورق ملائین ارالیش و دیگر ارسال کئی اور انجی عدم حاضری کا بعد سبب اشتغال
 کارسہ کار کے کہ یہیجا بازاری تک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نرائین نہ آویگا مگر محمد قلی
 بلکہ ایک اسی عمدہ و ہمان یہ محمد قلی صاحب نور در سہی گذرا اور شاہ وزیر کو کہو لب سے حاضر تھا
 فرست میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہاں سے کوچ کر کے شہر کے شرقی رخ نزل کرین چونکہ راہ
 مذکورہ و بازار میں تھی راجہ رام نرائین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر تھلیدہ اور بہان کر لوگ
 اونکے دیکھنے سے مخوف ہیں سدا لشکر شاہی کے لہجہ ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی
 کرین اور پنجابے شہر حفظ آہر و کوکچہ جہالت کر اوٹھیں تو فساد عظیم برپا ہو جائیگا مناسب ہے
 کہ عمدہ حضور مع داروغہ بلیداران انیجاب کے کہ وہ بھی ملازم سرکار ہیں شہر کے جنوبی
 طرف سے زمین جلدین جو خشک ٹیری ہے واسطے تو پھن نہ سہ کارا و راجہ بارہ روز
 کی راہ درست گردین اور خود بدلت مع لشکر کے اسی راہ ہو کر جعفر خان کے باغچین داخل
 ہون محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی اتہا راجہ کی فرمان برداری اسکے موہن میں مرتسم
 تھی تا آنکہ چند روز باغ جعفر خان میں ہی گزری اور آمد رفت سیادلون کی مطلب کا مد جو خرچ
 صہرہ کے جاری رہے بلکہ سیادل لوک کہی کہی شدت و تاکید بھی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر
 کا انتظار پر سخت وسست کی بر داشت کرتا تھا اسی وقت میں میرن ولد اکبر میر جعفر خان کے
 کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نرائین کو پہونچی اور اہم
 سہ محمد قلی خان کے بھی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نرائین اور مرید ہر کے خود صعد فی
 جنگی کی نہایت زہر اور توجیح سے محمد قلی خان کے لوگوں کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نرائین
 کا تھا کہ چند روز اور بھی رفق و مدار میں رہ کرے تاکہ فوج انگلشی اور میرن آجائے مگر مرید ہر
 کتاب نہ آئی دفع بد منطقی آقا اور بدنامی اپنے کا بیج جنگ کے کتنی دنوں سے دیکھا تھا والا
 دیشہ ان جہتوں کو چند ہوا وہی سخاں دلاویر سے مفتون کر کے غافل کرنا کہ افواہ آج انگلشی پہونچنی
 کو شہانی کستخی ایکیلی قرار واقعی ہو جاتی۔

نوکر کھل جانا راجہ رام نرائین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بدستائی کی سے اور خالی ہو کر برگشتہ ہونا بادشاہ
اور وزیر کا سوئے تدبیر سے

میت ہرچہ دانا کند کذا نادان بہ لیکہ بعد از خرابی بسیار ہو کہ دانا کرین کرین نادان بہ ہون خرابی بہت
بہت حیران کیا چچا اول عقلمندوں نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ
نوبت ہوئی کہ انفسوس ہی ہاتھ لگا جب راجہ رام نرائن نے اسکے آدمیوں کو شہر سے نکال دیا اور
پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جواب یہ حکم کرتے ہیں ہم آپ کے نوکر نہیں کہ محاسبہ دیوں ناظم
ہنگامہ کے میطیع ہیں تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور زیارت کر دی اب جمین باہنی بہر
سمجھو کارنہ ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچلا اور بے پر کی لینے لگا کہ کل صبح اس
بدباز کو ایک سناٹے میں اسیر نہر چھب کر تارہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردا ہی قیامت
ہو فوج سرکار بھی مددگار ہوا شاہزادہ نے والد زندہ اور دیگر رفا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہو کر تابع
فرمان مدارالدولہ ہون بھی خان ولد کرکریا خان جو کہ خواہر زادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا
تھا بجز استماع حکم انہی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمارہیوں کے ہتیار بند ہو کر چند نو جوان
مردم کے باغ کے مشعل جہان کہ والد شہر سے تھے گیا اور بزرگ خود گویا مورچہ بندی کی یہ
نہ سمجھا کہ بے موقع تکلیف لکھنا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہو کر
دربار شاہزادہ میں حاضر ہوئے اور ہمراہیان محمد قلی خان او کے دولت سرزمین آئے بندہ
بھی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار میں گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت یا بی میدان کی راہ لی
میر حسین خان خواہر زادہ ذوالفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا میں بزرگ خود سپہ سالار تھا
مع اپنی جمیعت کے راجہ رام نرائن کے باغ میں جا کر کھڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا سپہ
ہر ایک نے بجائے مناسب رو برو سے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم و جدید
کو مقابل برج خمس کی طرف میدان میں استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ میں بھی حو لوگ
کسی قدر اسکی خدمت میں توسل اور اخلاص رکھتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ میں
عبدالوہاب خان زندہ کے چچا خورد جو سن و سال میں برابر تھے ہاگل یور سے ماوجود ممانعت
سیران محمد قلی خان کے جنگی رفاقت میں تھا بہار زدے ملاقات والد زندہ اپنے شہرے
بہانی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ حیلہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہوں اور باغ لون گوکہ میں جو مقبرہ والد

خود کش کر آیا ہے اب کہ موگر جنگ گرم ہوا انیشہ سے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہو پس ایک
 بیرق لطف فرمائے تاکہ مردمان سرکاری اور سکی شناخت کر کے متفرق حال نہوں حسب
 التماس تمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان تھا بندہ کو کما بہتر تو یہ ہے کہ یہیں پر متعلقان کو
 لائے مگر بعد رنجہ کر کے میری بات غمانی اور قلعہ ارکو مع بیرق والد کے ہمراہ لے گیا اور
 وہاں پر بیٹھا کر سبائی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو پیرا کر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی
 دیر کے بعد حصار سے ہم لوگوں کی طرف گولی برسائی شروع ہوئی راجہ رام نرائن نے
 ابتدا سے جنگ کی اور جدہ ہر مدہ ہر قلبہ کے رو برو فوج تھی اسی طرف قلعہ سے آتشباری
 شروع ہوئی علی الاتصال گو لون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگوں کے سر وں پر سے نکلتا تھے
 تھو باغ راجہ رام نرائن کی طرف جو دیوا حصار سے متصل کڑکی رائی میں تھا میر محمد حسین خان
 وہاں پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ دھونڈ رہا تھا اور دہر کو چاری طرف سے زیادہ بارش لگتی
 و توپ تھی تا آنکہ محمد قلی خان بھی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچا راتادہ ہوا مرید ہر سرج خاص
 پر تھا اور دہر کا انتظام اور اسکے حوالہ تھا کثرت جھوم اور سامان جاہ و احتشام اور دہر کو دیکھ کر سمجھا
 کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی دشمن عہدہ لو کر استادہ ہو گا گولہ انداز کو نکلے کی
 کہ اس جھوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارا نا چاہیے وہ بھی اس نشانی میں نہایت ساعی ہوا
 لیکن اکثر گولی باتھی کے اور اور دہر یا ہم لوگوں کے سر پر سے نکل جاتی تھی چنانچہ ایک گولہ
 کس قدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر کے بیٹھا بندہ نے اس جرات بیہوش
 ناخوش ہو کر والد سے جو کہ تھوڑے فاصلہ پر یا لگی پر سوار کھڑا تھا عرض کیا کہ تان توپ پر
 جو ہم لوگ استادہ ہیں کیا سو رہے قمایا کہ اور میدان عہدہ میری نظر میں نہیں بندہ نے
 عرض کی کہ لا رشکر سے ملتے ہو تا یا ہے کہ اگر بیٹا نہ یورش منظور ہے قلعہ کو برو و حاصر
 آو اور خود بدولت سوار میں پس و رنگ کیا ہے او نہ دوسرے تقدیر میں جو ہو گا ہو رہیگا
 اور اگر لفظا جملہ قتل کرنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہیں ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار
 اور س بارہ ہزار پیادہ ہر ق انداز میں چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہیں علاوہ اسکے
 تمام شہ کے عزت دار پاس آبر و بلا تو کسی اور سکی رفاقت میں آمادہ ہیں اگر قلعہ میں ہی دخل ہوا
 جنگ عظیم کا خیال ہے اور ہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ متعدد اولی جو صلاح
 تھی دنا مسوع ہوئی اب کہ لڑائی و پیش ہوئی اس طرح مقابلہ بھی محض خلاف ہے بلکہ جائز

کہ ہر طرف سے لوگوں کو طلب کر کے بیست مجموعی راہ متعارف سے اندرون قلعہ پہنچے اور بارام
 تمام دفعہ و سمان کے قلعہ بادشاہی کے قریب میدان کے صوبہ بین لب دریا پہنچ کر سواران
 لشکر کو بچام کیجئے اور مستعد یورش ہو جئے بڑی توپوں کو مقابل دیوار پختہ قلعہ کے جس پر خشت و
 چونہ کا کام ہے اگرچہ دوسو برس سے زیادہ ریگی مگر سلطان اپنے اور استحکام نہیں رکھتی پوشیدہ
 اگر نہیں نکل گئیں اور دیوار سے بلند اور خشت سے کہنے نہیں حکم دیجئے کہ داغین یقین سے
 کہ جینہ شک میں کام ہو دیوار مسما ہو کر زمین سے ہموار ہو جائی یورش کی راہ کھل جائے اور سوت
 پیادہ برق انداز کو روہر و کر کے بارہ کر کے ہوئے یورش کیجئے اٹالہ صورت فتح و ظفر نمودار
 ہو والد قاصد اطلاع ہوا تھا کہ خود محمد علی خان جائے استقامت سے مغرب کو روانہ ہو کر
 اور ہم بھی مع والد کے پیشتر کو کام فرما ہوئے بارے برج خاص کا نشانہ بند ہو احمد علی خان
 فرانس مکان یہ راستہ ہو کر کسی کو بھیج کر والد کو روہر و بولیا جب وہ پہنچا اپنے ہمراہ
 لائچی پر سوار کر لیا تھوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے جڑہ کر سلام کیا
 والد نے کہا کہ نوا البصاحب کا ارادہ ہے کہ تمہیں ہر سم سعادت راجہ رام نرائن کے پاس
 بھیجیں بندہ نے کہا حاضر ہوں مگر اس وقت میں کہ وہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ کی کوئی
 مدد نہیں آتی عبور کیونکر ہو سکتا ہے محمد علی خان نے ایک شخص کو روہر و طلب کر کے
 فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جماعہ دار کے بھائی اور میرے رفیق ہیں رات کو بمقرب دعوت
 شیخ مذکور کے مگر قلعہ میں گئے تھے اس وقت وہاں سے آتے ہیں راجہ رام نرائن شیخ کی
 روہر و کہتا تھا کہ میں اسکے ملازمت کر کے ناظم نگالہ کے روہر و بدنام ہوا ہوا ہوا اس کے نواب
 فرمیرے استقبال پر کرنا ہی قلعہ لے لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر اسکی
 تقصیر معاف ہو بندہ مستعد ہوتا ہے کہ اسکو پہر حضور میں لائے پس تلک جانا چاہیے اور کرنا
 چاہیے کہ اب بھی اگر در اخلاص و عقیدت سے حاضر ہو ہم اپنے محمد پر استوار ہیں بندہ نے
 کہا اگر یجن راست ہے کیون او سے اپنا آدمی بھیج کر اطلاع پیغام کیا جو شخص روہر و ذکر کرے
 تھا او سے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسیکاسے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تھا اور شیخ نے مجھے
 بھیجا محمد علی خان نے کہا ہمارا کیا نقصان بعد تمہاری واپسی کے اسکا جو منہ سچ ظاہر
 ہو جائیگا بندہ نے کہا اچھا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہوں تاکہ وہ بھی
 گولہ اندازی آتشباری موقوف کرے اور راہ عبور کی ملے او سے جواب دیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکر گیا اور ہر سے بھی خاموشی ہو کر نہ بکلی بندہ لے گیا کہ اس امر میں وہ بادی نہیں
جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اس نے بھی مدافعت پر کمر باندھی اگر ذرا غفلت کرتا تو لاچار
حضور بڑا نال بوج بارہ غیر حیرہ کر اوسکا کام تمام کر دالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تھنگ
میں کیونکر جاسکتا ہے شخص حاضر لے گیا کہ اچھا بندہ لیچو بندہ لے گیا کیا مضائقہ الفصہ اوسکو
ہمارا ہوا وہاب علیخان عموی بندہ بلا خلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے بیو خانے کا حصار
راجہ رام نرائین میں تسعد ہوا تھا عبور راہ میں تیر تھنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا
تھا اور بندہ بھی اوسکے پیچھے پیچھے قدم زن تھا تا انکہ باغ راجہ رام نرائین میں جہان
میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تھا یہو بچکر توقف کیا کیونکہ وہاں سے نکلتا
نہایت دشوار تھا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار ہے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نہ تھی جسکی بنا
میں قدم زن ہو بندہ نے تھوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید پیش روئی کی وہ شیخ متحیر ہو کر
عذر خواہی کرنے لگا کہ راہ وہ بندہ لین تب چلین میں لے گیا کیا مضائقہ بندہ ہمارے ہمراہ
ہو جہان جاو سایہ سان و نبال ہے آخر کار لاچار ہو کر نہایت الساج و سماجت سے ایسی
خند متکار کو لے گیا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے اور اور دوسرے دیکھکر معذرت کی شیخ ابلہ نے پانچ سو
انعام دیکھ کر لے گیا کہ راہ بتانا کرے خند متکار نے لاچار ہو کر لے گیا کہ ایسا جب جان سب کو عزیز ہے
ایسی حالت میں روپیہ کے طمع سے جان جو کون میں نہیں پیسوں کا بندہ بھی آدمی ہو
آپ کو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہیں یہ جو انجے پایا مخصوص میرے روبرو
شیخ جی نہایت نادم ہو کر لوٹے خیر بولنا یا بکڑی مینو لے گیا کہ بندہ تو ایک ہوا رکاب ہو جہان آجایا کا وانا
جو شیخ نہایت سیو ہوا واپس محمد علی کو آیا اوسکو چھپا گیا گدڑ میں جواب دیا شیخ صاحب سے استفسار
فرمائے محمد علی خان حال دریافت کر کے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشت کو سڑا رہی
بندہ نے وقت عصرتک ان نالایقوں کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو دوپہر
ہوا میرے بعد تھوڑی دیر میں والد وغیرہ سرداران فوج بھی اگر منزل گزین ہوئے مگر
محمد علی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمارے
وغیرہ کی حفاظت کی آوردونون لشکر کے چون اور فاقہ زدوں نے جو کہ خارج حصار سے جہاز
کے باشندے تھے ورو دشاہزادہ سے نہایت مطہرین لشکر پر اگرے اور خوب ہاتھ پہر چلا کر
ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگوں کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ساری چچا کے خیال و اطفال بھی ایسی بل میں مبتلا ہوئے جو ایک کوری اور ایک گز یا چھتری ہی بنی
 لیکن کسی شخص فرشتہ خلعت نے اس جنگام میں اس کے سر پر ہو چکر حفظ آبرو میں شریک
 ہوا اور اسے ساتھ لشکر کے متصل ہو گیا اور گوشہ میں کر گیا ہر چیز بجا رہی تمام شب اونی
 متجوہین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
 میں کمشنرون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال و عیال کا شکریہ بجالائے اور اپنے
 بات دے سنے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تھا جب اسے سیرج پر معاملہ گذر اندہ کو اگرچہ
 پیشتر سے اسید متقی اور زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس میں مشوش
 ہو ا کیونکہ جس روز راجہ رام نہراہن نے محمد علی خان کے آدمیوں کو نکال کر اعیہ رزم کیا تھا
 اور چند عرصہ کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان عبدہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
 ایک خادمہ اور لباس پوشیدنی سے واسطے ملاقات والد کے آئین تین اور حصار غلطی
 کو دروازہ مشرقی کے محافظوں نے وقت آنے سوارین کے مزاحمت کر کے راجہ رام نہراہن
 کو اطلاع دی اور اس نے حکم دیا کہ کوئی نعمت نہ کرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
 خدا سب نے کیا کہ میرا بعد و رود کے کیا کیا خدا تا ترسی کرتا آخر کار خیمہ شاہزادہ اور محمد علی خان کے
 باغ جعفر خان سے اوکھڑ کر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہاں گولہ نہ پہونچ
 تھا زمین خشک شدہ جگہ پر جانصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑ کر کے انکی جہالت سے
 ناراض ہو کر والد سے کہا کہ چند خاندان کے باشندے یہاں پڑے ہیں طاقت پیدا وہ پانی کی
 بنین رکھتے اور یہ قلعہ ان تدبیروں سے جو ہو رہی ہیں مینوں میں بھی فتح ہوگا اور غریب
 جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد علی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوین گئے
 پس ان بھارون کے حق میں اگر اہی فکر کیا دے اور کہیں کو روانہ کر دو بہتر ہے ورنہ چند روز
 کہ بعد جب لشکر کا مجبور ہو یہاں پہنچے گا والد نے آزدہ ہو کر فرمایا ہے کچھ تدبیر نہیں ہو سکتی جو
 تھاری راے میں آئے تعمیل کرو بندہ نے چند ہل سوار اور ایک دو راہ مار برداری عالم
 جیسے کہ گاؤں بانوں کا چودھری رہتا تھا اور بندہ سے آشنائی تھی طلب کر کے اور چند نفر
 کہہ بھی طلب کر کے مع والدہ اور جنج ناموس کے جو متعلقان محمدی شاہ رخاں اور بابا علی
 وغیرہ برادران کے بھی ہمراہ لیکر کلہوڑ سے عبور کیا اور بابو پہلوان سنگھ کے ملک میں جا پہونچ
 چند روز قصبہ سہرام اور رحیلی شاہ قیام الدین نوہ شاہ کلن میں مقیم رہا کہ کیا رشتہ ہوا

اور محمد قلی خان گرفتار اور اجازت ہو کر لوٹے اور زہرہ مسہرام میں تقدس سوسی والد سوسو مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شانزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت میں سر گذشت ہوئی اور پھر حبانادون کا عظیم آباد سی تحریر کیا جاتا ہے

بعد ازاں بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اس کے ہمراہی اور رفقاءے شانزادہ نے تسخیر قلعہ میں اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار میں مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سی مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تھی کچھ فائدہ نہ ہوا محمد قلی خان نے جو برج کہ ممدی گنج کی طرف تھا اس پر ارادہ عام کر کے بیلداروں کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو گاداک کرین نوین روز تین چار بیلدار برج کے پیچے کام کر رہے تھے یکایک وہ برج سے نیچے کو دھسا ایک مزدور نے زانو تھاک کر جان بچائی باقی دو تین نفر زمین دوز ہو گئے البتہ اس پر راہ جانے کی ہو گئی محمد قلی خان کے لوگوں نے ہجوم کر کے یورش کیا محصورین نے بھی پایداری کی چلی اور سبوجہ باروت میں آگ دیکر مارنے لگے اور اس کے پہلو کے برج سے بندہ ق کی گولیاں اسے ہی برستی تھیں اکثر انہیں سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچیں بعض سوختہ باروت اور بعض گولی سے مجروح ہو کر پیچھے گرے اور آئے کی تاب نہ پائی اور باقی برج میں بھی جمع کثیر صدمہ بندہ ق سے مجروح و مقتول ہوئے کتے ہیں کہ دو گواہی سے زیادہ اس آگ میں جل بین گئے اور شمع مراد روشن نہ ہوئی تاکہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس آباد بندہ سے بچ کر آسودہ ہوئے اس کی صبح کو بسبب بعض سوال و جواب کے محمد قلی خان کو شانزادہ سے ملان ہوا اسے اپنی فوج کو بائیں حصار میں حکم بھرت دیا اور عجز از م مراجعت ہوا شانزادہ اس کے خیمہ میں جا کر معذرت کی اور اس کے بیٹہ و بنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تھی واپس کر لیا اور دوسرے اس کو معامہ کی ترغیب کی چونکہ اس جنگرہ میں متوقف ہو گیا تھا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگوں کو جا ہا سے معینہ کے حفاظت یہ یحییٰ کر کے یورش دوسرے روز یہ موقوف ہو گئی صبح ہوئے وہی ماجرا بمشروع ہوا راجہ رام نرائن کو مع حارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تھا مفروضہ اس میں محمد قلی خان کو آخر درز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک پہونچا اور نیز پشیر اسکے معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ آلا آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دعا اسکے قلعہ ار سے چھین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹا ان دونوں جو نئی خبروں کے سننے سے محمد قلی خان کو

ہوش و حواس پر جائز ہے بغیر اس کے کہ شجاع الدولہ کی طرف توجہ و مراعات کی کیونکہ یہ شخص اسکا بھتیجہ اور قریبی تھا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ بخت تدابیر تھا اور اہل انگلی تھی جو بات بھاتی وہی کرتا تھا پس عزم و مراعات بالعموم کر کے پورسش کی تاکید بہت کی اور قریب شام بیچ کا وعدہ لوگوں سے کر کے واپس خیمہ گاہ ہوا اور قرب و موصول خواجہ مشرفی اور نیز اپنی ارادہ سے شاہزادہ کو اطلاع دی شاہزادہ نے دو تین مرتبہ پاداری کا پیغام دیا مگر جواب دلخواہ نہ سنا لایا خود بھی کبھی طرف پل نکلنے کا ارادہ کیا آخر شب کو بتدیل وضع لشکر سے ہر شخص متعین صبح کو ارادہ مضمر ظاہر ہوا ہر خیمہ سیدان سنگہ وغیرہ رفقائے محمد خان کو سمجھایا کہ الحال ارادہ ہتھی شجاع الدولہ سے نامقول ہے مہر صورت اسی جگہ لڑنا چاہیے یا کوئی دوسری جگہ پر لڑنا چاہیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا صبح ہوتے کو بیچ کا دنگا بجا کر اسے ملک کی راہ لی

ذکر آنے موثر لاس فرانسسی کا لشکر بین اور لوٹنا اسکا شاہزادہ کی ہمراہ نہایت حیف و حسرت میں

پہلوانی کے قریب موثر لاس فرانسسی اطلاع دے سمجھا کہ بڑی بے عزتی ہے اسقدر محنت کی گئی دور در وقت فرما کر میرے حسن تردد کو کہ چھپر پور سے افغان و فیضان حاضر ہو اپنی ملاحظہ فرمائے بعد ازاں جو مناسب ہو عمل کیجئے اوہر سے کچھ بھی سماعت نہ ہو لایا چاروشی لاس مذکور نے بھی خدا کی قدرت کا تماشا کر کے عزم باز گشت فرمایا لیکن شاہزادہ کی ملاقات نہ ہو سبھی پیغام و یا شاہزادہ نے توقع کیا اور موثر لاس نے حاضر حضور ہو کے مکثوں میں استغاثہ کیا شاہزادہ نے واقعی حال بیان کر دیا کہ محمد علی خان کے اعانت سے مصارف ضروریہ جو کچھ ہوتا سراسر انجام ہو سکتا تھا اور اب مجھ کو اسقدر رز و اسباب نہیں کہ فوج مشرفی کا مقابلہ کروں ضرور تاج پتر پور کو جاتا ہوں تاکہ بعد ازیں کیا ہو لاس مذکور بھی چونکہ وہیں دھماکت رفیق ہوا لیکن شاہزادہ سے پیشتر چلا گیا چنانچہ بندہ بھی جب وہ شہر ام میں وارد ہوا ملاقات کو گیا اور احوال دریافت کئے احوال کے بعد کہ جو کہ چند احمق ہمارے محمد میں حلقہ اللہ کی خیرالی کو موجود ہو ہیں کر دیا اور یہ کہا کہ یہ امر خالی غیب نازی سونہیں اور محمد علی کی جملہ کج حاکمیت سمجھا اور کہنے لگا کہ ہم بنگالہ سے شاہجہان آباد تک گوسے ہیں بجز غریب آزاری اور سناؤ

دہلی سے کوئی امر شاہ نہواہر خید سے چاہا کہ دو لکھن ان مشہور مانند شجاع الدولہ اور محمد الملک وغیرہ کو ارادہ بند و بست بنگالہ اور جو صلیجک انگلشیہ ہو کر کسیکو توجہ نہوی اور حسن و خوبی وغیرہ اسکی کچھ نہ بکشتل القصبہ جب وہ نکل گیا بادشاہ زادہ اور محمد قلی خان اور بنوہی و والد مرحوم کو ساتھ تھا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادام ہے جس گزشتہ ہم تھے وہیں آؤ ترا دو نوں سرداران نے عقل کی شکایت کر کے تیدہ سے شورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے تیدہ نے عرض کیا کہ شاہ جہان آباد کو سبب عماد الملک کے نہیں جاسکتے تو اور شاہ زادہ کو یہ مقدمہ نہیں کہ مع عیال و اطفال اور دیگر مہمان کے آپکی خبر گیری کر کے اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے احتلاط نہیں اور ہم لوگوں کی صحبت ارباب مشرق سے بسبب آپ کی رفاقت کے جوش ہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہو گئی تیدہ کے زعم میں ایک تدبیر ہے اگرچہ اسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان ہو اور راجہ رام نرائن اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے جسکا حساب نہیں ہو سکتا اور کسیقدر فوج بھی اس کے پاس ہے اسوقت میں اس سے موافق ہونا چاہیے البتہ اسکو کچھ کام ہوگا در صورت اسکی موافقت کے جب تک آپکو کچھ کام نہ ہوگا وہ اپنے حق میں رد ادا نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر ہائیکہ اور بسر اوقات کو گوشہ سے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور اچھی نہایت گران اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر میں چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کر کے دریاجہ درہاوتی پر باقی سہلوان سنگہ کے خیمہ کیا سہلوان سنگہ نے ملاقات کو اگر بکمال فروتنی مافی الضمیر دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا میں یہ داعیہ رکھتا تھا کہ اگر شاہ زادہ میرن سے مقابلہ کو مہم ہوا اور موشیر لاس کو بھی لٹا دی مبلغ کثیر سر انجام سپاہ اور دیگر ضروریات میں خرچ کر کے اعانت شاہ زادہ کی کر دینا چاہتا تیدہ نے جا کر مکر یہ پیغام دیے مکر موشیر لاس اور شاہ زادہ نے اسکی پیشہ زمینداری پر نظر کر کے اعتماد کیا آخر ضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہ زادہ نہیں آتا ایک خط کرنیل کلیف کو جو بات مقول بنا رہا ہے ایسی کے سکے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث گشتی کو ہوئی ہے کم ہو جائے شاہ زادہ نے نوبت خاں کو مع مراد اپنے منشی کے بھیجا تاکہ سودہ کر کے جو مضمون مناسب جائے لکھ کر روانہ کرے جب کسی نے خاطر خواہ لکھا

والد فی زندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل میں آئے لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ طبیعت فی قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگوں کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب ضابطہ مان ہو کر بعد دو سٹل شاہزادہ کے کرنیل کلیف کو پہونچا یا آپ پر بنا بر انتظام کی قدر حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موسیٰ شیر لاس اور بابا برف کال لانا اپنے ناموں کا ہزار باجستجو سے اس محفل پر ہر اس سے بہ حرمت و عزت تمام لکھ احوال و رود میرن اور فوج انگلشی کا مع احوال رام نراین پر گنہ سسر ام اور چین پور میں اور بھوبی انفال کرنا معاملہ والد ماجد اور بھوان سنگہ وغیرہ کا اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کی کاوش سے اور دیگر مال ابتری تحریر ہوئے۔

ذکر ہے نکالے جانے شاہزادہ اور موسیٰ شیر لاس کا چتر پور بوند ملیکنڈو اور آشفنگی محمد قلیخان کی اور اس کے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کے ہاتھ سے

جب شجاع الدولہ ولد مسافر جنگ نے محمد قلیخان اور شاہزادہ کی مراجعت کی خبر بے خاص کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور ایمان چھوڑ کر راجہ بینی بہادر اپنے نائب اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ تنہا جوکر محمد قلیخان کے روبرو جاو اور ایسا کچھ بندوبست کرو اور اس حسن تدبیر پر پیش آؤ کہ اسکو آلہ آباد نہ آنے دو جس طرح ہوا اپنے قابو میں کرو راجہ سے مذکور حسب الحکم متفق ہو کر مقابل بنارس دریا سے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلوند سنگہ کا آباد کیا ہوا اور اسکا موطن قدیم تھا وہاں پر جا کے خیمہ زن ہوئے اور توپیں مقابل لشکر محمد قلی خان لگا کر مستند مزاحمت ہوئے شاہزادہ اور موسیٰ شیر لاس کو پیغام دیا کہ ہمیں آپ سے کچھ کام نہیں جد بر غزم ہو چکا ہے لکھ محمد قلیخان کو مجال حرکت نہ دیوینے کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھاوے شاہزادہ نے اپنا حکمتا یہی بلا سے ناگمانی اور محضہ آسمانی سے غینت سمجھا موسیٰ شیر لاس کو اپنا رضی

بنا کر مرزا پور ہوئے بوند لیکن ندکی بوزم اقامت پتہ پور کے لئے راہ لی اور محمد قلی خان
 سید راجہ کی سراسر سے کہ یہ قدر فاصلہ پر لشکر رکھتا تھا جو کوئی اور سکے لشکر کے عظیم نام
 کے ملک سے آگے کہ قدم بڑھانے نہ میداردن اصراف بوند سنگ کے لشکر
 ہو جاتے بکے خان ولد زکین خان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہو کر چند روز بلوند سنگ
 کی اجازت سے مرزا پور میں مقیم رہے شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
 اسیر دام تیر ہو اسوالہ جو ایلچو سی میں بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام
 نکالتا تھا اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خد او ند کریم سے تائید
 نمودار ہو جائے اکثر مہراہیوں نے جو صاحب جبرائت تھے صلاح جنگ
 بینی بہادر اور بلونت سنگ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدم
 میں ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ
 کو جرات نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگ کے ناموس کے
 جانب سے دلیع ہو کر بدین سبب کہ اس کے ہمراہ تھے اور بنارس میں
 لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا سید علی خان کو بھی ہمراہ لیکر کرم ناسہ آیا
 سنگ غالب علی خان برادری میں بندہ دور و زقبل اسکے مع اپنی بی بی اور
 خوشدامن کے بالآخر بنارس پہونچا اور اب گھاٹ میں کشتیان نہیں ہیں راجہ بلوند کے
 ملک سے سب کشتیان کینچا کر رام نگر کے نیچے جہان او سکامکان جو جمع ہوئے ہیں کوئی
 بھی اگر ادھر سے جاتا ہے بلوند سنگ کے لوگ اسکو غارت کرتے ہیں لاچار وہیں
 ہوا اور اپنا حفظ و حمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
 ایک خط پہلوان سنگ سے بنام بلوند سنگ کے لکھا یہ جانتا کہ میرے ناموس کو نکلیانے
 میں اعانت اور راہداری کرے جائے مناسب میں با رام تمام فروکش کر دے
 اور والد بندہ بنے ہی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ بندہ کو تحریر کیا یس بندہ مع اخیر
 ملازمین راجہ پہلوان سنگ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چہین پور کے راہ سے
 جو دامن جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور نقی علی خان والد کے ہمراہ ہوا اثنائے
 راہ میں بلوند سنگ کا نوشتہ مشعر عدم روک نوک اور بجالانے خدمت اور لازمہ منیافت
 اور مخالفت کے بنام عہد مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزا پور کے نزدیک

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشہ اور ملازمین بلوند سنگار کے برف انداز
 موجود ہو کہ مراحم ہوسے بندہ نے آدمی بھیج کر بلوند سنگار کو اطلاع دی کہ آپ نے
 براہ غنایت پروانہ راہ داری مجھ کو مرحمت کیا اب مجھے گنہگار مان بلورق مزاحم جوڑ
 ہیں براہ الطاف حکم بھیجے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کریں چنانچہ
 بلوند سنگار نے بجز اطلاع اپنے چوہداروں کو بھیجا چوہداروں نے اگر مزاحمت
 کو مانعت کی اور بندہ کو مرزا پور میں مکان مناسب پر قیام کرایا رات
 کو اوس مکان میں رہے صبح کو ایسی فضل و امانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ
 اوسکے عہد کے لوگ کشتی لائے اور ہلو گوں کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا
 شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس میں حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت
 محبت میں کہ بچلے اونکا ذکر اچکا ہے شرف رہا اور نیز اپنے خالو سے عظیم سید
 عبدالعنان بہادر شجاع جنگ کی قدیم ہوسی سے سوادت اندوز ہوا اسی اثنا میں
 بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح الدخان کی بخشی الممالک اورنگزیہ
 تھے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس میں آیا اور وہاں پر سکونت کی
 جان کہ اوسکے عیان و اطفال بھی مقیم تھے بعد چند روز کے سنگار گیا کہ محمد قلیخان نے
 چند مہر بیون سے شجاع الدولہ کے حضور میں جانے کو مزاحمت سے اجازت
 مانگی اور اونہوں نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمی فی
 بامید ملکہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص عہد نگار سے
 عبور گنگا کر کے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہ سمجھا تھا کہ بروقت مقابل
 اور مشافہ یہ سب رنجش خاطر اور کینیدگی دلی برطرف ہو جائے گی یہ جو کچھ فوٹو
 ہوتا ہے دراندازی معتمدان خانہ برانداز سو ہے اور ادھر سے حکم ہو چکا تھا کہ جب
 وہ روانہ ہوا اور چند روز گزرین اوسکے لشکر کو غارت کر کے سب مال و اسباب
 ضبطی میں لاوین اور منظر تجدید حکم ثنائی نہیں اسی حکم کو حکم قطعی سمجھیں اور
 جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہوں گے دونوں میدان یعنی بنی ہار
 اور راجہ بلوند سنگار سوار ہو کر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوسے خبر
 و فرخے محشر کے آثار لشکر میں پہونچا ہوا ہوسے ایک نطق کثیر عجب بلا میں مبتلا ہوئی

اکثر لشکر ہی ہے آبرو ہو سے اور مال و اسباب تاراج ہوا چند بے نام و نشان
بسبب قراہت راری اور خوشی دو نوراجہ مذکور کے رات کو اس لشکر میں چپ کر
مغفل رہے اور بہت لوگوں کو ایک سید قوم بابر بہ جاہ دار لشکر یعنی بابر نے
جان و مال سے بچا یا جملہ نام آوروں سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخر کار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تھا اور نام آوری بہت کی تھی انجام کار جنگ عظیم آباد میں ظہور
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اسکا ہونہ تعالیٰ موقع پر ہوگا جو اسکی ذات میں تھا
پروری اور مردم شناسی بہت تھی اور ہر ایک شریفی برآمدگی و خیر اندیشی پیش آتا تھا اسوقت
میں بھی یہی باتیں اوسکے کام آئیں کہ اپنے استقلال و شجاعت سے اوس محرم
سے معزز و مکرم اور صمیم و سالم نکلا تفصیل اسکی یہ ہے کہ سپردار مذکور امرای
ایران میں سے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ میں صفر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باغرت و احتشام رہا اکثر محلات صوبہ مذکورہ میں
حکومت رکھتا تھا اور اپنی امالت نسب اور جلالیت حسب سے ہر ایک گول
خوش کیا کرتا اور یگانہ و بیگانہ سے مراعات و تعظیم و تواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اُسکے دریاے جود و عطا کو روانی تھی اور بکروال اوسکا سوچ زن رہتا تھا کشت میداؤ
کی اوستی آب پاشی سخاوت سے سرسبز و شاداب تھی رنقا اور خیر نقا
جو کوئی اُسکے خدمت میں پہنچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خاندان کو اس سانچے
میں بمقتضای عزت اور شجاعت کے جب لشکر کا حال اوس طرح پر دیکھا چند ملازمین
ہر ایک سے کسانوں کے ٹوٹے جو بچوں میں پہنچ کر دیواروں پر چڑھ گیا اور تیر و تفنگ
تین و تیشہ جو ہاتھ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تھا کہ جو کوئی استقامت پر
نہیے رو برو آدے گا اور مجھسی قمر من کرے گا اوس سے بے شک لڑو گا کہ بابر و
تو مر دگا اور باغرت جان و دغا کہ ان سب میں ہمیشہ آبرو گزری ہے اب اس بڑے
توقیری اور بے غرتی سے مڑنا اچانک نہیں ہو اگر کوئی مجھ پر احم نہوگا مجھے بھی قمر من نہیں ہو اور
جب یہ خبر بلوند سنگ کی نوح میں پہنچی بعد نصیحت کے معلوم ہوا کہ سلطان غصہ ہوا ایسا ارادہ
رکھتا ہے چونکہ ملازمین بلوند سنگ کے اکثر تنگ پر درودہ اُسکے تھے اور بعض رنقا سے بھی ملے
کے بھی اسی طور کے تھے باہر متفق ہو کر اپنے ولی نہی سے اطلاع دیکر عرصہ میں کیا

کہ زمین العابدین خان بہادر پاس ابرو و فوس نعر سے فلا سے خرابہ میں گھرا آنا و
جانفشانی ہے اور ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور شک پروردہ ہیں لہذا اوسکی
عزت و آبرو کے شریک بدن اگر حکم ہو تو جا کر اوسکو باعزت و احترام لایں و نوئی لایں
نے لاچار ہو کر التماس اوسکا قبول کیا اور کہا کہ اچھا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کر دو کیونکہ
دونوراجہ بخونی سمجھے تھے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کھانا نہ سین گے
بلاتامل بھی سب شریک زمین العابدین خان ہو جائیں گے اور انجام کار
تدارک اسکا مشکل ہوگا اور بھیہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا
مذاکر گذرنا اسے خیال سے بہتر ہے جماعہ مذکور کہ ہم غفیر تھے دوڑ
اوسے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہو کر مودب سلام اور
کونش سجالاتے اور آگے بڑھ کر مافی الضمیر عرض کیے زمین العابدین خان
نے اوسکے حسن و قاسے افسرین کی اور شکر آملی بجا لاکر مع نفا سے
حاضرین کے سوار ہو کر بحال عزت و احترام لشکر بلوند میں داخل ہوا
اور بعد انفا سے نازہ غار نگری کے بنارس میں آکر منزل گزین ہوا اور باب پیش
کو چاہئے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن و فاکو خیال فرماوین
اور خیال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کریں اور بھیہ سمجھیں کہ صفت مذکور
موجب حیات ابدی ہے۔ اور یہ دنیا ایک دم میں خواب و خیال ہو جاتی ہے افسوس
محمد علی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکے مقید ہو اباقی حال جو کچھ اوسکا معلوم ہوا انشاء اللہ
شجاع الدولہ کے احوال میں تحریر ہوگا۔ فاعتر و یا اولی الالبصار مقام غور ہوا صاحبان
بینائی قدرت ایزدی دیکنا چاہئے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے
ذلت دیتا ہے کہ زمین العابدین خان کیا حقیقت تھی کلاہی آدمیوں سے آمادہ رزم مقدر
فوج کشی کا ہوتا گو ہم سب ازمین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کو باعث سوتیں جو کہ ایک کس ناکس
ساتھ برتا تھا پس ایسا ہی کرنا ہر فرد و بشر کو چاہئے نہ کہ رعایا و برایا کو وقت حکومت کے
آزار دینا انشد تھالے ایسی باتیں ناپسند رکھتا ہے اور بہت جلد اس شخص کی بیخ شجر
حکومت کو کاٹ دالتا ہے بموجب شعر بہت فور آہ مظلوموں سے ہنگام دفاع
کہ آتی ہے درجن سے اجابت پیشوائی کی۔

ذکر ہے چھوٹے میرن کا عظیم آباد میں اور کلنا راجہ رام نرائین کا اتفاق
کر نیل کلیف بہادر ثابت جنگ کو بدیعہ شہنشاہی پلو ان سنگھ کو

میر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوکے نے سنا کہ راجہ رام نرائین اور محمد قلیخان
شہزادہ سے شرف ملازمت ہوئے اول یہ دونوں اندیشناک ہو کر جماعت انگشتی
سے رجوع لائے اور کرنل کلیف بہادر کو مہاجت طلب کیا بعد اونسے آنے کے
شور بہر آنے فوج کا ہوا جماعت انگشتی کو رؤساء ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تھا
شہزادگی کے نام و نشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنگھ ارادہ رزم سے پہلوتی کی
جب دوبارہ برہمچاری مصالحوں اور رام نرائین کی محصور سی اور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار
گھیر لیا دریافت ہوا میرن اور کرنل کلیف دونوں اتفاقاً با فوج انہوہ مرشد آباد سے
نصرت فرما ہوئے اٹنا سے راہ میں خادم حسن خان کو کہ میرن کو بسبب کمان فلتش خاطر
ورنجیدگی دل صفائی نہ تھی یہ خیال کرتا تھا کہ مبادا اس مقدمہ میں وہ بھی خارا راہ نہیہ مصر
کہ جوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ ۴ عین راہ میں بجلی پورینہ مینی کے مقام پر مقیم ہو کر
تقصید کیا کہ اسے اپنے زیر قابو کر لے اس ارادہ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان
بڑا چالاک مرد عیار تھا اور میرن کی طرف سے اندیشہ بھی کھتا تھا یہ مستعد تھا بھٹ پٹ
فوج و اسباب لیکر ملک دبی کا اشتہار دیکر پورینہ سے نکلا اور لب دریا سے گنگ
واقعہ گندہ گولہ پر متوقف ہوا اور کرنل کلیف لے پاس نامہ پیغام ہونے لگا آخر
ایسا ہوا کہ کرنل نے مذکور نے میرن کو لڑنے ہرنے سے منع کیا اور نئے سرے سے مدد
بیان ہوئے۔ خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ فاجر کر کے میرن کے لشکر میں آنے
سے معذرت خواہ ہوا اور یہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں ہے
اور بظاہر صاحب لوگ بھی اوس کا پاس خاطر کرتے ہیں پس اس
صورت میں دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا میں پھنسانا ہے مقصداً عقل
دور اندیش یہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی نخلی اور رستگاری
ہو جائے غرض چھوٹے میرن کیا کہ اگر آپ مجھ پر سوار ہو کر نصف گنگا میں آویں

تو بندہ بھی ادھر سے بچے پر سوار ہو کر وہیں اگر ملاقات کرے تاکہ
 سر نو محمد پیمان بالمشافہہ لبوگند ہو جائیں اور پچیس ہا طہیان تمام
 خدمت والا میں زندگی چند روز بسر کریں اور کوئی حد شدہ اور پریشانی دل اور غمیان
 اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہیہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
 تشفی اس مسکین کا ہو جائے اور ہر چہ دیکھ امر خلاف اسے میرن کے
 تھا مگر کرنل صاحب نے پسند نہ کیا آخر حسب معہود میرن اور خادم غم خان
 کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پر مضبوط ہونے اور سر نو بچہ
 و سالت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
 محمد قلیخان نے خبر قریت شکر پائی اوٹے پاؤں پہرا اور اپنی راہ لی اور جنوقت
 یہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نرائن نے مع ارکان دولت کے
 بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
 کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
 الطاف بے پایاں صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نرائن نے
 بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چالپوسی شاہزادہ
 کے پاس بھیجا اور خود بھی گیا حاضر ہو کر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
 توسل کا اس کے ساتھ کیا بعد ازاں جب اسکی ملاقات ہو گیا اور وہاں جا کر کچھ دین
 سہی اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان مانا اور اپنے دلین اسے مرلی دہر
 کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بد گمان ہو کر زبان شکایت
 ہر ایک کردہ و کردہ کوئی اور جو جو دل میں آیا وہ ہر زہ در آئی آغاز رکھی جب یہ حال
 بندہ کے ساتھ اسکا پہونچا اور بندہ نے دیکھا کہ پاسے رفتن نہ اسے ماذن
 ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک
 روبرو یون کتا اور میرا ذکر کرتا کہ اسے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہی میں غلام حسین
 سے کیا بدی کی تھی کہ انہوں نے میری رفاقت ترک کر کے اور میرے احسان اور
 نیکیاں فراموش کر کے باب سوطی ہوئے الغرض ایسی السی ملاقت لسانی اور زبان ہلاک
 سوا را سطر علی ایسی ہی عبادہ بازیان کر کے اپنی نیکیاں میں ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکیاں بنا

عجب سے صاحبان انگلشی سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و
 اوضاع دشمنی سے اور اوسکی سخن ساز یوں سے پر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجھا ہوا
 ہے صاحب زر کے عیب دنیا میں چھپ جاتے ہیں اور اچھا تو اچھا ہی ہے کیسا ہی بُرا ہو
 کیہ زبان پر نہیں لاتے کیا خوب کہا ہر شہر اسے زر تو خدا ہی ولیکن بعد ازاں ستار عیوب و قاضی
 الحاکم جاتی ہے تیرے بغیر خدا ہی کی گناہ ہے اسے اور خدا نہیں ہے تو لیکن قسم حق ہے تو عیب کو چھپاتا ہے
 حاجت روا بھی ہے نہ بہر صورت میرن اور کرنیل نے چند روز شہر میں مقیم ہو کر حسب تمام
 رام نرائن کے پہلوان سنگھ پر چڑھائی کی پہلوان سنگھ نے دامن کوہ میں مامن بنا کر دو تین روز
 جنگ کی تشویش میں رہا اور بہت تدبیر میں تصور میں لایا اور بہت سا کچھ عقل کو معاملہ جنگ
 و مسلحہ میں دھرایا و لکن کچھ سود نہوا منہ کی کما کر گیا اور صلح کا خواہ سنگار ہوا آخر شنگھو سے
 صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نرائن نے کچھ دل میں سوچ کے عظیم آباد واپس کیا
 تاکہ شہر میں جا کر عیش و عشرت و آسائش اور عزم کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کئے اور
 اسطرح کی تکلیف میں گزر کر ناکام ضرورت سے شہر کو تشریف لے گیا انشاء اللہ تعالیٰ
 عقیقہ بندہ مع کرنیل کلیف کے پہلوان سنگھ کا معاملہ فیصلہ کر کے حاضر خدمت حضور
 ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزو مند ہی تھا اور بسبب کم جو ملگی اور بہت فطرتی کے ایسے
 کاموں کا منظر اور مشتاق رہتا تھا اور صلاح عام اور رفاه خاص اس ایسے بد باطن سے مفقود
 تھی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نرائن نے نہ کرنیل کلیف ثابت جنگ بہادر کے موافق
 وادید وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگھ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگھ نے
 اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور ایسا باخود یا مشورہ و صلاح میں مقرر
 ہوا کہ والد اسنے محالات جاگیر میں بکا مدل بے مزاحمت اور بغیر تردد مقیم ہوں
 کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعزم اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے
 بلکہ ہر طور انکی اطاعت کرنا چاہیے لہذا کہ تمنا سے ولی برائی اور شاہزادہ کا خط
 جی کرنیل کو ہو چکے موثر ہوا رام نرائن اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود
 اور متانت کلام سے بغایت محظوظ ہوا صاحبان انگلشی نے بھی بعد ملاحظہ اوس
 پرچہ کے آفرین فرمائی چنانچہ بہت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلشی
 سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تھا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے تھے کہ جس ہنسی کے خط شاہراہ کے طرف سے چلے گئے نام خالایق میں وشتا ہے اس وقت بندہ نے
 شاہراہ کو اٹھکا اور بندہ ہے نہایت مع سرکاری کی اور انہماک گورنر عماد الدولہ مستثنیٰ جادو جلالت خلک
 بندہ کے مسودات کو غور کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہراہ کا لکھ کر دیا وہ نہیں کہ کمی نثار اشرفی نذرانہ کی
 ساتھ روانہ کیا وہ انصاف نئی علیخان کے اپنے محلات جاگیر میں آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگھ بھی اپنی سزا
 روانہ ہوا اور رام نرائن کے سرسنگھ کے عظیم آباؤ بھوجا اور استثنیٰ میرن میں مصروف ہوا
 میرن کی مراجعت مع ایک نیک کیف کے مرشد آباؤ لو اور دلیر خان اور
 اصالت خان سے دعا کرنا

جب اس وقت سے میرن کی خاطر جمع ہوئی آراہ مراجعت مرشد آباؤ فرمایا لیکن اصالت خان
 اور دلیر خان وغیرہ فرزند ان عمر خان کو سبب مطوت اور شجاعت اٹلیک اور باد صفت مراجعت
 اور وفاداری کے نہیں چاہتا تھا کہ اس دیار میں رہنے کے شکار آمدن شاہراہ کا موجب ہوئی
 خوشدعا کے لہذا امیر لیا باب نے نصیحت کر دی تھی کہ بعد دینی تمام کے انہیں منع کرنا ورنہ
 یہ لوگ تمہیں پھوڑنے کے حال آنگہ اونہوں کو اوسکے اور اسے باب کے ساتھ آراہ رہے تھا
 بلکہ ابتدائی عروج مہابت خلک کی ہمیشہ نادر مدوکار مسیر حضرت خان کے رہے ہیں اور
 اسی سبب سے سرچ الدولہ نے بدھو کر عمر خان اور دلیر خان اور دیگران کو مہر طرف کر دیا
 اور ایک سال تک عظیم آباد میں حیران رہ کر تنخواہ طلب کی تھی بوقت بندہ بقرب مذکورہ نذرانہ
 میں گیا اور دیکھا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بارگراں ہوئی ایلقہ خط دلیر خان کو جو میر انہایت
 بلکہ دستار بدل تھا لکھا اور اوس میں تربیت رفاقت شاہراہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت
 ناموس کیا در جواب تحریر فرمایا فقیر کی طرف سے مطین رہے اور جو رفاقت شاہراہ کے بارگراں
 لکھا ہے اوس بارہ میں معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی ہی میر عمر خان کے ساتھ رہے گا بندہ رہے گا
 خدا سے دعا کیجئے کہ جس کی رفاقت میں ہوں تا جہتم ہوں القصد میرن بموجب نصیحت پدر اور
 نیز اپنی دانائی کے رام نرائن کی پہونچے تک دلیر خان سے گرم محبت رہا اور وعدہ تھا کہ کانچھ
 آئے رام نرائن کی صاحب رام نرائن آیا اور خود مرشد آباد کا عالم ہوا رام نرائن سے کہا کہ مردم مرشد
 دلیر مغربی دروازی پر مقرر کریں کہ وہ بندہ کی کھڑکی تھ وہ رہے اور کوٹھی کی دروازی پر
 انگریزی پہرہ ہوتا دلیر خان اندر نہ آئی باڈی اور خود کشی پر سوار ہو کر مرشد آباد کو راہی ہوا وہیں
 مندری دریا میں سیوا رہی کشی عبور کر کے طے مسافت کی دلیر خان نہایت عاجز ہوا کہ کیا کرے اور

رام نرائین نے بے تقصیری اپنے سے مقدمہ تخواہ میں معذرت کی اور عرض کیا کہ سیراج میرا کچھ
 رہنا بہترین مناسب نہیں اور اوستی ہی دیکھا کہ بیٹا بڑے سب اور مان و رتقا کے لکڑی بون
 روانہ ہوا قے سنگ اور بینا سنگ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندھ سنگ نے اسکا جانا مقسم جانا
 اپنے حسب مفذور روزمرہ خرچ مقرر کر دیا بعد چند سے قے سنگ اپنے کاموں کی مضبوطی کرکے
 میرن کے پاس مرشد آباد گیا میرن مرشد آباد دین اور رام نرائین عظیم آباد میں یکجا و آرام میرن
 اور میر محمد جعفر خان بنابر وقت و فریقین پہل تک یا چند کوس زیادہ مرشد آباد بنگالہ سیر آمد ہوا تھا بعد ہی فریقہ خوش
 اور بعد اوقت محمد خان لبر اعظم آباد زمینداروں کے سنا حق بدگمان ہو کر بیچارہ کو دم توہ اور ادا کیا وغیرہ عظمیٰ
 اس حرکت پر عجب غصہ ہوا اسنے حاصل کیا دیکر خان اور کامگار خان متین زمیندار تربٹ شالی کاہی اور اسکا
 سے عجب وقت و روز عظیم آباد کے رام نرائین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کر کے اوسکو تھپا
 تھا بانیہ ناراض تھا اپنے دونوں نے متفق ہو کر شہزادہ کو عرض کیا کہ ادھر کو متوجہ ہونا زیادہ
 رتقا کے سبب عدم سکونت و سکون جہتہ نور سے عازم عظیم آباد ہو آئندہ قبل ازین بنارس
 والہ کو خدمت میں پہنچا تھا اور سبب بند و جوہات کے وہاں مقیم ہو کر ٹکاری اگر چند روز
 دیکر خان کے پاس راجہ اوسکی آراوہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہاں نامناسب سمجھا
 کیونکہ شہزادہ کو رفاقت بندہ کو منظور نہ تھی بسبب لغت تمام مرض ہونا چار اوسنے حسب قدر
 اوسکو دسترس مختا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بہالی
 سید علیخان مقیم تھا روانہ ہوا ہسار میں پہنچ کر بندہ مقیم ہی تھا کہ شہزادہ کی آمد اور
 خیر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہنچ کر پیشتر کو عازم ہوا اسنے
 کہ بروقت و روز شہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہو گئی اور بہر عظیم آباد میں شہزادہ
 دشوار ہو گا بندہ نے عظیم آباد جانیکا غم کیا لیکن رام نرائین نے ناحق بندہ کو بدنام
 کر رکھا تھا روا دار میرے نے لکھا ہوا اس نظر سے بندہ کا ورو دشہر عظیم آباد میں
 دشوار تھا اتفاقاً وہین دنوں میں حکیم غلام علی بسبب علاج ہونے اوسکے
 واما د کے رام نرائین سے ملکر اوسکا مستند علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
 نہایت شفیق تھا بندہ نے حکیم مذکور کو خدمت میں دو تین کلے شعر صدور
 اجازت آنے عظیم آباد کے تحریک کے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
 داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرید بہر اور بعض اوسکی مقرین مسکین کو ناخوش معلوم ہوا

نیدہ مستر اسیت جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ذاکر علی کا بیٹا تھا جو عظیم آباد سے کوفت کو نسل
 مملکت سے متعلق تھا آشنا کی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اوسنی ملکہ تہا ابرا
 نگہار کیا انہوں نے میری دہلی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بھائی بزرگوش ہو بندہ بلجعی تمام سالن عظیم آباد
 ہوا اسی آٹھ ماہیں شاہزادہ کی آمد آمد رام نران کو ملی لاش کر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگ وغیرہ زید اللہ کو
 طلب کر کے تنفی کر لیا اور رحم خان روید جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تھا حسب الامر میر جعفر خان کو مرشد آباد
 اسکی کمک پر کیا رام نران نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت بنجمن و برہنوں سے دریافت کر کے مقرر کیا
 اور پھار کی طرف چار پانچ کوس پر جا کر خدیو گاہ کیا قرب بازار ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور غراسر اور
 بان وغیرہ کے ہمراہ تھا اور اسکے علاوہ فوج انگلشی کپتان کا کرن وغیرہ کی سرداری ستے چند سارجن اور سوار
 ولایتی اور پیادہ نہری قواعد بان کے کل ایک ہزار سکھ بندوق و نجاتی اور دو ضرب توپ اور پٹنی بارت
 اور گولہ کی کمک ہر ماہ ہونے

آٹھ ماہ شاہزادہ کا محدود عظیم آباد میں اور جلوس کرنا سخت عظمت پر اور رام نران سیر کر فرقیاب ہونا

جب شاہزادہ دریا چکر مہا سے جو حدود عظیم آباد پر واقع ہے گذر چند فرسخ پستہ کو بڑا خبر کی دواںہہ کو
 عالمگیر ثانی اس تقریب سے ماری گئے کہ مردم عمار الملک نے بموجب سکھانہ انڈیا کا خاکہ خبر کیا کہ ایک فقیر کمال
 و کرامت کو ٹھہرے شاہزادہ میں وارد ہوا یہاں زیارت ہی بادشاہ نے اس کو نزدیکی تہی مہدی عینان کشمیری ہر اور
 علی علیخان کے دلات سے سوار ہو کر ٹھہرے کو کوروانہ ہوا اور مہدی عینان ہر اور جس جہہ میں فائون کو
 بٹھایا تھا وہاں تک گیا اور پردہ اولٹایا اور بادشاہ کے ٹاہتہ سے سیف نے لی جب بادشاہ جہہ کے اندر گیا
 باہر حور وازہ بند کر لیا خدیو فاق نڈانی نے زبرجم کار و اسکو ملا کیا اور اوسکی نقش کو دروازہ شرفی سے
 دریا میں جسکا ریگستان اوسوقت خشک تھا لٹا دی مرزا میر پھانوالدین داماد اور برادر شاہ عالمگیر ثانی
 نے جوہر لہ گئی تانوار کچھ دو ایک کونجی کیا مردم مہدی عینان نے جوہر کو قید کر لیا اور پانچویں سوار کرار
 قلعہ سلم گڑھ میں لٹا کھن سلطین قید کا تہا قید کر دیا اور محمی استیویر کا چشم کو لقب شاہجہاں کی تخت نشین کیا
 اور عالمگیر کی لاش کو کچن فرخہ ہالیون میں دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطرب ہوا کہ والد کو نام حسین آجا
 اپنی محاللات جاگیر میں رہتا تھا اصل واصل کو عیال کو مقیم تھا شفقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا سے
 والد نے مجھ کو دیکھ جواب میں کہے کہ مجھ کو دود اس عرصہ کہ یہ ضابطہ سترہ جلوس لیجے اور قلند ان وزارت
 شعلہ الدولہ کو بھیجی اونی نیابت پر کسی علیہ کو جو حضور من اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو
 امیر الامر کی خدمت دیجی اور میر الدولہ کو ابوالکاسی بھیج کر درخواست اعانت اور نیز تحریر کمک مدد دی بنام

شیخ الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسائی اٹھائے اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کیا جا رہے اور اس طرح
تالیف قلوب صاحبان مقدرین سامی ہوا ضرور شدہ کیواسطی کوئی کام نہ چھوڑا گیا کیونکہ ہند کو کسی غرض
بجز استحکام دولت ملانے کے نہیں ہے جو وقت بنا و سلطنت درست ہو جائے گی ہند کو کچھ کمی نہ ہو گی شہر لہرہ
کھنڈے میں تھا کہ بعض ہی ہونے لگے اور سو وقت سے ضابطہ خاندان بابر کے وضع شدہ اجلاس فرما کر شاہ عالم سہادر
بادشاہ عقب مقرر کیا اور سید الدولہ کو جو جب تحریر بالبرسم سفارت ابدالی کی پاس پہنچا اور شیخ الدولہ اور
نجیب الدولہ کو خلعت و قلند خان بھیج کر منظر لطیف یعنی ہوا کہ کاسکار خان یمن سے باج چاہ رہا تھا کہ اس کے ہونے پر شرف
پاؤس ہوا اور دلیر خان اور اصالت خان نیز سب اجنبی جمیت کے جو قریب ہزار آدمی کے سوار و پیادہ سی ہو گئے حاکم
مورد و لطف شاہنشاہی ہوا کاسکار خان اخراج بادشاہی کا مقصد ہو کر میدان وغیرہ سے جو کہ حاصل ہوتا تھا اس کو
پہنچاتا تھا جو کہ دلیر خان میرن سے رنج کرتا تھا جانتا تھا کہ بعد انی میرن کے لڑائی ہو گا کہ اس کی دعا کی سزا کی جاوے
نیکین کاسکار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر امیران کا مناسب نہ کیونکہ تجلی کر رہتا
کہ اول امیران سے زمانہ بعد ان جب میرن آوے اور سبھی سجدہ کیل اور یہی رائی بادشاہ نے یہی منظور کی
آہستہ آہستہ لشکر کے مقابل لشکر امیران کی پہونچا

لڑائی ہونا امیران لعلیم سوار اور قہر پانا شاہ عالم سہادر بادشاہ کا نامید خداوند کریم سے
امیران و دیہی و جو اس کے کنز و ثروت رکھتا تھا کہ شاہ عالم بادشاہ کا کاسکار خان اور اصالت خان اور
دلیر خان اور فتح قدیمی کے جاچو چا اور تاریخ محمود و میرزا فیض علی و گوشت شتر مرغ ہونی رحم خان اور احمد خان قریشی
اور مراد خان و دلیر امیران میں ہوا اتفاق عریضہ کے امیران کے مقدمہ الحش ہونی اور پہلوان سنگھ گل ہو چو چو
ہر اور امیران سولہ ہوا اور کپتان کارکن مع سرداران اور فوج انگلشی کے بعض شالہ و ضابطہ لائق کے
صحت آرا ہو کر امیران میں متصل استادہ ہوا اور بادشاہ کے طرف سے بھی فتح و دوستی ہونی ایک کاسکار خان
کے زیر حکومت اور دوسری دلیر خان اور اصالت خان کی سرداری میں اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ
عقب فوج اور دلیر خان اور اصالت خان نے شش شیر زبان فوج امیران پر حملہ کیا اور مخالف کے پاؤں
اوپر و کی دلیر خان اور اصالت خان نے اول داخل فوج غنیمت ہو کر طرح طرح کے زخم کھائی صفوں انگلشی سے
بندوق کی گولی پتھر بساتی تھی اور بھوچوریوں کی بند و قین برابر فروری تھیں ہر قسم کی ضرب و زخم
ان بہادر و سکتے تھے اسی ضمن میں گولیوں کے مدد سے فیل شان دلیر خان نے رنج غنیمت ہو کر
دلیر خان کے کھیلنے کا ہونے جو ابدا کہ نہیں کیا اگر آسمان پلٹ جاسی دلیر خان کا نہ نہیں پرتا ہے یہی
گھوڑے سے اتر گیا اس کے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تھے ان سے ہمراہ پیادہ ہونی اور اصالت خان

بھی بھائی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر و در دست اور سپر بالائی رخ لیکر فوج رام نرائن پر جا کر سے رام نرائن کے فوج میں تیر لڑائی کیا جبکہ ریز گئی دلیہ خان اور اعلیٰ خان نے مع افغان ہمراہی کے اس وقت میں کو انگلشی کی گولی برس رہی تھی دوڑ کر صفوں مخالف کو پریشان کر دیا بھی جن میں دلیہ خان کی گولی اس طور سے لگی کہ بائیں کھنٹی سے داہنی ہوا کر گئی اور اعلیٰ خان کے منہ میں تلخ کا زخم آیا چونکہ لاکو بھی شکاف لگا گیا اس طرح اور بھی زخم کھائی قریب تیس ہفتے مر رہی کے شربت شہادت نوش کرکے شہادتہ رونی سے حقے کے راہی ہوئی اور قریب چالیس ہفتے نگہبای جرات سے سرایا بدن روکش ارغوان بنایا نہیں ہی اکثر تندرست ہوئی اور اکثر سرداروں کی خدمت گزار کی کو اجل آپ بھی دلیہ خان کی دلیہ سے صفوں مخالف خانی اور انگلشی کی گولی سے موقوف ہوئی بعض رفقاء بادشاہ نے جو دارالدود کے ہمراہ تھی دوڑ کر رحم خان اور غلام شاہ کو ملازمت مدار اندول میں لائے اور مریدیم کو کالگا رخاں کے لوگوں نے ٹانجو قید لگایا اور قوسی اور مراد خان بلوچ بھی نامراد می میں اسیر ہو ا جب کامگار خان دیکھا کہ انگلشی کی شکاف موقوف ہوئی دلیہ خان سے رام نرائن کے سر پر جو خیر لوگوں سے کھڑا تھا جا کر اس حال کے مشاہدہ سے رام نرائن کے کپتان کارن کو کہلا بھیجا آیا دے اوی اپنے میری ملک کو پیچے اولا کپتان نے کہا تھا کہ تم فوج انگلشی میں رہو مگر اسے مغور نے نہ سنا تھا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت میں مامور تھا اور اوسکی فوج میں بھی پچھو حال باقی تھا لیکن فوج کے دو حصہ کی اس خیر جگہ پر اور بھی بد انتظامی ظاہر کی اسی حال میں کامگار خان نے پہو جگر غبار زرم اوڑا یا تھا بھاگ نکلا رام نرائن کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے ذات خاص رام نرائن کو نیزہ و تیر سے مجروح کیا میر عید اللہ نے جو کہ تیر و لہجہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تھا اوسکی رفاقت کی مگر خود بھی چند زخم تیر و تیر کھائی رام نرائن نے تختہ ہوج میں لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے بن نیزہ سے خوب چھید ابدالان المیزن نے تاب اقامت بنائی مجروح میدان بھی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کارن اور سٹہ بارول وغیرہ سرداروں انگلشی مع سپاہیوں کے اوسی تفرقہ بوقت میں تباہ و تلف ہوئی جو فوج ان لوگوں کی باقی رہی تھی واکر دلیہ خان کی سرور میں آئی نہ ہر مال اس شخص کے ایک ضرب توپ جو میدان میں رہی تھی اوسکے پیالی میں بیج جڑوی اور مع الیغز توپ باقیانہ اوپرینی باروت کی راہ عظیم آباد کی بی بروقت مراجعت کے آٹماہی راہ میں توپ کی گاڑی میں نقصان آیا واکر نے بالاستقلال ٹھہری ہو کر اور سنی درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط میں کچھ شک نہیں جیسا کہ آداب حرب میں لکھا ہے روزگار میں اگر ملکہ راسی اور احوال برسی اور نقد و نقص حال رعایا میں اسکے عشرت میں بھی متوجہ ہوں اور بندہ ہی خدا کے ماجر کو پہونچ کر غمخواری اور دلداری کریں شاید اس جزو زمان میں کوئی فرقہ ان سے بڑھ کر

ایمانت ریاست کی نگرہ تباہ لیکن عدم الفتات کرنا ان لوگوں کا اسطوف ایک بدی ہے نہ تباہ ہے نہ تمام ملک
کی خلق اسد کمال غر و اضطراب میں ہے العوض بادشاہ نے یہ کامکار خان کے قہر کا شادمانہ نظیر جو ایسا تعاقب
نظر یا بدایا لیکن معلوم ہوا کہ دلیر خان نے کمال دلیری جانفشانی کی اور اسالت خان نے بھی میلان نہ نہیں
اپنی اسالت ظاہر کر کے راد عقیقی فی اور دونوں سرداران جلاوت نشان کے زخمی تنگ حال ہی
اپنے سرداروں کی خدمت میں روانہ عدم ہوئی اور مرید ہر نے عین زخم تیزہ سے ایک آنکھ نذر دکھلا کر قید
اور رحم خان بھی اپنی جان پر رحم کھا کر قید کے زخم میں قدم لایا ہے القصہ دلیر خان اور اسالت خان کو
بعد انتقال اوسس فرار کی جو زمین بودر سیان فتوحہ اور بیگٹہ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی تھو لانا کو ایک ہی
جگہ کاڑھا گیا اس تعاقب میں فوج بادشاہ کی پیروی توفیق میں ایک ہی محافظ تھا اور رام نرائن کا وجود
و عدم برابر ہو جاتا اور بے مرج قلعہ فتح ہو جاتا لیکن شہر کے کوٹے کا خیال اور شریف و وضع کی سرنگی کا خیال
لہذا فتح قلعہ کا دہیان کا ساکرا خان وغیرہ کے دلیمن نہ آیا ہر صورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے کھالہ
میں جیسا تھا کہ ام نرائن کی شکست کی خبر آئی اول یقین بنوا جب تواتر ہی خبر آئی اور نیر نامور لوگ
ہوا گرجوئے اور معتدین نے عبداللہ اور رام نرائن کے مجموعہ آنے کی خبر ہو چکی بندہ میر موصوف
کی عیادت کو جو کہ میر ادوست اور صادق الولاتا گیا منہ والوں کو بڑا اضطراب ہو رہا تھا مصطفیٰ علی
برادر مرزا محمد امجد امجد خان نے اپنے متعلقوں کو سواری کشمی کوٹھی الکشی کی قریب بہ نیر نامور وزیر لایا اور
خود میر عبداللہ کے گھر ہو کوٹھی مذکور کے قریب میں تھا اور دوسو قوت اس کوٹھی کا مالک شہر اسٹ تھا آیا
بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بندہ سو اس نما و سکا اضطراب دیکھ کر کس قدر رنج و مو کر نصیحت کی
اوسے شہادت سمجھ کر وہاں کھانا بنا لیا متعلقوں کو دین چور کر خود دوسری جگہ گیا اور شہر امیت
رام نرائن کے دیکھنے کو جا کر شہر کی اور ان کی حفاظت کو اپنا پروہیہ یار ام نرائن نے جب شہرہ
پوچھا شہر امیت نے جوابدہ گفتگو فی سہ فرغ اور تجرید و غم ہمارا اہلہ نہیں ہے سطح سمجھو افواج
شہر تی کے آئے تک دفعہ توفیق کرو اور ام نرائن نے اپنی کم جراتی کا غدر کر کے وعدہ حاضری بعد
صحبت کیا جب دو تین روز گزرے اور کوئی قلعہ بن نہ آیا لشکر ان ام نرائن کے بھاگے ہوئے آکر
میر ہوئے اور قلعہ کی حفاظت میں مستعد ہوئے اور قریب پور میں کی رہا لشکر کرنل الکشی کے کامکار خان اور بادشاہ کوٹھی
اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق روئے روانہ ہوئی

میرن کا لڑکا کامکار خان سے اور اول حملہ میں بھاگ جانا اسکا فتح پانا

مختصر ہے کہ قبل ازین میرن نے کبھی لڑائی کی تھی مگر ان خون آشام کے مو کے نہ دیکھو تھے غرض

جوانی سے اب کو شجاع اور دلیر بنے مثال بناتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بہر سرتی کی تھی اور اس پر اعتماد تھا
 بایں دعویٰ کہ بلا اجماعت فرقہ انگلشی کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ ہر وقت جنگ کے
 کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہیں کرے تاکہ استفادہ نہ ہو نہ جان اور کوئی مردار شاہ جیسا ہے تو کچھ مضامین
 کرے بنا و علیہ و دونوں جدا جدا کرتے تھے علی آتی تھیں جس تاریخ کو کو واقع میدان خفیہ مقابلہ ہو امیر نے
 مع اپنی فوج کے علیحدہ ہوا جو کوہ صحرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
 کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیوں کو مستعد کر کے روئے مخالف ہوئی اور بادشاہ کے لشکر میں کوئی ایسا تھا
 کہ دلیر خان کی جگہ کیوں لہذا کاکارخان نے اپنی فوج دو حصہ کی اور قادر و ادخان و لدا خان و ادخان ترین
 الد آبادی اور غلام شاہ کو ہرا دی کیا اور خود مع باقیانہ فوج کے انکی لہشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
 بادشاہ مع اپنی فوج کے نمودار ہوئے سوار ہو کر سب سے پہلے تماشائی ہو جب فرین سے مقابلہ ہوا قادر و
 نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشی کو چھوڑ کر بلائے نالمانی کے نامذیرین کے سر پر جا پہنچا جو دوش لڑنے کے
 میرن کے چیلکے بھٹ گئے اور روفرار ہوا اور درنگ بھاگا جالیا میرامیون کو بھی جازنبار بہا لٹا کر بعض
 جواناء بہن تھیں باوجود ادن فرار ہو گئیں کھلوت آئی کو کتہر تو اور نامزدوں آقا کا بہانہ اپنے حق میں نہ سمجھا تو پھر
 فوج انگلشی نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے دلچسپ ہو کر عداوت کی سو جی اس کے اتنے ہی
 قادر و ادخان مقابلہ کر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
 اس کے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اسی تیر سے اس کے منہ روج نے گولہ کا بند سے ہر پرواز بار بار کیا اور
 ایک تیر میرن کے گلہ پر لگا جو بہر زمان تک سوار تھا اور اسی گری میں دوسرے تیر لڑن میں ہو گیا
 مرموت میں دیر تھی جان سلامت رہی قادر و ادخان کے تیر امیون کے سر پر امیون سے بھر کر فرین سے
 مجروح و مقتول ہوئے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ تیر کش سے تیر نہیں نکال سکتا تھا لہذا انھیں میں کی ہو
 سر بار ہاتھ لگا دیا کوئی دوسرے تیر پہنچ کر کام تمام کرے نزدیک تھا کہ اس پر ہند ہی شکست کھاوے مگر
 فوج انگلشی نے قادر و ادخان کے پہلو سے سر ہٹا کر باڑہ مارا شروع کی اور بولی کے کٹتی تو قادر و ادخان نے جلدی
 کاکارخان نے جو اس کے پشت پر تھا وہ دیر ہو گیا اپنی فوج کی قلت اور انگلشی کی آتش ساری کثرت دیکھ کر پاری
 مناسب بنائی لاچار واپس ہوا انعام شاہ اور غریب اللہ خان بخشی شاہر دیشہ بادشاہ مجروح اور اس پر غم ہو کر
 مقتول ہوئے اور اس طرح میرن کو فتح ملی کاکارخان نے بادشاہ کو لیکر پاری کی راہ کی میرن نے بعد شایان
 اپنے جراحات کا الیم کم کر دیا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اسی میدان میں رہا شہر کے لوگ بجز
 بندہ کے سب حاضر ملازمت ہوئی مگر میر عبد اللہ اور رام نرائن سب جراحات کے حاضر ہوئے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے براہ کو ہستان مرشد آباد جانا اور میر بہو اور
برودان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ بدافہم
آؤنگی کے اور میرن کھولیس ہونا افغان خیرین

کامگار خان نے دو تین روز پہلے میرن کے مصلحت کی کہ اہمال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو دریا
اوتھنا جانیے لہذا اسباب ہی موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ ہریم ملغار کو ہستان تنگ سے اور طرف دونوں
ار اور غیرہ جو دشوار گزار تھے کھلی امن میں رکھا میرن نے اس عاجزے پر آگاہ ہو کر سبیل ڈاک خط اطلاق پاک
تخلیہ کیا اور ام نرین سے مدد لیکر اکثر اس کے سردار ان ہمراہی کو مع اس کے بہائی و میرن نارین کے
ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ کے لئے خود ہی چند روز بعد عازم ہو لیو جعفر خان نے
جب درود و خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو زخم کر کے اور نذر و ساسی انگلیشہ سے مدد خواہ
ہو کر فوج گران سے تاج معینہ مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ الزام کیا تھا کہ اسکا فیل سواری انگریزی
تھکون کے دریا میں ہے اور خود مور تون اور صاحبون فرام کے اونہیں کے دریا میں روانہ تھا
اور پس و پیش ہی امن لوگوں کی حفاظت رہتی تھی تا آنکہ میرن پہنچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی
اور دہشتیو بہت اور بالو خان مرشد اور راجہ بٹن پور نے ملحق ہو کر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر جعفر
داما و میر جعفر خان حسب الطلب اپنے سر کے رگڑو کی دہانہ فوجدار رہا آہو نجا اور لب دریای دمود خیر
کامگار خان نے اسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اوپر دوڑا مگر وہ پیشتر کوچ کر کے سر سے جا کر ملحق ہو گیا لیکن
مردھون کے ایک قدر دوڑ کر اس کے گرد پیش نو داری کی میر جعفر خان نے بافتان فرزند و اما و فوج انگلیش
کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہو کامگار خان نے اس قدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت حوصلہ سے باہر دیکھا
رات کو کریم نغارہ کوچ جابٹ عظیم آباد کو آیا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکھ کر فوج کو دریا پار
کر کے ارادہ تعاقب کیا شہیو بہت نے مع کامگار خان کے پانڈاری کر کے عظیم کو تک و تار میں گرفت
کیا تا آنکہ بارہ راتیں لڑا چار ہائی کوس راہ کو کر کے بولڈان شہیو بہت نے یہی مع کامگار کے راہ کی جاب میر جعفر خان کی دھمکی ہوئی
شیخ عبدالکیم کو چوتھے صبح الدردا کو لو کر تھا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکھتا ہے ہم تو پہلے
لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا و غیر اس فوج اسکی ملازمت میں اور

ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے فوج بمبار کا ازدحام دیکھا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور
سیرن آسایش طلبی میں اور نیز اس نظر کو فوج انگلیشہ بادیہ پانی میں اس تک و دود سے خستہ ہو گئی تھی

محابب آسائش ہوئی اطراف ہر دو ان میں اگر نقطہ ہوئی کہ مرثیہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ کی منتہی خبر دریافت ہو جب کہ بادشاہ اور کامگار خان ہر دو ان میں بہا ہو جب انکی طلب کے موثر ہو کر چتر نور سے عظیم آباد ہوئی اسکی خبر سنیں جو کہ عظیم آباد میں نہ فرج انگلشی تھی نہ مندوستانی نہ اباضیہ اعیان شہر سرداران کو بھی شہر اسیت وغیرہ اور رام نرائن سے ملتی ہوئی ہر خید انگلشی ہو جب ضابطہ ولایت کے نشاد ان تھے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط موثر لابس کا یقینی جانتے تھے اور رام نرائن اور مصطفیٰ قلیخان نام کو بھی دونوں اس نہ کہتے تھے اغوہ شہر نے میر جوئی نامی کو جسکے مکانات میں فرانسسہ گراہ دیکر فروکش ہوتے تھے اور اسکو قید کر موثر لاس سے لغات تھاپ کر استفسار حال کیا جیتہ داپس آیا معلوم ہوا کہ افضل او سکا ارادہ رزم کا نہیں یہ اسی سبب سے تھا کہ جو کہ راہ دور سے آیا تھا اور نیز احوال شکر عظیم آباد سے مطلع تھا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار مفت جاتا ہرگز تسخیر میں قصور کرتا ایک مرتبہ سابق میں رام نرائن کی فوج شکست پائی تھی اسلئے پورش کی تمحل نہ تھی اور کو بھی انگلشی میں بھی ایک کاپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج تھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جوئی خان نے اسلئے مضمر یہ آگاہ ہو کر سکنا سے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی دہمئی نہ تھی نا آئندہ موثر لاس مذکور نے لہانی پور سے کوچ کر کے نزدیک حصار سے تلسی مندوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس چھا کر افامت گرین ہوا انکے جانے سے گو ا عظیم آباد والوں نے جان بازہ پائی میر جوئی خان کہہ تھا کہ احوالی شہنشاہ عظیم آباد کا کمال عیدہ اور مصطفیٰ قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا الگ اسلام لکھنہ اور لکھا حال کہا جب میں نے اسکا حال استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب بخشہ کہ یہ بیت ازماخذ کنید کہ مادل شکستہ ایم ہو خاکسرخ دم و بر سر تلش نشستہ ایم یہ القصہ بہار میں ہو چکا باروت وغیرہ کی طیاری میں مصروف ہوا ہر ذرا اسلئے سامان و انجام کی خبرن عظیم آباد ہو چکی تھیں تا انکہ کامگار خان مع بادشاہ کے ہر دو ان سے مراجعت کر کے اپنے ملک میں ہو چکا اور موثر لاس بھی اور سے ملتی ہوا اور شاہ و حسن خان کے عرضین شخصین انقض اور سوخ اور غم خرم مدد دی اور وصول زر راجہ و لہجہ رام سے آنے لگے اسلئے میر افضل شہر ہی بھی بادشاہ کی اعانت زر و شورہ سے کرتا تھا لیکن خادم حسن خان نے ہو چکے میں دیر کی اگر جلد ہی ہو چکا تھی عظیم آباد میں بادشاہ کو ٹرا ویت قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار توڑنا مگر فتح نہ ہونا سبب نامردی بعض رفقہ اور گتیاں نکس کا ہر دو ان میں رام نرائن کے مدد پر چتر نور بادشاہ اور کامگار خان نے بہار میں ہو چکا واسطے آسائش بہا کے قیام کیا اور عظیم آباد میں جو کہ سپاہ بھی

وہاں کے ناظم اور ارکان دولت اور عثمان کو نہایت قنوت پسندی رہم نرائین نے مرثیب سپاہ و غیرہ میں سختی کی
 اور درحقیقت کی قدر جمیعت اور ارادہ عام ہو گیا اور ہمیشہ خند آباد کو کم فوجی کے علاوہ ارسال کیا کرتا تھا
 کیونکہ ایک باہمی مع فوج کے مہرین کے ہوا تھا اور جو لوگ کوئی انگلشی کے اطراف میں شہر سے اوکو سترہ سیک
 ہر طرف سے طلب کر کے اپنے پاس تین کپنی تاکہ حرب کر لین اسی ضمن میں بادشاہ مع کامکار خان کے آپہوئی اور
 قلعہ کو بھی لیا اس طرف سے بھی مدافعت ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ میں تھی وہی ہر طرف ہی فطرت میں
 مامور ہوئی۔ راؤ شتاب رائے بمقتضای شہر سابقہ کے جو رام نرائین کی رفاقت میں باہمی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
 مع ناظم کے اس جلسہ میں شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کر کے لگاتار ان کو بدد
 برج و دیوار حصار پر بالنداری میں رہتا اور اپنے ہمراہوں کی دلیری بڑا تھا بادشاہ اور کامکار خان کی دلیری
 شرف رویہ قلعہ کی تھی اور کامکار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی باج چھ روز کے بعد کسی شب کو
 مویشی لاس مع اپنے ہمراہوں کے قلعہ کے جنوبی طرف میں غفلت میں نیند لگا کر دیوار حصار پر چڑھ گیا
 ڈاکٹر اندر نیہ بعض کیتان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہاں پر تھے موقوف طاقت سد راہ ہو
 کسی کیتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تھا حجابان میں ہاتھ لگا کر کسی فرانسیسی کے سینہ پر اڈرینہ سے
 نیچے اگر اندر معلوم کیا مگر گیا اور شتاب رائے نے اپنے بند فوجیوں کو اس کے پہلو سے بھیک دیا
 فرانسیسیوں کو حصار پر پہونچا نصیب نہوا و دیگر روز کے بعد شیر لاس مذکور نے غری قلعہ کی طرف
 تھوڑی رات گزرنے پر فوج اندازی شروع کی شہر والوں کے دلیمن نہایت خوف چھایا اور
 شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیان کے بیان میں ہو گیا دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
 کسی قدر فرانسیسیوں کے ضرب سے شکستہ ہوا تھا زینہ لگا کر اور علی علی پور پور کے کالہی حصار آباد اور چند دیگر
 جہاد بھی رفاقت میں اس کے برابر جا ہوئے بند فوجوں سے نگہبانوں کو جو زین دیوار پختہ بھگا دیا جو کہ دیوار بلند
 جہاد کہ اوپر سے زینہ اوٹھا کر اوپر لگائے اور اس قلیل میں دیر لگی کہ پیر دل خان بلوچ جو پوری نگہبانوں کی
 مدد پر آہوئی جا بھاگ کر گہوار بلند ہوا ڈاکٹر فلرٹن بھی تلنگون کے اکیلا بندوں کی مار شروع ہوئی تاکہ ان میں سے
 کے پیر میں کوئی ملے جسکا عدم سے ساقی ہدی جو رہوئی اور رفقا نے اسکو نیچے اتارا اس کے اوپر
 دوسرے گردن بلندوں کو فزاد و شیب سو جھنے لگا کسی کی جرأت بظری بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
 آواز نو ب و فنگ سے بیدار ہو کر میر عبد المدفوی کے دیوانخانہ میں آیا اس وقت طرفین پر اورش پر لگائی
 ہوئی تمام محلہ میں بڑا اضطراب تھا اول صبح کو اس دیوانخانہ کے ضمن سے اس وقت لگتا کہ کنارے
 فاصلہ بعد پر علم اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پھر بندہ نے کہا کہ میر کوئی سے جو فوج تھا جو

بجزہ فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے ہیں بروقت جسٹس معلوم ہوا کہ کپتان نکس کی قدر فرج سے عظیم گاہ کی سڑک کو
تیرہ روزین بروان سے آیا ستر امیٹ صاحب کلان کو لکھی ہے اس کے لئے کوشتیان بھی ہیں اب ازلان
بندہ اور میر عبد اللہ باغفاق رام نرائن کے پاس جو کہ اسمیل قلیان کے باغین غلہ کی سفلیں بہ سہا حصار میں
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اس کے اندر خشک چلے اس پر مرد و بیٹھے ہیں اور وہاں پر بھی قنوس ہے کیرنگہ کو گون
یقین ہوا تھا کہ ان کی رات میں گزری اور فرج شاہی کی رہہ ہو گئی ہو کل کی رات یہی ہو چکا ہے اب خان اولو کے ہمراہی ہر جہ سے
دوسرے کی نہایت نہیں پڑتی جو محافظ کرے اگرچہ وہ سورج نمٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگوں
ولین بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہیں کرتا اگر یہی حال ہے تو جہ آئیدہ کو قلعہ فتح اور رام نرائن میں وہ ب
منسوب ہو گا چونکہ بندہ کو داکٹر صاحب سے اخلاص تھا وصول فرج انگلشی کی نہایت بندہ نے دی
منجب ہو کر بولا غاضا صاحب کپتان سے بندہ نے عمدہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نرائن سے
گویا دوبارہ حیات پائی ہر کارہ بھی تحقیق کو جا کر یہی خبر لائی جس میں میر عبد اللہ اور داکٹر صاحب کی کوٹھی میں
ستر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چاکینی تنگہ اور ایک کپنی ولایتی
ہے لیکن جو کہ ان میں نزل راہ پندرہ روزین لے کی تھی نہایت ماذہ سے کپتان بھی لکھنؤ کے ہمراہ
چاہوہ باطل تھا تا کہ لشکروں اور گوندوں کو عذر نہ ہو اور دریا عبور کر کے آسٹریکی وجہ یہی کہ مبادا فرج بادشاہی استقبال
کر کے انہیں جو بولود عظیم اور چو پنا پیر اور اگر ہو تو بدلتی لکھی اور اسبب ہمارے جو باؤ اور کیونکر حکام ہو خیر ستر امیٹ نے
اویس وقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونجا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اور ہون
آرام کیا شام کو وقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فرج کو آراستہ کر کے دم دہل و درنا سمیت مجمع سے دروازہ
موجب سے لنگر شہر کے راستہ ہو کر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پختہ بادشاہی ہو اسٹہ والوں کو
تسلیم ہوئی فرج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسے شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہر کارہ کے فتنی باہر لنگر راستہ دیکھے اور سمجھے کہ مصطفیٰ اثر دھام ہے اور لکھا خان
کہہ رہے دوسرے روز دوپہر کے وقت لکھا خان عریان خواب میں تھا اور مرد مورچال ہو جب آسٹہ
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام میں غافل مشغول تھے کپتان نے تھوڑے آدمی سے لنگر ایک شکل
ماری مورچہ والے مضطرب ہو کر کہاں کہہ رہے ہوئے لکھا خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ بنا تھا ہزاروں
مٹائی باغیچہ شہر سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسط کتب دیگر سامان کے لیے آیا
بعد لکھا خان نے وہاں پر اقامت مناسب نہ جالی شہر سے باہر میدان میں خمد کیا لیکن آبادی سے
دور نہ لگا لکھنؤ رات کو دشمنوں پر طاری اور چند روز کے بعد وہاں سے طرف کیا پانچو کے آیا اور شروع بندوبست

اور تحصیل نذر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا جو کہ بادشاہ کو سیطرے الطینین میں نامبار
 اور سکی رضا جوئی کرتا تھا والد کو مکر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد و آرزو کا
 عزیز خواہی کر کے نہ آیا اس باعث سے کہ فیروز بادشاہ آرزوہ غلاموں کا کٹار حلقہ نے عرض کی کہ شیو بہت
 مرید کو حکم ہو کہ اسکی جاگیر اب بین پورش بر بارے اسوقت ضرور حاضر ہو گا پختہ نے حکم دیدیا
 لاجپاد والد نے شیو بہت کو اس کام سے باز رکھ کر غنیمت حضور کی رام نرائن نے جو اس غنیمت کی
 خبر پائی جا لک بندہ کی صاحبان ہلکشیہ سے بھائی ہو اس حال کے بڑے طور پر سٹریٹ سے ظاہر کیا
 اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگوں کے پاس آنکھ بیان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
 الحال اسکا باپ باوجود واکداشت جاگیر کے ارادہ رفاقت باپنا کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
 تاکید کیجے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو سنہ اسٹریٹ نے بندہ سے نیاز تحریر خط مافقت والد کے حکم
 ارشاد فرمایا بندہ نے جواب دیا کہ بخدا جسوقت سیدہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہیں
 جو کچھ رام نرائن لے اگر کہا محض غلط ہے اور بعض راستہ قابل اتناک بہر جید ترک رفاقت بادشاہ
 کر کے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اہل دانا خوشی کر کے ایذا رسانی پر کمر باندھی آپ فرمائی کہ اسکی
 کیا تدبیر ہے مقبوت کہ رام نرائن باوجود اقتدار نظامت کے عہدابر انہو والد بندہ جو عیال و اطفال
 میں پڑا ہے کیونکہ حکم بادشاہ سے سزا کی کر سکتا ہے رام نرائن اس خیال سے کہ مبادا والد بیان اگر
 آپ صاحبوں سے ملائی ہو اور آپ لوگ اسکی لیاقت سے راضی ہو کر بیان کی صوبداری اسکی
 واسطے تجویز کریں اسکی انکار وادار بنیں اور والد باوجود موٹے میدان کے عدم الفیاض سلطان
 کی تاب نہیں رکھتا البتہ ضرورتاً بادشاہ کے پاس جاو لگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
 نجاوے شہر میں آئیہا حکم دینے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے ملنے کی نہیں ہے
 مرید اسٹریٹ جو کہ مرید عقلمند تھا بغیر خوف دعا کو پوچھ کر لو لاکہ حقیقت تمہارا کہنا درست ہے
 مگر خط لکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں بندہ نے اسی جگہ خط لکھ دیا اور مکر تمام محبت کیواسطے کہ دیا رام نرائن
 کو ایسی انگلیوں سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی مافقت سے کچھ شرم نہیں ہو سکتا
 کہ والد بادشاہ سے نہ طبعیں اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلائیے ورنہ جیسا کہ اسکی غوت و کبر و
 بیان و مال کی حفاظت نظر آوے گی اسکی تعمیل کرے گی فی الحقیقت ایسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
 اور راور اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسرے طرف سے ایسی حرکت
 بھی ہوتی تو بندہ اپنی روبرو نہ آنے دیتا کیونکہ دعا بازی اور بیوفائی اور جو کچھ اس قول سے ہو

نشاہد اکبرندہ کو نظر نہیں رہی اور ایک بھی نہیں ہے اور امداد لائی گئی ایک اپنے فضل و کرم سے ساتھ
 کام و آرام کے رکھا اور اکثر لوگوں کو دیکھا کہ بڑا دعویٰ دانی و فہمیدگی کا کرتی تھی مگر منجانبی انواع و اقسام کے صرغ
 من چنانچہ باریہ کہ بودم ہستم، الفقصہ و الدمر جو دم حسب ذکر اباحسین آباد سے مع شعلہ بیٹے نقی علیخان کے
 لشکر بادشاہ میں اگر مورد الطاف ہوا اور دستار سربستہ اور یار قبلموس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام
 کا شاہی اور صاحب دستخط ہوا ادا لی اور ارکان لشکر کو بھیجا کہ ان کا گیار خان بھی مجھ سے کو آیا اور خوشیہ لاس سے
 بھی ملاقات کی اور بادشاہ مع کا گیار خان اور خوشیہ لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگ اور بہت سنگ وغیرہ کے
 ملک میں غارتگری کے گرد و پیرامون بسر کرتا تھا اور احکام ابدی کے اصدار حکم کے انتظار میں رہتا تھا
 اسی اثنا میں خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
 ملک پورائیاں کو حسب وخواہ غارتگر کے اور عابا باریا کی لوٹ مار سے رچیہ جمع کر کے منتخب فوج کے ہمراہ سامان
 لائی کوچ کر کے اپنے جگہ سے متحرک ہوا پنج جمعہ نزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ و بندہ بچی اور چالیس توپ
 خور و دوکان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح میں جو عظیم آباد کی متعال
 اور شہر کے اوتھر ترنگ گنگا پارلب دریا واقع ہے پہنچا اگر بہ آنا ان کا قبل پہنچے کپتان نکس کو جب کہ بادشاہ
 عظیم آباد گھیری ہوئی تھا ہوتا تو فوج مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی
 پہنچا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام پور میں کامضطر ہونا اور کپتان
 نکس کا اکثر قریب ہونا

جب قریب پہنچے خادم حسن خان کو خبر پہنچیں رام پور میں آکر ستر امیٹ سے قلعہ فوج ظہر کے
 چارہ جوبی کی ستر امیٹ نے یہ صلاح دی کہ افضل بادشاہ حصار سے دور سرگرمیہ و شکار اور تحصیل زمین
 شہر ہی میں فوج اپنی ساتھ رکھ کر باقی کپتان نکس کے ساتھ مفر کر دیا کہ کپتان مذکور خادم حسن خان کی
 لڑائی کا مقصد ہوتا ہی رام پور میں قلعہ فوج کپتان کو رارادہ جنگ سے حیران ہوا جب غم خیز ہوا تو
 رخصت ہو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنی جماعت دارون کو معین کر کے تاکید
 عبور فرمائی صاحب داد خان نے انبا علم اردو کے درمیان دو اہل گنگا کی جو روہر و نہر کو تباہ کیا
 اور شیخ حمید الدین خود اوس طرف گنگا کی رہتا تھا نابرا طاعت آنا حاضر ہو کر سب سے لشکر کر دیا اور کپتان
 معین جاکر کپانی تلنگ اور ایک کپانی دلائی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا جو کھانا
 انکی دوستی کا دم بہرنا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمیعت سے ستر امیٹ اور کپتان نکس کے اسکو
 صلح رفاقت دی اور اسے کشادہ پیشانی سے اقبال کیا بلاتال ہوا کہ کپتان کے عبور کر کے

اوس کے لشکر میں داخل ہوا فوج رام خان میں کی نصیحت سے رات کو سو گیا اور اسباب درستی میں
 ہنوز نہ اونٹری تھی بلکہ شیخ حمید الدین نے گوفہ بنائی کو عبور کیا تھا دو تین کوس اوپر فرودکش ہوا اور ایک رات
 راوشتاب راہی سے قبل جنگ ہوئی کہ کہا گیا آئیے یوں بیوی میں راجہ رام خان میں ہندو سے وجود سے ناراض
 اور دھم کا خواہاں ہے کیونکہ دوسری کا دخل اس صوبہ میں نہیں چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے جھگڑ کرنے
 ایک لاکھ روپیہ میری خواہ کو چاہتا ہے لہذا اس جنگ میں میں اور تیس ہجرتی خادم حسین خان کو دعویٰ برابر ہی بھڑکھان میں
 اور کیونکہ جو کہ چھ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقعہ دار التشن فحبت اور چالیس قریب نوپ ہمراہ میں کتبان
 جو با نسو پیادہ پر چاہتا ہے اسے کیا ہوا ہی اگر زمین کر دو کہ آہیں اور زمین کا ایک ایک پیادہ ہی لیکن کچھ نہ بچے
 ساری ہلاک ہوئی ہرگز تم رفیق نہ ہو کوئی غدر کر کے کنار گزین ہو اور بندہ ہرگز نہ ٹھیک ہو گا بلکہ رخصت ہو
 اور صاحب داو خان خود ہنوز نہ رہیں تھا کہ خادم حسن خان کتبان نکس کر کشا سے ہر سات کوس پر بار
کتبان نکس اور راوشتاب راہی کی لڑائی خادم حسن خان سے اور فتح بابا اور سفدر سنگھ کران پر
 جب کتبان نے خبر لی کہ خادم حسن خان چھ سات کوس الیہ شام کو راوشتاب راہی کو حمیہ میں اگر سخون کا
 شہر دیکھا تو کہ ہادی فوج کم اور غنیمت کثرت سے اس لحاظ سے ہر ای لوگ خوفناک ہو جائیں گے تیرہ سو چھ کتبان کے
 تاکہ انتظام برہم نہ ہو اور لوٹ مار میں اوسکی طاقت جو بڑی ہوئی ہے کہت جا ہی شتاب راہی نے قبول فرما
 کتبان ہر صورت لپکا بیٹھ و ہمراہ میں کتبان نے کہا بہت اچھا آپ ہی لطافت نادل کر کے آرام فرماؤ اور
 زنگا کو بھی اسودگی کا حکم دیجئے نصف شب کو روانہ ہو گئی الفوج شتاب راہی نے حسب الاستقامت چل کر کے
 نصف شب کو طیار ہوا اور کتبان نے بھی ایک کپہنی لشکر میں چھوڑ کر باقی فوج شتاب راہی کے ہمراہ لیکر
 ہر کارہ کر رہی ہے جو کہ راہ دی گئی ہوئی تھیں لشکر غنیمت کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کو سب سے ہر کارہ راہ
 بھول گیا کہ کوئی نہ چلا دے گہری ہے کہ قید کو پیش رات رہی کہ کتبان نے گھڑی کا لکڑی نہیں بند و کی
 روشنی میں دیکھا کہ رات نہایت روشنی مانی ہے شتاب راہی کو کہا کہ اب وقت نہیں آگیا سخون کرین پس دونوں لشکر کو
 دایس ہو کر پہنچے تھے کہ صبح ہو گئی ہنوز رات نہ نہ ہوئی تے کہ خادم حسن خان کا لشکر خود راہو کتبان نے
 طیار ہو کر شتاب راہی کو بھی مطلع کیا شتاب راہی بھی جلد حاضر ہوا باجمہر ایک ہو کر صبح فوج استادہ ہوئی
 خادم حسین خان نے اسے فوج بھیج کر کتبان کی پیادہ بچا خان کرادی اور نیزہ جو لوگ عظیم آباد سے کتبان کے
 لشکر کو جانی سے اول تو ملے کیا بغض و نفرت باہر راہ فرار کی کہا رہی ہے بعض کتبان کی بالوں اور اسباب
 جو کچھ ممکن تھا لیکر دریا کی گنگ پہونچ کر کشتی پر بار کر دیا جو کہ ایسے ہی وقت کیواسطے عیشہ کنار یہ پہونچ رہی
 اور عبور کر کے عظیم آباد پہونچے اور نیزہ و دیگر فوج خادم حسین خان کی جند کمرے ہو کر طرہی فوج کتبان پر آئے

درغین سے آتش باری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج جبر برابر گولہ برس رہا تھا کپتان اور شتاب راسے
 مستقل استاد وہ موکر حکم شلک نہیں دیتو تھی مگر جو باگ متصل ہو چکا اور کاغذ فیکہ کرتا تھا کہیں سواران شتاب راسے
 آگ بڑھ کر اذیت دے گویا سے منہدم کرنا کہیں توپ انگریزی سے دھوئیں اور آنا سیطرح و دہرنگ گرمی بازار
 زرم رہی آخر کار یہ افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے موجب حکم کھنڈا اپنی فوج کو دو حصہ کر کے حملہ آور ہوا یہ
 توپ کی نوبت ہو چکی اور کتر لوگ خادم حسین خان کے مجموعہ مقتول ہوئی تھوڑے دن کو باگ چھٹ و در اوڑھو
 صفوں کپتان بر اگر و اس وقت توپ بند اور بند و ف کی بازہ شروع ہوئی بندہ لب در باکو بھی انگلشی کے
 خوف سے غرو و دن کا تاشا کر رہا تھا اور ستر امیٹ و در بین سی پائی کو بھیجتا اور کتھایہ ک پائی انگلشی پر
 شایہ کوئی سہ در بار انگلشی مجموعہ ہو اور بندہ کو بھی معاینہ کرایا پہاٹے دالہ نو کتر خادم حسین خان کے
 ہاتھ سے مضطرب فرامی ہوئی آتی تھی جو کوئی آتا خادم حسین خان کاغذہ و در ادھر کی مغولی کی خبر ہو چکا تھا
 خلم لوگ عظیم آباد کی در سرداران کو بھی اور راجہ رام نرائن گوش بر آواز ہو گیا خبر آئے بندہ مضطرب
 اور میر عبد اللہ وغیرہ و دستون کی تسلی کر رہا تھا اور کتا تھا کہ یہ گروہ ہیا گا ہو آتا ہی سو یوں کہتا ہی اور
 باروت کا دھوان اتناک اور ہما ہی اگر کپتان مغلوب ہوا لڑائی کون کرنا سی عصہ من عبد اللہ کی گھر من
 بندہ آیا اور لب در باندہ مع دیگر لوگوں کے منتظر رہا تھا کہ دیکھ کر کیا ہوا ناہی گا شلک کی آواز ہمارے گھر
 بت بندہ نے کہا الحال اگر یہ توپ کی آواز آتی تو سب ہو کہ کپتان غالب ہی ورنہ مغلوب پھر توپ کی
 صدایہ ہو جی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بندہ ہی ہو گویا تشویش ہوئی تھی پھر توپ کی آواز سی بندہ نے کہا
 کپتان غالب ہو اور خادم حسین خان نے شکست پائی ہو گویا باز کر کے تھوڑا سی حق لہ جزا آواز کی
 توپ کی صدایہ موقوف ہوئی ایک شعلہ شام بند ہوا اور یہ فرو ہو جاتا تھا سیطرح مگر معلوم ہوا آنا گھر پتا
 باقی رہا تھا اس وقت کپتان کار فو ستر امیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غیر کی آیا ستر امیٹ نے
 فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنی درست کو کہلا بھی بندہ کو بھی من جا کر گرم انتقاد تھا کہ ناگہان گھڑی دن در
 کپتان شکست رخ اور شتاب راسی کی اوس ہیئت سے رو و خبار آئی اور عرتناک پہو نا اور لڑائی کا
 حال اور فتح باقی کیفیت اور شتاب راسی کی جماعت بیان کی اور ہر وہ شتاب راسی کی توفیق کر کے
 کہتا تھا کہ میں ایسا تو لب من دیکھا و حقیقت یہ تو لب ہی ہر رام نرائن اور مصطفیٰ علی قباں اور محمد آفاق کو تو اں
 وغیرہ مع اعیان شہر کو اس خبر کہ کسی کو جانے ہوئی خیال یہ تھا کہ دو نو سہ در بار ہاں آئی میں کیونکہ شکست
 خادم حسین کو اوس جماعت کی خبر سے کسی کے خیال میں نہ آتی تھی ستر امیٹ نے اس مقدمہ میں مباغنا کیا
 دیکھن رام نرائن وغیرہ مقتول نہیں ہوئے ہی ستر امیٹ نے کہا کہ جو وقت کپتان نے میر افضل کو لڑا کہین

سنہرم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تھی تھی یہاں سے مغلوب و منہزم ہو گئی تھی استقلال میں فرق آیا
لوٹ جانا ضرور ہوا تاکہ بخون و محفوظ راج اور کپتان نے جب دیکھا کہ سیدان خانی اور خادم حسین
مع فوج کی پرستہ ہوئی گوس تک تعاقب کر کے توپ اور ارابہ اور بروجون کو میدان سے لے کر
احتیاطاً کر کے باروت وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگاؤ سکواگ لگا دی وہ شعلہ جو نمود ہوئی فوج اسی باروت کو جو آتش
بعد از ان دہان کی رہتی تھی کچھ فائدہ نہ دیکھ کر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہیں محصور رہا سنا خط
راوشتاب راہ کو جو کہ اوپر نہایت گہرا چاؤ سکوبھی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نرائن کو کچھ نقد قری ہوئی
اور دیگر انخاص بھی ملنے ہوئے مع ہوئی خود پر خبر چار و ظرافت اور ڈری اور تحقیق ہو گئی خادم حسین خان
بتا کی طرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردان شتاب راہ کی چند روز بعد وریا عبور کر کے عظیم آباد آئی
اور شتاب راہ کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کو دلیں جاگزین ہوئی اسی ضمن میں آمد میرن کو کچھ نہیں
سیف جنگ کی گرم ہوئی

انامیرن کا اور خادم حسین خان کو سیر ہر جا نا اور برق کا گزرا میرن کے سیر ہر
آسمان سے واسطی مکافات اعمال کی اور زبانی یا نا خادم حسین خان کا اسکا کھیل
اور بانی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہو تا بادشاہی پر اور سہا مشیت پر

جب میر عظیم خان اور میرن کو نے خبر ملی کہ عظیم آباد میں خادم حسین خان جاہو بجا نہایت اضطراب ہو گیا
اول تو عظیم آباد میں فوج کی قلت تھی دوسری بادشاہ دربار طرف موجود تھا لاہر میں کا عینا ضرور ہوا
غرم سفر گرم ہوا اور واصلین رام نرائن کی بھی متعین اضطراب اور سسر امیت کو خط طاعتی قوم کو دوسلا نام
کیفیت مذکورہ میں اور نیز ناکب غنیمت میں پہونچے آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج ہیشمار و سامان ہزار
دہزار کے ہرگز کھینچ کر نیل کیوسے جنگ اور افواج انگلشی شیر خنگ کی آفر تا لبان میں اعظم آباد کی ترویک آیا
اسوقت خادم حسین خان گنگا پر استعاب جس داخل شدہ ہوا شروع اول ذی قعدہ ۱۱۷۱ ہجری کو
عبور دریا کیا خادم حسین خان نے صدر نہ جنگ کپتان مکس خوب دیکھا تعاب اس فوج بمقیاس ہر ای
میرن کے ساتھ دریا اپنی آب و توان سے باہر سمجھ کر غاہر میں تو بلند پروازی اور دون کی لبتا تھا گو میرن
مغلوب اور سلوب الحواس تھا اور کسی دہ سے باہر نکلی نہ کا پہلو سو چتا تھا کیونکہ جو دریا چہ گندہا
جو کوہستان شمالی سے لنگر حاجی پور کو غری طرف گنگا میں ملا تھا اسکا سدر راہ عبور نہا بدون کثرت
کشتیوں سے اس کثرت شتم عدم کی ہر او تر ہندوستانی میرن چند کوچ متواتر کے خادم حسین خان کو شکوک
قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی سیر ہر جا روانہ کر دی اور خود دوسرے جزیرہ فوج میرن

مقابل ہوا اور میرن بھی خوف جنگ بادشاہ کو جو کہ سابق میں دوزخ میں تیر کے کہا جاتا تھا ہوس جنگ
 جندان ترک تھا جو خان کے خلافت میں رہتا تھا اور افواج انگلشی بھی جلدی اور جا کی لغات سے
 پیش کرتا تھا بعد غالب اور جند آواز نوب کو خادم حسن خان نے میدان سے رنج پیر جس شکل میں خانہ نظر تھا
 اوسکو راہ کی میرن نے لغات پکڑا تاں کہ اسی حال سے بڑھائی ہو جند کوس پیشتر جا کر منزل گزین ہوا اور
 خادم حسن خان اس میں بھی چند کوس پیشتر ہو کر لب دریا تھکا کہ کہاں جاوی القصد روز میرن نے
 تمام ہو چکے تھے اور چونکہ خان کی بھی بارہ درہری اکثر بسبب جبرائیل دوی کہ اوسکو فرو گاہ تک نہ پہنچتی تھیں
 خادم حسن خان فیل سوار مع ہوا میں کسے کہ کر گیا بڑی تکلیف سے غوغا خب آخر ہوئی اور باوجود
 اس تکلیف کو اندیشہ میں تھا کہ کل کدہ کو سفر کر لیا جو کہ شرم موسم برسات اور آرائہ لمز کی میرن
 لگات پر تھا شب مذکور کو دو تین گہری رات گزر رہی تھیں باران شدید برساتا شروع ہوا اور بوزخ شدہ کر بات
 اور ۱۹ ماہ ذی قعد کی تھی میرن اور اوسکو پیر ایسوں کی نظر میں جہان مار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصہ
 ودین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اوبت خان
 بن علی خان بن اعظم خان حاجی کا اوس سے خدمت ہو کر انجی خمیون کو سدھار تو اور میرن نے نابارہ احتیلا باور
 خیر مکان سے اوتھکر بال دیر خان میں نابارہ خواب شہر لٹ گیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی جو زمین دوز بقی ہے
 الغرض ایک عورت فاختہ سجد دیکھو جس کو جو ہمراہ تھیں مع دیگر قند خوان اور خدنگار کے حاضر ہوئے جو کہ
 اس جگہ کو نامہ سپاہ کی ہنوز اہل و عود میں کچھ دیر باقی تھی اوسکو خدمت کیا اور خدنگار نے چھی شرم کی اور
 قند خوان نے واسطے خواب عدم کے داستان چھیری خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی تاکہ بند ہوئی تھی یا کہ
 سیر قندما کے انتظار میں ایمنہ دانی کہ عین شدت باد و باران میں رعد نے گونجنا شروع کیا اور فرقہ العین میں
 برق جاسوز نے آگ میں دکھلا کر میرن کو سر پرستخیز کیا اسطرح کہ چار پائی پر لیا تھا وہاں ہی جیسے کدو
 خاک ہو اور اوس مجرم سوختہ کر رفاقت میں خدنگار اور قند خوان ہی را کہ کے ڈھیر ہو گئی ہو جب بیت
 زمینہار از قریب دیر نہار و قنار بنا عذاب النار الغرض جب تھوڑی دیر اس چشم زخم کو گزری اور
 پانی بند ہوا چکر لوگ اوس خدنگار اور قند خوان کو بدلی کو بطور بھود جا کر جو دیکھتے ہیں تو آتش گلزار کا
 سیر بلخ نظر آیا بعض مغربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکو خواجگاہ کے قریب اوتھرتے تھے او نہیں بلکہ شور و غوغا
 مطلق کیا اوہوں نے شخص حال کی بات معلوم ہوا کہ پانچ جہد باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ میں
 کدی کی طرٹ اور بدن پر بطور ضرب نازیباں کی گھوڑی طارین اور نوار متصل بلنگ پر تھی او میں بھی
 دو تین جگہ سوراخ ہوئے تھے اور نزدیک لوگ کوئی گدافتہ ہو گئے تھے اور سر کے دھکے کو خیمہ کو جگہ بوسیدہ

ہو کر بھی جب یہ جز خناب مقتایل باب حضرت شیخ محمد علی حنین کو اللہ مغفرت کرے اور سکی فی الحال
میرن سے خود آگاہی رکھتا تھا فرمایا کہ برقی انداز میں عالم کی دیکھو ہو کیونکر حنین جاتی ہے
وہ شیخ دوسرا قال یعنی وہ یہی ہوا جیسا کہ لکھا تھا

غرق ہونا و ختران بحار مہابت جنگ کا بموجب حکم میرن کے دریا میں اور
مشاہدہ کربا خلق کا انتقام الہی کو تمامہ فوراً آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکی باب نے
صداقت محمد خان ولد آغا بہتر عمدہ زیدار جہانگیر نگر اور شیخ عبدالوہاب کنبوہ کو بعض گمان غاصم
دم توپ کر دیا باب میٹھی نے تشویشات سے رہا تو باہمی مگر بیٹا اسطوف زیادہ مایل ہوا اکثرین و
اطلاک کرنا اختیار کیا حتیٰ کہ بعض بعض لونڈیوں اور حرم کو بھی اپنی ہاتھ سے بفر شمشیر ملا کر ڈالا
اور کہا کرتا تھا کہ تصفیہ کے بھی معی بن کہ جس سے کچھ بھی بدگمانی ہو اسے حوالہ فخر کرنا چاہی لہذا
اسی اپنی اسباب کے بموجب آئندہ بیگم اور کسی بیگم و ختران مہابت جنگ سے بدگمان ہو کر دغذہ
کامل بہم پہنچا بلکہ حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جبارت خان اور صاحب صلاح و صداقتا و نوختی کو
حکم بھیجا اور سزا درجواب لکھا کہ بندہ اونکی باب کا تنگ پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل شرت
بندہ سے نہیں ہو سکتا بس حکومت جہانگیر نگر کو دوسری کو دینی بندہ سے یہ امر نہیں ہو گا آخر اس
میرن نے خادم حسین خان کو مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رشتہ بدبخت کو مامور کیا کہ جانیکا لکھاوی
اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو رہنمائی مذکور کو کشتی پر سوار کر اگر معاہدہ کرے اور آبادی سے
دور ٹھکراؤ کو غرق کر دے اور جبارت خان کو لکھا کہ اون دونوں ضعیفہ کو خانے کے ہمراہ
روانہ مرشد آباد کرو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا اور ساتھ جہانگیر نگر کے راہ لی اور وہاں پہونکر
دونوں بہنوں کو لیکر یہ مقام دیکھا وہ پہونچا کہا کہ غسل کر کے لباس صاف دیا کہ بہن لونڈیاں
ارادہ سے بھی لگاہ کر ادایاں جزو خیری بہن لکھنی بیگم نہایت مضطرب ہوئی لیکن اسکی جوتی
بہن اندہ بیگم کے کہا کہ عبت خوف کھاتی ہو آخر ایک روز ضرور مرنا ہو گا بس جو بیگم گنگا بہن شکر خدا
کہ وسیلہ نجات ہاتھ لگا اور اپنا بوجہ میرن کے کندہ ہی پر چھوڑ کر روانہ ہونے میں بس غسل کیا
اور سجائی کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور سجائی خوشبو کے خاک باک سید الشہداء علیہ السلام کی پیرنگائی
اور گنگا بہن سے تائب ہوئی اور دم آخر میرن پر نفرت کر کے کہا آخر تو میری گنگا بہن میرن کی
کچھ تعلقہ نہیں کی اور اس پر ہمارے خاندان کے حقوق پر درش میں جسکو وہ فراموش کر کے بہن

اور اس کے بعد
اور اس کے بعد
اور اس کے بعد

نامی دارمیں ہندوستانی عزم کی کھڑکی پر بھی گرا تا کہ ہمارا اور ہمارے اولاد کا انتقام ہوے پس پھر
 اور دیگر اتفاقات عقد زمانہ پر لاگو غرض بجز رحمت امتنا ہی اتنی ہوئیں لوگ کہتے ہیں کہ اوسے پہلو
 سیرن کے سر پر بھی گری تھی اور بعض ایک مینی کافور بناتے ہیں اس طرح کہ آخر سوال سنہ مذکور
 ان بی بیوں پر یہ بلا نازل ہوئی اور اذیت دہ کو سیرن پر برق گری و اللہ عنہ و انتقام سیرن کے
 معتدین بلکہ مصاحبین پر دریافت ہوا کہ سیرن نے اس سفر میں ایک ہندو کاغذ میں نام دہ تین سو فخر کا
 لکھا تھا اور لکھا تھا کہ بعد فتح خادم حسین خان اور بادشاہ نے کچھ پہنچا ان لوگوں کو صفیہ دہ سے
 مساکر بزم مہم سلطان مقبرہ لکھا کسی بدخواہ کو کچھ اندیشہ نہ رکھا خدا کی ایسا کیا خود بدولت ہی مثل لغز غلام مقبرہ لکھا
 اور نزار مخلوق نے اوسکی ہاتھ سے رانگی بائی پوشیدہ تر ہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق نفس
 آفاق جیوقت کہ بندوں انہوں کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکھتا ہے روانہ ہیں کہ کتنا کہ
 ایسی ایسی باغین نار و کرین اور بندگی اوسکی سے غافل رہیں پس قوراکٹ لکھا اوپر افکار
 تا کہ تہیہ مفسد و نکی قرار داتی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو اوپر مخلوق کے باید اسی حکومت نہیں رہتی ہے
 مجبڑ مصداق نے ارشاد فرمایا ہے کہ الملک یقفی مع الظلم ولا یسقی مع الظلم امضون اس حدیث
 یہ ہے کہ بقائے قیام سلطنت کافری رہتی ہے اور ظالم کی حکومت نجات اور قرار نہیں باقی اور بعد
 تہیہ و سیاست مفسد و نکی ظالم بہرہیں اور ظلم سے باز نہیں اور دست تقدیری دراز کریں ممکن ہے
 کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکھے اور سب حکومت شر ریاست دوا م سے بار آور ہو اور
 جو یہ ظالم کا مورد دست ظلم کو ناہ کرے منتقم حقیقی ایسا جابر دزبہ دست بھیجے کہ اسکو بھی سنبھلنا دشوار
 ہو جائے اور ظلم کی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلومان بہت جلد نجات اجابت پہنچتا
 جیسا کہ مشہور ہے ہدیت بہت خداہ مظلوم نے شکام دعا ظالم پہ کہ آتی ہے درحق سے اجابت
 پیشوائی کو لاپس خداوند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

رجوع باقی احوال لشکر سیرن کا اور دیگر لوگوں کا
 نور دوم ذی قعدہ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو خرواج عظیمہ کی کہ اس واقعہ آسمانی اور بلائی ناگہانی کی وقت
 شب اوپر سیرن کی گزشتہ کسی مستعدے جا کر کے خبر کرنیل سیرن جنگ کے رئیس تمام فوج لشکر
 اور بلایا ستہ بار عساکر ہند کا سردار تھا پہونجائی اوسنی بھی بموجب صلاح مندوستانیوں کے
 اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجھا اور شکم سیرن کا کرنیل صاحب کے دربر و چاک کیا آنت اور رودہ
 لکھا کہ اسی جگہ دفن کر دیا اور نقارہ مراجعت بجا کر اوسکی لاش فیل سوار میں رکھ کر اسطور سے

کہ باہر مروج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگوں پر ظاہر ہوا کہ وہ کوہ مروج
میں کبھی گویا سرچہ الدولہ کو شہید کا انتقام پورا پورا کر نین صاحب نے قلعہ شہناک منسلک ہو کر حسب التماس
دکلا سے رام نرائن کے توفیق کیا اور دہلی کی زبیرا سے پیغام انصاف معاملہ کا نہایت شکایت سے
ویا اوسنی فوج انگلشی کو خوف سے القیاد و اطاعت اختیار کی اور دونوں لشکر شہناک سے لکھنؤ
کر نین کی ریاست میں آئے اور جنازہ میرن کا لہار کر کے جلدی سے کہہ دیں کہ دریا کی لنگر کے
کنارے پہونچا یا اور وہاں سے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعظیم اور خرابی میں راج میں پہونچ گیا اور کھا
اب بھی مقبرہ موجود ہی مدفون ہوا (فاجعہ دہلی الما بصراح) اور شکرست و دیگر سرداران کی عظیم آباد
پہونچا مقبرہ ہوا راج ملکہ بنگالی جو بہت شہناک شہنشاہ مرجم کا دیوان اور اس وقت میرن کا تھا
لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نرائن تو خود عظیم آباد کا نائب تھا اور اسکا جہانی نو میرن کی عمر آٹھ سال کا
تو کر ہی مسٹر اہیت کے کھلتے جانے کا اور اوسکی بعد کر نین سیف جنگ کی مردانگی
اور سرداران انگلشیہ کو ماتم نفاق شروع ہونا

عظیم آباد
میرن کا
ماتم نفاق

جب تک کر نین سیف جنگ کھلتے ہیں تھا فوج اور کوٹھو کو دونوں ریاست اسکے متعلق تھیں جب وہ
اپنی ولایت کو فائدہ ہوا کام بنگالہ اور نرائن اس جماعہ کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ اور
جولبہ باقی کو بیچ عظیم ہو گیا تھا کر نین نے کوٹھو سے مسٹر اہیت کو کل ریاست کی لاقیہ سمجھا کر
میرن اور شہناک جو مندرجہ کا صاحب کلان تھا کوٹھو کھلتے کہ سردار میں تجویز کیا اور میرن کوٹھو میں
جی برائے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کا افضل (جدا) ثابت جنگ کی مسٹر بول کو کھلتے کا صاحب کلان بھی
میرن از ان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار العمام ہو اور باعتبار اہام سابقہ اور شیردرجہ
نورنی اور فائدہ کلید کے مسٹر اہیت اس عہدہ کا امیدوار تھا اس تقریر کی جڑ سے کھڑے ہو کر عظیم آباد
بڑے خیر انگشت کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت جلا گیا اور مسٹر بول کر سی گورنری پر بیٹھ
نہایت ملول ہوا کا بڑے بار عظیم آباد کا جو ملے صاحب کے سہرے کر کے عائد کھلتے ہوا اور بعد چند روز
کر نین سیف جنگ بھی پیمانے جلا گیا اور شاہ اس سے کوئی تقصیر ہوئی بھی کہ ریاست فتح سے
موزوں ہوا اور اوسکی جگہ پر میرن کنگ مقرر ہوا۔ میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو عرصہ کہنا تھا
وہ بھی کو بیٹھا ملک و مال فوج و سپاہ کے کاروبار میں مختل ہو ا میر قاسم خان کہ سید نور خان
میں ایشا خان خالص شخص ولایت نرائن امیرانہ عند گذشتہ میں دیوان بادشاہی عظیم آباد کا نائب میرن
کی دامادی میں تھا لیکن سردار ماد کی صحبت ہمیشہ جاقین رجو اور میرن زباہ و مترہ چاہیے میں تھا

اس سبب سے میر جو خان اکثر اپنے وانا د میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بغیرت اب
مور الطاف کرنے لگا اور خدمت داورینہ کو علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکو مقرر کی اور بعض
سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اسکے خاندان میں نہایت کردکاری
اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اور کچھ بوجہ ظاہر میں
منقش کر دیا اور کونسل کے ولین بہات فرار بانی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جو خان کو میر قاسم خان
لیاقت سروسی کی زیادہ ہے الغرض میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کی کہ مرہٹوں
میر جو خان بھی کیدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرچ چلا گیا
اور اس ضمن میں بسبب حریرن اور قافل میر محمد جو خان کے تنخواہ سپاہ میں عرصہ بسیار
منقضی ہوا اور اٹھا تھا ضابطہ ہو اجنبہ بار ساجت کر کے گذرا بعدہ دارالامارتہ کو مامور کیا
میر قاسم خان نے اصلاح کراچی اور اسی عرصہ میں چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا
میر جو خان اس بارہ میں پس و پیش کر رہا تھا لیکن تقدیر سے ہوسکا کہ مخالفت کر دی جا ناچار
مرض کر دیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت میں ستر منبری و سترت الموف
افیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہنچے اور وہاں کے گورنر ہونے میر محمد قاسم خان جو نہ اوس
زمانہ میں پورنیہ جاؤ کا بھی خیال رکھتا تھا کہ فوج بہرتی کرے علی ہر ایم خان بہادر کو جکاؤ کر
خوبو نکا برسلا جمال نہایت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال میں لکھا گیا ہے اور اندون میں
میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حلد یا کہ بارادہ پورنیہ اور نالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے
گرنار اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض موانع عظیم بنا بر اتظام و جبار

حال لکھا جاتا ہے

ذکر ہی احوال عظیم آباد میں بچہ گزنگ کا اتفاق راجہ رام نرائن اور راجہ رام
ساتھ بادشاہ اور موشیر لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست موشیر لاس کا
محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہاں پر ہوئے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا
اوپر مسند واری صوبہ مرشد آباد کے تاسد خالق العباد سے
میرن تو سب سے موسم برشمال میں سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اس نظر سے
کہ بادشاہ اور کامگار خان سرافند موجود ہیں متینہ صوبہ مذکور ہو کر میقیم ہی ریاست اور سکی راجہ
رہن جلیدیو ان میرن کو متعلق تھی اور رام نرائن خود اوس صوبہ کا نائب تھا اوسکی فوج مظاہر

اوسکی ہمراہ تھی اور فوج الککشہ بھی وہیں پہنچ گئی برسات کے سبب یہ کل فوجیں جس جگہ
تھیں وہیں مقیم رہیں اور اس عرصہ میں بادشاہ داود دنگو بہادر کی قرب و جوار تک برابر سیر و تفریق رہا
بدن سبب کہ اس کے لشکریوں کی معاش کھیتوں پر تھی اور اوسکی جا رہا پاد اور میوات ہماری کو ہی
جراگاہ ضرور تھا مگر مدت یہ یہ تھا اور چونکہ صورت میں تشدد درست نہ تھا باوجود سلطنت کے
مثل جنگاں غارتگری کرتا تھا داندگھاس وغیرہ ماکول مشروب اوسکے ہمراہیوں اور جا رہا یوں کو
مطلق ملتا تھا راجہ جینا د سنگ پر اور زاورہ راجہ سند سنگ اور پہلو سنگ کے سبب تشدد کا شکار خان
علاؤ شہر پہنچی کے رو بہرہ بادشاہ کی نہیں آتے تھے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سند سنگ اور اوسکے
اولاد و اقربا سے رکھتا تھا انجی ملک کو محفوظ رکھ کر اوسکے ملک کی پامالی کا رد اور اترتا۔ ایک روایت ہے
قلعہ ٹھکڑی سے قلعہ گوردوجبان پر قلعہ چور آیا تھا جاتا تھا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہنچی فوج نکلی
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کر لائیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جا کر قید کر کے حاضر کیا
وہ چند روز نظر بند رہا اور والد مورخ کے نام والہن و معلوم ارسال کرنا رکھ کر ایک وسیلہ سے میری رانی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مہذولی فرما کر بندہ اپنی فوج جمع کر کے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دے
اور فتح سند میرا بھی جو جنگاں میں ہی فوج جعفر خان کی بادشاہ کی طرے راجہ کر کے حاضر حضور ہو اور بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کر کے اوسکے وسیلہ پر چھوڑ دیا چونکہ اس وجہ میں ہمارا تنگ و مار ہے جسے چھوڑ دینا ہی
اور رفاقت بادشاہ کی ہوگی والد نے یہ جملہ درج بادشاہ کو سمجھا کر مینا و سنگ کو رہا کر آیا اور اوسکی
والد کی ملازمت کر کے اگلے وسیلہ سے شرفیاب حضور بادشاہ ہوا اور آدھ جافغانی اور غفلت ہو کر
اپنی فوج کو طلب کیا اور غلہ کو ملک باک اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی میں کوشش کریں
کامگار خان نے بعد ایک روز کو اٹھا اٹال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر مینا و سنگ نے اس طرح غلامی پائی
غلام ترک رفاقت کرنا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب مینا و سنگ کو لیا قید کر لیا والد اس حرکت سے
آزاد ہو گیا اور بادشاہ یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگار خان کو اس صورت میں کیڑا کی اطاعت کے کوئی تدبیر نہیں ہے بجز اس در عدلت کے اوسکا
کینہ شکاں نہیں ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی برہمی کا الیاء عجب چاہا تھا کہ کچھ سو دن ہو والد نے
آزاد ہو کر غایت نشینی اختیار کی کامگار خان نے مینا و سنگ کو رہا کر کے اپنی زیر حلی کیا اور اپنے والد کو
پیغم دیا کہ اب بادشاہ مجھے امید رفاقت نہ رکھتا بندہ دو تین روز میں کب کدہ کرنا ہے آخر ابی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان محلی کو بھیج کر والد سے عذر خواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگار خان کو تسلیم

سہارن شاہ کٹرین محال ہی پس اب رخصت کا امیدوار ہوں بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور لاچار ہو کر رخصت دی فرمایا اگر بغور ت رخصت ہوتے ہوا چاہی علیحدہ ہو کر حبقدر ممکن ہو ملک تفسیر کر دو اور بقا فراہم کر کے بروقت حاضر ہوا اور نیز چند ہزار روپیہ کا سکار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والہ ارسال کیے والد نولہ جاگیر میں پہونچ کر امر مانورہ میں مصروف ہوا

ذکر مرشد آباد میں جلوس کر کے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان ہو جب ذکر بالا مملکت پہونچا اور شمس الدولہ نہری و نہشت سے ملاقات اور سلام و پیغام کیا مابین کلام میں میر محمد جعفر خان کی غفلت و رزنی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جو بہر آئرشہ فوج و غیرہ کامیان کیا اور چند لوگوں کو مانند چنی لال اور منی لال اور لکھنوں سنگھ مرکارہ وغیرہ کی غفلت اور عدم لیاقت غائد کو رستہ اوسکی سرکار میں مدار المہام اور مختار کارنٹی شمار کر کر ائی ہو اسکی بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ افگشتی میں عقل و دانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ بانی بن سر فراتھا میر محمد قاسم خان کو لالہ لائق ملکہ رازی اور ہوش و سلیقہ میں فائق دیکھا اور میر محمد جعفر خان اور اوسے حالات میں غور ہی کر کے متروک ہوا کہ کیا کری آخر اوسے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو نہایت کل سپردی و اختیار کرے اور میر محمد جعفر خان کو روزمرہ کو کچھ مقرر کر دیجے تاکہ قاسم خان وجہ مذکورہ بدنامی اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرے مشورہ طلب ہوا راجی اکثر ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر سٹراٹھٹ جو کہ بدرجہ لاچار ہی کونسل کا چوٹا حصہ اور بعدہ مرہٹہ شمس الدولہ تھا اور دوقین شخص اور مانند بھیر نرنگ اور سٹراس اور سٹراس کے جو اوس سے متفق نہو اس راجی سے راضی ہوئے اور چند قباجات اسین بیان کیے اور جس امر میں راجی شمس الدولہ کی قرار پائی اوسے بر خلاف رد و قیہ کرنا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونوں شخص ہدیہ گیر کی راجی کے بابت ولایت لکھتے تھے اور ہر ایک دوسری کی صافی راجی کی شکایت تحریر کرتا تھا اور اس باجی نے ایگھال کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب راجی شمس الدولہ کی مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جاگیر مرشد آباد میں اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشد آباد کو معاہدوت کی شمس الدولہ نے معہاد الملک مستر ہشتنگ کو جو انون میں ابتدا ۱۱۳۰ھ ہجری سے آج تک کہ روزیہ شنبہ ۱۲۳۳ تا تاریخ ماہ رمضان ۱۱۹۲ھ ہجری سے مملکت کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام سے مع بعض

سرور اور نصرت فوج انگلشی کی بنابر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے ویران آباد کو
 غوثیت فرامی اور میر قاسم خان نے علی ابراہیم خان بہادر کو کھڑ کیا کہ فوجین بہر تی اسے
 اور اسید واران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کر کے انبار مین کرے اور اسباب تخیل جو کچھ
 قدیم و جدید ہو جو کچھ مہیا اور میر ہو اور عصا اور برہنہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کر کے برہنہ استقبال
 پلاسی تک حاضر ہو خان والا نشان کہ ہو شہبازی اور سلیقہ کار گذاری مین لگانہ روزگار صفت
 زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا اور سر انجام کر کے استقبال کو گیا اور
 میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش راجہ جاہ و شہمت اور تخیل و شوکت سے داخل خانہ خود ہو کر
 میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کی وقت شمس الدولہ نے پہونچ کر مراد باغین
 متزول کیا اوسکی بیچ کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ٹلٹ دن گذرے پھر دیہی
 بہاگیر کی سی عجب کر کے مراد باغین پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کی راز دلی ظاہر کیا
 اور جو صلاح ہوئی تھی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کر کے بڑا سبالغہ کیا شمس الدولہ نے کیونکہ
 قاسم خان کو بلایا اور اون مقام پر جو کہ گفتگو می نرم و سخت گذرا پھر جید شمس الدولہ نے جا ہا
 کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمائی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے
 سوار ہو کر چلا گیا وسط دریا مین کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسے نظرمین جلوہ گر ہوئی اسنے
 معاودت کا اشارہ کیا بدین غرض تاکہ وہاں پہونچ کر کوئی فتنہ نہ اٹھادے خان مرقوم نے معاودت
 سہلانی مذہبی اوسکی بات نمائی بلکہ برہنہ تخیل کو یا کچھ ہی نہیں سچی دہا بی حرکت کی یا عین عین الدولہ
 پاس جا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو چاہا
 اب میر محمد جعفر خان مجھے بدگمان ہو کر میری جان کا خواہاں ہو گا شمس الدولہ نے جواب دیا کہ لاچار
 اسنے کہا کہ جب اب لاچار مین بندہ کہ محض پیارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ
 نے کہا کہ آپ عزمین بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی انفرض میر قاسم خان اللہ متی پہنچا اور علی ابراہیم خان
 جبکہ ہمراہ لیتے گیا تھا شورہ آغاز کیا خاندنور نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہو کہہ لیجیے
 اگر کوئی امر نہوائے اطلاع کر کے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کر کے ہر ہوم کی طرف
 جانا چاہیے اور باغیوں کے طور پر ناخت تاراج کرنا ضرور ہو گا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے
 اور کاٹھار خان بھی مع بادشاہ تمسے متفق ہو جائیگا غالب ہی کہ اس تدبیر سے ہی کام دل حاصل ہو
 چونکہ میر محمد جعفر خان سے اطمینان نہ رہا تھا یہ تدبیر درجہ لا چاری کو دلنشین کر فی الحقیقت مردمان مری

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان بروار تھے اور جگت سید اور اسکا بہائی مہاراجہ سرور پوری
 حصہ اسکا مددگار تھا خلاصہ میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طام سے
 فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر جیساکہ معہود ہوا ہے اگر نہوا لا علیہ فساد و فتنہ آتا ہے
 شمس الدولہ یہ کلام سنکر عظمیٰ ہوا اور ستر شنگ بہادر وغیرہ ارباب سلطنت سے دیر تک نظر
 درپیش رہے بعد گفتگوی بسیار کیہ رای ہوئی کہ کل سکون اتفاق میر محمد قاسم خان کو دارالامارت
 جانا چاہیے اور جس طرح کہ معہود ہے تعظلم کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے
 رکھتا تھا اپنی فوج کو بلایا بھیجا تھا کہ اوسکی گہر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہیں اور علی کو حکم بھیجا
 کہ ہر ایک کو کھانا کھلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو
 مرض کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنی کل حاضرین ہماریوں کے حاضر ہو اور سرداران
 فوج انگلشی کو بھی حکم دیا کہ گہری رات رہی فوج اور نوپ تیار کر کے دارالامارت کے دروازہ پر جمائے اور
 مقررہ حاضرین میر قاسم خان نے جب اپنی گہر جانکا را وہ کیا اول اوسکے رفیق کشادہ سے گہر تک
 اثر و عام کر کے واسطے مخالفت کے استادہ ہوئے بعدہ اوسکو دریا سے عبور کر کے سپاہ دوغوا کے
 احاطہ میں دولت خانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات خوان رہا اور
 تھوڑی دیر خیر طلب لوگوں کی دجونی میں میر کے چند گہری استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خان کا معراج جاہ جلال سے اور رومی ہوتا
 کو کب نخت میر محمد جعفر خان کا قول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کو صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب معہود نخت بیدار کیطرح پیش
 راحت سے شگفتہ اٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب ہمہ جہت تیار
 پیش ہوئی کسوت اقبال و لداری تن زیب کر کے طالع فرخ سے شگون فیروز مہدی لیکر سمند اقبال پہ
 رہا ہوا اور ہرے قبل درود میر قاسم خان کے شمس الدولہ شہری اول ستر شنگ گورنر اور عماد الدولہ
 ستر شنگ بہادر مع دیگر سرداران اور قوہ اور فوج کے میدان صوغاۃ والا لہارہ میں پہونچ کر
 شاہراہ دربار پر اپنی لوگ مقرر کر دی اور ادھر سے میر قاسم خان اسب سوار قابل تھا فرار کے
 جا کر استادہ ہو پچاسیڑوں کی آمد و رفت شروع ہوئی ہر چند شمس الدولہ نے ہر طرح میر محمد جعفر خان کو
 قبضائش کی کہ اگر تمہارا دایا و ہمارے نیابت میں علی ملی کا حکم کاسر انجام دے اور تم فارغ اقبال پیش
 و کامرانی میں آباد زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لئے بُرائی نہیں ہے بلکہ یہودی ہوئی ہوئی تہدی غفلت

کار ملک میں مختل اور سپاہ اندر دلیخہ خوار مضعی میں دو تین مفلوک مند و مالک ملک کرو سے میں
نجیب و شریف جان طلب میں نگران بانوں سے کچھ سو دنوں اور اس جاہل مطلق نے تمنا میں سرداروں
انکاشی کی کچھ نسخہ اس مابین جواب سوال میں کہ وہ دراز نمند ہوا بہتہ بہتہ تلنگون کی کیا کیا کرد
ہوتی جانی نہیں اور تو پہ بھی طیارو بد یوار دارالامارہ تہو محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دارالامارہ
کے اندر اس کے بموجب حکم محراست میں آدھ تہو افواج انگلشی کو رعب اور براس سے جو کہ خلافت
نہیں ملک کے لوگوں کو دلوین مستوی کر دیا ہے ہر ایک حبیب و بہانہ سے اپنے اپنے گھر دینی راہ
یہ لکھا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہو کر کہا ہر گاہ بہم پہنچوں اور مفلوک کو نہیں سمجھتا اس کی استرخا ہے
کچھ ضرور نہیں حسین رفا غلٹی کی صورت ہو تمہیں کرا چاہی چند سرداران انگلشی جو حاضر تھے انہوں نے
مصدقین کلام کیا اور ساتھ اسکے ہداستان ہوے پس اس نے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ میرہ صوبہ کی
مسند لیاٹ پر بالاصات بیٹھ کر فرمان ردائی کیجیے اور رعایا کے مظلوم کی دلجوئی میں یہی ضرورت ہو جی کیونکہ
یہ چار و شرفا و رخیان دونوں ہندوؤں کی ہاتھ سے نہایت تنگ ہوئے ہیں اور اندرون دارالامارہ
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصوں میں رہے تھے وہ میں بھی بدر کے کارخانوں کے دروازوں
اور نیز حرم سرا کے راستوں پر تلنگون کی حرمت میں مقرر کر دیا اور خود داخل دارالامارہ ہو کر میر
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کر کے زیر شامیانہ کار چلی جو دیوان عام کے ایوان میں کچھ اہم مسند
میر محمد قاسم خان و دشنبہ کے روز دسویں ربیع الاول ۱۱۸۷ھ عجمی کو نہایت سے گذر کر بالاصالت
ہر صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور انکارہ شاہ و مانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے عجم کے
تدوین و کلمات شایہ شمس الدولہ نے میں چار روز تک ستر ہشتنگ عماد الدولہ کو مع افواج انگلشی
اوسکی مخالفت پر رکھا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتوں و رکنوں
شمس الدولہ نے پیغام بھیجا کہ اگر تمہارا دین رہنا ہو کوئی مزارع نہیں جس مکان یا جس حویلی میں
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائو اور اگر ملک کا چلنا منظور ہو تو یہی مزارع میں نے ملک کا جاننا منظور
ہیجرہ اور کشتی کی درخواست کی جلد سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بدبختی تمام خزانہ
ممال اور جو انقبضہ جو کہ لواد اور تحفہ شجاع الدولہ اور علای الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابیت
اور شہادت جنگ اور مصلحت جنگ اور سراج الدولہ کے تہہ اور حرم سر امین انہیں دنوں
ایواسطے منی بیلم کی تحویل میں جو کہ جعفر خان کے گھر میں میرخانہ تھی رکھتا تھا اور بارہا بلووس غلٹ
جو کہ یہی وہ نہیں امر کا اندوختہ تھا مع دیگر تحائف اور نواد کے جو لوگوں سے مستور تھا ہر ایک

مع عورات مدخلہ اور ایک خدمہ اور اطفال صغیرہ جو کہ تین لڑکے اور کئی انگلیان تین راہ
 ملکاتہ کی کی چند کچنی تنگ کی حفاظت کے لئے ہمارا دو یوں دار الامارہ مذکور میں پہنچلویا وزیر خزانہ
 اوس شعبہ کے جو کہ متصل ایک بعد زمین خرید کر کے طرح عمارت اپنی سلفہ اور اوس سے ذاتی اور
 متعدد مقامات کی تعمیر کرائی اوسکی رقتہ سے میرا غلام علی بیگ سیر حکم بیگ نے وفاداری کی
 اس ہوا جو بہرین رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے ہمارے یہ قدم نہ رکھا
 اب بیان کا حال سنئے یہ محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان
 نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اسی قرب
 جلوس میں حاصل ہوا تھا اوسکے مقدم کو سبارک سمجھا چونکہ علم نجوم میں ہی سید شہور رکھتا تھا
 اور اس علم کے حکم یہ بتا دیا تھا اوسکا زائچہ بڑے تحقیق سے نجومیوں سے ہوا کہ اوسکے عروج کا عقد ہوا
 لیکن اوسکی عمر نے وفا کی بدین تیرس کا ہو کر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام قرار کے خطاب مظفر الملک شمس الدولہ
 شہر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو مفت ہزاری فرار دیکر
 جھوٹے جھوٹے ماتمی گھوڑے مع زین و عاری مناسب قد و قامت کے آراستہ کیا اور جھوٹی
 عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ بنائے اور ہر فرقہ میں ہرتی کی گویا ایک تماشا تھا اور اپنے چاریر کو تراب
 کو بھی کہ اول میں مرد مفلوک تھا منزل الدولہ تراب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کر
 منصب شش ہزاری اور عطائے پالی جھاردار اور علم اور رفتار اور جاہ اور رسالہ سے مقرر فرمایا
 اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑائی لیکن چند ان
 اسکا اعتماد نہ تھا دراصل لیاقت ہی کم تھی اور چچا بہر چند محض عاصی اور مستعد و سروری کی فوجی
 نہ رکھتا تھا مگر اس حقوق دیرینہ اور نیز دوستی کا جو لوگوں کو اوس سے اور اوسکو لوگوں کے
 ساتھ تمام عمری رکھتا تھا اور بعد مرثیہ طرہ خیر کے کہنے میں بحضور میر قاسم خان کے قصور نہیں کرتا تھا
 القصصہ بعد بعد و تشید سبانی عہود اور موافقت کی جو کہ کونسل ملکوتہ اور جماعت انگلشی سے اتفاق
 اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع سر برانے کی باہم اتفاق خاص سے تخصیص پایا
 میر قاسم علیخان رقی و فنی ملکداری میں معروف ہوا متعدد یوں سے محاسبہ اور میر جعفر کے عمل کا نفاذ کی
 خیانت نکالنے میں معروف ہوا ان لوگوں میں بعض قدیم اور بعض جدید طرز کردہ میران اور بہر خیر خان
 کے تھے بعض متقدبان قدیم کی بھی تالیف و ترغیب کر کے اس کام میں شریک کیا اور بعض اپنے منوسلوں کو
 جنہر عطا کر رکھتا تھا ناظر کیا علی ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت میں لگانا روزگار اور فائز ہوا

موقعہ یابی میں ہوشیار تھا خواہ سپاہ کی کم و کیف میں بالتحقیق مامور کیا اور سوای اسکا اور حکامات
 اور بھی اسپکی رائے پر محول ہو سنیارام نے اگرچہ موابط دیوانی کے درست کر کے اخذ کئے تھے
 مگر سخت گیر اور بد طبیعت تھا یہ شخص دریافت خجاستہ قزوینی اور بیات اور وقت خجاستہ دیگر تصدیق پر نظر نہ
 اور قدیم منشی جو متحد تھا میرنشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا مختصر
 اور تحسین اسکے بھی سپرد ہوا خواجہ کرگرمی براور خواجہ پدروس ارمنی نوچاند کی داروغگی اور آراستہ
 توپ وغیرہ اور قواعد سکھلانے پیادہ ہائے برقدار کے حسب قاعدہ فرنگ مقرب ہو اہو کمال مقرب ملا
 کر گین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا مقرب ایسا ہوا تھا کہ اسکا دوسرا میر قاسم خان میں کوئی ہونا
 اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دل میں وہ جگہ تھی جو آج تک کسی نوکر اور آقا میں نہیں سنی گئی
 گو با شہان کے مانند میر قاسم خان کے رگ و پہلے میں ایسا اثر کر گیا تھا شیخ مسند علی لکھنوی جو کہ احادیث
 مقاب لکھنوی سے بھیکارہ محض تھا وہ سپاہ میں درجہ عالی کو پہنچا یہ شخص بھی کر گین خان سے کچھ کم ہفت
 جوا کے لئے بقیہ اسکے بخشی رہی اور ہر ایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رکاو کو چاہیہ اسکا ہتھیار
 فرحت علی کہ رسالہ میں کئی سو سوار علی ہذا القیاس برکت کا بھی یہی حال تھا اور اسکا اسکا
 محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تھا کہ بغا طہ انگلشی کے حوالدار
 اور جمعہ دار اور صوبہ دار اور زمین رکھتے تھے اور اٹھارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتھ راہ چلتا تھا
 کیونکہ اگر گڑھی میں کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والی بدون اجازت کے اسکا سر اور اوپر
 اور نیز شمش الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا بار اور مرد خوش اخلاق اور
 ہوشیار تھا اور عظیم آباد میں نوب مردم شہر اور شکر میرن کے روملک تالیف کرتا تھا صاحب اور
 بیس خدات مثل بنوس خاں رزکالت حضور بادشاہ اور معالجہ جلیات مردم حضور وغیرہ برکت
 مقرر ہوئے اور بندہ کو مرشد آباد سے خلافتا قیہ قبل جلوس امارت کے لکھنؤ در ہوا جب خواہ
 مقرر کر کے نمنائی تھا کہ بندہ ارباب انگلشی کو بھی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکور سے جو کہ آتشکد
 سنی کر کے صوبہ داری عظیم آباد کی بھی اسکو دلا دی اور یہ خبر نہ کہنا تھا کہ یادری بخت اسکو ملگا دی
 تخت پر بیٹھا دیا

میر محمد قاسم کاروپہ جمع کرنا بطور صافدہ کے مردم مرشد آباد سے اور بھی ہونچانا
 اسباب تجمل اور استعداد کا اور مل کارخانہ کا انتظام رکے جو بھی سوا سود ہونا
 میر محمد قاسم خان نے جب دیکھا کہ زمین داری زرین میجر ہوا جو کہ ابی صباہ اور نیز لوکران طاعت

اور ایسے پہلوئی سندن میں نہا لیا تھا اور غلام حسین خان سے جو کہ داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور ایوان کا رفیق قدیم اور لڑکھایا کا مالک تھا بہت سارے مال لیکر بدستور داروغہ دیوانخانہ میں مقرر رکھا تھا صمدیہ ہے کہ اس صورت سے ترک تیرج کیا اور سپاہ کو بھی خوشحال کر کے جنہیں لائق کار سمجھا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کر کے اور نئی تنخواہ دلا دی

انگلستان میں محمد قاسم خان کا بیڑہ پورم کی طرف اور لڑکا کیتان بر دو ان کا اوس مرز پورم کی زمینداروں سے جو ملک و پورنگار میں کوئی زمیندار وار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیڑہ پورم کے دعویٰ شجاعت نہ کرتا تھا اور میر قاسم خان کو باطل میں زمینداروں سے قدیم دشمن تھا فی الحقیقت اکثر اس فرد میں قابو ملک ناقص و حسرت چنان کہ فرصت کو تیر اندیش میں تہجد اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کر کے میر جی پر تادہ ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبھی انکا اقتصادیک کیا اور انکو ملک کو اور پورم میں ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر کرنے سے بہت تمام دنیا فارغ السبال تھی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوئے میں تمام عیال مالان ہی اور اگر ایسی ہی حال رہا اس سے ہی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ میر قاسم خان زمیندار بیڑہ پورم جو دیوان جو کے نام سے مشہور تھا اور ایم جوانی میں بلکہ حکومت میں ہی عیش و آرام میں بھر پور بندہ دولت ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تھا بعد ازاں مرشد آباد اور زوال دولت حسد ان مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لشکے اسد الزمان خان کو جو راہی کی لپٹن سے تھا راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر ایسی مصاحبت کرتا تھا میر محمد قاسم خان بیڑہ پورم کے معاملہ میں کچھ اضافہ کیا چاہتا تھا اسد الزمان خان نے نمازا اور سرکش ہو گیا اسکا سبب شاید تھا کہ جو کچھ میر محمد قاسم خان اسی دیار میں نشوونما پایا تھا اور زمانہ گذشتہ میں محض بقدر تھا اور تمام دنیا اوس کو نظر حشرات و دیوہی اندون میں کہ عروج و صیر ہو ا و اسکا شان و شوکت لوگوں کے دلیں کچھ نہ سما یا بہر حال میر محمد قاسم خان اوس زمیندار کے تشبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور بدیہ کام میں جو شہر سے بارہ کوس پر تھا مقیم ہوا اور خواجہ محمد می خان کو جو کہ میر حفیظ خان کے عہد سے عہدہ بخشی گری رکھتا تھا مع میر بابا الفکس اور گنگوہار رانی کے اوس زمیندارانہ سبھا کی گوشتال کو بھیجا اور اپنے نوگردوں کو ناکید کی بھی کہ قبل ہی جو جو اس ملک اوس مقہور کا فیصلہ کرچکے لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی میں سرداران سابقہ سے جو کہ نظر کردہ مہابت جنگ کوئی نہ رہا تھا حفظ کینہ ناکردہ کار میں اور میر محمد جعفر خان کے بہرہ کی گئے ہوئے سے کچھ کام نہ بنا سکے اسلذا ان خان نے اپنی باب کے دیوان بدیع الزمان خان کو ملک سپرد کر کے خود چارچا ہزار سوار اور بہتیش ہزار زیادہ لیس لک دشوار گذار میں جاسینا اور مد داخل راہ پر محافظین کردی اسی عرصہ میں ہندو

حسب الاشہار بجز کرنگ سالار فوج انگلشی قاسم خان کرنگ کیلئے سیف جنگ کے اور نیز مسٹر جی صاحب مرار کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر امیٹ کے غیبت میں قبل ورود مسٹر گوہر کے واسطے پہنچائے بعض تمام زبانوں اور نیز واسطے لائے سیر محمد قاسم خان کو بطرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہنچا دیکھ کام پہنچا صورت یہ کہ بعض کپتان نے جو بروان میں چند کہنی ٹنگہ کے ساتھ تعینات ہوئے دوسری راہ سے اگر عین غفلت میں اسد خان کے سر پر پہنچا اور اسکی فوج کو پریشان کر دیا اور چند ضرب توپ اور شلک بند و قح جالگیر وہ زمیندار مذکور کا مجروح و مقتول ہوا بقیتہ لیسف رو بفرار ہوئے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم خان بھی پہنچی دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کو عقب میں جا کر اسکی لشکر گاہ میں خیمہ زن ہوئے اس خبر سے اپونکر کو پدولی اور نامروی دریافت کی خصوصاً خواجہ بہدی خان رئیس شکر سے زیادہ

آزاد ہو احوال مناسب کی عظیم آباد کا حال اور اپنی آنکھیں دیکھ کر بدن

میں کرنگ کا بار اوہ جنگ بادشاہ اور موشہ لاس کے برآمد ہوئے اور وٹنگ ہونڈ وار مذکور کارام مزین کے شور مختلفہ کسب سے اور تو شکوہ بھیجیا میر قاسم خان کی پاس اور جو توفیقات کے مورخ نے بیان سے اگر میر قاسم خان سے بیان کیے اور غنیمت لیا میر قاسم خان کاراہ کوستان سے بھجکت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق میں ذکر ہوا ہے کہ بعدروانی کی کرنیل کلیف نائب جنگ کے مسٹر ملول تھوڑے دن کے کچھ کاچر چاہا اسکی بعد شمس الدولہ پہنچا اور کونسل ملکتہ کا مدار المہام اور گورنر منتقل ہوا اول مسٹر امیٹ اور بعد مسٹر کلیو سیف جنگ میں بجز کرنگ اور مسٹر ٹنٹن میں بعض دیگر سرداران عظیم آباد کو ملکتہ گیا اور مسٹر امیٹ خود ملکتہ کا چھوٹا صاحب تھا چونکہ مورخو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور اتحاد تھا چونکہ عین اور مقرر کیا ہوا ہے قاسم خان کا بعض خود مورخ کے واسطے براہ مد و خرج تھا اور سیو قات تمام و کمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کیا اور انکو معلوم تھا کہ جب لاکھودام کی جاگیر منبہ کی قدیم سے برگتہ نوکر میں متصل قلعہ کے ہے اور میر جوہر خان کے بعد ورود بادشاہ کے اس مقصور سے کہ والد منبہ مورخ اسکی رفاقت میں رہا ضبط کر لیا تھا صاحبان مذکور نے نظر باخلاص جو بندہ ہی تھا جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کر اگر اسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کر اگر منبہ کو نام لاوی اور رام مزین کے ہاتھ سے لکھا لکھ سپرد منبہ کی اور بندہ مورخ عاقل کے لہولان جا کر عمل دخل کیا جب برسات گذری بجز کرنگ نے بادشاہ اور موشہ لاس اور کامگار خان کے انصاف و نفاذ کو عظیم آباد سے نکل کر بلان میر جوہر خان کے میدان میں لشکر گاہ کیا اور رام مزین اور راج پور

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بھی بیاس حقوق اس سفر میں شریک ہو اچانک سالہا سال کی عہدہ سے
 سبب سے اسباب سفر اور اسکی اور سواری وغیرہ نہ کہنا تھا بجز کرنگ اور سترچی نے ایک خیمہ
 اپنی سہارا سے مقرر کیا اور گھوڑے وغیرہ اپنی ہی مقرر کردی بندہ سمجھنے لگا کہ میں بخوبی بسر کرنا تھا اکثر
 اوقات بلکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور مامور مجوعہ میں داخل رہتا تھا جب ایک مدت اوس درمیان میں
 گذری اور دونوں بندہ ایک صبح اور ایک شام کو آنا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف
 صلاح دیتا تھا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار سب بجز کرنگ وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے کی
 دلائل پر برا اتفاق انیسان کو بھی مخصوص سترچی کے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ تم ہمارے دوست اور بہتر قائم
 بھی دلتوا ہو اور یہ دونوں اوسکے آتب اور نوکر میں اور ہم دونوں کی مخالفت سے عاجز آئے ہیں
 حیران ہیں کہ کسکا کہنا قبول کریں صلح یہی ہے کہ میر قاسم خان بہان آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجھ
 تعمیل کرے اور تمکو اوس سے جواب سوال کرنا نہ پڑے اور اسکو لکھا کہ کچھ سودنہو آباؤ شاہ اور پوٹھی لاس کے
 مفصلہ سے زیادہ بہرہ و زمینیں جو تم جاگیر سب درجہ اوسے سمجھاؤ اور ادب لاؤ بندہ قبول کر کے
 عازم ہوا بجز کرنگ نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکے اور ایک خط شخص سفارش اور حفاقت بندہ کے
 بجز کرنگ کے نام تحریر کروا اور ایک پیر خاص سبز دیکر بیرون بادشاہی جہانگیر لکھی سے کہ اکثر مذکور کے
 زیر حکم سے بندہ کی سواری کو دیا بندہ اوس پر سوار ہو کر روانہ شد آباد ہوا راستہ میں ستر کو روک دیکھا
 جو درالہام اور صاحب کلان کو بھی عظیم آباد کا سو کروٹن کو جاتا تھا چونکہ روانگی میں عاجل تھا سوڑھ بکا
 دوسرے آواز بلند سلام کر کے آگے گوروانہ ہوا المقصد بدہ گام پہنچا امیر قاسم خان سے ملاقات کر کے
 اہل پیغم کیا اوسے ستر خان میں کیا عظیم آباد کا ارادہ تھا لیکن بندہ سے بکمال عفو و بخشش آیا خیر علیہ و نصیب کر دیا
 اور دونوں وقت کہا نا ہیچ تھا اور کمال لطف و عنایت سے ہم کو کام ہوتا تھا اور چند عدد عثمان اہل
 دستار جہانگیر لکھی خاصہ کے بھیجے نا کر رام نرائن نے کماشتہ جلت سے شیشی و سلت سے لکھو ایا غلام حسین
 بھیجے سوئی بجز کرنگ کے حضور میں گئے ہیں چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلشی سے رکھتے ہیں اور باب اور بابی
 انکے براہ بادشاہ کے میں فی الحقیقت انکو دونوں طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجھنا چاہی
 یہ غمناک اپنے دیکھا کہ میر قاسم خان کے کہ شکذا کے وہ خود مجسم تو ہم تھا سوڑھ سے ہی توجہ ہوا
 وہ سارے القات جو پیشہ سے سے سوخوت کر دیئے چونکہ مہاراج لکھنؤ میں تھا بندہ اپنے حال پر
 متوجہ ہوا کہ کیا کہتے اگر خدمت طلب کرنا جو ان زیادہ بلکہ ان کو مکر خدا جائے کیا ارادہ کرے اور
 لکھنؤ میں باغی ہوئی کی ہوا ان اوسکے لطف و عنایت کے کیونکہ بے ہوئی ناچار دو جاگیر نہر اٹھا

کہ سہیل صاحب فدا لایق ہوا بندہ نے اوسے عارضہ کو وسیلہ کر کے درخواست رخصت کی اور خوشنترش ہو گیا
عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کر کے مرشد آباد و کارا وہ طام کیابت نہایت کر رہت
سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ ندیا بندہ مورخ ہزار مصیبت مرشد آباد میں پہونچ کر کسی دوست کو ملکا میں
متمزل گرین ہوا بعد پہونچے مرشد آباد کے کھوڑا سا خوج معرفت خواجہ اشرف کشمیری نے جو برادران اور نیز
تعلیم خواجہ واجد سے تھا اور اس زمانہ میں ہر قاسم خان کی مصاحبت رہتا تھا یہی بعد چندے خرچ ہوئی
کہ یہ بکرنگ نے عظیم آباد میں جا کر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ کا ملکا خان کے پس پا ہوا
اور خوشنتر لاس بضا بلہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسیہ کے جو بیابین سترہ زکیمین ملوث قید ہوا اور بعد
چند روز کے بادشاہ کو یہ بکرنگ نے سفیروں کے ذریعہ سے مصالحت میں راضی کر کے ملازمت کی اولیے
بہرہ عظیم آباد لیکیا سیہ قاسم خان اس خبر سے مضطرب ہو کر براہ کوستان لکھال اضطرار لیگا کر کو روانہ
عظیم آباد ہوا بندہ نے ہی ارادہ عظیم آباد لیکر سننے میں آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جناب کر گیا ہے
حکد گیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور ملکتہ نجاف نے پاوین اور نہ کوئی شہر سے
باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخر کار کوٹھی فاسا بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد
برآمد ہوا اور عظیم آباد آتا اب تفصیل اس احوال کی لکھی جاتی ہو تاکہ منتظرون کو بدانت حال نہ ہوں نہ ہو
ذکر ہے جانے میجر کنگ کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا خوشنتر لاس کو اور مصالحت ہونا
بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد کا حضورت سپاہ کے

جب بکرنگ نے بندہ مورخ کو طلب میر قاسم خان کے یہی اہوازان رام نراین اور راج طلبہ کو
فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بقابلہ بادشاہ جو کہ نواح کیا مانجور میں تھا گیا جب دونوں لشکر
قرب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریز فرمائے اول چاہے پاس
طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو کر انکے آنے سے قبل محارہ پشورہ ہوا خوشنتر لاس نے
جرات و شجاعت سے پیش قدمی کر کے قلیل ہر اسون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج
ہمراہ تھی بادشاہ اور کامکار خان کے سر پر جاہوئی تزلزل ڈر گیا اور کامکار خان فی الحال پانڈری بنائی ہو کر گیا
بادشاہ نے بھی اسکی مشابہت کی سپدان سے روگردان ہوا ہر امیان خوشنتر لاس نے اس حال کو بد
اور نیز اپنی قلت اور برسوں کی محنت یہ سب چھوڑ کر بادشاہ اور کامکار خان کے ہمراہ میں قدم و خطا
کپتان خوشنتر لاس جب تیار کیا کسی اپنی توب پر گھوڑے کے مانند سوار ہو کر آمادہ قتل ہوا اور
عارضہ راز اغیار لکھی ہو کر کنگ اور کپتان نکس نے اس حال سے واقف ہو کر مع چند فخر سرداروں کے

گہوڑوں پر سوار ہلکے اور بڑے اندازوں کے پیشتر کو قدم بڑا یا جب مویشی راس پر قلم پڑی
گہوڑے اوپر گرانی ٹوپیاں برسہم سلام سر سے اٹھائیں اور سنے ہی اویس طور سے عمل کیا اور
باکد کر گفتگو کی بجز رنگ کے مویشی راس کے نبات عزم اور فرط شجاعت اور عینت میں توفیق کر کے کیا
جو کچھ حق سنی تھا جسے ظاہر ہو افریقہ تہارے و قراخبار اور تواریخ میں ثبت ہوئی احوال موافق مضابطہ
کمرے کے گہوڑو اور ترک سناؤت کر کے سارے باس آؤا و سنے جواب دیا کہ ہم کمرے کرنی کھولینے کی سیطرے
آئیں مضابطہ ہو گیا مضابطہ اطاعت اختیار کر لینے ورنہ مذلت میں گرتے کہوں ہوں گانا اپنی جان اس میں نہیں
نثار کروں گا جماعہ انگلشیہ نے جو اسکی شجاعتیں ماضی احوال کی قلمی تین اویس طور سے راضی ہوئے
اور باہر گرجب دستور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوا بالکی اپنی منگو اگر مویشی راس کو اویس پر سوار کیا
اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے بالکی کے پردہ چھوڑ دئے تاکہ آشنا ہو گئے اس حال کو دیکھیں اس خبر
سننے سے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفیٰ علی خان واسطے ملاقات کے آئے بجز رنگ نے
غدر کیا کہ خیر روز معذور رکئے کیونکہ ابھی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہیں احمد خان قریشی
جو کہ زیادہ کوتاہا اوسکے دیکھو کو گیا اور بنا پر خوش آمد کے سرداران انگلش سے حسب مضابطہ اپنے
ہم عصر دن کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا بالی بی لاس کہاں ہے بجز رنگ وغیرہ سرداران
نے اس کلمہ سے آشفق ہو کر نہایت مہربانی اور تندی سے جواب دیا کہ ہم لوگوں میں بوج گوئی کا مضابطہ نہیں ہے
اور شجاء و جواہر دونوں کو رشتہ سے یاد کرنا نہایت عجیب ہے وہ مرد میدان بزم اور آشنا کے
دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درانی ہنگولہ نہیں یہ مضابطہ یہودہ ہمتارے ملک کا ہو گا
کہ مرد و کھانا ہر چند دشمن ہوں رشتہ سے یاد کریں احمد خان قبل ہو کر خاموش ہوا ضرورتاً تھوڑی دیر
میں ہنگولہ نفضل اٹھ گیا انگلشیہ میں سے باوجودیکہ خان ہر وقت ہر وقت ہر وقت ہر وقت ہر وقت ہر وقت ہر وقت
ایسی باتوں کو کہ صاحبان عالی شان ہفت ہوا اور الحق بصفت اور ضابطہ ہم انکو کے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ اور قصہ بعد
اس جنگ کو ایشیا راس کے کو بادشاہ کے پاس بھیج کر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ
بد عقل کا گار خان کی تعلیم سے راضی نہوار اؤند کو رے نیل مرام و البس ہوا اور جا کر عرض کی کہ حضرت
خود بخود دستہ علی مصالحہ کے ہونے لیکن اسوقت اس خبری سے میر نہو کی ابھی ہم لوگ خود دستہ میں
مگر اس غرض سے نہی کہ سو نہو انتساب راس و البس آجیب والد مرحوم ہو گیا اور اس باجر سے ہر
آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن غامدہ نہوا کیونکہ کا گار خان اویس طور پر جنگ نیوا وسط مصر سخت
اور کہتا تھا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیو اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر محمد خان کے

حال میں ہو گیا ہے کامکار خان سے متعلق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھا تھا کہ کامکار خان زمیندار ہے
 اوسکے بہاگنے کا شمار نہیں لیکن اسے طرک کا عالم و گریہ سبب چھوڑ کے موجب کشتان خلافت سے سبب
 یہی ہے کہ اب بھی راجستھان رائے کو طلب کیجئے اور صلح کی تدبیر فرمائی اسی ضمن میں امرا کی سے فوج
 مرہٹہ کے ساتھ جو دارالہمام سلطنت ہند کے گزشتہ چھ ماہ نام بادشاہ کو نشان عہد الملک کو اٹھا کر غلامی میں
 اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ ایک رائے کو تخت ہند میں جلوس کرے بالخاص شجاع الدولہ اور
 نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بخش کے بعد اقامت کے نو مہینے گزرے اور مرہٹہ
 کو بالکل متاثر ہوئے ابدالی مظفر دہسور کو گرفتار و ہرات کو واپس ہوا انشتا بعد تعالے
 اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال میں ہو گا انحضرت ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
 اور جمع افغانہ کی سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بنا کر اوسلی اطاعت کریں کیونکہ شاہ عالم کی بہن
 اوسکے معذ میں تھی اور شاہ عالم نے بعد نسل اپنے والد کے سیر الدولہ کو بھیجا ابدالی سے اسی امر کی
 استدعا کی تھی اور سیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ اگر وہاں ہر امر اسے مذکور سے سخت محبت و تکریم کا عالم کی
 فرزند جو ان بخت نامے کو بطور نائب کے قلعہ شاہجہان آباد میں جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
 تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسوا سے شجاع الدولہ کے علاوہ طلب بادشاہ کی ہوجئے
 اور بادشاہ بھی فرار نہواترہ کامکار خان سے تنگ آیا انگلشی کے مصالح اور شجاع الدولہ کے
 پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور آلتھامس والد کو قبول فرما کر راجستھان رائے کو تحفہ خاص ملکہ
 طلب کیا راجستھان رائے نے بعد صلح و اجازت سحر کرنگ وغیرہ روسا و انگلشی کے حضور میں حاضر ہوا
 اور سوال جواب متفق کر کے سحر کرنگ کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ میں مستحکم کر آیا کامکار خان
 مصالح و انگلشی خلاف اپنی مرضی کے باوجود لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کی قید رسافت
 طے کر کے فوج انگلشی کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت سحر کرنگ وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے
 اور آگے جانیکا راہ وہ کیا سحر حسین خان نے بھی بادشاہ کے قید گاہن کر کے اپنی راہ لی اوس
 آدمی عین لشکر میں تادمی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید بابت علیخان بہادر اسد خان انگلشی کے
 قید میں ڈالنا ہے جب کہ اپنی عزت آبرو جان عزیز موت گھر سے نکل چلے اکثر اہل اس عدا سے نکلے
 اثنائے راہ میں بنیاد سحر کرنگ کے لوگوں کو ڈنگاری سے نکل کر سحر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بہر صورت
 نکل گیا بعض لوگ بہ حال ویکھر کرنگ کو واپس آئے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تھی کہ وہیں
 سحر کرنگ مقام پانچ پر جو گیا سات کوں پر اور نیم بادشاہی سے تھا اگر ملازمت حاصل کی ہوتا تو

بادشاہ نے حسب الاسناد عاویس کے سوار ہو کر گیارہویں طرف جہان شکر کی طرف گزرتا ہوا تھا نہشت فرمایا اور پھر کزنک ایک میل تک ٹوپی سے آواز نکلتی تھی لیکر کاب بادشاہی مین پادشاہ باگام فرما ہوا عبداللہ بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا باغی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلے سے جلا جاتا تھا اور والدئندہ بادشاہ کے پشت پر معین فوج اپنے قبیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلے سے گرم روان تھا تاکہ دریا چمینی پر چو گیا سے ڈیڑھ کوں سے پہنچے اور بادشاہ کالاش گاہ ومان پر ہوا سیر ونگاہ فرمایا اور بادشاہ مع والد مرحوم کے جہاد مردم سوار کی کو ساتھ حسب اسناد عاویس کی گزرتا کے باغ گیا یعنی گزرتول فرما ہوا اور پھر کزنک نے تمام اپنے ہمراہان کو مع رام نرائین اور راج پلیدہ وغیرہ سرداران ان دونوں ہندوؤں کو لاکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرانی اور ضیافت کے لئے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم مع فوج باغ گذر کے دروازے پر سوار کرکڑا راجیب بادشاہ ومان سے برآمد ہوا والد نے اندر جا کر کزنک وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہوں نے تواضع کی رسومات تعلیم کی اور بیدار نگہداشت عرصہ کے والد ہی پر آہ ہوا اور بادشاہ کے انجی لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے اگر آرام فرمایا دوسرے روز بادشاہ نے فوج دہانے کر کے کیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے با اتفاق پھر کزنک کے کوچ کر کے عظیم آباد مین داخل ہوا لشکر بادشاہی آلاب مین مین او تر اور فوج انگلشی باقی پوری جھاو مین مین اور رام نرائین اپنے خیمات مین اور راج پلیدہ پرستور باغ جو خیمہ خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خیمہ کو سکر پراہ نوستان پر پہنچا اور کھرک پور سے یلغار کر کے عظیم آباد پہنچا اور شہر کے مشرقی طرف جو خیمہ خان کے باغ مین مع فوج فروکش ہوا رام نرائین اور راج پلیدہ نے استقبال کیا رام نرائین پرستور قلعہ مین رہتا تھا اور راج پلیدہ مع اپنے لشکر کے خیمہ میں لشکر میر قاسم خان کا ہوا پھر کزنک وغیرہ سرداران انگلشی نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ کو کرائی اسکا سوال جواب ہوئے لکھا میر قاسم خان براہ خوف باکر اپنے غور سے راضی ہوتا تھا کہ بادشاہ کو کہہ کر جائے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی نہ بری اسپر پوری میر قاسم خان راضی تھا کیونکہ پھر کزنک سالہ فوج انگلشیہ طرفدار ستر امیٹ اور شمس الدولہ نہشت سے خوف تھا القصد انہوں نے اپنے مکان کو فروش فرمایا اپنے والد ویر سے آراستہ کیا اور اپنے گھرانے کے میز پر بند بکھلت بچھا کر کیاے تخت کے مقرر کیا ومان بھی میر قاسم خان والد اور دیگر جویم کے اتیلو راضی ہوا لاجرم بادشاہ حسب التماس پھر کزنک کے جہاد کوٹھی مین آیا اور سندھ وودہ پہنچا ہوا ماکھل انگلشیہ پر کھر دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کر کے پادشاہ پانچت روان کے پھر اچھو کر کے پھر کزنک کو حکم نہشت ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان اگر شہر قیاب پھر اچھو اور لکھنؤ لکھنؤ شہر فی قندلی حیدر علی

خلفت بیس بارچہ آلا مرد اور بدسیرچہ نیوہ موضع بکلی غفار رحمت ہو العبدان دوسرے مجرہ میں جا کر جو حضور مرگے ہوئے تھے
جواب و سوال معاملات بنگالہ اور دوسند خزانہ صوبیات کا انفصال ہو اتینوں صوبہ کی مالکداری جو بیس لاکھ
روپیہ قدر ہو اچیدہ رخصت ہو کر اپنے نکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشی کے بادشاہ نے قلعہ بختہ
بادشاہی کے دولتانہ میں نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ موضع شہابی اور والد موضع قلعہ میں بچائے
لند اس سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اسے بموجب حضور سے والد کو قیام نکر اور بکلی
واجتماع مردم کا حکم صادر ہو اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ میں مقیم ہو کر امرامور میں مصروف ہو
آرام ترین ڈرنا تھا کہ سبوا قاسم علیخان سے موافق ہو کر رجوع ہو لہذا میر قاسم خان کو والد کی طرف سے
برہم کر دیا سخنان و دوا ز خیال اس کے کان میں پہنچی وہ خود وہی تھا اب اور زیادہ جنون سوار ہوا
اوتنے سرداران انگلشی سے کہا اوتھوں نے والد کو جاگیر جانی کا پیغام دیا اوتھوں در جواب مدہ تمیل
ناور و حکم بادشاہ میان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل و فراست اور اقبال و دولت میں
اس کام کو پسند کر کے بادشاہ سے غائب کیا کہ چونکہ سید مدایت علیخان کے لشکرین رہنے سے میر قاسم خان ادا ہوئے
پہلوئی کر گیا لہذا مناسب ہے کہ سید مدایت علیخان کو حکم دیا جائے کہ وہ جاگیر خانیچہ بادشاہی حسب التماس صاحبان
عالیشان کے والد کو کھلی بھیجا کہ اب جاگیر کو جاوین لاچار والد اس کام کو سیر کر لگ و فیہ سرداران انگلشی سے
ملاقات کر کے صبح کو جاگیر روانہ موافق علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق و یار تین کے نام سے شہر تھا
اور نذر الدولہ باد رنظر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا میں بندہ مرشد آباد ایکفیت اس کی یون سے کہ یہ قلم خان
مضطرب ہو کر عظیم آباد چو بنائندہ قبل ازین روائی جیسا کہ ذکر کیا ہے میر قاسم خان سے مرض ہو کر مرشد آباد آیا
اور مرشد آباد میں یہ خیال تھا کہ کوئی نکل سکتا تھا نہ نظر ہیچ سکتا تھا بندہ کا حال سیر کر لگ و غیرہ بھیجی رہا
چونکہ رام نرائن میر قاسم خان سے ضائع تھا جاتا تھا کہ انگلشی کو اس سے برہم کر دے اول بندہ کی بارہ میں
موجب گذشتہ کو لکھا کہ میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کر دیا جب بندہ عظیم آباد آیا اور نہیری خبر لیکر ہو گیا کہ رام نرائن
ہمالی سے میر عبد اللہ غوی کو کائنیں کہنا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو موم کر کے مرشد آباد میں مافوق السید
بندہ کا صاحب صادق تھا اور سید علیخان برادر خود و بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے کہیں رہ کر تھا اور سید مکرور سے آشنا ہو گیا
اس خبر نہی سے آگاہ ہو کر اور دونوں بدشت تمام راز را اور وقت بسیار سے دوجا ہو کر دینچ نرائن برادر رام نرائن
میں نیامانفت کی تا کہ اسکا نام ظاہر ہو کر میر عبد اللہ برادر بندہ سے انگلشی سرداران سے اسکا ذکر کر دے یا کہ دوسرے
کام نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اسکا نوکر تھا سیر مکرور سیر لیت سے یکدل اور شمس الدولہ سے سرگران تھے اور
میر قاسم علیخان سے ہی جو دشت نشان شمس الدولہ کا تھا کہ ورت رکھتے تھے اور اسی جسٹو میں کہ یہ

کوئی قصور قاسم خان کی طرف سے نہیں تھا۔ فرما سزا دین بجز اس حرکت کے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ یہ غلام کیا
 سہارا آتا ہو فرستادہ تھا اگر حقیقت ایسی سرگزشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاوے گا میر عبد اللہ
 ہوش اور لگاؤ اور جلد الحاد اس اخبار کا سن کر کے کما اول خطوط سید مذکور یعنی بندہ اور صاحب قاسم بازار کو خبر
 فرمائیے بعد تحقیقات دیں منصوبہ فرمایا کہ قصصہ اوہنوں نے یہی یہ بے صفت پسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
 سبب توقف اور در صورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلاں قاسم بازار سے جو کہ
 انڈون میں مسٹر اسٹین لک بانس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک جمعی بنیاد لاتی صاحب موصوف کے نام
 لکھ کر کسی از بارے بندہ کے ہاتھ روانہ کی اور آؤ لکھا ہو چنا موجب سرور ہو انہو نے قاسم بازار سے ملاقات
 کر کے دستک راہ اور ہر کارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہو اور سب الخیر ہو چکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
 گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اوہ نوین عجب اتفاق حاصل تھا تو میں
 بادشاہ اور بہار ابھانی اوسکے ہمراہ اور مرید بہار اور رام نرائن جسے آزدہ اور میر قاسم خان رام نرائن کا
 دشمن اور بادشاہ کے قلعہ میں ہونے سے بے اطمینان اور انگشتی ہی باہم سرگرم نزارے شکر گویر صاحب
 مختیار کو بھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور سچ کرنگ اور سترجی
 مسٹر امیٹ سے یکدل اور رام نرائن کی حمایت میں تھا اور سترجی اور سچ کرنگ بندہ کے مخلص تھے
 یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور سترگویر کارام نرائن سے ہوا اور اسی سبب سے
 جو دیکھنا پڑا دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگشتی سے تھے اور
 نیز رافت براہ اور بندہ سے بادشاہ کے حضور میں اور نیز تعارف سابقہ جو رام نرائن سے حاصل تھا فقیر سے
 جو گمان تھا اور رام نرائن اور مرید بہار بسبب نام نوری میر قاسم خان کے اس نظر سے کہ بادشاہ اپنے والد کو
 صوبہ علی آباد کی نیابت میر قاسم خان آؤتو فرما انگشتی سے دلو او سے بندہ کو متمم کرتے تھے اس عرصہ میں قاسم خان
 اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا بشتاق ہوا اور مکرر طالب حضور ہی ہو انہو عذر بیماری کرتا رہا
 جب بیمار پڑا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت میں لیا کر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے لکھتے کی دی اور
 فرمایا کہ ستر امیٹ رام نرائن کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشتیا ہو پس وہاں جا کر ایسی سعی کرو کہ
 ستر امیٹ سے متفق ہو اور رام نرائن سے سخر ہو کر کونسل سے ایسا حکم بھیج کہ بندہ اوسلو قبالہ میں
 حاضر ہو جائے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون فرامی سے
 ڈرتا تھا لہذا وہ من کیا کہ آج کل کام جو بندہ سے ہو سکیں تنہا زمینیں لیکن آپ کے فرام سے جو کترے سبب
 سخر ہو جائے ڈرتا ہوں چنانچہ بندہ کام میں کون قطعہ مجھے سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ کو آشتیا

پہنچے میر تقی خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سید بیٹے کے لوگوں نے ہندوستان میں چل کر کیا کیا بندہ نے اہلس کی یاد دلا کر لوگ بھی
 شیوہ رکھتے ہیں گویا جان و ملت کو فروغ دے کہ بدون تحقیقات کے اپنے زعم سے افسانے گران دل ہو کرین خلاصہ یہ ہے کہ بندہ
 عہد و پیمان کر کے عازم کلکتہ ہوا اور دہنار رو پیر چرچ راہ کو غنایت فرمایا بندہ ہندوستان ہندی اور انگلشی
 مرض ہو کر عازم مرشد آیا اور پوچھنے روز مرشد آیا پوچھنے ایک افراب کے گہر پر فروکش ہوا جو کہ اپنے چچ
 تراب علی خان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور غیر موجود کر دینے کشتی وغیرہ اسباب ضروریہ
 اطلاع دی تھی بندہ جس امر کو کیا سمجھتا وہ سر انجام کر کے حافظ کر تے بندہ بعد جوتین روز کے روانہ کلکتہ ہو کر
 مندرال مقصودین فانیہ ہوا اور سر امریت اور چاہج کریم اور کپتان نکس سے ملاقی ہو کر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد
 انکی زبان سے مفصل سن کر ماتھا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے لغزم او وہ لکھنؤ اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنے
 حصہ اپنے سے لب وریاے کریم ناستہ تک

اس عرصہ میں کہ بادشاہ گردونولہ میں میر الدولہ کی انتظاری میں تک و تاز کر رہا تھا اور اس عرصہ میں چند
 ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد نیکش کے بارادہ استقبال مرشد اور ان کے رسالوں جنہوں نے فی سلسلہ
 دعویٰ کیا تھا اور نیز واسطہ فرماست کرنے شاہجہان نام شانزادہ کے جسکو عہد عماد الملک نے بعد مارنے
 عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تھا خود ہندوستان میں آیا اور نو بیٹے میں مرشدوں کا کوچ مرشد کر
 قندھار کو جو اسکا دار الملک تھا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا
 کہ شاہ عالم کو بادشاہ نہا کر اس کے زیر اطاعت رہیں اور میر الدولہ نے اس مدت میں رفیق ابدالی رہ کر
 امراتی ہند کو نام رقم فرامین شعر اطاعت حاصل کیں اور اس کے رو بہ واجبی وجہ سے سفارش ہو گئی بعد
 مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان تخت خلف شاہ عالم کو بطور نازب کی قلمہ دہلی میں
 بشمال اور سکہ و قطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے ترویج باقی شجاع الدولہ نے اس طرے اسکا خطبہ و
 سکہ اپنے ملک میں رواج دیا اور کی قدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی معوالین شعر استغاثی مقدم
 ارسال کئے اور احمد نیکش اور نجیب الدولہ اور میر الدولہ وغیرہ کی بھی عرضداشت شعر مبارکباد
 جلوس تخت موروثی اور ارسال مبلغ تدرید ستور شجاع الدولہ کے کہو بچکر موجب سرور بادشاہ ہوئے
 اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلشی کو چاہی عذر نہی معاملہ اپنے خاطر خواہ فیصلہ کیا زرو اسباب
 جو کچھ مناسب سمجھا پیش کر کے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا پر رعاد و ہوا شاہی آخر سوال
 یا اول ذلیقہ سنہ ۱۱۸۱ قمری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے ملک شجاع الدولہ کی طرف عزیمت فرما ہوا

جب ویراجہ کر مہا سہر سے گذر اس جماع الدولہ نے انکار ملا نہت حاصل کی اور پیشکش مانے
 لایق گذر انگریز اور رکاب اسے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کی طرف سے دلچسپی کر کے رام نرائین کی
 فکر میں ہوا اور کونسل بلکہ شخص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعا کی امر نہ کوہری
 تحریر کی اور سہر کو میر سے بھی حورام نرائین سے بدولت تھاکر لکھوایا اور سہر کو میر کو انواع النواع قسم کے
 سلوک کر کے راضی اور خوش خود رکھا تھا اس ضمن میں جرنیل کو جو قبل ازین سبج اور میرا کو نیکل کلین
 ثابت جنگ کے بر وقت انقلاب راج الدولہ کے موثر لاس کے تعاقب میں کبہ تک گیا اور پورازان
 ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ میں مرتبہ جرنیل اور فوج انگلشی کی سالاری پر یہ ہو چکا کہ عظیم آباد آیا
 راجہ رام نرائین نے بھلت بلایا اور سخنان دروغ اس کے کان میں بہر دے اور اس کے جاسوسوں سے
 موافق ہو کر ایک روز تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چڑھائی کا تمہارا لشکر برکتا ہے مچھی اسے فوج کو
 طیار کر رہا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے ادنیٰ صبح کو چند ہراسوں کے ساتھ آدھ اسکے قلعہ میں آیا اور سکھ
 خواہین بلایا اور ساری فوج کو غافل بت تو آتی ہے شہر مندہ ہو اسی اعلیٰ کو معذرت خواہی کو اسے چھوڑ کر خود لشکر
 واپس آتا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کمدے کہ ہم آپ کی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سونا یا کرٹھ کے
 میر قاسم خان بہ خبر یا کر فوراً بیدار ہوا اور غدر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے
 سدر خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور و ستائش نکات کر کے کونسل حکمت کو خبر دیا اور
 جرنیل کوٹ نے کونسل میں شہر مند کی باقی غیر ولایت چلا جانے کے تہیہ مد نظر ہوئی اور رام نرائین
 فتنہ انگیز ہی خاصہ ہو گئے جبکہ حکمت میں دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط کے حالات
 جو کونسل میں آئی اکثر معلوم ہوا اور اس کے پنجو شبانہ طور میں آئے اس ضمن میں چند دنے مختلف تقریر
 و بیاب موافقت میر قاسم خان کے سہر اسمیت کا استمران کیا مگر وہاں جون کرنا رہا اور بکر و صداقت
 کمدہ با کرم خوب جاننے ہوئے مہو رام نرائین سے کچھ اخلاص نہیں بلکہ اوس سے متفق ہون کو چاہتے تھے شمس الدولہ
 اور چندہ کے یہ بیانیں مخالفت ہوئی اور اسے میر قاسم خان کی طرف داری کرنا شروع کی اور چندہ کے رام نرائین
 اور چندہ خان کی اور اس بارہ میں ہم دونوں کے واسطے ولایت انگلٹ اور کونسل لندن تک پہنچ
 اور ایک دوسرے کی تصنیف رائے اور دو موقع میں سامنے ہو اور اب جی میں اس اب دونوں انفعالیہ لایا
 میر قاسم خان کا چندہ زمین ہو سکے کیونکہ اگر اوسکی طرف داری ہوگی تو اپنے تئیں چندہ نما اور پونچھ گیا بنائیں
 اگر شمس الدولہ کی اکثر ولایت میں پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان بنے روج نہوگا اور اگر جاری رہے
 پسند ہوئی اور یہاں کا اختیار ہوگا اور سوخت اگر میر قاسم خان اسی تیہ روج ہوگا کچھ رضا اقل ہوگا کچھ

اوس کے مافی الضمیر میر قاسم خان کو لکھ رہے ہیں لیکن جو یہ تیسس الدولہ کی طرف سے مضبوط طور پر میر قاسم خان کے
اتماس کو نسل میں قبول ہوئے اور اوس کے نام حکم جاری فیصلہ رام نرائن وغیرہ مخالفین کا صادر ہو گیا جیسا
مناسب سمجھے انھیں کئے بندہ نفس باجرا سے واقف ہو کر ستر اسٹ سے رخصت ہوا اور شد آباد کی رام کی
اور حیدر و رسیب چند وجہ کے مرث آباد میں مقیم ہو کر عظم آباد کو رہا نہ ہوا

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نرائن وغیرہ مخالفوں کو اور تسلط یا ماصوبہ عظیم آباد میں اور
جمع کرنا خزانہ شیشمار کا

میر قاسم خان کے تہر و سی اور تمہید کا غنیمت نہایت صاحب فہم تھا اور جملہ کاروان کو مصاحبت میں رہا
کر تا تھا بعد ہونے حکم کو نسل کے رام نرائن سے تمہید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع خرچ طلب کیا اور جو روپہ
نبام جاگیر داروں کے حضور کے لکھا تھا اوسکی مہر سی رسیدین طلب کیں اور جو روپہ کہ طلب سپاہ میں دیا تھا
اوس کے تعین کیواسطے اپنے ملک کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو ملکد باجوئے رام نرائن کے کام سب خیانت پرستی
نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یاروں سے شورہ کرنے لگا اور بیچارے کو غیرہ کو ملامت کر کے
اپنی رفاقت پر نام ہوا غیر بعض اوسیکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوئے اور کم جرات
نامرد اطاعت و فرمان بری میں صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرات ذاتی نہ رکھتا تھا اور تقدیر بھی خراب
اعمال پر رہی تھی کوئی تدبیر سوا سلفرائن برداری کے نہ نظر نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ مقصد یوں کو
ماتدبر و اسلحہ وغیرہ کے ہنگام یا تھا تاکہ سرشتہ محاسبہ کم ہو جب میر قاسم خان نے اوس پر دستہ سپاہ
ملا زمان مقتدا بند برکت علی وغیرہ کو اوس پر تعین کر کے نظر بند کیا اور خیانت لیتے اوس کے ذمہ برآمد کر کے
اوس کے گھر کو نقد و جنس ضبط کر لیے چونکہ اوس نے اپنی دولت فراہمی تھی سات لاکھ روپہ نقد اور اسی
قیمت کی جنس اوس کے گھر سے برآمد ہوئی اور جو کچھ اوسکی عورتوں نے اپنے خمدون کے لباس مخفی کیا تھا
وہ علیحدہ ملا اور ستر لم سا جو عمدہ مہاجن اور اوس کا معاملہ دار تھا اور اوس کے تہر و سی کا صاحب بخت
خیانت گرفتار ہوا یا اور اوس کے گھر براد ہوسے کب قدر روپہ اونسے ہی حصول آیا اور راجہ مرید پر ہر کارہ
جو رام نرائن کے برابر اوس کا شریک حال تھا محمد آفاق کو تو ال کے کہ یہ بھی کو چک مرید پر تھا اس
شک پر معقوبت ہوا اور کئے برسوں کا اندوختہ بر باد ہو گیا مصطفیٰ قلیخان برادر محمد لہجہ خان اپنی خیریت
گرفتاری میں شریک ہوا سید عبدالعلی خان بندہ مون کے خالو جو اون دنوں میں بتارس سے مضبوط ہو کر گیا
آیا تھا اور رام نرائن کے حضور میں متوسل ہو کر سیر کرنا تھا موصوفہ قناب ہو حضرت نے بنارس لایا تھا فرہ پایا
خطا صدمہ کہ ہر ایک جو کسی کام میں مامور تھا منہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خرچ صادر ہوا

[illegible]

کرتی فرزند الکریم قلی خان اسے جلد پر سوتا نہ کام جنگ و جدال جیسا کہ جاہلوں تک و ناموس مردمی نگاہ
 رکھتا تھا جو وفقت مقدور اور اتفاق سید محمد نان نایت نوبہ مرث آباد و نیکھارے اور نیز خود سری اور
 سرکش شیخ بہت الدہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران عقیدہ جنگ انگلشی کے اپنا کارنامہ صفحہ دیگر
 پر بنا و کار چھوڑا و اقبال کرگین خان کا استحکام کو با تزلزل بنیا و دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھ
 فتنہا شیعیت ایزدی سے انداز کر دیا تھا لہذا حصہ میر قاسم علیخان نے آرائش اسباب تحمل اور افرایش
 آلات ضرب اور دیگر امور مملکداری میں کوشش کر کے زبیداران مقتدر صوبہ بعلف آباد کو اپنے حضور میں بولایا تھا
 بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رام گدہ وغیرہ کی طرف سد بار اور بنیا و سنگ اور فتح سنگ بافتا عدم
 مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی او پہلوان سنگ و نیزہ زمینداران سرکار شاہ آباد و جوہو جوہو کر کے مشہور میں
 باہام موافقت رام خان خوف بادشاہ سے سطلہ نزلے نگہی و کھلانے لگا میر قاسم علیخان کو استقبال معلول
 مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا لہذا او کی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بیٹی ابو علی خان کو اور بعد
 اسد اللہ خان و نیز میر حسین خان کو جو نہایت سفار و سیاحت تھا ملک کا ساگر خان کا مالک کیا اور خود ہمسام
 اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی میں بنیاد پائی بلکہ سے اگر اکثر ولیم فرٹن کے وسیلہ سے ملازمت حاصل کی
 واپس آمد اور حاجت میدان فرمایا مگر ولیم سبب ذیقت و رنگ کے جو بندہ سے دہان پر ہوا طول ہو گیا
 اس سبب سے تنہا کی ہو اندر سے مذخروانی کی خواہش ہو سکا بہت کم لوگوں سے صاف تھا ہر چند ظاہر میں
 عاجز و پزیرا یا مگر نسبت خود دل کی مخالفت ہوئی اسی آئین و اور مروجہ دین ضرورت کہ میر قاسم علیخان
 حاکم اور والد ذیقت سے جا کر اس دیار میں رکھتا ہے اور آشوب زمانہ و ملک ہر کس اسی قبیل پر راضی ہو کر
 تباہ حفظ آبرو و بوزم ملاقات نامہ آیا اور مرزا محسن الدین کے توسط سے جو قدیم آشناتھا معاہدہ میر قاسم علیخان
 بسبب ضرورت اور نیز نظر میر قاسم علیخان خود جو نہایت مکتہ تھا راضی نہ ہوتا تھا مگر چند شرطیں پر جو اسکی عظمت کے
 شایان نہیں جب والد عظیم آباد آیا اسکی تخت پر آگاہ ہو کر اپنے آنے سے قبل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجھا کہ
 میر قاسم علیخان کے شرائط تعلیمات پر راضی کیا طوعا و کرہا یعنی ضرورت کیواسے قبول کیلئے بوقت ملاقات کی
 والد نے جب کیقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت
 شان کے اپنی خواہش سے منضعل ہوا اور سند سے اوٹھ کر قدرت خواہ پیش آیا اور بحالہ کر کے اپنے برابر
 سند پر بٹھا لیا اور مراتب خردی خیال کر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کر کے شاد و کام فائز کو رخصت دی
 الیکھو زبندہ میر عبداللہ کے مکان میں تھا کہ میر قاسم علیخان کا جو بدر میری طلب کو آیا اور بھرا لیکھا و فرطین آیا
 بعد ملاقات کے فرمایا کہ تم سے ایک خبر طلب کر لے میں بیٹے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجھے طلب کیلئے جو کچھ

موتی نامہ ہے اوستے کہا کہ موتی کی جاگیر میں دو کیونکہ قلعہ ترویک ہے اور قلعہ موتی کے دو نامے محلات کی
 گرگین خان کو حوالہ ہوئے پس نہایت افضال محلات مذکور کے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوستے قلعہ سے اور اوستو
 تمہارے عامل سے شکایت اور زناش رہی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ میں دو اور اوستی عوض بہتر اوست سے
 دو لم ہو سونے کہا جس میں سیر کار کی بہتری ہو عمل فرمائے مجھے تو عوض وجہ معاش سے ہے یہ بھی آپ کی بخشش ہے
 اور آپ سے اگر منظر ہو گا دے سکتے ہو پس راجہ راج پیلہ کو جو کہ اندون بن عظیم آباد کی نیابت میں رہا مہرین
 کی جگہ پر مامور تھا پر وانگی وی وہ لیت لعل میں نکلتا تھا بعد چند روز کے میر قاسم خان جو چور اور بہرام کی طرف
 جلا گیا اور اس کا عوض کچھ نہ ملا نہایت غصہ تہ بندہ کو سولی چونکہ بندہ نہایت مقرومن اور بے اسبابی سفر کی
 رکھتا تھا اوستی ہماری کی اس سفر میں تاب نہوئی چند انکے ڈاکٹر فریڈن وغیرہ دوستان نے ہر وانگی ادرائے
 تنواری کی دلا دی مگر سچ ہی بان ہون میں نہ لایا تھوڑا چار لکھا اور وہ بہرام اور بہو چور کو مصلحتاً
 جانا میر قاسم خان کا بہرام اور بہو چور کو اور وان کے زمینداروں کا غار می کیطرت
 فرار ہونا اور خان مرقوم کی بیانی اور غرور کا ظہور

جیکہ میر قاسم خان نے شکر قیامت اثر کے پیدوان سنگھ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد و جہڑ موہو لوگ
 شجاع الدولہ اور راجہ بونہ زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لے گئے اور دربار سے لنگھتے اوستی بے اسباب
 آباد ہوئے میر قاسم خان نے غلط تدبیر طرف منشی راحت خان میں نقد کر کے خود بہرام میں مقیم ہو چو کہ
 اس منوم کے مزاج میں جزو بات کی خبر گیری منظور تھی لہذا چند شخص بامور کے حالات زیادہ پر غرض اسکو
 مانگتے تھے راجہ سکھ لال ہر کارہ اسکا عقد تنہا بہت سے جاسوس اسکی ہرادی کے سوا سوتے ملازم اور
 غیر ملازم اور سکھ شہ اور زمینداروں کی خبر چو پیا کرتے تھے غرض ہر کارہ جو کہ نفس مردم آرا اور اولاد و دنیا کا
 نور کو بوجہ زمین اپنی خلقت جیسی سے ایک عالم کو شایہ لے چکا تھا اندون میں رفیق کرگین خان کا ہر حق و
 باحق لوگوں کو مستہم کر کے کرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر فرمائے
 بیچارہ کو سب جان و مال کے ہمراہی مدم کیا اور پرانی عداوتیں میر قاسم خان کو دلیمن ایسی نقش ہوئیں تھیں
 کہ مطلق دور نہوئی تھیں چنانچہ ملک علیخان اور حیدر علیخان اپ ان علی علی خان فوجدار بیاہلیہو رنی واقعہ ہون
 پر دشمن ہوا دل یہ کہ میرالو اسن ہر او حقیقی ہو علیخان خلف مراب علیخان موی میر قاسم خان داما اور اہم
 کبر پور اوست لڑائی میں کراہہ نہو رستے ہوئی ماری گیا دوسرے قصور یہ کہ بہ وقت مجبور و جرنیل کوٹ
 مصوفت نہو شہر لاس کے لغائب میں گیا تھا ملاقات کر کے اجماد و دوستی کیا تھا اور اسی قریب سے جیکہ
 جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا اونہون نے اپنی ملاقات کی یہ دونوں قصور میر قاسم خان کے دلیمن جانشین تھے

جب بہو جوہرین متوقف اور قتل ہر کارہ اور ستیہ رام اور شیخ سعد الدین اور عدم پرست انکشتی سے دیکھوا
راج بلبلہ کو حکم کیا کہ دونوں بہائیوں کو قید کر کے کچیا رہے پیر کے قیدیوں کو ناچہ حکومت میر قاسم خان کے
بلایا یہ ہیں رستہ طرفہ ماجرا سنو کہ جو لوگ راج بلبلہ کے نائیکو گئے تھے اوہین لوگوں نے بندہ موخو
راستہ میں دیکھ کر خیال کیا کہ شاید دونوں بہائیوں میں ایک یہی ہے بندہ موخ کی سواری کو راستہ سے
زیر جہ راست کر کے راج بلبلہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ موخ کا دریافت کیا
خیالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ موخ مشکہ الہی بیلا کر اپنے گہر میں آیا بلبلہ کی بیان کون
کوہ گہری کھد خوف و وحشت میں کئی تھی کہ خدا کی عطا کیلئے سخت اسیر ہیں یہاں اور پچھلے ظلم سے تھیلے جو کھلے پڑے ہوئے
اللہ محمد امین الفوضیوں کے حسب ذیل کے معبودہ مابعد گر رسم مراسلات اور راہ آشتی رہی تھی راجہ ستیہ رام
متمددی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار انہام تھا بوجہ بول گیا حسب ضابطہ ہند زیادہ از روی اختیار کی لوگوں کے
کام میں رنوت لیکر جھوٹہ کوچ اور پچ کو جھوٹہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام بعد اس پر بول کر قتل کرنا
یہ قاسم خان کے رام نرائن کا نوکر اور پرکشت شاہ آباد میں مامور تھا اس وقت میں بسبب اطلاع اس نے
وہاں کے کیفیت و کم اور دیگر حالات کے بحالات مذکورہ کا حکم اور بعض المکن کا تعلق تھا حسب اس سابقہ
بعض زمینداران ان نارہنی سے رسم مراسلات رہتا تھا اور شاید یہ قیدیہ بنام میر قاسم خان کے لکھا کرتا تھا
اور تین چار فقرہ کہ کردہ جاسوس کے تھے اور یہ ایک خانہ امیری و امرا کے پیشین سے ریاست وقت مذکورہ
مستاز اور روئے عرض التماس آستان دولت پر رکھتے تھے بافضل سرکار میر قاسم خان میں کہ ایک
مع چند کس جماعت میں ملازم ہوئے اور کاراستخارا اور اخبار کے ہر طرف اور ہنگام میں مقرر ہوئے
نصرتساوی بہانہ اوقات سابقہ کے کر کے سہل انکاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تھے خلاصہ
یہ ہے کہ ہر مجلس سرائی جمیاب کو پہنچے قصورات ان کے اگر معلوم ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ
تحریر کے جاوینے مقبول الروایہ معتمدین سے ایس سنالیا کہ ان باغی آدمیوں سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہیں ہوا بلکہ محض قوم سے جبار سے قتل ہوئے شیخ سعد الدین مندوں کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہو جوہر کے اتفاق کی نہمت سے مارا گیا اور ستیہ رام نے کسی زمیندار بہو جوہر کو خود لکھا تھا
اوسین خبر کو میر قاسم خان کی روز معہو ویر درج تھی پس شبہ ہوا کہ کیوں نارنج معاودت سے
اطلاعی اور ہر کاروں کا ہی جرم اس طرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر شاہیوں کے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سبز کیا اس موخہ تزاو کا الیاء رب چھایا کہ ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور نزدیک انکی خونیں مزاجی کی بوجہ ہر گئی تھی ہر قیدی میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ میں خود بخوار

بازخانیہ اول اس کے قتل

لہذا قدر غور و خوض کی نظر سے کونسل نے خط استفسار موجب یہاں بھی میر قاسم خان بعض خطوط کو جو بعد اشد
 وغیرہ کے بہت اشد اور سخت دستاویز بنائے گئے بعض انگلیشی کے مخصوص مخصوص کو میر اور ڈاکٹر ٹرنٹن وغیرہ بھی
 جو کہ منہ کوئی اور فلٹرن سے سے ربط تھا اور ان کے وہ خطوط بھی دکھائے اور میر سے کہنے سے ان کی مضامین پر
 مطلع ہوا تب نہ نے جو ان کو ملا خط کیا معلوم ہوا کہ سابقہ میر اس وقت ان لوگوں کی اصطلاح کمال پر شعوری سے کی گئی تھی
 شاید کہ ان کو قتل کی دوسری وجہ تھی بعد ازاں اپنے منع بدنامی کو خطوط مہری ہم پہنچا کر اور جلد تنگ
 واکر نے اس کو بھی بندہ کی ذریعہ سے مانا خط کیا اور بندہ نے کہا کہ اس میں بنی تھا ہے اور کہہ چکا کہ بنایا ہے بہتین معلوم کہ وہ خط کو اسل
 میں گواہ میں اور ان کی قتل کی خدشہ کیونکہ میر قاسم خان کو قتلہ قتلہ کی کئی کئی باتیں ہوئیں تھیں کہ
 جو ابھی ہم نے قلمدار کیا تھا اس کی نیابت پر ہل کو بھیجا اپنے ارادے سے لگا گیا اور دالہ حرم کو بھی جو اندہ
 تقریب ملاقات وار سے ہم تمام ہمراہ لیا اور بندہ کاہر اور غالب علیخان بی ہمراہ تھا اور نفی علیخان نے
 باوجود ارشاد خاندان کو رکھنا قیادت کی الف قصہ بعد بلا خط قلم اور دالہ کے انتظام کے معاہدہ سے کہ کہ ہم سہل
 اور سہل کو بھی قتل ہزارے کی جو قیادت سے حافظہ قلم تھا قید کیا اور دالہ کو بھیجا جانیں اجازت دی

معاہدہ سے کہ میر قاسم خان کا جو جو پرین اور راج پلہ بہ کو قید کرنا اور فوت راس کو قتل کرنا
 صوبہ واری ونا

سب میر قاسم خان کو کہہ دیا تھا کہ اس کے انتظام سے قتل ہوا اور میر کے کہنے سے ہی بشن سنگھ زندہ رہا کہ نہ کہ
 نہ وہ سو کر بنا جس کی یہ بندہ ہی خان بنی عم اسد خان کو سالوٹ مہم بن چین اور اس کے مرام کی فوجی
 سے شہنشاہ کے خزانہ کے بندہ کے بنایہ خرداری پہلوان سنگھ کے چھوڑا اور مرد فرائی کو سے میر جاپسین چرائی
 اور نہ خرب نوب کے کسیر میں اور میر روشن علیخان بخشی کو میر سادہ میری جو جو وغیرہ میں سفر کیا اور خود
 ملک کے لئے سہل سے کہنے اور مراد اور گھارامی اور بہار اور ملج وغیرہ ہونے سے عامہ ہو گیا اور لیکن قتل
 ان کو کہہ کر اور نہ ہوراج پلہ کو باس طلب کر کے قید کیا اور دم معتد اس سے قبضے والے جلا کو جہاں گیسٹر
 رہا نہ لے اور راج نوب راج کو قتل کیا اور نہ ہوراج پلہ کو باس طلب کر کے قید کیا اور دم معتد اس سے قبضے والے جلا کو جہاں گیسٹر
 کمال عزت سے دالہ قلم کو کو گواہ بندہ میں جو جو سے جبرجی کے شہر کو نوزل فرما ہوا اور قلم کو ترمیم کر کے
 اور کچھ عمارت بھی بنوا کر آ رہے تھے اور کمال عظمت و سطوت سے زندگی کر کے لگا اڑا تھا کہ اپنے ایام دولت
 و اقتدار میں جملہ عمارتیں بنائیں تھیں اور اب قوت شہوہ میں نہایت نقصان پایا اور نزل کو پہنچی تھی لہذا اس کی
 مدد و فائدہ تھا علیل لوگ نہایت کوشش کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تھا آخر الامر معلوم نہیں ہے کہ کہنے سے
 خراطین کا استعمال کر کے فائدہ عظیم اوٹھایا کہتے ہیں کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گواہ شہادت مازہ حاصل ہوا

درپردہ اسبے اخصاص کیسوں کو یہی اسمی عمل پر دہشت کی اور ان میں سے بھی توت مذکورہ حاصل ہو یا چنانچہ اکثر
اون لوگوں نے اپنی زبان سے بندہ کے درپردہ اظہار کیا القصہ جب یہ تمام خان نے نوکری میں شام کیا
انتظام امور میں جو بندہ کرتا تھا مگر چند طرف زیادہ توجہ تھی چونکہ موخو کا شیوہ صدق معانی سے اہل اقتضا جو صحیح
مشہورہ کی لٹاکی سے عیب و عیب بلقی ہر شے کی گونہ دوشے کہ بندہ کا بھی شومی مضمون کا ترجمہ ہو اسے شیش عیب کہا تو فرمایا سارا کا
چند ہزار روپے لکھا جائے اور اگرچہ کچھ شائد یہ سمجھ ہو اظہار جانا ہی تھی مگر کہ اگرچہ یہ تمام خان کو بیکارانی بسبب ملاحظہ احوال مگر اسی اور
بیونانی سپاہی گال اور دوسری اور نیز کی غرض یہاں اس ملک کے نیاوہ ترقی اور احوال اور قتل اور قیام میں نہایت بے باکی کرتا تھا لیکن
سلاطنت ملی کے خیر و بری اور اخصاص قضایا اور مطالبے تنخواہ سپاہ و غیر ملازمین اور قدر وانی علماء اور سپاہہ روی مغل و تاجیک
تاورہ وقتہ بظاہر اپنے خفیہ میں دور و زبانہ عدالت حسب مذاہلہ سلف مقرر کے تھے علمہ عدالت کے انفصال پر
اعتماد نہ کر کے خود توجہ فیصلہ اور کشف و تحقیق منفصلہ میں ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سن کر
کسی کی مجال تھی کہ رشوت لیکر حق و باطل میں آمیزش کرے اور زمینداران مختار کو تہ اندیش جو جا کی دلم
اور رام زبان کے عہد میں غریب کے دیہات پر تصرف ہو گئے تھے جب ان لوگوں نے اپنا عذر قداری بذریعہ مقرر
یا کو ای یا مہنی یا مہنی کے پیش کیا بعد ازاں خود فیقہ اور تحقیق احوال کے اوکے نام سند میں دستخطی ملی اور سندہ ملی
جراہ ہوتے وہ جاگیر حقدار کو حق و لائق فقط ایک بات اس شخص کے لوازیم و رات سے تہی کہ ایام تغیر و دارسی
اکثر نام بارہ سراج الدولہ کی ریز و زینت کی آلات طلاف اور فقرہ جو کہ لالہ لون کے تھے اوکو شکوہ کر لارہا
شیخ محمد علی خیرین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور زابر حسین خان کے درباب استحقاق سادات اور
نجاورین شہد تبرکہ کو جس میں نزاد کے عطا فرمایا اور شیخ حسن مرحوم کے قرض کو جو سہل ملی تھا اپنے گھرت اور اگر
تنخواہ ملاقی خراج روزمرہ کو مقرر کر دی اور جب شیخ اوکو دیکھنے کو جاتا سند علیہ پر اپنے ہم پہلو بیہاں اور استیلا
دش لیت بجا لاتا اور جو کچھ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسبطر سے اکثر بزرگوں کی رضامندی میں سامع تھا
اور ادائی تنخواہ سپاہ وغیرہ میں کہی کسی کی شکایت سنو میں نہ آئی ہاں اس میں شک نہیں کہ اوکے خوف سے
ہر ایک کو اسودگی نہ تھی بندہ کو جب ایک مدت غفلت میں بہ مقام غلط آباد گذری ایک روز اکثر فخر میں نے کہا کہ
خافض صاحب تم نوکریہ کیوں نہیں جاتی بندہ نے کہا کہ اوکے سوغت سے خوف کہانا ہوں او سے کہا کہ اگر وہ
اسی جگہ پر تہر کرے کون حمایت کر سکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہیں جاو شاید کہ کچھ حاصل ہو اور ہم لوگ جیب کہ
ستر انیس فی جسے کہا حمایت نہیں کر سکتے ہیں اور زبانہ نام رفاقت کی اعانت تمہاری ظاہر انہیں کر سکتے
کیونکہ ابتدا و توفیق معاملات ہر سہ صوبہ میں جملہ شرائط و عہدہ و جو افلاکشی سے ہوئے ایک یہ بھی ہے
کہ دربارہ ہندوستانی مخصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور باز پرس نہ کرے بندہ نے جب دیکھا کہ کچھ کہتا ہے

بد صورت و دیگر جاکرشت و ملازمت ہوا اوسنے ہی لطف و کرم فرمایا اور نہایت اعتنا سے پیش آیا پھر
دو شہرے روزانہ آتے نامحسوس ہو گیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشہ کی مہلکی بضرورت عمل کا ہو گیا یہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو کہ کتاب اللہ عاشرین علی حسن بن مرحوم و متفقین مستور شہرہ کے
سلطانہ ذی الحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ خدائے تعالیٰ بندہ کو اوسکے شہر سے بچائے اور اوسکے دولت سے بہرہ
فرمائے عجیب اثر دیکھا گیا مجلس عاشورہ میں اول روز نہایت مہربانی سے رو بہ رو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی
آخر مجلس تک اعتلا کر تار با دو سے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتنا نہیں دوں ورنہ جاکر بندہ ہتھا
اور سے طلب کر کے پھر اپنے پاس ملافاصلہ کے ہتھا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرز پر روز میرے برابر ہتھا کر دو اور
کیون آج تک اپنا حال مجھ سے لکھا بندہ نے کہا کہ خیال عالمی بہ سب روشن ہے اوسنے ٹوٹا جواب دیا کہ عالم غیب
نہیں ہوں تجہ نے کہا عرض کرو لگا اوسنے کہا کہ بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ میں کوئی کلام
دنیا کا بندہ نہایت کہ یہ بھی بند لیا جاوے یعنی کہا کہ اس مجلس میں یہی مجال نہیں کہ ذکر حسین علیہ السلام ہو رہا
اور بندہ کا ردیوی دین مشغول ہو اور پھر اسوقت کے اور وقت کوئی باریاب ملازمت نہیں ہوتا اوسنے کہا
البتہ کل اول وقت مع بعضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مہلک پانچ روز روپیہ نقد انعام دیا اور
ابتداء کو کرسی سے لغایت آخر محمد مند کو کچھ دلوادی اور آئندہ کو حکم دیا کہ ہلاری دیار و اور فرمایا کہ بعد دو روز کے
مجموع حاضر ہو کر اور غالب علیخان میرے چھوٹے بہائی کو ہفتہ میں الیکم تہ سلام کا حکم ہوا اور سید علیخان کو
پندرہ روز کے بعد واردہ دیو انخانہ کو حکم دیا کہ بہانہ مناسب سے سید علیخان کو آنے نہ دینا بدین سبب کہ
جو نکرہ جوان اور نا اندیش تھا اور بندہ کو نچھکارا اور بعض موقع پر کار گزار اور اپنا راز دار جانتا تھا بد صورت
باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنا بر لغات الظلہ کے اوسکے ساتھ بہ اوقات نہایت تنہی میں تھی
اور کمال عجز و اس میں اوقات گذرتی تھی اسوقت تک ناظر علیخان ولد علام حسین خان داروغہ دیوانخانہ
مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہیں جانتا ہوں کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا
یہی داروغہ بدستور رہا یہ شیخ عبداللہ نامے جو شہریت جنگ کے عہد میں ناہار اصلاح سید علیخان میرے
چھوٹے بہائی جو بہت جنگ کو مصاہرت میں حاضر ہوا تھا اوسکا نوکر اور منقر تھا اور پر جگت سید کے رفقا میں
حسب توجیز گر گین خان کے داروغہ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان بر طرف ہو کر بنا بر احوال زراعت و خدہ باب کے
قید ہوا اور چند روز قبل اسے کتراب علیخان عسوی میر محمد قاسم خان کامرشد آباد کی نیابت سے معزولی اور
سید محمد خان جو مرد ولایت زراعت اور قریب میر قاسم خان میں تھا اوسکا تاقیہ مقرر ہوا اور سکر علیخان متفوز
خلف سیف اللہ خان مرحوم صوبہ ارٹھہ صوبہ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تتراب علیخان حضور میں پہنچا

موجودہ میں شہر انہیں و نوین بہادر علیخان خلف مرزا دادا قلی بیگ داروغہ کو پناہ بخشی مہانت شہک منفور
بافغانی دیگر و ساری ملازم فوج سرکار اور چند پیش جبانی اور توب آراستہ گرگین خان کو داسے تسخیر ملک بٹیا
اور تینہ پندار و اسکا دشمنی قلعہ کے امور کیا

حادثہ ہوا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خاص اور حقیقتا من و اس اور شیخ عبد اللہ

جون کہ میر محمد فاسم خان کو شجاع الدولہ بہ صفدر شاہ سے دعویٰ ہمسری بلکہ برتری کا تھا اور شجاع الدولہ
سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفی ہی کہتا تھا اس شخص نے اپنے واسطے ہی خطاب اشرف طلب کیا
اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی شمع سے منصب ہشت ہزاری سے خطاب عالیجاہی کے اشرف لے لیا آخر چری میں
پہنچا اور اس خطاب نے رواج پکڑا ہر شخص سے غیر نواب علیا کے نام نہ سننا تھا سی اور سیبا میں جب تقدیر فتح عبد اللہ
خلوت میں عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد محمد علی اور اس کے بیٹے برکت علی و فرحت علی جو رسلے سپاہ
اور رنگ پروردہ حضور میں گرگین خان سے عہد و پیمان گئے تھے تھوڑے روز میں اور تسلط گرگین خان کا فوج اور
عمل اور اوکلان و ولایت پر ظاہر ہے خودی سے قیاس تک عرض حال کر دیا آئندہ حضور کو اختیار سے عالیجاہ کی
سے سے نہایت بغیر اسوچیکر ازاداری آپ کی ذات میں تھی نزدیک وقت شلم جو کہ وقت گرگین خان کی
حاضری کا تھا اس کے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استخبارات کو روگیا جو کہ اس نے خود یہ کلام کیا تھا جو ہم سمجھا گیا
اور تورا لیکو براہ و دولت و توحی ابی جانفشانی اور کار سرکار میں ترقی و دو گونہ گذاری کے شہاب ہم عہد و پیمان کیلئے
بر خلاف اس کے جسے عرض کیا ہے وہ دولت خدا واد کے بنیاد گرائی میں ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تھا
کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیہ سے ہے اب اور یہی تو ہم ہو اور جگت سیہ کی ترقی و اس سے دشمنی لباس
دوستی میں مجھے کی ہے پہر ہی فوج کی تدبیر میں ہے اور گرگین خان کا وہ اقتدار تھا کہ شیخ عبد اللہ کی رخصت از روئے
کم ہوا اور انہیں و نوین رحیم اللہ خان نام ہی چنبلی کو جو لشکر میں جو ان معروف اور گمان سخت کو کوئی نصیحت
شاہد کسی دولت مند بنگالی کی بی بی سے رابطہ کرتا تھا اور تیر شکہ اللہ خان و دوسرے از خلع کے عشق کا وہم و گھا
ایک گھوڑا لکھت سے ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکہ اللہ خان کے خدمتکار کو جو اسے اعلیٰ لشکر اور گمان وقت
عالیجاہ کے اپنے آگاہ کے خطوط شہر استمد عاوی مخلصی جو کہ چھ لکھ گرگین بہوجب حکم عالیجاہ کے قید تھا اور
خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اس سے ناراض تھا بلا تھا اس خدمتکار کو اپنے گھر میں
مقیم کر دیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ در ہو کر حکم دیا کہ اس کو مامور کریں اور رحیم اللہ خان نے
عبد الرسول خان بہادر دوست محمد خان کی چاہو فی بھیجی کہ منتر لکڑن تھا عبد الرسول خان کے لڑکے
عبد الغنی خان نے جو کمال عزت اور نجابت میں تھا اپنے باپ اور بہائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اور انہوں نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اس سے تنہا ارادہ کیا باب اور باقی اس کے قصہ میں پہلے
 اور مخالفت کی کہ ثابت جنگ کا مدد نہیں ہے کہ توقع حقوقہ کی کمی میں دن و شب کے تمام خاندان تلف ہو جا لگا وہ
 ناچار ہو کر حمایت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگوں نے اسے لجا کر علوجاہ و دیوان علم میں بند کیا
 لیکن عبدالغنی خان نہ لگا کر مر گیا اور انہیں دنوں میں چنارن داس ٹولینڈ ہو جو یہ کو نظر بچم و ہوش باری الہی
 مورد رحم فرما کر اس کو دیرالہمام اس سے کار کا کیا تھا اس کے خطوط جو بنام اکثر زینداران فراری کے لکھے تھے
 عالیجاہ کے پاس سون کے ہاتھ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور غضب ہو کر حضور میں آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
 کہ ایام مفرہ سلام بندہ کا تخت بندہ بھی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کد فرستے دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا بندہ
 حسب ضابطہ بعد سلام نشست چکر لگی کی اوٹھ کر باہر آیا البتہ لکھنے کے چوہ دار نے بندہ کو لپکا کر پھر بیٹھایا ناچار بندہ
 بیٹھ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصلہ ہو گئے اور عمل رخصت ہوا ہر ایک کو حکم لکھتے صادر فرمایا
 اور لیوا لان ٹیکہ ہی مسئلہ ہے اول جیم الدخان کو طلب کر کے کہ بڑے رعب سے متفسر کیا کہتے کرتے تھے
 منع کیا تو باز نہ آیا اگر اس صورت سے روٹنا نہیں تو یہ گھوڑا تین ہزار روپیہ کا ڈیڑھ سو روپیہ کی نوکر میں کوٹھڑ
 مول لیا اس نے عذرنا سوجھ بکنا شروع کیے وہ اس کا رد فیکر کیا پھر کہا کثرت الدخان میرے دشمن ہے
 تھکا کر کوئی ان اپنے مکان میں جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسط عذر کر لیا مگر کچھ
 قبول نہ ہوئی حکم دیا کہ بعد ازاں کاشٹے کے خسوار تشہیر کہیں اور کرم نامہ کے باہر کرنا بعدہ چنانس کو حکم دیا
 کہ ہستی کے پیر میں باندھ کر گسٹو امین تاکہ ملاک ہوا اس نے عذر کیا کہ یہ خطوط جعلی ہیں اس نے فرمایا کہ تیری ہر
 دستخط موجود ہیں اور تیرے خط نشانوں نے بھی تصدیق کی ہے ہر چند اس نے بیت کی کچھ نہ سنا اور افسوس
 ہلاک کیا گیا بعد ازیں برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوئے غصہ فرما کر کہا کہ میری بدولت حکمو
 فیصلہ اسب رسا کہ یہ سب طعرات ملتا ہے اور کرگین خان کو بھی اسی حضور سے یہ خطاب و مہربہ ہوا ہے
 ورنہ گزری فروش تھا تھے کس ارادہ سے باجم کرگین خان کے عہد و چمان کیا ہے چونکہ انہوں نے قتل
 کرگین خان کے سچا ہاتھ اٹھائے ملین خاطر ہو کر جواب دیا کہ حضور جو کچھ فرماتے ہیں درست فرماتے ہیں لیکن ہم لوگوں
 نے کچھ بجز حضور کی غلامی کی اپنے دلیں نہیں خیال کیا ہے اگر کوئی تصور سمجھ سوز ہو جو جاہلی سزا دیکھ عالیجاہ
 لکھ روایات کیا اور انہوں نے وہی جواب دیا بعد ازاں شیخ عبداللہ کو جو حاضر تھا طلب کر کے کہا کہ شیخ خجی
 اسکا اثبات ضرور ہے تاکہ انکی سزا دی جائے اور در صورت انکار کے خود مہمداہش ہوئے کیونکہ اگرچہ خود
 گواہی میری فوج کی ہر جی کا مضبوط کیا تھا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تھا کہ کھل کے روز باجم کرگین خان اور
 عالیجاہ کے عہد و چمان ہو چکا ہے اور نیز اب کوئی محمدان راز سے گواہی نہ لگتا چاہئے بدقتہہ گروہ و چکر

خاموش ہو گیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق نتیجہ نہ دیا اور دن ہی دو پہر کی قریب آیا اور اس وقت جلدو بار بار پیادہ سے ہزارہی تک حاضر تھے بندہ کی حواس درست تھے کہ اس نے اس سیرمی قلبی کا کون سبب ہے کیا سمجھ ہی کسی نے نہت لگائی ہے تاکہ خود اسے اور فقیر کو بقت کر کے دروغت سے اس پر سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اس وقت بندہ نے سمجھا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا اس نے تحقیق پر جاسی لے جو کہ مکلف و شش بین غایب حال ستر کونیر کے ہو گئے تھے اور کوہ کا قصور اوسین کچھ تھا بندہ کو جلد عظیم آباد بھیجا اور اپنے گہرے سواری تیز و بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہنچ کر بعض تحقیقات مدعا ہفتہ میں کو اپنی کی اور شیخ عبداللہ کو قید کر کے پور میں بھیجا کہ آخر کار میر وقت جنگ انگلشیوں کے ہو جس حکم عالیجاہ کے عمارہ مقبول ہوا

ذکر ہے آئے شمس الدولہ ستر نیری و سترٹ کا کلکتہ سے منگیر و عظیم آباد میں اور آغاز فساد و رسیان انگلشی اور نواب عالیجاہ تیسرا خان کے

مجب فرماں تھان تقدیر ستر نیری و سترٹ شمس الدولہ کو نور مملکت کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ اور منگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چہرہ وغیرہ کا ہوا پس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسم آباد اور مرشد آباد اور برودان وغیرہ ہونے ہوئے بروز دوشنبہ بیچ ماہ جمادی الاول کے شمس العجمی کو اور منگیر ہوا عالیجاہ قلعہ منگیر سے بن گئے اور کدھتیک جو تین کوئس تھا استقبال کر کے کمال احترام اور الیام سے ہو گیا اور جو سترٹ کرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تھی اوسکی نظر لگا مقرر کی اور نیز غیدہ ماہے عالی نصیب کر دئے اور کرگین خان وغیرہ ہایا انسانا مانی کو واسطے پہاڑی اور سر انجام فرمائش کے مامور کر کے ہنود مرض ہو کر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اس کے دیکھنے کو قلعہ میں آیا اور عالیجاہ نے بائین ہمارے تک استقبال کر کے اپنے ستر پر کپا لٹھایا اور تندر وغیرہ لالہ قریب پیش کین تیسرے روز عالیجاہ اس کے مکان پر گئے اوس نے وعدہ ضیافت لیا اور تحائف فرنگ تذکرے اور وقت شب حب محبوب عالیجاہ کے مکان میں اگر ضیافت کہاں کی اور تاشاے رقص و سرود و دیگر ضعت ہوا تین چار روز تک ملو تا دھند عالیجاہ کے نزد سے گذرتے رہے ایک روز عالیجاہ نے فوج اور توخاۃ اور برق انداز قواعد و ان جزیرہ تمام کرگین خان کے آراستہ اور اوب آموز ہوئے تھے ملاحظہ کر لے شمس الدولہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ جو فوج آتی آراستہ اور ترتیب دی بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے توجہ مگر خوب خیال رکھئے تاکہ اس فوج کے زور سے انگلشیوں کے مقابلہ کا راہ دیکھئے تاکہ عہدہ برائی نہ ہوگی اور آگلی آبرو سے بافضل تمام ہندوستان کی آبرو سے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

لی نظر میں سبک اور خوار ہو جائیگا ہم لوگوں کے ساتھ بزور زبان لڑنا اور غالب ہونا چاہیے جو طرز اور قاعدہ
 میں فیما بین ہندوستانی اور انگلشی کے کھالہ ہے میں اس کو بوجہ و تکرار کے ساتھ اس ملک کے لوگ ہمارے اور آپ کا اتفاق سے
 اسودہ زمین بعد از ان ایک ہفتہ قیام ہو گیا کہ بعد پرستہ کر وانا ہوا اور یہ بیت پڑھی نصیحتی نعمت مشہور
 بہانہ گیا کہ ہر راجہ یا صاحب شفق کو بدیت پذیر ہے اسی عرصہ میں میر قاسم خان نے کہا کہ بھائی نام انگلشی کے اکثر
 سودا گروں کا مال جانا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے
 لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے یہی حکم لینے محصول کا ویدیت مگر محصول کمینی معاف رہیگا شمس الدولہ نے
 جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اس وقت کیونکر لے سکتے ہوں مناسب ہے کہ اسی
 محبت کر دیم بعد ہونے ملک کے تہذیب کر کے جب حکم کمین تم جاری کرنا یہ کہہ کر وہ رخصت ہو گیا علیجاہ اس کے
 وعدہ سے مطمئن ہو کر محصول محصول کا عازم ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد ملک کو لکھ بھیا کہ انشا اللہ تعالیٰ
 ایسا ہو گا تنوگ خبر دار رہ کر محصول محصول کو کہ ان کو کو نکال جانے پائے عمال کو جو صلہ و شوق معلوم
 کہ ایسے راز کی پردہ داری کریں اور ایسا کریں حسین الزام ہو لہذا مہافت شروع کر دی راز کھل گیا بلکہ
 بعض مقامات میں جہاں کہ علیجاہ کے منافق انگلشی ہی جیسا کہ مشہور تھیں اس حال سے بے تاب ہو کر
 بعض عمال علیجاہ کو بدست آورے خواہت جو بموجب کی تھی قید کر لیا تاکہ کو نسل ملک میں ان کا جرم ثابت کر کے
 سزا دیں اور علیجاہ کی سخت اور اہانت کر کے قبل اس سانچہ کے کر گین خان کی ترغیب سے علیجاہ کو سفر
 نیپال کی رغبت ہوئی تھی لاجرم ہو گیا کہ نیپال کو عازم ہوا اور کر گین خان چند روز پرستہ علیجاہ سے چل دیا
 اور قبل اس کے شمس الدولہ علیہ آباد سے ملک گیا تھا علیجاہ نے ہر وقت سفر نیپال کے اس سانچہ کی جھڑپائی
 حالاً ذکر علیجاہ کے جانب نیپال جانا لکھا جائے

جانا علیجاہ کا نیپال کی طرف اور واپس لوٹنا کی دلیل مراو کے

جو کہ مشہور تھا کہ نیپال سے سونا انگلستان اور نیز دولت سے مال مال ہے کر گین خان کو ہمیشہ سے لالچی
 فوج کے گھنڈے نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامہ اور شناسی اور فرانسسی پاوری کو
 جو آدمی آمد وقت سے پہلے ہی ہو چکا کہ اکثر و فتنے جو ہوتے تھے اپنا یا رہنا یا اور راہ کے نقص و جتن و زحمت
 کو ہی سے شروع کی بعض اوقاف میں سے جنگ مزاج میں سخن سازی اور ہنگام بازی مخمتری متحد رہائی ہو کر
 سفیر ملک کی ترغیب دینے کے کر گین خان نے جیسا کہ باب داد کے کہی اس رسم ملک گیری سے لگا نہ تھے
 بلکہ نیپال کی فتح سہل داستان سمجھ کر علیجاہ کو اس سفر کا اتفاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتمداروں نے
 باہم متفق ہو کر غرض کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو یہی ہمراہ لینا چاہئے تاکہ اگر وہ ہوا

ورقہ جس جماعت کو بھی موضع شامت نہ ملے اور صورت منہائی کی ہر ایک کمرہ بہ فقط جامعہ حضور پر عاید ہو گا و انہی جماعت
مناسب تھی مگر گرگین خان کے سبب سے نہ ہونے باقی **القصر** چونکہ نیا نیا تیار فتح ہوا تھا عیاجہ نے اس کے
سند و ثبت کا ہانا کر کے ۲۰ جمادی الثانی ۱۰۰۰ھ ہجری کو درود شمس الدولہ کے پاس روز کے بعد موٹیکو فروخت
کر کے لنگھا پا ہوا اور گرگین خان سے فوج آراستہ کے چند روز عیاجہ سے پیشتر کوچ کر کے دس بارہ کوس آگے
انکل گیا تھا تاکہ عیاجہ و تباہ ہو چکا اور گرگین خان چھبندہ کے روز پانچون رجب سنہ مذکور کو کوئی مین جو نیپال سے
جائز نزل اور ہے ہو چکا راہ گہائی پر گزرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مراحم ہوئے لڑائی سے مرنے والی گرگین خان
ہمراہوں نے جسارت کر کے ایک عقبہ سے شہقت تلم حسین بہت سے لوگ بوجہ و قتل ہوئے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کی وقت نیپالیوں نے ہجوم کر کے شہنوں مارا چاروں طرف سے تیر
و بندوق کی مار مار سے اکثر ترن کو نیست نابود کر دیا یاقیامذہ کو لاچار عارف رانہوں ہوا بجز ابی تمام شکر گرگین خان
میں جانے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے ناامید ہوا اور نیز عیاجہ کے منہ دکھلانے سے نہایت خشمند
خواہان مرگ ہوا نہ پھرنے کی تاب بھی نہ عداوت کی راہ و ریائے نظرمین غولہ زن تہا کہ کیا کرے یہ جسم
جب عیاجہ کو پہونچی نہایت تفکر ہوا اصلاح ٹھہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے لہذا اس کو طلب کیا اور مکر
فرمان تاکید صادر فرمائی کردہ اپنی حماقت قدیم اور غیبت جدید سے عداوت کرنا تھا عیاجہ نے یاد دلا کر کہ یہ بیکار
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بغیر علیٰ ابراہیم خان بجا دے کہ کوئی نظر خرابا ہذا تھا مذکور
کو حکم دیا اور خانہ قوم جدیدہ عائد ہوا رستہ میں کیا لڑائی ہوئی شکر ہی مجروح زندگانی سے واپس منقطع الاحوال گزینا ہی جواسے یہ ضروری ہو
ٹھہرا کر تسلی دی کہ ہم واسطے لائے گرگین خان کے جاتے ہیں تم بہانہ نہ دے تمام غرض زمین ہے اسطرح کہ بے سانسے زمین
تمہاری بلے ابروئی اور سردار کی شرمندگی ہے چونکہ نڈکوں بات کا اعتبار لوگوں کے نزدیک بہت تھا لہذا ان کو ایسا
فرمان بری کر کے اوسے جگہ اقامت کی اور علیٰ ابراہیم خان نے پیشتر جاکر بعد ملاقات گرگین خان کو راضی کر کے
واپس لیجا اور عیاجہ کے خبیث گاہ میں آیا عیاجہ نے فوراً طبع عداوت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نوشتہ فرمایا
اسی اثنا میں خبر ملی کہ جماعت انگلشی نے بنابہ اخذ محمول جو غیر معمول اکثر بگڑے پر وصول کیا لکھا عیاجہ کو نوشتہ
کر لیکے مین چنانچہ مرزا محمد علی نام ایک شخص عمدہ جاگیر نگری قید ہو کر کلکتہ بھیجا گیا اور اسے علیٰ ستر اسٹیشن لے جایا
محلات عظیم آباد کو قید کر کے روانہ کلکتہ کر دیا عیاجہ اس خبر سے از حد زردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشی کمانڈر کی
قید کر لانے میں دیکھی پس اپنے عمال اور فوجداروں کو تحریر کیا کہ جہاں قابو پاوین انگلشی کمانڈر کو قید کر
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود ہونے ستر اسٹیشن دارالمہام کو بھی عظیم آباد کے جو عیاجہ سے نہایت عداوت
رکھتا تھا راجہ نوبت رائے کو لایق نیابت عظیم آباد کے نہ جا کر میر میر خان بہادر حکم سرکار شاہ آباد کو پہونکی

نیابت پر مجبور کر کے طلب کیا جو سخت عالیجاہ حاجی پور پہنچا لنگھا پر غالب کو نبی انگلشی کے بن باندہ ہو گیا
اور مسٹر الحسن سے ملاقات کر کے مسٹر خان کے بیٹے میں نعیم ہوا اور دو روزوں میں مقام کیا جب میر منجھان
پہنچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ میں پہنچا اور زبردستی اس کے گھر لے گیا اور میر سے روز عازم ہو گیا ہوا
بندہ بسبب عارضہ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد میں متوقف رہا اور علیخان
اور غالب علیخان دونوں بھی میر سے ہمراہ گئے جو تھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علیخان کو دیکھا
کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہ کد عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو مگر ضرر کیون
مصلحہ اور ہمارے ہوتے ہو کہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جا رہا ہے بندہ سوچا لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے
بندہ سمجھا کہ اس باب سے تنازعہ انگلشی سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف
انگلشی کے چند ان اعتماد نہیں رکھتا بلکہ گمان ہے اپنے رویہ سے دور کیا ہو پس ضرر ہو گیا ہو کہ
مگر کوئی خاطر دریافت کرے پس باوجود دیکھ بھاری سے گھر سے وغیرہ کی سواری کی استعدادی میر انگلشی
لڑا کر کے ہو گیا اور بعد ملاقات سید علیخان سے استفسار احوال کیا انہوں نے بی بی حالی خاں علیخان
سے کہا تھا جان کیا لیکن فی الحقیقت مافی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجھ اس حکم کو شرط انجام دینے سے لیکن بندہ نے فریاد
تاکہ عالیجاہ نے پنج چہ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین خاں بھیجا
کہ اگر میر انگلشی سے زبردستی ہو بادشاہ وزیر اتفاق کریں اس کو کار عہدہ لائے مرزا نے مذکور بندہ سے
راہ دورہ اور دہریہ راہ راہی پر اعتماد رکھنا تھا اسے بندہ سے ایسا سید علیخان کو نبی سمجھا گیا
ہمراہ ہوا تھا راہ سے والد کے پاس جانا بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونوں بھی چون و حضور سے
دور کرتا ہے جواب دیا کہ جو کہ تمہارا اعتماد ہے جو کہ دقتی ہے بیان کرتا ہوں مگر تم ہی کسی کے رویہ و زمانہ نہ لانا
کیونکہ اسکا افتخار میری خرابی کا موجب ہو گا فی الحقیقت عالیجاہ سید علیخان سے مطمئن نہیں ہے بلکہ انگلشی کا
خاسوس سمجھتا ہے لہذا ان لوگوں کی باہمی آتش فروشی سبب عداوت ہو گیا سید علیخان کا مرنا اپنے لشکر کی گوارا
نہیں کرنا اگر تھا آپ کو رخصت کرنا ازبر ملا جو جانا اس کے غالب علیخان کو بھی آپکا شریک کر دیا بندہ نے کہا
پس بندہ پر کیا اعتماد رکھتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جو اس میں ہے بندہ کو کیون میں اپنے لشکر سے دور کرتا ہے
مرزا نے جواب دیا کہ کو اپنی کار براری کو اس سے چونکہ انگلشی سے رابطہ مضبوط زیادہ رکھنے ہو کہتا ہے اور غیر شک
بطور یہ غماں تھامی والد اور بی بیوں کے رکھتا ہے بندہ مورخ کمال خوف و ہراس میں تھا اور پکیس رہ گیا
اور سید علیخان کو یہ سبب مراتب آہستہ سے سمجھا دئے اور انھوں نے مرزا کو کہہ دیا کہ حضرت کیا ایہ فرمودہ
ہو گیا میں بار بار اٹھا لیکن عالیجاہ اپنے رفیق بلائی کہ ان کے جوہر پر بیٹیا اور غیر گران رہتا اور کہنا روز مرہ

اپنی سرکار سے پورا تھا تاکہ بندہ نے فضل معیت کیا اور عید الفطر نے دن اوسکی ملازمت کو کیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے انڈر جانے کو چاہا بندہ سوچنے لے دروازہ تک جا کر سلام رخصت عرض کیا استاذ و مولیٰ جنہ کلمات تفضلات فرمائے اور دو ذہبان کے اپنے خادمہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیوں صاحب مخبر کیا کہ اچھا جو آپکے بہائی صاحبوں کو خبر بزرگوار کی خدمت میں رہنے کی رخصت دی تاکہ باریک و فراغت ببرکین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تھی اوسکی گواہی بہ عرض کی کہ بچہ خداوند نعمت کے کون ہے کہ دریاہ اپنے ذمہ لیں گے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہ فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہوا شنائی تھی اسنے تو کچھ ربط تھا بندہ نے اوسکے اس جو منہ کی ہی لاج رہا کہ تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل میں برابر ہی درجہ کیا بلکہ سید بھی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد حفیظ خان اور میرین سے بوجہ تہنیں فرمائے کچھ ہی ربط و اتحاد تھا سید علی خان القتبہ چونکہ اکثر بنگالہ میں رہا اور مزاج کی شومی اوسپر غالب تھی ایسے لوگوں سے ٹھنکنا تھا اور اسنے ہی تعارف رکھنا تھا

تو کرسے قید ہونے بعض گماشتوں انگلش کا موبجہ ایماے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا انا مشعر عدم تعرض محصول اموال انگلشی سی اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر نہ ہوتا اور عاف کرنا اخذ محصول کا جمع تجارت پیشوں کو مالک محروسہ اپنے سے اور سٹریٹ کا انا مع دیگر کو الیف انگلش کے بطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور رینارٹ کا انچور ہونا دونوں جانب سے اور دیگر سو اخراجات کا بیان چ

عالیجاہ کے علون نے جو بوقت قابو پایا مض گماشتہ انگلشی قید کر کے اپنے اٹاکے پاس بھیج دیو عالیجاہ نے اونہیں بعض اپنے گماشتوں کے مفید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول میں قبل پہنچنے شمس الدولہ کے کلکتہ میں فساد برپا کیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح اور ترمیمی میں مسدا دیا اور جو نہایت شمس الدولہ نے اوسکے ابرا کی بھیجی تھی وہ خاک بھی ہو سکی کلکتہ کے کونسل جج ہو کر شمس الدولہ کو معین طعن کرنے لگے وہ ناچار ہو کر مغلوب ہوا عالیجاہ کو حکم بھیجا کہ محصول تجارتان ولایتی وہ اگداشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رانی دے چونکہ پندرہ ہر خلاف رخصت عالیجاہ اور حسب خواہش کونسل دیکھا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذر اور حاصل کرنا محصول کا بھی انکی اموالی سے متقدر جانا ابتدا اصل محصول تمام فرقہ کے تجاروان کا معاف فرمایا اور درجوات تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ نموسلمان انگلشی سے موافقت کر کے اپنا مال بھی انکی شرکت سے نکال لیا گیا کرتے ہیں اور در صورت سعانی محصول کے اکثر تجاروں کی سعانی ہے ان ہیچارہ قلیل البضاعت تجارت کا تو سلسل انگلشیوں سے نہیں اوتن سے

کے بقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا مکمل تمام تجارتوں کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
 کیونکہ جو وقت عدم مہاجن اور تجارت اس حیدر انگلشی سے پہنچ جاوین غرابی بیچارہ کو رنج و تکلیف پہنچانا کارہی
 اور فہمیدگی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہیے کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
 حقیقی کے پیدا کئے ہوئے ہیں جہاں جیسا روئے ظلم تقدیری کر لیا پس خداوند بے نیاز کو کیا سہ دکھاؤ لگا اس حال
 تکفیر لاشارۃ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداء انگلشی سے ہوئی ہے
 جسوقت وہ ہمارے گماشتہ ہا کر کے بھیج دیں ہم بھی اون کے گماشتوں کو پہنچا دیں جب یہ جواب ملے گی تو پہنچا
 جو کو نسیہ عالیہ کے عائد تھے اونہوں نے جمع ہو کر کہا کہ اسطرح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
 کہ ہماری خفت اور امانت کرے یعنی ہم لوگوں کو فرقہ تجارتوں کے برابر کیا اگر اس کو جسے صلح و مستی منظور
 تو بدستور سابق انگلشی تجارت سے محصول معاف اور بیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتی ہیں کہ شمس الدولہ
 طرفدار عالیجاہ اور ہلوگوں کے امانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
 کے پاس بھیجیں تاکہ جو کچھ اسے منظور ہوا خدا مددے اگر ہمارا الہنا قبول ہو نہا ورنہ ہرگز آشتی نہیں کی شمس الدولہ
 اس وقت انگلشیہ کا غلبہ نہ لکھا مغلوب تھا اور حسب ضابطہ اون کی رائے کے برخلاف حکم نہیں دی جاسکتا تھا
 لہذا اگر ہمارے اور ان کے مصلحتوں کی خاطر اس سے روکنا چاہیے اور اس کو پیوند انگلشی اور ایک کمپنی تملک کی ہزارہ جانشین
 کمپنیوں کے ساتھ بیچیں روانہ ہو سکے اور شمس الدولہ نے معجب مختار عالیجاہ کے ایک خط مہمل اور مفصل
 پیغام زبان کی کہلا بھیجا کہ جو عہدہ بیان روز اول سے در بیان ہمارے اور تمہارے پنجاب کمپنی کے ہوا ہے
 اوسے یہ ثابت قدم رہنا مگر اتفاقاً نہ کرنا بال فعل بسبب تمہارے ستانے کے سرشتہ کار میرے ہاتھ سے
 مہمل گیا اور دوسرے کو انسبی جتنے برخلاف مین ملکہ مین جمع ہو کر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
 قید آریا سٹہ اسٹہ حسب استدعا عالیجن کے بہرہ سفارت آیات جرات کہی گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
 کیا جاسکتا ہے اسٹہ اسٹہ کے منظور کر کے اونکو خوش و خصلت کرنا تاکہ کچھ فساد نہ ہوئے خدا خواستہ اگر رنگ
 و رنگوں ہوا تو یہی مذہب خیر کار گرنوگی اور در صورت میری انصیت ماننے کے سب کام حسب مراد آپ کے
 سر انجام ہوں گے اور کوسا یہ مخالفت آپ کی پانچ چوبیس مین بر طرف ہو جائے جب یہ خط عالیجاہ کو ملا کر گین خان کو
 جو کہ اعظم رفقا اور معتد غلیہ تھا بلکہ خط کو پیش کیا کر گین خان نے جو کہ مجھ کمینہ اور مرد کمزور عقل سے دور تھا
 کہا کہ ہرگز اسے مضمون پر تعمیل نہ کیے اب منظور اور انگلشی برابر مین اگر اطاعت کر دے گا روز بروز زبیل
 وغیرہ ہو گے اگر جرات دکھلا دے گا روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہوں گے عالیجاہ اس کا بہر حال تابع فرمان
 ہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کرینگا اور انکو شکست دینگا اس کو اس کے ہاوی پاس ہی جم غفیر ہے

کسی کی کیا طاقت اور اصل ہے کہ جسے ہمسرا اور معلوم ہو کہ شمس الدولہ ہمارا خواہ ہو گیا اور چند ہی روز پہلے ہی محض نوا اور پونج

اندیشہ مند ہونا علی الجاہ کا جلالت سیٹھ اور ہمارا جہ سروب چند سے اور ان کو مرشد آباد سے بلانا قید و بندین

عالی جاہ کو اس خبر سے کہ ملک الہیہ کے خلاف کوئٹہ جی میں اور نیر سامان خساوا انگلشی نظر پڑا جلالت سیٹھ اور اسکی بہائی کا رہنا مرشد آباد میں مناسب نہ سمجھا بدین وجہ کہ جلالت سیٹھ سراج الدولہ کے محلہ میں میر جعفر خان اور دو بیٹے سے اور جعفر خان کے محلہ میں میر قاسم خان سے زرد مال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشی کا جہیز اند نظر آوا جائی نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشد آباد میں ناپسندی اور اپنا صرف خطا لکھ کر طلب کرنا مفید نہ سمجھا بلکہ خیال کیا کہ اب ہنوبد گمانی سے ملک جاوین اور زردیہ سے مخالفوں کو بہتر کاوین لہذا خان عاشران + محمد فی خان بیاد کو زہ کلائی تبریزی حاکم بہ ہوم کو جو کہ دو خواہ نیکو دھتھا سحر کیا کہ جلد مرشد آباد پہنچ کر جلالت سیٹھ کے مکانات محاصرہ کر لے تاکہ وہ کسی طرف آمد رفت کی مہلت نہ پائے جب مالکار رینی ہو گیا بازو کر گین خان کا بے پہونچے جلالت سیٹھ کو اسکا حوالہ کر کے رسید پھر ہی حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بھی قین جابرین سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہ ان پہونچ کر جلالت سیٹھ کو مع اسکا بہائی ہمارا جہ سروب چند کے باعتیاد تمام ہراہ لائے لیکن دو نو برادران مذکور کے نسبت ظاہر میں بے آدمی اور خوف لے کرے محمد فی خان نے بموجب حکم خیال کیا کہ جلالت سیٹھ کا گھر گھیر لیا اور پوچھا دیا کہ آپ کچھ تشویش کریں میں آپ کے جان و مال سے کچھ عرض نہیں ہے مگر عالی جاہ نے تمہیں طلب کیا ہے غم سفر کر کے بجھی تمام ہو گیا کہ جو جاو دو دنوں پہا کی بکھڑوت چارنا چار عازم سفر ہوئے دو تین روز بعد مالکار رینی ہی پہونچ کر جلالت سیٹھ سے برادر خود ہمارا جہ سروب چند کے اسکا ہمراہ ہو لیا شرف ملازمت ہو کر مور و عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر میں مکان اور کوٹھی بنائی بعد فرمایا کہ برستور مطلق العنان رہ کر دربار میں آمد رفت کرے لیکن خفیہ بانوگ حفاظت پر معین کر دئے تھے تاکہ بدوان خبر کسی طرف دور نہ جائے پاسے وہ ہونے نے چارنا چار جاتے ہوئے وہ پہونچنے کی بنا ڈالی اور تین ہفتہ روز کا لبر کرنے کے لگاتار نہ رہے کہ جلالت سیٹھ بہت تباہ راے اور ہمارا جہ سروب چند و دونوں جلالت سیٹھ نے فتح چند کے نو اسے مہین اور دو نو بیٹے اور لڑکے فتح چند کے کھین حیات پھر شجاع الدولہ نامی بھلا کے محلہ میں فوت ہوئی اور فتح چند کی دولت اتھین دو دنوں کو نصیب ہوئی اور مہلت جنگ کے محلہ میں بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی اور اس وقت میں ایسی دولت رکھتے تھے کہ کسی مہاجن و کہن اور ہند کو اولے مجال برابر ہی کی تنہی اور تمام مہاجن کو باونے عیال تھے نگارہ جنگ مرشد اور انکے اول و دومین چونکہ شہر مرشد آباد میں حصار تھا میر حب سے

جگت سید کی کوئی مین قبل وصول بہایت جنگ کے لو بھر غارت کی کہتے ہیں کہ وہ کٹر درویش فطرت کا ہے
 نقد ہند کے لیکن جگت سید نے اس قدر نقصان کو ایک تنہا کی برابر ہی بھلا دیا ہے لکھنؤ ہندی کا درویش کا تھا جو سنی
 سینے بھجور دلا خط باچہ کا قد کے زمر قورہ مہاجن بلا قبل قال اور اگر دے خلاصہ یہ ہے کہ اسے پاس دیت
 اس قدر سنی جگت بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور نہ ہارون گماشتہ اور رفیق اس کے بدولت مالدار ہو گئی اور انہی
 کو اس کے فوت کو برسین گذر گئیں کار مہاجنی کا لبیب تسلط انگلشیوں کے ملک بنگالہ میں جیسا کہ اوکو میر تھا
 اونکی اولاد کو نہ باسی مین آندہ ستر امیٹ کی گرم ہوئی

ستر امیٹ کا مونگیر آنا کو توسل کے پیغام سے اور راجا ناواوس کا ہر وقت محاورت سے

عالیجاہ نے میر عبد القدوس کو جب کا ذکر تقریبات مختلفہ بیچ ان اور اقوالے اکثر ہوا ہے عظیم آباد سے طلب کیا
 کیونکہ میر مذکور اور ستر امیٹ سے آشنائی تھی جب وہ مونگیر آیا ستر امیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد ہوئی
 بندہ مورخ ہذا اور میر عبد القدوس نابہ استقبال مامور کر کے فرمایا کہ تم دونوں ستر مذکور کے آشنائے دیرینہ
 اور باہم بے تکلف ہو اس کے استقبال پر جاو اور اس کے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے
 اور میں نے غفر کار ہ مع ایک مستعدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہر کاران کے ہمراہ کر دیئے اور دونوں
 جماعہ داروں کو حکدیا کہ لباس خدمت نگار و بکاپننگ ایک سایہ دار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طرح
 میر مذکور کی سایہ دار سی مین ہر وقت موجود رہے خصوصاً جو وقت کہ یہ دونوں انگلشیوں کے رو بہ دون
 تاکہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہ مین آئے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے درخواست تاک
 استادہ مین اور جو گفتگو مین گذرین لکھنؤ ہر وزیر سے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کریں مین حال بندہ مورخ
 اور میر عبد القدوس کو میر سے کوچ کر کے انگلاہر استادہ مین پہونچکر ستر امیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہر کاران متعینہ
 ہر اہی کے کیفیت اس کے گوش گذار کر دیو ستر امیٹ نے ہمارے ہمراہیوں کے حال سے ماہر کو گفتگو مین خرم
 و اعتیاد سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تھی اس کا مذکور نکر تا مثر ل غلام پہونچ کر اکثر اوقات باہم صحبت
 اور اختلاط رہتا جو گفتگو در بیان مین آتی ہر کارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور محل لکھنؤ پہونچے ایک روز
 بندہ مورخ ہذا نے بنا بر رخ دہائی کے ستر امیٹ سے ہوا ز بلند کہا کہ سب غمیت کا کیا ہے ہم لوگ رفیقین کے
 خیر خواہ مین مین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائے ستر امیٹ نے بھی آواز بلند جواب دیا کہ صاحبہ مذکور
 یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے رو بہ و ہار سی مرضی کی باتیں اور عالیجاہ کے حضور مین اس کے دلخواہ التماس کو پہونچ
 اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہیں بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کر کے آئے مین تاکہ خود
 جو کچھ کہنا ہے رو بہ و عالیجاہ کے عرض کریں اور جو دہلے ہم سنیں مین دوسرے کے توسل کی کچھ ضرورت

نہیں سے اس طرح اکثر وقت اغتلاط ہمارے اور انگلشیوں کے رد قح ہوتا تھا تا کہ علیجاہ ہماری طرف سے
مہمان ہو کر محو اصرار نہ ہو جس روز کہ بعد انگلو باہم گزری تھی بندہ مورخ نے یہی لکھی اور ہر کاروں نے یہی عرض کی
بہاگلپور میں ہم سب لوگ پہنچے تھے کہ خطا علیجاہ کا مورخ ہذا اور یہ عید اللہ کے نام متعین طلب صادر ہو اور اس
لکھا تھا کہ جبکہ ستر امیٹ آپسے حال دل نہیں بتلاتا پس وہاں رہنا محض فضول ہے چاہی کہ قبل اس کے آگے
داخل شہر ہو ورنہ بندہ مورخ اور یہ عید اللہ نے ستر امیٹ کے پاس جا کر ضمن خط سے مطلع کیا اور رخصت ہو کر
دوسرے روز شرف حضور علیجاہ ہوئے

معاہدات مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور کرگین خان سے باہم علیجاہ کی حضور میں

راستہ میں ہر کار کا طلب ملتا جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پشمن کرنے لگے کہ کیا پیش آئی
اور کیا کرتے ہم دونوں نے جو کچھ گذر انتہا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تفریر و دست نہ کرتا تھا علیجاہ اس سے
مکدر ملول ہوئے اور ملامت کر کے رخصت کر دیا مورخ ہذا اور یہ عید اللہ دونوں اپنے مکانوں پر آئے اور
آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علو ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب میں آیا اور کہا کہ خانبہائی نے
آپ کو مع خاندن کو رکنے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہن کر ہمراہ ہوا دیکھا کہ جامہ کن حمام کے خلوت میں
علیجاہ اور کرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہیں بندہ مورخ اور میر عبد اللہ علیخان بہادر بھی جا کر ایک ایک گوشہ میں بیٹھے
علیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخ سے سنا تھا اوسکا اعادہ کر گین کے روبرو کیا اور بندہ مورخ سے ارشاد کیا
کہ آگے آئی جو کچھ معلوم ہے کرگین خان سے کہئے خاندن کو رکنے اس طرز سے کہ علیجاہ مورخ کے کلام کو قابل
اعتقاد نہیں جانتا تھا کہ انہو البصاحب اگر کوئی خبر سے انگلشی کا سینہ چال کیے بت بھی اوسکا مورخ کو ذی معلوم ہو گا
عید اڑوں بندہ مورخ سے متوجہ ہو کر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو علیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ
شروع کیا دو تین کلمہ سن کر کیا مضطرب ہو کر بولا کہ اس قدر کیوں کہتے ہو میں تین جہازات پوچھتے ہیں اوسکا
جواب دو اول یہ کہ ستر امیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود جو یہاں آیا ہے کیوں آیا ہے اور البصاحب سے
ارادہ وغیرہ کہتا ہے یا وفادار دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی ہر کارگی کا خوانان ہے یا دوسرے طور پر تیرے
یہ کہ ہم سے ارادہ دوستی رکھتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے نتیجہ ہو کر اوسکے منہ کو دیکھ کر کہا کہ بندہ تو اپنے
سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسوقت آپ کے حضور میں عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خبر سے لکھ لے
کر ڈالے مگر مافی الضمیر ہر گاہ نہیں ہو سکتا پس جو وقت کہ ایسا ہے کیونکہ بندہ مورخ اوسکے کمونوں ولی ہر گاہ
ہوا ہو گا اور جو دعا خیال کرتے ہو یہی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپ کے مکان میں آیا ہے وہ التبتہ آپسے
کفرانہ وغیرہ کہتا ہو گا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے ہیں ہرگز اس خیال فاسد کو دل علی بنہ لائے اور جو جس اور

سرکاری کے بارہ میں متفہم کرنے ہوئی ہے کہ جو فلو میں آویکھا بعد شعور و ایقوت کے لو سے کم و کیف ہر ضرور مطلع ہو گا مگر سٹر امیٹ پر نہیں اور جو دوستی دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب و سوال کو متبادل سے پاس آیا ہے اگر اس کے استہزاء کو دیکھ دو سستی دیکھو صورت خلاف کے خصوصیت کا کمان ہے یہ کوئی بات قابل استفسار نہیں عالیجاہ نے فقیر بندہ مورخ کی تصدیق کی کہ گریں خلیں جو ہوشے ہمیشہ بدول تھا نادہ بد ہو گیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کر دیا نہ ہوش نہ ہمت حیرت میں تماشلے روزگار تھا کہ ہمارے حرمین کیا کیا ہے سالار مرج امور ہوئے ہیں اخرا نے کہا آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بہائی میر یو طلیخان اور راجہ نوجی کا کوہنہ مذکور کے استقبال کو پہنچا تیسرے روز غرہ ماہ ذی قعدہ ۱۱۸۷ ہجری کو مسند مذکور کو گھیر آیا جو مقام اس کے فرد و گاہ کو معین اور اس کے رفیعہ برپا ہوئے تھے وہیں پر اگر مندر لکڑی ہو عالیجاہ ملاقات کر گیا دونوں طرف سے مراسم درات کے تمہیل ہوئے دوسرے روز سٹر امیٹ اور سٹر جی اور کنبان جان سہن اور سٹر مکشٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات میں بندہ مورخ سے محبت ہم ہو چکی تھی مع وہ میں اور انگلشیوں کے عالیجاہ کی ملاقات کو آئے عالیجاہ حسب غماطلہ ہند قدم سندھی بطور استقبال بیٹھ کر ہوا لایا اور کرسیوں پر جو ادنیٰ بیٹھنے کو بھیجا گئیں تین بیٹھایا اور خود بھی کرسی پر آرام فرمایا بعد ازاں عطر و بان کے خوان لباس واسطے سٹر امیٹ کے مع اضافہ حواہر عطا ہوا اور وقت یہ غفلت کے کبھی مباح فرما کر تک مشالیت کی دہر کر آمد رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال و میان میں آئے باہر گاہ شکایت آغاز ہوئی لیکن ہر مرتبہ محبت نہا چنی میں گذر جاتی تھی اور ان کے آئے کیوقت عالیجاہ کے دربان ہی حرکت کرنے کے چنانچہ ایک مرتبہ سٹر امیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو ہی کی عالیجاہ نے اپنے عدم غرضی معذرت کی لیکن وہ سمجھ گئے کہ نوکروں کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کریں آرزو و ملاوٹی مگر اس کی عذر خواہی کے مبالغہ سے چارہ چار اس کے قول کی تصدیق کی ایک روز سٹر مکشٹن اور کنبان جان سہن موافق ضابطہ اول صبح کو نیا ہوا بخوری اور سیر و شکار کے سوار ہو کر فیض سے بہرہ ور ہوئے کچھ دور گئے تھے کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوار دن کی جمعیت نے چارہ لطف اگر گھیر لیا اور دوڑ جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ اس حرکت خلاف سے تہیہ ہو کر ناپا رہنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ سینہ ہو کر تہیہ قیاد روشن کر کے غرام ہوئے ناپا رہ صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بروقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی شکایت سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہ ہوئی بلکہ روز بروز رنج و غصہ بڑھنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ میں غور کرنا تھا اور وہ سب بعد ازاں جن تک جرم کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلشی کی صحبت کو تہمت سے

اجال سخن حضور میں نہ کہنا تھا لیکن علی ابراہیم خان بیاد اور محض رائس الدین سے اگر گفتگوئے آشتی
اور رفع غبار کی کہنا تھا اور وہ لوگ بعینہ علیجا کے حضور میں عرض کرتے تھے اور وہ یہی عرض غن کو کہنا تھا
لیکن عصر کی وقت جب کرگین خان آتا یہ ایک خلوت رہتی علیجا جملہ مشورہ اصحاب مذکور کے بیان کا اسے
اعادہ کرتا وہ بدعتی اولیٰ ہی پرانا و مسب معلوم رد موبجانی اور بیج کوہر اولیٰ سیدی یاقین یونین
خاچی المیرتہ علی ابراہیم خان سے شک ہو گیا علیجا سے عرض کیا کہ جب کہ ہلوگوں کے کلام مشورت بہر خیر
مضوی ہوئے بسبب ایمانے کرگین خان کے نام نہ ہو چکے ہیں اس حال میں دیگر دلتھو ہون کو تکلیف
و رنج میں ڈالنا کچھ ضرور نہیں آخر جو کچھ کرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی بال کرگین خان کے قبضہ اقتدار میں دیا جاوے اور دیگر زندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر ستم امتیہ وغیرہ کو حرکات نیک سے جو لائق شان خداوندان نہیں آرد
نہاں جاوے اگر مشار الیہما سے صلح و آشتی رکھنا ہے تو ایسی گفتگو کچھ ربط نہیں اور اگر حرب صلاح کرگین خان
عزم مجاہدہ ہے تو یہی ایلیون کو آئندہ کرنا خلاف داب ہو رہی ہے بلکہ اس وقت میں کہ سفیری میں
آئے ہیں بہت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
مشوکت بڑھتی ہے اور صاحبان مذکور کی قدرومنہ است گشتی ہے ان رنج تیز اید ہوتا ہے جب یہ کلمات
کرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہو کر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن میں کلکتہ سے ایک قلمی مہم
اور جس کی پوچھی پانسو ضرب بندوق بھاتی بارادہ کوٹھی عظیم آباد کے کیمچین کرگین خان مزارع ہو اسٹاٹ
مکررو اسطے عدم تلاشی گشتی اور دربار نے کے حسب معمول عرض کیا مگر سو بہو اعلیٰ ابراہیم خان نے کہا
اس قدر میں کاوش ضرور نہیں اگر اتفاقاً منظور ہے بندوق کا کوٹھی میں جانا کیا مضائقہ ہے اگر چہ
منظور ہے دو ہزار تیر پانسو اور بندوق کا کھانا چاہیے پس جب دو ہزار سے خوف نہیں ڈلائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا علیجا نے کہا یہ بات کوئی کرگین خان سے کہہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو کرگین خان سے کہہ دینا اس قدر اصرار ہے علیجا نے اجازت دی کہ جا کر پوچھا جائے اس کی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور علیجا نے مضطرب ہو کر راجہ نوبت رائے اور علی ابراہیم خان کو
اوسکے پاس بھیجا کہ دربار میں اگر اس بارہ میں صلح ہوے اونہوں نے جا کر معاہدہ کرگین خان نے ہر شفقہ ہو کر جواب
کہ ہم داروغہ تو بخانہ اور درمیدان خبر دین مشورہ سے کیا کام مشورہ دلتھو ہون سے لیا چاہیے جب شک
حاجت ہوگی مجھے حکم ہو کہ راضی ہو کر جان بٹار ہوں راجہ نوبت رائے تو اوسکی آزدگی کے رعب سے
ساکت ہو اعلیٰ ابراہیم خان نے کہا کہ نواب علیجا اپنے داروغہ تو بخانہ سے صلح و یافت کرے

اور غیر طبعی ہے کہ دونوں تہذیبی اصلاح کے کوئی امر نہیں کرتے ہیں جس کو اپنے آگے کے حق میں بہتر جانتے ہو
 یوں ہمیں کہنے کو گین خان نے علی ہریم کی طرف رخ کر کے چاہا کہ جو آپ سے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک دوسرے کے
 مقابل کر کے بولا بفضل تو ابھی چلو انکشتی اس قسم سے برابر ہیں ہر ایک ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے دوسرے ہاتھ
 کی انگلیاں جھکا کر کہا کہ اگر سٹر اسٹ کی اطاعت مگرین ہی طرح برابر خواہ غالب ہوں گے اور اگر اطاعت کریں
 دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے مانند سرور و مغلوب ہونگے آئندہ امتیاز میں دو سو تو نہیں جیسا منظور ہو تمہیں فراموش
 یہ لوگ وہاں سے حال گذشتہ کے عالیجاہ کے رو بہ رو نظر ہوئے لڑائی کی بنیاد و استحکم ہوئی سٹر اسٹ نے عیاہو کہ
 رخصت جا ہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی تھا آخر کو بگشتگو سے مکھد یا کہ سٹر اسٹ اور دیگر انکشتی ملیں
 مگر سٹر نے کو بیوض میرزا محمد علی وغیرہ مسوین کلکتہ کے نوٹگیرین نکادہ کہیں جہین وعدہ کہ جب وہ خلاص ہو کر
 آویں گے سٹر ہی رخصت پاویں گے سٹر جو اپنی سمت سے راضی ہو کر کوٹگیر کی اخامت کو راضی ہوا اور پھر
 دہلی و اور شہن کی سواری روانہ کلکتہ ہوئے

سٹر اسٹ وغیرہ کلمہ راہ ویا کلکتہ کو جانا اور سٹر السن کا عظیم آباد میں میر مہدی خان سے
 ملا اور میر مہدی خان کا فتح پانا اور سٹر اسٹ کا شہر آباد میں مارا جانا اور شہر خلد فساد کا بیک اور پنا
 جب سٹر اسٹ نے نوکبار کا عالیجاہ طلق راضی نہیں ہوتا تھا کلکتہ کو بیکال فیض و کدورت روانہ ہوا اور سٹر السن فتح پنا
 کہ ہمارے اور عالیجاہ کو محبت ناجاق ہوئی تم ہوشیار آدہ کارزار ہو جو کہ جسے ہو سکے اوس میں درخیز ہو سٹر
 اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غلین تھا اب کہ یہ سمجھا کہ جو بیچے سٹر اسٹ کے کلکتہ میں حکم لڑائی لکھا
 چند روز اس انتظار میں کہ سٹر اسٹ مدد و حکومت عالیجاہ سے گذر جائے گا لیکن کوچ کے حساب سے معلوم ہوا
 کہ اہل سٹر اسٹ فیض عالیجاہ کے محاط سے باہر ہو گیا ہو گا امیر مہدی خان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسبیح لڑو
 بالآخر کیا اور بیکر جس کو بوسا لڑی انکشتی متعینہ عظیم آباد کا تھا چنی لکھی کہ آج کی رات کو کل محل جمع کے کوٹگیر
 اگر آرام کچے اور بیچے ہوئے چڑائی کر کے فتح کرنا چاہئے کوٹگیر میں تعداد نہ ملے اور غیب سے حصار پر چڑھ کر موت کر دینے
 پھر رات گذر کر فطرت کو جو شہر خمس و وسط شہر میں رہتا تھا چھٹی لکھ کر طلب کیا لڑنے کو بعض و امیر رستم
 بے خبر تھا اور ہلکا چلا آیا بعد پوچھنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ و گروہن ہے میر مہدی خان محض بے خبر ہوئے چنے عظیم آباد میں
 جو دارالامارتہ موبہ مذکور تھا اسراحت میں مشغول تھا اور افواج متعینہ مراستہ ہی بنایو پھر میری اور پرتغالی کی
 جو کہ اب اس ملک میں روج سے بغرض حاضر مگر گرم خواب اور ہمارا اور بعض اپنے مکان میں مصروف پیش
 اگر ہم نے کوئی ہی ہوشیاری نہ کیا ہو کہ سٹر اسٹ وغیرہ انکشتی سے فیض ہر ایک کے قدم بڑا کر نہ یوں کو دیو احصار ہر
 اوس ہی کی طرح سے بول رہا ہا میں جو میر عبد اللہ اور کوٹگیر انکشتی کے ہے لکھ کر وقت سر روز چھوڑا

ماہ ذی الحجہ ۱۰۰۰ ہجری کو بابا سے عصاراچا لوگ میاں پٹن میں سے جو اورادوہر عاصرتھے دافعہ بن المومنی
 اور فضل انگلشی اور تنگنوں کو مجروح اور شہول کیا بقیمانہ شہر میں آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستہ سے جو کہ
 بابین دروازہ مغربی اور قلعہ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج گڑھ نو دہرے راستہ مسجد دیوان میں ہونے لگی تھی
 اس کے کوثر ہے میر مہدی بن اور فوج متینہ شہر و عصارا و از توپ اور بندوق کی بارہ سے میدان اور پوشیدہ ہوئے
 جس جہت سے کہ ہو سکے انھوں نے روبرو آئے سرشتہ گوشتہ پر مقابلہ ہوا اور ہر سے توپ چہرہ دار اور دھڑکی
 شلک نے آتش بازی شروع کر دی اور ہر سے محمد امین خان مع چند فوج کے جب مجروح ہوا اور دن کے پیر کو کھڑے
 میر مہدی بن اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدی بن نے دروازہ شرقی سے فوج کو نکال
 غزم کیا اور شیخ برکت علی اضطرب کمر کی رانی سے باہر ہو کر بے سرو پا دریا چا دہو کے کنارے پہونچا
 اور سر اسید راہ کا نانا تہا محمد خان کو کھینچ کر تون کی عمارت میں آکر دروازہ بند کر کے سفید دافعہ پٹنہ لال سنگہ بڑا
 قلعہ پہنچے کے دروازہ کو بند کر کے دافعہ کو آدھ ہوا اور بندوق مارنا تھا اسپر طبع چل ستون سے یہی گولی بستی تھی
 اور فوج انگلشی تمام شہر میں منتشر ہوئے فضا میں اور برج شہر کے مستحکم کر کے دروازہ شرقی سے مغربی تک غیسر
 چل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان محل سنگہ اور محمد امین خان قایم تھے تمام شہر زیر قبضہ انگلشی آباد ہو گیا
 جہاں تک تنگنوں اور ہرکارہ اور شکر کے بچوں کا لہو پہونچا نہایت دہم سے لوگوں کو لوٹا جس گہر میں گیسے تھا
 کروا جہاڑ ونگ پھونسی یہ حرکت ابھی تک اسے لکرتے کہیں نہیں ہوئی تھی اس عرصہ میں مہدی بن فشر دہی
 پہونچا تھا کہ دوسری فوج میں نوگیر سے دستاورد عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تھیں اسکو اس حال تباہ میں دیکھا
 اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور محل سنگہ کے چل ستون میں پاداری سنکر مہدی بن کے فوج میں شہر
 عازم عظیم آباد ہوئی اور ب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ مشرقی پر یورش کر کے جب ترمیک
 دروازہ بند کر دیا پہونچے انگلشیوں نے اپنی دو توپیں دروازہ سے نکال کر خندق کے بل پر لگائیں اور
 خود صف باندھ کر سفید دافعہ ہونے میں نامہ خان داروغہ باذرائی اور جعفر خان اور عالم غلیں نے
 جو پیشہ کار ارارسی سے پہونچے میر مہدی بن کو واپس کر لائے تھے نصیب بان اور شکر تفتاک فوج انگلشی
 تزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے کہہ کر اپنی توپیں فوج ٹھوکنے سے خراب کر کے راہ فراری اور
 اور میر مہدی بن نے مع ہرست سردار مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سننے جو فوج برج و عصارہ اسخوار تھی
 سیدست دیا ہو کر مضبوط ہوئی نہ نہ نصرت بنڈگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی جو تھوڑا عصارہ پہونچا تھا انگلشیوں نے
 ہنگ کر کوشی کی استوازی کی فوج عالیجاہ نے کھڑکی رشتہ کی فضا میں درو حاکم کر کے کوئی جہ توپ انداز نہ کر سکا
 سر اسمن مع لقبہ اسپر فوج انگلشی کی کوئی سے یہی شتاب ہو کر آخر شب کو فراری ہو کر کائی پور کی

جہاں وہ بین کیا اسی عرصہ میں ناککار ارمنی چڑھ پٹن اور آئندہ توپ سے پہونچکر میر بہمن خان سے شہر کی
 صبح کو سترہ سن کے فرار سے آگاہ ہو کر سب مجبور ہوئے تھوڑے قریب ہوئے سترہ سن کے مطلع ہو کر شتاب
 بسواری کشتی چھڑا کر دریا سے سر جوین جسکے اوس پار پہنچا، الدولہ کے صوبہ کی سے عازم ہوا رام نہری
 خود دار سرکار سارن ایک بقدر بنگالی تھا مگر حرارت کی بہت بڑائی اور کبیر کی طرف سے سحر و معجزوں
 سے خوف ہوا سترہ سن وغیرہ انگلشیہ کی اہل ترویک آگئی تھی باوجودیکہ دو قین پٹن ہمارے نہیں مگر کچھ بڑے
 رام نہری کے ہاتھ میں گرفتار ہوا یہ خبر عالیہاہ کو پہونچی زیادہ تر قریب غور ہو اور کرکین خان خانی شہر کی راجا
 استحکام ہو اصرہ کو وقت مہدیخان کی مطلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان آؤتھو ہر آ رہی تھی دوپہر تک گزرتی
 میر نام وغیرہ کی پہونچنے اور میر بہمن خان کے غالب آنے اور اسن کے بہانے کی خبر آئی جان رفعتہ سخن زارین
 استراحت فرمائی اوس وقت نوافست نوبت کا حکم ہو اشدایا بیخ کے صبح کو ملازمین اگر حاضر ہوئے چونکہ
 میر عبداللہ کو اسی اندیشہ شک سے عظیم آباد بجانے دیا تھا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کر کے
 اپنے گھر سے جو متصل کوٹھی کے ہے داخل کر دے القصہ یہ زندہ کورا و من دونوں نے باہم حضور میں پہونچکر
 نذر مبارکباد گذرانی اوسنے یہ زندہ کور سے کہا کہ تم کہنے تھے انگلشی لوگوں کو زندہ کہا جائے ہیں کوئی ادنیٰ
 روبرو نہ ہو سکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے اس جاتے رہے اور بندہ سونے سے کہا تھا ہمارے آشنائینی
 ڈاکٹر فارمن نے مجھے عجب سلوک کیا فوج کو کھنی اپنے گھر میں طلب کر کے یہ بنگاہ یہاں کر آیا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ
 کس حساب میں ہے جو ان سے آشناسو گا جان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہلوگوں کو جاتے کہ
 حضور کے آشناسو دوست اور دشمن سے دشمن رہیں اگر ڈاکٹر کا کہنا درست ہے ہمارا یہی آشناسو
 ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن میں القصہ بعد اس خبر کے مکر احکام اپنے عمال مالک محروسہ میں صادر فرما
 کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلہ و آشتی نہیں رہی جہاں اس فرد کو اپنا قتل کرو اور پتہ میر ستر
 امیٹ کو پتہ میں بھی حکم ہے لکھیہا تھا اسی حکم عام کا شہرہ جو مرث آباد میں پہونچا ستر امیٹ میرا کہ سون
 ہمارا میان کے سوار ایک وغیرہ جاعدار ان عالیہاہ نے محصور کیا یہ چند آدمیوں نے بجز والہاں کیا کہ یہ زندہ
 عالیہاہ کے حضور میں پہونچو مگر اوان گفتنوں نے کچھ نہار و زچہ نہ ہا نہ تاریخ ذی الحجہ ۱۲۸۰ ہجری کو یہ ایک کی
 گردن ماری اور اونکا سر عالیہاہ کے حضور میں بھیجا اور اسی روز کوٹھی انگلشی کی جو قاسم بازار کی نام سے

استہار کہتی ہے تاریخ ہوتی

کوٹھل کلکتہ میں عالیہاہ کی لڑائی نصیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ یہ لگانا اوتھو قید آنا
 سترہ سن وغیرہ انگلشی کا سونگیر میں عالیہاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر

چونکہ اور کو نسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس کو میر کو کر و مذویر خیال کر کے آغوش ہو کر
 اور در جواب اوسے کا غلبہ پر ایک نے اپنے دستخط لکھ دیا کہ اگر عالیجاہ مقیدوں کو کو قصہ اور زیادہ مار ڈالے
 ہم کو سوائے انتقام کے کوئی غرض منظور نہیں ہے ہرگز اوسے آشتی نہیں کر سکتے شمس الدولہ نے کاغذ کو زور کو جوڑا
 مرغ برنامی کے عمدہ دست آویز تھی اور اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا اب باقی میر تجھے کہ پاس جانا چاہئے
 اور اوسکو پہلے عالیجاہ کے مقرور کر کے اس اپنی فرج کے پہنچا چاہیو یا اتفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خان کو رو کر
 امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی بعد گفتگو اور قہر بعض شروط اور قول و قرار قہر کے
 مرادہ لشکر جعفر خان کا درست ہوا ملک سے بغیر زرم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے ستر الحسن وغیرہ
 انگلشی راجہ منہی فوجدار سرکار سارن کے اگر قرار ہو تو اب اور بندہ اسے چھاتی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ
 کو بھی اور باقی پور میں ہمراہ ستر الحسن کے تھے عالیجاہ کی سرکار میں ضبط ہوا اور انگلشیان مقید کو میر مہدی خان نے
 بموجب حکم عالیجاہ کے موکد بھیجا اور عالیجاہ نے ستر الحسن وغیرہ سرداروں کو حوالہ شیخ فرحت علی کر کے سولہ دان
 بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلشی اس کے حال کے ماتحت لے گئے اوسکو حکم ہوا کہ زیر تیغ کریں بعضوں نے
 براہ ترحم چند روز تک کیا بعد ازاں جب فوج انگلشی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدوں کو چھوڑ دیا اور بعض نے جو کہ
 غیرہ سردار بے خرد مغرب رویہ افواج انگلشی سے دور تھے مقیدوں کو زیر تیغ مہدی فرج اپنی اسٹمپ الحسن وغیرہ انگلشی
 شیخ فرحت علی اور کرگین خان کے سوالات میں سپرد کر کے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی ایک روز ڈاکٹر فرٹن نے
 اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بتا دیا موع کو بھیجا بیجا بندہ موع نے بدین نظر دیکھ کر اسنے اوسپر بہت سے احسان
 کے ہیں کوئی بات اوسکے حق میں کہنا ضرور ہوا اور سبقتی قصاص و قتل ملتی سبھا کیونکہ گمان جاتا تھا کہ یہ قہر
 کر اوسکے آدمی کے آئے کی خبر چونکہ کے پاس آیا ہے سب عالیجاہ کہ پہنچ ہوگی اگر بندہ اس ام کا اعتبار نہ کرے
 ہر گمان زیادہ ہو جائیگا بندہ امجل حال عالیجاہ سے عرض کیا اوسنے جواب دیا کہ تمہارا آشتی نامے اگر اسوقت میں
 خبر گیری کرو کچھ ضالیقہ نہیں لیکن یہ کلام طعنا آمیز نہ ہے اتنا سمجھو کہ مجھے نہ زیادہ خیال باقی سے آشتی نامے
 چونکہ اوسکی خاطر داری بہت ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تو میں کیا ہوں اور اگر
 نہ کار تقصیر وار ہو مجھے کچھ سروکار نہیں اس کلام سے ستم ہو کر فرحت علی کو رو دیا کہ کہا کہ ڈاکٹر فرٹن غلام میرا
 پیغام دیا اور انہوں نے جو کہ میر دوست تھے مجھے مطلع کیا اسطرح مدد باجہ اوسکے آدمی کو ہون کے تم اپنے
 پیش و پس کی خبر نہیں رکھتے آئندہ احتیاط رکھو کہ ان کو دلہوس وغیرہ ضروریات سے اوسکو تصدیق ہو لیکن
 یہی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمد رفت پیغام و سلام کی لشکر کو نہ سے نہوئے پائے کہ مبادا قہر ڈاکٹر فرٹن
 بندہ موع نے اپنی جان کا خوف کہا کہ پہنچ گیا اور بیچارہ انگلشی کمال حفاظت اور احتیاط میں مردم نہ کر کے

ماحقہ عالمیہ کے پوچھے ہوئے عظیم آباد میں مقید رہا

مگر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور حفصہ خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فریادی اور پیش قدمی اور خود سری کرنا انگلشیوں کی جنگ میں اور سید محمد خان نائب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کی ہیفت سو دہ لاقی ریاست و سروری تھا سید محمد خان نائب مرشد آباد سے جو مرد یونچ بیچارہ تھا سر فروغ نہو ناتما اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ جو ان مرد کو کچھ نہیں علم کی طاقت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اس کے دشمن کی طرح تھا اور اس کی بلند نامی اور بیک شہرہ کی کے انش حذبہ جلا جاتا تھا اذنوں میں ان کا نام انگلشیان ہجیرہ کی جنگ پر مامور ہو کر نواح کنوہ میں پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان جو کہ عالم شہر اور صاحب اختیار مضم اور اسباب کا تھا طلب کیا اور ان حق نے باز دی اسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سر انجام اسباب مطلوب میں فعل کیا اور اس توقف کا انجام جو اسکو آقا کی برائی سخی نہیں سمجھتا تھا نا آنگہ افواج متعینہ ہو گئے سرشد آباد ہو کر آگے کو بڑھی عجب نہیں کفرج مذکور کو سبب نفاق کے جو محمد تقی خان سے رکھتا تھا اسکی تعمیل فرمان سے سخرت کر دیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہر چند خانہ کورنے انکو کہلا بھیجا کہ کیا ہو کر ہمارا بیچارہ ہو گیا مگر انہوں نے اٹھا ہا گیا کبھی اوسط علم و فرد کش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی وہ پلٹن انگلشی کی مای سے جو کہ ظاہر اوس فرقہ کے دھان کو سخی تھی سنکر فرج مذکور نے اونپر جڑہ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بھیجا کہ بعض برق انداز نے ہماری مدد کر و محمد تقی خان نے بنا بر رنج بدنامی اور کارسہ کار کے شہید ہوا جو انان پنج جو کہ اسکی تائید ہو چکے ہوئے تھی اور دوسرے روپہ ماہواری کے لوگ کر تھے اور حسب ضابطہ ولایت و دہاشی اور پوراشی اور دنیاک باشتی انکو مقرر کر کے حسب ایاقیت ہر ایک کا در ماہہ بندہ سے تیس روپہ اور ساٹھ اور سو روپہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگوں سے ہندو ق اندازی کی توقع کرتا تھا اور انکی بار برداری کے لئے گھوڑے بیل اونٹ مقرر کیئے تھے تاکہ انکو عذر بار برداری کا نہ ہو نیز شہید ہوا اور اسکی سزا کے کچھ کھدے نہ لیا جو ان اونین و پاسو غفر لہ انداز فرامر اپنے حید کے اونکی بد چہ بھیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہو کر شہید کور وادہ ہوئے اور فراموش حسن اتمام سے اون دونوں پلٹون پر غالب آئے اور انکو جہانے آئی وہیں پر جا بھا گیا اور خود پہونچ کر مای کی کوٹ کو محصور کر لیا تاکہ وقت شب پلٹن بروان وغیرہ کی فوجیں اون پلٹون کی مدد چاہو پہونچیں یہ سب سب مجموعی ہری کر دوسرے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختر خواص ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب اٹھ پیہ لائے آخر اٹھ کر

جہاں یون کے مقتول و مجروح ہوتے جامعہ مذکور بنیاب ہو کر ذاری ہوئی جب محمد قلی خان نے لشکر کے قریب آئے
مخالفہ کو رے کشناب انہی طرف کچھ لین انکو اوتارنے کی راہ مذہبی ناکہ بند ہوگئی مری خراج میں اگر مروجہ دل کشش
بانی فوج کے ہتھوں اور فوج انگلشی غالب ہو کر دو تین کوس و دان سے پیشتر نہ ہوئی

ذکر جنگ کرنے محمد قلی خان بہادر تیرہ مری کوڑہ کلانی کا اور جان نثار و ناقتہ راہ ساسی کو

محمد قلی خان بہادر دوسرے پانچ روز و نیم ماہ محرم ۱۱۸۷ ہجری کو اپنے جمعیت ہر اہم کے ساتھ سوار ہو کر میدان
کا زاری میں بغیر ہتھیاری جو اس عزیز یاغی علی عمر سبک رفتار تھی آیا ہر اہم یون سے اپنے نسلی اور اتھات بسیار
فرما کر تھکے اور تسبیح جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح ہر امید و ارامت اعلیٰ کہا الوض تھ
و تفنگ چھکا یا ہر ایک کا ایسا دل بڑا یا کہ ہر ایک نے فقہان سے خیرین غالی کیا خاند کو رے ناکہ کر کے
فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا تو پ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑھتے تھے نامر و تے
ہوئی کہتے تھے جن جن کی موت کا وعدہ ہوا ہو گیا تھا گو کہ گولی تو پ و تفنگ سے آلودہ ہو کر انفا سے وعدہ بین
منقل ہوئے محمد قلی خان کے دل دینے سے اسکو طرف وہ جیرہ دستی ہوئی کہ کیندر فوج انگلشی منقلب ہوتا
انظر آئی اسی عرصہ میں محمد قلی خان کے پیروں گولی لگی گھوڑا فرش عدم ہر پوٹ گیا یہ جو امر دوسرے راہو پر
سوار ہوا انہایت منقل مخالف سے جا پہنچا غنیمت کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی تھی لیکن جب مخالفان
نا آلودہ مری گولی محمد قلی خان کے گھوڑے پہ آئی اور اس راہو اس نے بھی عرصہ عدم کو قدم بڑا یا ابھی سے
گھوڑے کی باری آئی اور آئے کو بڑا فقہار خاند کو رے پہلو سے سینہ میں گولی اگر نکل گئی اس دلاور بہادر نے
دامن فراہم کر کے لڑتے پڑا انظر مخالف سے پردہ کیا آگے کو قدم بڑا یا انگلشیوں نے عین پس پاؤں
فوج کو نالہ میں بطور کین کے قائم کیا اور محمد قلی خان نالہ کے سر پہ توجہ یورش تھا چونکہ دریا جہ مذکور پر موجود
یہ گولی گہات خوب زکرا تھا لہذا یونٹ میں غنیمت نہایت مجموعی ہو کر ایک بالکی بارہ مری اس بارہ میں اکثر مری
محمد قلی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گہت گئی اور ایک گولی حسب تہرہ پیشانی محمد قلی خان کی چین پر لگی
کو نور اپنے ہر اہم یون کے ساتھ دیتے کو خود ہی روانہ عرصہ عدم ہوا یا بیاندہ لشکر پر شکست آئی بلکہ
سر اسیمہ ہو کر سب فرار ہوئے انگلشیوں کو فتح نصیب ہوئی انگلشیوں نے اپنے مجروح کو دو کو پیٹ ڈال کر
سب دیکھا اور خود دو تین روز متوقف ہو کر عازم پیشتر ہوا اسید محمد خان اس خبر سے مضطرب ہوا نیز اسکا
کہ نوکر جمع کرے اور اسباب اور سامان علیجاہ کا جو دہان تھاج جمع کرے فراری ہو کر لشکر علیجاہ کی راہ
سیر زامہ امیرج خان سراچ الدولہ کا مسرا جو کہ مرشد آباد میں علیجاہ کی غنائت و صحبت سے عرصہ قضا
میں صغیر خان کے استقبال ملازمت کو دوڑا اور حسب الامر میرجعفر خان نے جہٹ پٹ کر مرشد آباد میں

اوستا سنا دی مکرانی اور غوغا بلبل بلبلہ مذکور کے انائی وموالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم سے لے کر پوری روز
بکثرت کو میر جعفر خان سے فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا کہ قیدر خفیف ساتھ لڑائی نہیں دیں اور اسی موالہ مکرانی لہجہ میں
مقرب سے دست بردی کی تھی میر جعفر خان چھ روز مہابت جنگ کے دو تھکانہ میں جو مرشد آباد کا دارالامارہ تھوڑا
فروکش دلا سائون دن سحر کو مطابق پیر یوم محرم سنہ مذکور سے فوج انگلشی فوج جنگ بلبلہ نکلا

علی الجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوج چھوڑنا اور ارباب

میر قاسم علی خان محمد تقی خان کے قتل کی خبر ملنے کو ہ اور بدوان میں سکر مضطرب ہوا اور شیخ عیوب اللہ علیہ
افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشتہ میں دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار قریش شہابی کا تھا
سے شش ہزار سوار اور مالکار اور فوج کو مع سات آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر دار و میر یازدان کو علی الفور
فوج مذکور کو نزدیک بھیجا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوئی میں فوج مخالف سے نرم آور میں اور شیخ علی خان
فوجدار پور میں کہو یہی کہہ کر ادنیٰ تو سلطان معز الدین حسین خان ولد سیف خان میں تھا اور علی الجاہ کے وقت میں
ترقی کر کے جگہ صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورے کا فوجدار ہوا انکی دھڑکی کہ جو لنگھا کر کے شریک
اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہوا اسد اللہ خان اور شیخ علی خان وغیرہ فوج کوچ کر کے شیخ عیوب اللہ سے بیان
سوئی میں ملے ہوئے

سیدان سوئی میں لڑائی علی الجاہ کی انگلشی والے اور مغلوب ہونا

روز شنبہ اکیسویں ماہ محرم کو مقابلہ طرین ہوا مالکار رشتہ اور سمر و سٹہ شریک بہ صفت اراکی کی اور اسد اللہ خان
انکے دست راست آٹھ فوجدار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونوں فوج کے بلو میں
شیخ شہیر علی خان و دین ہزار فوج سے مستقل ہوا اور فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ ہو گئی صف آرا ہوئی
توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم بڑھتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعو ہو بہت تھا اپنی فوج کے بلو میں کی طرف
شوک ہو کر نصف میل یا کچھ زیادہ راہ طے کر گیا اس مہم میں فوج غنیمتے سمرو اور مالکار رشتہ پر غلبہ ظہر کیا
اسد اللہ خان سے فوج کے بداعیہ پورش غنیمتے پہلو سے نمودار ہوا جب اسپر اسے متفق ہوئی میر بدر الدین خان
رسالہ رسد سے اپنے رفقاء کے علیحدہ ہو کر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تہا ری فوج کے کنٹینر میں جوق کھڑی
چھوڑی انشا اللہ میں ہی بیعتہ جاتے یہ لکھ کر گوش بر آواز ہوا جب فوج اللہ واکبر اوسن مجمع گرت گوش زد ہوا
اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے تحریک ہوئی فوج سوار ہمراہی سے دشمن پر جاگرا اور اسکے دست چپ سے
میر ناصر داروغہ نے پورش کر کے فوج غنیمتے پر عدتہ تنگ کیا لکنہ مقابل میر بدر الدین خان کے کتر ایک بلین ہی تھی
پس پامو کر دریا میں جو پھینچ تھا جاگرسے اضطراب کے مارے ترویک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر باقی مکرور جہتی

ہنگ تھا بعض مہاجرین میر بندہ کے محو و مشغول میدان میں گھر کے تیزہ نعرہ مراد تھی بندہ کی گولی اوسکی گھوڑے کے لگی اور اوسکے پہا کی کاہی گھوڑا اوسکی مقام پر گر اور اسد اللہ خان کے پیش قدموں سے ہی اکثر کشتہ اور بعض نیچان بسمل گرسے باقیانہ مجروحوں کی تڑپ دیکھ کر جرات ماری دور سے میر بدر الدین کے روبرو کھڑی ہوئی میر بدر الدین کو روبرو ایک سدھاریل ہوئی جسکا خندق بانی سے لبریز اور اوسکی مٹی روبرو لہراتی تھی یہاں سے نکل نکلنا تھا کہتا تھا کہ ہر چند آواز دی اور اشارہ کیا کہ اسد اللہ خان مع سواران برق انداز کی پہونچ کر تلگوں پر نوپ لادی مگر اوسکی جرات ہوئی اور سرداران انگلشی کی فرست پار سر فوس آرائش صفوں اور توپ کی کرنی اور دوسری طرف میں زامہ وغیرہ جو هجوم لائے تھے بسبب یہ پہونچنے مدد کے کچھ نکر کے برہمی ویرنگ مقابل غنیم کے دست گیر بیان کہڑے رہے فوج مخالف جو اسے روبرو تھی حسب الحکم ہجراوس کی اپنے بندو ق چتیا لین اور سنگینوں کی لوگوں مانند و ندائہ میں کی برابر چندین تاکہ دشمن کو اسے گذرنا ناممکن ہو بندہ نے اس احوال کو اپنے قانون سے زبانی کر نیل گاڈرو اور متدین طرفین کے سنا خبر لگاڈرو جو اسوقت میں کپتان یا الفنت تھا کہتا تھا کہ اگر جنگ سوتی میں عالیجاہ کے لوگ ہلکو عبت بخت جیروز سیدان میں مصروف تھگ و تاز رکھے تو ہمارا کام تمام ہو جاتا جب تہوڑی دیر مدد کے انتظار میں گذرا اور پیچیدہ ہو گیا پس کوئی اب حربہ تھا جو اس قدر فاصلہ سے مخالف پر واز کریں ہر چند اشارہ اور آواز سے پس ماندوں کو طلب کیا مگر کسی نے اوسکی مدد کی اس حال سے نصرت و فوج سے مالوس ہو کر کمال افسوس میں تھے کہ اسی ضمن میں کپتان نے فوج مقابل کا کارار مینی اور سردار مخالفوں کی مغلوب دریافت کر کے دو تین کپتی تلنگہ کی انہی مدد پہونچی اور اوہر جب یہ دیکھا کہ ہمارے مخالفوں کو مدد کو کوئی نہ آیا حبارت کر کے حواس درست کیے میر بدر الدین اس کو دیکھ کر مع رفقا کے عرصہ کارزار سے واپس ہوا باقیانہ دن نے ہی اوسکے پیچھے آبروی دے تھوٹھا یا اور یہ زامہ وغیرہ جہالت کر کے وہیں ٹہرے رہے اور فوج ہذا انگہ زنی سے جان نثار ہوئے لکھار اور سردار خود پیشتر سے فرار ہو گئے تھے مخالف کی فتح ہوئی اور فوج مفرو عالیجاہ کے بری ستانے سے قطع راہ کر کے دریا جہ اوہو امگ جو انہیں دنوں کو عالیجاہ نے آراستہ اور مستحکم کر رکھا تھا بہاگ کر اقامت گزین ہوئے و لان کی فوج مع جماعہ مفروریان کے کچھ مخفی ہوئی عالیجاہ کو جب خبر پہونچی نہایت مشوش اور زرد ہوئے لگا

نقل عجیب متضمر حفظا در قریب

کنل گاڈرو دہا در جو کہ اب جنرل اور سالار فوج متغینہ صوبجات دکن اور گجرات کا ہے بندہ مونس کے روبرو بیان کرتا تھا کہ جملہ مجروحان فوج عالیجاہ میں سے ایک شخص تھا جسے سر پر زخم توار اس شخص

لگاتار کہ وسط کا سہ ماہی کا کردار دونوں شہد سے نکل گئی تھی ڈاکٹر کو اسید شفا معنی بلکہ مروون میں سمجھا تھا اور وہ بیہوش تھا چونکہ سانس جاری تھی لاجاً و سکوہی زخمیوں کے ساتھ اوٹھا لائے اور زخم کو چھینہ سے بانڈہ دیا تیسری روز جب مجروح کو دیکھ کر گویا دیکھا کہ مجروح مذکور چاقو مدار بہتہ اوڑھا رہا ہے اور جرحت

مندیل حاجت مرخصین البتہ بصلحت محمود ہو گیلی

خبر شکست سوئی کی عالیجاہ کو پہنچنا مال و متاع اور متعلقون کو قلعہ رتھاس بھیجا خود عازم خٹک ہوا مال بیم و یاس سی

عالیجاہ نے جب محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر سنی اس قدر غم ہوا کہ مال اور متعلقون کو قلعہ رتھاس روانہ کر دی بہت سی عورتیں جو بضابطہ لڑائی ہند کے اوسکو مکاتین جمع ہوئی تھیں اکثر ان کو جنہیں قابل طلاق سمجھا تھا حکم دیا کہ جہد جاہیں چلی جاویں اور اپنی بی بی بنت سیر محمد خان کو مع دیگر زمان پسندیدہ کے اور نیز مال و متاع کشتی اور گاڑی اور دھنی لونٹ برابر کر کے مصحوب پیر سلمان خانسا مان اور راجہ نوب رائی اور بعض متعلقان کو قلعہ رتھاس کو روانہ کیا اس سبب سے تہوڑا انقلاب ملا زمان قابو طلب اور نوکران بے ادب کے دہلیں بند لیکن خوف کے مارے کچھ تبدیل و تغیر بند و بست و انتظام میں نہ کر سکے جب خبر شکست پائی اپنی فوج کو مع تمام سوتی میں بستے سے مضطر ہوا اٹھو نوگیر سے بابت فوج متعینہ دریا چا دو ہوا کے نکلنا چاہا تھی نہ رہے کہ دریا بڑا دھوا راج محل کے جنوبی پہاڑوں سے جاری ہو کر گنگا میں ملا ہے نہایت عمیق اکثر اوسکے کنارے صحرائی خاردار ہیں اور بجز لیک پل کے جو عالیجاہ نے بنایا تھا کوئی راہ نہیں ہے عالیجاہ نے دریا چاند کو رکو چند قدم پیچھ چھوڑ کر اوس کے خندق عمیق طیار کیا اور ایک سدا سپر نہات مستحکم بنا ہے اور کوہستان سے متصل کر دی اور علاوہ اوس خندق کے ایک جھیل بھی پہاڑوں سے نکل کر نزدیک دریا کی گنگا تک ہے اور اس خندق پر خام پل بانڈا ہر سدا مذکور میں بطور قلعہ کے راہ چرچ بنائی کہ آمد رفت اوسی راہ سے ہوتی ہے اسکے سوا کوئی راہ گنگا کے اوپر عبور کو نہیں ہے ان اگر چاہی گنگا سے عبور کرے مگر یہ بھی در صورت مراجعت کے مستعد ہی لہذا جاکے مذکور کو عالیجاہ نے استحکام دیکر دافعہ انگشتیہ کو موقع مناسب سمجھا اور افواج متعینہ کو نہایت تاکید حفاظت صادر کی اور اپنے سفر مقرر کر کے پیش خیمہ روانہ کیا اور احضار لشکر کو حکم فرمایا

برگرد ہونا عالیجاہ کا فوج او دھوا کی اعانت پر اور اکثر قید و ماکتیل ہونا

جب عالیجاہ نے کار سازی سے فراغ پایا ہر محرم ۱۲۸۱ ہجری کو قلعہ نوگیر سے وقت شب بساعت مہموہ و فکھر داخل لشکر ہوا چونکہ اسکے مزاج میں سفالی بدالانت کرگین خان کے بڑے گلہ تھی اندونین بواوید حال تیریاں کر کے اور اعلیٰ طرف سے اندیشہ ہو کر فلولان قتل ہوا ہر چند سیارہ قید یون کے نام معلوم نہیں مگر اسقدر جانتا ہے کہ ایک دم

کثیر سخا جملہ عظام و سین راجہ رام نہ این نام عظیم آباد اور راجہ راج بلہہ دیوان بہمنیت جنگ مہاراج نام عظیم آباد میں چند
فرزند و بلند اور اسے راجاں اسیدور ام میں فرزند اور راجہ فتح سنگ اور راجہ پنا و سنگ زینداران لکھنؤ میں اور راجہ پنا و سنگ
جو پورنہ میں قید تھے و دیگر زینداران اور ماموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نہ این کو بندہ سنا
کہ بالکل پکا کہ اس کے گھوڑے کا کفر قاب کرایا اور شاید کہ اور لوگوں کو واسطیج در بایں عدم کے کنارے لٹکا اور
جماہ افگشتی کو نہایت اسیاد سے محسوس رکھا تھا ہر چند کہ گین خان اس کے قتل میں بھی متحمل تھا مگر عالیجاہ کچھ باجی مصلحت سمجھ کر
اس بارہ میں اس کی ہٹ بستی تھا اور سپاہ ہند بموجب اپنے ضابطہ کو کہ رہتے ہیں ذرا سنا وقت نازک دیکھ کر تریابی
کو روکتے ہیں عالیجاہ دیدہ و دانستہ لائے لٹکا تاکہ آہستہ آہستہ سے فوج کے در بایں چند لگے ہوئے ہو چکے ہوں اور افواج اسیلاق
اور لائقہ ہوئے اور دو اہر ہند ہو کر سداہ افگشتی ہوئے اسی ضمن میں جب افگشتی کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تھی
عالیجاہ جو بایں سرحدان شجاع تھا آنرو کی کہ کامگار خان یمن بھی اپنا رفیق ہو علی ابراہیم خان کو اس مقدمہ میں
واسطہ کیا خاندان کو نے اپنی کوشش سے اسے حاضر کیا معروف لائقہ اس کے لئے معین ہوا اس سفر نے ابراہیم خان کو بہت
جب چند روز اس کے گزے کامگار خان کو کہ گین خان نے مارا اور ہوا جانیکو کہا کامگار خان نے جواب دیا کہ وہاں پر
اجتہاد سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹھی ہے اگر میں بھی گیا اون میں شریک ہو جاؤں گا بہتر ہے کہ کوئی رئیس دو لقمہ
کوٹلی سرور ابرہیم جاوے تاکہ حاضر ہو اس کے زیر حکومت کار سرکار میں مصروف ہوں اس جواب سوال میں
طویل ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ تم نے ابھی جنگ نہیں دیکھی بندہ جو کچھ مناسب حال دیکھتا ہے کہتا ہے
کہ گین خان نے آرزو ہو کر عالیجاہ سے شکست کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان کے
جنگ اور ہوا کو نہیں جانتا ہے عالیجاہ نے اس کو عظیم موجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ میں چند کلام شناسا تو فرمایا
تھا اصحہ یہ کہ کامگار خان قضیۂ نام فضیہ کے استعار میں لڑائی کو نہیں جانتا ہے یہ ارادہ کہتا ہے کہ اگر نوعدگیر غلو بالک
مشاکو غارت کرے کہ گین خان کہتا ہے کہ شاید آپ حکم کا انتظار رکھتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی
ذہیر آسان ہے بندہ کو نظر بند کر کے کامگار خان کو جو منظور ہو حکم کیجئے عالیجاہ عذر خواہ ہو انت علی ابراہیم خان
جو سوال جواب کہ گین خان اور کامگار خان کے درمیان میں گزرے تھے بیان کئے عالیجاہ نے یہی رئیس
مطاع کا بانا دیا سنے انکار اور ہوا کے مناسب جانا اور کہا کوئی سے علی ابراہیم خان نے الناس کیا کہ جس سر
کہ گین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہیں دیا ہے الا شاید کہ وہ تجھے عالیجاہ کے کہا کیا و جگر ابراہیم
عنس ہوا کہ اچھا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب کہ گین خاں کو تحفہ مفردی اس سے جواب دیا کہ احوال ہے
اور ہوا کا جو کچھ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور بیٹے بھی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا یہ حضور کے سپرد نہ کیا
اس دار دیگر میں حضور کو نہ تھا نہیں جو ہر صورت کہ گین خان نگیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان کو واسطی

میں صوبہ نامی اپنے کے بیہوش ہو کر رہ گئے اور وہ وہاں جا کر صدر شورش ہوا اور افواج انگلشی کو ہتھیان کر کے سنبھال کر اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے ہونے کے اور ہوا کا فیصلہ ہو گیا اور شدت برسات اور طغیانی دریا اور غریبی اور جہیل وغیرہ سے جو جنگالہ میں کثرت میں تک قیام کی بنا پر مدد ہوئی چپاؤنی کی فرصت بنائی اور یونٹس اور ہوا کا کارخانہ لوگوں کو اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ میں نکل سکا اسی وقت میں کہ عالیجاہ اور چھپڑا گریز قریب تھا خلیفہ خان جو اقرائے میرزا حسن ہوا درمعد جنگ میں اور لڑا پختہ خلیفہ صدر العہد ایران اور باغیض سپہ سالار سلطان ہندو لڑا لڑا شہر شہلیہ الدولہ و درمعد جنگ کے اتفاق سے عاجز ہو کر مع جند رفا کے لشکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو ہمدار اور کراٹک اور ہوا پر باور کیا

مظہار میراج الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے واپس آئے اور کراٹک اور ہوا پر باور کیا

اس میں تیس ہزار میراج الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلیفہ سیف خان بن امیر خان صوبہ کابل جو بہرہ عالیجاہ کے موٹیکو چھانکے وجہ لائق نہیں پاتا تھا بھی شورش سے خیر گیری دعوتی تھی جس کے سبب سے تباہی عسرت میں اوقات کتنی اور اسلئے جبکہ اوقات گذری کر تاتھا تا آنکہ فرصت بیکار کشتی منتر کہنے ہم ہونچائی اور ملحقوں کو انعام دیکر ارضی کر لیا اور کٹاروں لگھا کے گوشوں میں رفاقت عالیجاہ کے نام سے رکھا تھا اور عالیجاہ کا انجام کار و کجی دیکھتا تھا ناگہان کل دوستوں نے خبر پورنیہ لوگیا اور پونشیدہ تار کی شب میں محمدی بیگ اسچلیپ کے میرزا دے کے گھر جا بھرا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف لہایا عالیجاہ کی دہشت سے ڈر کر اپنے مکان میں کیا بلکہ پورنیہ میں لوگ مار مار کر ہٹا کر لہا کر چلے جاو سپہدار اوسکی کشتی پر سوار ہو کر راجہ کوئی قیدی میں جو آدھی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسکی جگہ پر مذکور نہ سونہر اسی جو اوسکے بچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ میں جا بیٹھا مع دو تین فیکنگا کو نام تبدیل کر کے پانچ چہ روز لبرہ کی اور بعض ہر کاروں کو مقرر کیا کہ نہر اوہو اکوڑالی کا حال قبل اسکے اوسکی خبر شکار ہو چکے ہونچا نا جہوت انگلشی مخالفان اوہو اب غالب ہوئے اور لوگراں عالیجاہ کی شکست ہوئی اول اسکے جہز روح الدین خلیفہ کو پہنچائی اسوقت میں شہر علیخان فوجدار پورنیہ وار اوہو پورنیہ جا لے اوسکے ہی دو بہائی جند لوگ سے دارالامارہ کے دروازہ پر جس دھڑا شاک کی طرح بیٹے سے اور زرخیز قریب دھلا کھڑو پیر کے کشنوں پر کیا اوہو اسنے اسلئے اسلئے لشکر کے سپہدار جنگ کو کشتی کو قریب فروکش تھا اور جند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خیر شکست مذکور باکر شہر پورنیہ کے گھر آیا چونکہ اوسکا پتہ تیس ہزار داکھا حاکم اور مولت جنگ کے عہد میں اوسکا دادا تھا وہ وہاں صورت سے محمدوم راجہ اوس شہر کا تھا اور نہروں آدمی خاندان عہد کے اسکے باپ کے پاس لکھ اور

میں ہوں احسان راضی و خوش زور ہے اپنے دہان پہ چونکہ اکثر دوست و آشنا ہوں کو غیر اہمنا و شہنائی
 کر رہا ایک سے کہنا کہ جو کوئی آپ کے ہمراہ صاحب جرات اور صلح و صلح کی شب پر ایک کو میرے پاس لانا چاہے
 تاکہ میں بفضل خدا اس شمع کے ساتھ ایالت پر زیب افزا ہوں و دست لوگ جابر و وفور ہوں یا ران محمد کو فرام کر کے
 نہ کر کیا جہ ہوتا کیوں نفرت و دشمنی حاضر آیا اول نماز کی وقت گوریاں سنگ کو جو کہ اس کے خاندان کا ملک پروردگار تھا اور
 اس وقت میں پورینہ کا کارگذار مفسدی تھا طلب کیا وہ بغیری میں حاضر ہوا اور آئے کے اسے قابو میں لا کر تڑپ
 مسجد چوکیا اور خود سوار ہو کر سب خبردار الامارۃ کے دروازہ پر آیا مایہ کو جو کہ ملک پروردگار کے باب کا تھا
 لکھتا تھا کہ پکار کر سپہدار جنگ کے رو برو لائے اسے بغیر اطاعت اور گنہ گزند مبارکباد کے کوئی تیرہ فریگی
 سپہدار جنگ نے در الامارۃ میں جلوس بفرما کر ملک شادمانہ و با حسب الحکم تمہیل ہوئی الی الی موالی حاضر ہو کر نذر
 سپہدار و فریگی لگے اس وقت سپہداروں کی کشتیاں طلب کر لیں اور ہر کارہ کے ہمراہ کسی سپہدار کو
 مع خط مبارکباد کے سپہ جعفر خان اور فرقہ انگلشی کے حضور میں روانہ کیا جو کہ میر جعفر خان کو ابھی عالیجاہ سے
 رشتہ باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجھ کر سند پورینہ کی اس کے نام لکھ بھیج سپہدار جنگ یاوری تقدیر ہی سند آ رہا
 اوتا اوسطہ عنایت نظامت مقرر جنگ کل بہ نزار اور کال رہا

ذکر جنگ او دھوا اور فتح انگلشی اور عالیجاہ و شکست بلوچا

علیہما مل فرج یظہر انفتاح راہ او دھوا پر دافو انگلشی کے واسطے ملحق ہیچہ تو نجات اور برقی انداز و نکاحی
 زیادہ ہوا اسد الدخان اور الفارار یعنی احرار الیون مع توپ اور بندوق جہاتی اور محمد تقی خلف کبیر علیخان
 شکستہ باقی اور حاتم خان اور میر جعفر خان اور شیخ حبیب اللہ اور میر حبیب علی خانی اور بعض ضعیف و رسالہ محافظت
 لیکن گور محاصرہ بشوار سمجھ کر اکثر اوقات غموس و وقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور
 کیے قید و زوری رکھتے تھے شراب نوشی اور تماشلے رقص اور عیاشی میں مصروف تھے اس عرصہ میں حجاز انجمن
 جب ہوا دھوا بعض لوگ رقتہ میر محمد خان بہادر اسد الدخان سے اور بعض اپنے ہمراہیوں سے اور نیزہ علیہما
 میر احمدیوں سے منتخب کر کے ہمراہ لے کر اور پور پور اور پور پور جا کر اس کے کوہستان سے راہ بہر ہو چکا ایک جیل سے
 بیاب راہ جو کہ سد پوریش انگلشی تھی سپہا کی اور وقت شب اور صبح کی وہاں سے نکھر کر غفلت میں لشکر گاہ
 انگلشیہ میں پہنچ کر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوہا اور اس کے لشکر میں سر اسکی ڈانی اور میر جعفر خان مضطر ہو کر قسطنطنیہ پہنچا
 چاہتا تھا کہ اپنی کشتیوں کا انکار اور علم کہ بعض فرج انگلشی نے پہنچ کر تدارک کیا اور میرزا جعفر خان یہ دست برد
 کر کے اپنی جگہ کو لوہا اور اس کے لشکر میں تازہ جو کہ روحی انگلشیوں کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں
 غایر ایک سوار اور فرقہ انگلشیوں کا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہو کر لازم علیجاہ ہوا تھا اور

موانع ضابطہ سستہ کے جب وہ ان کے ہاتھ پر مارا جاتا وہ شخص اس راہ سے باہر تھا میرا کہ کوئی باہر
 احتیاط اسی راہ سے جا کر نشان بنایا اور خود جیل کے کنارے اگر زبان نگہ نری میں فریاد وزن ہوا کہ
 مہذہ فلان ہے اگر میرا جرم نہ ہو رہنمائی کر کے تم لوگوں کو جو چہ پہنچو بخا دوں یقین سر داروں تو آؤ پہچانی
 ایمان اور قسم سخت سے ایمان کا پیمان کیا بعدد جمعہ اوسے آنکر ملاقات کی اول ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ تکرار
 بجائے اوس عرصہ میں بنیدہ وغیرہ اسباب پورشس درست کر لیا منظر معبود ہوئی وہ شخص ایک ثلث رات گزرتے
 پہنچو بخا دوں پہنچ کر ان ذیل جگہ انڈین اور نوٹین کرنل کا دروٹھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جانی پہنچے
 ہو چلا پر باجم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پہنچے وہاں پہنچے مشعل مہتابی روشن کرے پہلے گران ذیل سے تو نشان
 اور بندوق کو سر پر لٹکے آدھی رات گزرتے پہر اوس کی رہنمائی سے جیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکاپات
 ایک میل سے کم ہو گا اوس تاریک شب میں گمراہ سینک بائی نہماتے ہوئے دامن ہو چہ مذکور پہنچے مافظ
 خواب غفلت میں تھے انگلیشیوں نے زینہ لٹکا کر اوپر چڑھے کوئی نفیر نوازیدہ مہوا جا با کہ دم مارے مگر جو لوگ اوپر
 پہنچے کئے انہوں نے بنزم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کہ قیدر لوگ اوپر چڑھ گئے نصف آرائی کر کے مشعل
 معبود روشن کی افواج انگلیشی جو بل اور دروازہ کے مقابل منظر ٹھہری تھی ہجوم روشن ہوئے ہجوم مشعل معبود
 انتہاب نامیرہ جنگ و جدال میں مصروف ہوئی تو پد گولہ کی شہر زینہ بیاں شدہ و گردن اوپر سے اس پہلے سے
 محفوظین خصوصیت کو نہر شک و بالیا پہلے فرین گروہ کثیرہ محمد تقی خان کیگیباشی کے مجمع اور بعض مقتول ہوئے اور
 صبر بہت علی غانی پویشی فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبر فرار کی صرف توجہ نہوا جہاں
 بقیہ السیف کا اس درجہ کو پہنچا فوج انگلیشیہ جو دروازہ کے رو برو تھی اندر گر معذور سختی ہوئی لوگوں نے
 اس کراہیت میں درجہ مذکور کا میل کیا بعض تو شامی کر کے سلامت نکل گئے بعض غریب گرداب فساد کو سوار
 انگلیشیہ کے اس سر اسٹیک کی کو دیکھ کر اپنا پیرہ پل نہتہ دریا پر استادہ کیا فطرت و اور مالکا جو پیشتر چلا گئے تھے
 محفوظ رہے باقی اوس خلق کثیرہ سے جو نہ آیا حکم ستری نے انہیں بٹھلے پیرہ کے گھوڑا ہتھیار دیکر نہایت مذلت سے
 سلامت چلا جاتا مرزا خٹ خان نے چند ہزار بیون سے کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسدہ اعدان پلوچا
 دو میل کام فرسا ہوا بعد گھوڑے پر سوار ہوا پیش قدمی فرار کرنے اسباب کے قطع راہ کی اور
 پس ماندوں نے بڑے مشکل سے راہی پاکر سہرا در دوست لٹکے عالمیہ تک پہنچے شب و رشتہ ۲۶
 ماہ صفر ۱۲۸۱ ہجری کو یہ پورشس ہوئی تھی اور چار گھنٹہ ہی دن نکلا عالمیہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے
 یا شہر کے روز اس شکست کی خبر عالمیہ کو ملی اور عالمیہ کی کمر شکست ہوئی تمام دن توجہ ناچار نہایت
 پہلانی اور افسردہ ملی میں کامرات کو حسب صلاح کر گین خان زرائی سے واپس ہونا مناسب جانا

تہذیب و تمدن کی راسخ علیہا ہے اس کے لکھنے کا انداز یکساں ہو گیا کہ سواد و ہوا میں بھی لاجار اپنے اتفاق کے
 پیچھے ہو گیا۔ اسی علیہا نے وہاں دو تین روز تمام کر کے جو قلیل اسباب نعمت میں تھا ہوا لیا اور جو عادات
 سپاہ کے نظر اپنے اقتدار اور نیز امتحان اطاعت کے ملاحظہ کر کے بعد اطمینان مانع الہال ہوا اور وقت ملا کر ہر ایک
 نے اتنا س کیا کہ بارہ رات کی اسیران الکشتی کے پیشتر جو عزم کی تھی قبول نہ ہوئی اب بھی اگر رات کی بجائے
 بری نیلکامی سے اگر یہ نامنظر ہو تو مردوں کو رکھ کر عورات کو سوار کی بھرہ با حرام ہجرا دوس کے پاس بھیج دے
 اور سنے آرزو ہو کر جو بایا کہ اگر گین سے لکنا چاہتے تھے اب اس سے کہا گیا وہ بخیر ہو کر بولا کہ اس وقت کشتی نہیں ہے
 اور جو توبہ نہ ہو اب علینان نام عربی کو جو نواح اندا سے نہایت بظلمت نامہ دار احمد کر گین خان کے رفقا میں تھا
 ہو گیا کہ عمارت میں رہنے والے ہیں کہ مقرر کر کے عظم آباد کو نہایت کی ستر اس اور ستر شجری اور ستر نشن و غیرہ کو
 ہجراہ قید لکھا راہ کی صعوبت مخصوص نامہ سوا کی لایق بیان نہیں کی لچر اور دلدل میں کیا رو بدل ہوا اکثر لوگ فی
 باندیشہ جو پہل کے جو کشتی کا نیا تھا اور نیز رکھ رہے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تھا اور وہ پیش روی تھا بندہ
 یوسف علی خان مرموم خلف غلام علیان متفورا و غیر طاری اور سیرا با قرا و میرزا عبداللہ باہم تھے جو کہ سبقت کر کے لکھی
 جو رکھ کر کے اور ایک روز وہاں متوقف ہو دوسرے رات کو جبکی تاریخ یاد نہیں ساتھ عظیم ہر باہو اور وہ ساتھ قتل کر گئے
 جو ہلاک واقع ہوا اور وہ اپنی بیانی کے مکافات میں کر کے ہو کر ملک بقا اور ہی ہوا

اقتدار ہو گیا کہ گین خان رعباہ نسا کا لگ کر جل کو تہہ پھین اور آزاد ہونا قید مستی سے اور قتل ہونا
 جلت سہہ اور اس کی ہائی اور جامعہ الکشتیان قید کا مروجہ علیہا
 کر گین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دل میں رکھتا تھا اور اپنی کوجاۃ الکشتی کا عقد جانتا تھا چاہتا تھا کہ اضطراب اور
 اطمینان میں کسیاں ہر راہ رقتا کے رعب و سطوت سے اس پر سے اور پتہ میں جانتا تھا کہ الکشتی کے گرسب سہماز میں ہر
 یہ دست قدرت پایا ہے اور ضوابط موضوع انکا کیتھہ طبعیت میں اس قوم کے بغیر اصلیت کی ہوا جو مصرعہ ان متعلق
 شعلہ یہب سو فرق بین شجرہ ایضی جبکہ کلاہیشہ تجارت پیشہ رہے اور دور در کی دولت پر ہو گیا کہ نہ کر ممکن تھا
 کو غیر قوم کے ادب کا تقلید کر سکے یہ وہی مثل ہے لکھا کہ جو چلے نہس کی چال ہو تو ہوا اپنی ہی وہ چال چال
 القصد علیہا رہو اسے دو تین کوس پر جا کر متزل کرن ہوا اور کر گین خان حسب عادت سہو و تمام شکر کے
 پیچھے اپنے خیمہ میں تھا ناگہان دو تین ترک سوار نے جو اس کے ساتھ اوپر دوختے تھے اپنی خواہ میں بے طلب کیا اسے
 شذیخ جواب دیا ترک سواروں نے نیزگی زمانہ کی دیکھ کر لقمانا شدت کرنا شروع کیا حضرت کو چھلا خیاں
 دماغ میں موجود تھا بول دے کوئی حاضر ہے انکو پیرہ میں بجائے انہوں نے فرصت وقت پا کر جب تک خود
 نہ وہ تین ہاتھ لے کر گین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل کی راہ پکڑی اسکی

اور کہ جان بچی ہوئے اور یہ بھی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگوں سے خولان بن عبد
جہانی اور توسان کے ہوسے تھے اور کہتے تھے کہ اگر وہ بھی انھوں سے لڑ کر نکل جائے تو نہ بابر اور اکثرین کو
ہلاک کر جان و بچہ غرض کہ بغیر ڈاکٹر فخرین جو اکثر عمرہ اور امر اکامال ہوتا تھا اور علیجاہ کے دوستوں میں تھا کوئی ہند
نہ بچا بندہ شب اول کی بچ کو دربار گینا الاقید یوں کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تھا بعد سلام اور تہنویسی
ویر کے جب رخصت ہوا علیجاہ نے ہرا کر کہا کہ تمہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تھا سمجھتا ہوں کہ کون آشنا
اور کہاں سے آیا ہے پراوسنے کہا کہ خیر جائے حرم طلب کرینگے بندہ غوث علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے
خیمہ میں مستند آئینہا تہوید پر بعد چوڑا کر کے گیا میرے پہونچنے کے بعد تھوڑی دیر میں ڈاکٹر کو لباس ہندی لائے اور
چند روپے بذر دکھلائے علیجاہ نے نا منظور کر کے کہا کہ ہمارے ہمارے یہ رسم نہیں رہا اور بعد معافہ کہا کہ اپنے
آشنا کے پاس بیٹھو وہ میرے پاس بیٹھ گیا علیجاہ نے کہا کیوں صاحب یاروں سے جو رہی اور دوستوں سے دو غابانی
اپنی فوج الکشتی کو چاروں کے حید سے گھر میں رکھا اور بد وقت ہماری لڑائی کو کھلا لاؤ اکثر نے کھال دی وہ جواب دیا
کہ میں ہرگز ایسا نہیں کیا مرنے سے میں ڈرتا نہیں مجھے ہی قتل کیجئے مگر اتنا ہم تر است اگر نابت ہو آپ ہی اپنے قتل کو
راضی ہوں عقیدہ مند خان براہ اور امیر خان محمد الملک زندہ اور حاضر تھا اسکا گھر ڈاکٹر کے دیوار پر یوں تھا ڈاکٹر نے
یہ ہمارے ہمسایہ میں ان سے تحقیق فرمائے چونکہ یہ بات محض بے اصل تھی خاندان کو نے گواہی دی یہ آغاز مدارات
فرمایا اور کہا اگر کلمتہ کارا وہ موت لین لیمائے اگر میری جہرا ہی میں راضی ہوں تو قیام کیجئے ڈاکٹر نے براہ ہوشیاری ہم
حکمت کے جانے سے انکار کیا علیجاہ جانتا تھا کہ شاید وہ جو خمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہونہ ہو گیا
کہ نہائی میں سمجھا وونہ ڈاکٹر ایسا ہونہائی کے سمجھانے سے بندہ کسی اور خلاف مرضی میں متہم ہو لیکن ناچار
سایہ سرا پر وہ میں ڈاکٹر کو لیا کر اسکی مرضی بیان کی اوسنے منکر ہو کر کہا کہ اب معاملہ باوجود قتل ستر امیٹ کے
ممکن نہیں علاوہ اسکے کل ایک جماعہ الکشتی کا قتل ہوا بندہ نے اگر یہ جواب علیجاہ سے کہہ دیا علیجاہ نے ڈاکٹر کو
خفت میں بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہیں اول تو خود
منہج جو راہ میں ہے مجھے نہیں چوڑتی اور کاشٹے اگر پیشہ لکل گیا تو قتل ستر امیٹ کا ایسا نہیں ہوا جو صلح کی
نوبت آنے دے جب علیجاہ نا امید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہاں چاہی قیام کیجئے خلاصہ یہ ہے کہ اسکا رہنشاہ میں
مصحح مواعلی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کر دے اور ہر چند محافظ مقرر تاکہ آمد و رفت باہمی
کے مکمل ہونے پاوے اور حاضری لیمائے ڈاکٹر نے میزراہت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت
محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹھائے گئے اور ڈاکٹر طلق العنان ہوا علیجاہ نے قلعہ
موگیر کے نچ کی خبر سنکر عظیم آباد کے غوب رویہ قلعہ پہلواری میں جا کر خیمہ زن ہوا اور قلعہ مذکور اسطرح

ہوئی کہ جب انگلشی وہاں پہنچے غریب عینیان نامہ قلعہ اردو ہی روزین ڈر گیا اور یہ طبع کی کہ اگرچہ ہاتھ کم
 قلعہ انگلشیوں کے سپرد کر دے اگر ہر ایہیوں کو اس رفرت آگاہ کیا انگلشیوں نے خبر پائی چونکہ اسے اچ
 عالیہ کی جلدی تھی تھوڑا سا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعہ اردوان مقرر کیا یہی اسے علیجاہ
 پہلواری سے قبضہ مکرم کو چھوڑے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگھ ولد مہاراجہ
 شتاب رائے نے آباد کیا تھا جاہو پنا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ میں تھی
 اور مذی لبریز دشمن کا عبوسہرین مندرتہا دشمن کی خریداری کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
 عظیم آباد کے بھیجتا تھا اور انہیں دنوں بین احمد خان قریشی کو جو رام نرائن کے عہد غزل سے مور و عتاب سمیت
 مستمول عواطف فرما کر ملازم کیا اوسکی جاگیرات بھی واگذاشت کی اور کچھ نقد بھی بطور ساعدہ لطف فرمایا میر
 ابو ولید قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ اعجوبہ روزگار اور لبیب اختصاص میر خجہ خان کے اسکی
 نفرت سے گرا ہوا تھا اوسکے قریب میں آکر رہتا تھا کہ کرگین خان کی جگہ پر مقرر ہو کر اوسکی عشرت شہر میں رہے ہو چکر
 مستر مذہب و جدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا قریب دریافت کر کے اوسے مدار کرتے تھے شایکہ خدمت دیکھا
 عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حالات میں رکھنا مناسب نہیں عالیجاہ متوہم تو تھا ہی علی ابراہیم خان
 گھوڑا نہ کہ ڈاکٹر کو دوسروں کے حالات میں رہنا چاہیو خاندان کو رنے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہیں بندہ نے برقت
 اذخا صفت کے ڈاکٹر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹھائے تھے اب جو صلح ہوگی عہد ہوگی اور ڈاکٹر کو بھی
 اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ ہم ہو چکر اپنے دروازہ پر
 متعین کر کے سنبھا دیا کہ مردم میر ابو کے فضل بناوین اور اون سے کہا کہ بدوین حکم حضور کے ہم نہ اوشیکے میر ابو نے
 اس کلام کو ہر کارہ تعینہ شہر اور اپنے آشنا جماعہ دارون سے جیرا لکھو یا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو
 نہیں چھوڑے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہوں عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو کر سکا مگر گلہ پر میر مذکور کا
 علی ابراہیم خان سے درمیش کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اسوقت جینا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلاؤ
 تھے اور ڈاکٹر کو باغیا خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہاں کوئی نہیں اور جو لوگ اپنے نہیں ہمارا ملازم
 بناتے ہیں اوکو پکڑ لا دین تاکہ میر ابو کے لوگ وہاں اپنا کام کریں ڈاکٹر نے داندیس کی کوئی بیجا کر
 ایک کشتی بنھی بہم ہو چائی اور اوسکے ملاح کو انعام کثیر اس امر میں دینے پر رضی کیا کہ اوسکو حاجی پور میں
 فوج انگلشی میں پہنچا دے اور مع میرزا احمد علی خان کے سوار ہو کر راہی ہوا چکر عالیجاہ کی
 طرف سے دربار کی محافظت تھی کہ کوئی اس طرف دربار سے اوپر ملک کی طرف نہ جانے پادے لوگوں نے
 جب کشتی دیکھی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے تو رمیا یا جب تک اوپر کے لوگ کشتی نہ لے لے کر اوٹھاوین

اور اوسکو نزدیک پہونچیں ڈاکٹر نصرت دیا گئے اگر کیا او دہرے مردم افواج انگلشی نے جو ایک کشتی اپنے جانب آئے کبھی سوار کشتی ہو کر اوسکا حمایت کو آپہونچے اوہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکٹر سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے منہم ہوا مگر موقع کاوش نہ تھا + + + +

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بابا شاہ و وزیر جی سونا

افواج انگلشی عظیم آباد پہونچ کر راستہ باز اترشرفی سے بیرون ہوا اگر چہ علی مین جو پشیمیزا خلیل کے نام سے معروف اور اب کچھ مشہور ہے تو مین انگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل و خشت سے بنی ہوئی کہنے حتی منہم کر دی اول میں تھی کہ توپ اور قندار کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کر کے داخل شہر ہو میر ابوعلیمان برادر چاراد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر من جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی مدد پر مقرر تھے اول شام نزدیک شہر جا کر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے داعیہ عبور کرتے تھے کہ لکھا ایک انگلشی قلعہ بعد غلبہ اور بیگانے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے تسلیم قدر برآمد ہو کر نمایان ہوئی او دہر وہ لوگ محاسس ہوتے نزدیک شاہ مجنون کے ٹکدہ کے پہونچے تھے بجز و شاہدہ قلعہ ملا دریافت کثرت اور حلفت کے رو بہ گزار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب و جد ہوئے اور بعض کیمپ اور و قتل مین پسپہ کر شربت مرگ نوش کیا روش علیخان بخشی ہی اوسی دلدل کیمپ مین گھوڑیوں گرا اور جو نا بگڑی نکل گیا اور اس فضیلت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے عاجز ہو کر نکلنے کا صلاح کار ہوا اور قلعہ کیمپ میں علی پور آیا یہاں پر میر عبد اللہ بافت زن و زرد مال کے بلے خبر لشکر سے جدا ہوا اور بہار خرابی گلوڑوں سے جان بچا کر نکل گیا اسی طرح اکثر قابو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی جو حسب ضابطہ ہرزہ درایان زمانہ کے نوکر تھا کہا کرتا تھا کہ نجبا لوگ عالم رفاقت مین جنین او چنان کرتے مین لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے کدہر تھا بعد ورو و دنرل شمشیر لگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہو کر اول سے داود لگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر لگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سونہ پایاب عبور کر کے تکی ہو کر آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اور مال اور اسباب اور متعلقین کو قلعہ رہتاس سے طلب کیا یہ بیان خاندان مان محمد علیہ کے خلاصہ احوال اور نقد اور جوابہر کو مع اوسکی بی بی اور دیگر واقعین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسی جگہ میرزا نجف خان جو نالہ او دہو اسے کوہستان کارا لکیر ہوا تھا ملک مین سے نکل کر داخل لشکر عالیجاہ ہوا بروقت شورہ اختلاف رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شیخاوردولہ کے مزاج و رویہ سے آگاہ تھا اوسکے پاس جانیو کر راضی نہا کہتا تھا کہ او دہر نجائے ملک خود بدولت مع متعلقان کے قلعہ رہتاس مین ہی

اور مجھے ہمو جگہ انگلشی کیجے تاکہ فوج مغرب کر کے انگلیشیوں سے گرم جنگ ہوں مجال آرام اور فرصت انتظام
 مذکور تاکہ جس کا نصیب یاد رہو جلوسہ گرم ہو عالیجاہ عدم موافقت آپ ہوائی رہتاس اور نیز دیگر چیز جو ہے اس صلح کو
 نہیں پسند کرتا تمہارے زانجھت خان نے کہا کہ اگر یہ صلح نامنظور ہے براہ تبدیل کینڈا عازم دہلیں ہوئے اور دہلی کی
 موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز ادنیٰ بد مزاجی سے جو اکثر لوگ مار
 کر تلے ہیں اس تدبیر پر بھی راضی نہوا پادشاہ اور شجاع الدولہ سے راجی ہمت نہ بھی اور خط و میز را شمس الدین کے
 بھی اسی رائے میں آئے اور میر سلیمان نے بھی اپنی فوج کو واسیطوں ولالت کی میز زانجھت خان اس رائے سے
 عازم ترک رفاقت تھا نیز کوئی بات منع نہ ہوئی تھی کہ عرضی احمد قریشی کی بدینہ منوں کہ فرقہ انگلشی بھی علی پورہ
 پہونچا مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دفع سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی ضمن میں دوسری عرضی
 خانہ گور کی پہونچی کہ انگلشیوں کی ایک فوج جلد روراء گنگ سے پہونچا چاہی تاکہ زمینہ میں پہونچکر سردارہ لشکر ہو
 اور اور ہر اس نہ محالست کے زمینداروں کو اس بارہ کر دیکھ کر اس کے اسباب میں ناخوش و غیرہ چیز متوقع ہوں
 اوہوں نے حسب الایسا کارروائی شروع کی اور ہرگز کر کے فراریوں نے متوش خبریں پہونچا دیں
 عالیجاہ نے بانٹ اب تمام باوجود دیگر ارادہ قیام رکھتا تھا اور اس وقت پہونچ چڑھا تھا کہ لاچار کوچ فرمایا
 والدہ مرحوم نے ازراہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہیں لازم کہ ہمارے پاس
 اگر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تھی اسی باعث سے عالیجاہ سے سرگران تھا لیکن فقیر نے
 بپاس رفاقت علی البرائیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبداللہ کے کینڈا کسی ملین آرا سگاہ کے ترک رفاقت
 نامناسب جانی عالیجاہ شام کو ہسرام پہونچا صبح دہائے بھام سانوٹ مہنا دریائے درگاوتی کے کنارے
 گیا خزانہ میں جو لوگ تنخواہ پاتے تھے وقت شب طالبان تنخواہ نے اسبب پہلے تنخواہ کے استعدیوں سے سخت کامی کی
 شور بامو اس طالبان تنخواہ نے اٹے ہوئے بجائی لشکرین ایسا شور اٹھا کہ عالیجاہ مضطرب ہو کر سند سے دروازہ تک
 تنگی پیر ہو کر کینڈا ظاہر میں اس غوغا کا کوئی سبب نہیں شاید کہ ننگ حراموں نے کوئی شور شس کر
 رکھی ہے خیر خدا کو اچھا کرنا منظور تھا وہ شور دفع ہوا اس کے صبح کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور پانچ ہتھی
 میرزا انجھت خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تھا دیکر رخصت کیا اور خود
 دریا چہ کرم نامہ پر سترل گزین ہوا اسی عرصہ میں میرزا شمس الدین کا خلع عہد نامہ بہرہی اور
 دستخطی شجاع الدولہ کے جو قرآن کی سو گند پر تھا پہونچا اور عالیجاہ کی باعث ایسے لیے فساد اور امور
 بیہودہ کے کہ سونان اوسکی جان اور پریشانی خاطر کا ہر دم تھا اور اس سبب سے خواب و خوریا سے فراغت
 ہوئے آخر اللہ نجات اور خلاص اپنا ہی میں پہونچا کہ کرم نامہ سے کوچ کے ملک راجہ بون میں جو داخل طور تھا اور اللہ تعالیٰ کا جات

عبور کرنا عالیجاہ کا دریائے گنگ سے اور وہاں انھوں نے ہو کر میر سلیمان خاں سا مالک شجاع الدولہ کی باغیچہ عالیجاہ انگلشیوں کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل باغیچہ چم کوس پر مقیم ہوا اور سبندہ دوستوں سے رخصت ہو کر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے شرف پابوس ہوا اور اپنے خانو سید عبدالغیاث بہادر کے مکان میں جاؤ اور چند روز کے بعد لشکر میں بھی آمد و رفت کرنا شروع کیا گا۔ گاہ عالیجاہ کے حضور میں بھی جاتا تھا لیکر وزیر عیوض رفاقت میں فرمایا کہ صاحب آپ کے والد اور بہائی انگلشیوں کے ساتھ خوش و خرم ہیں آپ کیون میری ہمراہی میں تکلیف کرتے ہیں اور انہیں کے پاس چلے جاویں بندہ نے بدول ہو کر عرض کیا کہ بندہ نے آپ کی رفاقت میں کوئی خیانت نہیں کی اور انگلشیوں کے ساتھ دفاع پوشیدہ و نہیان اور راہ غاہ و بلبل مراسلات و جاسوسی کے نہیں رکھتے اور میرا پیشہ نہیں ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپ کے راہ سے اوپر ملے گئے بندہ کا بھی کوئی مانع تھا بارام تمام اور بے خضہ بیخ اپنے باپ کے پاس جاسکتا تھا مگر خیانت اور اخلاص نے پنجموڑا کی ایسی زشت حرکت کرواں پس آمد و رفت دوبار بند کر کے شیخ مہر مذکور کی خدمت میں اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات علمی ایام سمندان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت میں

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھ اور چور الینا بعض کیسہ جواہرات کارائین اثر لفقہ اور جواہر گران بہا کی تہیوں پر جو سفید کرباس کی تھیں اور ہمراہ سواری زنانہ کے میانوں میں رکھ کر لے جاتے تھے میر سلیمان خاں سا مان بروقت ایجا نے رہتاس کے گنہ گار عالیجاہ کے اور نیز بروقت معاودت کے آگاہ اور مختیار تھا شہرت ہوئی کہ بروقت لانے اسباب کے قادر رہتاس سے خیانت کی جوابدہی میں تمیت لکھو کہا چور الینا اور عالیجاہ کو اس کے شمار اور چاہنے اور محاسبہ کی خدمت تھی اس سبب سے محل نوازندہ کی جی میر سلیمان ایسے نوکر سے رکھنا تھا اور میر مذکور ان دنوں میں فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے رو بہ دیگران افسر جس گنان کٹر اہوتا تھا کہ آپ کو یونکر اس آئندہ سے بیجا ملت دیکھو لگاتا آئندہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے عالیجاہ کی دہلی کو آتا تھا اس کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہیں کہ وہاں راجہ جینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا اہلو سے جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا اتالیق تھا س دیکر عہد اور ارکان دولت کے بجز سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مہربانی ہوا تھا ربط پیدا کیا اور ہر ایک کے مال خیانت سے توانع کر کے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستعمل کر کے مع تحریہ لوجی عالیجاہ کے پاس آیا اور قبل اسکے آئینہ میرزا شمس الدین بھی مع قایم وزیر کے جو نہایت عطف اور استمالت میں تحریر تھی

لیگیا تھا اور میرزا حفص خان بوندیل کھنڈ ہوئے ملک بوندیلہ گیا وہاں کے لوگوں نے اسکی عزت و تکریم کر کے اپنا رفیق بنالیا عالیجاہ نے بعد آئے میر سیکیان اور سونے اپنی دلجمی کے اور غائب کر لینے کو کر دیا اور ادا کر کے برطرف لوگوں کے عازم شکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے ترک رفاقت کر کے بنارس میں اقامت کی کیونکہ بنابر ناخوشی مزاج جعفر خان کے جو عالیجاہ کے رفقاسے تھے اور رہنا اسکا گرم ناسہ پراور نیزہ بن گمان کہ لوگ وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دیتے ہیں معاودت بیکدی تمام دور از خرم نہ نظر مونی و دوسرے شیخ خرم کی صحبت بھی غنیمت تھی زمانہ کی دور وئی تو عافیت سے مضمون امر اور روسا میں نہایت مروج وزیر اور بادشاہ بھی عالیجاہ سے جو شیخ وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور نیزہ انگلشیوں سے بھی معاملہ ہوتا تھا چنانچہ راوشتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ مینی بہادر کی رفاقت میں رکھ کر نازان دولت عالیجاہ کے لبر لیگیا اور اب بھی راجہ مذکور کے رفقاسے تھا اور مینی بہادر نے مبرجوع میرزا غلام حسین جاب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اسکا اس کام میں اور نیزہ اپنے شعور سے جو اس مال اندیشی میں رکھتا تھا اور اسی سبب سے بہ منزل حصول مراد عالیجاہ اور موجب تحملہیں معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیوں کا تھا واسطے الفضال پیغام معاملات کے مخلصت نیابت و ہربانی کے پہنچا و دونوں طرف سے اپنی اپنی حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راوشتاب رائے کے وسیلہ سے ایک ہزار روپے بھیج کر عبدالعلیناں بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اس سے بد دل و عظیم آباؤ سے بنابر رفاقت رام نیک بدر کیا تھا طلب کیا اور مورد لطف فرمایا اور انہیں دونوں میں والد بندہ مع دیگر اور ان بندہ کے میر جعفر خان کے لشکر میں بغیر ورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے والد سے الفت کیا تھا میر جعفر خان چندان اسے راضی نہوا

و کہ پہونے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوسے اور آٹا و زیل و بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت پر قابل انگلشی کو کمال کو فروز

چونکہ بادشاہ اور وزیر الملک شجاع الدولہ بہادر آہ آباد کی طرف تھا عالیجاہ بھی حسب الطلب اور ہر کوہ راہی ہوا اور بعد و دو قریب شکر و شہر کے کہ تین کوس کا فاصلہ باہر گرتا شجاع الدولہ مع دس ہزار سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اسکا آئے سے مطلع ہوا اپنی پشتوں کو آراستہ سردار و سوار پر وہ سے پانچ میل تک دور وہ راستہ کیا اور نیزہ نہایت رفعت اور شوکت میں ہر کیا اور سرداران سپاہ اور عاید بھی لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر سے تک استقبال کیا مضابطہ ہندوستان و سلام ہوا باہم معافہ کیا اور باتفاق ایک سند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے ظلمات علی بہت کر کے بادشاہ کی ملازمت کو

اجے ہوا اسد علی عالیجاہ نے اکیس خزان ملبوس مختلف القماش اور خزان جو ابرزد اور اقبال کو
خیل پیش کر کے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ماسخی پر سوار کر لیا اور
بعد ہونچے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو ملو صاحب واپس آئے دوسرے روز
عالیجاہ وزیر کے بازو پر گروا نہ ہوا اسد ہی غلبہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سفر لاتی پہنکر اور بندوق دروت
دستہ دستہ سرد ورازہ سے جہان ننگ گنجائش ہوا ستاد ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت
بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سر ابرزد وزیر ہوا وزیر نے لب وشرش ننگ استقبال کیا
اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشتفاق سے امداد فرما کی کہ صوبیات بنگالہ اور
عظیم آباد انگلشیون سے چھوڑ کر تمہارے حوالہ کر دو لگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے بصحابت علی ابرار غم خان
یکدمت زیور گران بہا جو لاکھون کا مال تھا واسطہ والدہ شجاع الدولہ کے پیچھا کر کے خوشنود کیا اور اپنی والدہ
بنیا چو کہ شجاع الدولہ کو انفصال معاہدہ بندید اور تحصیل مالگاری میں پگنات آلہ آباد کی منظور تھی اور لاجپتی ہادر
کو تیسہ تیسہ بی بی منتظر حصول مراوتھا مگر یہ مانع نہ ہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جو امین تھا اور عالیجاہ
نہضت شرفی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تھا وزیر الممالک نے
عذر معاندہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تا کہ کارس کار کا انعام کر کے
جلد واپس آوے وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالیجاہ جتنا اوسر داخل ملک بوندیل کہندہ ہوا چون کہ تو بہا سے
نبار موضع فرنگ اور فوج قواعد ان ہمراہ تھی مینی بہادر سے پیشہ ہو چکا ایک قلعہ فتح کر لیا اور اس کے عمدہ قلعہ کے پاس
جاہو چا چونکہ میرزا بخت خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندلیون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رویہ
دیکھا راضی بادائے زرواجی ہوئی اور میرزا بخت خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زمینوں کو
المینان حاصل ہوا عالیجاہ شاہ وکلم معاود ہوا اور لشکر وزیر سے اگر ملحق ہوا اب سفر شرفی کا راوہ مصمم ہوا واسطہ
ماہ رمضان سنہ ۱۰۷۱ ہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس میں خیمہ زن ہوئے بندہ کو تختیا پانچ مینی بنارس میں
گذرے تھے کہ اس لشکر کا رود ہوا اور دوستوں کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر پنج انسانی یا ادا ایل
جادی الاول میں شکست پا کر بنارس آیا تھا اور راہ مبارک کا واسطہ پا آخر تھا کہ وزیر و بادشاہ کے
داخل بنارس ہو گیا راہ لکھہ در راہ وزیر الممالک کا سفر کر کے معین کیا کہ صوبت بارادہ اشترام صوبیات
شرقیہ کے گنگا پار ہو کر مدو عظیم آباد میں داخل ہون ابتدا سے سر روز و رود اوس سر زمین سے دیکھ کر
ماہواری لب کرے اور اس وقت درمیں جسر طر سے ہو کے بسہریمائی اور منظر لطیف فیضی رہے
کہ کیا پر وہ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

فوج انگلشی میں منارعت ہوا تو اسے رام بکر اور اون کو گولیاں دلائیے اگر سرکار وزیر میں لوگوں کو ہوتا
 ہو شیر بدک فرامیں سے اپنے ہم قوموں کے رفاقت انگلشی میں تھا اور میر جعفر خان نے عالیباہ کی لڑائی میں
 فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جو وقت کرم ناسہ پر بلا غلطی تعاقب عالیباہ کے مقامات ہوئے ایفائے وعدہ کیا
 بزرگوں کو پہنچا بدک مذکور کو اپنی قوم کے اوسے روپیہ کے بابت انگلشی سے جہیز ہوا حتیٰ کہ رفاقت کی توجی بھی
 بدک مذکور اپنی قوم کے اکیس سو کوئی نفر تھا اسے ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق جتنا فی لیکر کرم ناسہ سے
 قبل درو وزیر کے بنارس میں اور بعد روانگی عالیباہ کے لشکر وزیر کو بلوئہ سنگہ زمیندار بنارس کے ملک میں آج
 اور افواج انگلشی نے خند میل مقابل کر کے تباہ احتیاط کے کو ایسا نہ ہو کہ زمین وزیر سے جہیز آؤٹھ کھڑا ہو ورنہ
 گئے آخر الامر جامع مذکور اس سرور و شو شیر بدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی مینوں شکرینے بادشاہ و
 وزیر عالیباہ کوئی سرور و شیخ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام کے خواص
 مسافت جنگ انگلشی بیان تھے ہونے انتظام فوج اور قدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو یہی رفاقت
 مانع تھا کہ یہی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کارروائی منصوبہ نہیں ہے تھر لی گروی کر کے عنقریب
 معاودت کرینگے بندہ کو آرزو سے پہونچنے اماکن مالاوٹہ کے خدمت شیخ میں نہ رہنے دیا بہر حال دہلی کے نگاہ پر
 کشتی کا بل بند کھر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلوئہ سنگہ زمیندار بنارس
 جو کہ مرد عیار اور اپنے فرقہ میں جہاد اور اس قدر مالدار تھا کہ لوگ اس کے اندوختہ کا حساب کٹر نہیں دیتے
 زیادہ بتلاتے تھے ہر گز اس وقت تک شجاع الدولہ اور نیز اس کے والد کے حضور میں حاضر نہوا تھا
 اس سفر میں با اعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جیکا و سیلہ سید نور الحسن خاں بکر امی ہوا تھا اور نیز
 عنایت کل سرور داران لشکر خصوص عنایت خان ولد صاحب رحمہ روپیہ اور راجہ بینی بہادر کے
 حاضر ہو کر شرف کورنش ہوا اور اسکی رفاقت میں شامل ہوا جو تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ
 ہمراہ لے اس لشکر کے انجوبی اس قدر نحو کہ جہان تک نظر کلام کوئی تھی مردم فوج کی دید تھی لیکن
 بے خبری سرور اور عدم حفظ و ربط سے میں لشکر میں ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے
 تھے اور کوئی پریشان نہ تھا کچھ کے وقت جو لوگ درابھی لشکر سے دور ہو جاتے ناکار لوگ شکاک زمین
 قلعہ اطریق کریتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلاں ایک جگہ سے دوسری جگہ
 متحرک تھا جو کچھ دارالسلطنت شاہجہان آباد میں جو بند کا چشم و چراغ ہے سب ہر تھا اور لشکر میں
 موجود تھا بعض ہوشیاروں نے وزیر کو سمجھایا کہ اگر یزدون سے لڑتا اس ملک کے قاصد
 سے مقرون صلی نہیں کیونکہ جب جگہ لوگ صفت باز کھر استمادہ ہوئے گویا بدکندر ہوئی گز

ہزار ہوں پچاس ہزار اوسے مقابل نہیں ہو سکتا مناسب وہ کہ چونکہ جہاں ولی دلت سے غفلت کی
 معمول ہے اور ملازمان رکاب تلے بھی اس فن میں مشق ہو چکی ہے جو ان خوش اسلوبیہ
 اور سرداران جانشین تنقب ہمراہ لیجے اور مخدرات کو ساتھ بیرون لگائے اس جگہ چوڑی باغی
 فوج سے گذر کرے اسکے جانبالی کی شہرت ہو جب یہ فوج انگلشی ہو جو اس وقت تترزل ہو کر بہت
 جاتے ہیں دوڑنا چاہی اول میں قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہوں اور پھر چٹائی کرنا چاہی اگر ان کی جمیت
 برلٹان ہوئی فستق و نصرت علی ورنہ جو ملین اونپر تغیراتی ہو اور اسباب پس ماندہ جلا کر اور توپ راہ
 خراب کر کے تمام روز ان کو لٹا قتب کر کے رات کو صدمہ بخون سے دوڑتے تترل گرین ہو جو اسطرح
 حصار عظیم آباد تک پہنچائے جائی اگر اسی رہ وی میں انکا حاتمہ بالغیر ہوا فہما ورنہ متعرض قلعہ نہویجے
 سہراہ ہو چکے گئے جمیت لایق مقام کیجے اور بعض فوج کو سردار شجاع ہوشیار کے ہمراہ کارسار کرین
 پاکارہ کے مقامات سے عبور لگنا کر کرنا مور کچی اور ہر جانب کے لایق محال تجویز کر کے خلعت و سند
 و کیر حضرت دیکر حکم دینا کہ دھجی اور حسن سلوک میں سامی ہو کر کسی رعایا کو رنجیدہ نہ کریں اور محالات
 مذکورہ کا بند و بست نہایت تخفیف میں کریں تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگوں کو متوجش
 نہ کر کے تمام قلعہ و نگارین جو بہت دور نہو عمل و فضل کریں اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف چھوڑ کر اسیطرح
 ادھر ہی محال سفر کرے مجاویں اور دریا کے دونوں طرف و دونوں زمین گشت گشت کریں تاکہ جو کشتی شریقت
 عظیم آباد کو عازم ہو محطوف سے ملے جاتے ہوں اسیطرح کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
 اور غنہ و غیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد میں داخل ہونے باوے اسی صورت میں اس فرقہ کو
 اضطراب کمال عاود ہوگا اور جسبہ تکلف بہاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چھوڑنے کے کوئی
 تدبیر نہ کر سکیں گے بعد ازاں جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیں گے و نیز گشتہ لغت میر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت
 راست تھی دلپسیر نہ ہوئی اور دربارہ جنگ کے جو کوئی کچھ تدبیر باصلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسبتاً
 چونکہ ابوالی کی لڑائی و کبھی تھی اپنے تئیں اوسکے مفقود زمین جاننا تھا اور جواب دیتا تھا کہ جنگ کو
 میری رائے اور سلیقہ چھوڑنا چاہی چونکہ جہاں انگلشی اور انکی فوج نہایت کم اور خرچ سفر بہت
 اور عالجاء کی لڑائی کی تکلیف پہنچے ہوئے خدمتہ محال تھی اور شجاع الدولہ کی فوج جرأت اور شجاعتیں
 مشہور تھی اسکی لڑائی میں انیں مناسب بنانی حصار عظیم آباد میں محصور ہو کر زمانہ مناسب سمجھیں پھر پھر
 کب سے لکھال اضطراب راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ بادشاہ اور عالجاء کے خوش و خرم
 داخل مدد و عظیم آباد ہو کر منزل بشتل قطع راہ کرنا تھا اور اوسکے لشکر کے غارت کر کے لے جانے پانچ

کوس تک ملامت آبادی کی طرف سے معلوم ملا کہ اس قدر ایذا پہنچائی کہ چارہ بھرتہ روز بروز بادشاہ کے درود سے خوش نود تھے اس قدر عاجز ہو کر انگلشی کے دغا کو بولی کیونکہ اس فرقہ سے ایسا غم نہیں ہوا اور کسی مجلس کو ضرر نہیں پہنچتا تھا جسوقت درویش کرکامین میں دریائے سوچ کے کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ طاقت والا کا تھا احوال مشکور اور کئی بیباکی کا فراموش کر کے چوپالہ کی سواری سے دو قین فرنگکار اور گاؤ باربردار کے ساتھ روانہ حسین آباد جو محل التماکار دارالملک ہی ہو احباب دریائے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو قین نفر اور دیگر باربردار کے چھوڑ کر خود پیشتر کو چلا موضع شیخ پورہ میں جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کر گئے تھے پہونچا اثر و دام ساد کھلائی دیا کہوڑوں کا ہندنا سنکر تعجب ہوا کہ یہاں کہوڑے کہاں سے آئے آدمی کیونکر گئے ہیں اسوقت یاد آیا کہ لشکر کقطاع الطريق ہیں خیر پیشتر کو چلا دو قین کو س راہ طے کی تھی کہ ایک غبار عالمگیر اور اسکے اندر سنان کی چمک و خشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ ہزاروں مویشی اور قریب دو قین سو سواری اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے ان کے پیچھے چلا آتے ہیں بندہ اوس جگہ میں اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈر اور گاؤ بردار کو بھی اٹھاتھ سمجھا خیال آیا کہ ابھی دور ہیں شاید مجھے نہ دیکھا ہو گا کنارہ دریا سے اوتر کر پینے کی طرف سے ریگ سوچ میں گنارہ پڑ کر اپنے ملک کو جانا چاہتے کہاں روں کو مقلد یا یہ لوگ پرانے نوکر تھے انکی افسر نے نسلنا اور کہا کہ جب سمجھنے اور نہیں دیکھا ہے انہوں نے ہمیں ضرور دیکھا ہو گا اس حرکت کو ہماری نامور اور خیال کر کے زیادہ دلیر ہو گئے کہیں مناسب یہ ہے کہ انکو درمیانین لکھال دلیری جائے بندہ نے سمجھا کہ اسکی اصلاح کو پسند کیا بدیت کا ہاں کہ کوہک نادان کا مظاہرہ بدقت زندگی میں تیردیک ہد کر کے آہوئے ایک نعل نے صف سے باہر اگر قید کر روشن کو بجائے مہود بند و ق پر کہہ کر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے بندہ نے ہی دلیرانہ جواب دیا کہ مجھے کیا کام ہے وزیر الممالک نے حواسطے لائے سید ہدایت عظیم بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد مہرہ اور صاحب جاگیر داخل قلعہ رہتاس میں رہتا ہے مجھے یہاں لہذا روانہ کو جاتے ہیں اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے میری جواب دیا میرا رفیق اور باربرداری ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہہ کر روبرو ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر میری گفتگو کو مصدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز نہ ہوا پس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کیسے پناہ تو عرض نہ کیا بعد ازاں انھن میل پر ایک دستہ ملا کہ اوسنے کچھ چڑھ چڑھائی کی مگر بارون طرف سے جہت روشن ملے ہوئے اور دیوان چھایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کر کے موضع دیوان میں پہونچے

لیکن کانوین ویرانی ایک دو پاسیان نظر پڑے اوتے دریافت کیا کہ اور آگے ہی غار مگروں کے قدم پڑے
 بیٹے جو ابدیا کہ ہیں ملک آئے اور دیہات کو لوٹ مار جلا کر لیکے بندہ نے کہا دوسرے دیہات میں
 خبیہ ہو چکا وہ کل وہ بیان سے ہی پتہ کو جا دینے تھوڑی دیر وہاں پھر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد
 پہونچ کر دور و زعمت ام کی والدہ وغیرہ کو دیکھ کر مسید علی خان اپنے بھائی کے لشکر کو سوا دھوا لشکر
 اور وقت محی علی پور سے گذر اتہا چورون کے خوف سے بڑی شقت میں راستہ کٹا جانے انگلشی
 اور سیر محمد جعفر خان نے بشہر میں ہو چکر اپنی فوج کو جو رہ گیا اور بار آورہ فرامت چند کو سواروں سے
 آگے بڑھے اور آپ میں تاب اور شمل متا بلہ فوج شجاع الدولہ کی بنا کر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر
 بعض توپ کو بروج حصار پر لگا دیا جو پھیلائی کے سد دریا کو جعلہ جو اکثر بیات میں شہر پر محیط ہوتا تھا
 منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قائم کیا اور ایک توپ بھی بچا پھاڑی نیکہ پر جڑائی اور میر محمد جعفر خان کو
 سہرا میں منہدی کے سد مذکور پر لکر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کھیتی تنگی کی اوسکی مختلف
 چوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی پشت پر مستقل تھا شجاع الدولہ شہر تباہ سے بسبب غیانی کے لشکر
 کیواسے کنارہ دریائے سوہن کا پکا کر راہ راست عظیم آباد کی چوڑی پھلواڑی میں عظیم آباد کے چار کوس پر
 منزل گزین ہوا اکثر اس منزل میں کنوین کی کثرت تھی مگر یہ بھی پانی کی قلت اور یہی کوئین تعمیر ہوئے
 غار ایک روز ریکر دوسرے روز کو بار آورہ جنگ عظیم آباد کی سپاہ کے سوا ہوا

دہلی شجاع الدولہ کا انگلشی سے اور دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز
 توقف کرنا لڑائی میں اور لوٹنا باسر کو اور چھاوئی کرنا وہاں اور بد بھدھی کرنا عالیجاہ سے
 شجاع الدولہ فوج کے جو مورچے کے مانند یہاں تھی سوار سو کر شجاع عالم سے جو طالب بیٹھی پور
 اور اپنی پور اور صف بہر عالیجاہ اوسراہ پر واقع تھا پیشہ کر گیا اور بیٹی بہا درج راجہ جیو کو
 وزیر کے دست راست انوک خاصا بہ اور عنایت خان ولدہ مافخرست رویہ لکھنؤ پہلی بہت اور
 بریلی وغیرہ کام و دین ہزار و حیدر اوگشا میں ہراہ پانچ چہ ہزار ناگہ کے وزیر کے قول میں تھا اور عالیجاہ
 سے پانچ پلٹن کے جو سوہن کی سوار میں سے توپ وضع انگریزی اور چند دن چھاتی کے آگے آستین
 اور پانچ چہ ہزار سوار اپنی ہراہ رکھتا تھا جہاں ہاورد کے دست راست مگر بڑے فاسد سے تھیں کثیرہ کو ق
 مقابل بچا پھاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تھا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جا کر استادہ ہوا بندہ
 جو کسی نوکری کا سرشت نہ تھا تھا اسب سوار بنا بر دوسری علی ابراہیم خان بہاورد اور میرزا باقر
 اعد میرزا عبد اللہ کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج میں تھا جہاں جاہتا تھا جا کر شجاع الدولہ تھا تا ناگہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے سپاہ میں آہستہ آہستہ اگر متصل میدان علی باغ راہ پر حسین خان مرحوم کے نمایان ہوا اور توپ وہاں کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر فوج کے جہالت کے قدم عقبہ آگے کو چلا انگلشیہ کے طرف سے ہی تواتر گولہ برس رہا تھا اور دو گولہ ایک توپ کلاں کے سمرو کے طرف جو البتہ محسوس کردہ پیشتر عالیجاہ سے صفت آ رہا تھا اور اسکی فوج میں پہنچے اور ہر اچھی تلنگہ زخمی ہوتے تھے اور کبھی گولہ اور اسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تھا مابین میدان میں گرتا تھا شہر سوار شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ مجاہدہ ان کے عدو سے گرم ستمیزت تم وہاں کھینچ لیا کرتے ہو اگر یورش کرو اور اگر تاب نہیں سمرو کو توپ اور تلنگہ کے مین کرو تاکہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کریں عالیجاہ نے فیضی جواب کہلا بھیجا اور نہ خود گلیاں سمرو کو بھیجا وقت ظہر تھا کہ گوشائین نے حملہ کیا انگلشیوں نے بھی بارڈ مارنا شروع کیا اور ایک تلگون سناسی کا خاک ہلاک ہو کر مغلوب ہوا سمرو نے جو عالیجاہ کے لشکر سے لوٹ کر اس کے اور مینی ہبادری کی فوج کے درمیان میں تماشا کر رہا تھا دوستوں سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پہر توپ انگلشی کی صدا ہو غلبہ انگلشیان جانتا جائے اور گوشائین کی شکست در صورت خلاف فتح و ظفر کے بھی برعکس ہے اسی انتظار میں تھے کہ بعد دو ایک شلک کے پہر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج باہم جمع ہوئی بعد دو گھڑی کے غایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ سے فوج وزیر اور سوار سمرو کی یورش ہوئی اور اس طور پر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوشائین زد ہوئیں اور مہدی گنج کے طرف واسے برج سے بھی گولہ اندازی شروع ہوئی پہر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت کر کے تین گھڑی دن باقی رہا تھا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچھ اس کے لوگوں میں تاب تو لائی گئی خراج کر کے معذرت انگلشی میں زلزلہ ڈال دیا یعنی انگلشی کے دہل طبقہ چین لے آلا انگلشیوں نے بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہ ہوئی پیاو الپس ہوئے لیکن بلوند سنگہ اور مینی ہبادری جگہ سے نہ ہٹے مگر شیخ دین محمد جمعداری نے شیخ مبارک کا کام آیا اور میدان جنگ میں دینا سے ہی ہوا اور سمرو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہوائی شرفی کے جھوکے لشکر وزیر کے روپر و آنے لگے اول مغربی تھی یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنا نا سمند ہا اوس وقت دیکھتے ہیں کہ تیسری بارڈ کے بعد انگلشی لوگوں نے اپنی توپ کو جب جگہ تھی وہاں سے پیشتر بڑا لیکلے اسی عرصہ میں وزیر کاشتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور ان کے قابل اور عدم یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہیں ہے بہرہ و رنگاہ کو

والیس ہوجو کل تبارک یافت بین مصروف ہوجو عالیجاہ نے سہو کو بھی اطلاع دیکر والیس کرلیا
 شجاع الدولہ اسے پیشتر ہمہ مینے اکیسا تھا عالیجاہ نصف راستہ لے گیا ہوگا کہ شام ہوئی
 ظاہر ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادھر کھڑا ہے چونکہ انگلشیہ کو
 عالیجاہ سے نہایت عدوت تھی پس ایک بارہ ماری سست قتل معمول جو پیچہ رہ گئے تھے اس
 حیات کو دیکھو مضطرب بے اختیار فراریوں کے طور پر اپنی اپنی جگہ گئے سبہ خود عالیجاہ سے
 پیشتر غافل تھا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تھا معلوم ہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ میں
 داخل ہوا سبہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تھا اسکو گھاٹا کر کے طرف لشکر کھلا جاتا تھا
 تاکہ خیمہ میں جا ہو چوچا ہوج کو سواری وزیر کی خبر شہر ہوئی لیکن کچھ نہ ہوئی بعد دو روز کے دل کی خبر آئی
 کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بھی کہ اس لڑائی میں گولی کھائے تھے جسکی شہرت و نبال کے نام سے
 گردی بعد شفا کوچ کر کے دریائے پن پن جنوبی حصہ عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روزہ تازہ خبرین
 اور ڈاکری تھیں کہیں یہ کہ یہ جعفر خان کے مورچال سے پورس ہو گئی کہیں مشرقی شہر کے جانب سے
 دوا ہونے کی خبر اور ٹی تھی اور وزیر چند سواروں کے ہمراہ جب ضابطہ دیرینہ شہر دوجال میں گشت کیا تھا

وزیر کا لشکر انگلشی میں محصور ہونا اور فضل الہی سے رانی پانا

ایک روز چند سردار انگلشی مع میر ہمدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جا کر انگلشیوں کے شفق پہلے
 تھے لشکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گھومتے تھے اور چند پہرہ تلنگہ کے بھی ہمراہ تھے وزیر سے
 کہ نہایت جریدہ مع چند نفر کے جنگل میں گھوم رہا تھا دو چار ہوا طرفین سے نادانستہ ارادہ محبت ہو
 ہوا اور باہر ملن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قزاقی عمل میں آئی جب کسی قدر نزدیک ہوئے میر ہمدی خان نے
 وزیر کو پہچان کر سردار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنگ سے اطلاع دے دی اور فوج دیکر نہایت حیلہ شہر سے
 طلب کر کے وزیر سے مشغول آؤیرہ رہا جب فوج جدید شہر سے آگلی کینی وزیر کے ہمراہ موئین سے
 دو دو کر لشکر وزیر میں خبر ہو چائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ میں محصور ہو گیا وزیر نے اپنے تین تھکدین
 یا کر باہر نکلنا غنیمت جانا اور تہایت دانائی سے عیلت عنان کر کے باہر نکل گیا لیکن جب جس
 لشکر میں گئی عجب انقلاب پایا ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقائے وزیر کے جس قدر کہ حاضر ہو کر
 تعینت جلد ہو کر جو چاہو چا اور اسکو راہ میں یا کر باہر گریعہ و دت کی القصدہ اس طرح سے دو ایک روز
 کم زیادہ ایک مہینہ گذرا یہاں سے قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ اہل حصار کے قریب
 اقامت بہتر نہیں بلکہ میں جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ متقابل غازی پور متعلقہ وزیر کے حکما اقتدار

راجہ بونڈ سنگھ زمیندار بنارس کو بھی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکھا جاوے گا لاجہ بونڈ سنگھ
 مذکور میں آچھاونی کی والدہ بھی بنظر لانت وزیر و بادشاہ کے لشکر میں حاضر تھا اور منہ نے عجیباً
 دلیکیر ہو کر بادشاہ کی ملازمت میں ہمراہ والدہ کے ساتھ تھانہ بھگت کو لوہے دریاے سوہن کو پایاب عبور کر کے
 لب دریا پر بندرہ روز تک خیمہ گاہ رہا اور وائے قصبہ آ رہ دارالملک بھوجپور میں لشکر آیا والدہ نے
 بازگشت جاگسیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بہی بواوید اوضاع لشکر رفاقت مناسب سجا فی
 چونکہ بیشتر تفریق انگلشیہ خصوص ڈاکٹر فلین نہایت مرتبہ دوست تھا اور شجاع الدولہ کی لڑائی میں
 اوسے خطوط بندہ کو آتے تھے اور اوسنے مکر رکھا کہ بادشاہ کو اون لوگوں سے موافق کر دین
 بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشیہ کی ہوگی وزیر کا حال معلوم
 کہ فتح دور سے پس اس صورت میں اگر انگلشیوں سے رابطہ ہو جائے دور مصلحت سے ہو گا اور
 یہ بھی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کرنا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بھی منظر ہو تو شوق لکھو
 والد نے اتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چٹرا چوٹیکہ بادشاہ بسبب خود سری وزیر کے اوسکا پس
 رہنے کو راضی تھا فوراً راضی ہوا شوق خاص مستحق مفصل سے لکھا تھا دیا کہ شوق اسی قابل یعنی بندہ کے
 معرفت پہونچا قابل قبول ہے اور اسکا معرفت کے سوا اگر دوسرے کے وزیر سے کوئی شوق ہو چنے
 تو سمجھنا کہ پاس خاطر وزیر وغیرہ کے معادرو غرض بادشاہ کی اس تقریر سے یہ نتیجہ کہ راشتاب لے کے
 درمیان نہ ہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور مینی بہادر کے رفقا میں تھا اور بندہ کو بھی تاکید کی کہ اس
 رقعہ کا مضمون افشا نہ کرے بلکہ حصول رقعہ بندہ مع والدہ کے شوق سے نکال کر عظیم آباد کو جلاوالدوم
 حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکھئے اوسی زمانہ میں ڈاکٹر فلین کو میجر ٹیکسلا رفقہ انگلشی سے
 نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہیں ہو سکتا جب بندہ مع شوق ہی قریب عظیم آباد آیا
 اور ڈاکٹر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کر کے اپنے ہر کارہ مع ہر کاران سردار مذکور کے
 مع رقم مزاحمت بنام میظان راہ جو کہ اکثر قبائل مع فوج ہر سردار آبادی شہر کے مقرر تھے یہی
 بندہ کو طلب کیا بندہ اسے گھر جا کر سال اتفاق مذکور پر مطلع ہونا تاکید کر دی کہ اسکا مضمون سادہ ہوا
 جو کہیں راشتاب رائے کلبے معلوم نہ ہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور وزیر
 ہوگی ڈاکٹر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کرے گا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا ناممکن ہے غرض کہ
 دوسرے روز میجر کرنل نے بندہ کو طلب کیا اور منیر مع جعفر خان کو بھی بلایا اور آخر روز بندہ اور
 ڈاکٹر نے جا کر میجر اور منیر جعفر خان سے ملاقات کی اور شوق دیا اوسنے شوق کو سر پر لکھا کہ لہو لاوتہا میں

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی مان بی بی مصدقہ جنگ و خضر
برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجاؤں پھر چونکہ نگین ملاست اور شیرین عذرات اون
دونوں کے طرف سے کیے عالیجاہ اس قدر تفریق میں سلیقہ نہ کہتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا
خان مرقوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر لحاظ بدگویوں کے اگرچہ ترک لباس نکلیا مگر میری اور
دستار مقرر سے آراستہ ہو کر دربار میں حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تلو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان
اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہو کر وزیر کے در دولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے
وزیر الممالک کے پاس جاؤ گے اوسنے جو ابدیاجب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بھیج اس لباس کے کیا ضرورت
مختلف ہے اوسے میرے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہو اور وزیر نے خاطر ہشمار کر کے تیرے لباس عالیجاہ کا
موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو
بھنے ظاہر کر دیا اوسکو تیرے معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے
جو ابدیاجہ آپ کے پاس با مہر عنایت اور اپنا خانہ اسب سمجھ کر آئے ہیں جب بادشاہی پیغام سے حضور نے
اگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن تھی اور حضور نے اوس میں کد کی ناچار دنیا سے دستہ اوشایا
وزیر نے جینی ہبہ اور سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونوں گوشت میں جا کر اپنے اپنے
مقدورہ کی پیروی میں گفتگو کرنے لگے جینی ہبہ درجہ چاہتا تھا کہ کسی طرح در عالیجاہ کے تحویل میں ثابت کرے
علی ابراہیم خان راضی نہ ہو کر لکھال استغنا اپنے آق کی ترک وینوی بیان کرنا تھا بعد تھوڑی دیر کے
وزیر نے پوچھا کیا ہے ہوا جینی ہبہ اور نے کہا وہ دونوں طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خاند کو بغیر خرس بن
بلا کر جو کچھ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھ کہ جینی ہبہ اور علی ابراہیم خان سے سوال و جواب ہوئے تھے
سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہئے
خاند نور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ ناچار ہی یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بند و بست فرمائی
وزیر نے کہا ہم کو بی سمجھ کے تم جا کر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہیں علی ابراہیم خان نے بیان سے جا کر
تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہیں ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر جینی
آپوچھ اور عذر خواہی کرنا شروع کی امد میں کہا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائی اور لباس روزمرہ
مثل سابق کے پہنے عالیجاہ نے نظر فرمایا اور بحسب اشارہ کیے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے ہم و ملکہ ام کا عالیجاہ سے اتفاقاً ملے خواہ کرنا

بعد دو تین روز کے ہم و ملکہ اپنی بیٹھون کے حسب ایام وزیر عالیجاہ کے غیہ پر نہایت خواہ معامہ کیا

جو نگہ رو پیہ تھا اس شرفی اندر سے منگو کر دلا دین اس ماجرا کے بعد علیا بہ نے سر و کو پیچید یا کہ اب بہت آدمی نوکر رکھنے کا مقصد نہیں بلکہ اور عمل تو بجا نہ کو بہ طوت کرے تو پین اور بندوق جہا فی خالسا مافی میں سپر و کرد و اور د و پٹن رکھ لو جو نگہ نگہ مرام و زیر سے متفق ہو گیا تھا جواب دیا کہ اب تو پ و بندوقی اولیٰ میں جیسا پس ہیں اور خود وہاں سے بلکہ وزیر کا ملازم ہو گیا

قتید ہونا علیا بہ کا وزیر کے ماتحت ہے

جو نگہ نب موٹ جیتیل فرانسس جو پیشتر علیا بہ کا ملازم تھا اور بعد بر طرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان نے نہایت دوستی رکھتا تھا پانچ چہ آدمی اپنے مقوم ہر راہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج علیا بہ کے سینہ زری کو آویگی خدا معلوم اس وقت کے دار و گیر میں تیر کیا گزرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت میں رہیں کوئی تعرض نہ ہو سکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکر گزاری اخصاص سے کہا کہ یہ ام جھکونانہ یہاں ہے جب کہ علیا بہ کو وہ بلا ہو گی بندہ ہی کیسی ضمانت نہیں چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑھتی فوج وزیر کی سوار ہو کر علیا بہ کو قاصد ہوئی جب نمودار ہوئی دوبارہ موٹ جیتیل اپنی فوج سے علیا بہ کو رخاندہ کر کے پاس آیا اور سخنان و دیوڑہ کا اعادہ کیا اسنے ہی وہی جواب دیا ناچار وہ گریان و زار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ علیا بہ کو محصور کر کے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کر کے جو سردار کہ اس کا رانہ بجا رہے مامور ہوا تھا وہ علیا بہ کے خیمہ میں گیا اور اسکو دھاتی چہ سوار کر کر خود ہوج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر میں لپی کہیے مہموج ہوس کر دیا

محروس ہونا علی ابراہیم خان کا بوجہ حکم وزیر اور فی پانچ بخت پیر

آخر وزیر چند سوار وزیر کے یک چہٹ علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آتے ہوئے دیکھائی دینے لگا تو کو کو مہموج کر کے واسطے آتے ہیں پس چند غیزون کو جو اسکی خدمت میں حاضر تھے اول بستر نیاری پر سو رہے تھے جگا کر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش میں آتے ہیں پس جو جاسے نکلا جائے اس کلام سے ہم نشین لوگ اپنی راہ نہ لگے مگر شکاری اور ثابت خان اور خواجہ عبداللہ اور واجد علی خان اس کے رفیق حال رہے تا آنکہ سواران نکر اور پہونچے اور اسکی حراست میں تہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام عبداللہ افغان نے جو کہ بقدر طالب علمی اور فراست رکھتا تھا اور اپنے خیمہ میں خاندان خاندان کو میں جاننا تھا ظاہر کیا کہ جو کہ پشمنون سے پوشیدہ رکھنا منظور ہو میرے حوالہ کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بیز و فیصل اور چند شتر کوئی چیز میرے پاس نہیں انکو جیٹو سمجھو نگاہ رکھو اس صدیق صداقت شعار نے کہ سیکو اپنے موافق سپاہی جانتا تھا اون دھاتی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ بہر تیانہ لگنا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری میں حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا علیا بہ کے وزیر سے موافق ہو گئے مگر صرف اسرار خان

منشی اور بعض مقتدی قید ہو کر مردم وزیر کے حالات میں سے کسی نے دوستان حاضر میں سے
 علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو معنی لکھے اوسنے دو کلمہ اپنے حال کے لکھ بھیجے اوسوقت وزیر
 محل میں تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرسیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خاوند تھائی نے
 محبوب القلوب پیدا کیا تھا جرم اسے وزیر کی نگاہ بان جو عورت تھیں اور بروقت پہونچنے
 زبور جوابہ وغیرہ کے جو اسکی مان کو لیکیا تھا شناسا تھیں اوسکے حال سے نہایت بخیدہ تھیں اور
 معنی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرانے وزیر کی طرف سے اگر سواروں کو ناکید کی کہ دور سے ناظر بکھڑا ہوا
 مگرین اور معنی میں دستخط کئے کہ آپ سے تو میں نہیں چند امور آپ سے دریافت کرنا میں دمجی رکھئے
 دوسری جگہ کو سواران رسا شجاع قلی خان نے جو میان عیسیٰ کے نام سے مشہور تھا اگر کہا کہ تھیں
 وزیر طلب کرتے علی ابراہیم کمرہ اور دستار سے دربار میں لبواری بالکی روانہ ہوا سواران ہر اسی
 جو کہ مذہب مزاج تھے کبھی اسکی بالکی جانب محبس عالیہ کے بجائے اور کبھی کسی اور طرف جب وقتیں تھے
 ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بھیج کر شجاع قلی خان سے کہا بھیجا کہ ناقہ سواران ہر اسی
 کرتے ہیں جب ان ارشاد ہو حاضر ہوں اسنے لیکو بھیج کر ناکید کی کہ سواروں کو تہدید کر کے خالصا کو ہمارے
 پاس لاوے وہ وہاں سے دشنام دیاں آپو چا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیو اتخانہ وزیر میں جان
 کہ میرزا امامی ولد وزیر کا کلب تھا لیکیا شجاع قلی خان اور مینی ہب در اور مویشہ جیشل اور یاقوت خان باختر
 وغیرہ کجا حاضر تھے مویشہ جیشل نے دور سے خاند کو رو دیکھ کر نظم کو کڑا ہو گیا اور لوگ بھی اوسکے ساتھ
 استاد ہو گئے اور خاند کو رو نوبت نہلایا تکلفات رسمی و غیرہ سے گفتگو کی دوا نہلے نہ پر غم ظاہر کیا بعد
 حکیم محمد خان کے پاس آدمی بھیجا اور دوا اور غذا کی فکر میں ہوئے خاند کو رو نے عرض کیا کہ اب اسن ہوا ہوا
 دو اخواری کا وقت نہیں فردا تکلیف کیجیگا بعدہ حضور وزیر میں لیکیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ
 داروغہ فیانانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیہ کے وزیر کے حضور میں استاد تھے خاند کو
 حضور میں پہونچا ایک اشرفی تندر کو کھلائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا جماعہ مقورہ سے مینی بہا و اور شجاع قلیخان
 اور یاقوت خان ہی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھ میں کمال رعوت سے سریر آرا تھا علی ابراہیم خان
 کی طرف رخ کر کے کہنے لگا کہ کیوں صاحب نے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تھی جو اوسنے پی پاتر لکی
 کی لڑائی کے روز سمر سے کہا کہ جبوقت بعدفع ہماری سواری اوسکے رو برو سے معاودہ ہو مجھے وہ غیر کر
 علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجھے آگاہی نہیں افسوس کہ اوسکے واسطے اپنے بیٹھکلیف دوا ہائی اپنے
 دارالملک سے اوسکی سند نشینی کو ادھر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق میں ایسا تجویز کو وزیر نے

مسلحہ ہو کر کہا کہ کیا میں دروغ گو ہوں سمر کو طلب کر کے مفت بل کر ادون خان نہ کوڑے آڑو وہ ہو کر کہیں کہہ دینے اپنی بے خبری بیان کی ہے البتہ جو غائبانہ میں بنانا ہوں اور جو آپ نے سمر کے مفت بل کر کوڑا مارا سو میں غالباً کا وہ مرتبہ نہیں رہا اب سمر کو کیا ایک خوشگوار بھی مفت بل کو طیار ہو گا ورنہ یہ نفل ہو کر کہیں الہ ولد راجی کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو مگر غالباً ہتھے ہی بدعت اور کسی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی محفل میں میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری امانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہیں جانتے کہ تم ایسے رفیق سے کیوں بد ہو علی ابراہیم خان نے جواب دیا میں نے اپنی خدمت میں کوئی تعقیر نہیں کی مگر یہی کہ بروقت نکلے حدود عظیم آباد سے اختلاف رائے سخت لوگ کہتے تھے کہ مرشد اور اعیان دکن کے پاس جانچنا چاہیے اور بندہ حضور کے طرف آنے کو مبالغہ کرتا تھا چونکہ آپ آستانہ دولت سے زیادہ گویا جابے امن پناہ غالباً کو میری نظریں تھیں وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوا پھر کوئی بات نہ کر سکا جلب حرم سرا متوجہ ہوا آخر میں نے نادروازہ شایعیت کر کے سلام گزارش کیا وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کر کے کچھ اپنے مقررین سے کہا شیعہ قلعی وغیرہ نوکر خاں فرم کر اوس کی مکتب میں لینگے اور بعد نشست کے فرمایا کہ وزیر چاہتا ہے تہیں اپنا رفیق بناوے اور حکم دیا ہے کہ اسی وقت جو کچھ آکھامال و اسباب چاہوں لینگے میں وہ مجھ سے لا کر حاضر کریں اور انہوں نے لا کر حاضر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنے دیوانخانہ کے قرب میں خیمہ کر نیو حکم دیا اور یہ کہا ہے کہ تم تختہ خانہ غالباً اور اوس کے راز دار ہو بعض رزقا کی بے امانتی کا حال صاحب بنارس کے پاس معلوم ہوا لیکن تمہاری اور غالباً کی امانت کا معلوم نہیں ہوتا چونکہ تم پر بڑا اعتماد رکھتے تھے کہتے ہیں کہ چالیس ہزار اشرفی تمہارے حوالہ کی ہیں اگر واقعی ہے جس کو سب کو کیا ہے ضرورتیں معلوم ہو گا اوس کے بتلانے سے وزیر کی مہربانی تمہارے حق میں نہایت ہو گی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتناک ایسے امور کا استفسار بندہ سے نہیں کیا تھا اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہیں جو کچھ معلوم ہے عرض کر دینگا اور لوگوں نے نہ سو سنا کہ ہر کارہ کو جو کہ سیکرٹو کا خون کر اچکا تھا اور سمر کے رزقا میں تھا اور اس اشرفی کا حال بھی اوسے نے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلہ کیو اسطے رو بہ رو کیا اس جواب سے جو کہ خاندان کوڑے دیا کسی ہمتی نے جا کر نواب کو ثارت دی کہ کچھ امید حصول اشرفی کی ہوتی ہے جیہ لوگ متفر ہوئے خاندان کوڑے کہنا شروع کیا کہ آبدار خانہ سے جو اہر خانہ تک سب سمر کے پہرہ میں سپرد تھا لا کھا اشرفی اوس کے حوالہ ہوئیں تہیں سرکار میں نہیں پہنچیں لوگ نہ سو سنا کہ متوجہ ہوئے اوسے انکار کر کے کہا کہ محض اصل علی ابراہیم خان نے کہا جو وقت ایسے شخص کا کہنا جو معتد اور امین ہو سہرا سہرا اصل ہو تو سب ان کے خزانہ بے اعتبار کے کہنے کا کیا اقتدا دینی بہادر اس خبر کو سن کر محکمہ کے حوالہ پر گیا اور یہ حقیقت وزیر کو پہلا بھی

اور یہ بھی کہ جب شخص جواب میں التزام دے اور وزیر کو کون کی نافرمانی ظاہر کرے اور کسی معاوضہ کرانا
بہتر مصلحتی کے کوئی شرط نہ لگایا وزیر نے رخصت معاوضت صادر کی علی ابن ابیہم خان نے فرمایا قلی سے کہا
کہ ہوس بارہ آدمی شکستہ مال ہمراہ ہیں اور اطراف دیوار اٹھانے میں آرام خاطر میرے نہیں اگر عنایت فرمائی جاوے
اجنبی چاؤنی میں جگہ دیکھتے ہیں قلی خان کے دروازہ حرم سرا پہ جا کر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ
لاکر جگہ دی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کارفرما رہا ڈیڑھ مہینے تک زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا بھجوا
اور عالیجاہ مال جہان تک عورتوں اور خواجہ سرا یوں وغیرہ ملازمین کی جدو کو کشش سے معلوم ہو گیا
وزیر کی مصلحتی میں آیا ان کی سی قدر جوابات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عیسیٰ کی
سوفت خیمہ الدولہ کے ملک میں بیچے تھے باقی زندگی اور پرانی فی من کام آئے اسکی عورتوں میں
اگر کسی قدر نوڈیوں اور دلالہ کی وساطت سے ملازمہ محمد نے نفی کی چون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہیں
روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا ولان سے نہایت

نذارت اور ریاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ اور بارہوات میر سلیمان نے انکو بھی سلیمانی ہاتھ میں لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی پہنچائی
اور بوسیلہ مقریان کے غائب کیا کہ یعقوب کا پیدان فارس قلعہ رہتاس میر سے متوسلون میں اور ساہ مل
متصدی دلا قلعہ دار بھی یہ راستہ گرفتہ اور مال وغیرہ سب معلوم مذہبی کو اگر حکم ہو وزیر کے قلعہ مذکور چلا
وزیر کے دروازے وزیر تو واسطے کی خواہش اور جستجو کی یہ مذکور کو مورد مراحم کر کے حسب استدعا چند تحفہ سبام
میر رحم خان حاکم سہ ماہ اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے خیر کردین میر سلیمان با اعتماد و محبت سابقہ کے جو کہ
بنیاد داران کو بسبب قضا ضائع وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور پھر پھر دار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ
انگلشی کا نام اور تازہ دار واسطے کو نابز خاندان وزیر کے عظیم آیا و آیا تھا ایک خط بندہ کے نام بوساطت
ڈاکٹر فلکرن کے لکھی یہاں کہ اگر قلعہ رہتاس تہی تہا سے تین ملباوسے عجب مزید دوستی تصور ہے بندہ نے
راجساہ مل سے جو کہ پتہ سے وہ ہمارے زیر احسان اور اس کے اقربا ہماری جاگہ سے قرب رکھتے تھے ہر را کھا
اور سبھا یا انگلشی غالب میں غمخیز وزیر غمخیز ہوگا اگر اپنا پہلا جانتے ہو قلعہ انگلشیوں کو حوالہ کر دو کہ
تہا سے اور تہا سے اولاد کے حق میں ہوتی ہو وہ شخص خود ہی عقلیں قضا میری حقیقت کو پہنچا کر میری گفتگو
اور میر سلیمان کی عرض کو خوب سمجھا اور یہ مذکور کو حیلنا کہلا بھیجا اور پھر پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع
فوج کے جلد طلب کر دو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھ بیجو کہ اسپر واسطے میر سلیمان کے
دستخط کرادو بندہ نے ڈاکٹر اور میر سمر کو لکھا کہ جرنیل ٹھاکر ڈو کو جو اس وقت کپتان اور نواح

کٹھری میں تھما طلب کیا اور ساہل کے مطالب پر دستخط بھی کرانٹھکے اور اپنے واسطے سے وہ رقم
دلوایا میرسیان نے کپتان کے پہنچنے کی خبر یا کر لشکر فہر کو واپس ہوا اور میری برہی شجاع الدولہ کے عیال بھی

جاں نبدہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور نکست وزیر کی خبر یاں باکس میں

بندہ مورخ اس خیال سے کہ بباد اور زیر بندہ سے مراحم ہونہایت اندیشہ نکال تھا اس ضمن میں ساہل اور کپتان کی
بہم محبت ناچاق ہوئی ساہل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملاحت لکھ کر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد جہلک
ایضاً سے ہند کر او ورنہ صبح بچھ پر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملاحت ماجرا بھانکا ڈاکٹر ڈکڑ کو کہ لکھکر متوقع
خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرحوم کہ نقصان آزر دی خاطر وزیر بندہ کو اور خیر حضرت والدہ مرحوم کو
بھیج دینا تھا یہی کردار کے جانے کی اجازت طلب کر لی تھی بندہ نے والد سے قیام جہل آباد کی قباحت اور
عظیم آباد کی عذابی کا موجب عزم کر کے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ میں کچھ پیش کرے ظاہر کرنا کہ ان غلامان
شخص اپنے بندہ میرا انکسار کا تہ گہرمت سے سیری اطاعت سے دور اور جماع انگلشی سے نزدیک ہے
اوسکے فعلوں سے مجھے کچھ مدعا نہیں ہو جب آیہ وانی بدایہ الاما تر و ازہ و زراخر سے اگر وزیر فتح یاب ہو گا تو آپکو
تو عذر ہو گا بندہ ہمراہ انگلشی کے اپنا مقدر دیکھ لیگا اگر انگلشی پوزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب یہودی ہے
میں مرض ہو کر مع ساہل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہاں پہنچ کر احوال روانگی حعفر خان جانب کلکتہ اور
مرشد آباد کے اور انتظار کرنا پڑا وہیں اور پھر ہمد کا آنا اور ہمد کارسارن کے تشکو کا پکڑ لیا جہاں کپتان کیلئے
لشکر جو نہ کیطرت اور پیر اسکارڈی بنا دست تشکون سے اور پہنچا ہیزیاری محمول تو تشکو کا سبب گرفتار
کر لیا گیا کیلئے کے اور خبر ملتا یہ ہیزیاری کو جنگ شجاع الدولہ کی اور جواب و سوال کرنا جماع انگلش سے اور
اور مشغول ہونا جماع مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاء اللہ تعالیٰ صفحت آئندہ میں کمال وضاحت سے
شرح و معراج کرانٹھکا

روانگی میر حعفر خان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہاں گذرانے
جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اٹھ کر کلمہ میں شہرے اور برسات
آپہنچی میر حعفر خان واسطے سوال و جواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بہائی میر محمد کاظم خان کو
جو مریدانہ نیکذات تھا اور متبل ازین صوبہ عظیم آباد کی بنیاد کرتا تھا انصاج سے جسکو اپنے دوستین
اجب جانتا تھا متنبہ کیا اور ہمیں خرائین بر اور راجہ رام نرائین نائب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے
غوثی لکھا کہ ایسا متبادو جو دیکہ بے لیاقت تھا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہلمت رکھا اور خود
رہگرائے کلکتہ ہوا تا یہ میرج خرائین کو اقتدار دینا فقط منظر عناد عالی جاہ کے تھا اسیمطرح جو لوگ

عالمیاء کے مور و مراو تھے اسکے محبوب ہو کر بلکہ نیز بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالمیاء کے
 ملازم تھے جعفر خان راضی تھا کہ وہ لوگ اپنے گہروں کو معاد و ہون چاہتے ہیں اور میرزا ابراہیم اور میرزا عبداللہ
 خافین آقا میرزائے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ میں
 حیران بریشان رہتے تھے تاکہ میر جعفر خان مرا اور اس پریشانی سے چھٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گہروں میں
 اور جو لوگ کہ عالمیاء کے مزدور تھے وہ میر جعفر خان کے مشمول تعلق تھے القصہ خانہ گورکھ پور کے
 مشغول سوال و جواب ہوا چونکہ شمس الدولہ ہنری و نہرت گورنر اسکی کمپنی اور نادانی سے بخوبی
 ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اسکو مرشد آباد میں مطلق العنان کریں کہ مبادا وہ ان کے سکان کو اتار پھینکا
 لہذا اس کے سوال جواب کو ان ہون میں چھوڑ کر طے نکلے تھے میر جعفر خان کا تہہ کار جیسا کہ دیوانی میں
 صاحب اقتدار تھا اوسیط اس کے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوشی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
 جانتا تھا کہ بطور سائق اسکے انگواسے میر جعفر خان موجب اضرار عالم ہو گا راضی ہوتا تھا تاکہ میر جعفر خان
 ہزار چالیسویں سے مرض ہو کر مرشد آباد آیا لیکن تہہ کار نہ آنے پایا جب مرشد آباد پہنچا چند خطوط التوالع
 حیدر ازمی کے کونسل کو لکھے اور بعض کونسلیدوں کو راضی کر لیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
 اسکی غیبت مرشد آباد کی گوارا کی لیکن عیوب تحریر کے ایک کتاب بنائی تہہ کار نے مرشد آباد پہنچ کر
 ایسا اقتدار برپا کیا کہ محمد خان نائب نظامت جہانگیر مگر جو عطا اللہ خان ثابت جنگ کا داماد تھا اسکا محتاج ہوا
 میر جعفر خان نے زیر اطاعت ہندو مذکور ہو کر خان مذکور کو حکومت جہانگیر سے موقوف فرمایا اور جبکہ
 حسب ایام ہندو نہا لکار کے مقید کیا یہاں تک کہ تاکید انگلشی سے خوف کھا کر میر جعفر خان نے اسکو روک لیا
 اسی ضمن میں میر جعفر خان بیمار ہوا دربار مرض و شدت ہوتی گئی ہر چند کہ دوا دار و دین کچھ نصیحت نہ ہوتی مگر
 موت تو قریب آچکی تھی اصلاً فایہ نہ ہوتا آخر الامر موجب آیت کریمہ کل نفس ذائقہ الموت چودھویں ماہ شعبان
 روز شنبہ شب لاہوری کو اس جہان فنا سے کوٹھ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ دم آخر کریم کوٹھ کی تون کا پانی
 تہہ کار حسب تجویز تہہ کار کے نوش کیا مگر اہل نے دین کھا دیا دم اوکھڑ گیا غور و یا اولی الالباب غلام غور سے
 اسی صاحبان بنائی ہو کر آخر موت نے چھوڑا گویا ان ہتھ سے سخت مرے وقت کیا کہ اس کافر کو کہنے والی کریم کوٹھ
 شکار نوش کیا بہت پسند است اگر کشنوی پور گڑھا زمین ندروی (امام زادہ جمع المؤمنین من غیر مراد ضیہ
 انور) فی انوار شیعہ الدولہ کی جہارت اور دلیری کی شہرت سن کر میر جعفر خان صلح کرنا بہت سمجھا تھا بلکہ شاید
 احتیاج انگلشی ہی لکھ لیک کوئی مرافع نہایت منوخواہان صلح تھے کہ صوبہ عظیم آباد کے دینے کے علاوہ صوبہ
 بنگالہ کی مالدار ہی میں سید راضا فہ سے پیش آویں مگر اس پر اب الدولہ کو وہ غصہ و خفق کہ اپنے نوکر

مروہ و ناسخا اور حاکم باوجود تمام جہاد و نوکر اور نوپ و سزا انجام عمدہ اور فوج کے آپ صفحہ مشورہ تھا
بلکہ وہ تو انہوں کے فصاحت سے مغرور تھا اور وہی بدولت ثمرہ اوسے حالت اور خود پسندی کا پکھنا پڑا الیہدین ہر
ایک حال عجیب و غریب کہتا ہوں کہ بفضل بہت ہی صوفی زمانہ ہے کہ جسکے کچھ اند کے ہی مقدور ہوئے تھے
اپنے سے بزرگ کیلئے نہیں سمجھتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچھ ہوں سو میں ہوں مجھے بزرگ کوئی نہیں لگا اور طریقہ بزرگوں کو
کہ اپنے کو ذرہ ناچیز ہے قدر سمجھتے تھے اختیار کرنا اپنا کسر شان جلتے ہیں اور اپنی قلب ہامیت اور مسخیت کو
کہ سراسر نفو و پیوہ ہے مجھ انبیاء و اولیا و حکماء و علماء وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہیں بہتر و
خوبتر جانتے ہیں اور رسوم و روش و ایاد اور معملہ اپنے کو غلبہ دیگر طریقہ کشگان اکابر کو بر اسبھ کر غلظت و
خشیت سے زبان درازیاں کرتے ہیں سبحان اللہ کیا مقام ہے اور دے جای غور ہے کہ جب واسطے افضل خلق
اور عاقل ترین کائنات والامعات صاحب وحی کو یہ حکم مولا اللہ فی الامر اے محمد مدون مشورہ
یادوں اپنے کے کوئی کام نہ کر اور جب مسافرت کرے ہر اپنے مالک یہ ہر وہ اور توکل کر کے انعام کا شکر
مشغول ہو اور اپنی ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ مجملہ کائنات والافق داروں و واسطے مشورہ کے
ایک جامعہ ذی شعور و انی العقل کافی الفرائض مقرر رہتے تھے کہ دام اچھے ہرے میں سدر راہ ہو کر
الطریق داب و امان فہمائش کرتے رہیں جب پختہ سکندر و القریین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی
اور وہ بہتر ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر اسطو حکیم پر کہتا تھا چنانچہ نفاسی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے من
ہمہ کارش ان کیتی پتروہ پوزر اے وزیر ان پذیر و شکوہ پوزر دوسری جگہ پر یون کہا کہ گویا
کے من غر باب زن پوزر اسطو بنو دے بران راسے زن پوزر اب اس زمانہ نامہ نگارین الیہ سو گیا ہے
کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب سخت و طاع و دولت کو پہونچتا ہے اور نردبان اقبال بہتر ترقی کرتا ہے
پس آپ کو تمامی عالمین غایق اور بہتر شمار میں لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات میں کل
کائنات سے افضل اور اعلیٰ سمجھتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہیں جانتا ہے بلکہ عار و
تنگ اپنا تصور کرتا ہے کہ چند دوست اور منافقین اسکا اسطو فطرت اور اخلاطون لعینت ہو اور
براہ فہمائش عرض کرے ہرگز التفات اسکے قول کی طرف نہ ہو اور ہر بار الیہ زبان پر آتا ہے کہ
ہم عیقل اور دانائی میں لاکھوں اور ہزاروں سے افضل اور بہتر ہیں اور لوگوں کو اگر دس حصہ
عیقل ہے تو ہم کو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجھ لینا چاہئے ہر ہم کسی سے مشورہ کریں گے ایسا خط و
خیون نے آپکے دماغ میں جگہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان ہی آتو اس فساد و فساد کی دوا ناممکن ہو
پس ایسے ایسے سبب ناوانو سے کہ اپنی کودنا یون میں شمار کریں بربادی ہوتی ہو اور اتبری مند و کماتی ہے

بزرگ سیر کرنگ کی مہولی کا سبب آجانی میر میر و ملازم بادشاہ انگلشیہ کے اور کلکتہ پہونچ کر
فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام دینا اور کپتان بکری کی سرکاری

مہوزیر میر خان زندہ کلکتہ میں تھا کہ میر میر و ملازم تواریخ جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ پہونچ کر صاحب
انگلشی درازی عدت جنگ وزیر سے بہ خیال کر سنے کہ بزرگ سیر کرنگ کی کم جراتی سے ہوا اور اس جہاد کا

ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کہنی ہوا اور کوئی سردار نوکر یا دشمنی و مان دار و خوب ملک وہ وہاں رہے
ملازم کہنی او کی فرمان برداری میں حاضر رہیں شمس الدولہ و غیرہ کلکتہ کے کونسلوں نے بزرگ سیر کرنگ کو فوج

عظیم آباد کی سرداری میں تجویز کر کے مرض کیا میر کرنگ اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچ کر
ریاست فوج حاصل کی تھوڑے دن گزرے تھے کہ کپتان بکری کو چند ولایتوں کے سہرا میں تلک

نہید کر لیا اور ارادہ کیا کہ اسکو سہرا توپ کے راجہ بلوند کے پاس بھادون راجہ نوکر صاحب الامر وزیر
اب دریا سے جو یہ جو کہ گاہا اور دلوہ کے نام سے شہر سے غازی جو سہرا و جدی کو بکری کے

مقتضی خبر گیری ملک وزیر اور مرزمت دخل اور تصرف انگلشی کے ملک کے عہدہ میں آئے
رکبت حق اور کپتان نوکر بھی اس کے مقابلہ کو اسی حد پر جب دریا و شہر تک کپتان نوکر نے

ساملہ مذکورہ کے دیر سے فوج جمادی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میر میر و کو جو اس کے اور تلگوں
خیابان گذر احترام یک سہرہ و اطلاع اس سے تلگوں کی دلچسپی اور دلاس کو نوکر و اندکے اور خود ایک

پلین سولہ اوہ و لاتی بیکر بسیل پلنار دوزر کپتان سے قریب آ پہونچا اور بزرگ نوکر دلاس اور قسلی
کیا سہرے تلگوں کے پاس پہونچا تھا اور کپتان خود بھی جو کہ ناداجب بھی تھا اس کے کہ میں ہوا

رہتا تھا چون کہ اقبال انگریزوں کی مدد پر تھا اور تلگوں کی اعانت میں ادبار کا اظہار تھا اور جو کہ
بت سے سافٹ کر کے راجہ بلوند کے لشکر کے قریب جا پہونچے تھے سوا عید مدار اسے سنا حال ہو کر فوج

موسے سے او بیچنے پہونچا ایضاً ہوا و افست قواعد سے جب بند و توان کو گرا دیا تلگوں کو سولہ اونوی
موسے کر باور و مکی مت یقین دیکر ان کی جمعیت توڑ دی اور دس دس نہایت پیش از اس کے کہ وہ کا

پیشین داخل کیا اور دوسری پلٹنوں کے لوگ اکھا لکرا و سید غلامی پیشین آراستہ کر دی اور کپتان کی
سرداری میں تمام مذکور کو پیش آ و پیش آدمیوں کو جو سر فرزداد ہوئے تھے واسطے عبرت

دیکر لوگوں کے توپ دم کر دیا ایک ہر من ہی انہیں مقابل فنا گہری بہر کی اور مہلت لیکر پریش عقاب
انیدہ کی اور اس سہرین کی مٹی اونجا کر زیب پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آجا جیسا کہ

مہانت المدبر نے (اصل خطبہ کمالیہ ہر خوان) جب ملک شجاع الدولہ کو دس قریب قریب عظام
مہانت المدبر نے (اصل خطبہ کمالیہ ہر خوان) جب ملک شجاع الدولہ کو دس قریب قریب عظام

والش کے سوال جواب ہو تو یہی اصحاب کونسل انگلشی کو محتاج مل عقد ہر امر کو تم کو حکم جنگ کا ساتھ دینی
میر سہر و کو نہیں دیتے تو جب اوسکی خطوط عجب ضرور کے دور اتنی اس آئی جی لگا انہوں نے اسے ضرور اوسط پر یہ الاول
کے لئے جو بھی کو حکم جنگ بجز مذکور کو نام صا در کیا میر سہر و نے جی روز ہر انعام اسباب ضروری میں معروف ہر
غفلت ہر سے کی

آنا میر سہر و کا دریا سے سو مہن سے میر کو لور پر اور وزیر سے بعد لڑائی کو فتح وغیرہ وزی پانا
اور آخر ربع الاول یا اوایل ربع الاول کو جنگ وزیر پر یا مور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتجب کر کے
کل سوار و پیادہ جو ان وغیرہ قلعہ بند کر کے اوسے موافق غلہ وغیرہ دس روز کے واسطے ہمراہ لیا اور
صاحبان کو بھی عظیم آباد کو اس بقصدت میں فتح ہوگی اور غلہ کے حاجت نہیں فتح اور شکست جو نہایت
ہوتی ہے یہ بیکراہی ہو امیر نے الدن نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنرو والا جو کہ وزیر سے برگزیدہ تھا وغیرہ نشان
کے پانچ شاہ آکر کھل تلحاج وہ اس برات انگلشیہ سے ماہ ہو اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چاؤنی
پر سہر و اور ایک توپ کھان کو چہ پشیتہ دریا کنارے فوج انگلشیہ کے مقابلہ کو پہنچی تھی والیس طلب کی چون کہ
برسات کی وجہ سے کچھ دلدل بکثرت تھا آٹھ راہ میں بعض جگہ دلدل میں اوسکی ہر ایسے سمائے گئے کہ
نکلنا دشوار ہوا وزیر نے حوزہ ہزار سوار مردانے کے آکر اوس کو نکالنا اور ہمراہ ایک بکثرت غفلت سے
اس وجہ تھی کہ کچھ فکر سے انجام حرب و جنگ اور ملاحظہ تو پخانہ اور دیگر شور و مصلح رزم و جنگ سے
مطلق خبر نہ تھی لہو و لعب مانند جو بڑھ گیا لٹا کبوتر اور آٹا ہی معمول تھا گویا انجی ملک میں باہلیان سیر و شکار کو
آتا تھا ان مورچہ کی سرحد و راجہ تھوڑا سے تا دریا کے گنگ پہ بنوالی لڑائی کا ارادہ اوسکی بنا ہوا میں کہتا تھا
تا آنگہ میر سہر و آہو بنائیں گوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خمیر ہر پکایا اور وہ جہیل دونوں لشکر کو
دوبان میں واقع تھی میر سے روز وزیر نے فسخ ارادہ کر کے اوس حد کو چھوڑ دیا بدعوی رزم اوسکی باہر نکل
فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شہل علی خان مع ہمراہیان چہ سات ہزار سوار و پیادہ کے لشکر پر مشتمل
اور سہر و کے معین ہوئے اور راجہ سینی ہر اور نائب صوبہ اودہ و آک آباد اپنے مورچہ پر لب و ریا متصل
کہندہ ہرن کے شہر اور سہر و اور سوشیر مدک آٹھ توپ و تانی اور آٹھ پلٹن تملک کی ہمراہ تھیں فوج
انگلشی کے ہوا شہل علی خان اس کے لشکر پر ہت اور وزیر دست راست اور نیچی ہر اور دست چپ
متصل دریا کے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح و قتل ہوئے لگے وزیر نے
مع فوج مغلیہ کے یورشیں کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی میر و پر لوٹ پڑی خوب اوس کے ہینہ و نگاہ میں قتل
وغارت کی سہر و اور سوشیر مدک کی توپ اندازی اور تر و سوسو فوج انگلشی تنگ حال ہوئی میر سہر و

جو او دیا اس حال کے اور غیر سد ہو چلا پہل اور کچھ روز دل کے یوریش نہیں کر کے گستاہا ہندو تھی جو کھانہ
روانہ کی او سننے بنی بہادر پر حملہ کیا فتح غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بنی بہادر کے ہر اول تھے زید دیوار
کھنڈروں کے سختی تھے انگریزی تلنگا اور کئی بکھاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے گناہ سے بچنے
دھیلوں سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہزار بیوں کے اوس وقت خبردار ہو کر مستعد ہو
جیت تک یہ صف آرائی کرین ممکنوں نے حسب ضابطہ صف آرا تو تھی حب تعلیم اپنے کپتان کے برقی تلوار
شروع کر دی شیخ زاد سے ہی بقدر تقاب مستعد تفنگ اندازی ہو کر لیکن چونکہ وقتاً یہ عمر کہ ہوا تو
جواب تفنگ ندے کے دو ایک بارہ سے جو انگریزی تلنگوں نے کی انکا کلام تمام ہو گیا شیخ غلام تلوار
مع اپنے سپاہیوں کے چپ چاپ رہ و عدم ہوئے نزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راہ میں بہادر نے
غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیو خانہ کور لکھا اگر وہ دور کار ہو جان شمار سی سکھ و زفر اہر ہوتی ہاؤ
آہر و کالی ڈکيا او سننے کہا اسم اللہ اور پیادہ ہوئے کا اشارہ کیا غالب خان نے اپنے مہنی حمید الدین خان
پیادہ ہو کر برہمنی بہادر کو جان و بنا گوارا انہو امید ان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس
بلے احتیاطی مہنی بہادر سے باپ کو اکھائی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال میں دیکھ کر گھوڑے پر چڑھ کر
وہ پلے راہ سالک کے راہ فراری

بابہ جانا شجاع قلی خان معروف بیان عیسی کا مو شیر بدک کے ایشیت سے اور ہندی
انتظام اور لٹکست پانا او کانونج وزیر سے باوجود حضور غلبہ حسب تقدیر سے
شجاع قلی خان نے آواز بدوق سنکر تلنگوں اور شیخ زاد کو ان مہنی بہادر سے مبارک کامان کر کے
اپنی آہر و کو ڈراک مبادا الیہ ہو کر مہنی بہادر قلعہ فتح کر کے کہ موجب میر ہی ناک کئے کا حضور کے در و ہو
فرمانظرب سے بلا اور ملک حال مہنی بہادر کے ایشیت مو شیر بدک سے گفتگو آگے بڑھو بر و دل لہ تھا
دیوان سے گذرنا شعل ہوا علامہ اور سکے دیوار آتشبار کے رو بہ و کسی پمجال تھی کہ جادوے جملہ
رقعات معذرت سے کہ چہ سات نہار کے قریب تھے تو ہرے کو گون نے ساتھ دیا اسکے آگے بہشت
مو شیر بدک اور سم و کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونوں معنوں کے درمیان
حایل ہوا اور تواد شاعلی ذائع تھا اور دہ سے انگلاشیوں نے دہوین اور اویو شجاع قلی خان چند رقتا
ہوا نہایت مفصل سے کیونکہ دل سے گذر اگر انگلاشی کی بارہ نے انہیں بچا دیا میراے ملک عدم کو
پیش قدمی کر کے جو ہر ای بنے وہ ہانک لرحان بچا گئے اور سیدان میں جو لوگ کہنے تھے انہیں ہندی
انہا اصطرب دکھلا کر ہر ای میں اونٹنیا اور مہنی بہادر کے مقابل سے گذر کرد داخل لشکر وزیر ہوئے

انہی کے چہرہ پر تھوڑا سا کھوکھلا پن تھا۔ قیام نہ رہی آدمی کا کون سا رشتہ از زمین چل نکلیا اور دریاغوں نے
 یہ سہرا سبکی کر دیو بھی نکلیا۔ اسے لشکر دیکھ کر کوئی بین معروف ہوئے تھوڑی دیر میں اسید نکلا۔ رات
 بعد از ان جب سہرا میوں نے ترک رخافت کی خود بھی حید این سے نارسے ہو اجد اسباب اسکا
 اور اسے سہرا میوں کا ماتہ ہوا اور سوڈا اگر ان وغیرہ کے فرج انگشتی کے اہم لگا پوسمین بھی خوب متاثر ہوئے
 جو شکایت تھوڑے دبا بیٹے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر چھ جس سے سمور تھا انہی چارہ دریائے
 تہور امین جا کر ایچہ رود دہل سے درما نہ ہو کر ٹنگون کی بارہ سے دریائے عدم کے کنارے آوئے
 شجاع الدولہ نے قبل اس زانی کے ایک دن بشیر عالیجاہ کو قید سے نکالا لیکن تہنی لشکر کی دیگر
 مرض کو یا تھا یہ بھی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت میں سواری دی جسکے وسیلے سے ایسے تھکے
 سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قہر بلا منظر ہوئی ۵ عدد بھی میران ہوتا ہے جب فضل آئی ہو ۶
 اویس رات کو جبکہ کچھ شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رانی عالیجاہ کی خبر پکارا اور سکو پیغام دیا کہ یہ رہا ہے
 تشریف لائے اور جندہ کے پاس ایک عمدہ گھوڑا تیار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
 بیجا نہیں کہ مبادا اونیہ خبر پکار دینے پر تہذیب ہو کر ارشاد ہو روانہ کروں عالیجاہ نے کہا سہرا میا کہ آفرین
 تمہارے پاس رہتے اگر اس وقت مناسب نہیں ہر وقت طلب کیا جاوے گا اتفاقاً اویس شب کو وہ فیضانہ
 ملا کہ وقت شکست عالیجاہ بھی فراریوں کے ساتھ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
 اپنے بھائی علی قاسم خان کے ہمراہ اکیڑوں قبل اس شکست کے پہل دریا سے تھوڑا سا عبور کر دیا تھا
 جہاں کوشکرا بادشاہی تھا خود جہاد دیکھا تھا یہ وقت فرار پہلے ہو چکا کہ کثرت عبور سے اولیٰ نوراہ
 عبور چائی دوم بل بھی شکست ہو گیا تھا لاجرم تھوڑی دیر جڑائی کی طرقت جا کر دریا میں کود پڑا اور نیزا پار لگا اور
 فراریوں میں جا ملا دیکھ کر فوج انگشتی نے پوچھ کر جہاد وار توپ فراریوں پر باران شروع کی اور اکیڑوں سے
 بندوق کی بارہ ہونے لگی پس بارہا بھی رہتے تھے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھ
 توپ و بندوق سے فیر خالی کر گئے کچھ گواروں کے حلیں کام آئے باقی ماند نہایت بے غریبی میں جو آ
 جاتے اور آئے جا کر جمع فراریوں میں جا ملی وزیر نے متعلقوں کے ادا آباد کی راہ لی وزیر قاسم خان
 دھان لٹکان چھ سات کوں بنارس سے اگر تعین تھا اور یہی بہادر سب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیا
 بادشاہ کے بگ لگانا دہی بنارس جہاں کو غیہ شاہی تھا مقیم تھا علی ابراہیم خان اسے لشکر کو متصل
 پوچھ کر ایک نارسہ دس بارہ رضا کے دہراست کر کے کوٹہر گیا اپنے بھائی کے خیمہ کو دریافت
 کرتا تھا غالب خان کا تھا متکار جو اس وقت میں بہادر کار فریق تھا اسے خانہ کور کو دیکھ کر غالب جنگ کو فرمایا

خان مذکور نے اوٹھو مینی بسا در سے رخصت چاہی راجہ نے فرما اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کو نہ جو جسکی آرزو آئی کو اسقدر ریناب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات پر اسکا معاملہ دریافت ہو جائیگی مینی ہاؤم اگر خان موصوف کو دیکھا اور اسکی تقریر سنی ہی شتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہادی باس ہی لایا خان مذکور نے اگر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ راجہ کے پاس لیگیا اسنے مصاحبت میں استدعا کی متھوں نے ہی مقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر راجہ کا پوسیدہ بجائی پادشاہ کو تاکید کر رہا تھا اور بادشاہ کو وزیر سے دلگیری تھی خواہ ان ملاقات انگلشی تھا اور انگلشی ہی راہ رسمہ اسات کے پادشاہ سے کرتے تھے اور چونکہ مینی کی طرف سے یہ حکم تھا کہ ملک ہند فتح کرین وزیر سے ہی مل جاتے تھے اور اسی سبب سے مینی بسا در کی ملاقات کے طلب کرتے اسی وجہ سے راجہ مذکور نے بادشاہ کی اقامت دیکھ کر شک کے طور پر دیکھ گئے

ذکر بادشاہ اور انگلشی کی ملاقات اور باہم متفق ہو کر عبور گنگا کرنا مینی بہادر کا ملاقی ہونا
جہاں انگلشی سے نہایت صلاح وقت وزمانے کے

جب مینی بسا در گنگا پار ہوا بادشاہ نے معینہ الدولہ کے فارغ البال ہو کر انگلشیوں کو طلب کیا یہ تو جابجائی جہت پٹ آنکر شرف سلام ہوئے اور اتفاق گنگا پار ہوئے ورنہ پڑ مینی بہادر کو بھی بلایا اسنے طیارہ عظیم مینی شہریاب شور کیا آخر ان مقامات کی ٹہری اور جہاں انگلشی نے وزیر کی صلاح شدہ توفیق کرنے میر قاسم خان اور سر وکے میان کی چونکہ مینی بسا در عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اس امر میں پہلی قبول کر کے عرض کیا کہ سر و تو صاحب فوج ہے اسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو اگر وزیر نے منظور کیا کچھ دشوار نہیں لب گفتگو رخصت ہو کر اپنے ہمرازوں کو ماجرائے گذشتہ سے لگا لیا علی ابراہیم خان نے کچھ سن گن اس مقام سے بویائے پاس حق ملک عالیجاہ کو جو مینی بسا در کے لشکر سے پانچ چہہ کو س پر تھا مطلع کیا اسنے اطلاع پاتے ہی جلد آک آباد کی راہ لی اور ورنہ چونکہ جس طرح خدا کی کار ساری ہوئی اپنے بیال و اطفال کو زمین و زمین سے مہوس کیا تھا لیکر اپنی راہ پکڑی اور روڈیلہ کی ملداری میں جا کے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکا جب جگہ پر کہ احوال شاہجہان آباد وغیرہ کا لکھو لکھا انت اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور کمال وضاحت سے بیان کرو لکھا۔

باقی حال وزیر کا وزیر مینی یہ وہ تقدیر کا

شجاع الدولہ نے اسوقت میں بجز اسکے کوئی راہ نہ لکھی کہ اپنے ملک سے لکھنؤ گیا لون کو ولایت میں جائے بعض متھوں اور متھین لکھنؤ رفیع آباد بھیج کر تاکید کی کہ متعلقون کو زور و جبر خزاں دھامین کے

حافظ رحمت علی بیگ میر جسی جان پہچان رکھتا تھا لیکن اور بریلی میں بہرین اور غوثی جلد آگیا اور اپنی ماں اور بی بی کو لیکر ملک افغانہ کو چلا گیا آگ آباد کی قلعدارمی علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعہ چنارہ میں بشیر جیشی کو مستعد کیا بعد آنے میں ہی ہوا کے اوسکا مشورہ جو کہ درباب صحتی انگلشی کے تحت باعتبار اعانت افغانہ اور آرٹھیا مرثہ کو مانگو کیا اور اوسکو لکھنؤ کی رخصت دی اس طرح سے کہ میں ہمارے ظاہر واری میں انگریزوں سے ملانا کہ اوسکا عمل صوبہ میں رہے اور خود ملک نگلش میں باوجود عدولت احمد خان نگلش کے جسکا سبب دفتر صوم میں معلوم ہو گا جا کر حافظ رحمت اور احمد نگلش وغیرہ سرداران افغانہ اور غازی الدین خان عماد الملک بھی جو کہ اتفاقاً وار و تھا مشورہ کئی ہوا ہر ایک نے ملہا مرثہ کے اعانت کی امید دی جو کہ پانا دکن کاسر دار اور بلاجی راوسہ سالار اور صوبہ سیماں آباد کا کھنڈار اور صوبہ دار کے نام سے مشہور تھا اور اسوقت کا پی اور گوالیار کے اطراف میں تھا لیکن احمد شاہ نے ابدالی کی لڑائی میں اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہو گئی تھی فوج الدولہ نے اپنے سوتہ کو لوگوں سے پس پیچھا سدا کی اور وعدہ الفلح کثیر بشرط فتح تحریر کیا اوسکو تو روپہ کی تمنا تھی اگر ملحق ہوا اور افغانہ ہر چند بوجب اس کے وعدہ کے جان کر شریک ہوں مگر وہ حیلہ و ہنہ میں نالاگے کہ بہت ہوا اور بہت نسب انشاء اللہ تعالیٰ ہم شریک ہوں گے اپنا وعدہ پہونے نہیں اگر آپ اطلاع نہ ہی دیتے تو ہی ہم ایک شریک ہوتے

آمارا جہینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشی میں اور دعا باری کرنا

راجہ جینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنؤ مکرر اہم شتاب رائے کو نہ میر کیا کہ شجاع الدولہ جسے شریک انگلشی کے صلہ کو راضی نہیں سمجھتا تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتھ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو اچھا نہیں سمجھتا قصداً ملانیت انگلشی ہے جو کہ شتاب رائے سے عقیدہ فروغ انگلشی کا تھا اور نیزہ نمونہ بخوار جینی بہادر لہذا اسکی خدمت گزار سی غنیمت جانی سمجھتا ہوں وزیر کو کسیر کی شکست دیکر بنارس تک متعاقب کیا تھا اور جلد تر صف جانے کے کام کو واپس آکر میوند کو فوج کی سرداری پر چھوڑا مگر اوستے چند روز میں ایسی کوئی تفسیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور پھر کرنگ جو سابق میں نوکر اور ملازم کہنی تھا سردار تھا اور خطاب جرنیلی جسکو برگ ڈیر جنرل کہتے ہیں پا کر آیا تھا اسکو راشتتاب رائے سے احتیاطاً رائے مذکور نے راجہ جینی بہادر کا ارادہ جرنل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خطنامہ جینی بہادر کے کمال احترام سے لکھ کر راشتتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا میں ہی بہادر نے اگر ملاقات کی اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکھا اور کیندر حل و عقد معاملہ اسکے سپرد کی میں آیا جرنل کہتا تھا کہ جبوقت تم اپنے متعلقوں کو عظیم آباد یا بنارس میں مقیم کر آؤ اسوقت دلجمعی سے دونوں صوبہ

محلات تبار سے اختیار میں کر دین اور وہ اس بارہ میں حید کر کے وقت ثبات تھا تا آنکہ شجاع الدولہ نے
راؤ بھار کو موافق کر کے بوزم جنگ انگلشی کوڑہ کے اطراف میں آئین بیس باد کسی فتح کا عقد تھا اور یہ
کیا کہ مجھ کی راجا جی اوسے لکھا کہ انگریزوں کا آنا ہوا کا جھوٹا تھا کہ آیا اور گیا میں ہوا اور اس پر ایسا علی تھا
وزیر ہوا اور کتاب رائے نے خراج تبار اور بھار اور شجاع الدولہ کی سہلو میں ہوا اور یہ لکھا کہ اگر شجاع الدولہ
لکھا ہو نہیں صاف کہہ دیجئے تاکہ یہ نہ انگلشی سے لکھا ہو نہ صحت دلادے آپ خوشی خاطر تشریف لے گیا
اور اگر رہا ہو یہ ہم رہتے جیل میں ہماری یہ عہد ہی ہو وہ لکھتے کہ میرا نقصان اور آپ کی ہر نامی ہو میں ہوا اور نے
اپنی بدلتی راؤ نہ کوڑہ سے انخلا میں اور منتظر وقت رہا جو وقت تمام بندوبست بعض محلات ہو کہ انگلشی ہو
دور سے چند کہیں تلاء انگلشی کے جو ہمہ ارمین تھی لکھنو کو عائد ہوا اور اپنے متعلقوں کو لیکر وزیر کے لشکر کو جلا
تھکوں سے فراغت چاہی مگر فی قتل اور اسکی اکثریت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر میں جلا علی ابھیر خان
جو سبب ہماری کے ہمارے تاب گزہ میں تھا بے خبری کے سبب سے جو اس غنیمت میں راہ میں ہوا اور کے
نہایت خیران ہوا اور راہ میں ہوا اور کی عورت نے حسب مقتدرہ خان مذکور کے رفیع باہتاج وغیرہ وزیرین
حاضر رہی آخر الامور وہ شخص نہایت تکلیف میں وہاں سے چل دیا آلود آٹھ راہ چند بھر کرنگ وغیرہ نہایت
میں ہوا اور کی سبب کتاب رائے سے لکھا کہ اگر شتاب رائے بھر داس خبر کے حاضر حضور تہیہ ہو کر موضع میں ہوا
کہ ایسا عہد میں ہوا اور کا بندہ ضامن تھا اور اوسے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آجے
بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ حضور تہا اسے جزل وغیرہ اس غلوں شتاب رائے سے رہنا مند ہوا
اوسے دینی فرمایا تا آنکہ شجاع الدولہ سے ملتا رہے کہ ماندہ جنگ انگلشی ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی فتح اور چنارہ نانا

سردار ان انگلشی نے قبل اس کے راجہ بلوچ پیدا رہا جس کو بوسیدہ راؤ شتاب رائے اور
سید نور حسن بلگرامی کے جو کہ اول میں رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور میں ہوا اور کا تھا و جمعی کر کے
اپنا رفیق بنایا تھا اوسے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دیہاتے گنگ کے کنارے پہاڑ پہاڑ میں سے دس کوس
جنوب روئے واقع ہے فتح کرنا چاہا پس ایک فوج کو رہبر اور چند کسان اور لغت اور سار جن کے قلعہ کو
پہنچا چند توپ بھی ہمہ راہ میں جو مذکور ہو چکا اول رعب سلطان دیکھا گیا بعدہ خبر افشانی پر آیا
محمد شہین خان جو وزیر کا تھا اور قلعہ ارکان نہایت نامور تھا لیکن اوسے ہماری خطہ قلعہ میں
ثابت قدم تھا اور محدثہ شہین خان کو وزیر کے پاس روانہ کر دیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخر کار
انگلشی نے دیوار حصار المی طرف سے خراب کر دی اور شب تاریک میں پورشس کیا جب پہاڑ پر

چیز کو قلعہ پر جانے کا غم کیا بچر نے ہر ایوان کو حکم کیا کہ کھانا لے آئے اور دوا اور جلیا دین قلعہ والے
 انکی آہٹ پا کر مستعد اندوہ کے بندوبست کی بارگاہ سے اکثر لوگوں کو مجبور کر دیا اکثر لوگوں کو مجبور کیا اور غلطان
 غلطان اگر تو ہاتھ پیرنے دہمی کی پائے نباتات اور کھڑکیاں کام واپس آؤ اور بعد تھوڑی دیر سے بچر کو
 نہایت پوشیدگی سے لشکرین اور ہٹا لائے اور وقت و دیہ بچش تہا تھوڑی دیر میں عالم فانی کو کوچ کر گیا
 جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز شہدی وزیر سے الہی پائی اس فوج کو واپس حضور میں بلایا اور اتفاق
 بفرم مقابلہ وزیر و مرشد کے پیشہ کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو بچر استبرک کی سالاری میں
 لکھنویا جانے کو ان پر ضابطہ ہو کر اطراف حدود او دودہ سے باختر میں اور محمد الکبر خان کو دودہ کی کوتوالی پر
 رائے شتاب رائے کی جو نیز سے مقرر کیا اور جنرل کزنک کل فوج اور شتاب رائے اور نیز راہجہ خان کو
 ہماہر اخیر آلہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تھا حصار میں جب ہر
 پشتہ تھا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپیں جو لوٹ پائی تھیں اسی طرح لگا دیں دوا اور تھوڑی علی بیگ خان
 وغیرہ جو وزیر کے روبرو دودہ کے قلعہ دار تھے لاچار ہو کر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہو گیا اور شتاب رائے
 انکی مال و تبر و کاسے مال وزیر کے شناس ہو اور انکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمین
 وزیر مرخص ہو کر اپنے آقا کے پاس سدرے اور راوشتاب رائے نے اتفاق اور احسانت راہ پر
 کی و دونوں صوبہ کا بندوبست مخصوص او دہ کا جیسا کہ ممکن تھا کیا اکثر شمالات میں عامل مقرر کئے اکثر لوگ
 فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ فرحت علی مع ہراوران اور شہسوار بیگ توراخی
 قاتل ستر امیٹ کو ملازم کر کے ستین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل ہماور
 راوشتاب رائے اور میرزا نجف خان کے سامنے مقابلہ ہوا اور محال کو مع فوج نوے کا جیسا چوڑا الطیقتیائی ہو
 بندوبست صوبہ میں باوجود عمل ویرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان ہراوران الملک سے تھا بزم کر کے
 اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نکلھامی اور ناحق شناسی مانند زینداران وغیرہ مخصوص راہ پر
 کہ بچہ اس امر کے نہایت موید تھا

دوسری لڑائی وزیر کی بالفاق رائے و ہمارے و انگلشی سوار و غلوب ہونا

جب رائے و ہمارے وزیر سے شہ یک ہو کر اجابت دعوت کی وزیر پیشہ کو جاکھلا جاعہ افغانہ نے جنگا
 وعدہ رفاقت تھا قدم نہ رکھا عدا و الملک چند لوگ سے ظاہر آمد و کو پہنچ کر تماشائی تھا صاحب تہہ
 رکھتا تھا اور نہ اسکا ہاتھ سے یہ کار برآمد ہوا فی الحقیقت جب دونوں لشکر سے باہم ملاقات ہو گئی اور
 جانہین سے زور و خور نمایاں قوم مرشد کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تھے گہرا لگے اور بھلین جانہین کو

اور آماؤ فرار و بر و میزون میدان شجاعت سے ہوئے القصد کوڑہ کے اطراف میں مقابلہ یقین ہوا
بلکی سی لڑائی میں مرہٹہ کے ہاتھ پیر و فیصلہ ہو گئے سیدہ گولیا رنگ بہا کا جلا گیا وزیر بھی ہر میون کچھ کم
عدم دلہی سے باز پس ہوا جو بوقت کہ فوج انگلشی صوبہ آہ آباد سے بغیر مقابلہ سیکڑنگ ہوئی تھی بعض
انوج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطہ سترہ کے فوج انگریزی کو میدان میں صامہ کر کے اپنے تنگ و ناز
سے شوش کر رکھا تھا چنانچہ ایک مرتبہ راوشتاب رائے چند لوگوں سے محصور ہوا قریب تھا
کہ مرغ ورج اس کشمکش سے اور طبعی مگر کیا خوب بہادر سی کی داد دی اپنے ہاتھ بنو تیر و نیزہ اپنی ابرو
قائم رکھی تا آنکہ فوج انگریزی نے ملک پر اگر اس وارو گیر سے رہا کیا کہ الحق راوشتاب رائے اکثر اوصاف
موصوف تھا اور اس زمانے میں اکثر روسا سے ممتاز اور اکثر اعیان کمرست سے مطراق میں فوقی کرتا تھا
انشاء اللہ المستعان اور حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شہادت کا جہان پر کاسکینات کا حال یہ صوبہ عظیم آباد میں
حکومت رکھتا تھا عنقریب بیان کروں گا اسی ذیل میں یہ بھی حال کمال و ضاحت سے حوالہ تسلیم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے آہ آباد سے حسب تجویز مینی بہادر کے جلا کد کر وزیر میں جا کر مینی بہادر سے
ملحق ہو جب کہ وہیں بھی شہر سے برآمد ہوا تھا کہ وزیر کی شکست مگر کی خبر سنی اور واپس ہو کر مدت تک
اوس گرد و نواح میں پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر و انگلشی سے صلح ہو گئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہو کر
مشہد آباد آیا ذکر اسکا نظرخاک نایب نظامت مرشد آباد کے ذیل میں الٹا اللہ تعالیٰ تحریر ہوگا
القصد وزیر نے دوسری بار شکست کہا کہ فرح آباد کی راہ لی افغانہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جب جو کرنے کا کام ایک مصلحت ہی دیتا تھا مگر چونکہ دلی بات تھی پذیرائے وزیر بنوئی تھی آخر الامر
احمد خان ننگش خلف محمد خان عضفونجک نے باوجود عداوت و دینہ کے ایقتضائی جو اندوی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جامعہ افغانہ سے امید اعانت رکھنا محض توہمات ہوتی ہیں
اپنا رویہ امید و توقع میں برہا و کرتے ہوہر وقت کے نقصان پایہ دوم شہادت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ جب معتدان ہمارا ہی کے ساتھ دشمن پر وڈ کر و اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ باآبر و جان نثار ہو جے اور اگر یہ نامنور ہوتن تنصا
انگلشی کے پاس چلے جاو چونکہ انکا کام عقل و دانش مندی سے خالی نہیں ہوتا یقین کہ درپے
ضرر و ہون بلکہ تہارے خاندان کی عزت و شان کے دیکھنے سے یقین کہ تے باغرت پیش اوین
اسی عرصہ میں بعد فتح قلعہ آہ آباد اور نیز دوسری شکست سے وزیر فتح و فیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان چارہ نے یہ وادیہ دیکھا کہ قلعہ سردار انگلشی کے حوالہ کر دیا بعض انہیں سے ملازم بادشاہ رہی

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان نیکش کی سران انگلشی میں سوار کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان نیکش کی درست پالی چند مہینوں کے ہمراہ بالی پر سوار ہو کر انگلشی کو روانہ ہوا اس بارہ سوار سے زیادہ ہمراہی میں تھا ہاجب تھوڑی دور پر پہنچا جہل کرنگ کو خبر ملی کہ وزیر اس طرز آتا ہے تھوڑے وقت میں خبر معراوشتاب رائج وغیرہ چند سرداران کو استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جہل کو استقبال میں آئے ہوئے دیکھ کر بالی کی اوتار معاف کیا اور جہل کو مع کل سردار اور راوشتاب رائج وغیرہ کو تدارک کھلائی اور پیادہ ہا ہمارہ ہو کر پیڑھ میں لایا ضیافت کی طیارمی ہوئی ادب و آداب میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرمایا وزیر نے بعد طعام واستراحت خوشی و خرم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز میں بوسیدہ راوشتاب رائج کو نمایاں مصالحوں کو مجمع ہو کر ایماء انگلشی کے جمیع اپنے ملازمین طلب کر کے حاضر کرائے لشکر جہل اور وزیر نے ہا ہمارہ گرد و رفت ہوئی تھی راوشتاب رائج دونوں طرف کی رضامندی میں سماعی تنوہان وزیر کی خدمت زیادہ منظور تھی اور بہ بقصد فوٹو نگہاری کے قبل اس سانچہ کے ملازمان شجاع الدولہ میں رفاقت میں بہادری کے لئے قیاس خان کہ عظیم آباد سے منسلک تھا اس باعث سے غرت وزیر کو وجہ ہمت اپنا سمجھتا تھا اور بیچ اس الفرام مرلہ کو سعادت دارین حاصل کی اور مورخ حسین دوست و دشمن ہوا۔

فرار وزیر و انگلشی کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اس پر عملات فراریا پالی کہ شجاع الدولہ پیاس لاکہ روپیہ جو اس کی لڑائی میں خرچ ہوا انگلشیہ کو دے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کر دی اور جو کچھ اس کے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا لے اور صوبہ آلہ آباد مخصوص واسطی بادشاہ کے اوپادشاہ زمین پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تھا ملازم بادشاہ رہ کر لاکہ روپیہ سالیانہ منجہ مالگذا رسی بنگالہ کے پایا کرے اور ایک فوج انگلشی بادشاہ کی اعانت پر آلہ آباد میں رہے اور کوئی ایک انگلشی وزیر کی خدمت میں بطور درمیانی کے رہے مگر اس کے فعل سے کچھ غرض نہیں اس عہد کے بعد طرفین کے دوست و دشمن ہر بار دوست دشمن سمجھ جاوین اور ہمد گردی مدد اور ملک پر وقت ضرورت حاضر میں اور جبکہ مدد پر جاوین اس سے خرچ فوج مدد دینا ہو گا اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس جو بنا پر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کی وزیر کے حضور میں مقرر ہوا تھا اس نے تصور انگلشیہ کے معاف کرنا وزیر کی خدمت میں اپنی ضمانت پر مقرر کر لیا عہد نامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے مرتب ہوا اب وزیر کو پڑاوی زر مہودہ نقد و ادا کر دے کے اول کوئی اضطراب نہیں رہا

سیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا واسطے زرین اور کام آنا اوسکی بی بی کا وزیر کو اور وزیر محمد علی فکر جو بی بی ایک اپنے رفقا سے موجب اوسکی دست رسی کی تکلیف دینا تھا اور اسی طرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سون سے مکلف ہوا اور یہ لکھا کہ بعد ازاں اسقدر زر کی میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسو توقع کیا تھا اور فی الحقیقت اسکی زمرہ کے ادائیگی طاقت رکھتا تھا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کر کے بعد یا حتی کہ اوسکی مان اور ساس اور غلام اور ملازم بھی اسی طرح مسلوک ہو گئے مگر ان اوسکی بی بی کو بقدر نقد اور جو اہر اور طلا اور نقرہ کے طروف تھے اور اوسکی نوٹریوں کے پاس میرے تھاتی کہ ناک کی تہنق ہوئی کہ شوہر کے واسطے باوجود منافعت خوش آمد گویوں کے بھی یا اونا سون کو جواب دینی تھی کہ جو کچھ میرے جو وہ وزیر کو سداستی تک چاہیو اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہیں و حقیقت اگرچہ عورت تھی مگر اور سی اوسکی بہت مردانہ اور حق شناسی اور پاس و فاسی تمام میرے بہت سے زن خوب فواریں پاس پکندہ و درویش ربا و شاہ و شجاع الدولہ بھی بعد امتحان کے جو کچھ اوسکی بصران فواریں سے چتا اپنی بی بی کو جو ال کرتا ہے بد مردے بود کر نے کم بود و القمصہ بعد سر انجام مہرے نہ وجود کی باقی کے واسطے جو اہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزوں کو من کر دیا اور اپنے اہل و عیال کو جانے جیت خان کے ملک سے طلب کر لیا اور فلو چارہ کو فلو آلہ آباد کے عیوض میں انگلشی سے لے لیا اور بادشاہ فی خدمت میں ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا اس مقام کی نیو برٹان الملک سعادت خان نے دالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل و ترمیم کی باقی احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم میں لکھا جا لگا اب وضع اور انتظام ملک کا جو انگلشی نے اجر الیہا لکھ کر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامہ دوست جلوس کرے تہ الدولہ کاننگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کو نسل کلکتہ سے اور جانا تھمس الدولہ نمبر می و سترت کا اپنے ولایت کو اور انالڈو کلکتہ ثابت جنگ کا ولایت انگلند اور واراملک لندن سے اس ملک کو انتظام کو اور رفع شورش فساد اور جو حالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن میں وار و موے جسیر خیر خان جہان فانی سے گذر اور تھمس الدولہ نمبر می و سترت کو رنر کلکتہ نے سنا کہ لاڈو کلکتہ ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلند سے آئے اپنا رہنا مناسب ہو کہ نہیں اوسکے آنے کے روانہ انگلند ہو البقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرزا میر خیر خان نے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معتمد میر جعفر پوری بڑا اور کامیاب و جبار خان کا جو بی بیگم کا طبقہ سے خطاب کی حکمت
 مستند آ رہا اور اس کا خطاب نواب کو اسے موافق مصلحت کی کار بند ہو جب یہ جو بی بی بی بی مستطین
 مرشد آباد اور ستر جاسن صاحب کلان بردوان نے مرشد آباد میں لگا اپنے سلسلے اور سے سندھین کیا
 اس نے کہی قدر دونوں صاحبوں کی تواضع کی نجم الدولہ خیر و ذرا ظم مقتدر اور ختم کار دیوان مدار المہام
 میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بی بی بی کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دھیرج نہا
 چوٹا بھائی راجہ رام نرائن کا دیوان مدار المہام اور راجہ شتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے
 لیکن جائیداد انگاشی سے نہایت موافق مخصوص سیر کرنگ سے شجاع الدولہ نے نابہر مصلحت کے
 پرگٹہ مہول جس کا حاصلات ایک لاکھ روپیہ کے برابر تھا انواع اعظم گڑہ اور جون یونین بطور جاگیر
 اس کو عطا فرمایا تھوڑی مدت اس صورت سے تنقضی ہوئی کہ نہ کمار بسبب آرزو کی گورنمنٹری
 ونسٹرن شمس الدولہ بہادر کے حب الطبع کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدے سے معزولی نہ تھا
 اس کے عمل کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اس کے عیوب کی مجاہد کتاب بنا کر اپنے بھائی جارج ونسٹرن
 ہوشیار خٹک بہادر کو دیا گیا تھا کہ جب لارڈ کلکٹ آئے اور کونسل میں بیٹھے اس کتاب کو اوس
 جمع میں پڑھے اس سب سے ارباب کونسل متذکر کو کلکتہ سے باہر نہیں جانے دیتے تھے اور وہ اس
 انتشار میں تھا کہ لارڈ کلکٹ آئے کیونکہ جب وہ لارڈ مذکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور جعفر خان
 اقبال سنانشی اور مقرب اس کا متناہا جانتا تھا کہ یہ وقت اس کے درود کے ترقی پاؤں کا تاکہ لارڈ کلکٹ بہادر
 ثابت خٹک آئے اور ہوشیار خٹک نے وہ کتاب حرفت بحرف گوش گزار کئے ہر چند نہ کما نظر
 لارڈ کلکٹ بہادر ثابت خٹک تھا مگر شمس الدولہ نے ایسی جولانی کی تھی کہ لارڈ کلکٹ کی نظر مانتہ خٹک
 متذکر اور عہدے سے معزولی ہوا کلکتہ کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مرات اعلیٰ پر مدد و تقدیر

سید معزولی متذکر کے محمد رضا خان خلف حکیم دہی خان قبیلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسرے عہدین
 چلک جہانگیر کی نیابت رکھتا تھا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلکٹ ثابت خٹک ہوا اور سفارش
 سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے محل و عقد معاملات میں نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر
 مستطین خٹک کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب میں الدولہ مبارک خان خاسا ان کا پایا نویت
 اور بامی مرات اور حکم سوارسی پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلکٹ بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال
 اور عظیم آباد کے اور نابہر استقبال میر فاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تھا اور یہ امر

ولایتیوں کے نزدیک و شعور تھا لہذا ای مرتبہ بڑا کہ یک بارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جو کہ
 اور خطاب ولایت انگلند سے ہو چکا اور یہاں کے کل کارخانجات میں اس قدر ذمی اختیار ہوا کہ ایک
 کسی گورنر کو نہیں ملا کر گورنر کو نواب گورنر جنرل عماد الدولہ بابر دسترخشاں جنگ حلاوت جنگ حاکم مرتبہ
 لارڈ کلیف سے بھی برتر ہو گیا اور ہندو ولایت میں کوئی شریک نہ تھا لارڈ کلیف بسبب امور گورنر کے
 مانع رہے کہ اس نے تھا لہذا اس کی خواہ انگلشی یا ہندی ہو اپنے دلیں نہ لاتا تھا اور نہ بابر اظہارِ اختیار
 کے اول جالس اور مدلسن کو چیرا کہ نجم الدولہ کی مسند نشینی بہتر ہوئی مگر اویسے روپیہ لینا چاہا حساب اور
 سے چار عایدہ سرکار کہینی کرنا چاہا جو دونوں سے درازد کو رندست سے ستونی ہو کر جواب دہ ہوئے کہ زمین
 کہینی کی فوکر ہی میں آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرورتی اب ہمنو ترک نوکری کی تمہارا حکم ہم پر
 نہیں ہے اگر کچھ اور دعویٰ ہو سرکار بادشاہی میں عرض کرو اور جو کہ دیاب ایصال زر سرکار
 کہینی کے فرمائے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باب سے لیکر لایا ہو
 بعد ریاست پر منتقل ہوا تھا داخل کہینی کرو گے ہم یہی روپیہ داخل کر دیں گے لارڈ کلیف بسبب
 ستونی ہو جانے کے اور کو قرض سے لاچار خاموش ہوا جالسین تو ولایت گیا اور مدلسن بعد انتظار
 چند مدت تک ہند میں تجارت کرتا رہا اور پھر نوکروں کو بڑا صاحب مرشد آباد کاتھا کہ اس کی موت
 آگیا موضع پتی متصل شاہ آباد جو فیما بین راہ عظیم آباد اور مرشد آباد کے ہے مرا اور کو پتی پر
 مدفون ہوا اس کی قبر دور سے دکھائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترجم کی شہرت ہے
 یقین ہے کہ عہدہ شخص ہو گا نجم وغربی میں ڈاکٹر دلیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ میں
 کرنیل گاؤرڈ اور دانائی اور باس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبرداری اور
 معاملات فہمی میں ہوشیار جنگ جارج ولستہٹ اور حسن اخلاق میں بے نظیر ستر اندرسن
 اور سترایت ممتاز میں اور رشک انٹل اور اقران میں اور بہائی ستر اندرسن کا بھی سنا جاتا ہے
 کہ بابر اور بابر اور بلکہ بعض علوم خصوص ہند میں بہائی سے بڑے کرشمہ مثل انجان اشخاص میں کمتر دیکھا گیا

ڈاکٹر خود کشی ستر بلرس اور مطعون ہونا اس کا

ستر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کمان تھا بسبب قلت شعور کے شیخ ستر مدلسن اور ستر جان کا
 کر کے کہینی باغ سے جو کہ باقی پور میں ہے اور اون دنوں میں بابر صاحب کمان وہیں پر رہتا تھا
 بڑے کدو سے سوار ہو کر قلعہ میں آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نفاست دیکر کس قدر
 ہم سوچا یا اور بعض ہندوین کی مصاحبت میں رہنا ظاہر بعض حرکات نامناسب کا مکتب ہوا تھا

کہ لارڈ کلف کا افتدار سنگرز پرنس کو ڈرا اور اپنے ہاتھ کرچی مار کر گیا اور باغ باقی پھر رین
مدفون ہو کر اپنی قوم میں ملعون ہونا اور جہنم کرنگ جو کہ سابق سے لارڈ کلف کا دوست تھا اسوقت میں
مصدر حل و عقد جمیع امور ہوا چونکہ اکثر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر میں بد اتفاقی ہو گئی تھی
کچھ سوچا کہ ڈاکٹر فرٹن کو بطور ٹرانزیکٹر کے بیچارہ کام دوستوں سے مرخص ہو کر ولایت گیا اور وہاں پہنچا
جبکہ شہر میں پہنچ گیا جہاں کہیں وہاں پس نہ آیا اللہ تعالیٰ جہان رکھے خوش و خرم رکھے۔

آلہ آباد جانا لارڈ کلینٹ کا بنا ہر ملاقات شاہ عالم باو شاہ اور شجاع الدولہ
آصف جاہ کے اور حاصل کرنا سند دیو الی خالصہ ہر سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ
اور عظیم آباد کا اور انقلاب بندوبست

لاڈو کلیف نے بعد درود و مکتبہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے آلہ آباد کی نیت کی وزیر الممالک شجاع الدہلوی
فیض آباد سے حسب اشعار لارڈ اور نیز التماس راوشتاب رائے کے قاصد آلہ آباد ہوا اور نیز اکابر
نام ایک شخص کو جو ولایت ز اور حسن رضا خان نواسہ حاجی احمد خان ولد جو اود خان مرحوم کا داماد تھا
اور نیز قاسم خان کی حکومت میں علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگتہ سپہ سالار اور چین اور
عامل ہوا تھا لارڈ مذکور جو نگاہم اقامت و کہن کے اوسے آشنا تھا اس وقت میں اوس کے حال پر راضی ہو کر
ایک لاکھ روپیہ عطا فرما کر اپنی معاصب بنایا ظاہر یہی شخص واسطے سوال جواب و بارہ تفصیل عروج
محمد رضا خان کے ہوا چون کہ محمد رضا خان راوشتاب رائے کی شرکت مطاقاً نہیں چاہتا تھا
یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور میں بھی راو مذکور کا واسطہ نہ ہو میرزا کاظم اس مہم کا بھی مکمل
لہذا اس امر کی تقریر خیرل نے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزا سے مذکور اسی اسید پہ لارڈ کو مجاہد کیا
اور لارڈ کلیف نے بروقت پہنچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان برادر یہ جعفر خان اور راجہ مرچ خاں
اور راوشتاب رائے سے ملاقات کر کے قدر افزا ہوا ہر ایک کے عقل و شعور کو میران جبریں
راوشتاب رائے کو لایق واسطہ یا کہ میرا لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح و دیباہ چہرین نہ لایا
بلکہ دینوی اوس کے حقوق فراہم کر کے اوسکی بی قدری کار دنیا میں ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد
اپنے واسطے خوانان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر میں عزل و نصب مناسب نہ سمجھا راوشتاب رائے کو
میرا لیا کر و نہ ہوا جب آ آ لارڈ پہنچا تب حصول حضور میری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے جو قہ
کجا متعلقہ لارڈ لیا کر یہ لارڈ میرزا صوبہ کی ولایتی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اس نے نام چلا

چون کہ وزیر اور بادشاہ دونوں اس جماعت کے مطلوب ہر طرح سے چارناچار قبول کر کے سند تحریر کر دی اور جو میں لاکھ روپے بیون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کہیں کی مہر سے قبولیت لکھ کر و فرشتی میں داخل کر دی اس طرح کام عظیم بدو ن کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید و فروخت خرابہ بردار اور سب راہوار کے ہی ایسی جلد ممکن نہیں ہو گیا لارڈ نے اپنی دارالحکومت حکومت کو معاہدہ و ت کی اور کرنیل اسمٹ کو جو جب جاسٹ لارڈ کے ولایت میں خبر مل ہو اس پر اور غور انگلشی کر کے آداب و مین معذور بادشاہ چوڑا لیکسن فی الحقیقت وہ حاکم تھا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ میں رہتا تھا اور حضرت بیرون چساونی میں جو کہ خود تعمیر کرائی تھی خبر مل نفاذہ نوبت بادشاہی کے دھون دھون سے جو قلعہ میں تاقوش ہوا نوبت نوازوں کو ملافت ہوئی چ ہے سے ہر کراچ روز نوبت اوست القصد راو تباہ کا حسن سلطنت اور ملاقت بیانی اور دو تنخواہی کہنی اور اصحاب کہنی کی رفاقت سے منظر نظر لارڈ ہوا میر کاظم خان امیر لبتہ سے محروم ہر اسی میں واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بیون ہلور کی رفاقت میں عزت اور احترام سے بسر کرتا تھا لیکن غبت میں بے بار و داری کے رنج سے کدر رہتا میرزا سے مذکور نے نظر بدو ن خانہ کور کے جو کہ زمانہ غالباء میں اس کے ساتھ کئے تھے مرشد آباد بلکہ لارڈ سے ملانی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد پہونچ کر رفعتے منظر جنگ میں شملک ہوا اگرچہ کمال عزت میں بسر کرتا تھا مگر جیسا کہ چاہیے قدر دانی نہ ہوتی تھی لارڈ کیف نے عظیم آباد پہونچ کر میر محمد کاظم خان کو صوبہ داری سے معزول اور راجہ دیوچ نرائن کو مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکھ روپے سالانہ مقرر ہوا وہ راج محل الہر مگر میں جوا و سکا مولد اور وطن تھا سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیلنامی میں بسر کی لارڈ کیف چند روز عظیم آباد میں ہر حکومت کور و اندہ ہوا جب وہاں پہونچ انصرام ہمام میں مشغول ہوا ستر سس کو صاحب کلان اور شریک تہنظم ملکی اور مالی کا جلد جہانگیر میں حبارت خان مرحوم کا کیا اور چکھ بردو ان کو ہند یون کو فخرت ہو لیکر دو تین روسائے سمند ولایت کے حوالہ کیا۔ میر فتح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ غفلت سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان چوہدر کار کامل کو جس نے ہر وقت روانگی لارڈ کے جانب آداب و کے جو میں برسات میں ہوئی تھی بسواری کشتی مور نیکی پہونچ کر اپنی ملاقات سے خوش کیا تھا ملک پورینہ کی حکومت بدو ن خیال رکھی اور اسکی مالگذاری بنگالہ کے نظامت میں حسب دستور سابق مقرر ہوئی میکسن نہایت کم غاہر زیادہ پانچ چھ لاکھ روپہ سے بھی لیکن غفلت و زرعی سپہا رنگ سے اور لشکری عسکر علی خان اسکی ہیرزاوہ کے سبب سے بعد دو تین سال کے اس کے قبضہ اختیار ہو گیا

ذکر سکا اٹھ سالہ تھا لے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیراٹ اور التمغا اور الملک لوگوں کی مہابت جنگ کے عہد سے مقرر تھیں اور کسیکو اونسے تعرض نہیں رہا اصحاب انگلشیہ نے بھی اوسیلو سے واگذاشت کر دی کسی سے تعرض نہوے یہ سب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی ایسی بھی اس دیار کا اس ملک میں کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہیں زمین لبر نہیں کر سکتا تھا اور نیز تغیر اور تبدل بادشاہ اور اس کے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات ملی انگلشیوں نے یہ بنا ڈالی کہ جو قطعہ جسکے قبضہ میں ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام پر قرار اور بحال رہیگا شاخ و لہے کو نہو نہی قاعدہ سلوک ہے اور آئندہ کو بھی ایسی ہی رہے

یہاں ذکر خیم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بھائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلینف آگے آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بدھ مذکورہ سے کونج کر کو صاف توغ نہیں نزول کیا خیم الدولہ اور مظفر جنگ بنیابر شالیت بڈن مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے اپنے گھر معاودہو کر پہونچے خیم الدولہ کو پیغہ ہوا بایستون ذلیقہ ۹۴ الہجری کو اس فارغنامی علی اسکا اوسکا چوٹا بھائی سیف الدولہ جلوس فرمایا وہ شخص حسن خلق اور رافت بین فرد تھا چند روزہ حکومت میں نیکنامی سے جان نشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار تھا مگر جانتا نک و سترس ہوتا کوتاہی نکوتا

راؤ شتاب راے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

آگے آباد سے جب لارڈ کلینف معاودہو اشتاب راے کو حکم ہوا ہی معاودہو اوسنے چند وجوہات پر چند روز کے بعد معاودہ حاضری کیا چونکہ والد سبندہ بنابر وقت روزگار کے قلیل باگیر میں راضی ہوا گوشہ گزین تھا مگر پہلی ملاقات حاکم وقت کی جوتازہ سند آراہوتا بنابر حفظ و سلاط و وایک مرتبہ کرتا تھا نظربین لارڈ کلینف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آتا جانتا نہایت جلدی میں واقع ہوا اور قبل پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تھا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کو بھائی کو جو راجہ بیگم محمد رضا خان کی ساس سے رابطہ احتیاد کرکے تھا راؤ شتاب راے کو ہمراہ مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشر الہمارضہ اور التماس اعانت انجناح مرام کے دربار انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند بنابر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکھرا اوسکا استمزا ج کیا اوسنے مردمی اور وقت شناسی پر نظر فرما کر اقرار انجناح مرام جواب میں رکھا

کچھ نہیں ہو سکتا ہے بدیت تہیدستان قسمت راجہ سود از رہ کامل ہو کہ خضر از آب حیوان نشتے
 اردو سکندر راجہ بہر حال خندہ کو مریح حسین آیا دیو ہونا خدا قوہ والا کی خبر مرشد آباد پہونچی ہمارا راجہ
 شتاب رائے اور سید علی خان مدت تک مرشد آباد میں رہے بجائی جاگیر کی سندیں بندہ کا نام
 حاصل کر کے عازم عظیم آباد ہوئے

عظیم آباد میں ہمارا راجہ شتاب رائے کا آنا اور دمیرج نرائین کا براہ حماقت و لٹنگ ہونا

جب ہمارا راجہ شتاب رائے وار عظیم آباد ہوا ازراہ دانائی اور عقلندی فیصلہ سماعات کیواسطے
 قلع بادشاہی میں دربار دارمی مقرر کی تاکہ نہ اپنا گھر ہونہ دمیرج نرائین کا اور مقرر ہوا کہ وقت
 معین پر صاحب کلان انگہ کرسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی کے دبر و مسند طویل پنجے
 جسکے ایک طرف دمیرج نرائین مدعی لطافت اور دوسری طرف ہمارا راجہ شتاب رائے بیٹھے اور
 ایک ایک تکیہ دونوں کے لئے رکھو جاوین جو سند اور پروانہ لکھا جائے دمیرج نرائین معمولی طور پر
 دستخط بیعین اوسکے حاشیہ پر کرے اور ہمارا راجہ مدوح اوسکے پشت پر باز پر ہر سرفہ الدولہ کی
 اپنے قلم سے کلمہ (ویدہ شد) تحریر کرے دمیرج نرائین کو تو غور و لطافت اور رام نرائین کی ہر ایک
 تہا اور چند روز خود تہا پر سرکار ہر گرجی تہر لگاتا تھا اور چونکہ ناظر حال کوئی دوسرا نہ تھا کامورق
 خیانت عہد مامنی کی طرح سے کیا کرتا تھا یہ قاعدہ اوسپر گران گذر الیکن لاچار تھا لہذا ہمیشہ
 صحبت ناجاق اور افزائش نفاق ہوتی تھی عمارت لطافت بھی دو حصہ ہوئے تھے نصف ہمارا راجہ
 متوسل اور نصف دمیرج نرائین کے ہمراہ رہے ہمارا راجہ شتاب رائے نے جب کاغذات
 دیوانی ملاحظہ کئے معلوم کیا کہ بند و بست صوبہ میں بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ میں ہمارا مال بالا
 نذر اندہ دمیرج نرائین ہے مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور ستا جہر جو کہ متعہ گنجائش اضافہ کے ہوئے
 ہم ہو بجائے اور دمیرج نرائین سے کہا کہ یا تو اعمال سابق سے یہی معاملہ لکھو اویا و نگو موزل کر کے
 اون کو عوض میں انہیں مقرر کر دو چونکہ دونوں مور تون میں نار سائی اور خیانت و سچ نرائین کی
 ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تھا اور مجموعہ صوبہ میں بھی چونکہ بڑا غایب تھا شتاب رائے نے
 دمیرج نرائین سے بدریہ معتمدین نصیحت فرمائی کہ یہ روپیہ کس طور سے داخل خرچہ کرنا چاہئے
 تاکہ اظہار از نہو جائے مرید ہر شتاب رائے کا شریک ہوا چونکہ ہمیشہ سے واقف اسر تھا
 اسرار دمیرج نرائین کا اظہار کرتا تھا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ دم نرائین خبر لکھ

اور شہر امیت کی دوستی میں سور و عقاب عالیجاہ ہو کر رہ و حکم ہو اور مہاراجہ شتاب راجہ
 شتاب راجہ نے انصاری کیا بلکہ اپنے دو لختوں کو بھی راجہ نے نہ منگوائے اور یہ نسبتاً شکار انگلشی کو
 باسنا طرنبو گا کہ بنا برقیں ہوتے اور سکے نہائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اور سکودیدین نامہ جو چلے
 متہین کرے بہر حال یہ راز آہستہ آہستہ کہوتے کہوتے لارڈ کلیم اور جنرل کرنل وغیرہ روسا کی
 انگلشی کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خط لکے دہلیج نرائن کو فوات فہات سے بیدار کیا
 کہ بموجب الطاعت مہاراجہ راجہ شتاب راجہ کے اداسے زبانیات کرے وہ ہم مرتبہ خدمت
 لکھنا تھا تا کہ لارڈ کلیم کو خدا معلوم کس سبب سے غمیت ولایت و پیش ہوئی تھی اسے
 عہدہ و اقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص متفہم راجہ بلوند سنگہ میں گئے
 جسکی بہت سی شجاع الدولہ امین نہ تھا اور شجاع الدولہ کو بھی اس سے اکثر کام تھے لہذا اقرار ہوا
 کہ مقام موضع جہرا میں ملاقات ہو کر مولد لارڈ کلیم کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے
 اور سیرالدولہ آہ آباد سے بادشاہ کی نصارت میں اور راجہ بلوند سنگہ بنارس سے روانہ ہوئے ہوئے

آٹا لارڈ کلیم اور شجاع الدولہ اور سیرالدولہ اور راجہ بلوند سنگہ کا موقع چیرہ امین
 اور معاتب ہونا راجہ دہلیج نرائن کا

جب لارڈ کلیم ثابت جنگ بہادر عظیم کے قریب آیا مہاراجہ شتاب راجہ استقبال کو گیا
 اور دہلیج نرائن جو ہمیشہ اپنے خیال غمیت اور اقتدار میں رہا کرتا تھا بڑے کروز سے بدون اس کے
 کو فکر بقایا سے بیخ و بجا واجب الادا کرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا جو نہین دور سے دونوں کی
 سواری لارڈ اور جماعہ انگلشی کی نگاہ میں آئی چونکہ قبل ازین دہلیج نرائن کے نام یہ خط صادر
 ہو چکے تھے کہ بدین اداسے زبانی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیم نے آشفتموگ کہ کیا ہو چکا
 کہ دہلیج نرائن کو حضور میں آنے کو مانع ہوا اور ایک قدم نہ بڑھ سکے فرستادہ نے تمیل حکم کی
 دہلیج نرائن کو جبراً واپس کر دیا اور ایسے مجمع عام آشنا اور میکانہ میں جو کہ تقریب استقبال
 حاضر تھے نفست عظیم اسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب راجہ کے حاضر حضور ہو کر مشرف و ملازمت
 اور مورد عنایت ہوا دہلیج نرائن نے قرین ندامت کو مگر جسطور ہو سکا روپیہ سر انجام کر کے واپس آیا
 اور باتفاق عبور گنگا کر کے ہمراہ لارڈ کلیم اور جنرل نے مع مہاراجہ شتاب راجہ بجائے ہوئے ہوئے
 اور ماہ محرم ۱۲۷۱ میں شجاع الدولہ اور سیرالدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلوند سنگہ کا ہوا ہوا

اور بعد غفو تقصیر راجہ بلوند سنگہ اور تقرر چوبیس لاکھ روپیہ یا لکھزار سی اس کے کے سرکار شجاع الدولہ میں
اور محمد اور پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور محمود و موثقی وزیر اور بادشاہ کے اور انگلشیہ کے
درمیان میں وزیر اور بادشاہ کے تھے انگلشیوں کی کو اسی سے اور راجہ بلوند سنگہ اور وزیر کے مجدد
تخیر ہوئی اور باہم تھتہ تحالیف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولہ اوان ولایتی اور عطایہ چند ہزار
روپیہ الفصام کے رخصت ہو کر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلوند سنگہ بھی بعد ادائیگی شکیں
لائق کے رام نگر کو جلب دریاء گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانہ ہوا اور میرالدو ابھی خوب
کامیاب واپس ہوا اور بہار راجہ شتاب رائے نے احوالی اختلاف اور خیانت اور نارسانی عمل
سابق کے لارڈ کلیف سے عزم کی اوکھا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دھیرج نرائن اور اسکو عمل
متوسل سے بدون سختی کے متقد ہے اور چونکہ بندہ اس کے بھائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ
در باب وصول زر کے نہیں کر سکتا سب یہ ہے کہ بعد تشرفیت بھانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو
جو نائب صدر اور مرج کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادھر تشریف لائے اور بعد بندوبست
میان کے واپس معاودہوا لارڈ نے اتناس قبول کیا اور مور و عطف بے پایان کر کے مرشد آباد کو
عسانم ہوا اور دھیرج نرائن کی عدم لیاقت اور خیانت و زری اپنے دلیمن خیال کر کے اراکیا
کہ اسکو معزولی کر کے راجہ شتاب رائے کو بذات تنہا مقرر کرے بافضل یہ امر پوشیدہ رکھا۔

جانا لارڈ کلیف کا مکتہ اور مرشد آباد اور بھیجا

محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کو معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بھر دیو بنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے
عظیم آباد بھیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد بھیج کر عکہ دھیرج نرائن کی چشم نمائی کی نظر بند فرمایا
اور بعض شخصوں کی تالیف قلوب کر کے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند ساہل اور
محمد تقی خان ولد فائز علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر و توبیخ بھی کی ساہل کو نہر الی
بدنی سے سرخرا کر کے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو بہار راجہ شتاب رائے
قید سے بچا کر آدے زر کو مدت معینہ کرادی اور دھیرج نرائن بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کو
اپنی قدر و منزلت سے معزولی ہوا اور اس کے ذمہ کار روپیہ اس کے محاصل جاگیرات سے
مجا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار تہور اسخراج پایا کرے باقی کل زر پدید بقایا سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو مہندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موحوئی لب نظیر
نظر مولے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ ہیرج خزانے سے
رجوع نہ ہوتا تھا ہندوئی مذکور کو اسکا ذمہ تھا اپنے ایام اقتدار میں اور غزل میر کاظم خان کو جو چہ روز
رہا تھا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی ننگ بہرودہ خاندان ہیجو مقتضائے
تنگ عرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کر دیا تھا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے
قید کیا تھا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور بہاراجہ شتاب رام فرسائد مذکور کو
باوجودیکہ محض بیچ تھا فیصد کر کے فارغ غلطی لکھدی اور خیانت مذکور راہو بیگم کی قدروانی سے اوسکے
حب الغلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام
حب زارے ہماراجہ شتاب رائے کے غمیت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تھا صوبہ غفر آباد کے
انصرام بن کلکتہ کے صاحبان کو نسل سے مقرر ہوا چون کہ سٹرڈلٹن اور لارڈ کلیمٹ سے ناجا قی
ہوئی سٹرڈلٹن قوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستغنی ہوا اور سٹرڈلٹن اوسکی جگہ پر انگریز ہماراجہ شتاب رائے ہوا
اور مرشد آباد میں محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتھ سٹرڈلٹن معین ہوا اور لارڈ کلیمٹ
بعد لجمع تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیمٹ اور جنرل کرنل کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تفصیلات
اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجنا اور سٹرڈلٹن کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیمٹ نے اپنے ایام اقامت میں چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تفصیلات اور تصرفات کا لکچرہ بنو
اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیریوں کو دکھلا دے اور اوسکا تذکرہ جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ
اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہیں مخصوص اس زمانے میں غرض میری کو جہد و نانی سو
ما فوق جانتے ہیں کہ کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہیں کرنا چاہئے یہاں اختیار ہو گئے والہ اللہ
کیا زمانے کا انقلاب ہوا طرہ یہ کہ جس کے واسطے یاشیوہ اختیار کرتے ہیں اوسکی نظر میں ہے
کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہیں دیکھئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تھے
اور رنگ خور وہ احسان شمس الدولہ بھی تھے بالفاق متہ کمار کے جو شمس الدولہ سے بدست

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تفصیلات درست کر کے لکھا دین اسقدر حال چون کہ کمال شہرت پذیر تھا بندہ مورخ کے گوش زد ہوا پتہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہیں کیونکہ ان لوگوں کا حال تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیم اور جنرل کرنل مسٹر ورتس کو گورنر اور جنرل اسمٹ کو سالار کل فوج مقرر کر کے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کو حضور جو آکہ آبادین انگلشی سے مختلط تھا اپنی واسطے خطاب خان خانانی اور مدار الملک معین الدولہ سے بالکل جہاں در طلب لایا اور نیز ہمارا جہ شتاب اسے نے خطاب ممتاز الملک بہادر حضور جنگ اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش اور نشاط میں زندگی بسر کرنے لگے + + + +

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور ہمارا جہ شتاب اسے کا عالمی مراتب پر اور

جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی ہو

شہداء مجرہ میں ہمارا جہ شتاب اسے واسطے ملاقات مسٹر ورتس گورنر جدید کے عازم کلمتہ ہوا بندہ بھی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تھا ساتھ گیا مسٹر ورتس نے بخوبی عزت و احترام و ملاقات کی اور مقرر ہوا کہ ہمارا جہ شتاب اسے اور مظفر جنگ اور جبارت خان بہادر ملی کام جو موجب دولت خواہ عزت سمجھیں تعمیل کریں لیکن ہفتہ میں دوسرے جوابات ہوا انگلشی سے جو انکا شریک ہوا اطلاع کر کے سبھا دین اور اونہیں دور زمین امور نقہ اوس انگلشی کے حضور میں جاری ہوا اور حضور چھ محاصلات ہر جانب سے انگلشی مذکور کے دستخط سے فرین ہوا اور بعد سال تمام کے کاغذ دستخطی مذکورہ قلمی مکتبی مقام کلمتہ میں داخل کریں اور معاملات عدالت یعنی انفصال مقدمات رعایا کے نقل ہوں کہ اس امر کا درودہ جزو دیات امور میں جو کچھ مناسب اور حق سمجھے فیصلہ کرے لیکن امور غلیظہ ہفتہ میں دوسرے سوائے روز پچہر مذکور کے بحضور نایب اور انگلشی شرکت دار کے انفصال ہوں اس ضمن میں انگلشی بھی واقف معاملات ہوتا جاتا تھا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر باقاعدہ ہوا ہر باب ملاحظہ فرمائیے زبان سے سن تے ہیں کتاب سادہ میں لکھتے ہیں وہ لکھا کرتا تھا تا آنکہ مسٹر ریوٹ بھی شہداء مجرہ میں قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الگ نذر اوسکی جگہ پر آیا اور بجائے مسٹر سکس کے مرشد آج میں مسٹر بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور صلب و بالی ظہور کیا اور ماہ ذیقعدہ میں +

سیف الدولہ اور اوسے قریب میں اوسکا بھائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر خٹک کا
 سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر خٹک کی سالی کے بیٹوں آخرین اولاد میں
 رابعہ بیگم تھیں آلبہ کی بیکاری میں فوت ہوئی یہ دونوں علت اوس وقت سے شروع ہوئیں اور مرحوم
 سید ابوجہری میں نوزید پکڑ کر تین بیٹے تک جاں نثان رہیں خلق کثیر اس بلامین جان بحق ہوئی اور ماہ
 ذی الحجہ ۱۲۸۰ ہجری میں مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بھائی سیف الدولہ
 مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر خٹک کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
 بیٹے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکھ روپیہ اوس وقت میں واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
 مقرر تھا مامور ہوا کاروانی اور فیض سانی خانہ کین مظفر خٹک عجب حرکات عیبیہ اور خصایل غریبہ کی بنا پر
 جب مبارک الدولہ زندہ نشین نظامت کے چاہا کہ سنی بیگم کی کسر شان کرے باوجودیکہ ماہد کر
 عہد و میمان دوستی رکھتا تھا بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کر کے اوس طرح کے عہد و میمان
 کر لے گئے اور اتحاد پیدا کیا اور بیگم کو یہ ترغیب دی کہ سنی بیگم سے کاوش کریں سنی بیگم زوردار اور غور
 بھی تھی اس حرکت سے آزدہ ہو کر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہوئی چند روز بیگم کا
 اقتدار راہ اندون میں سرور ان انگلشی اس ملک کے امر اسے صاحبیت اور موافقت کرنے لگے
 نہ انگلشی کہ جس سے آشنا تھا وہ اس امید واریکیناں کرتا تھا بلکہ کفر و ابطا و تعد سے آگاہ ہوتا تھا اور واسطے دیگر
 انگلشی کو جتن کرتا تھا تاہم ایک کونسل کو سندھ کی آغوشی سے بھی دعا تھا جو لوگ ان کے بعد میں مدارالمہم ہوئے تھے
 اسی خوف سے کہ سباد اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کریں جس سے ہلوگ متہم خیانت ہو کر
 اپنی قدر و منزلت سے جاتے رہیں ہر خشک و تر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جماعہ انگلشی کے روبرو
 فیصل ہوتے تھے جب کہ بعد کے روبرو ایک فیصلہ ہوا مرید ہر اوس تحصیل میں حاضر تھا جو کہ نیاں اور
 مظفر تھا واسطے او اسے جہانہ کے بطور شکرانہ کے کہ قیدر مطعون کیا مسٹر بنول جو نقل سے خالی تھا
 متعجب ہو کر اولا کہ حق بجانب اوس کے میں خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس سے حیرت و حیرت
 بہت ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بھر کہ قیدر اثبات باطنی کے الزام لگانا کیا ضرور مرید ہر وغیرہ
 جوابدہ کیا کہ اس ملک کے موافق ضابطہ ہند ہے کچھ نیا ایجاد نہیں کرتے مسٹر مذکور خاموش ہوا اور اظہار
 کرامت فرمایا لیکن تاہم کا جمع دنیا طلبو کو بہ صورت خوش تاس ہے جماعہ کو صرف تحصیل ہے کہ تلمیذ ایسٹرن
 ولایت سے ممنون کے کجاوین اینک کہ پردہ از روی کاسے اٹھا جو بات کہ موجب بدنامی ہو نہ تو زمین
 لگے اوضاع معاملہ اور نار سالی ہندیاں سے جو اہل انگلشی کے حضور میں ہے البتہ خلق کو بچھوٹا ہے

اگر اندک بھی اپنے کان اور بالین ستم رسیدہ اپنی دوا کو پہونچا اسودہ ہون خلاصہ کوئی اور کو گون مین سو حکم
کشی کے دو ہفتہ ہشتور کے قیامت امور کے اعلیٰ اور حسن احسان عوم رعایا اور بیوج موطلہ ویریں کھنہ ساجی
فی الجہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشی مین کیس قدر ولایت ظاہر کیے اندک اندک بعض مطالب یہ انگلشی آگاہی
پانے لگے جو کہ تیر ذہن رسا طبیعت بہت مین اور خداوند تاملے نے ہندوستان مین اس جماعہ کو نابہر
تنبیہ عالمان کے بھیجا اگر ذرو سا پر فیج و منفردی ہند کے خور و کلان مین سے کسی کو قدر نظر مین نہ رہیے۔

مقرر ہوئے مصلع داروان کا فرقہ انگلشی سے جنگالہ اور عظیم آباد کے مصلع مین اور لیسیم ہونا
ہر سہ مہوبہ کا چہ مصلع مین اور ہر مصلع مین کو نسل مقرر ہونا اور مقرر ہونا میراج الدین حسین خان بہادر

سید ارچنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سید ارچنگ خلف الصدق سیف خان و تشددہ باری ملک سے ناگمان حکومت
پوربائی جو کہ مرد لا و بالی عیاش خود را سے ہما غرق دزیائے لذات ہوارات دن مسخی و مخبری مین بسر کر لیا
آپ کا پاپ کے پیر زادے سسی آقا عسکر علی کو جو بود شاہ مصطفیٰ علی مرشد سیف خان اور شاہ شکر اللہ قادری کا تھا
عسکر علی خان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستا و تھا و نہایت کو
اپنی رضا جوئی مین پاکر جو جانتا تھا کہ تیا تاج لوگ اوس سے رجوع کئے اوسے کاوش کرتا تھا اور انعام و امان
و قوالان و قلالان اور تیر بعض ندایے روح الدین حسین خان مین قتل نکر کے خاند کو کوراضی رکھتا تھا اور رعایا
اور سپاہ اور عمل و نظامت مرشد آباد کا نابہر تاجر و مول زر و حاملہ کے ناموش سید ارچنگ سے ناشکی تمجہ کہی کہی
اوسکے جوان خواہ و کلہ اطلاق لکھتے ہیچو تھے اور حاضرین مین سے بھی اگر نایب ہیچو خوف ہوئی تھی کہ تیرازی خواب
غفلت مین سامی ہوئے تھے لیکن کچھ سو و تھا خواہ لے نایب کو دشمن ہوئی تھے مانتا کہ تیر حسین علی خان
خواجہ میر ابو سیف علی خان عوسید ارچنگ سے کچھ گفتگو تیری جسکے سبب سے اوسنے عسکر علی خان کو تغیر کر اگر خود
نایب ہو اور جید روزنی الجملہ و رستی انتظام کی صورت ہوئی سید ارچنگ کہ دنیا سے خبر تھا اور خدا معلوم کہ مین اوس
تشنق رکھتا تھا باوقام و مجوئی مین اگر حسین علی خان کو مغرول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خان خانان نظر چنگ
جو کہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہیں جانتا تھا کہ خانہ انگلشی مین و دوسرے نام آورون کا نشانہ رہو
تاخیر نکر کے انگلزاری یورپہ کی عدم ادا کے خبر کانسل کلکتہ مین دیکر سید ارچنگ کا تغیر کیا اور راجی سوست لگے
سو تہذیبات مذکور کیا اور پانچ ہزار روپیہ ہوا ری کے حساب سے سات ہزار روپیہ سالیا سید ارچنگ
کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذر اسو حیت اسے کو بھی تیر و مقیم کیا اور اسکی جگہ پر

رسمی الدین محمد خان وہاں کا حاکم مقرر ہوا بنا بر طالع مال اور کثرت مصارف کے جو کہ ہر سال پانچ چھ آدمی انگلشی
 عمدہ مغز جمع حاصل لانے کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہیں لاکھوں روپیہ نکل جاتا ہے اور افرادی غلات اولاد کو
 ازانی سے جو کہ قلت انسان و حیوان سے نسبت نقد ان فرقہ سپاہ کے خصوص سواران ہندی کے جو
 فقط بھگاد اور عظیم آباد میں رہتے ہیں مع فوج لطافت و زمینداران اور امیدواران کے البتہ کم شتر
 اسٹی ہزار سوار سے اتھا اور اب فقط عتقا کا خیال رکھتا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط میں جو میٹھا
 بنی نوع اور ذمی روح ہر ایک ہو سے موجب ویرانی ہوا اراضی اگر قنادر ہوئی اور حقد کہ تخم نری
 ہوتی ہے اسکا سہی کوئی خریدار نہیں شورہ اور فیون اور ابریشم اور پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی ہو پیش
 نہ تھا شاید اترنی دبلو رکھتا اور روپیہ عتقا تھا اکثر بنی نوع تیر تھے کروڑیہ کیشے ہوا اور شری کسانام ہی

متعدد ہونا جارج ونسٹن کا بہر آمد خیانت منہد کو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع شدت الہ ہجری یا آخرت الہ ہجری مسٹر ورسن گورنر عازم ولایت ہوا اور مسٹر کرٹن گورنر
 کلکتہ مقرر ہوا بعد ازاں بعد محاملات اور مقامات سے جزو رسمی ضوابط مالگداری کے ایسی راہ کو نسل
 ہوئی کہ ان میں سے ایک شخص محصل کو آوے اور میان کا حال دریافت کرے کہ حکام و رعایا زمیندار و راجہ
 کو باجہر کر کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امور ات کینے جلتے ہیں اور کس کس نام سے
 روپیہ تحصیل مقبالت لازم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر وکٹ ٹرٹ مامور ہوا جو کہ غنہ کا آشنا اور مردہ گزیدہ
 تیر فہم تھا آخر کار یہ شخص ضلع و سب ج پور میں آیا اور اپنے حسن شنور سے اکثر مامور بہر ہوا جب ملک بنگالہ کی
 خیانت ارباب کو نسل کو معلوم ہوئی ارباب کو نسل نے بنگالہ ہوا کہ معاملات راہ شتاب راہ سے بھی ایسی ہی
 جانے لہذا بنا ہوا ڈالی کو تقیم ضلع اور تیر ضلع بجائے یک کو نسل کے جو مظفر جنگ اور مہاراجہ اوجہ شتاب خان
 بہر ایک رہنمائی و توفیق انگلشی امیدوار کوگ کو ہر ضلع کے کو نسل میں بہرتی کر بن ارا نجاہ ہوشیار جنگ
 مع مسٹر مالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب راہ کے ضلع عظیم آباد کے کو نسل یہ مقرر ہوئے
 اور تقیم ضلع کی یون ہوئی ضلع کلکتہ - ضلع برہووان - ضلع راج شاہی مرشد آباد
 ضلع جہانگیر نگر -

دوکر ہوشیار جنگ اور مسٹر مالک کو عظیم آباد لانے کا اور مہاراجہ شتاب راہ کی سرگزشت
 جب آمد ہوشیار جنگ کی خبر اور تقریری کو نسل کی ہر ضلع میں مشتم ہوئی جن لوگوں کو دل مہاراجہ شتاب راہی

دو گروں کے انہیں امین بن ہوئے اگرچہ ہمارا جہ مدوح کے حسن اخلاق سے بہت کلام نفع میں ایسے لوگ
تھو لیکن بہت قصاص و طہالغ اکثر دے تھے التباب نابہ و فساد کے جوئے راہ جو موصوف اگرچہ دامن حال و ان خبیات
سوالودہ تھا اور اسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگر اچانک اندک تقصیر ہوئی تو کچھ حقیقت پرستی بھی لیکن نابہ تجارت
قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ مشوش تھا تا انکہ ہوشیا جنگ بیونیا اور ہمارا جہ نے فوج تک استقبال
کیا اور بعد ملاقات انیو ماحی کی سواری میں واپس لایا فتنہ جو یون نے ملاقات کر کے گرم بازاری فساد شروع
کردی لیکن چون کہ کتاب راہی و مرغیو را و آلودگی سے دور تھا بجائے خود متعل را جس مقدمہ میں ہوشیا جنگ
استفسار کرتا یا جو کا غلط کرنا اسکے دینے میں مصالحتہ نکرا اور جواب ثانی سے ہوشیا جنگ کو جمال الزام نہایت
نا انکہ ہوشیا جنگ اسکی دیانت داری کا مداح ہوا با ہم راہ معاہدہ وقت کشا چھوٹی ہمارا جہ نے بھی صلح محنت گوارا
کی نواضع اور تکلفات حرفیہ کرنے باہر کر خوشنود ہو گئے اور مسٹر الکسٹر سرحد اور مسٹر جلی صاحب کلان عظیم آباد
ہوا اور چندے بہی موقوف اور مسٹر بارول لیا جو مکہ مسٹر بارول ولایت میں زبردست وسیلا وزیر خود عقل و شعور
سو بہرہ یاب تھا ہوشیا جنگ سے علیحدہ تھا تا تھا اور ہمارا جہ کتاب راہی کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیا جنگ سے
اتفاق کو چاہتا تھا ہمارا جہ نے عدم تقصیر ہوشیا جنگ کی بیاں کر کے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے منہ اس
خویر سے کنار کش نہیں ہوتا اور اس صورت میں آنکھو مجھے کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تنہا مزاج تھا
اسکی حدیث سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر تنہنگ بہادر جلالت جنگ جو حسن تحریر اور
دانش و فہم جنگ میں بے نظیر و یک رنگ ہے حسب الحکم ولایت کلکتہ میں بیونیا اور بارول کو نام مکمل معاہدہ
کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل سند کے پانچ مدارا المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاہدہ کلکتہ ہوا اور
ہوشیا جنگ صاحب کلان عظیم آباد اتفاق یا کو تسلیم کے مقرر ہوا انہیں مسٹر اسٹونسن اور مسٹر ڈوروز
اور مسٹر لون لا اور ہمارا جہ کتاب را سے تھے

آغا عماد الدولہ مسٹر تنہنگ بہادر جلالت جنگ کو زمرہ کلکتہ کا بلکہ مذکور میں کمال جاہ و
حشم سے اور انقلاب عظیم کا پرپا ہونا

جب لاہر کی ولایت گیا اور نصیرت شمس الدولہ کی کونسل میں مذکور ہوئے وہ نہایت ہر داری اور
ہوشیاری میں منتخب تھا جیسا کہ کہتے ہیں کہ ولایت میں بھی اسکا مثل نہیں ممکن خیر اسنے روجواب
کر کے ہر ایک کو خاموش کر دیا انہیں سے یہ کہ لوگوں کی عالیجاہ کو انگریزی قیدیوں کا مارا جانا اسکے طرف علیہ
کیا اسنے در جواب وہی کاغذ جو کلکتہ کے کونسل میں بروقت استقبالی کو تسلیم کے عین بیماری میں جا کر لکھا
تھا اور اسکی انتہت پر اسکا جواب متفہن اضرار عزیمت جنگ و دیگر کونسلوں نے لکھا تھا اور انچوہ کلکتہ

اپنی حبیب میں رکھ لیا تھا اس وقت بین کمفرو کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو بندہ کا قصور ہی یا دیگر
 ارباب کونسل کا جو کرب میری بری برکات و بدین ولایتوں نے کا قدر و کمیکر اسکی راب یہ آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر
 کیا تھا کہ تجارت ملک کی بدون ہرج اور ایوانے دور دراز کے عظیم فائدہ رکھتے تھے اور اسے انکی اور بندہ یون کو جو والدی
 شمس الدولہ نے افراتفرع کر کے کھا کہ ہر قسم کی تجارت کے فائدے اور ملک بھی کینی کے حصہ میں ہے
 اور وہاں ہی ہر پنج غریب کو کفری پیشہ اور اہل حرفہ اور تجارت اور رعایا کے کشتکار اور فقرا وغیرہ میں اور میں ہی
 لاکھ سے زیادہ لوگ تھے کہ کینی کے عہد میں موقوف ہوئی اور ہزاروں لوگ تجارت پیشہ تھے اور میں کینی ہی ایک
 سوداگر تھی حال ہر قسم کی تجارت مخصوص کینی ہوئی وہاں کے اشراف کی نوکری جو سواروں میں تھی بالکل موقوف
 ہو گئی اس قدر تجارت اور کے واسطے عمدہ چہرہ دی سے تاکہ وہ لوگ تار و بانسواں ہو کر تھکے ظلم سے دشمن نہ ہو جائی
 ہمیشہ وقت برابر نہیں جاتا ہے یہ کلمہ عقلا کے کونسل کو پس نہ ہوا و حقیقت میکہ داری اور سروری اور اجابت
 رانی کیا عمدہ نہی ہے تاکہ بنایا بیچارہ کو ظلم قدری سے ہوا کہ کیا میت اگر وہ پتھر درانت لوس ہو و گونا فل شدی
 افسوس افسوس یہ جب کہ شمس الدولہ کو یونیر غالب ہوا اصلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑھ کر
 کوئی تنظیم اس ملک کا نہ ہو گا لہذا دہجائی کر کے شمس الدولہ کو بنابر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور لوگوں
 متعاقب چند احکام روانہ کیو تقدیر کے کیمل دیکھئے اسکا ہزار راستہ میں والد اعلم کہ یہ جانکا کہ اسکا اثر
 نقش بر آب ہوا خبر ملی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عا والد ولہ مسر
 ہر شک بہاد کے کوئی نہیں ایسا ہی کو مقرر کرنا چاہیے اب ن دونوں میں یہ شخص اراکات و کین کا رہنما
 تھا پس اسکو حکم ہوا کہ جلد تر کلمہ آوے اور اپنی زمین حاجت مل وقفہ ہو جائے اور حسب الارقام ایک
 پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تھا بطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا کلمہ بھیجا کہ جو
 ایک موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا و دوسرے شہنشاہ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونوں حکم بجا ہو
 نیوچے مسٹر شہنشاہ مندرج سے کلمہ آیا تین جینے تک مسر کر نمر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تھا رہا
 اور رور شب ملاحظہ کا غلط معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین جینے گذرے عماد الدولہ
 گورنر ہوا بعد چند سے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ سباز اللہ
 معین الدولہ ناغان اور مسٹر الملک مہاراجہ شتاب راہی کو یہ دوین کلکتہ لاوے اور یہ حکم مسٹر گرام صاحب
 کلان مذکور اور مرشد شہنشاہ جنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اس شخص سے بھیجا کہ سیکو اطلاع
 منوے لیکن ثقات سے سن لیا کہ جب ان گرام جو کو مظفر جنگ سے انہیں دعوت تھا اور کتنا تھا کہ جس وقت
 مظفر جنگ کی حفاظت میں میری سعی پیش نہ گئی مہاراجہ شتاب راہی کو جسکی نسبت ولایت کا حکم مقید نہ ہو

ذایا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دو فوننگی قیدیوں برابر پہنچا دیا اللہ تعالیٰ اس بلا سے بیوجب سے بچا دے۔

جانا مظفر جنگ کا پہرہ میں مرشد آباد سے کلکتہ کو اور بعد چند رشتہ راسی کا اوسی
لسلسل میں جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد کسی اپنے محکوم کے گھر میں ہانگو کھانا کھا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس میں شفق گورنر صادر ہوا اور قبل درخواست کے اٹھ گیا اور وہاں سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسی وقت ملی بنابر اقدار گردش روزگار کا خیال نکپہ کے فشا باغ میں فوج ابدال خواب استراحت میں تھا تو سوری رات باقی تھی کہ کپتان سے ایک پلٹتی ہوا مسٹر اندرسن کے گھر متصل باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگار کے ہمراہ دروازہ پر اگر نواب کی ملاقات کر کے ابلغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکھنا چاہیے کسی امین آپ سے تعرض نہیں مگر حکم صادر ہوا ہے جو کہ نواب مذکور تاب سرکشی نہ کرتا تھا تنہا تقدیر ہوا کپتان نے اس کے ملازمین کا پہرہ اوٹھا دیا اور اپنے ملنگان کو ہر جگہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ کسی کچھ تعرض کریں تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ کہ کوئی بے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہ ہوئی بعد ازیں ایک نشست اوسی میں کا مع یکس کپن کے مظفر جنگ کو مکان پر شہر مرشد آباد میں کہ کوئی نہ تھا یا اور انچہ پہرہ اسکے دروازہ پر بٹھائے لیکن کسی چیز تو عرض کیا عجب طرح کا انقلاب ہوا امنی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکھتی تھی شادان ہو کر اسکے شکست میں سامی ہوئی لیکن بمقتضاے فطرت اور قوت جبلی نے اسکی نجات میں سامی ہوئی اور چند کام ایسے کئے کہ مردان کا رد ان سے ناممکن تھے اس طرح نواب گورنر جنرل بہادر سے یکرو رکھ کر جنرل کمار دن سے نکلا اگر یہ مقام انارٹھ تھا مگر عاجز و زیوں سے بعد مغربی مظفر جنگ کے خود مقصدی امور لظامت ہو کر اور مبارک اللہ لو کہ کو اتالیق ہو کر اعتبار علیخان خواجہ برسر کو جو کہ موتمن الدولہ کا غلام ہے نائب لظامت کیا یعنی اگرچہ نجیب او غاڈان شرف سے نہیں لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی پوری ہے اکثر کاموں میں اس قدر راسخی اگر نائب معقول اور ہوشیار نجبا سے مقرر کرتی خود پرہہ باریک و المکرج جواب سوال سنتی اور اسکو مشورہ حکام روا ہوتی ریاست مرشد آباد کی اور اخبار محلات لظامت کا جو بالفعل ہو کوئی اسکی احتیاسی مابہر نہ کر سکتا تھا لیکن باعتبار شور و اعتبار علیخان کے جو نہایت رشتہ اور بے شو تھا کار فرما ہو کر ناظم مذکور کو مع اسکی والد بیگم کو انیر قابولین لائی اور بیگم کو باوجود بیگم اسکی باب کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاحی

مح مبارک الدولہ کے مضامیت اپنا دست نکلواؤ محض بے اختیار رکھتی تھی و حقیقت مبارک الدولہ بھی ایک
رکھتا تھا تاکہ بعد شدت عظیم کے انکو فرح نصیب ہوئی اسکی بیان اللہ تعالیٰ مقرب حوالہ قلم ہو گا۔

جانا مظفر جنگ کا حکمتہ کو اوپر نماز انتساب رای کا اسکی پیچہ اور انگشتیوں کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا پیرہ انگشتی میں بتاریخ تیسویں محرم ۱۱۷۰ ہجری کو روانہ حکمتہ کیا ایک خلق
کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی کس قدر لوگ توسلین سے ہمراہ گئے حکمتہ گپ دریای
قلم بے پایان ہے اور شہر سے باہر سانچونا مظفر جنگ معتبہ کپنی تھا زیادہ تر نے اتفاقی اسکی مقدمہ
میں ہوئی سوال و جواب ملتوی ہوا مسمر جان گرام نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مدارجہ شتاب راے
سویکاڑ تھا کوشش کر کے بھی محق قید پیرہ شتاب راے کا واسطے عظیم آباد کے مہوایا چکر راجہ مذکور اینی
حسن خلق اور سلیقہ کاروانی اور کارگذاری سے ہر ایک کو خوش نو اور راضی رکھتا تھا ہوشیا جنگ خانم
ونسرت نے اس قدر رعایت کی کہ اس حکم کا اظہار کر کے روز معین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ ہر
آخر ماہ صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا ایک مہینہ کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ
مقرر پیرہ سو راجہ حکمتہ ہوا ہوشیا جنگ نے لکھا کہ واسطے حفاظت کے ایک کپنی ہمراہ مدارجہ شتاب
کو رہی اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکلنا اسکی سواری کے پیرہ میں سایہ وار طائر رہے
اور کوئی نفر سلام وغیرہ قدامت بری میں بے ادبی نہ کر کے اسکی طرح حکمتہ پہنچا دے راجہ مسطور اسکی طر
سویکاڑ پہنچا اور مقام مامور پر راستہ قدامت گزین ہوا دونوں کے سوال و جواب کی کیفیت خندہ کو معلوم
نہیں ہوئی بروقت دریافت و راجہ ہوا بعد ایک دو مہینوں کے عرش آباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
انام حکم اعلیٰ معزولی راجہ شتاب راے اور مظفر جنگ کا صا کیا گیا اور ارباب کونسل انکی جگہ پر مقرر ہوئی
دوسرے روز اول وقت ہوشیا جنگ نے اعیان شدہ اور ارکان دربار کے حضارہ کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی میں
حاضر ہوں اور خود جائو کونسل کی تہا جگر کے پیرہ میں مع کونسل کے بیٹا اور اس حکمنامہ کونسل کا فارسی میں
ترجمہ کر کے بلکہ ہوا اور دربار عام میں منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند پیرہ ماہ و مہینہ یہ تھا
کہ مدارجہ شتاب رای کا ردیوانی خالصہ سے معزول اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اور جگہ مامور جو چاہیں
عوامل حالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کریں اور مدارجہ موصوف کو امور نظامت میں بحال اور
بہ قرار عین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کا و بار میں بلا شرکت نایب شد وستانی کے
کا فرما ہوں اگرچہ اس سے پیشتر ہی بعد فوت ہوئی میر جعفر خان کے فقہ انگشتی سے ہین الانی الجملہ اخبارات

منظف جنگ اور شتاب راہی بھی رکھتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ایتدائے درود گورنر شہنشاہ بھادور کے جوہر لا
مین واقع ہوا آج تک کہ ماہ محرم ۱۱۹۵ھ ہجری میں ارباب کونسل معاملات ملکی و مالی میں بلا شرکت و نیابت
ہندوستانی کے مختار ہیں مگر چند صدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہیں اور کلکتہ میں دو لکھ رام کا لڑکا نام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل
اور برٹش گشتی کے جو دیوان خالصہ سے مقرر ہے انیدہ خدا باغی کیا ہو بعد ازین شروع ۱۱۹۷ھ ہجری میں شاہی رام
کلکتہ گیا اور محلات صوبہ علی آباد کو انچام اور کیتھرنیاں ملک و مہاراجہ شتاب امی کو متعدد کرالیا اور پھر پھر
غنیہ آباد کو کھدیگز نفاق ہوا اسد ہوا رام و شاہی رام تھوڑی زمانہ میں سیل فریل ہو کر فی اعتبارہ و کلاں گئے نہایت
ذکر آئی عوام الملک مسٹر شہنشاہ بھادور کا مرشد آباد بنگالہ کو اور وہاں سے کلکتہ کی حمایت
اور رہائی پابا مہاراجہ شتاب راہی اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار
پانا مگر محرم و دایلو سن ملک عدم کو سد مارنا اور مظفر جنگ کا اذیتا این لپا کر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب راہی برٹش گشتی میں وارد کلکتہ ہوئے عمار الدولہ شہنشاہ نے نابار اطلاع و نظم
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہایت فریادی موجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسل کو جو واسطے استقام
ہند اور بنگالہ کے مقرر تھے موقوف کیا اور اس کام پر کہ پانچ آدمی مع عمار الدولہ کے گورنر کمیٹ مقرر ہوئے
چپا آدمی تھے ایک مسٹر بارول تھا جو شہنشاہ ہجری میں ولایت گیا اور تین آدمیوں کا نام بندہ کو معلوم
نہیں اور کونسل دس بارہ آدمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمیٹی میں مقرر رہے لیکن تابع ارباب کمیٹی کے
القصد گورنر انیدہ ریج الاوٹ شہنشاہ ہجری میں تنہا مع بعض ارباب کمیٹی کے وار و مرشد آباد ہوا اور
دو کشت بندہ کر و مرشد آباد میں رکھ بعد بندہ بست معاملات اور عزل نسب بعض ملکہ متوسلہ مظفر جنگ کو
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا دربارہ مع ناظم کے جو پختہ میل کر کے بل پڑا اور اسے نہایت کھوج کا مختار
منی کلیم کو اس نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تھا کیا ہو اور یہ وہیہ واسطے کارخانہ عمارت اور دربارہ مردم و اہلکار
جو ہمیشہ ملازم اور مرد مراد ہیں اور نیز واسطے میر جہان خان کا اقربا عمارت مذکورہ اور بعض اہلکار مہات جگ اور
اسباب تحمل اور علم ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اس طرح کچھ تھوڑا سا واسطے بعض
غنیہ آبادیوں کے نایب بٹھکر کے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگھ کے دربارہ میں ان لوگوں کی تنخواہ شریک
نہیں بلکہ ہرج ماہ باہ پاتے ہیں اور جو لوگ ناظم کے شرکت میں طلب دار ہیں دو تین برس ہیں پھر
اور تبدیل اوٹھا ہوتا ہے باہم نفاق اس قدر ہے کہ ایک دوسرے کو در پی تخریب رہتا ہے چند شریفین

و لطیفہ حوا بہیشہ عاجز و محدود رہتے ہیں جس پر سچپس جینے تک کی تنخواہ سرکار میں باقی ہے اور یہ جیل و کتبہ کا اون لوگوں سے کہنا کہ اگر گذشتہ کی فاحشہ لکھ دے و آئندہ مامواری ملا کر لگا اور کبھی غایب کیا کہ اس قدر مامور دیکھ باقی ماندہ کا مقدور نہیں ہے غریب چارہ اس زمانہ میں کہ کبھی وسیلہ معاش نہیں مخصوص نوکرانہ مشاہیر سے محروم ہے خراب حالت میں بسر کرتے ہیں خدا کسی کو نصیب کرے اور سردار عدالت شہار مانند ناظم اور نائب اور کئیات اور عکزی مقدور کو کچھ بھی نظر ترجم نہیں جس قدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بھی اون پچاروں کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لا کون روپیہ فضولی میں خرچ ہوتا ہے اور کازیک کی طرف رجوع نہیں ہوتے القصد بعد فراغ امور ضروری کے گورنر کلکتہ کو واپس ہو اور وزیر سہ شہر چھوٹین ماہ جمادی الثانی یا سولہویں ماہ مذکور شدہ ہجری کو راہی ہو کہ کلکتہ پہنچا اسی وقت منظر جنگ اور شتاب راہی کی حاضری کا حکم میٹ میں دیا ایک کونسل میں شتاب راہی اور دوسری میں منظر جنگ جلایا کرتا تھا

ربانی پانا مہاراجہ شتاب راہی کا گرفتاری سے

چونکہ شتاب راہی کو کاغذات انورگی سے پاک تھے اور کوئی مافی سہی نہ تھا یہ سبب منظر جنگ سے بھاگنا سوال وجواب جلد فیصل ہوا کہ ایک برس لمبی منت اس سوال جواب میں گذرے بعد صفائی گورنر وغیرہ ارباب کمیٹ نے عرض خواہی اور دہلوی کر کے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھ دیا کہ مہاراجہ شتاب راہی کی نسبت عدم دیانتی کا کان ارباب کمیٹ وغیرہ فرقہ انشائیہ کو ہوا تھا بعد نتیجہ اور تحقیق کی کچھ بھی امر خیانت کا غیر و تنخواہی اور حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہ ہوا یہ سب کو نا ٹایم جو اس کے نسبت ہوا نہایت بیجا تھا اور خلعت کا غیرہ نیز جو امر دیکھا بہتو سابق شرک کو نسل غلیظ آباد کر کے حضرت کیا اسی زمانہ میں ہوشیار جنگ کا غلیظ آباد سے متوقف ہو کر نکلتے آیا تھا اور اس کے گلیظ شہر شہر مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب راہی فرط عجز اور اختلاف آپ کو ہوا کلکتہ سے چونکہ انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے رفتہ رفتہ اسمال ہو گیا جب کلکتہ سے نہ نرفت کی اکثر عزائم آپ کو یہی مقصد تھا اور جنس نما ہر واروں نے خوف اقرار و مقام بارہ اور باطل یونیک استقبال کو آکر مہاراجہ نہایت تعجب سے دیکھا تھا کہ انہوں نے انگریزوں کے بقدر مداح تھا اور یہ قدر شاکی ہوا تھا اور حق تھا کہ یہ کوئی نہ کرے اور قریب میں انکشاف ہوا تھا کہ اس شخص کا ایک کوئی دوسرا بیٹا منظر جنگ کی راہی ہو گیا اور کوئی بیٹا بھاگنا

اتصال کرنا مہاراجہ شتاب راہی کا دیر فانی سے عالم جاوہانی کو

بب راجہ شتاب راہی غلیظ آباد آیا مقصد نامی غیرت اپی جون سی بھارت تھا اور قصا ہی نزدیک آئی تھی مرض اسمال نے

کثرت کی اور یہ مہربوٹ کیا تھوٹن فراہمی سے نفع اور نقصان کا امتیاز مابرا چنانچہ مولوی فیض علی طیب کہ
جواب فضل عظیم آباد میں نے نظم میں بتوہ مجاہد ہوئے اور کچھ آرام بھی اور کسی حسن تدبیر سے سلوک ہوا بعض
خوش مرگ ویاں موقوف تناس نے اور کئے صورتیں فقیر کو جلد تھکھان ہو تباہ رنگ سے ظاہر کرتے تھے اور ان کو
میں فیض علی میری رفاقت میں تھا لہذا واسطے اظہار خیر خواہی کے طیب بنڈو کر کے معالجہ سوانع تھے
بعد ازاں جب کہ انظر لابی سے رجوع ہوا وہ اسے جھول الما جو کہ لہانے سے جو اسے غیبت میں نہایا جاتا
منع کیا اور اسوہی اپنا نقصان اور فائدہ نہ سمجھا چند روز ترک ودا کر کے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازاں باجا
کو نسل کی سماعت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے متقیہ عمدہ کا مناسب سمجھا مسلسل تجویز کیا عمدہ جو
نہایت ضعیف موربا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسک اور ہانہ کی بالکل زایل ہوئی۔

عہد الدولہ سر مشہد کا جانا بنارس میں واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور اتہ نظام
عظیم آباد کو اور سید رنگ بوسہ جانا کلمتہ کو

بعد و در راجہ شتاب رای کے عہد اول دہلا در بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عہد بنارس میں اور پھر
ربیع الثانی کو مرشد آباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر ماہ جادی الاولیٰ کے شروع شدہ عجمی کو عظیم آباد پہنچا
چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہاں سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تھی عند مجاہد کو کہ ملایہ کو توڑ دو
عظیم آباد میں رہ کر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ جیت سنگھ ولد راجہ بلوچ سے
ترمیم دار بنارس کی ملاقات جسک باپ کو مرستہ چند روز موئے شجاع الدولہ سے ملاقاتی ہوا اور بنارس کوچ کا
اوسکو استقام دینے میں ہوا اور تہہ معلوت عمل کیا اسی عہد میں افروز شاہی الثانی سے دلو کو راجہ شتاب رای فرانس جبرستہ
کو کچ کیا اگرچہ اسکا وزیر اسکا لڑکے کے عقاید منہور کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت سلام کہ اب زیادہ علاقہ لگیا تھا
بابر رہنما ہتھوٹوں کے اسکو جدا و گورنہ عظیم آباد پہنچا اور چند نام بنابر دفع بدنامی کے کہ شتاب رای کو کہہ دیا
نہ پائی بلے راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ بیاقت اس منصب کو یہ سبب کہ سنی کی کہ نہ تھا
باپ کی جاہ یہ بانو کر کیا اور ماگیر اور درماہر کمال رکھا علاوہ اس کے کہ بقدر واسطے اسکی مان کے بھی زیادہ کیا
لیکن سچیں لاکھ روپیہ درماہر نظامت جو اس کے اختیار میں تھا موقوف کر کے اسکا بدوشت اختیار کو نہ
میں رکھا اور گو کوئی حقین فرائض خالصہ پر کر دین

راجہ شتاب رای کی نیکنامیوں کا بیان

یہ شخص قوم کا ایسے سکھ سینہ دہندہ و امشاہ الما کا تھا تمام الدولہ ولدہ صا الدولہ خان و دران امیر

تنگ پروردہ ہے اور افسانہ گرجی کے ملازمان میں سے ہر گرجی مذکور صدام الدولہ کا غلام اور لوہی گرجا کا مستعمل
 اور میر سلمان تھا اول شخص کتم خواہہ ہو کر ہو آخرا ہر جس کا ردی اور نیکو خدمت سی لیا یہی افسانہ کے کہ کمال اللہ
 اور صدام الدولہ کے سرکار میں صاحب اختیار ہو جب صدام الدولہ جان بچن ہوا اور شاہ آبا میں انقلاب بسیار
 ہو گیا پس ایسا زنا و باوان نامناسب دیکھا دیوانی صورت عظیمہ کی مسحالات جاگیرانیہ صاحبزادہ کو جو کہ گرجی پلیم
 اور مالہ میں بھی لیکر اس طرف آیا اور حسب مذکور مالہ کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار و تدبیری مولا و دن جزو فیض
 اکثر اوصاف سے موصوف تھا نہ کہ کی دانست میں کل روسا پلیم اور صدامستان سے جو اس زمانہ میں تھا
 اور بادجو تصدی گری کے شہداء اور دیہی سے بھی غامی تھا اور بادجو کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
 نہایت نہایت لایک نجیب اور شاہ لہند کے ساتھ نہایت تواضع اور فرہنگی سے پیش آتا تھا ہر ایک کا مطلب کمالی
 حاصل کرتا اگر کسی کا مدعا بھی ہوتا اس سے زبانی تقریر سے کہ سن کر خصمت کرتا اور بادجو دیکھ کر کثرت کار
 اس ایک شلٹ رات گزرنے تک فرصت نہ تھی مگر کہیں دشمنی نہ ہوا اور کہیں کوئی سخت کلمہ اس کی زبان سے نہ سنا گیا اور
 جزو سی اور فرہنگت شناسی ہر جزو کو نہایت فرہنگت سے جس طرح کہ چاہا اور فرہنگت سے جس طرح کہ چاہا اور فرہنگت سے
 معائنات سے مست تھا جس غیر و دور و راز سے جہاں کیفیت میرا آتی تھی سنکھایا کرتا تھا اور جو آئے صاحبان
 نامور کے اونکی معافی میں مصروف ہوتا اور شاہی غیر میں جب لوگوں کی ضیافت کرتا تھا اور کما کما مستوراں
 رونق مند کرتا تھا خود بھی حاضر ہو کر علاوہ طعام خوش مذاپاشنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکھتا تھا شرم جیا
 اس قدر تھی کہ اس کو مقربین نے بھی کہی نہ دیکھا اور نہ مطلع ہوئے کہ کب سے قاتل و مشوق کے پاس گیا اور کب
 برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی بیوی عورت سے نہایت عشق تھا اپنی بی بی سے جو راجہ بیکان سنگھ دیوانی سنگھ
 کی ماں تھی کچھ عشق نہ کرتا تھا اس اقامت گاہ سے دور و لوہو سکھ علیحدہ ایک کمان بوا دیا تھا اور سلمین درجہ بصر و طاقت
 تھا لیکن اسی طرح کہ کہ کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگشتی سے موافق ہو کر کار تجارت گیتی یز
 مشغول ہو کر ہر ہون عدد و رجا و جب کچھ اتفاق ہوا اولے اپنے مونس کی کمائی اور آخر ایسی کی حمایت کو
 بچتے تھے جو شخص شاہ جہاں آباد سے آتا تھا ہر صورت اس کی ساتھ رعایت کرتا ہر جو کچھ فرج فطانت کی واسطہ
 طیل سار و پیہ قمر تھا اور بانی روپیہ میں اختیار صرف تھا اگر ممکن ہوتا کہ سید راہ سکا دریا بہ مقرر کر دیا گاہ
 بہا و اس کو ملا کر تھا صورت عدم امکان کے کار سے معین تر تعینات کرتا اور وہاں سے کچھ حاصل کر لیتا
 اگر یہی نہ ہوتا تو انہی پاس ہوا راہ دیکھ کر فرصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد یونان شہید اول شیخ سید شہید علی علی
 درجہ فاضل نجف کا زہد والا تھا اور بوجہ امتیاز اور نہ کوستان کا امر کی بخشش کمال سکھائی جس کی عمر بچہ
 آیا اور فریاد یک برس کو مرنا آباد اور بچہ علی میں بسر کرتا ملا و جو دیکھا بہا و راہ و نوں حضرت سلمان اور زردار

پر کچھ سہی اور سب پر نظر کی لاجپوشی جی اوروہ اور لکھنؤ اور الہ آباد کو عازم ہوئے اور یہ سب ساری عظیم آباد کو کسی قریب سیدہ
 کی یہی ملاقات اس بزرگ سے ہوئی اور نہرو نے اس کی ملاقات میں تقریب مہاراجہ شتاب راوی کی باوجود یکہ نہرو تھا
 مگر کچھ راستہ آجواں ملا تھیں مگر نہرو کو کیا ماس آیا اور مع دو ایک خدمتکار اور میر قوام الدین خان کے اس کی منتظر
 جا کر سلام کیا مگر خدیو شیخ جی نے مسند پر بیٹھے کو کما کر شاید اب کی راہ سے مسند پر تو بیٹھا مگر کوشہ کیر پر ہوتی تھی
 دیر کے بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہو جس شام کو وعدہ آنے کا تھا سندھ کھٹ پنجابی اور خود جاگو شہ سید پر ملا
 لوگو کو کہ وہ واجب تک وہ میان زمین تم لوگ نہ اور بعد نماز مغرب کی کنبہ کے ہمراہ آیا مہاراج نے زمین تک مقابلی
 کر کے مسند پر بیٹھا کمال خوبی سے گفتگو ہوئی لگی شیخ مذکور نے فرقت ہو کر کہا کہ میں جانتے ہیں حق تعالیٰ بجز انسان کے
 جمیع دنیا پر کل مسلمانوں کو عطا کرے جو کہ اس کی زبان عربی ہی مہاراج جی نے مسند پر بیٹھے نہرو کے ساتھ سنا دیا
 مہاراج مذکور نے اپنی عدم ہمت کا اور کیا اور وہ خوان پیر چنایات کیے اور بعد نصرت کسی عہد کے ساتھ اپنے
 کا توڑ بھیجا کنبہ نے پوشیدہ شیخ جی کے خواہ کیا ایک مرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب راوی کے آستانہ میں سے ہو کر
 سجدہ افرامی راے ریاں ناگرل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تھا بقدریم رسم گیا جو مذہب ہندو میں عہد وفات
 والدین کے رہا جو عظیم آباد بآفاق حست خط سافارش کے درخواست بنام راجہ شتاب راوی کے کی ناگرل کی لکھا کہ تہین
 ہی وہ چاہتا ہے اور یہ کام ہمارے گرد و میں عہد ہے یقین کہ کچھ قصور کرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر میں خلل ہو
 کیونکہ اس کا لقب لایقہ حال کو لکھنے سے مجھے عار ہو اور اگر قرینہ سابق سے لکھوں وہ رنجیدہ ہو گا جو کہ مہاراجہ شتاب راوی
 ایک جگہ کے ایمان و ارکان و وزراگان سے مستعدی رہا کرتا تھا کہ جان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کریں اور
 بلا جبر و نقصان کے تحریر کریں اور ہر ایک کو ساتھ اسکے عوض میں خدمت واجبی مامواری کیا کرتا تھا یہ فیہی
 اسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے استکار کیا کہ آپ سادوست تشریف لاوے اور راہ ریاں دو کلمہ خیریت مزاج سے
 جمی یاد کرے مقام عورت ہے اسے لکھا چونکہ مجھ سے خدمت میں بندگی تھی حاجت تحریر تھی شتاب راوی نے
 جواب دیا ایسا نہیں ہے چونکہ وہ ہی مرد ہوشیار تھا سمجھ گیا کہ اصل مطلب ہے مہاراج آگاہ نہیں اس کو کہا میں مہاراج
 پر خود ظاہر ہو حاجت اطمینان نہیں بعض مقربین نے مانند راہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تھے اس
 معاملہ کو سمجھ بجا نے اس کے کے دریافت کیا مہاراج نے جو کچھ اخبار سے معلوم ہوا تھا اطمینان کیا اور کمال ات اللہ
 کا تدارک بخوبی کرتا ہوں مگر یہی کسی نے نہ سمجھا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تو اوقع لائق
 کے ناگرل کے نام باوجود میر غرضی عنی نہایت فروتنی میں کئی بدھ فیض منوں کو عین تہمتہ والا کا اصدار ہونا موجب
 اعتقاد ہوئی بے مقدار امید اشتقاق بزرگانہ سے یہ کہ دور افتادگان حضور کو بام اور قہ جات یاد فرمایا کریں اور تھنجات
 قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر لکڑی اور شیشے لباس سفید بنگالہ اور دندان نیل دیو پاسے پٹنہ اور ولایتی گدیان اور

شہد ان پورین اور انیہ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی مصاحب کے ہمراہ ابلان گئے ناگراں اس وقت اور سلوک
 اور تحریر کے لحاظ سے نام ہو اور درجواب معذرت تحریر کی اور انیہ مجلس میں کہتا تھا کہ اس غریب نے اپنی فرط محنت
 اور تیر سے باوجود بعد مسافت کو کچھ بھل گیا آخر ۸۳ لکھ جبری میں دو تین لکھ غلطیوں سے شروع ہو کر واسطہ ملا
 جو بچی تک گرم پڑی شتاب راہی بے نہایت غمناکی کل غرہ اور غربا کی فرما یں بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
 ہوئی بنارس میں کس قدر لرزائی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کو واسطے مقرر کر کے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ میں نے
 آئین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لیا کریں جب غلہ عظیم آباد میں آوی وہیں کے نرخ سے میان پر
 فروخت کریں اسی طور سے جب تک تحطرا بخیر فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگوں کو خریدنے کی طاقت نہ تھی ان کو
 لوگوں میں عین تین چار مقام بطور قیدی رکھ کر ہر جگہ پیادہ اور دروغہ اور علم مقرر کیا اور بچہ نہ کھانے اور جس غلہ
 معطوف گلی اور بیہ ہشتی اور چند خرچہ فی نفر واسطے خریدتا کو ننگ افیون وغیرہ کے جسکو بطرف میل ہو
 ہر روزہ مقرر کیا بلانا غیر ہندو کہ اسے اس حال کو دیکھتے ہی انگلیوں اور لہنیوں نے سب ایک خیرات خانہ مقرر کیا
 اور اس ترکیب سے ایک غلہ دیکھ کر جابر موعیٰ مرشد دیا وہ ان باتوں سے کچھ بھی طوری نہ ہوا لکھتے ہیں کہ باوجود ہمارے
 منظر جنگ کے بعض اوقات میں غلہ محض نایاب ہو جاتا تھا اور وہ لوگ باسید میر سلیمان خانساہان وغیرہ کے
 جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہیں کر سکتے تھے اور اگر امیانا گئیں سے غلہ ہاتھ نہ سرکاری پیادوں کو
 معرفت روانہ کرتے تھے منظر جنگ کے مقرر بننے اور اجازت گنجواپنی آقا کے ساتھ معشوقانہ کرکٹا تھا پانی
 سیوہ غلہ چھین کر ائی گھر میں رکھتا تھا کہ زبردست لوگ زیر دستوں سے چھین لیتا تھے اسکا تذکرہ کوئی کر سکتا تھا
 اسکا بھی جواب منظر جنگ سے کمیٹ میں طلب ہوا تھا والد اعظم ہر سال ولایتی سیوہ سوداگران سیوہ فروشن
 کو وسیلہ لیکر واسطے رو سائے انگلیاں اور غلامانے بگاڑ کے بیچتا تھا اور غلہ آباد کے مشاہیر اور عمدہ لوگوں کو تیار
 مرتبہ بیچتا تھا یہ کیا کہ اکثر اس طرح محروم رہتے ہیں علاوہ اس مقررہ کو سوارا سپہ اور سیوہ فروشن کے
 نام مقرر کیا کہ اوکھا سیوہ الکر بار میں بیچیں جسکا دل چاہے وہ خریدی اور سکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تاکہ
 سیوہ فروشن کو نقصان نہ ہوا بعض قوم راہیوں کو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بیچ بیچ کر طلب کیا اور بہر
 غلطی آباد میں ان کو ٹھہرا کر یکم ایک جس جگہ زمین لائق ہو کیوہ ہاں ہر تخم افشانی سیوہ جات کی کروٹم سرورہ اور خیر
 وغیرہ ترکاریوں کا کھنڈ اور اکبر آباد اور کابل سے منگو اور تھاتا اور اس کے ہمراہ لوگوں کو بھیجا کرتا تھا انکو روٹینگر اور
 کوکڑا جہان آبادی اس کے عہد سے ہونے لگے اب نہایت انرا طے سے کہو میں انکو خوش مزہ کبھی روپیہ کو تن
 اوکھی ۲۰ روپیہ کو کبھی ۱۰ روپیہ سے ملتا ہے اور کبھی کبھی بازار میں ہی آتا ہے عقیدہ مسلمان ہی رکھتا تھا
 تفریح سید الشہد لاجپور علیہ السلام کال غرت سے آتا تھا اوکھیہ بن ماہ رمضان کو جو دن شہادت ملی تھی مگر ان کا شہر

حوالہ کسی اپنے مصدق کے کر کے جو تصدی سے بلا سبب کی قدر رویہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب
اسی طرح سے رویہ حاصل ہو جاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا ہر حال خوشنودی اشخاص مذکور
منظور تھی غضب خدا کو چ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مزار اجہ سبب اس نے اپنی انگلیوں
سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص نامی خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ نامی اس ہمارے کو ستاتا ہے اور اوس سے
مروت ہوتی کچھ کہتا اور بعد ازاں کو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلا کر زہر ہاسے ہمیشہ اسے ملامت کر دیتا۔

راہی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور سب کرنا ایک مدت کلکتہ میں بذریعہ
امید داری اور آخر لاچار ی مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس واقعہ میں نہایت مفسد نظر اعلیٰ میں ہو گیا تھا کیونکہ اکثر علما خاں اور خود بھی بخیر کی وجہ سے
کی قدر متہمت تھا اور سنگا اسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فغانی سو نہایت دور اور لوگ اسکی زشت خوئی
سوی گریان تھے اسوقت میں ہر ایک نے انہی راہی اور سنگا نے بحیلہ اور تجویف اطمینان بعض اسرار کے فارغ غلطی لیکر
کسی مکان میں واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علیٰ اہل بیت نہان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کا فحش معاملات سنوا کر
نوکری کی شرم سے کمر بہت چست کی اور تنویری مدت میں ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے مایوس ہو کر
مستعد کالت ہوا اور نیکو کار کے سوالات کے جوابات کا بھی مستعد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈراستہ میں
سو سن گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات جو لکین دیگر ہر ایک کامنہ منہ نہ کہ دیا سامعین کو بوجہ تحجیر و آفرین
کو کچھ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تقریر کے بدولت پچیسویں ربیع الاول ۱۲۸۵ھ ہجری کو برتاقتی
پالی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اس کے دروازے سے پہرے اٹھائے گئے مظفر جنگ
اس امید سے کہ شاید مانند شتاب رات کے بہتہ و رشتہ یک کو نسل مرشد آباد ہو کلکتہ میں
مقیم رہا اور رفت خواران کلکتہ نے جسین اکثر علما بعض اصحاب انگلشی کے کو نسل کا ہے اسکو و ام
فریب بین یہاں کہ ہر درزا یہی کلمات سے خوش رکھتے تھے کہ آج فلاں صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا
فرماتے تھے فلاں کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلاں نے فلاں سے ایسا کہتا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو
سن کر امید وار ہوا اور مجبورون کو اپنا ہوا خواہ سمجھا اور انکے حسب اشار اکثر دن کو رویہ یہی دیا اس
سبب سے زیر بار و مقروض ہوا بندہ اوس زمانہ میں حصول ثواب سفریت اللہ کے کلکتہ اگر مظفر جنگ
سو موقع اعانت چاہتا تھا مگر اس سے توفیق نہ ہوئی تیرہ صد اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیر ات اپنے عامل
بایک کے سپرد کرے اور اسکا عامل میرے قرضہ کا مہاجن سے مناسن ہو جائے اور میری معاملات

چاکیر سے اوسکو دے اور زرہ سے فاضل دیوان لمانت رکھنے تاکہ صاحب کو تعریف باقی نہ رہے اوسے
زمانہ میں کہ بندہ پیشدر پیش دن کلکتہ میں رہا اور مظفر جنگ کی صحبت میں تھا بندہ نے اوسلی بد
سن کہ ہر ذکر میں علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکر گمارے اور خدمت کر دے
عہدہ واجبی باہر نہیں ہو سکتا میں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو گا اگر قبلا کہتا تھا اگر کہا کہ مکرم فرما
لاکھن خورو نوش کر کے چلے دے اگر احسان ہو تو علی ابراہیم خان کا پسر درم نا خریدہ ہوں اسکا غلام
میرا پ اور رہا بی ایسا نہ کرنا جو اس سے ظہور ہو گا تمام صحبت میں ہر دم در خطہ اوسکا دم بہرہ تھا۔

اناجنرل گلادرن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسس روسا کی کمیٹ اور گورنر سی مناسفیت
اور بارول کا گورنر سی الفاق

مظفر جنگ اپنے حصول تمنا کی انتظار میں تھا کہ جنرل گلادرن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسس باہر ہمارا
کمیٹ اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر ہارل اور مسٹر بارول کو بادشاہ اور کنبی کی طرف سے واسطہ شہان
شاہ اللہ جہری میں پہنچا دو آدمی بیان کس در و نین ایک گورنر اور دو میسٹریارول منجہ قسہ کیدہ کے
رہ گئے چونکہ وہ تینوں فرستادہ بادشاہ اور کنبی کی بنا پر تحقیقات تفسیر گورنر کے مقرر ہوئے تھے اور جنرل گلادرن
ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلند کی ملازمین میں تھا اور کرنل منس امیر ریاست کل فوج کا عہدہ
وصول جنرل گلادرن کے مرتبہ گورنری پر رکھتا تھا اور مسٹر فرانسس دوسری درجہ جنرل گلادرن پر باہر متفق
تھی عجیب مظنہ اور بد بد رہکتی تھے ہنگام ملاقات نذر تک جو کہ ضابطہ بندوبستی ہی تھیں لیکن حتی کہ
والی ہی رو فرمائی تھی گورنر کے معاندان کو باخود موافق کر لیا چنانچہ نہ بجا کر جو مس الدولہ اور لاٹوین
اور نیز اسوقت میں عماد الدولہ مسٹر شہنشاہ کام غروب نظر تھا مقرب بنایا اسکی وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی
فسادی پامید اقتدار اصحاب تکتہ مذکورہ سے متوسل ہوئے اور تحقیقات امور محنت کی شروع ہو گئی اور
ان یانچ آدمیوں میں نایافتی صحبت اور اختلاف رائی محال درجہ کو پہنچی سخت تشویش طرفین کے
متوسلوں کے ہوئی حتی کہ فیما بین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوبست و سبب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دو طرف
آخر کو لے کر گورنر اور بارول یکدل رہے اور تین آدمی ایک طرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کے جو کہیں کس
تھی گورنر پر جو دونوں کو غلبہ ہوا اکثر امور موافق رائے طرف جنرل کو گویا تھے چنانچہ گورنر ان نام ایک انگشتی صاحب گلان
مرشد آباد اور مسٹر بیچ صاحب گلان عظیم آباد اور نوکام صاحب گلان بیل و مسٹر بیچ صاحب گلان بادہ گلان جنرل گلادرن
کی تجویز مقرر ہوئی اور مبارک الدولہ مع والد ہو بیگم کے منی بیگم سے عاجز ہو کر گورنر کو ملک میں اوسکو توسل سے
جنرل تک پہنچا ہفتدہم ربیع الاول ۱۱۹۱ھ جہری کو مجازاً فرماست ہوا اور قبضہ اختیار مینی بیگم اور اعتبار علی خان

خواجہ سرا سے ماہر خواجہ سرا سے مذکور کا تفسیر ہوا لیکن چونکہ منی بیکم زردار اور مقتدر ہوشیار ہے بہتر مبارک الدولہ بطبع وراثت اس کے امتیاز میں رہا اور وہ یوں کہتی ہے کہ اگر مجھے ٹیڑھی پڑے اپنے مال و زر فقرا اور تنہا سے بیگانوں کو دیتی ہوں فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ کو کوئی اس کی سلطنت سے ڈرتا ہے اور کوئی اس کی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بھی چندان امور دنیاوی سے توقع نہیں رکھتا جس سے لوگوں کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے ہو کر تا ہے اس کو کسی سے تعرض نہیں بجز اپنے معارف کے کچھ نہیں چاہتا اسی وجہ سے اتک منی بیک کا تسلط بدستور اور نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب میں ہے اسی سال میں اوتیسویں جمادی الاول کے کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہجراہ مسٹر الیٹ کی انگلینڈ کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کر کے مخصوص علم جیت اور مفردات اور مرکبات اور فنیہ خواص اکثر اشیا اور معرفت ابراہیم طوی کو جو کہ ایک نیک اور فیض منافع دیکر مانڈ قشر سرج ابدان وغیرہ کے جسد قدرت قیام میں مسیر آیا تحصیل کر کے اور اسکا ترجمہ کر کے ۹۲ھ ہجری میں واپس مرشد آباد آیا اور یہاں لوگوں سے ظاہر کیا اور اسے نامور دانشناس سے لیکو کو توفیق ہوئی کہ مشورہ اسارو پیہ خرچ کر کے اپنا نام مستہم کرے اور وہ شخص اس علوم کو اس کے نام سے مغفور و رگار میں پایدار کر کے گویا بارہے جو کہ مشورہ ہوشیاری اور دانائی اور کارگذاری میں نامورہ و رگار تھا تسلیم و اعراض سے کار فرما ہو کر نہایت بین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اہل انہی میں سے کسی کو کے جہل کی نادانی ظاہر نہ کرے اور اندازان کو نہ اندیش مخصوص خند خاک کو نہ راوی بعد از ان تذکرہ بھی کرے اور امور پر داخل نہ کرے لہذا نہایت تمہید و جواب میں کراہی رشتی اور مخالفین کی دروغگوئی سے بچتا

معافیہ کہ نہ مانڈ حکما کا گورنر مشہد تک بہادر رہا اور مرہا یا نا

بعد از ان اکثر عجب و ند حکما کے اشکار کر کے ثابت کیے بجاہ اس کے یہ چند عجیب تھے کہ یہ شخص ہر ایک کے دستخط کرتا تھا اور ہر ایک کے نام کے مطابق معافیہ پاس رکھتا ہے اور ایک اور خطوط جسے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ شکات کے ایک نمساہ معری بلا قید اس شرط کا تھا حکما روپیہ سہ فار کینی سے لیکر نصف کو لیا تھا ان امور ات کو تحقیق میں گواہ جو ری مقرر ہوئی گران جو ری اسکو کہتے ہیں کہ بارہ آدمی معتمد الکشی مقرر ہوتے ہیں اگر نہ نا علیہ اسکو قبول نہ کرے تو دوبرہ اس کے انکار سے بدلے جاتے ہیں میری مرتبہ بہر کچھ انکار و اقبال نہیں سنا جاتا بارہ آدمی ہوتے ہیں لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز نہ کریں

اور اوس وقت کوئی اول سے نہیں مختلط ہو سکتا کہ مبادا کچھ لاج و کدیر سے ایمانی کراؤ
 القمصہ یہ گران جو ری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تاکہ نذبحا واجب القتل ثابت ہوا
 یہ مرد باطن مغرور و مذہبی خلق تھا اگرچہ دو ایک لوگوں سے احسان بھی کیا تھا مگر عجیب بیباک
 خدا نام ترس مردم آزار تھا بہر حال اوسکی ہزا مقرر ہو گئی چونکہ جہول نے اوسکے دلنشین کر یا
 تھا کہ کوئی تجھے کچھ نہیں کر سکتا اگر زیر و ازیمک لیا وین مرکز خوف نہیں نکلیا تب صورت گور کا تصور ثبوت
 کرنا علاوہ اسکے خود بھی مزاج میں صلابت رکھتا تھا ثبوت قصور گور زمین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گور
 اوسکے تصدیقات کا اثبات کرتا تھا ان دونوں آدمیوں کے سوال و جواب و تنویذ انگشتی سے لکھی گئی
 جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگوں میں مشہور ہے القمصہ جب تفسیر ثابت ہوئی ساتویں جمادی الثانی
 ۹۵۸ھ ہجری کو نذبحا کی جاسے مقررہ پر پہنچی ہوئی اور اوسکا نقد و جنس تعلیقہ ہو کر اوسکو لکھا
 راجہ گمراہ اس کے حوالہ ہوا کہ تو بین کہ باون لاکھ روپیہ نقد اور اسبقدر نقد و جنس حساب میں
 آیا اور نذبحا کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگوں کی طرف سے بنالین تھیں برآمد ہوئیں —

جہول کلاورن سو مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشد آباد کی عدالت
 فوجداری پر مامور ہونی وغیرہ کا بیان

جب جہول کلاورن کے غلبہ کا آثار پیدا ہوا مزاج مظفر جنگ حقانی کا چٹون سونالی نہیں تھا
 جہول سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مال اندیشی سے مانع ہو کر کہتا تھا کہ ابھی جہول
 نذرناست گذران کرنا چاہتے گور نے آپکی آبر و بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نہ کرنا
 چاہئے دیکھنا چاہئے کہ کیا انجام پیدا ہوگا اگر جہول مجاز ہوتا ہے تنے اوس سے کچھ بدی نہیں کی کہ
 وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بھی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہو کر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ
 جو کہ قید خود رائے ناسخ شتو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت ہوا اور جہول مذکور سے توسل
 پیدا کیا گور نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہو کر اوس جہول پر چوڑا جہول نے اوسکو دستگیر
 مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کا اس سوجھ بوجھ اور تدارک قطاع البطریق اور چروان کی
 اور انفصال عہدات فردی اور خونریزی اور زنائے مراد سے تجویز کی اور بہت سار روپیہ درجہ
 عال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد و اتباع کے کونسل سے خلعت و لاکہ بندہ ربوبین رمضان
 ۹۵۸ھ ہجری میں مرخص کیا دو ہفتوں کا مرشد آباد آیا مکان شہر نے بہر صورت اسکی اطاعت کی

اور وہ فساد و دولت پر یکنہن ہوا۔ ہم ذی الجحہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان اپنے بیٹے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند گلان بہرام جنگ کو حاجی اسمیل کی مصیبت سے جو کہ دونوں دختر زادہ رابعہ بیکم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پر لایا اور ۲۳ جمادی الثانی ۱۰۳۱ھ ہجری رابعہ بیکم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اس کے گم کی رونق جانی رہی اگرچہ عیوب و فجور میں معتد اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیاں رکھتی تھی قبل بیماری سے پیشتر جلد سماحی سے توبہ کی تھی اور بیماری میں پہرے سر سے توبہ کی اور لوگوں کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمہ طیبہ اور تہ لیلیٰ و حدانیت الہی اور نبوت خاتم الانبیاء اور منقبت اوصیاء رسول سرور اور نام اپنے گناہوں پر راجی ملک بقا ہوئی اب ان تغذیہ خانہ نماز ایک نذر لہا فانت رحم الرحمن اور اوسوئت تاریخ ۲۰ ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پنجاب ال سے ایسا شد زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی لطافت پر مقرر فرمایا اور نائب فوجداری ہر جگہ بھیجے آراجماع عظیم آباد میں نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگاشی مع تمام رعایا کو راضی اور خوشنودر سے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشنونت کر کے بعض کو تخت سیونجائی اور مبارک الدولہ سے کچھ جانوت بھی نہو سکی تا بحیات کیا جو چنانچہ بعد غل اقبال علی خان خواجہ سرا کے جو کہ خادم علی خان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق میں باپ کی طرح تھا چند روز مبارک الدولہ کا دارالمام ہوا تھا مظفر جنگ کے ذاتقاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے باوجود عہد و پیمان کے وہ نہ لسا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار میں برائے تسلط کر کے زبان زد جمہور ہوا اسی آئین میں خیانت پیشہ لوگ جو کہ زلفا مست کو خوان لیما بھیجے تھے اور علی ابراہیم خان نابراہنہ نہ خود لیتا تھا نہ دوسروں کو لینے دیتا تھا انہوں نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان کی احسان فراموشی سے منحرف کر دیا اور فیما بین ناچائی کر دیا جو اے اور سخن چینیوں نے مظفر جنگ کو دیکھ کر اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی را کہ دو دو گریست و سر زد و دیگر رہو اول کتا نیشتا کتا تین غاند کو سوسو شرع کین اور پھر اپنے مجلس میں بطور طنز و تہنیت کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبان و بندہ شعر کہنا نہیں جانتا اس باعث سے عباس اور دستار بند و ستانیو نکا تین اپنے کے نہیں کہتا ماکہ دعوے عقل اور شعور کا کہ دن یہ قاعدہ بند و ستانیو نکا ہے کہ پڑے نہ سکے نام محمد فاضل مگر جامعہ بہت مکلف و برباد و جامعہ بہر کہ ہم بھی شایع میل ہیں اور عالم فی نظیر اگر ایک لفظ کے معنی دریافت کرے یا پوچھے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

میں علی ابراہیم خان کو عمدہ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اپنے لڑکے بہرام جنگ کو مبارک الدولہ کے حضور میں لیجا کر خلعت دیوانی عطا کرائی علی ابراہیم خان نے گوشہ گزینی کر کے آمد رفت و باراد باز دیوانہ اجاب سے کنارہ پکڑا اسی عہد میں مظفر جنگ شاہ محمد خان کا اقتدار ہو کہ مظفر جنگ کے رفقا میں نہایت ذلیل تھاراضی الدین محمد خان کی کسی بی بی کو اپنے عقد نکاح میں لایا اس تقریب سے جو وقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک ترکہ متفنن اپنی وراثت کے اوکو لکھ دیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عورت کر کے بدستوری مدت کی مر گیا بہت سارہ پیہ اور مال اور غنہ غنہ وغیرہ چور و زور اسید محمد خان نے اوسے تسک کی دست آویز ہو قالیض ہو کر اوسکی عورت اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور عیدینہ سے وسیلہ اوٹھا کر اوسکی کسی بی بی جو اس کے لڑکے کی ماں کے سوا تھی اور سب عورتوں سے محبوب تر اور مالدار تھی اپنی نکاح میں لایا اور اس کے مال و اسباب میں متصرف ہوا لوگوں کو تقرر وصی سے اس قدر نفرت ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد الدخان ضیبت جانتا تھا کہ صدر الحق سے کہہ کر سید محمد خان مسرب کو وصی کرادے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوس کے کہنے کا پابند نہ ہوگا اوسکی عورت نے فریاد کی کہ میں زن پیر اور چھکارہ نہیں ہوں مجھ کو وصی نہ چاہیے ہرگز راضی نہ ہوں تا ناگاہ صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا مجب تر یہ ہے کہ اس النکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوئے تباریخ ہفتہ ششم رجب ۱۰۱۰ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح میں سر فرما فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت میں دولت میں اسلام آباد اور ہونہلی اور یوہیستہ کی حکومت میں رہا اور یوہیستہ میں ہی مرا تھانیرہ عورت بسبب ہونے و دفرزند اور زور و مال کے راضی نہ رکھت پرنتھی مگر درمیان میں نے دم دلاسا دیکر ایسا لانا لکھا کہ دام میں بیٹگی کتنے میں کہ ایام نہایت نظامت اور جمیع معاملات میں جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکو اقربا وغیرہ کی مستورات آمد رفت رکتی تھیں اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تھی اور بنا بر وصال بعض عورت کے جو اس طرح کا قین سمی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور اکثر عورت کی سوال و جواب سے کئے نگاہا و سنا کر کتنا سب سمجھا کتے ہیں کہ اوہین دنوں میں چونکہ محمد عینان کی عورت باہر مرانب اکثر اسکے گھر میں آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر نہوا پس بہت شرع کے اوکے ساتھ نکاح کر لیا عمدہ علی الفایین والراوین۔

جنگ اور شہنشاہ فیما میں گورنر عماد الدولہ شہر ہشتک بہادر اور جہل کلاورن کے

اور اوسے زمانہ میں جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل کے درمیان سخت جھگڑے اٹھے دو نوں کی تحریریں مستمن شکایت ہمد گرو لاپتہ کا
 بھنور کینپی جاتی تھیں اور دہان سے جوابات آتے تھے جنرل کے تیسرے سال درود کو جن کو
 کرنل منس مرا تھا ایک قطعہ خط ولایت سے آیا جس میں گورنر جنرل کو ولایت جانی کی تحریر تھی اور اس میں
 لکھا تھا کہ جس وقت گورنر ولایت آئے بعد خود جنرل کو گورنر کرکڑا دے اور دوستانہ جنرل
 کو لکھا تھا کہ اب گورنر ولایت کو آنا سے کلکتہ کی گورنری محکمہ مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کو لئے خط
 گورنر جنرل کا لکھا تھا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گورنری پر بیٹھا گورنر
 فی اس بارہ میں اس کو احمق بنا کر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہو کر جواب نامہ ملائم
 کرنا شروع کئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و
 جواب کے فیصلہ میں قرار دئے انہوں نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکھی جنرل کو معذرت کیا
 اور اوسکی بات کا اعتبار کو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قائم رہا جنرل جیل
 ہو کر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہو کر مصلح ہو گیا اور انہیں خطوط میں چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم
 انعقاد محبوبہ و خواہ کی نسبت صادر ہوا تھا گورنر جنرل نے اپنے تختہ بازی کی فصل تریب دی اور
 سب سے اول جنرل کو اس مجلس میں بولایا اوسے کثرت طلال اور ضعف حال سے انکار کیا
 گورنر خود اس کو جا کر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی میں چونکہ بڑی دیر تک شہر العبد معاہدہ
 کو مرض نے ترقی پکڑی نا توانی کا زور ہوا اور خود اس طرح خاص جنرل کے مداو کو ولایت سے ہمراہ
 لایا تھا معالج ہوا جنرل نے ہر چند حقہ کو منع کیا مگر اوسے سے مبالغہ کر کے حقہ کا عمل کیا اور مجرد
 حقہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اسکے مرنے سے مستر فرانسس کی طرف سب ہو گئے اور گورنر
 کی طرف قوی ہوئے ہر چند مستر پیلر نے جو کرنل منس کی جگہ پر آیا فرانسس سے موافقت
 اور آشتی کی لیکن اسکی طرف نے بنا بر بلند رنگی گورنر اور اسکے ہوشیاری کی قوت پائی
 بجز ورنے کرنل منس کے جنرل کی طرف ضعیف ہوئے اور سرداران چرنل جو بر خلاف گورنر
 کو کئے بدل دیئے گئے انھیں یہ سب کہ مستر بوسٹون کلکتہ سے اور نوک بنارس سے اور شیخ غلام
 سی اور گوران مرث آباد سے بدلے گئے مستر ملٹن واسطے کلکتہ کے مقرر ہو کر گیا اور بنارس
 میں مستر گرام اور مستر لاغظیم آباد کا صاحب کلان ہوا اور مرث آباد میں مستر پیلر کی مدارالہنگامی

اور یہ بھی مظلوم تھا کہ حیدر نایک کو فرانسسینوں سے راہ رسم سے لہذا عماد الدولہ گورنر شیک بلانڈ
 فی مصلحت جانی کہ راؤ رگناتہ راو سے موافق ہو کر مرہٹہ سے اوپریش کرے اور چاہا کہ فوج
 انگلشی رگناتہ راو کی اغانت میں دکن جاوے اور اسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
 حاصل کرے اور رگناتہ راو کی مصلحت یوری کرے اگر وہ اطاعت کریں رگناتہ راو اور
 اس کے مخالفین سے عہدہ میاں بنا ہو وقت خود اور عدم اتحاد فرانسس کے حاصل کرے
 اور اگر مرہٹشی کریں رگناتہ راو کے مخالفین کو مقہور کریں کیونکہ جانتا تھا کہ رگناتہ راو مرہٹ
 اور سردار زادہ سے التہ اوس سے موافق ہو جائیگی چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیاں
 دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہو گئیں تین جانتے تھے کہ بعد تاج ہو جا فی مرہٹہ
 کی حیدر نایک کو ہی مطیع کرنا کچھ بات نہیں ہے بعد اس کے بدون اندیشہ فرانسس وغیرہ کے تمام
 ہند پر مستطیع ہو کر بازم دل سب کرنا چاہتے یہ اسے خالی اہانت سے نہ تھی کیونکہ فرانسس
 سو قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے نزدیک ہو گئی تھی اور جو وہ رشک بندہ کہ حیدر نایک
 آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سوا اعلیٰ ہند میں آئیں اور شورش برپا کریں تدارک
 و شوار ہو بہ مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آوے گی اور اسوقت میں خود رگناتہ راو آرزو مند اور
 رفاقت پسند کا خود اسیو بلتی ہوتا ممکن تھا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹھا اور
 فتوحات و دیگر بھی میسر ہوئیں اور تمام ہندوستان پہلے ہرج مرج فتح ہو جاتا غلامدہ یہ ہے کہ گورنر
 فیض پورہ مذکورہ بالا خرم و دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ ستر فرانسس اور ستر ہو لیر نے جو کہ بنجلہ
 اصحاب گیتی تھے یہ اسے ناپسند کی اور یوں مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک میں جو حاصل ہو
 قانع ہوں اور شاید کہ حکم کو نسل ولایت بھی اسی سلامت روی پر تھا گورنر سہارن پور نے کچھ
 نسخا خود تمنا اس کار میں متوجہ ہوا اسوقت شروع سالہ ہجری تھے بندہ کسی ایسے کام کو
 عظیم آباد سے ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے جو لکھنؤ سے آرزو ہو کر اپنے سوال و جواب کو کالمتہ جاتا تھا
 قاعدہ شہر مذکور ہوا کہ ازل اپنی مراد کو محدود ہوا امتحین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکھنؤ سے مہم دکن کو
 جاتا ہے اس میں رہے اور بیچارہ راہی دکن ہو گیا اول تو کرمل اس حکم سے آرزو و دوسری
 بندہ سورج کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ اسی طرح کے سلوک کا اسید وار تھا اور اس کے علیحدہ
 کو بعد خواہش وہ بسبب عدم اتفاقات ارباب کو نسل کے نہ سیر آئی اور ذکر اسکا اس میں نہیں لکھنا چاہی
 مناسب ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک مزاج پر مبنی ہوتا ہے ناحق شکایت شہرے کی جو بچہ

تقدیر میں لکھا تھا میسر ہوا۔ خواہی خواہی ہو گا وہ کچھ لکھا تقدیر میں ہے۔ اور کونسل کی راہی کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل نسلی کو مقرر ہوئی اس سے اس کا مانع ہونا پڑا اور کرنل کا ڈرڈ اس کے ساتھ بہت بلادرہ لیاقت سرداری سے عاری تھا مگر کیا کرتا مضابطہ کا پابند ہوا بندہ نو بیاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات نظر اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تھیں نہایت آسان سمجھ کر جواب دہ ہوا کہ ہماری دو بیٹیں کل متناہ کیواسے کافی دینی ہیں وہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ آگاہ ہوا تاکہ وہ ان سے کالجی اور بولیکٹ اور توابع ہمارا اور ازنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور تھنا بھی تھ کہ لشکر آباد ہو سگئے گنا تھ راؤ کی بجائے معین کیا ہو کر اتفاق رکھنا تھ راؤ کے سامعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کریں نہایت جو کہ نہایت راست گفتار تھا ناکیور کی ایچی گری بین معین ہوا تاکہ نئے سرے سے وعدہ ارسال کرنی زرموجودہ کا مودہ جوی وغیرہ اولاد رگموسنگ سے کر لے اوسے راضی کر آئے ناگیو بھلان رگموسنگ کا دارالہک سے مصاہبت جناب سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تھا اور اوسی خمدیر انگلشی ہی قائم تھو مگر اپنا غلبہ دیکھ کر اوسے زرموجودہ مقررہ مصاہبت جنگ میں ہاں ہوں کرتے تھے مٹو راسا ادا کرتے باقی ماندہ امر و فرد امین مٹاتے تھے عرض اس پیغام سے یہ تھی کہ مبادا لشکر دکن کے فرحمت کر کے بنگالہ اور عظیم آباد میں فساد نہ برپا کریں چونکہ رگموسنگ اور اسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے بنی اعمام اور لوہکی جائتینی کے مدعی تھے اور بالاجی راؤ بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی طاقت سپہ سالاری سے قابض ہو گیا اور اوتکو مسند نشین کیا بنا بران بالاجی راؤ کی اولاد اور ویکو سرداروں سے یہ ناراض تھا لہذا مودہ جوی اوسکے بھائی وغیرہ تجدید عمو سے راضی ہو گئے کچھ فساد نہ ہوا چونکہ عین برسات میں مسترالیٹ نے راہ ملی کی اور نیز اہل گمات میں لگی تھی اٹھارے راہ میں سفر آخرت درپیش ہوا اوسکا بھائی مسٹر اندرس جو ہمراہ تھا اسکی بیگامری کر کے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل مشنگ بھادر سے آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل کا ڈرڈ کے کلکتہ گیا تھا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل سہاؤ نے پوچھا کہ آپ کبھی دکن گئے ہیں بندہ نے کہا نہیں لیکن کسیتدر وٹن کے حال پر گاہ ہوں کرنل کا ڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکھنے کا ہے لیکن دو کام پر اوکل یہ ہے کہ بطور میرمنشی کے رہیں اور ہر گاہ کا مسودہ اسکی اصلاح صحیفین و مرتب ہو دوں دکن کی ایچی گری بھی معین رہی بندہ نے ایچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن اور مجبوری خدمت والدہ کی

الکار کیا کر لیں گا اور دے بندہ کو مسٹر الیٹ کے سپرد کیا اور خود روانہ ہو گیا اس عزیز نے چند روز میں گورنر کا خد لکھ لیا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قومی لکھ کر مجھے خدمت کیا اور بندہ نے مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ میں مسٹر انڈرس کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا اور مسٹر گولڈنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہو گا پھر کسے قید رویداد کلکتہ اور بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

حلت کرنا بنی بیگم دختر البعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر البعہ بیگم کہ ذکر اسکا حالات علی ابراہیم خان مین گزر چکا ہے ۲۱ شعبان ۱۲۹۳ھ ہجری مین مظفر جناب کی مغزولی مین جان بحق ہوئے اسکو عارضۃ طبعث بکثرت تھا کسی نے دوا سے جس وی جسکی دوا سے کھل جی رہی تھی مسرور ہو گئی آخر وقت جب بخارات رو بہ نے دل و ذہان گمیر لیا مظفر جناب نے دوا سے مقوی قلب و دماغ کی کھلائی کچھ سو نہوا دیا سے سفر کر کے اسکا مال بکثرت شہر مظفر میں بنابر رفع فساد زیر مظفر جناب ہوا بروقت تقسیم سنگا گیا کچھ مال اور جواہرات مشہورہ ندیکو گئے والہام عبداللہ الخیر الخیر اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایک سال چار مہینہ ۲۵ روز نام کے واسطے حکومت فوجداری کی ادنیٰ یونین دیقعدہ ۱۲۹۳ھ ہجری کو جہان فانی سے گزرا مخفی فریبہ کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اسنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مر ا اور شاہجہان مین ہیہودی کی صورت نظر نہ آئی غلام مرث آباد ہوا یہاں اکثر بابت جنگ کا لکھتا ہوا جہاں بابت جنگ کے مظفر علیخان کا وار و غم عدالت ہوا بروقت آشوب مرتبہ کہ دکن کی سفیری پر کیا تھا اور طرفین سے مور و خطاب ہوا بقدر لیاقت نام و نشان پیدا کیا مہابت جنگ کے بعد بہ شہد مین اوسی حالت سے رہا مظفر جناب کو عہدہ مین بھاگلپور کی حکومت پائی بعد چند سے تغیر ہوا بروقت ورود گورنر جنرل ہنسنگ بہادر کی وردولت کو انپاسن جاکر قرار کرا فوجداری اور خطاب ماتر جہاں لیا اور کچھ تہنیک بینی و گوش راہی ملک قلم

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات مین درنگ ہونا اور آخر کار مظفر جناب سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جناب کی ناپسند کرتا تھا اور بنی بیگم سہی اوسکی اختیارات نظامت سے ناراض تھی اور مبارک الدولہ کہ بنی اسطرت کہ بنی اسطرت تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ مین

توقیف ہوا اور نزع جہل ہشتنگ مہارثا قدر شناس ہے اس نے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت در
 نظام کے رکھنے پر جو بزرگ کے استعراج کیا اور سبزیہ صاحب کلان مرثا آباد بھی جو اس کا دوست
 صادق تھا لکھنؤ شہر کو لایا اور نزع علی ابراہیم خان کو بھی متعین استعراج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے
 بنا بر اختلاف کو کیسٹ اور اپنی اجنبیت اور عذر معقول کر کے سسریم اور گورنر جنرل کو راضی کر لیا
 انکار صاف کیا کیونکہ ماننا تھا کہ صاحب لوگوں کا پاس کار خیر لوگوں کی استرضاء پر ہوتا ہے اور
 اختلاف اسے ہی چند ان پادیا زمین کیونکہ ہر کام میں اہل کمپنی پابند ہیں اور یہ مجمع دس بیس
 آدمی کا ہوتا ہے ضرور سے چند روز سے اور حفظ آباد کر کے باطلینان لبہ کرے اور احوال
 بسبب اختلاف اسے اور نخل اسے ارباب الفکاشیہ کے متذرسے اور قطع نظر خط آباد کے
 خطر عظیم اس شخص کی نسبت ہے کیونکہ جس وقت کوئی ناخوش ہوا خدا جانے کہ وہ اسے غم
 حکومت میں کیا بلاتا نازل کرے اور بعد سبب اس ملک کا خرابی اور ہلاکت فحاکت کا یہی اصل
 ہے جو کو اب سردار ان انگاشیہ میں واقع ہے اور یہی سبب ہیں انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ میں بیان ہو گا
 گورنر مہارنے منی یکم سے ہی جو مظہر جنگ کی حالت سے ناراضی ہے تھوڑی سی اگر اپنا تپا
 چاہتا ہے تو علی ابراہیم خان کو راضی کر دے تاکہ اس کے اعتماد پر تھوٹو تفویض جو اسی نظر سے منی یکم اور
 مبارک الدولہ نے از حد سماجیت کی اور کہا اگر میں سے اندیشہ نکال دو تو محکمہ لکھنؤ میں کہ کوئی امر بدون
 تمہاری اجازت کے نہ کرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو ہمارا ذمہ ہے لکھنؤ میں کہ جس وقت حاجت ہو
 ہم اوکریں مگر علی ابراہیم خان کو قبول کیا

نو کہ سپہنچو حکم ولایت کا مشر تفویض فوجدار می مظہر جنگ کو اور سامعی ہونا کر
 بارہ مین مسٹر وکلرٹل اور سب فرانسس کا

مسد جان برہنہ کہ جوان ہوشیار اور بد فوٹ شجاع الدولہ دو تین برس جہل کلا ورن
 کو اقتدار میں اس کی حمایت سے صاحب اختیار اور تختار کا رصوبہ اوڈہ الہ آباد اور دارالکلا وکلر
 اولاد کا تھا اور نصف الدولہ اور اس کے نائب مختار الدولہ کی خفت و پیچہ بی سے ملک بنارس
 وغیرہ جو راجہ بلوند سنگھ کے لڑکے قبضہ میں تھا کمپنی کی واسطے خاص مخصوص کر دیا بعد فوت
 جنرل مذکور کے گورنر نے اس کو معزول کر دیا برہنہ مذکور نے بعد معزولی کے جو کہ رویہ بھی نہیں
 کیا اور کار کمپنی ہی انجام دیا تھا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تاکہ اپنے کام وطن سے درست کر لائے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگزاری کا حال سفارش امیر عمر سیاح تھا
اور رعیت میں حکم ولایت مشورتحین و آفرین صادر ہوا اب کہ وہ ان پہونیکر نے سر سے اوسکی خدمتی
بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بجائی فوجداری کا حکم ابراہیم اگرچہ لایا چونکہ محاربات دکن میں
بعض افواج انگلشی کے غلوئی ہوئی تھی مسروڈ کرنل نے جو بیشتر منع پورنہ کا مدار لیا ہوا تھا اور اب
بعد فوت مسر لائیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسر فرانسس نے
گورنر سبادر کو سمجھایا کہ یہ وقت چھڑکے منا زعت کا نہیں ہے لہذا انتظام اعدا کو سمجھ لے جو مسر لائیٹ
کو گورنر سے موافق اور مستعد تھا کسی غرض تو عازم ولایت ہوا بغیر ورت در میان فرانسس اور گورنر
کے بیشتر بعض رضا جوئی فرانسس کے صلح و آشتی ہو گئی اور شر و طین تقرری مظفر جنگ کی
عمدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ مسر لائیٹ ۱۹۹۹ عری میں مامور ہوا ایک معتد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلیٰ مفت
اس حصول مدعا کے لئے حضرت و اہل بیت علیہ السلام سے نذر و نیاز کیا تھا بلکہ کسی مصیبت مجید کو پشت
پر لگھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سر فرار ہوں بارہ ہزار روپیہ نذر خدا را باب استحقاق کو تیار کرے تعجب
ہو کہ ایک سال حصول متناگو گذرا اور ایسا حمد نکلیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کو ادا
مذہب میں غفلت ہو تو تم او اسے نذر کرانے میں زبردستی مجبور ہا باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا نذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ پر پیش ہی
اس باعث سے ابھی نہیں دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اسے حق سے ادا ہوئے اب
مجھ پر یہ بار ہے دیکھئے کب تک حق قہا لے دست خرچ عطا کرے سبھاں اللہ کیا لایح کی دنیا
مدعا یہ دانتے بنی نوع کے فرائج بھی کئی نوع میں ہیں اور جنگ علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہیں ہو سکتا مگر دابری بلند تہی کو بڑے بڑے سردار خوشی دے کر تے تنگ ہو اور اوسے
نا منظور کیا یہ فضل خداوند کہ ہم سب جو الفرض قبل اسکے بالیئیس روز ہوئے کہ محمد ابرج خان ولد محمد علی خان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا جملہ حالات مہابت جنگ میں گذر چکا ہے ۹ رنچ محرم شروع ۱۱۱۱ھ
جوبنی کو رحلت فرما ہوا اور ۱۲ ربيع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد حنفی خان عمومی
مبارک الدولہ جو راج محل میں رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل ب راج محل میں یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے انیا حال روز بروز چھال دیکھا مرثدا بدین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
یہ نہ کہ دوا علاج میں کیسٹر علی کو تا ہی نہیں ہوئی لیکن اجل نے چھوڑا باب کے مقبرہ بدین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور متا پسندیدہ رکھتا تھا مگر موقوف تھا گو ایک مصداق حدیث شریف اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر حق ہی ہو تو بین الدنیا کو کھینچے اور دوسرے رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا یہ چند مہاراجہ کلیان سنگھ اور راجہ خیالی رام کی

اوسط سالہ ہجری میں مسٹر ابولہ صاحب کلان عظیم آباد پر خاست ہو کر مہاراجہ ہو تو ہوئے ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہاں کام کرتا رہا مسٹر تنگ جگہ کو نسلین کے بنسبت تندر فراج تھا مگر نہایت ہوشیار اور فطرتاً سوخت تھا اسکا دیوان رام لوجن سنگا کی ایک طرف تھا اور مسٹر تنگ اسکی رائے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سردار کیٹ کا متوسل تھا اور گورنر جنرل اسکی یا سخا طرز زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات میں ایسا مداخلت تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابولہ کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور بوجہ زر کثیر کے خوشنود کر کے مدار المہام معاملات پر گنہ چین پورا اور سہرام اور سرس کتبہ کا ہوا اور پرگنات مذکور میں جا کر مصروف کا رہا وجہ حسب وعدہ زر معمولہ نہ پہنچا مسٹر تنگ نے اسکی اور رام لوجن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا اواسط سال مذکور میں کاوش کرنے لگا اور اسکے عداوت راجہ آبرو کو دہرایا ہا کہ کلکتہ جا کر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہہ و زری سے نکلنا مشکل تھا لہذا جرم بار سال عرافض گورنر بہادر کو اسنے حال سے مطلع کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر زندہ طلب حضور ہو دو لخواہ بیان افشا کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگھ دلہا مہاراجہ شتاب رائے جو کہ سبب اپنی عقلمندی کے اقتدار سے محروم ہو کر کونسل سے محروم تھا لہذا کو نسلین سے ناخوش ہو کر راجہ خیالی رام کی اعانت میں اسنے بھی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم جاری فرمایا راجہ مذکور عازم کلکتہ ہو کر بعد ملاقات مورخ غنائت گورنر بہادر سے ملا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور رام لوجن کی خیانت و زری کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے پھر التماس راجہ خیالی رام کو نسلین کو معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی رائے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے نظر باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب رائے ضلع مذکور کی مدار المہام کی سند مہاراجہ کلیان سنگھ کو نام از زیر بعض اوسکے پر گنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پر گنہ کی سند اپنے واسطے لکھا اگر شتاب کی ابتدا سے سالہ ہجری سے کونسل پر خاست ہوئی اور دونوں راجہ منتظم نوئے خلق اللہ کو بمقتضای تم قوی اور یکسانی سکھ کے ایک گونہ اسیر نامہ ہو لیکن بمقتضای گورنر جنرل کی پوری و دو

ساجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگھ کا بعض دراندازوں نے معرفت کر لیا اور سب جہالتی
 ساجہ خیالی رام کا خواب و خیال ہو گیا اور اسکی شکایت گورنر کو لکھنا شروع کی اور بیان بھی راج
 ہان میں پھیلنے سے اسکی بدیان کرنے لگے گورنر بہادر جو کہ دانا ہے روزگار تجربہ شعار تھا وہ چند
 صحبت میں راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کر چکا تھا اور مہاراجہ کلیان چند کو بھی خوب پہچانتا تھا
 لہذا اسکی بد باطنی کا کچھ خیال کیا اس کے واسطے مہاراجہ کلیان سنگھ کے نیابت کی خلعت سپرد ہو
 مخفی فرمے کہ اس زمانے میں راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار ہے مگر بہرہی میت
 بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بھی اس زمانہ میں پانا دشوار ہے چند روز قبل
 لکھنؤ میں تاریخ کی ایک بزرگ ولایت ٹراڈ وارڈ عظیم آباد میں جس روز آیا تھا اوسیدن آدمی رات
 گزرنے پر شب حیات کی صبح ہو گئی تھیں سادہ و شکستہ عاید ہوا صبح ہوئے عملہ فوجداری منبلی نال
 مرد کو تشریف لائے اس کے چار چوٹے لڑکے بے مان کے تھو خائساں بخت مار خواست راہی ہو گیا
 یہ چہارہ باپ کے مرے عملہ فوجداری کے جہاز سے سیدھے منظر ہو کر باپ کی لاش سے لپٹ کر ناناں
 روٹنے لگے راجہ خیالی رام نے خبر لی تو ہی تنگی پاؤں پڑا یا تینوں کی تسلی کی لاش کو دفن کر دیا اور
 اٹھال مذکور جلا وارت سے اپنے گھر لاکر پرورش کرائی اور شل اپنی اولاد کے سمیت تھا جبار
 وہ سیانی ہوئے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکھا اندر تھا لے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگشتی کی سرداران دکن کو لڑائی باجمہد کر کی نجات آنالی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بھی دوست ہے درج کرتا ہے ہندم عظیم آباد میں تھا کرنل گاڈ
 کی جہازوں کی انجمن سے میں آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنل گاڈ ڈالہ آباد پہنچا تو نہقت
 لشکر کی کالیں کو سنی پس مہلت کر کے جہاز جلا سرداران انگشتی نے اس فوج کو زمیندار
 اور لونڈیکھند کے راجہ بن کو خمد و چان سے موافق کر کے سانسہ صاف کر لیا تھا جب چند
 منزل کا لپی سے ٹپٹ کرنل کو تسلی کی بھجری سے راہ ہوئے ایسے جنگل میں جا کرے جہاں پانی کا
 نام مطلق تھا عین تابستان کیا آنر برسات کی شدت اور حرارت اس جنگل میں ایسی تھی
 کہ طایر و ہم کے اونٹنوں پر آب تھا اس حرارت کدہ میں تین چار سرداران انگشتی اور سو سے
 زیادہ تنگہ اور دس بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہو گئے باقی ماندہ سردار وغیرہ کرنل کو تسلی کی غفلت
 سے بھنورار باج کپٹن کلاہتاش کی موٹ اور کرنل گاڈ ڈالہ نے لکھا کہ جہاز سے اس کے سمیت موافق

تھے انھیں سفر سے معاف فرمایا گیا ہے اور دیگر سرداران نے کرنل کو شہلی کی شکایت میں کرنل کو تاج لکھ کر اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر پنجابی منظر ہو کرنل کا ڈوڈو کو سرداری عطا فرمائی جاوے گا ورنہ ارباب کمیٹ نے کوئٹہ کو منسوب اور مغرول کیا اور کرنل کا ڈوڈو کو سردار فوج بنا یا حسب اتفاق قبل درود تحریر مغرولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی مغرولی کا حکم سر حکومت روح و تن سے مساور فرمایا اور اسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مسئلہ کا ڈوڈو کوئی کرنل موصوف نے زینیداران راہ اور تالیف ثلوث ہر ایمان اور جوائیس کی کر کے آگے قدم بڑھایا اور بونیکہ مندی فوج کو جو دو مرتبہ فراحت برائے شکست دہی اور دشمن کے ملک سے بدون گاہی راہ کہاٹ کے باج چھ نہر برق انذار اور اٹھ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بحال استقلال گام فرمایا اور دو تین مہینے کی راہ کا گڈ جاوے معبودہ یہ لشکر بنی مین جاہو پنجاہرل کرنگ اس غور سے کہ کرنل کا ڈوڈو کی جمعیت سے زیادہ ہوا یہی کہتا تھا جنگ مرتبہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر نہ گورلی ماندہ جرنل کوٹک وغیرہ نے عمدہ پیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل کا ڈوڈو نے اس حال کو سنا اور اپنے لشکر کی درمندی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی میں آسودہ ہوا چند روز برابر آرام گزین رہا اور اموال ارباب کلکتہ کی خدمت میں عرض کیا گورنر نے جرنل کوٹک کی صلح نامہ منظور کی کرنل کا ڈوڈو کو حرب مرتبہ پر مامور کیا سبقت کہ کرنل نیکو بندر سورت میں تھا سعاد اللہ متغنی جسکی بربادی ہوئی مہدی سلطنت سے اور آیا تھا اور ہر کو کو گورنر کو جو کسی قیدی پاس ایمان رکھتے ہیں بے التفاتی کر کے بھاگ دیا یا چرب کل مہدین کین جگہ نیالی بارادہ مکہ دار و بندر سورت ہوا مگر محفی بقیہ جواہرات فروخت کرنے کو کالے تب ظاہر ہوا اور کرنل کا ڈوڈو نے اول اسکے بارہ مین گورنر جرنل ستر مشاک سے استفسار کیا تھا اول نام منظور ہوا بعدہ بنظر اسکی فتنہ پر داری اور نیز اسی سال سے کشاید اسکا تھت کچھ برآمدہ عاہو حکم آیا کہ رفیق خلیو پیس کرنل کا ڈوڈو ہوا لیکر کچھ روز نیہ بھی مقرر کر دیا اور رگننا تھہ راو نے فوج کا کنوا کو جو سرداران عمدہ مرتبہ کا ستر رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور لو عہدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے شریک کر لیا اور باجم متغنی ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے ۹۳ھ ہجری مین برآمد ہوئے اول وہمان کو محافظان قوم مرتبہ کو اطاعت و فرمان برداری کی رہنمائی کی اوہ نے غنائ لڑائی کو آمادہ ہوئے چند ایام مین حصار احمد آباد کو گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا مین ہو

مگر کجرات میں چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کیقدر لوٹ اور بار دو لون طرفوں کی اور کرنل گارڈن کی نظر احسب وعدہ کجرات فتح کرکے گاؤں کو عطا فرمایا اور اسکا تھانہ بہارک جنگ مرہٹہ کو مستوجر ہوا۔

رانا کے گویہ کا سرکار انگلشی سے مدد خواہ ہونا اور سرکار کو منتظر ہونا

چند روز کے بعد رانا کے گویہ کے دیکھا بطلب مدد و کمک انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہنٹسلی
سے رجوع ہوئے اور کیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانا سے مذکور کجرات سے مرہٹوں
کی آویزش درپیش تھی اسوقت جو انگلشی کو ان کے مدافعین دیکھا یا کہ انکی مدد سے بعض
سپاہی قلعہ اور ملک ان کے ہاتھوں سے نکلے اور ایا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر
اس راجہ جہد کی رفاقت غیبت جانی پس کپتان پاتھ کو مع تین پٹن فوج اور فضل حسین
تالیق انتظام الملک مرزا سادات علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت
اور استمال کی روانہ کیا ان لوگوں نے وہاں جا کر قلعہ گویہ کو جو رانا سے مذکور کا گھر تھا انگریزوں
کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ میں لا کر دوستی کے لباس میں مسخر کر لیا۔

انبندہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ میں آنا اور دریافت اخبار و کمن کرنا

بارہویں ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ ہجری کو مبندہ مورخ نابہ انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر
بنگالہ اور مشد آبادہ ہو کر کلکتہ پہونچا وہاں جو کچھ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ یونا اور
سارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ سامو اور رام راجہ کے ہیں جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے پیچ کھینچ
آبادہ میں باہر کرتے ہیں اور فتح کا گووار کو جو کہ کرنل گارڈن کا رفیق ہوا تھا اور اولاد گویہ
ہو سکے جو محابت جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے معلوم ہیں اور اب مسٹر الیٹ اور برادر
مسٹر اندرس کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہو گئے تھے ملائیت کر کے اپنی طرف کھینچا
اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کر لیا کرنل نے جب فتح کا گووار کو ۱۲۹۳ھ ہجری کے اوسط میں
مناقص پانا اور موسم برسات اپونچا تھا اور مرہٹوں کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج
بہت کم میسر آتا تھا اپنا وہاں نہ مانا نہایت مصوبت سے چند روزہ راہ جا لیس کاپس
دینے لگو کر کے بندر سورت آیا اور میان سورت آسودگی اور طبعی اسباب میں مصروف ہوا
اور فتح کا گووار سمت میں قابض ہو کر کجرات ہو گیا اور مع فوج بجا سے مناسب اقامت گزین ہوا اور اخیر

رکبو ہوسلہ دل بود ہو جی جہانام جنباجی تھاسہ واران پونا کی ترغیب سے اپنے دارالملک آنکھ بھلان
سومع فوج لائق کے بکرناتھ اور کنگ بین جا کر جی وائی والی اور اسکے دکھا گورنر جنرل کی دربرد
اطہار اخلاص کرتے تھے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہ
لک اور نیز حفاظت دربارے اندر رفت بنگالہ وغیرہ آباد کے لئے تعین کی۔

نوکر مجملہ احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندر راج کے اور غالب ہونا
محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بھی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ
کی بہت دیشان انگلشیہ کا تھا اور تیسرے کرلنیا حیدر نایک تمام ملک ارکاٹ کو سوا قلعہ مندر راج کی
یہ شخص اول اول اونے سلطان مرہ سرکار فرانسس کا تھا نایکی سے بڑے بڑے صوبہ دار کینڈیا
بعد از ان راجا کے دکن کی نوکری میں صاحب اقتدار ہوا پھر راجہ دیار کا نوکر ہوا اور اسکے ذریعہ
کسی قریب سے ایک دن کھلی خزانے مار ڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ دیار سے تھوڑے زندہ رہا اور ایک
موجود ہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایک تہ نظام علیخان ولد آصفیہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد
جنگ انگلشی میں دی تھی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے
چاہتا تھا کہ اوسے میدان بین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سے عطف نشان کیا اور موت
یہ شرط ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاوے گا بعد حیدر ورن کے دوبارہ انگلشیوں سے بہرا جب مقتدر
پانی اس مرتبہ انگریزوں نے تعاقب کیا اور اسکے ملک میں چاہو نیچے انگلشی کو مابین راہ میں
راندرون اور قلعہ اردن سے لڑنے بڑے راہ ملتی تھی اور اسنے جلد پونچکر زانو اسباب چوکر
ہمراہ جدیدہ فوج لیکر لیٹا کیا اور فوج انگلشی پر یہو ٹھکر شکست عظیم دی جب باقی ماندہ انگلشی
درست ہو کر مقابل ہوئے نظر سے غائب ہوا اور ایک طرفہ العین میں بے خبر کر کے آگرا اور قلعہ مندر
کو جو غالی تھا گیر لیا وہاں کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری غلی کی پیرہ اپنے ملک کو جا کر تریب
سامان میں مصروف ہوا اور مرہ سے شکست کھائی اور پھر درست ہو کر مرہ پر چڑھا مرہوں نے
آخراو اسکے خوف میں اگر نظام علیخان سے متفق ہوئے نظام علیخان نے چند خراسوار کالینخان
کی سرداری میں اور پچیس ہزار سوار مرہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اس کے ملک میں پہونچے
حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکھا ہمیشہ خد میل کے فاصلہ پر ہزار ہا کیا
جب اقامت چاہی جلدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تھے اوسے جگہ سنکر اور پور جاں نباد کو میں لگا

مقیم ہو جاتا تھا مرنے کو تاب بھی کہ حملہ کرتے آخر کو صبح کی ٹھہری بہت سارے سپہ مرہ اور نظام علی خان اور کا لیخان مذکور کو دیکر بلا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زندگان فرمان روا سے ایران سے تھنہ تحالیف بھیج کر راہ رسم پیدا کر لی اور خوب سارو سپہ بھیج کر چند ہزار سوار منخلیہ وہاں طلب کئے اور جزیرہ نورث کی فرانسیسون سے راہ ور رسم پیدا کر کے اونکے ذریعہ میں غیر علی فرانسیس سے مراسلات پیدا کئے اور یہاں ہی اچھا اچھو گھوڑے جمع کئے جسے بارگہر کہتے ہیں چند ہزار سوار کو زرم سواری کی تعلیم کی اور دیکر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین حرب و جنگ بائیں قواعد فرما کر دیتا تھا پھر ہر اسکی مشق کرتا تھا شات سو فرب توپ انگریزی منہ کی عمارت تھی برقعہ از مودب قواعد وان ہمارہ ہوتے تین چار کروڑ کا ملک تھا جو ملیا اور مرہہ ہی مسخر کیا بندوبست ایسا تھا کہ اسکا بڑا رکابھی جو کہ اسوقت سپہ سالار تھا مجال عدول حکمی نہیں رکھتا تھا اور ان کا کون شمار سے اکیڈر حکم دیتا تھا کہ سات گہری رات گزرنے پر غلان جاراؤں اتفاقاً یہ خیر ہو گیا تھا نو گہری یہ جانے کا اتفاق ہو مجر سواران حیدر نے اسکو بلا کر زیر تازیانہ کیا سواران منخلیہ تازہ وارد سے لکھا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور مینے اپنے کام کو بلایا ہے چاہئے کہ باہر کتر تنق کر کہ میرے ملازمان ہندی سے بھی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کرتی مغرور کسی ہندی کو خیال نہ کرتے تھے دو ایک تہ خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی بعدہ اونکی دو تین سرداروں کو ہاتھی کے پیہ کے نیچے کھڑا کر کے ہلاک کر دیا اور غیب ہو گیا و حقیقت اسکی سی قدرت کسی سردار ہند کو میسر نہیں والدہ اعظم ارادہ اسوقت میں کہ مرہہ کو انگلشی منازعت و پیش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجھے صلح کرو تو مدد کرن اونہوں نے نصیحت جانا منظور کیا مگر دو شرط سے اول یہ کہ عمارے پاس اگر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور میں اراکٹ مسخر کر و حیدر نایک نے فتح اراکٹ قبول کی —

حیدر نایک کی شکست فتح اراکٹ پر اور سپہرنا فوج انگلشی سے

حیدر نایک واسطہ ۹۴ھ ہجری میں مع فوج نظر موج روانہ صوبہ اراکٹ ہما جب چالیس پچاس کسر رکھا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کر کے بھیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہاں کے صوبہ دار کو متعرف ہو گیا شہر سے کچھ تعزیرن کیا ہاں باناٹ و عمارات انگلشی خراب اور سوخت کر دیے اور اس جماعہ سے جسو پاتا قید کرتا تھا آٹھ جہل منز جسے ایام ہجری میں شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تھی

آداب کرنی ہو کر مندرجہ کے قلعہ اور کوٹسی میں مقیم تھا قلعہ سے مع سولہ ضرب توپ اور باروت
 گوکہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تنگنہ کے ہمراہ لیکر باروہ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اس وقت میں
 لڑکے کو حکم دیا کہ اس جگہ سے متحرک ہو کر فوج انگلشی کو میدان میں لا دے اس نے یہ حکم تعمیل کیا
 اور جرنل منرو نے فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند فٹسٹ اور سارجن اور دو ضرب
 توپ کے حکم دیا کہ دو تین گوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب دو پلٹن
 کو س قلعہ سے دور ہوا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لائقہ کی سرہمشین کتر کی پیش
 کتری میں روانہ کر کے حکم دیا کہ اول پلٹن پیشتر قدم زن ہو کر اسے جاوے بعد ازاں منتظر صدور حکم نامی ہو کر اسے حکم
 بد کر فرما ہوا پلٹن مذکور سے باہر کپتان نے اس کے مقابلہ میں اپنے ہمراہی کمپانے کے حیران لکھتا
 لڑنا شروع کیا مگر جرنل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تھا دوسرے پہر دن چڑھا تھا
 لڑائی شروع ہوئی جب تک فاصلہ جاوے دو پہر ہو گئی پہر دن سے جہل نے دامن سے چاہی پلٹن
 لگ پروردانہ کین اس کے آگے ٹھک شام ہو گئی شب کو بالفاق ہر بیچ پلٹن کیجا ہو کر آسودہ ہوئیں نایک نے
 جب اسے حکم دیا کہ کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر لگ پر بھیجا بیچ کو لڑائی شروع ہوئی فوج
 انگلشی نے غلبہ مخالفت دیکھ کر قہر ہٹا لڑتے ہوئے عقب کو چلا آئے تھو نایک کی فوج جدہ سے
 قابو پاتی بان وغیرہ سے دھوئیں اورتی اوہ تو یہ آگ روشن تھی ناگہانی ہلاکتی باروت خاٹہ انگریزی
 میں کین سے آگ لگ اونی ایک دھماکے میں مشتعل ہوا کچھ میگزین نہر ہا جگہ ہوائی ہو گیا اوشے
 متصل کا جم غفیر اڑ گیا افواج حیدر نے مجر د گمیر لیا اول امان دینے لگی انگلستان غر مند ذوق لیا
 دوسرے حکم ہوئے سارے تہ تیغ بیدار بیچ ہوئے تین چار کپنی نے بھاگ کر یہ خبر جرنل کو پہونچائی اگرچہ
 جرنل کی شجاعت سے تعجب آتا ہی مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان میں
 دل دو نیم رہا صبح ہوتے رہوا صبار قار پر سوار ہو کر قلعہ کو سد بارا راستہ میں کین دمنہ لیا فوج
 سہی اتمان وغیران ہمراہ تھی حیدر نایک کی فوج پہر پہر میں داخل ہوئی قلعہ مندرجہ کے انگلشی کے
 اختیار میں رہا کتو بہن کہ چند روز میں محمد علیخان قلعہ دار کاٹ کا قلعہ اور قلعہ پہلوی جسکو انگریز
 فرانسسولن سے فتح کیا تھا مفتوح ہوا اسحق پین کوٹسی جو مسکن انگلشی تھا اسی طرح پر فتح
 کر پایا کہ وہاں کے ملنگوں اور انگلشیوں سے مناہت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید و قتل کیا اور
 حیدر نایک کے حوالے یہ بھی ہفت حاصل ہو گیا

لڑنا جرنل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جہاں ہوا اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطلق ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جبل اور مشرق فرانسس کے ایسی مناظرعت ہوئی کہ نویت جنگ شروع ہوئی آخر حربہ اول شہان کو جسے نابھ کسی باغ میں منسا باہر قفلگیہ سے لڑائی کی مشرق فرانسس مجروح ہوا اسکے پیلو پر راست ہو گئی مگر لیکن پردہ بچارا کچھ روز میں چاقی و تندرست ہو گیا اسی عرصہ میں جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور پرنسز کا کل ورن کے کل فوج کا رئیس ہے لگھنؤ سے اور سندھ و کرنل برہوان سے آئے گورنر اور مشرق فرانسس کی باہم واسطہ صلح ہو کر دونوں کو کوئل گہرائے اور جنرل فوج انگلشی اور غلبہ نایک اور مفوری نے اور جنرل کا درو کی قلعہ بسی کے گہرے کو کلکتہ پہونچی اور کلکتہ سے ایک بالکٹ بھی آیا خدا اجاے کیا خبر لی کہ گورنر اور کل انگلشی نہایت مشوش ہوئے اور تحصیل زرا اور آسٹن کی فوج میں ساعی ہو کر مندرج جانے کے مکلف ہوئے اور پنجالیان مال ار سے کرور روپیہ کے قریب سودی قرض لیا بندہ بھی اون دونوں اور کلکتہ تھا اور گورنر سے ملاتی ہوا تھا اونٹن بندہ کی تسلی کر کے وعدہ حصول مدد کیا تھا لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ با برقت زرا اور فوج کے مدد کرتا تھا آخر سر انجام زرقرض سے ہوا اور جنرل کوٹ یار پٹنوں سے جو جمع ہو میں تین آمادہ سفر مندرج ہوا باسید کا بیٹہ سات ملین قلو مندرج میں تھی حسب وقت جنرل پہونچے تمام فوج مندرج اور پٹنوں پر اسی جنرل کے دس بارہ پلٹیں ہو جہاں کی اس قدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہیں کیونکہ اس جاعہ انگلشی کو اپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بہرہ رسہ ہے ایسی شکست کھانے پر جنرل مفوری طاقت کرتے ہیں اور ہر کام میں ان کو کوجھل کرتے ہیں بہر صورت جنرل کوٹ چون کہ سالار کل فوج کھتر متغیہ نہ کا ہے اور امور جوب اس کے ذمہ سے او اسطہ باد رضان ۱۸۹۲ء جبری کو سبوری جہاز روانہ مندرج ہوا اور بندہ کو رنر کے عدم التفاتی سے مرشد آباد کو واپس ہوا اور یہی اندیشہ ہوا کہ کلک کے عرصہ کے مفیدہ پردازی میں اپنے نیال واطفال کے بدمرشد آباد میں غریب الوطن جو نے ہیں انہیں شہ کا عالم ایسے نہیں کہ بخوار می عام خلاق اور حفظ ناموس رعایا اس سے تصور ہوئے ناظم اور نائب دونوں اس وقت سے معرہ میں اور انگلشی خود چندان ادبہ والوں کو ملتفت نہیں بقضائے سوال کو متدبا دیا اور پانچویں دھچ کو مرشد آباد پہونچا تھا کہ انجا مختلف سنی گرو جو کہ حقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل مفوج شکست کھا کر قلعہ مندرج آیا اور ہر ایک اسطون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزیں ہو گئی اور خارجہ شہر کی آبادی اپنے قبضہ میں لاکر صلاح دیکھی کہ کسی وقت بیخبر اس فوج سے متعلق قلعہ پر جا کرے شاید کہ کچھ بن اوسے پس چند سردار کو متعلقین کرانڈیل کے اول روز باہر پھینچیں چونکہ حیدر نایک اس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی چٹاکش تھا نہروم طیارہ آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیارہ تھی جنگ ہونے لگی اور مائدہ شروع ہوئی وہ دونوں بلیٹن محصور ہو گئیں باہر نکلمانے کا راستہ نہ پایا اور پاس نیکنا می کا کر کے آخر آخرت کی راہ لی فوج حیدر نایک کے حصہ میں فتح آئی جنرل انصیر و نے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا اور انہی جان کو دُرا کہ سبادا ایساں ہو چکے کس طرح پیش اوسے لندا جو کچھ فوج تھی جمع کر کے کچھ خط خزانہ کو قلعہ میں چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر کس قوہ و قلعہ لغزم جنگ برآمد ہوا اور ہر حیدر نایک کا رُخ مع فوج شانتہ مقابلہ پر ہو چکا جنگ عظیم ہوئی اور یہ بھی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند فی فتح پائی اور انگلشی باقی ماندہ داخل قلعہ ہوئے تاکہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا کہ فوج کو تین چار گز زمین کی واسطے رایگان و ضائع نہ کرنا چاہیے اگر خدا نے ہمیں فتح دی تو انگلشی کی تنگ رنگی عجیب تر شیوہ لوگ کہتے ہیں چونکہ قلعہ مندراج دریائے شوریر واقع ہے اوسین آب شیرین مطلق نہیں اور کنوئین ہر جہت بہت ہیں مگر میٹل ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ میں فوج و رعایا ہے اوسکو مصارف کو تین چار مہینے سے زیادہ وفا نہیں کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھ چوٹا تو ہی نہیں بلکہ ایک شہر کا حصہ ہے آب شیرین آبادی خارجہ شہر سے لیجاتی تھی ہر چند عالم فارغ البالی میں شاید یہ بطور غم کے بنا لیا ہو مگر آب فراغت و شہن میں نہیں لیجاسکتا تھا خدا معلوم یہ تمام خلق کی ترسیر کرنی ہوگی۔

آنا جنرل کوٹ کا مندراج میں اور حیدر نایک کو لکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا

بنابر عدم موافقت کو زور کی عین جنگ سے ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتدائے درود جنرل کلاورن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی محبت کسی سے موافق نہ تھی ہمیشہ باہم مناغت رہی لیکن جب ماہ سے کسی نے طرہیت کی اندازہ لیا تو بعد غایہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈوگرنل کی سہی سے صورت صلح و آمیزش در میان گورنر اور مسٹر فرانسیس کے ہو گئی تھی لیکن بعد روا کی خضر جو مندراج کو موٹی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سے خواہاں حیدر نامور تھا اور ایک ہی اوسین سے منظور گورنر نہوا تھا پہلے سے سر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی خواہش کے ایک نہ تھا کہ مسٹر برٹو کو حکومت لکھنؤ کی بالذات و سچا وے اور اس بارہ میں حکم ولایت تو

اچھا تھا اور دیوانی صلہ مملکت کی رام چندر راسے کو جگہ لگا گوہند کے نام مقرر سے اور زندھار کے گرو کو دیوانی کی اور شاید اور بھی مدعا سیطرح کے ہو گئی گورنر جنرل نے ایک ہی منظور کیا جو کہ پیشتر سے کہ ورت تھی مانع جنگ مرثہ ہوا تھا ناگمان یہ نہا جنگ اور شکست یابی انگلستان نے منظور کیا اور دو تین فوج نام آور مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی استفادہ خرچ پڑا کہ خزانہ میں نشان نذر نہ رہا اور قرض کی نوبت ہوئی جو کہ جنگالیوں سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر کیا قلعہ کی مخالفت تھی مسٹر فرانسیس اسطرح علی تفصیلات دینے گورنر کے بہت سے ایک کتاب میں درج کئے اور آخر ذیقعدہ ۱۲۰۰ھ ہجری کو روانہ کیا گورنر اگرچہ پیشتر سے اقدار میں وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سوائے مسٹر پولیکر کے کوئی دوسرا شریک نہ تھا صاحب اختیار مل کاروبار میں ہو گیا دیکھتے انجام کار اونٹ کس شکل بیٹھتا ہے بندہ مرشد آباد سے چیسٹن ماہ و پنجہ بندہ مذکور کو روانہ ہو کر راج محل کے متصل پہنچا اور وہاں پر تقدیم رسم عاشورہ تہیہ مخصوص مقیم رہا نہم ماہ محرم ۱۲۰۰ھ ہجری کو کسی مقدم سے سنا گیا کہ پنجہ کو جنرل کوٹ سے فوج ہمراہی اور مندرجہ اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہو کر نایک سے نرم اور ہوا اور جنرل منرو کی طرح مخدول اور مغلوب ہو کر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے باہر تمام صوبہ ارکات پر قابض ہے آئندہ سے قلعہ کو دست کرنا خواہ وہی پیش کرنا پڑے۔

گورنر پارس قلعہ دار مملکت کی روانگی میں دیر ہو نا بجانب مندرجہ کے اور
مرثہ ہاے ملک کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا کے گویہ کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہاں آسودہ ہو کر اس کے قلعہ میں براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعہ جات کی حکمران ہوئی اور رانا سے ہی ہر جگہ کا حال استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جواب دیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ کو الیا رہے جو جاے مشہورہ بندہ میں سے مدت تک سلاطین باہر یہ قابض رہی اس سبب سے ماہوشا ہی قلعہ کی نام نہ مشہور ہو اسے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرثہ قوی ہوئے قلعہ داروں بادشاہی کی غفلت و بجزری دیکھی اور مرثہ کے لالچ میں آئے کس قدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور کو الیا کر دیا اس وقت سے مرثہ کے تصرف میں ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ مسیحی شاہ بابری کی خدمت میں ہوا چونکہ راجہ گوہند باہر قریب گویا کہ جو قلعہ گوہند سے تیرہ گز کو دور ہے ہمیشہ وہاں کا تو اہان رہا اور اس کے اطراف کے فراز و نشیب سے بخوبی ماہر تھا شاید کہ اس قلعہ میں ایک راہ مخفی تھا کہ کی طرف اور اس طرف دیوار حصار کی

پشت کی راہ سے یہ مدراج بھی سروران انگشی سے ظاہر کئے اور نیز و افکار و ان کو حاضر کیا بعد جب
 سروران انگشی نے پردہ بردہ میں زینہ قابل حصالہ کو رکے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسرے پر و
 اشتہار و دیگر مع لشکر نہشت لگی جب پانچ کو س کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کو جا پہنچا لشکر کو وہیں چوڑا
 اور اول شب جہیز نامع زینہ راہ کی اور آخر شب قریب پہنچ کر زینہ لگا کر قلعہ زیر جا ہونے کے محافظین قلعہ
 میں آتش بازی کرنا شروع کیا جسوقت کہ نیرارہ و ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہو گیا دس ہزار غلام ہستہ
 کیا کر ساتویں قلعہ دار نے خوف باور میں آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بھی سنی گئی ہے
 کہ بھلا جارساں قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہر حال قلعہ کو قبضہ انگشی میں آیا نہ کہلئے
 میں تھا کہ خبر پہنچی اور توپ مبارکباد کی شک ہوئی سنا گیا کہ صاحبی سینہ سپر جو کہ عہد سہ سالاران کہن
 میں صاحب اختیار موبہ مالوہ اور اوچین اور گوالیار کا تھا اسی برسات میں بعد جانے جنرل کا ڈوڈ کے
 نبرد سورت کو صوبہ مذکور میں آیا اور برسات لبر کی اور بعد برسات آج تک اطلاع نہیں کہ سردار مذکور
 جنرل کا ڈوڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ لسی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کیا یاد رک گوالیار یا قریب وجہ ارا خند آباد
 کا لسی کوڑہ آٹا وہ کی مرکز خاطر رکھی اور دوسرے فوج انگشی جو کہ متین گوہر ہے اور کرنل ملک کے ہر ایک
 براہ کو بہتان عازم مالوہ اور اوچین کا اسی برسات میں ہوا تھا مستہ ستیر و انیرش پور بعد ازین واقع ہوا کہ انیر
 کثرت خرچ چوڑا نیز فوج کشی ہو اور نیز مستہ قلعہ جو کہ مرہ کا یہ دستور ہو کہ مقابلہ سے زیادہ منع ہو چوڑا سد وغیرہ مالوہ
 کی فوج مخالفت میں ہوئی میں اور نیز مشاہدہ اتفاق راہ باجوہ مذکور قصبہ کی اعانت کی باورس ہو کر قلعہ گوالیار
 اور قصبہ میں چوڑا نیز کی مشرہ و تلخ کرین صاحبی سینہ سپر ہی رہی ہوا سردار فوج انگشی حملہ کا نیوہ اور کوہ پور کے
 اکا آباد پر چاؤنی قبول کی اور واسطے طومور معاہدہ کی معنوی منتظر میں دیکھنے کیا ہوتا ہے لیکن سینہ سپر رانا جو کہ
 بدین وجہ کہ اوسنی انگشی سے قلعہ گوالیار سے سر کر دینا راض ہو چا ہا کہ اوسکی تجاوت پر تصرف ہو کر اوسکی ملک کی تسخیر کا
 عازم ہوا برہم یہ بات دلیل گرہ ہو گئی کہ اسکا اندام نہایت دولت میں سامی ہو کر آج تک اوسکی ملک کی تک تازا و تسخیر قلعہ میں
 مصروف ہوا اور اس واسطے کہ لکھنے کو وقت رانا جو کہ مذکور قصبہ میں بجز قلعہ گوہہ اور گوالیار کے کچھ نہیں رہا اور
 فوج مرہ سے محاصرہ کیے ہوئے جان سو تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیوں کے واقعہ ۱۶۸۵
 چوڑی کو رانا سے گوہہ نے عاجز ہو کر سینہ سپر سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سینہ سپر
 کو تصرف میں آیا اور سینہ سپر نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بھی فتح کیا راجپوت کو
 بھی جو گورنر سے دغا بازی کر کے مغلوب ہوا تھا صاحبی سینہ سپر کے زیر حمایت ہے اور اوسکی کو
 سب کرتا ہے دیکھنا انجام کیا ہوا حال جنرل کا ڈوڈ مہار کا غیر معلوم اور اخبار مختلف سنی گئی اور

لکھنا نامناسب ہے اگر زندگی ذوقاکی بشرط تحقیق خبر درج صحیفہ ہوگی لیکن بروقت جانے ضرر کو رٹ
 کو گورنر سے ایسا وعدہ ہوا تھا کہ دوسری فوج سکین لٹکے اور جگر ناتھ اور گنجام اور سیکا کو لے سکے
 اطراف سے کرنل پیارس کی سرداری میں جو کہ عمدہ سردار لکھتہ سے جنرل مذکور کی اعانت کو خوشی ہو کر
 جاوی کی کیونکہ مرہٹہ بنظر عمو و سابق و مال کے سب اپنے غیر خواہ میں کوئی فراحم ہمارے عمو و کانمو کا جی
 برسات گزری اور افواج انگاشی ہر طرف سے طلب کر لی اور انکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
 اصحاب انگاشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین لاکھ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع اور لباس
 فاخرہ کے لیکر ہر اہی وکیل جناب جی کے جو کہ رکھو ہوسلہ کانیرہ اور سالار لشکر لٹکے میں وارد تھا
 حسب الحکم گورنر شہرہ لیا اور جناب جی کے استزاج دریافت کر نیکو پیشتر چلا آئے بصد خوبی تھیں
 محو و رسوال کے جواب میں گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول و قرار بسبب اس شکوک کے جو کہ حکام بنگالہ
 اور اولاد شجاع الدوا کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نہ رہا اور قطع نظر اس سے ہم ہر وار
 عمدہ و کمین کے مافع مرضی میں مخصوص صلح و جنگ میں اونہیں کی راہ پر تیار ہمارے اور ہمارے تیار
 فوج کی رہگذر ذاتی میں اختیار نہیں بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سدا رہا بلکہ مستعد جنگ و جدال میں
 سنا گیا کہ گورنر جنرل اس جبرسی ماہر ہو کر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے مجھے عہد صلح رکھتے ہیں
 اب رفاقت کیون نہیں اختیار کرتے اور تین لاکھ روپیہ مدخرج مامواری سواے چوتھہ کے جو سابق
 نمی مقرر ہے لیجئے اور فی فوج ہو کو مازم و ملین ہو جناب جی اور اونسکے باپ نے قبول کر لیا کہ کیا مضائقہ
 بشرطیکہ بقایا سے زچہ تھہ جو قریب سات لاکھ کے ہو گا اور گورنر نے اس استدعا سے اور خیر اندیشیہ
 و اتفاقی کی علت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنل پیارس کا جاننا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
 انگاشی بموجب سابق کے قلم و صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کے رضون اور راستہ میں موجود ہیں اور افواج
 جناب جی اپنے مدد و پرکٹا میں طرفین وقت کے منتظر ہیں اسکے بعد و افصح ہوا کہ مرہٹہ ناگیور نے بعد
 وصول رچہ تھہ تمام و محال مع دیکر تحالیف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران براہمہ پونا کو جناب جی
 اور مٹہ کر باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل پیارس مع فوج شایستہ گنجام اور سیکا کو لے ہوتے مندرج
 چلا اور قلعہ مذکور میں پہنچ کر باتفاق جنرل کوٹ کے کمر لڑائیاں نایک سے کین گپیش بر کچہ ہوئی
 اوسی قلعہ میں رہے حیدر نایک ہنو ز اوسی طور پر مسلط ہے ایکما کر کرنل پیارس نے جہاز کی
 سواری میں کلکتہ الگو مت سا روپیہ بطور عداورہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندرج واپس گیا اور ہر
 جنرل کوٹ بیمار ہو کر کلکتہ آیا اور کرنل پیارس وغیرہ قلعہ مندرج میں ہیں اور مشہور ہے کہ گرانہ غلام

ما یحتاج کی اوس قلم میں بدرجہ اشد سے المعحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھ کر تین برس گزری
اور ہنوز استقلال میں طعن نہیں پہنچا

بعض احوال اور خصالت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور نبی بیکم کا بیان +

مبارک الدولہ چوتھا رکا میر خضر خان کا اس وقت میں بائیس برس کی عمر ہو صاحب خلق لوگوں سے
ملتا وہ مختلط غاندہ نزرگان کے عورات کی عزت و حرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غریب پر رحم ہے
لیکن تقسیم اوقات نہیں کہو و صبح میں معروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی ہو
نشاندہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اوسنے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جانتے ہیں کچھ
خلاف موقع ہزاروں کا انعام ہے ایام بارش میں بخوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاعلی کشتیان ان جنگو نیچو
درخان ہامو و آویران اور اوسپر چراغ روشن دریا میں چھوڑتے ہیں اور بلند بنا کر تھکے دوپٹے میں لٹکے
حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ الحق بھی اس ملت کا بانی ہوا اس قدر بڑی کشتی جس پر صد ہا سال
اور علو روشنی اوسپر بار تھے ہزاروں کشتیان روشن اور چمنیا ہر شیشی دریا میں چھوڑتے ہیں تمام رات یہ تماشا
رکاتا آنگہ اوسکے مطلع لوگوں نے یہ سبب سمجھا مبارک الدولہ بھی باوجودیکہ اوسکی شوکت میں چھارہ
حصہ بھی نہیں ہر سال و تہ پندرہ ہزار روپیہ اس کام میں خرچ کرتا ہے اس جہت سے یاروں کے
پیٹ بہرتے ہیں باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم وصول مشاہرہ کے پانچ چھ ہزار روپیہ ہر سال تھوڑا
دیوالی میں صرف ہوتا ہے اور تھوڑا بولی تو خود جہلا مر اسے ملا ہی پسند کو مرغوب ہے اس تھوڑا میں جب
مقدرت خرچ کرتے ہیں اور مردم نزل و طرافت بڑے بڑے آدمیوں کو نام لیکر گالیان سناتی ہیں
اندون میں بندہ مرشد آباد کیا تھا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ
میں پتیش ہزار روپیہ خرچ ہوا اور یہ بھی گرسنہ لوگوں کی فرما دالامان اسانک پونجی تھی منجہ اسکے
نیل و خاوت و پاکلی اور جینیہ اور سر بیچ مرصع مع پرکلی اور مالامر و ارید کے بساوت مندخان ناظر محل
بنو بیکم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسبہا کہ ناظر بند کو اس تحفہ میں کیا دخل تھا اس طرح
بہت مصارف ہیں چند گاہیو الیان میش قرار دہ ماہہ کی ٹبری عزت و اقرا میں ملازم میں ج طرح کہ ایام
گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضل کو کہتے تھے اندون میں روشن خان ولد شریف خان قوال
جو عالیجاہ کے عہد میں واروغہ اباب نشا ط تھا تھے سر سے مرث آباد میں اگر اوسی عہد پر بحال ہوا اوبکہ
نشدہ میش قیمت اور دوش لے ملہوس امر اسے خلع ہو کر اقرباے معظم کے مہر ہی ہو بیکم اگر چہ

کانیہ الیون کے سرشتہ میں تھی لیکن باوجود دولت کے زمانہ نجیبہ سے باتوانع پیش اتی تھی اور
 عقیدہ پروری رکھتی تھی اور بالکل روشناسوں کے ساتھ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ جو بیگم
 کو اتباع اور اس کے والدین کی پروردہ تھی اور جو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو سیر محمد جعفر خان کا حضور ہونے کا
 تھا لیکن تب بیگم کو سیر محمد جعفر خان کی ہم خواہی پر تقدیم ہے یہ عورت نہایت با شعور لیکن مغرور اور طر ف داری
 جسکو نوکر رکھا اس کے برطرفی کی روادار ہوتی بان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ اندون میں جب
 زندہ وارد مرشد آباد تھا سا کوئی عورت اس کے لڑکیوں کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اسکی لڑکی کی شادی
 شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسطرح اعتبار علیخان خواجہ سہرا کو اور حکیم
 عسکری کو بھی ایسا کچھ سزا دیا کہ دوسرے روادار کو سزا دینا کر دیا اسطرح رواداروں کے حق میں بھی انصاف تھی مگر
 اگرچہ کم سن سال تھا لیکن مرد ہے باک اور لایعہ تقدیر چند سال اس سے پیشتر جب کہ نظامت بنگال اور
 نیابت خالصہ پر مقرر تھا کتبہ میں کہ ابابکر علی خان کا قد شمس تھا اکثر وقت گنجیفہ چوسر میں پسپا رہتا تھا
 اور مجلس میں زیادہ تر فصول کوئی اور قد خوانی سلاطین ماضیہ میں مصروف تھا اسکی اولاد اوپر و
 باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود اور
 نیز مقروض لیکن فضولی نہیں جیوتی قرض و دام بطرح مل سکے لیا ضرور ہے اور اسی سبب سے
 بدنام ہے اسکی اولاد بوجہ حکم بدستہ تین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
 سرفرو ہونا محبوب سمجھے ہیں دونوں لڑکے حضرت کے باوجود یکہ ایک سو تھوڑے تھوڑے وغیرہ حملہ تھل سے
 زیادہ نہیں رکھتے اور بروقت سواری میں چالیدیش لوگوں سے زیادہ ہمراہ نہیں رہتے یہ بھی حسب اعلان
 غرور اور خود بینی کا آپ کو آصفیہ کا ہسر جانتے ہیں مقدور قومی نہیں کہ مصاحب نوکر رکھیں پس
 جو کوئی گیا اسکو گفتگو کے لامائل سے پریشان کرتے اور اونٹن نہیں دیتے ہیں اور باوجود اکر
 اشتداد کے اسکو حد پتے یا زانو تہ کر کے بیٹھنے کے روادار نہیں اس سبب جو لوگوں کو اسکی پاس جانا
 بند کر دیا ہے اسکا بہائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد کی پنا
 واما دمنظہ جنگ جو ان حدب نیکو خلق قابل ملاقات ہے زندہ علیخان ولد حکیم الملک علی نقی خان
 جو نیزہ عم مظہر جنگ اور انمال داماد ہے عالی کیفیت سنی ہیں اور دیگر متنبوں کی طرح مغرور نہیں —
 بعض عادات و رسوم انگلشی کا بیان جو کہ معاملات مالی میں مروج ہیں اور اسی وجہ سے
 اس دیار میں خلافت کا آنا

کئی چند آدمیوں کی چاہت کہ کتے میں لہذا فرقہ سیاہ میں بھی چند لوگوں کو گھسی سکتے ہیں اول تو سفر

برقنڈار کو کمپنی اور ان کے سردار کو صوبہ دار کہتے ہیں اب کل چھ نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور ان کے سردار کو صوبہ دار اور ایک ٹلٹ کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چھ نفر کے افسر کو حاکم دار کہتے ہیں اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعت کے ایک پلٹن میں ہوتے ہیں اور ان کے افسر کو کمپنڈ ان کہتے ہیں ان پر کپتان ہوتا ہے جس کے اختیارات میں پنجب و نقیب تبادلہ تقسیم تنخواہ دہ کرتی و دستار کرند ہتھیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن میں بڑا غائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان مرکز خاطر سردار سوادہ پلٹن اوسیکو نام ہو جاتی ہے یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو زریں ہیں اول سولہ و بعدہ ساجن اور شریف ہیں اول سن بعدہ نقشین بعدہ کپتان بعدہ میجر بعد ازان کرل بعد ازان جنرل ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر کوئی عمدہ نوکری سپاہیان کی نہیں ہے اور اس فرقہ علیحدہ پنجالوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس ہوتے ہیں ان کے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہیں عموماً ہر ایک کو کرانی کہتے ہیں اور نوکروں کو رتبہ کو تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہو اوسکی ترقی بھی اول ہونی ضرور ہے اور فیروزہ ایک کے مرتبہ سے اخیر بھی صلیح سے منسوب ہیں مقدم و مخزن نہیں ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے او بھڑو کا بہ طرف ہونے کے اخیر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفسٹ بلا ہوئے کپتان اور میجر کے ایکبارگی بسبب فوت ہو جانے یا مستعفی ہونے چند لوگوں کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اس طرح کرانیوں کے فرقہ میں بھی ہے کمپنی جو کہ اس وقت میں بنام دیوان خالصہ ہر وہیہ اور یہ بنجالہ و غلام باد میں ہے چار اصحاب انگاشی سے غرض سے جو لندن کے مقتدر مالدار لوگ ہوں لندن بادشاہ انگاشی کا دارالملك ہے اول ان لوگوں کے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنام تجارت منہد وستان میں دانی برسوں سے یہ تجارت جاری تھی جو جاتا کرل کمپنی ہوتا تھا کہ اس وقت تک رہے اور اب مراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر محمد جعفر خان اور دو بعدہ ام کی مالک ملک ہوئے اور دیگر مقامات سے حاصل کر کے کل منہد کی سروی حاصل کی ان کے بادشاہ کو انیس کے اصطلاح میں لکھ کہتے ہیں بادشاہ انکا اگرچہ ناخدا لامر ہو مگر بدون شورہ ارباب کونسل کے کوئی حکم نہیں کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کو امر میں اور اصحاب کونسل چند لوگوں سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شعرون سے چند منتخب لوگ جمع ہوں اور عنان اختیار معاملہ اوسکے قبضہ میں وجود جاری اور وہ گویا وکالت کرتے ہیں تاکہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا تجویز کریں وہ سکو رعایا کی مہمودی میں خوب جانچ کر قبول کریں جو وہ لوگ پسند کریں وہ سب کو

کرنا یہ ہے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دین اور اسکی بجائے اور میں اور میں سفارت
عجب قواعد تنظیم آج ہی مگر ولایت میں بیان ہی میں مگر جب بیان کے لوگوں کیواسطے اور بیان کی
ملکہ اری کو مصلحت اور قواعد شنیدہ کا استعمال کر کے جو کچھ مستعدیان دست نشان سے سنا ہی اور
کتاب میں درج کر لیا ہے اور اسقدر حق اور مواب جانتے ہیں اور اسکی بنا نہیں دریاقت کرتے
یا کہ عدا تجاہل کرتے ہیں غلامہ یہ ہے جو کمر بیان کے لوگوں سے راہ اختلاط نہی ہمہ گیر کے حال سے
آگاہ نہیں خدا اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹ اور کونسل کے ملازم ہیں مگر وہ لوگ بے عرض نہیں
اور عموماً خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار بندہ متاخرین کے مضوابط و قواعد جو اپنی
عرض کو جیسا کہ انصراف کئے ہیں درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والوں کو امر حق و باطل پر اطلاع
ہو جاوے شاید کہ اندھا لے اوکو توفیق رفیق دے کہ بروقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہوے اور
حق و باطل کو سمجھیں کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق میں دعاے خیر کریں اور بندہ
موجب حدیث شریف اللہ اکمل علی الخیر علیہ السلام یہ کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش
فرمائے واللہ ولی التوفیق۔

فکر وجوہات احوال کہ پیشتر کے برخلاف جاری ہیں اور کس درجہ کو پہنچیں

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھ مخصوص ہی بلکہ اوس ایک سرزمین میں ہی
بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھ دلیل و برہان کی
حاجت نہیں اگرچہ ملک و زمین ایک محل پر ہوتا رنگ انسان اور پیل اور فحشا اور معلون اور بنات اور
حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا جملہ طلبہ ہندوستان سے رسالت وسیع ہو بیان کے لوگوں کی اوضاع
اور رسومات اقتدا سے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جب تک حکام وقت یہاں تک
مناسب طور پر سلوک نہون نہر اگر انتظام رخاہ اور اسایش خلق ممکن نہیں چونکہ یہ ملک رمل سے
متعلق ہے اگر بیان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ غیر لشکر کشوں کے
مناوب رہتے ہیں لیکن جب کسی بادشاہ نے بیان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی
اور حفظ ناموس اور اپنے دربار میں بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے اونے تک اوسکے حضور میں
انہی لیاقت ظاہر کرتے اور ہر وہ منہ ہوتے ہر ایک کی ہر ورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر سوتی تھی
عام رعایا سے شفقت پوری فرماتے عہد ملال کسی کے دل میں نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو نظر

واحد سے دیکھتے تھے شاہجان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ اس زمانہ جاری رہا عالمگیر اور گلاب
کو عہد سے بسبب او کی کثرت حرم و طبع کے فساد ظاہر ہوئے لیکن او کی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی مصلحت مضبوط متعلقہ میں نہ پائی بعد ازاں رنج بدنامی کے لیے جو آپ کی قید اور ہائیوں
کو قتل سے عاید ہوئی تھی ارباب علم و حکم کو جمع کیا تاکہ لوگوں کو اسلام پر دیرھین اور اس سبب سے
اون لوگوں کے وہ جو رستم ہوئے جنگاؤں کو و قراول کے اخیر میں درج ہے اور ان تک لوگوں کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے میں جو بالکل بیچ و پوچ نہ تھے چاروں چند دیوان قطب الملک
نواقہ آریا اور سلطنت میں محتار ہو اعلیٰ قدیم عالمگیری برطرف ہوا سرکرات اور رگنات اور چکڑ
خالصہ کے اجارے رشوت لیکر شروع ہوئی روز بروز ویرانی ملک اور بے آرامی خلق خدا اور
نفوذ ہونا نایا کا حکام وقت سے شروع ہوا تاکہ عدالت ہی کا نور جوئی شرع شریف کو نصرت
ملی رویہ کی فکر ہوئی جس طرح سے ہاتھ لگے اگر گروہ امیر ارباب محایم ہوئے ایسی تباہی و فوجہائیں
نہیں پاسکتی کیونکہ فریب کی گدڑی دکلا کر لوگوں کو پہناتے ہیں جب انھیں ملکی عہد و عہدوں کا ملو
ہو اسلامین بے خبر کے عہد آئی بے مغر کا رہے ہر سرکار جو نہ رفتہ رفتہ جمالت کی تار کی ایسی
جھاگتی کہ اب او کی صلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان اونہوں پر آکھڑوں کو
زناست ناگوار ہے اندون میں دانیان فرناک کو غم و تخیل نہ معم ہے اور نیز از بلاء و پیر سلطہ میں بسبب
اصنیب علی اور عدم آگاہی رسوم عادات سنہی سنت انتظام نہیں ہوتے اور بسبب اقرب صاحبان
انگشتی کے مردم بند سے آمیزش نہیں ہوتی ملک او کے برعکس ہوتا ہے روز بروز احوال ہندیان پریشان
و ویران ہوتا مائے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہوں اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگشتی کو نہایت
بیجا گیت اس ملک کے راہ و رسم سے ہے اور نیز مضوابط تحصیل خرچ اور قواعد بندوبست ملکہاری
سے ہے کیونکہ انکے ولایت میں زمیندار یا لگزار کہ خراج شہی سال بسال عاید سرکار یا پٹائی
کرمو مطلقان میں اس فرقہ کی عقلات بندہ نے بخوبی سنا کہ طرف اور دیکھ اور مکانات اور طرف وغیرہ
کو سفید رطلو محصول کے لیتے ہیں اس طرح بیان کے جزا و سزا و پیر وغیرہ میں سب ایسے
جرم میں کہ بیان کے دانست میں عظیم اور انکے نزدیک خفیف ہیں اور بعض بالکل ابلغیوں سوم
انگشتی ایسی ہیں جو بیان کہیں نہ ہو میں شلام مردم شماری اور لوگوں کا مجموعہ خرچ کہ کتنی پیدا ہوئے
کتنی مرے کتنی باقی رہے اس طرح بہت سبب باتیں ملکی ہیں جو کہ ایسے امور کی عادت نہیں
پس جانتے ہیں کہ بیان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر مضوابط کو اختیار کر کے اپنے وقتوں میں

کہ جس نے اس پر مبالغہ میں کس قدر وصول ہو رہا ہے کہ قہر کیلئے ہیں اور یہ سارا فساد و عروج بے ایمان کی
 مملکت ہے اور انہوں نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور انہوں نے فرض کر لیا فرخ ہر کے دوسو
 ایسی ہی شوم طبعی رکھی تھی بس اس جامعہ نے کہ تازہ دار و اور ہر طرف سے خیر فتح اطلبہ مرام
 خود غرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط گہرہ کو ترک کر دیا چاہے حکام اسلام کے ایام میں وہ لوگ مزاج
 فواحش ناپسند کرتے تھے خصوصاً شب جوہ کو روا دار تھے کہ کوئی ترکب مباشرت یا کہ فواحش
 کا جو اور بارہ بجائے کہ جو بی نکاح ہون جائز نہیں رکھتے تھے لہذا اسکی سزا جرمہ مقرر کیا اور حکم تھا
 کہ اگر اچھا ناگوئی ایسی عورت ظاہر ہو اس سے جرمہ لیا جاوے خصوصاً جبہ کی شب کو زیادہ تر
 سخت جرمہ ہو اور اس امر پر داروغہ مقرر تھا اسکو اس جہانہ کا اختیار دیا گیا تھا اور نیز قہارہ و از او یک
 زیر اختیار تھے بدون اسکی اجازت کے کہیں نہ جاویں اور جزا و سزا فرقد مذکور کی ادیکسی سید
 تھی اس میں یہ معلوم تھی کہ ہر ایک مجالس شاہی میں حسب اقتدار کے تقار خانہ وغیرہ طلب گز
 نہ کہ بوالہوسی کر کے فضول خرچی پر کمر باندھی بدت سے شوم طبع نے جہاد کر کے اصلی غرض تحصیل
 زرت سے کر لی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کر دیا اس طرح کیا جب کہ اکثر تو اسے نہ منقطع
 اور ایچ سے مطلع ہون اور رفع کدورت کریں بندہ بالذوال چنڈا سوز و گدگد ہے قاضی واسطے
 اجراء حکام شرع کے مقرر تھا کہ بلا حیف و میل ہر ایک کے معاملے تحصیل کرے اور سرکار باخفا
 یہ منشا رہ اور جاگے اندر فواحش کے یاد سے بے ایمان نہ تھی کہ ایک دم میں بطور رشوت کسی سے
 کیوے اگر اچھا کسی نے ایسی حرکت کی تو عقاب سلطانی اور عتاب سلطانی ہو کہ تمام زانی میں
 خطون ہوتا اور عیشہ کو اس کام سے محروم ہو جاتا بادشاہ بھی غصہ و غضب کرتا اور دنیا مقبہ میں لعنت
 و ملامت کیا جاتا بدت سے میران کی اصطلاح قضایا میں مقرر ہوئے اجارہ او کا ہوتا ہے
 جو روم کہ کسی مذہب میں کسی نے نہیں سے ظاہر ہوئے ہیں مفصل میں عوام مسلمانوں کو
 خضات لے ایمان ظلو و جور سے ڈراتے اور کس قدر ریتے دیتے ہیں گویا انہیں بدبختوں کی شاہین یہ آہ
 کہ میرا دل چاہی کہ میرا دل لایں اَصْلُو النَّجْعَ لَعَلَّہُمْ اَخْتَاتُ اَنْدَابُنَا لَیْکُوْنَا مِّنَ الْاَسْفَلِیْنَ اور وہ مخرجات عقد
 مذہب و طہو کیمن کہ اسکا اعراں کرتا مشکل جہاد مخرجات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے
 جب تک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ او کو نہ ہیونے اعتقاد کرتے ہیں کہ اس میت کی
 روح اسکی گھر سے باہر نہیں جاتی اور اگر اس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدمہ وری
 کہ او انہو کے تو مع عیال واطفال اس قدر نجس و ناپاک ہے کہ اس کے مقوم او کا خور و نوش

بانہ اور تحصیل سے دربابہ دار تھے اویسے صاحب خدمت اور عجلہ مغلوں کے چند روز میں زرخطیر
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہیں پوچھتا تھا عدالت میں تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پشتہ کے لوگ خدا کو دے
حق تلفی نہیں کرتے تھے اور امر اسے سلاطین بھی جس سے بیدین لوگوں کو برسہ کار نگر تھے جس کیلئے
خدا ترس صاحب پاتے اویسکی سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
محض کفر سمجھتے تھے احوال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگوں کے جو یا بین
اور انہیں کا نام کار گزار اور انہیں کو مرد و ہوشیار جانے ہیں (فاعلمہ وایا اوئے الامصار) پیشتر
غریبا کی رسائی حضور بادشاہ میں نہایت آسان تھی اگر اچھا ناگسی پر ظلم ہو تا تو وہ مظلوم و دین میں کی
راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا چنکے سیقد ضعیف ہوتا اپنے قوی ظالم سے بدلا پاتا حال
امر لوگوں کو گورنر اور انکشیون سے رسائی نہیں اور ارباب انگلشی بیان کے لوگوں سے بت کم ملاقات
کرتے ہیں گوروں کو کبھی کسی صاحب قدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چو نکہ چند ان التفات
اس دیار کے اخبار سے نہیں رکھتے اور عجلہ بھی نہیں چاہتے کہ ہمارے کشف از ہوا و اسرار اعلان
پاوسے ایسے لوگ ابین کیسے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ کہ
کام پر توجہ نہیں کرتے اور ایک شخص کو نائب بنا کر دیتے ہیں خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کیونکہ مطلب نہیں
ہے چنکے یہ کار نہایت مشکل ہے کمال غور سے کرنا چاہیے اور عجلہ پر اعتماد کرنا لازم نہیں جیسا کہ کہا ہے
بیوان میں افریاد او کہ شاید زیویان بود او او مگر یہ لوگ کچھ اصل نہیں سمجھتے جس شخص کو مقرر
کرتے ہیں اویسکے کہنے پر اعتماد کرتے ہیں انھیں کہہ دیتے ہیں کہ اجماعی کے آخرین دار و غلی عدالت اور فوج
کی بندہ ستانیوں کے ہاتھ سے کل گئی انتخاب انگلشی اسلہ پر مامور ہوسے فی الجملہ ایذا و ضرب
خلق اللہ کی سیقد خفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عجلہ مردم آزار نیابت اور بیعت کے سلسلہ میں ہر روز
کار ہے سیقد جان شش در کاسہ چہ درایت متعب واسطے تحقیقات سنگد زن اور نکالنے غلبہ و خبات
ترازو اور تفرغ غلبہ وغیرہ کو مقرر تھا تا کہ فرد شدہ نرغ مقررہ سے تجاوز نہ کریں اور ان لوگوں کے
ہستلا فاعلی منہ اوسے سے متعلق تھی تاکہ لوگ بازار و زمین مست و اما یعقل نہ چرین اور شہر
مسافران کو زشت گوئی یا دیگر برکات سے آزر دہ نہ کریں اور چچا رہے صاحب بصمت بے بیان
کلی کو پکے کی آفت میں جو اکثر غمیش ہوتا ہے اگلی بذر بانی سے کچھ ہیں احوال جو رسم کو مقرر تھے اوسے
مزید دہ لیتے ہیں اور ایک شہر بلکہ ایک بازار میں دو تین دکان کی تعداد پر سرنگ کا سفر ہے اور
سی ٹو پر جوت کا مال ہے اور تمام بازار میں میکہ او گوشہ بلکہ صین را دین مکیہ لوگ مشرف

خصوصاً خدیو نگاراؤں کا نامان خلاصی تلنگہ ہر کارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار جو مست
و شہر شاکر کوستے پھرتے ہیں اور متوالی صورت بنا کر سیلے مانسون کو تکلیف پہنچاتے ہیں کہ ان بیماروں کو
راستہ سے گزر کر اپنے مکانوں پر جانا دشوار ہوتا ہے اور کبھی بہن کراہی اللہ تو حکمران کنبختوں کے
ہاتھ سے نجات دے کہ مع انھیں اپنے مکان کو پہنچیں وقایع نگار — وسوانح نگار — و ہر کارہ
واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور سرکار اور پچھلے کے مقرر تھے جو کچھ دہان معاملات ہوتے تمام دن کے
شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھ کر حضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اور سکافلہ حضور میں عرض کرتا
اور ان لوگوں کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھ سے کہتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک
کی حسن نیت اور ضمیمہ معلوم ہو جاتے کہ کون کس کے ساتھ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا قصہ نیک و
بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اعتدال شاہزادوں یا امراء عالی وقار سے اتحاد رکھتے ہیں اور انکو فوراً
اس عہدہ سے دوسری جگہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رتھ سدا مٹا صف اللہ ولکہ وزیر اپنے تمام گریباں مقام پر
سبب سے درج ہوتا ہوا جس میں بگواہی دیتا ہے

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزند زادہ محمد غزلین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی برای او تجویز و اور ازان کار تعین باید نمود کہ
این وقایع نگار وقایع نگار نامند چون منقض آمد نہ پویشیدہ شدہ مدح و عیب از دل بسوی ویدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزند ان کہ فراج شناس می باشد سفارش وقایع نگاران امثال آنها نمیکشد حسب التماس رعایتی
با و بعل آمد انا زان کار تعین شد آئینہ از کتاب چنین امور بناید نمود القصد چونکہ ملک داری میں عموم عباد
کی اطلاع احوال سے خبر داری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسائش خلایق ہو لہذا چار آوی
اس کام پر مقدم ہوتے تھے وقایع نگار سوانح نگار خضیہ نویس ہر کارہ تاکہ اگر کوئی خیانت
کرے تو دوسرے کی تحریر سے واقع ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خائن اور
کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا اعمال بلا و عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات میں نوکران بنید
اور اعمال اور بعض مفتری اپنے تئیں نوکر سرکار ظاہر کر کے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہیں
اور کوئی پوچھتا بھی نہیں باقی کسان نام ہے فوجداران ثانی مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ بعض فوجدار

کا رہے سلطان یمن تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے نفوذ کر جاتے اور مورد غفلت
 سلطان ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ میں بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران سفند کے مقرر ہوتے
 تھے بعض ان میں سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض ہزاری
 اور بعض دو ہزار پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت اور حاجت
 کارسہ کار کے سوار اور جاہ و حشم فقارہ و علم رکھتے تھے اور بجائے مہمودہ رہتے تھے اور عمل بادشاہی
 مانند منصب داران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہر کارہ اور قاضی اور مفتی اور صلہ صدر
 اور منصب آورہ دیوان اور دوا و دغہ گہری حتیٰ مردہ اور پادہ ہائے برادری وغیرہ اپنے اپنے کام پر معین
 تھے کسی کی تاب تھی کہ ادائے کوکر بادشاہی کو ہر طرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور خالصہ علیہ
 دیوانی میں مانع دیوان بادشاہی اور بقدر اور بخشی کے تھے اور لشکر کشی وغیرہ تادیب و تنبیہ میں
 میں تابع فرمان فوجدار تھے فوجداروں کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نہ کرنے پادین یا کلات
 رزم مانند بدوق توپ وغیرہ کے آراستہ کری یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نہ کرنے پادے اگر ایسا
 جہل امور کسی نے ہم کر لے ہون تو فوراً اسے حکم دے کہ ہر طرفی فوج کرے و صورت عدم تبدیلی کے
 فوراً گوشمالی دے ایسا بندہ بے دست کرے کہ قمر دکان اختیار ہو گوکر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
 اپنے ملک میں بکندہ اگر قید ہو جائے حضور میں روانہ کرے یا کہ وہیں رکھے جیسا یہاں سے
 حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ سفندوں کی بیخ کنی کیسے اگر سفندوں کی کثرت ہو دے
 اور فوجدار اس نواح کا تنہا گوشمالی نہ کر سکتا تھا اور فوجدار لوگ اوسکے مدد و معاون ہونے کسی
 سفند کو محال تھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمینداروں کی جاگیر وغیرہ میں دست درازی کرے
 محال دارالحکومت سے فوجداروں تک بندہ کو چند ان اطلاع نہیں بعض متفرق محلات کی
 یاد ہے اونکے ذکر میں چند ان فائدہ نہیں لیکن اسامی محلات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
 خوب معلوم ہیں اور انکا ذکر بھی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہیں انہوں سرکار صوبہ عظیم آباد
 کی سرکار شاہ آباد۔ رہتاس۔ بہار۔ مونگیر۔ چنارن۔ ساران۔ تیرہٹ۔ حاجی پور۔
 فوجدار نشین رہے ہیں میان کے فوجدار لوگ مع علاء فضلہ کوکر کے پانسون سات سوار یا تیرہ دو ہزار
 رہے ہیں اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہیں اگر کوئی امر عظیم درمش ہوتا یا
 منصب چوکر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ میں دو تین جمہورہ کی ناظم جو باہم
 مقرب اور نزدیک تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہو کر اوسکا تذکرہ کرتے تھے اور اگر اس کو ہی

زیادہ کوئی ہم ہوتی بادشاہ روزمرہ بذریعہ اخبار ہر جگہ کے کو ایف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض اوقات
 عظام اور شاہزادوں کے والد مقام کو فوج گران اور سامان سیکڑان سے روانہ کرتا اور ان لوگوں کو
 نام حکم استقلال و پاداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جس طرح ممکن ہوتا بصلاح جہدگیر پاداری کر کے کار
 سرکار میں جانفشانی اور مدد می کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مور و غضب سلطانی ہوتا موبہ بگاڑ میں
 بھی شاید دس فوج از نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے۔ اسلام آباد۔ چنگاؤن۔ سلطنت۔
 رنجپور۔ رانگامائی۔ قلعہ حلال گدہ۔ پوربیتہ۔ راج محل اکبر نگر۔ راج شامی۔ برہنہ
 میدانی پور۔ بخش بندرہوگلی۔ محلات مذکورہ میں فوجداران بادشاہی اور جہانگیر نگر میں ناظم
 عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کامروائی میں مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف و دعا کے
 بقائے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھ برس سے کہ سلطنت ست ہوئی اور بادشاہ کو حرات
 اور اعراسے ملکہ ام ظاہر ہوئے ہر جگہ کے ناظم ہنر لہ بادشاہ ہو گئے لیکن ضوابط بادشاہی کو تنگی سے
 یہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک محروسہ اپنے میں ایسا مصروف رہے کہ یہ بھی خلق خدا کو راحت
 اور کٹر لوگوں کو دولت رہی تاکہ ان تینوں صوبہ پر مہابت جگہ تسلط ہو اور جو نگہ یہ شخص اقربا اور قضا
 کثرت رکھتا تھا اور اکثر ان میں سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے
 اور خود بھی محال شجاع اور داناتھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اسکا متوسل سب سے فوجداران کو
 مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنما والوں پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل
 اسکا شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بقضائے ریاست کے متعصب یہ تھے خلق اللہ کو یکساں نظری
 دیکھتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ تصدی
 وغیرہ اسکے ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اسکی دوات
 سے برہ اوٹھیا یا فی الحقیقت بادشاہ کو یا جو کہ اسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترجمہ علی اللہ پر نظر کری
 جس طرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی ہر دوی کو برائے نفس تعصب مذہبی و دگنہ اس ملک
 حاصلات اسی ملک میں صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھے بدین وجہ اسکے زمانہ دولت
 خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تاکہ مہابت جنگی باہا و لاوار کے تینوں بھائی اس کے قبل چکی
 تھی سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسی مغرور دین سے دور پیدا سونے کو کر بھی دینے ہی بڑی کارائے
 عدل و انصاف کے ضابطہ پر باد ہوئے اسکا کہ اصحاب الکھشیہ نے ماستماع سال فوجداری اور
 آئین سابق سلاطین کے اپنے قلم و محروسہ میں مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب از دیاد ظلم اور

اصدیع ہے خصوصاً جہان کے مقامات فوجدارین جو کام کرنا چاہتے وہ مطلق نہیں ہوتا زمیندارین بعدہ اپنے اپنے مقامات پر فخر اور مدارالسام جمع امور کے ہیں اور وہ سرکار انگلشی میں مور و عطا وقت برخلاف دستور ماضی کے ہیں قتل و غارت سے باز نہیں آتے فوجدار کی مجال نہیں کہ اوپر حکومت کری یا دوا خواہوں کا انصاف اونسے دلاوے یا جکا مال وہ لینگے ہیں استراؤ کرے اب فوجداری اسکا نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہاں کے لوگوں سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ نازیں تو مطلق رہا نہیں صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہیں کہ ہندوستانیوں سے ملحق نہیں افغان ہندو کی جزل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت میں رسائی ہے ہر طرف سے و جمعی حاصل ہے فوجدار کو ملحق القہ کو نام اور اپنی بدنامی مشہور کر دیتے ہیں ظاہر اچو کام کمیٹ کا کٹہ اور گورنر جنرل کے پیشیام سے حکم ہے وہ بھی دو تین ہیں کہ بلا مشورہ اور قلم و کپنی میں سرزن ڈاکو نہ آنے یا دین انکی ہزار کریں اور تفصیل میں بھی کوئی غارتگری نہ کرنے یا دے اور دزری اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد میں اور نیز پیتھ شہر یا عہدہ میں کو تو ال اور مفصل میں عمال ان فوجداروں سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انہیں اور سابق کے عمال و کو تو ال میں بھی فرق ہے کہ سابق والہ آقا کے خوف سے مجال ظلم و ستم نہ کرتے تھے اور یہ لوگ بخوف جو جانتے ہیں کرتے ہیں خصوصاً ان لوگوں سے جو ان سے رجوع نہیں اگر اچھا نا کوئی نالش ہو جنرل ملک پہنچے ان لوگوں کے مربی بخوف بار برس کے وسیلہ اور ٹھاکر اور اسکے دروغوں کی کائنات میں روپیہ خرچ کر کر نہیں فرصت دیتے کہ مظلوم داد یا دے خیر اب کچھ حال اس وقت کا جو اصحاب انگلشیہ کو مضو ابط میں ہے بیان کرتا ہوں شاید کہ پسند گوش ہوش ہو اول یہ کہ جسوقت سو یہ قیوں صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہیں بغیر ایک شخص جسکے نسلا بعد نسلا وراثت ہو بلکہ گویا فرقہ انگلشی مالک ہیں کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہیں بلکہ بہت سے لوگ ہیں اور وہ بھی نہیں نہیں جو کہ ملکہ اسے روپیہ داخل کر کے داخل کمپنی ہو اور اسکی طرف سے بھی ایک شخص معین یہاں کا حاکم اور مالگذا زمینیں چنانچہ اس میں برس میں زیادہ پانچ سو سات لوگوں سے گورنر جو چکر ہیں اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار زمینیں رکھتا پانچ آدمی کمیٹ کے مختار اور جمیع کار ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ باہم متنازع اور اپنے عزل و نصب کے اندیشہ میں رہا کرتے ہیں دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہیں ہوتا اوکسیب بے مرتی کے چند روز میں ویران ہو کر گر جاتا ہے تب اس ملک وسیع جب مالک نہ رکھتا ہو کیونکہ آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سود جو

سو کا اپنا فائدہ چاہیگا اور سکی خرابی کی پروا نہ کرے گا اور زمین چاہتا کہ غیروں کے فائدہ میں اپنا نقصان کریں
 بان اندیشہ باز پیرس اگر ہے تو اس قدر غلامیہ کیا کرے کہ نامی غلے اس قدر سبھی کہ گورنر عماد الدولہ و سب سے
 ذی کوشش کی دوسرے کی مجال نہ تھی احوال اتباع بھی اس طرح پر ہے اس طرح پر پانچ چلے کو اسلی
 ہر ضلع میں رستہ بین اور باہم متنازع و ہانکا حاکم بھی تنہا مستقل نہیں بلکہ مدت مدید کے رہنمائی کی امید ہی
 نہیں ہمیشہ عزل نصب پر کان لگا رہتا ہے اور علت حیثی اگر باہم کچھ جھگڑا ہو اور نریا کمیت کو کمین
 وہاں سے حکم طلب کریں ارباب پکیت گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اس کے اخبار میں ہے جہاں مو غلطی کی تہمید
 اور تخریب ملک اور انیرشش مخالفین اور ہر سہ صوبہ محروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور بدولت
 کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام یا محتاج کمپنی اور نمید حساب مداخل مخرج وغیرہ انکی تفویض
 ہر ضلع داروں کے جواب کی فرصت کمان اگر کچھ ضروری ہو اور فرصت ملی لکھد یا ورنہ برسوں میں غفلت
 نہ ہو تاکہ ہر قسم کے راجہ کو تسلیہ ہر شش ضلع کے متعلق ہوے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
 ایک شخص مقرر ہوا وہ یہ سمجھے کہ یہاں کی نیک بد کی جواب دہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اس کے
 انتظام سرانجام میں ساعی رہے گا اور کونسل اور کمیٹی کی تقریریں ایک دوسرے پر تہمت رکھتا ہے
 کوئی اپنا الزام نہیں پسند کرتا دوسرے پر ڈالتا ہے زمانہ سلف میں جس وقت دوسری ولایات کی
 فوجیں یہاں انگریز قیام ہو میں جہین ارادہ اقامت تھا قتل و غارتگری کر کے اپنی راہ لی اور جہین
 منظور ہوا مقیم ہوے اس ملک کو اپنا مرکز دولت سمجھ کر باقی ماندوں کے ساتھ نہایت لطف و
 مدارات فرمایا اور رعایا کی آسائش مہبودی میں ساعی رہے تاکہ زمانہ دراز گزرا اور تولد و تناسل
 ہوا اور زمانہ ہمد گردے واقف ہو کر اونکی اولاد یہاں کے لوگوں سے بڑا دانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
 اہل ہند اکثر مسلمانوں سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز و اجتناب رکھتے ہیں مگر کثرت اختلاف و
 ایک دوسری رسم و وضع میں دست گریبان ہوے اور دشت نفرت و ریمان سے جاتی رہی انس
 محبت کا رجوع ہوا باہم شیر و فکریہ کو اولاد پریس کی شانزادہ کے نام سے مشہور ہندو مسلمان کے
 بزرگ سمجھ گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت میں حاضر ہوا اور شانزادہ نے اس ملک کو اپنا ملک
 جاننا رعایا کو بجائے اولاد پرورش کرتے رہے تاکہ مقابلہ اور آئین جہاں سے ہوں بندہ نے
 اس حسن سلوک کے نتیجہ اور بدسلوکی مگر کم و بیش شانزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عہد کا ہے کو جنگ
 میں جماعہ انگلشی سے دیکھا اور سن اول جب شانزادہ موصوف کی آمد صوبہ آوینہ عظیم آباد
 میں گرم ہوئی عامہ رعایا سے شہرے اسکی کوئی احسان اور سخاوت دیکھا ہو یا کسی نے خوان کرہ اونکی سچی

ذاتیہ ولدت پایا ہو پیاس انعام و آرام سابقہ کہ آبا و اجداد اوسکے سے دعاگوئے فتح و ظفر تھے جب نہ
 ہو نچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھوں سے ظلم سرزد ہوئے اور اوسوقت میں انگلشیوں کا کمانیت
 انتہا تک تھا کہ کوئی چہرہ ہی انگلش کیوں آزار نہ دے اور سب جگہ انگلش سردار یا لشکر جاتا ممکن تھا کہ کسی ظلم نہ
 تمام خلق کو بندہ نہ دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کرد و بارہ سہ بارہ کی آمد آمد میں یہ نفرین بادشاہ اور دعا سے
 انگلشی کرتے تھے الحال کہ یہ بے التفاتی صاحبان اور انکے حکام کی جور سے جان بلب ہو کر ہو رہی
 احوال سابق کے برعکس ہو گیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار میں ہر کارہ جس قوم کا ہو وہاں
 ہو یوں خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہو کر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا تھا اگر کسی کو کچھ دیا تو کمر بستہ
 راضی ہو گیا اور اوسکی ملاقات کا رواداد ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو و کرم حاصل
 زبان کیا ہر امر جو جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہاں کی زبان
 اور ہندی اور کئی زبان نہیں سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرض مند ہیں صاحبان مذکورہ
 کی مدد پر فرصتی سے ہندیوں کی مصاحبت عالم تصویر سے دونوں جانب سے کچھ سو محبت نہیں
 ہو نچا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہیں اکثر مستغنی ہیں اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بنا دیں گویا دو تین آؤں کو
 ماہ کیا یہ بھی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے یہاں کے رسم و طریق راہرو میسے بخوبی آگاہ ہو جائی
 اور یقین ہے کہ وہاں کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل نیاز ہر
 بطور اپنے ولایت کے رکتے ہیں اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لایوت سے
 عاجز اور لاچار ہیں کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہیں یہ بیچارہ کساد و ازہر جہانگیر ہاں چند لوگ مانند معمار
 و نجار و آہن گرد وغیرہ وہی سیکندراس فرخ کے حمد میں خوش ہیں باقی کل پیشہ واز نہایت مفلس
 نوبت بگدا بی ہو گئے ہیں اکثر بدلا و من ہو گئے بعض حب وطن میں گرفتار حسرت و اندوہ ہیں
 اور اسوقت اس پریشانی میں کرات کے کمانے کا ڈول تھا کہ عاید فوجداری کی آفت بلند ہوئی
 خیر اب بھی شکر ہے کہ ہندیوں نے ہاتھ سے فوجداری نکل گئی جب سے کہ انگلشی کے قبضہ میں
 فوجداری گئی ہے سیکندرتخلیف بدعت اور موجب امنیت ہے یہ قیصر بھی سابق ہی اس ملک
 میں یہ مضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام میں کامل بننا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا بیکر رہو رہی
 تھی اب اہل انگلشی میں اسکی پابندی کچھ ضرور نہیں بلکہ مدارج نوکری اور پاس رعایت پر
 نیل سے ہر چند محض اجنبی اور لائق کار نہاد وریہ بھی محمان نہیں کہ ایک شخص کسی جگہ پر مقرر ہو
 اور وہاں کے کم و زیادات و اطراف سے آگاہ ہو کر لیاقت کے قریب ہو نچا ہوا وہی وقت وہ عزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز جو کہ آمد رفت ولایت کی بھی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
 نہیں ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور یہ یہ کہ یہاں نگار ویدہ انگلند وغیرہ کو جایا کرتا ہے
 ان دونوں باتوں میں انتظام کا بڑا دخل ہے بیشتر یہاں کاروبار نہیں رہتا تھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
 سربھون محنت کر کے مہارت کاری کی ہو تو پائی امید وار مرتبہ ملے لڑی کا ہونا گلابان و دین آدمی تازہ وارد
 بیچ محض نے ہو چکا اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاروان بیچارہ محروم آرزوہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب بے خبر
 جان شین ہو کر یار لوگ آپہونچے اور جو نہ سچ کی سیریاں دکھلا کر بیچ کار ہوئے کاموں کو ضائع اور درہم
 ہر دم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے عقلمندوں کے حال سے ماہر ہون انھوں سے اگر احیاء کوئی
 کاروان بھی نہیں درمیان میں رہا تو یہی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
 بیخبر کب اسکی تصدیق کرتے ہیں جیسا کہ گورنر خیر کو شکام درود اور جنرل کلا درن وغیرہ کو پیش ہوا تھا
 جو تھے کونسل جیسا کہ جو بدست شوری سے جو خلیفہ ثانی نے دربار تفر خلیفہ کے اختراع کی تھی اور
 اسکی غرض حرمان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تھی اور مطلب چند اصحاب کی رائے سے
 اگر اختلاف ہو جب ہر رائے کی کثرت ہو اسے قبول کرتے ہیں در صورت آدمی کے طرفین پر چون کہ
 صاحب کلاں بنا بر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے حسبوت وہ ہو وہی بات مقبول ہوگی چنانچہ
 شور سے میں عبد الرحمن تھا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن لٹریک درمیان میں کوئی غرض نہ ہو
 اور الحالی یہ ام نہیں اور نہ شور سے میں تھا اس واسطے امور کلیہ عظیمہ میں جیسے کہ ہر خبریات اور
 یہ بات میں قرار یہ ہے کہ جب قدر امور دین روز تک صاحب کلاں کے حضور میں التماس کریں وہ
 دھیر رہیں ہر روز کونسل پیش ہوں اور ارباب احتیاج کے دکھا حاضر ہوں اون میں سے جو فیصلہ ہوا
 اسکا جواب صادر ہوا اور نہ کونسل آئندہ پر امید واری رہی اگر ایسا ہوا کہ بعض اصحاب صاحب کلاں
 دو ایک ایک جانب ہو گئے اور دو تین طرف دیگر اب امید واری میں گذرنے لگی احیاء کوئی کامیاب
 اور اگر خائب اور خاسر ہوتا ہے چون کہ زمانہ سابقہ میں ایک شخص کاروان احوال ششماں سے
 واقف کا کار گزار فرمان روا ہوتا تھا اور دو تین محلہ رکھتا تھا بھر والٹاس داخواہ کے طلب حکم
 اوس وقت حکم فیضیہ صادر ہوتا تھا سربھون امید واری نہیں کرنا پڑتی تھی اس جگہ کے ابتداء سے
 حکومت میں بھی کہ ایک صاحب کلاں اور ایک نائب کار گزار رات دہاراجہ شتاب رائے وغیرہ کی
 مقرر تھا بہر صورت اجماع مرام نام ہوتا تھا اگرچہ رات دہاراجہ سابق کے غرض سے خالی تھا
 لیکن بہر صورت کام تو وقت ضرورت پر نکل جاتا تھا چنانچہ ہر وقت ضروری ہوا راج

نذر کو خارج و سطر ہو شیا جنک صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہو اندہ نے عرض کی کہ
 مہاراجہ شتاب راے دونوں وقت قریب دوپہر اور شبت تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا
 تھا بلاتامل حاجت مندوں کی رفع حاجت ہوتی تھی احوال کس طرح پر او نکاتدارک منظور ہی فرمایا
 کہ مانند مہاراج کے مجلس و رانیشینی اور معاملہ شنوی نہیں ہو سکتی الا جسکو عرض ہو مجھے اطلاع
 کرے حال دریافت کر کے تدارک کیا جاوے لگانہ بندہ نے کہا درباریوں کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کریں
 اسی سبب ہی اس وقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار گارگذا تھا دیوان منشی وغیرہ کی تعلیم
 متعین کا کہی پابند نہو ایسا کہ کتابت تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بندہ ہوا اور مرجع کا عظیم ہو لوگوں کو آواز
 پہونچنے لگا کہ چند روز سرکاریوں لانے ہی مستقیمن کے انسویں گے ویکو اندہ کیا ہوتا ہے ظاہر
 کہ ایک آدمی کی استرخا آسان ہے الا پندرہ بیٹل لوگوں کی دلجوئی جو مع ارباب کو نسل اوداؤنگی
 ماتحتوں کے ہوتے ہیں ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب راے کی معزولی کو چند روز
 بعد عید رمضان الی بیان شہوار کان دولت فیضرورت نذر مہاراجا کی حسب ضابطہ منہ ہرنج
 اہل کونسل کو دی ہوشیار چناب نے اس حال کو ہو چکر خیال کیا کہ بسکو لکھو یہ یا اشرفی نذر دیتا تھا
 اب اسے پہنچ جائیے لاجرم عید الفصحی میں حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نہ پائی
 اور اسی طرز پر تعمیل ہوئی بعض خوشامدیندوں نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر
 جا کر نذر دے دیا تو اس وقت اوروں کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گان کریں کہ ہندوستان میں سنے
 ہمیں کم قور سمجھا یا پھرین اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار میں پیشتر حکام منہ وستان ہر کام
 تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل میں فرق ہوتا تھا اوین دوعہ تھے اول کارملکی و
 مالی و دوم مقدمہ عدالت و دادوی ان دونوں کیواسطے ہفتہ میں دو دن مقرر تھے باوجود ان
 و شوکت خداداد کے دونوں روز کچھری کر کے بارعام دیتے تھے اور ہر ایک حاجت مند کی حاجت
 رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بھی اپنے ملک اور عہد کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات کیا تھو
 تھی اپنے ملک میں دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
 اسطرح دور ذر عدالت میں بیٹھ کر فرما دیتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے اثر و حام اور
 غوغا سے دل تنگ نہیں ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی صیبا کہ اوپر ذکر ہو گیا ہے بارعام اور چیم
 تمام سے نہایت لغو اور دور بین اور اس سبب سے یہاں کا حال اوس جماعہ سے مستور اور
 بعض خلأت لسنے فتوحات سے محروم و مایوس ہیں اگر کوئی وقت مقرر کریں اور عام دربار کر کے

انکی عرض نہیں اگر چالی ہرج سے نہیں لیکن طرفین کو اکثر سفید ہے اسی طاقت اور رعایت میں
 فائدہ شناسائی اس ملک کے لوگوں کا ہے جسکو یاہین اور کامرتہ استحق کرین اور ایک سے
 حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کامرہیں اس سے اپنے کامریوں جسے منع ہونا کو
 حصول منفعت سے سلطانین سابق جو اجد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
 اوس حاصلات کو اپنا حصہ کرنے تھے بلکہ اوسین بھی یہاں کے لوگوں کے مشاہرہ اور جاگیر
 اور املاک وغیرہ نکال دی تھی باقی دیگر دیوبند اور مدخل کو پرورش خلی کے واسطے چوڑی تھی
 تھو مسلم دہنود ہر شخص جاگیرت عمدہ پاکر اور بھی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار غریب
 کر امتب علی پناز ہوئے تھے کچھ ترنی ہم قومی پر بھی تجارت وغیرہ میں ہر چند کردون کا فائدہ تھا
 مگر خلق اللہ بواسطے و گذاشت کیا تھا اور ہر مطلق الفتات تھا لاکھوں آدمی سوار و پیادہ کر نمرہ
 میں سلطانین و امرا کے پیشکاہ سے پرورش یا تھا کمال تھوڑی سے آدمی جاگیر اور ملک اور امتحان
 وجہ قوت پاتے ہیں اور اوسین بھی بسبب اقتدار اعمال اور زمینداران مفسد اور متاجران ظالم
 کو نقصان سے جیسا کہ اہل املاک کے احوال میں ظہور التبدیک وغیرہ کی تعدی کر ذکر ہوئے الحمد للہ
 کہ ایک برس کی محنت میں جو اہل املاک میں کیے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلاد دور
 ہوئی اور تھوڑے سے لوگ تلنگون کے نمرہ میں پرورش پاتے ہیں انہیں دونوں سوئین
 چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سواروں کی نوکری
 تو بالکل توقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کہنی ہو گئے بلکہ اباب انگشتی خواہ ملازم کہنی ہوں
 یا نہ ہوں سب تجارت پیشہ ہیں ہاں اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز کرتے ہیں جسوقت حکام
 فوجی اقتدار تجارتوں رعایا سے چچا کیونکر اس کام سے فائدہ پاسکتی ہے ہزاروں اہل حرفہ نابہر عدم
 رجوع اہل انگشتیہ کے انکی ضاعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہیں اور یہاں کے صاحب مقرر و
 بوجہ مذکورہ دسترس نہ پا کہ ان لوگوں کو نفع دے سکیں مجال حیرت اور محض قیومیت الہی ہے کہ اکثر
 اہل حرفہ یہاں کے اس حال میں زندہ مع خیال و اطفال کے اوقات بسر کر لگتے ہیں اگر چند ہزار سوار
 سرداران مشہور کے رسالہ میں مانند شیخ مفر الدین خان لکنوی اور احمد خان یار اور ولی خان وغیرہ
 ہندوستانی روپیہ پر لوکر سرکار کہنی رہیں اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہوا اوسین ملازم کرین اکثر غریبات
 خصوص اوس لڑائی میں جو کہ سکھ اور مرہٹہ سے واقع ہو ترک سواروں سے بہتر جانفشانی کو نہ
 اور انکی دات سے اس ملک والوں کو بھی فائدہ پہونچا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بھی مانند انڈیش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی متصور سے مالتون تقدیر یا نازنیداران کا اور اعما د کرنا
 او پر اس جماعت کے بیان کے بادشاہان خرد مند و ن گذشتہ کا یہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ
 قابو طلب کو تہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہیں اور ان کے قول اور فعل کا کلیہ اعتبار نہیں ہے اور
 جو شخص کو انکی باتوں پر اعتماد کرے وہ بڑا بے وقوف ہے اور نایت نگران ان کے حال کے رستہ تھے
 تاکہ اس فرقہ خود غرض کو محال تہرہ اور سرکشی کرنے کی نئی کیونکہ یہ سب لوگ اکثر خلق خداوند کریم کی ایذا رسانی
 میں مصروف اور مشغول بدل و جان رستہ میں قطع الیکریقی رہتے تھے بڑی قتل و غارت اور سافر لوٹنا
 ملک کو ویران کر دینا اور مالگذاری میں جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو بایقین کہ غیر مناسب ہیں انہیں
 سب کی ذات سے وقوع میں آتی ہیں پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالی شان اور عملہ داران
 متقدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اور قول اور فعل ان فساد پیشہ کرا عہدہ رکھتے تھے و نسئلہ التوفیق
 فیہ خیر صاحب و رفیق سعیدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے
 خدا ترس را بر رعیت گمارد کہ معار ملک است
 دنا سے کار و بد اندیش تست آگہ خود بخوار خلق بد کہ نفع تو جید در آزار خلق بد ریاست سپہن با ننا خلاست
 کہ از دست نشان دستا بردار است بد کو کار پرور نہ بیندیدی بد چو بد پروری ختم نگار خودی بد پس دن لوگوں
 گذشتہ کو خیال سبابت کا بہت رتہا تا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اور پان اشارہ کے عمل رکھتے تھے
 اور یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینے کیسا نہ کہ خداوند کریم ہمیں اس سلطنت کو چھین لے اور نہ معلوم کہ
 کس کس عذاب میں گرفتار فرمائے یا نہ ایک حال عجیب و غریب لکھنا ہوں کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس
 کی کو کچھ بھی مقدر ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کیونین سمجھتا اور مانتا ہے کہ جو کہ ہوں تو میں ہوں مجھ پر کھڑی ہوگا
 اور طریقہ نیر کو کہ اسے تین فرہہ بمقدار سمجھتے اپنا کسر شان سمجھتے ہیں اور ماوراء ان بزرگوں کے رسول مقبول
 سید کائنات علیا افضل الصلوٰۃ عقل الناس مخموج دوات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خیر کے زمانہ سے
 کہ شاوہم فی الامم ما ورستے اوسہ کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کر فرماتے تھے اور اوسوقت کو لوگ بھی جو کام
 کرتے تھے بغیر صلاح اخفرت کو نکرتے تھے اور بھی حال گذشتہ سلاطین کا تا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجھ کر اور صلاح کر دیا
 دیتے تھے اور یہ لوگ جو فی زمانہ موجود ہیں جو کام کہ جاتے ہیں خود ہی سے کہ تو تہن طلب کلام خدا نہ حدیث سے غرض
 نہ گذشتہ کو کہ وہ حال پر خود اپنے کو اسطو مرتبت سمجھتے ہیں جو جاتے ہیں کرتے ہیں اگر کوئی عالم کچھ سمجھا تو بزرگ نہیں
 اگر صحت کیسا ہی سمجھا ہو اور کہتے ہیں کہ جسکے پاس وسع ہوتا ہے اوس سے ایسی نئی تہن نشاندگی کرتے ہیں کہ خدا کی ہوا
 اور رسول ذہن کا ہوا اور یوں ارشاد فرمایا ہم خود عقل مند ہیں بلکہ انکو کو عقل سکھا دیو ہیں سچاں نہ کیا عقل پر اور کیا
 ہر جو چاہے اس ہند کو لے کر یہ خصوصاً احوال اور بھی زیادہ دکھائی دیتی ہے اور بر خلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ رباب فالیقہ

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشی نے اپنی ملک کے مقابلہ کی دوتین ہر ایک شریف و نجیب اور ملک
 اور ولایت کو کچھ نہ گزرتا زمین یادوتین کو زمین کا کیا بیغ و غیر کا کار فارغ البال گذرا اوقات کرتے ہیں
 اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برابر ملوک رہتے ہیں میان کے زمینداروں کو سوز و زحمت
 آبرو ملک سمجھا ہے اور اس کو زمینداری کے کار بار کا اختیار دے دیا ہے اور انہوں نے تمام ملک
 کو ویران کر رکھا ہے اور بیچارہ شہر و بچا کو تنگ کر کے منتظر فرست بیٹھے ہیں کہ اگر کہیں سے فتنہ و فساد
 اٹھنے فوراً باغی اور غائب اور غاصر ہو جائیں اور بالفعل انکو دست ضرب دیکھ کر دم دبا ہے اپنی
 کارروائی کر رہے ہیں اور رباب انگلشیہ اس کے مفاسد دلی پر گاہ نہیں بین یا شاید اور کوئی مصلحت
 ہووے کہ وہ ہمیں نہیں معلوم ہے انہوں نے یہ ہے جیسا کہ پیشتر بھی ہم لکھ گئے ہیں بلکہ گورنر اور رباب
 کیٹلی صدر جواب مہتمات مردم اور وہ احکام کہ دربارہ انہوں کے ساتھ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
 دیگر اتباع سبب مہرجات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہیں یہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
 کوئی شخص اس کام کو بین کر نیکی وقت مخصوص پر عین ہو خدایان اصدار احکام میں اہتری نحو اور
 رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھ انگلشی کی ظاہر قباحیت بھی نہیں معلوم ہوتی ہے و اللہ الموفق والمتمم
 کہ بعد تخریر یہ سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطی کبٹ مقرر ہوئی اور یک قدر انتظار کار بار دوش
 ار رباب حاجات سے دور ہوا تو بین جیسا کہ گذارش ہو لکھ دیجہ سرانجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
 اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر پاس مراتب نوکری ہو انگلشی کا روان سیم النفس ہوشیار ہر ضلع میں
 مقرر ہوں اول احوال انکا دریافت کیا جاوے ہر گاہ کہ لاپرواہی کار ہوں انکو مامور کریں اور انکی خدمت
 اور پروراختہ کو مستند علیہ جانیں اور ہر ضلع کے واسطی دیوان کار گذار متدین مستند ہو بلوز قانون کو کو کہ
 اسلام شاہ نوہر گیندین مقرر کیا تھا اب ایسا ہی انقلاب کونسل میں بدون تعمیر معقول ہو جو کہ رباب کونسل
 جاوید بین اور کار گذار مذکور کو کر چا جو کہ نوکرانہ طور پر ہے اور صاحبان کیٹلی اس کو دلوخواہ ہم لکھ گئے صلح اور مشورہ
 کو معاملات میں سنگین نہ کہ اس کو فاعل مختار بناوین اور اس کا کیا دہر اپنا بیغ ہو انام کار میں ایسی امور سی
 فہامان بکوش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہو اور دام شب و روز کیا ظاہر کیا ملن ہر شیدہ لگان حال
 ہر ایک ایک کارندگان و ملوہر سچ کر بین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نہ کریں جیسا کہ
 خارج و سرٹ ہو شیا و جنگ ببار کے عہد میں تھا جس وقت کہ کوئی خفانت اس نوکر کار گذار سے ظاہر
 ہوا اسکی جزا و سزا بقید جرم سنگین کریں کہ دوسروں کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
 ہیں عبرت ہو اور جب بنا ہر شورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کریں اور دوتین آدمی شورہ کریں کیونکہ کثرت

ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ مستغنیہ کے باعث ہو سکے اور وہ اپنے مقتدی اور غلام و فعلہ فوجداری کے تقریریں انھیں سے جو کوئی معاملہ دان کارشناس عام کا خیر خواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقررین ایسے فوجداروں کی کچھ حاجت نہیں ہے کہ کوئی لائق کار کم آزار شہر کی واسطے اور مفصل میں محال کافی ہیں اور جسوقت کہ یہ مقرر ہوں اندیشہ رسائی مردم کا کینہ تک اور حیثیت باریق معاملات کا ضرور ہو گا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا انواع بلا سے رہا ہو جائے اور ساری روحی کی حقیقت عیان ہو و سوچیں اور معدلت الحال کے خلق اس ملک کی عموماً رعایا سے انگشتی ہے اور غیر خدا اور ان کے رحم کے سوا کوئی حامی نہیں رکھتے لازم ہے کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانب داری حسب آئین سلاطین عدالت قرین کے منظور کریں کہ دنیا و دین کی نیکیاں اور خوش تودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے تمام ایک عمل و فعل سے کم آزار اور رضا جوئی خداستدین بے طمع جبکہ بجز رضا سے حق تعالیٰ اور اطاعت آقا کی کوئی امر نہیں سمجھتا اور جب ایسے ایسے لوگ شیر ہون مشاہیر و اولیاء بقدر گذر اوقات کے سیر ہونا کہ فکر معاش ہی فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث و شہوت و طمع بے کرین شہر خدا کی کام بھی سپرد انگشتی ہو گیا اور غلامی مندی کے ہاتھ کوتاہ ہوئے اور ہندگان خدا کو اطمینان میں نہ لایا گیا اور زمین حقو جہ بہت کم لوگ معصوم ہوں گے ان سونو سیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہ خدا و سزا لحاظ کیا و محکم لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہیں اس ملک کے ضابطوں پر خیال کرنا اور ہر ایک کو مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہ کے لوگ حسب عادت پیر و مہوت ہیں اور دشت نہیں کرتی لیکن اونٹن سوا غیر یافت ہے خصوصاً وضع عدالت انگشتی باوجودیکہ آدھے لازم انہی عدالت فصول میں دستار کرتا ہے مگر ایک عمر متظر رہا ہے اور بالفصل کچھ نہیں مجھے بین تاکہ کیا ہو گا بجز دعویٰ کو خواہ ہو و نہ ہو یا حق اگر دعا عامہ و شیعہ ضمانت دعویٰ سے دوئے روپیہ کا داخل کرے بیچارہ فوراً قید ہو جائے اگر ضمانت بہم نہ پہنچا اور حامل کا فیصلہ نہو چاہئے بارہ برس تک اگر تفتیشی وار نہ پاتے یہ اور واسطے ترجیح عرائض کے بنیان انگیز می سرحد کتنی اشرفیان خیر و برکت ہو جو اس تمام خرابی کی مردم مند کو چاہئے کہ بجز و احضار حاکم عدالت نگاہیہ کے واسطے جواب دعویٰ کے حق ہو یا باطل یہ نقطہ گواہی یا نقطہ اس قدر کہیں اس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہ ہو چاہیکہ عیال و اطفال کو نفروفاق میں چور کر اس شہر غیر موافقین جاوے اس کے پہونچے تک اگر عدالت کا موسم نہ رہا یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہ گیا تو جیسا ہی کہ مینوں زبان پر انسی نہ دگی گمان

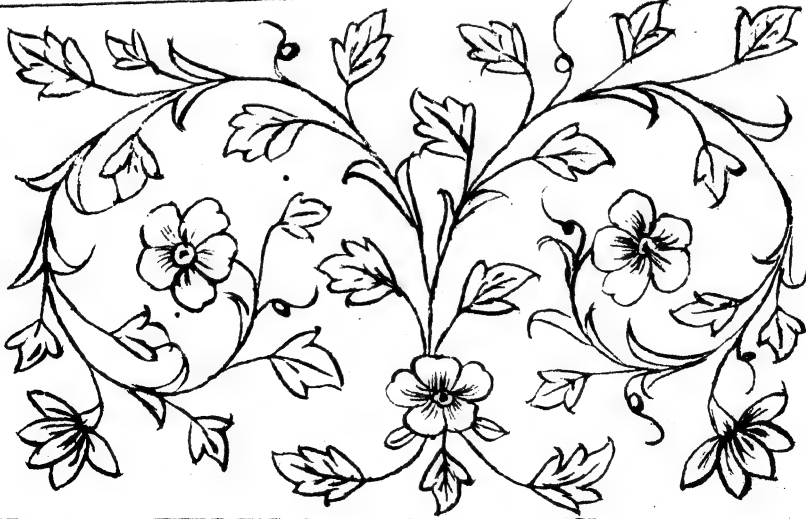
سہرا کرے خدا معلوم اس معصیبت پر کیا نوبت اور سپر گزرتی ہوگی بارہویں جہان غلہ معینہ پر اعتقاد کرنا خصوص
 جسوقت کہ انہیں یا ان کے شرکاء سے کوئی شخص ناشتی ہو غاصکرا موثر غیمہ بین مانند قتل و خون یا عرض
 ناموس یا قدر مال پس اس صورت میں ممکن نہیں کہ مظلوم وادبا سے جان بچی کہ گورنر سباد
 اور ارباب کثرت اور کام صلیع جسکے روبرو تہمت سیدہ حاضر ہوگا رابی عمدہ کو چھوڑ کر
 اسکی طرف توجہ ہوگا اور بغور تحقیقات مدعی اور مد علیہ کی کرکے فریادرسی اور
 دادخواہی کرے اور بار و رعایت کے انفصال مقدمہ کرے والد
 ولی النوفیق سے مراد ما نصیحت بود کفایت حوالہ ایضا
 کر دیم ورفتم ہم اند کا احسان کہ جلد دوم

ترجمہ سیر الشاہین

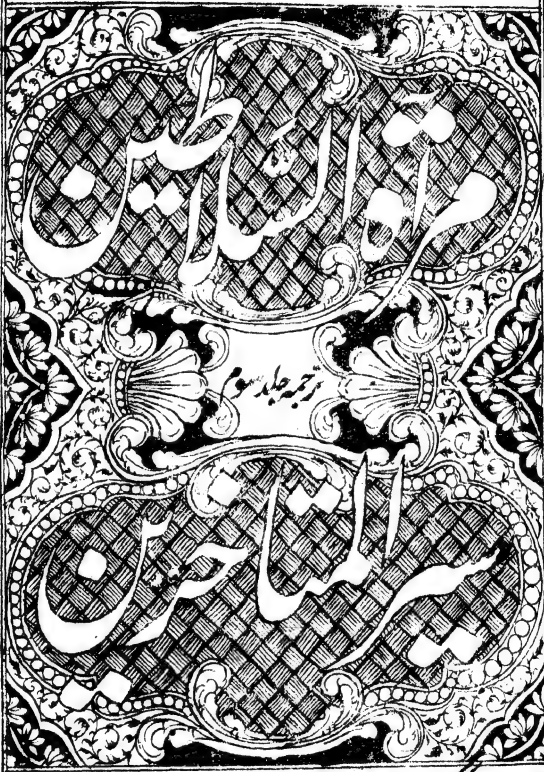
بساعت فرخندہ اشاعت

مستام ہوئی نقد

تمام شد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مطبع في المطبع الكائن في مدينة حلب

ورجہ کو سوچنا حضرت قضا اور زماچہ عمر گنا یا چند بنسبیاں ناک میں پدید ہو چکیں انساں محرم پید ہوا پانچ پریدہ تپ
آئی کیا کین و شبندہ کروند و ہم مفرسندہ کور کوجان فانی سی عالم جاودانی کو کوچ کر گیا منگل کردن چندی تا بیخ
ماہ مذکور کو خدمت دیوانی خالصہ کی عبد المجید خان کشمیری کو علی خلعت شش پارچہ سو ستر ہزار ہوتا بیخ سنم فرزند کو
تینوں بیٹے محمد آغی خان کو ملازمت بادشاہی میں آؤ و مورد عنایت ہوؤ بڑا بیٹا متوفی کما مرزا محمد خطاب پیر
محمد اسحق خان بہادر سے ملحق ہوا آخر کار باب سے زیادہ مورد عنایت شایہ شایہ ہو اباد شاہ کی محبت اس قدر ہوئی
کہ اگر وہ جانتا کہ اگر محمد اسحق خان مرزا محمد کو نہ رکھا ہوتا نہیں جانتا ہوں کہ کیونکر میری زینت ہوتی اور مرزا محمد کو
بطور سلاطین محمد رفیعیت میں تخت پر ان پر و بر و خلافت ضابطہ بنالیا اور ولکر مرزا علی خان اور مرزا محمد علی بھی
اور مرزا غفر بھی اسی بیخ کی گیارہویں تاریخ کہ باہر را و مرستہ آزار بدنی ہی قوت ہو اور شبندہ آخرا بیخ الاول
منہ مذکور کو خلعت صوبہ داری مالوہ کی اعظم اللہ خان ظہیر الدولہ مشوہ فرمایا اعدا الدولہ کو عنایت ہوئی اور شبندہ
قبول کیا اور اقلی کسان کی لیکن کچھ پیش نہ سکے گیا کو بیخ حسن تر و کلا نین گیارہویں شبندہ ۲۴ بیخ الاول سنہ
مذکور کو خلعت چار پارچہ کوہ خدمت فرمایا بیخ کلا کو بیخ شمشیر عنایت ہوئی اور شبندہ کے
دن تیسری بیخ عثمانی کو نائندہ کور اپنی بیخ نہ رکھا گیا اور آماہ مذکور کو خلعت مہربانی اور خدمت فوجدار عادی و ابہ کی
جاؤ خان درانی کو بیخ ملک کی سند و اعتماد الدولہ فرمادین خان کو ایک کو عنایت ہوئی اور اس سال میں ویرہ شبندہ
ہشتم جمادی الاول کو انھما الدولہ کلا نین اعتماد الدولہ کو بیخ صوبہ جیمہ کو خلعت ہو اوجہ اہل اہل ظفر خان بڑا
خاندوران امیران مرزا محمد اسحاق شایہ کو پایا اور ہر روز و شبندہ ۲۴ ماہ مذکور کو محمد ام الدولہ ولد امیرالامرا
خاندوران صمصام الدولہ فرمادری منصب کا مضافہ پانچ ہزار ہوا اور سال تھواری امیر تھواری خان ولد
اعتماد الدولہ کو مظفر خان بڑا خاندوران کو ایک کو شبندہ تیس گین رجب کو ہر اور سال خاندانی نظام الدولہ
ولد کلا نین اعتماد الدولہ کو امیرانامرا خاندوران کو صوبہ سی قرۃ ماہ رمضان شبندہ کو کل میں آئی اور
روز سہ شبندہ سوم محرم ۱۱۵۷ ہجری کو فرمایا ہو

اسوای سال ۱۱۵۷ ہجری

شبندہ ۲۴ شعبان ۱۱۵۷ ہجری کو بادشاہ کی صاحبہ محل سے لڑکی پیدا ہوئی یہ صاحبہ محل صفیہ سلطانہ بیگم خاں
ملکہ زمانی خواہر زادہ سادات خانہ و الفقار جنگ کی بیٹی جو بسا و محمد شاہ فریادہ نقیق ابنی عقد میں کیا تھا صاحب
علیم اند خان سو انتظام صوبہ مالوہ اور مرستہ سو تسی نہوسکی ہو ردیو التفاتی ہو کر نظر بادشاہ کی گرا بیخ شمشیر
جنہرہ سے تھا اسی وجہ سے اعتماد الدولہ وزیر بھی جو اسکا سال تہا نو کتہ تر است ہی لکھتا تا آرزہ تا لیکل مقبضہ
تینک ظفی بادشاہ سو اہل راز رگی کر کے علی مردان خان مرحوم کی جو بی بی کو اطلاع کو یہ کر کے چار باغ وزیر میں

خطبر سوم

ترجمہ سید القاسم بن علی بن ابی طالب علیہ السلام
جانشین ہوا یا شہزادہ ہوا کہ چونکہ منصب صدر است و منزل رفیعا یا اور شریفیۃ اللہ خان کو مقرر کیا اور دربار بھائی کو نیز دربار
اعز خان کو اور سمارنپور کی فوجدار سی حفیظ الدین خان کو عنایت ہوئی اور اعز خان وغیرہ رسالہ دالان بادشاہی
عظیم اللہ خان کی حراست پر معین ہوئی آخر کار جب سات دن کے بعد تاہم ہو کہ مکان کو واسطی آیا اور پلٹے ملائین کو
برخواست کر کے گوشہ گزین ہوا اسی سال میں بعد عید الضحی کے ستارہ و ذوزنب ایک گز کے مقدار پر سمت کس
سے نایل جنوب برج جدی میں نمودار ہوا ہر روز ظہر ہو تا کہ شمال کو جاتا ہوا و قریب ایک معینے کے رہا بعد ایاہم
حاشورہ کے بعد وہ ہر روز پناہ لینے ۱۱۰ ہر روز علیہ عجیب کو نو روز ہوا۔

سوموار سال ۱۵۵۵ھ

[illegible]

سوانح سال ۱۲۵۵ الی ۱۲۵۶ هجری مطابق سنه ۱۲۵۶ جلوس بادشاهی

موز و شنبہ بہتم جادی الاولیٰ لکھنوی کو سعد الدین خان میر آتش جو خاں سامان بھی تھا واسطے کوئی شے کے

محببت برادرزادہ حضورین حاضر ہونا والے نے راجہ کی بیعت پسند نہ کی ہزارہ ہوں کوہ جالیہ کے نول میں عید آئی
 صفدر جنگ نے وہاں مقام کیا مہاراجہ عید اور اچھو مہاراجہ اراٹھلا قہ کے نزدیک پہونچا مہاراجہ خان بہادر جنگ
 ولر سیاہ ستخان برادر سداقتانہ برادران الملک جو کہ صفدر جنگ کا نانا زادہ اور بجای خود تیسرا بیعت اچھو لہمی ناریہ کیس صفدر جنگ
 دو قین نرل شہر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ کی بیعت نامعلوم دریای جہس کے کنارے پہونچا اور مقام گاہ سے زبردہ مع
 فوج متغلیہ و سداقتانہ کے بجائے قبل سے جب لباس سقر لای اور ولایتی گھوڑے سنا زفرہ سے آراستہ تھے اور مقبول کی چوکی
 کنگا جہی مشرق چلے آئے وہ دس بارہ ہزار سیکم منہو گا اول روز قلعہ بادشاہی کا مقابل ہوا اتفاقاً سات کوپانی بہر سا ہوا وہ وہ
 گیتے سے صاف ہو گئی صفدر جنگ نے حسب ضابطہ مقابل جہنم میں خاص کے جو کہ قلعہ خورشید کی طرح دیکر رہتا تھا
 جا اور با داب تلیات رابعہ بجا لاکر کھانا ستادہ رلا اور بعد لینے اچھو لہمی کے جو بادشاہ کی بیعت کے لئے آئے تھے
 یہ حوا رہو کر فر و گاہ کو آیا اور بادشاہ طہر ز سوار سیکم نہایت محظوظ ہو کر اور پختہ بندہ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جب کہ ساعت
 ملازمت تھی نزدیک قلعہ لایا جہاں کے کنارے قبل پر دو درجہ کے خیمہ پرچا ہوا اور صفدر جنگ نے معہ فوج واسباب
 شہر و جنگ کی کشتی کے لیے سے جہو کر کے اپنے خیمہ گاہ میں جا اور ترا اور اعتقاد و دلورہ روزیہ الما لک شہر الدین خان چہا ہوا
 نصرت جنگ استقبال کو آیا یہ نہ اول ملازمان صفدر جنگ سے مہاراجہ اتما مکند یا کہ اسکے ملازمین کے خیمہ میں داخلین بن گئے
 یہ نہ اول روزیہ کو بھائی وزیر خانی کردین مردم وزیر نے اول کراوس نیمہ میں عید کیا بعد ازاں وزیر نے ایک دوسرے
 نیمہ کے دو واسے تنگ گدڑا وہاں پر ذرا تھر کو چند مقرران عمدہ کو مہارہ لیکر اندیکر صفدر جنگ ہی چند معدودے سے نیمہ میں
 کو اندر غریبی میں تھانہ انتظار کرتا تھا جب وزیر کو دیکھا مسند سے اوتھا اور نصف صحن تنگ استقبال کر کے بعد معانقہ ایک سندر
 آہستہ گہری بہر منتلاء را بہر عطر و پان کے بعد خوان قمشہ اور جوہرات کے مع فیلان واسپان کے گدڑے و درجست
 ہو کر پیشتر چلا اور اسکے عقب سے صفدر جنگ آئے کہ وہ فر سے سوار ہو کر شام کو تفتیش کو فرش ہو کر داخل حویلی وارا شکو
 ہوا جو کہ برادران الملک کے عہد سے حسب عنایت بادشاہ اپنے قبضہ میں رکھتا تھا آخر ہرستہ ہرستہ تمام لشکر و فوج داخل شہر
 عجیب شہر تھا اگر تہوہرمانند صفدر جنگ و رعیت الملک و راضیہ کے داخل شہر ہوئے کچھ اعتبار پیش و کم لوگوں کا ہونا و
 اکثر فرمان شہر کو معلوم بھی نہ ہوتا کہ کون آئے اور کمان گئے والد ہی رات بیکل کا باغ جو دیوان خالصہ شہر کا اور پندرہ
 ہوئے کہ مر گیا تھا کہ ایک دیکر داخل شہر ہوا اور پختہ بندہ ۱۸ ماہ مذکور کو شاہنشاہ خان معروفت مرچا پلوہی و لدز کر یا خان
 ناظم لاہور شاہجہاں آباد پہونچ کر مشرق حضور بادشاہ ہوا اور آخر روز چار شنبہ چہارم ماہ مذکور کو بندہ علیخان خلف عزت شاہ
 مفت الدہی آہستہ سے اپنے ہاتھ کا خطا شیر انگن خان کہتا تھا مہارہ عمدہ الملک کے اگر معزز ملازمت ہوا و مطلعہ پنج
 پارچہ کو پانچے اور راسی ماہ میں و شنبہ کی شب کو ۱۳ کو شاہنشاہ احمد مرزا کا فوج مہابت خان کی کسی لڑکی سے ہوا
 اور راسی مہینے کی ۲۲ تاریخ زونہو کو ستارہ ذونہل ول بعد نیم کز کے درمیان خضر بیج حوت اور اعلیٰ حمل کے

یاجین کو کتبہ برہ انقرض و جراح انقرض کے اول شب ظاہر ہو کر کثرت شبت تک ہوتا تھا اور قریب ۲۲ روز کے سیطرے کی بار بار اور ان دونوں کے درمیان سے ظاہر ہر طرف مغرب جنوب تک ٹپل جاتا تھا اور شبت بعد ۱۵۔۱۶ بجے سے اوجاؤب ایک شبتہ مقدار کا پدید ہوا ستارہ کے انھم مغرب کو اور دم مشرق کو اور روشنی ہمیشہ زیادہ ہوتی تھی تو ذی الحجہ میں صدم ہوا اور شبتہ چھ ماہ تمام ذالحجہ کو شیخ سعد الشہ دیوان قی و ریشہ شبتہ چھ ماہ مذکور کو مہر پر روز و شبہ بہادر شاہ جدہ محمد شاہ فوت ہوئی اور خوجہ طبلکہ مزار میں وہی مدفون ہوئے اور اس کی شہر میں روز شبتہ چھ ماہ کو کثرت کی صوبہ داری فخر الدولہ برادر شمس الدولہ کو تھوڑی دیر میں سبب کہ صوبہ مذکورہ ضلع سے دفتر دوم میں لکھا گیا پادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا چند سال مہر شہ کے قبضہ میں رہا اور کوئی دہائی کی صوبہ داری قبول نہیں کرتا تھا محمد یار خان جو کہ سرداران ایران سے صاحب شجاعت تھا تاور شاہ کی نافرمانی عاجز ہو اجب تاور زمان آیا یہ سید میں جبے ملا اور اس کے بعد معاہدت کی صفد رنگ کی رفاقت کرتے تھے اور اولیٰ قیامت کے ایام میں قیامت سے معجز ہوا ان غلیہ کے دور کو جو یہ کہ صاحب جنگ کے بالاجی راۃ مہر شہ کو بھیجا تھا اور بالاجی کو کھیل فوج بدرقہ ہیبت جنگ کے سہرام میں مقیم تھا اسے نہیں لیا اور بعض دیر کے محافلین کو مجتہد اور تھوڑی دیر کے بنارس آیا چونکہ صفد رنگ اس کی حرات سے مطمئن تھا اس کی صحبت برائے شوئی شاہجہان بابا میں ترک فافت ہوئی فخر الدولہ کو کھڑکی سے قید تھا ملک نہی کہ صوبہ گجرات حاصل کرے دعویٰ ہونے کہ دلاور خان فوج غلیہ کو جو صفد رنگ کے ملازم ہیں باجم موافق کر کے اور سامان جمع کر کے مہر کو شجاعت اور قلعہ مذکور فتح کرے یہ فخر الدولہ ان کی اور سند اوس صوبہ کی حاصل ہوئی فوج صفد رنگ کے ملازم صفد رنگ کی اسوجہ اسکو پہنچا تو تھی کہ آتش فیر نادری کا شہر رہے اس کی رفاقت میں تھی وہی دل سوتلی ہوگی اس کی رفاقت میں اسی ہندو مگر تھوڑی سے لوگ جو دیر نہ لے سکے آشا اور وزیر بارہا حسن تھوڑا ہوا اور رئیس اور بقدر لوگوں سے گجرات کی اور ہاتھ پیر مائے مگر قلعہ مقدور سے راہ پر قریب انوا اور فخر الدولہ کی صحبت برائے رہی بنا برین ترک فافت فخر الدولہ کی عاصم خدمت ناؤی ہو کر جب جہاں پہنچا تاور شاہ نے کہا کہ میرے خلیفہ کو کہہ کر کہیوں حاضر ہو کر لی کہ قلعہ علیے جو انہر دے ہاتھ سے مر جانا بہت ہے نامزدوں کے سمراہ زور کی کرنے سے۔ بناور شاہ نے اسے معذرت کی عرصہ قلعہ غیر مایا فارسی حرات کے بلگرہ کی پر فخر فرمایا اور فخر الدولہ اس کی خدمت میں اسیر مہر مہر کو کھڑکی سے شاہجہان بابا پہنچا اور گو شہر گہریں ہوا اور مگر روز شبتہ ہفت مئی کو کھڑکی بارش مگر گڑ در حد و برق کے ہوئی اندرون قلعہ دیوان عام میں بجلی گری اولیٰ گیسوئی اور دو آدمی مل گئے اور دو آدمی ہمیشہ ہوسے روز شبتہ چھ ماہ مذکورہ شیخ سعد الشہ کے تینوں امروا کو قلعہ مافی مرحمت ہوا۔

سوانح سال ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۷۸۸ء

روز شبتہ غفرہ محرم ۱۱۰۰ ہجری کو دیوان قی کے قلعہ عبدالحی رمان کشمیر کی عثمانیت ہوسے اور اسی روز کھڑکی کوکے بعض ضروری کاغذات پر دستخط فرماتے۔ روز شبتہ چھ مئی ماہ صفد کو نوروز ہوا اسی سال میں صافہ نے نواح حیدر آباد

قلعہ مالکندہ کو محاصرہ کر کے مقرب خانی لہی سے جھین کر اپنے قلعہ میں کیا جو نگہ باد شاہ لکھنؤ کو رائیہ پریشان اعتماد تھا اور وہاں سے
 اور انکا فرزند حفیظ الدین خاں اسفہاہ اور اعما ولد ولہ کے متوسل و اور ہم قوموں میں تھے اسی سلسلہ میں بادشاہ نے
 حفیظ الدین خاں کو خدمت دار و لکھی کو بھیجا جسے جو کہ بادشاہ کے حفیظ جان و مال کی خدمت میں معزول کیا اور عہدۃ الملک
 صلح سے برویکشہ بہت سفر کو اول روز صفدر جنگ بنے خلعت میرا آتش پایا اور افسار و تو تعاضی و فدا بجا ہی حقوق ملک اس
 بادشاہ کی زبان سے برآئی اور صفدر جنگ نے پیشخانہ میرا آتش کا بقدر شان و شوکت کے قلعہ میں آراستہ کر کے
 اپنا رہنما فرمایا اور بنا بچا ظلم والد کے چکلہ سکھارہ بادشاہ سے لیکر والد کو مشرف کو نش شاہی کرایا اور خدمت مذکورہ
 کے خلعت ہنپوائی مندرہ اور نیز بندہ کے جانی فقیر تعفی علیخان نے اوسی زمانہ میں بی منصب و رخطا بی پایا و چند مہینے
 والد کی خدمت میں رہ کر آخر رمضان کو صفدر جنگ سے حضرت عظیم آباد کی لکھنؤ ایک مدت سے وطن ملا و فدا و جناب الدہ وغیرہ
 بہائی جیجا مالو لوگ و مہینہ پر مقیم تھے اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر و بیعت جنگ ناظم بلدہ مذکورہ صاحب جنگ
 قرارت تعفی و اور اسنے خلعت مہربانی مع سپرچ مرصع ہم دفون بہائی کو عنایت کر کے بعض ضرورت بنگالہ کے بعض لوگوں کو حکم دیا و
 پیغام دیا ناظم عظیم آباد کو و دیگر حضرت کیا غرہ و بقعد سند مذکور کو بندہ مع برادران بہار بیان کے مع ناظم عظیم آباد و بنگالہ
 اور وزیر شنبہ بہادری آفر کو آپال مدلولام تمہارا بہا لہیری سنگہ سوانی خلعت راجہ اوجھن جی سنگہ مرحوم سے ملا و
 بادشاہی کی اور خلعت بیخ پارچہ سے سفر انہوا اور وزیر شنبہ پندرہویں ماہ مذکور کو بنا بر تقدیم نوبت پر رسالہ مرحوم
 جو کہ حسب الطلب حضور میں آیا تھا اور تیرا اسکے لائے کے واسطے رو بہ رو سے بادشاہ بوساطت خود وزیر مال لکھنؤ تھا والد
 فرزدیک سہلے قاضی اسکے خیمہ میں جا کر تھوڑی دیر بعد اپنے خیمہ کو لوٹا اور آخر دن رسالہ محمد و خیر وزیر بی حصول ملا و
 کو آیا اور شنبہ ۲۷ - رجب کو ہایون تخت برادر محمد فرج سیر بن عظیم الشان کا انتقال ہوا اور قطب الدین کے مزار میں
 دفن ہوا اور روز شنبہ ۲۷ - شعبان کو فوجہاری گوالیار کی حضرت خان فیضی عثمانی عہدۃ الملک بہادر کو اور صوبہ داری
 کشمیر کے اسد الدولہ اسدیا رخاں کے قترتی صفدر جنگ بہادر کو عطا ہوئی یہ اسدیا رخاں انسان جھلس دست گذشتہ عہد الملک
 کا تھا اور اوس کی سب سے بیچارہ تقریب بادشاہی سے معزول و محروم ہوا اور اکیلا ایک بالانبہ و فدا و کو بھیجا خلعت
 علی چوتے صفدر جنگ نے اپنے برادر خانوڑا و شیر جنگ کو مع فوج سنگیہ اور ہندوستانی کے واکوئید و نسبت کو اور اکیلا
 اور شیر جنگ نے وان پہونچا یہ اللہ کو کہہ دو و شجاع اور گردن کش تہا فرغ عمدہ و چمان سے دل جوئی کر کے طلب کیا اور
 بعد ساعری قید کر لیا اور تھوڑی مدت وہاں لکھنؤ اس بلدہ بہت نظیر کا تفریح کیا افراسیاب خان صفدر جنگ کے وفات
 تھا حسب الامر اسکو اوس صوبہ کی نیابت پر چھوڑ کر نو دشا چمان آباد کو معاد و دھوا اور آخر شنبہ شنبہ بہتیم ماہ رمضان
 کو عظیم اللہ خان جو مدت سے قلعہ بادشاہی میں قید تھا جان بحق تسلیم ہوا و تین گڑھی دن چڑھی اوسیدان اسکے مکان
 اور شانی احمد والدہ بنا بر تقررت کے اسکے گھر گیا وزیر کے گھر سے بڑا ہجوم ہوا اتفاقاً اوس مکان میں شنبہ خان تھا

لشکر آراستہ کیا بنائیں جسے لیاریں چوہن جیت ملوں لشکر بابر بدھ سے نے جو بوجھتہ صاحب کے کنڈھ کی بجھو ہو
 ہوا لشکر کا کر تو میں لشکر چاکار تانچے لے کے جیلو الدین غلہ مرہٹا اس سب کو اکاھ ہو کر چوہن کو وہن لشکر دیکھتے ایک نڈو
 مرہٹہ نے فخریت دی کہ صبح راجہ کی ملاقات کر لگا اور اسی رات کو صبح کو تھوٹے دن چھٹی لشکر راستہ کر کے راجہ کے
 سر پر کھڑی راجہ پوجا میں تھام چڑھ لوگوں نے نماز الفین کے قریب چھوٹنے کی خبر چھوٹ چلی مگر راجہ بھی کھٹا تھا اسی رات
 جنگ تھیں چنانکہ مخالفوں نے چھوٹ کر وینا دیر پا کر دیا اور انجام کا تھا وکالا لو کا موتی رام جوسن و جانی میں مشہور تھا مہ
 ہوا اور دن کے سوار ہوا مگر موت نے میدان جنگ سے آخر کی راہ دکھلائی ہر چہ پشیمان کا مہین تھا ہون ایک قدم آگیا
 کے لڑنے کے پیچھے روانہ ہوا اور علی محمد خان کو اسباب فراوان اور غارت بے پایان ہاتھ لے کمال عظمت کے
 فتح نصیب ہوا اعتماد الدردی بی شرم نے کچھ تدارک کیا بلکہ بی حیائے اپنی بی بی شعلہ پوری کو موعا اسے کھوئے
 بیسے حسین الملک کے جیہ پور کر کے شہر سے مصالحوں کو بھیجا علی محمد خان نے عین دریا میں کھنڈر شعلہ پوری ملائے
 کے ساتھ بجز یہ بھی لشکر ملازمت حاصل کی اور معاملہ کو انحصال کیا کہتے ہیں کہ افغان نڈو کے دفتر سے ملنے
 کی نسبت مقرر ہوئی تھی لیکن نکلے سے کہیں خبر نہ پائی تھلاہیہ کہ اس وقت علی محمد خان کو بڑا اقتدار حاصل ہوا۔ مراد آباد
 - بریلی - بدایوں - بن گڑھ - سنبھل - اورہ - انولہ - وغیرہ اس کے قبضہ میں آئے اور قریب تیس ہزار افغان
 اور راجپوت کے اس کے ملازم ہوئے جو ہم تختہ ملائے عیوق کہ حیدر الملک چھوٹے کے حسنور میں چھوٹے داروغہ سلطنت ہو
 بادشاہ کو اس افغان کے عہدہ سے آگاہ کر کے اپنی تہذیب کیا بادشاہ نے انکی نصیحت مانے آخر شبہ قبل طلوع آفتاب
 ۲۴ - محرم سنہ مذکور کو طلوع دلو میں جمعیت کو شمال فرمائی باغ لونی میں نقل مکان کیا اور بعد گذرے تیرہویں مہر کے کوچ
 کر کے دریا سے نیچے ڈان اور دھن سے داسنہیں آیا اور یا تہذیب کو آج صفر چوبیسویں رات خان جبار اور ذوالفقار جنگ
 غلو سے ملکر دھانی کو دارالخلافہ کی قلعہ داری اور صوبہ داری پر سرفراز فرمایا عطایا کاتبی طلبوس خاصہ سے جو اس وقت
 بادشاہ پہنچے ہوا تھا مہر شمشیر کے سرفراز فرمایا اور آٹھ روز غارت کر کے کچھ شہادت قریب شاہجہان آباد کے چھوٹے
 اور روز شنبہ چوبیس ماہ مذکور کو داخل شہر اور روز شنبہ ۲۶ - کو داخل قلعہ ہو کر کار و بار پر مامور ہوا اور بادشاہ اول ماہ
 ربیع الثانی کو سنبھل میں اور اسکے آخر کو دہان پونچھیا علی محمد خان تاب جنگ بادشاہی نگر میں قلعہ بن گڑھ میں چاہیہ
 اور شاہ شہابی سے قلعہ کھیر لیا اور متظر فرمان ہوئے قائم الدولہ قائم خان بھادقائم جنگ غلط تھو خان بھادقائم جنگ غلط تھو خان بھادقائم جنگ غلط تھو
 فرخ آباد سے لشکر بادشاہی میں چھوٹ کر صوبہ سلطنت وزیر حصول کو دفتر شامی سے مقرر ہوا اور راجہ نول راجہی تاب صوبہ اودھ
 ملازم صفہ جنگ مہ فوج اور اسباب شایستہ کے حسب الطلب آقا کے چھوٹے چوہن کو وہ میدان فوج شامی اور نول راجہی کے
 قلعہ نیک تھا اور خیال ہوا تھا کہ علی محمد خان چوہن دشمن حقیقی صفہ جنگ کو چاہتا ہی ہو اور یہی جلی غلطی کہتا ہے اور پھر
 شکست کا چاہتا ہے الیا صفہ تمام چوہن راجہ نول راجہ کے جو ضروریات قلعہ کے نزدیک سے مقرر ہو گا راجہ کو کو

و کہ کہ قاضی شہنشاہ بایگن - کہ شہنشاہ کو نان و آب بایگن - انسان تارک کہ فکولابرت انسانہ براسی خواب بایگن
نور روز جمعہ جمادی الاول بروز شنبہ کو خبر ملی کہ اسامہ مذکور کو بادشاہ روز و شنبہ ذکر یا خان ناظم الامور فوت ہوا اور پرنس ہوا و کا
سلاطینہ خبر چسپائی اور اسکے خلیفہ کلان مقیم خان کو حیلہ ملاقات پر ہوا ہی روز پادشاہ سے حضرت لڑکیا بستہ
ماہ مذکور کو روانہ ہو کر بعد و روز لاہور کے بجای پرتھوگن ہوا بانیسویں کو وزیر نے ماتم کیا بعد غزیت ۲۶ تا ۲۷ بروز
دوشنبہ کے حضور میں آیا اور روز و شنبہ بستہ شعبان کو خلعت صوبہ دار علی ہونکہ وزیر الملک اعتماد الدولہ کو ملی اسنے نیابت پر تکریم
کے لڑکوں کو روانہ کیا آنکھ دو لون جہانپور میں حضورت ہوئی شاہ نواز خان نے جسے عجمی بھیجے خان کو قید کر لیا
بعد چینی بھیجی خان اپنی بیٹی کے حیلہ سے خوان طعام میں چپ کر لکھ گیا اور یاروں کی اعانت قاضی کے گھوڑے پر
بھاگا جاکہ دارالخلافہ میں آیا اور شرم نالایقی سے فقیر ہو گیا وہ شہر کی خمر کے کانسے کو تے بناتے اور اسکا نام چھپکا
لکھا چونکہ وزیر کا داماد اور صاحب مال تھا چند رتھانے بھی بھیج دیے تھکلائی اور شاہ نواز خان دونوں صوبہ پر حکمران رہا
آخر روز و شنبہ شانزدہم شعبان کو اسد اللہ خان بڑا در کلان عمدہ الملک اکبر باد میں جان بحق ہوا اور وقت نصف شب
پنجشنبہ خرم خوال کو خانہ شہزادہ مرزا احمد بن محمد شاہ کو گھر میں لٹکا تولد ہوا۔

ذکر سوانح فقہ العجمی مطابق فقہ اہل بیت محمد شامی

مؤتبہ کے روز ۲۰ صفر ۱۱۰۲ ہجری کو نوروز ہوا اور ربیع الثانی میں عسکرامی الدین خان جو ذکر یا خان کے مصطفیٰ
مال کو گیا تھا اور اسکے لڑکوں سے لے آیا تھا حضور میں لاکر عطایا پاکہ جہاں دار اور ارضا فہ منصب پر اسی سے سفر
ہوا روز جمعہ ۱۳ جمادی الاول کو عجمی خان نواب سے علی بادشاہ جمعوی غازیہ کو اپنے چیلہ یعنی مقبضے کے گھر آیا
وہ اپنے پیروں کے وصال کو اپنی بی بی سے پر ہز تھا اور بی بی نیک نیت پر سر انکار تھی جب بڑی کشاشی ہوئی نیک نیت کے
بار پنے غیر طمانی حفظ ناموس پر آیا و لون پر حاتمہ صاف کہتے تھے ہر کی مضر سے اجل حاضر ہوئی اور اسکے بچکان
عجمی کو مجروح کیا اور نوادہ اسکے ملازمان کے حاتمہ سے دارالافتقار کا راستہ لیا عجمی خان مجروح پاکہ پر اپنے گھر
کو پہلا اسی ڈالوان دھول میں دنیا کی گدی چھوئی نوابہ قطب الدین کی ملازمت کی جو امین دفن ہوا او معاہدہ جمادی الاول میں شب
جمعہ کو حافظہ حبیبہ خان نوابہ سر سے وارختہ باور پیخانہ بادشاہی آخر شب نماز پڑھتا تھا غشی ہو آتی دنیا سے حل ہوا
اور اسکی جگہ لولہ و لادہ مقرر ہوئی ۲۵ ماہ مذکور کو بادشاہ باغ تالکھوہ کی سیر کو تشریف فرما ہوئے مرزا محمد شہنشاہ
نچل اولہ کو غنیمت ہوئی خاص کی بجائی نوابہ عجمی خان کی ملی بیرو زکشتہ ۲۶ کو خبر بادشاہ دارالخلافہ قطب الدین کے سیر کو کیا
آلہ بنایا اور روز یکشنبہ تاریخ پنج بادشاہ داخل تلوہ مبارک ہوا۔

ذکر انتقال عمدہ الملک اکبر ہر سوزم لکھا کہ بادشاہ شامی

عمدہ الملک ہر داری کے امور میں جملہ امثال و اقران سے جو دعوت افراوان کرتا تھا کسی کو نہ برابر ہمتا نہیں تھا تا آنکہ

محبوب القلق ایک روز وزیر حالت نشہ میں بام فانیسے گرا اور استخوان خنجر اپنی سیدھے بوتھیں سے اس کے سینے تک صاحب فخر اسٹیشن ہوا اور صحت کے لیے بھی قوت نہ رہت اور بار اور قیام مضمون کے پانی اور لپٹے اور کونین تہنیز پانی لایا عہدہ الملک کو نائب مقرر کیا ایسا ہی گامے جاننا ضیف سنا کر وہاں چلا تا صفر جنگ اور دوست ہی تھا اجماعہ الملک کا اقتدار برعنوانہ و عموما شیری سے بادشاہ کی مصاحبت میں بہرہ گیری کرتا تھا اب اور بھی بڑے تکلفی بیوسے ہر امر میں مبالغہ کرتا خاصہ اپنے بلیمتات کی بہ پیرانی میں نہایت کدو جو بھر کر تھا اور بکمل الدولہ محمد اسحق خان بجا راواسکے بھائی باوجود کیہ مشمول لطف شامی تھے مگر بخت شامی اس مرے کے انکا باب سکا آدروہ تھا کہ پھر خیال میں نہ لاتے تھے محمد شاہ نے واسطی اقرایش اقتدار اسحق خان کے بہن کی وصلت شجاع الدولہ حفیظ الدولہ حیدر خان بھادر و عباد جنگ و دہرہ صفر جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی اور عہدہ الملک کو اپنی جانب سے سرانجام شامی خیر کو مقرر کیا صفر جنگ نے یہ شادی بڑے تکرار احتشام سے کی تباہ اسباب میں نوگوئی الیکٹر پانامی کے تھے جو سائنس میں سیم تخمینہ ایک گٹر سورہ سے کم کا تھا عہدہ الملک بیکر بادشاہ سے عرض ہو کر ملاطین مقید سلیم گندہ کی ملاقات کو کیا لوگوں کو مظاہرہ اسکے جانب سے دل میں آیا خصوص بدخون عہدہ الملک نے اسی تقریب سے بادشاہ کو منحرف کر دیا تاآنکہ بادشاہ کے ولیمین عہدہ الملک کی بدخواہی کا نقش جاگزیں ہوا اور دوسرے اس کے دفعیہ کے ہوا تاآنکہ عہدہ الملک کی کسی خدمت کی تقریر میں بغض اور بادشاہ لعل دیا بادشاہ ملول ہوا فرمایا اب دو سرے روز رکھو اسے کھا دو جس لیے بادشاہ نے دوبارہ تہنیز ہی کے بعد وحی کل کیا اسنے وہی جواب دیا خواجہ سرے لوگ اکثر تنگ و مسلح خلق موقوفی میں و زعفران خان نلر نے جواب اپنی ادبی کے عہد سے ملازم پیر اور اکثر ابواب جرم سراسر سلطانی اس کی تفرغ سے زبردست بڑا نافرمان شروع کیا عہدہ الملک نے سنا کہ کہتا ہے آج سے راند نو کا قصہ تمام کیجیو یہ غنتی جی اشفقت ہوا غلام کی مجال کہ لمر کی گفتگو میں نہیں ہوا اسنے جواب دیا کہ اگر غلام خون تو بادشاہ کا خون اور دن کا نہیں خون عہدہ الملک بادشاہ سے کھا کہ اگر عہدہ ناظر سے تہنیز و بارہ آویگا ورنہ میرے عہد میں عہدہ نظارت فرمائی بادشاہ نے دلجوئی فرمایا تمہاری خاطر عزیز عہدہ الشاہ ایسا ہی ہو گا عہدہ سنکر مرض ہوا اور آگاہ خان خواجہ سرے اپنے داروغہ دیوان خانہ کو نیابت پر تجویز کر کے امیدوار کیا بادشاہ کو فکہ ہوئی ناظر روز فریج کھا کہ ایک تو یہ ہیں وق رکھتا تھا اگر وہ ناظر ہوا تو میان بچان محال ہوگی اسنے کھا کہ اگر مرضی ہوا سکا تارک شکیل نہیں بادشاہ نے اجادت دی راند فزون تھا قائل کی تلاش ہوئی اور اپنے متنبی سے کھا اسنے اپنے بھائی ہوا جرنامی کو جو پیشتر عہدہ الملک کا ملازم تھا اور آدروہ عہدہ مستغف ہوا تھا و عہدہ نکالا اور عہدہ شمس پیشتر بھی خلافت اس کے قتل کو بھائی سے کھا کہ تا تھا اب یہی لغت تھا و عہدہ ہوا اسنے کھا کہ جب عہدہ الملک اعلیٰ و رواۃ قلعہ خاص ہوا اسکا کام تمام کر دتا آنگہ سو ز مجہد ۲۳۵ ذی الحجہ کو اول صبح کھڑا خاص اسی کام کو آگاہ خان کو پہراہ نے غلامت دلو اسے کو بہ ملاطفت ضابطہ صر آیا روز زعفران خان نے قائل کو

دیوان خاص کے دروازی برقعی کیا جیسے کہ عمدۃ الملک سے بجا طرح جمع دروازی پر قدم رکھا قاتل متہمل نے ایسا جرم مار
کہ تمہیک ایک باجھونچا اور فوراً سیدہ مذکور خانہ خاص عدم کو راہی حوالہ لاش پالکی پر او سکے مکان تک پہنچی ہی اسکے ساتھ
آئی مگر او سکے ملازم تلخ دہن لاش وضبط مال و اسباب و موجود عورت اپنی تنخواہ کے عورت اور راہی علیخان داروغہ
فیضانہ شاہی برادر مقتول اور عبدالمجید خان دیوان خالصہ و تن ویرم خان و نعمت اللہ خان وغیرہ املا اور قراقرم باجوہ برقم عورت
اس کے گھر گئے تھے او سکے ملازمین کے قیدی ہوئے کہ سیکو محال نکلنے کی ذمہ بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ او سکے مال و اسباب
ضبط کرے اور کیسے تنخواہ نہ دی بلکہ او سکے قتل کا حکم کرتا تھا مگر نو کہ پیشہ منے قبول دیکھا تا آنکہ صدر جناب رسیان میں آیا
اور مرید خان خان جبار اور سیدی بلال کو بھیگے تنخواہ کا ذکر کیا اس مقدمہ کو پیا روز گزری لاش متعفن عوی آخرا او سکے جس
بیگمراہے تنخواہ کا قراقرم و اسب لاش فرج ہوئی پھر تھے روز خلیل اللہ خان کے قہر میں جو اسکا دادا تھا متعلق سراسر ہی و مد اللہ
کے ایک شاعر نے مادہ تاریخ (مجموعہ) لکھا لاش آخرا او سکے جس میں گئی جواہرات اور اسلامی بادشاہ نے بقیت ایک لاکھ کے
خرید کیے نیز تنخواہ تقسیم ہوئی پیارہ درمیانوں نے رحمانی پائی۔

سوانح احمد شہی مطابق سلسلہ جلوس محمد شاہی

روز شنبہ نہم ربیع الاول ۱۱۹۹ ہجری کو نو روز عہد اور نو خیر دل شعبان کو یومی خان دارالامام دارالانسان و دیوان
خالصہ ہو عبدالمجید خان کو تقریر پڑھو اتھام گیا بعد سوم کے پراکھا او سکے چھوڑے اور ایک دوست نے خلعت مانتی پائی
اور ایک لڑکے ارشد کو مالاندا اور غوث دارالانسان کے مرحمت ہوئی اور روز شنبہ چھٹا شعبان کو دیوانی خالصہ
محمد الحق خان کو مع خلعت شش پارچہ کے لطف ہوئی اور بروز شنبہ ۱۲۰۰ کو کپڑی کر کے تھمٹا گیا اور بروز چار شنبہ
آخر شعبان یا عرفان داروغہ گزیر داران فوت ہوا اور روز جمعہ رمضان کو دفراہ خلعت مانتی اور نہ مست مذکور کو کواد
لڑکے چچا امیر خان نام کو ملی روز شنبہ سبب و تقسیم ذی الحجہ کو ناصر زمان صوبہ دار کا بل جو احمد شہا ابدالی کو جو منور سے
بھاگ کر حاضر ہوا خلعت شش پارچہ اور شمشیر و فیصل اسی وجہ سے رحمت ہوئی کہ نادر شاہ تو مر شاید اسکی اعانت
و مان کے افغانہ آشتی کریں اور صوبہ مذکور فتح ہو۔

سوانح احمد شہی مطابق سلسلہ جلوس محمد شاہی

اسی سال کا عمدہ سوانح ۱۱۹۹ تا احمد شہا ابدالی و رانی اور رحلت کرنا محمد شاہ باجری کلہ احمد شاہ ابدالی ابتدا سے سال
مذکور میں وارد ہوا ہنگامہ ورود و جنگ و عود اور جلوس احمد شاہی غرۃ مجاہدی الاول تک ہوا لہذا یہ سوانح بیان ہو گا
معنی نہ ہے کہ یہ احمد ابدالی دراصل تیس ترا دھاسے الوش افغان ابدالی اور رعایا ہی ہرات سے ہے بعد مہر فخر
نادرسی کے اسیر ہو چکا نادر شاہ ہو کہ بعد چند ہی رباعی ملے پڑمرا لیا و لال شاہی میں قہر ہو کہ مورو الطاف نادرسی ہوا
حضرت رفتہ رفتہ دربارہ منگہاشی سے حاصل ہوا چون کہ نادر شاہ مردم ایران اور قرقہ ترکان سے مطمئن نہ تھا ہوا

اور افواج توران کو بعد مغلوبی کے مورد الطاف فرمایا اور اکثر جن کو انھیں سے لپٹے لشکر کا سالار کیا بلکہ افغانہ کو نسبت کر کے زیادہ اقدار کیا اور انھیں ناز و خان بھی تعینت ہزار سوار کا مالک جسے دم اقدار عار اور ناز کا کریم خان زندگانی میں بیچ دیا اور کلا شعلہ اقبال شہنشاہ ہوا اسکو اپنا نوکر کیا احمد ابدالی بھی انھیں میں سے لیکن یہ شہنشاہ بھی خان تختہ کی اعانت سے انقلاب قبل نا در شاہ میں جہاں بعض غزانہ طہماسپ چلا گیا جو اس کے لشکر کو جاتا تھا متصرف ہوا اور پکڑ لپٹے پاس سے ہم پہنچا کہ صاحب سک و خطبہ ہوا اور اسکا آنا منہ میں سات مرتبہ ہوا انشاء اللہ تدریج و صبح صیغہ تاج ہو گا اور مل مرتبہ کاب باؤی میں آؤں گا میں کیا اور اللہ اعظمی کے آفرین معاودت کی۔

نوکر و اخیار احمد شاہ ابدالی بنائے تہذیب و تمدن و سرسبز تہذیب کی ملامت و لوت جانا

احمد ابدالی منظور نظر تاج و بیاد و قات و تبر و ستہ سیر کرتا تھا سال ۱۰۶۰ ہجری میں بادشاہ سے مرض ہو کر پکڑ لپٹے گیا اور وقت معاودت امام الاسلام الحاج سلطان ابو الحسن علی بن موسیٰ کی زیارت کر کے وطن سے ہلا ہوا مرزا پرلیک درویش جابر نام کو دیکر انہیہ محقر شہر فلکان استادہ کہنے ہوئے ہے اسنے جا کر استفسار کیا کہ یہ خیمہ اور باؤی طفلانہ سے کیا غرض ہے اسنے کہتے ہوئے ابدالی پر لپٹے کہ امانی منسو کہما عیسیٰ یہ بروقت مٹنے نا در شاہ گے گر لپکا اور تو اسوقت بادشاہ ہو گا احمد نے کسی امیر غریب کو دمان پر چڑھ کر تاج تحریر کیے اور اسکی حفاظت سکے اور خود حضور نا در شاہ میں گیا جو نا دیا گیا احمد لشکر سے بہت کر مشہد مقدس میں آیا اور وہاں خیمہ کے فساد کے بروقت متعین شہنشاہ اسی تاریخ کو پانی اب سلطنت کا انتظار ہوا اپنے بیچ کو فراہم کیا اور میر تقی خان سہروردی کو خواجہ کے نام سے شہور باہم متفق کیا آخرت کے لقب کا یہ سبب ہے کہ نا در شاہ نے ایک مرتبہ غنہ ہو کر اسکو آنتہ کو دیا تھا خیر ساعت محمود چہ بیہ سلطنت سر پر رکھا اور نیز تحصیل صوبہ بابل کو جو کہ مصر میں صوبہ اپنے ہجر بادشاہ کے پاس اور میر محمد تھانہ خاندان شیخ محمد علی لپٹے جاتا تھا پکڑ لپٹے بند میں لیا اور شاہ ہمار کہہ دیا یہ شاہ جاہد و استا خمال خور غلابہ مشہور کا ملی کا نو ہے وہ بھی فقیر تھا خلاصہ یہ ہے احمد ابدالی نے اپنا غنہ غزوانہ ناصر خان کو صوبہ دار کا بل بنایا نعمت شے میں شہر کا بل میں پکڑ لپٹے لاکھ سپہ سالار بھی پہنچے سوار و رانی سمیت احمد کہ دینی ناصر خان کا بل میں پکڑ لپٹے دمان کی افغانہ سے ظاہر کیا اور انھوں نے اداسی مبلغ دیکر تاج مقدس میں کیا اور منو کہ اگر پکڑ لپٹے ادا ہو گیا تدارک کر دے اور انھوں نے کھلا دیا اتنی اسنے سو اب دیا کہ میری دلجوئی نہیں دینوں نے سو گند و بیان کے ناصر خان نے سواران میرا ہی کو نکال دیا ابدالی نے غم جو کما دیا تدارک ہو کر کوڑا لٹھا افغانہ کا بل نے اسوقت پکڑ لپٹے عہد و سو گند کے مالوہ لٹے چار ناصر خان کا بل سے پیش اور آیا اسکے چلنے پر پافا غنہ ابدالی سے جا ملے تہذیب پیشاور کی دلالت کی احمد شاہ پیشاور آیا ناصر خان مدتا میں متعین ہوا اسکی زبانی میں شاہ نواز خان ولد دربار خان نے بڑا درجہ بھی خان کو لاہور سے نکال کر دھو صوبہ لاہور و دمان میں منتقل تھا اور یہ جنگ خان شیطان حضرت شاہ بہادر کے بیچ کئی میں مستعد ہو کر لاکھ رقم نقد و زیر الیہ لاکھ قرادین خان صبار کے جہانے ہوا اور یہی خان صاحب لاہور و لاہور

دو نوئی زمین سے کیا و شاہ وزیر سے پاس کیا حواد و وزیر سے ساری بیکاری میں تا بقعد و گریہ کی گئی صلح یہی کہ احمد ابدالی سے
 موافق ہو شاہ نواز خان نے ابدالی کو تھر کی ایک آبادی اور وراثت ہماری دیلو علیہ الی جسکے خیال میں نہ امن تھا سجدہ گزار حوالہ
 نامہ محکم شمع کو اپنی سران بلا شکر تب کر کے روانہ کیا بعد ازاں آدینہ بیگ خان نے قمر الدین خان وزیر کو لکھا کہ مرشد زاد
 ہم خود دیوں کی بات نہیں سنتے اور احمد ابدالی سے خط خطوط کرتے ہیں اگر حضور سے اونکی تسلی ہو تو میں بھی مجال التماس میں حاضر
 نے چار ہزار بہتسلط خاص ایک خط لکھا کہ بہت سے خاندان میں ملک داری کو بھی نہیں پہنچ رہے ہیں اگر ایسا ارادہ نہ کرنا اسوس کہ ایک لکھ
 یہاں کی اطاعت کی ہے لازم ہی کہ مرد مذکور کو نکال کر تمام حدود ہندوستان کی فتح کو دیکھنا جو با کابل و کشمیر و شہر
 و مٹان میں تھا راجہ حواد و راجہ جانب کو اپنی امداد و اعانت میں مصروف بناو شاہ نواز خان کی خط کی پیروی بھی احمد ابدالی سے برکت
 اور آوینہ بیگ خان کو ازراہ ہرنو اسی کی نصیحتیں حضور کیا تا صرمان ابدالی کے حصار میں بند ہو اعتبار غلات و غیرہ سب
 خرچ ہو گئے تھا کو کلا چلو سوچنے لگا کبھی ہر اسے عرض کیا کہ حضور بہانہ سن کر کبھی میں ایک روز کے بعد بندہ بھی راہ لیا اس صوبہ میں
 کوئی آگیا پچھا کر لیا آخر ایسا ہی ہوا تا صرمان چند نفر کے ساتھ فراری حواد اور کیشی دو الیک و لڑکر جان بحق حواد صرمان
 ناموس ابدالی کے حاتمہ لگی مگر پاس خاندان کی عزت و حرمت کی آخ کو چھوڑ دیا تا صرمان لا حور چھوٹا شاہ نواز خان نے
 ملاقات کر کے استقامت کی واسطے اقرار کیا اسنے حاضری دار الخلافہ کا ارادہ کیا لکھ کر کے راہ لی شاہ نواز خان حضرت
 اور اس کے خاندان کو حوالہ لیکر جمع کارخانجات عمارت نمائندہ فیصل واسطے ملبوسات و بارو چھاننا و آباد خانہ موجود
 مع چار لکھ روپیہ نقد کے دیکر روانہ خدمت تا صرمان کیا۔ احمد ابدالی نے راجا سی محمد کو خط لکھا جواب میں صاف
 جواب حواد پر چہ ابدالی نے اخلاص کی لی مگر شاہ نواز خان اتفاق سے نہ باؤا شاہ صاحب برادر لا حور میں عبد اللہ کے حکم
 تھا فوج کشی حواد شاہ نواز خان نے خبر پاکر آدینہ بیگ خان اور راجہ کو اہل کو بھیج دیا وقت حال کیا صاحب نے لکھا مجھے کچھ
 جسے تعرض نہیں ہے لیکن حق محبت و حق کیلئے لاتا ہے چونکہ لاش شہر و نہر حکام شہر کے حقوق میری گردن پر ہیں اسقدر
 رکھتا ہوں کہ برہمنی خلق و خالق دونوں کے روبرو بڑے اور تمہاری ملو اور احمد ابدالی کی شمشیر سے براہین کسی
 لکھا کیا ہماری مالک کی بتو اور لکڑی کی ہے اسنے لکھا میں صاحب نے دونوں کی تیغ آزمینی کی ہے مگر ابدالی کا اقبال
 قابل عروج ہی آدینہ بیگ خان شاہ نواز خان سے ساری کیفیت بیان کی اور سحر سے منسوب کیا بہر صورت صلح خود
 اور تقریر مذکور حوالہ کیشی حواد کہ نظر بد کہیں نامیاد ابدالی لا حور کو عازم ہوا شاہ نواز خان بھی بڑی فوج و شہر سے بیرون
 شہر نکل کر موپہ آرا حواد ابدالی نے بھی قابل ہو چکا لشکر آرائی کی شاہ نواز خان نے کلب علیشاہ و رویش جفا سے
 پیغام دیا کہ بیان جنگ کیا جوتا ہے اسنے لکھا کہ آج کا دن تمہاراں ہے اگر آج نلڑو بہتر ہے کل تمہاری لکھ ہوگی
 شاہ نواز خان نے آدینہ بیگ خان اور راجہ کو اہل اپنے دیوان کو بھیجا کہ سران لشکر کو مانع ہوا کہ آج کوئی نلڑو
 اور اگر مخالف غلبہ کریں تو سنکر کے اندر سے مدافعہ کرنا یہ حکم دیکر حاضر جمع خیمہ کا میں سنا دیا کہ اسنے کا وقت چھوٹا

دستور خان پر بیجا تشاکر نامگان توپ کی آواز لگائی اور یہ یگانہ دیکھ کر بھی کھانہ فریخہ کیا تھا تھوڑی دیر میں دوسری آواز آئی
بعد میں قیاس معلوم ہوا کہ سوالیہ ابدالی نمودار ہوئی تھے دوسو فرتزلباش سرکار نے بیرون سیکر جا کر اخصیہ چکایا تھوڑی دیر میں
اول سے زبان سوار زنی نظر چرسے اخصیہ توپ کی شکل کی سبکایا بعد ایک لمحہ کے کسی سوار پر اسی بخشی سے آکر حملہ کیا
کہ کلک بھاری کر دیا نواز خان نے تیرہ سو کیریمٹ دریافت کیا خبر لاتے کہ نوٹیں فرتزلباشوں نے دوبارہ بھی اٹکا۔ غالباً
وہ دھڑار سوار اخصیہ دو اوصی فرتزلباش حکاری دوسو فرتزلباش قابض لائی فرتزلباش کا محافل خان سرکار نے سواران سرکار بھی
کے سے توپ بھرا دینی ابدالیوں کے سوار اور دیر انداز کے چچے آگے لشکر میں تیرہ بیابا سے شاہ نواز خان نے فرمایا ہم سوار
ہوئے نہیں ورنہ بیگ خان کو بخشی کی مدد پر سکھایا وہ آگے بٹے مگر قاتل سے دریا میں مصروف ہوا شاہ نواز خان نے فرمایا
کہ ایک کی تھوڑی چھپرہ پر استاد وھلو شاہ نواز خان نامی پر سوار ہو کر لوگوں کو تاکہ دیکھ کر تاکھا کہ شام ہو گئی ابدالی باقی فوج
کو واپس لے گئے لیکن شوب شکرم نمودار دین بیگ خان دز سوشن شہر کو پناہ کیا شاہ نواز خان نے نوٹ کو خیر میں لے کر ناپا اور قزاقانہا اور
بھوجا فوجی اٹھایا تھا اور سننے لگا کہ حبس شھر میں پیکر تنگ کیجئے اسے کہا کہ اس وقت خیمہ میں ہیں جس کے صحت تارک کیا گیا
اور سننے ایک خانہ جو میں شاہ نواز خان کا اخصیہ خیر سے پیشتر تیرا لوگوں کو فرتزلباشوں کو پناہ دینا تو انین حکومت نے غارتگری
شروع کی خیمہ شاہ نواز خان کی تنگ تھوڑا شاہ نواز خان حیران دروہ تھا زمین میں بیوی بچے بعض لوگ مصالہ کی منتواں بنے
کو بخشی حصار ہوا شاہ نواز خان نے فقیر کمال استغفار کیا اور سننے لگا کہ یہ وقت غلبہ تنگ کے بندہ سے مار مارا لاش ہوا
نے تنگ فرتزلباش کے پانی پر ملا اور کھلا کباب ملقات کی بھی صورت نہیں پناہ کی کسی ہاشمی اچھیندو فرتزلباشات بعض
خواجہ سرلوگوں کو اور اگر کسی راہ فرار لے اور تیر فخرت ابدالی کے عاقبت لگی صبح کو ابدالی داخل شھر ہوا اشھر کی فادیت گری زمین
کوئی دقیقہ اور غارت کھلا بلکہ اسے تفسر کے جب تھوڑا ابدالی سنے کی خبری ملک تنگ کے خبر پائی قاصد تیر شایمان آجا دھوا
لے لایا یہ فقی خان چند سالہ فوج فرتزلباش لاجو سے متوہر وعلی ہوا اگر شاہ نے یہ خبر پائی اپنے لڑکے احمد شاہ کو معتمد
فون شاہی اور تونجا نہ کے کھجڑی وزیر الممالک اعتماد والد و قمر الدین خانی اور ابو منصور خان مجا و صفدر جنگلہ لڑکے اور سنی
سوئی ولد راجہ جی سنگھ وغیرہ راہبائی جموہر لاجپور کے مامور کی پیچیدہ محرم بلا تاہجری کو مصفر جنگلہ ورنہ الفقار جنگلہ
اور شیر جنگلہ در زمین لاکھ غیرہ وزیر کے لڑکوں کو معتمد و گیارہ امر کے سمجھ و نچوئی فتح بیج عنایت کر کے رخصت کیا اور
نواگرمی دن چڑھی وزیر الممالک اعتماد والد و قمر الدین خان کو بادشاہ نے اپنے ساتھ فتح بیج سر پر باندھا
اور طرہ باد لے اپنے دستار سے نکالا لڑکوں کی دستار سے نکالا اور ابدالی کی لڑائی کو رخصت فرمایا اور ذوالفقار جنگلہ
سلوات خان کو بخشے گری معوم کی خدمت اور شایانہ کی اقامت بیج پر دعویٰ اور چوٹی درجہ کی بخشی گری سادات
لڑکے محمد اسحق خان کو معتمد خطاب نجم الدولہ کے عنایت ہوئی شاہ نواز خان معتمد فون ماکور سمندر سے گذر کر دریائے
ستلج کے کنارے حاجی وارثہ پہونچا اور بادشاہ ابدالی معتمد فون سرگرمی جو مسات جزار سوال سے زیادہ تھے نو دینا

موجودہ بالابلاد داخل ہندوستان اور سرحدیں راجہ لعل علی خان کو متعلقہ علاقوں کی لوٹ موٹی جسے ذرا سی و دم ہلائی اور اس کی جہان کی جہان کی اس خبر سے اور کو تو جب ہوئی اور مقابلہ ہوا لی کے پہلو چکر کو فوج والا تھی اپنے لشکر کے گرد و خندق بنایا وہاں بیچ رہیوں راجہ الاولاد سے ۲۸- ماہ مذکور تک آتش جنگ کے بدلہ گرم ہی کیسے تھیں مرہبان و توپ کے کارخانہ شاہزادہ کے لشکر سے پیچھے ہٹیں وہ ابدالی کے ماتھے لگیں اس سے یہ سہ ماہیہ پاکو بان و کو لہ کی آن بان دکھلانا شروع کی باوجود کثرت عظیم کے ہندوستانی محصور تھے ۲۲- ماہ مذکور کو اعتماد و دل و وقت چاشت کے غازیہ میں ادا کر کے مصطفیٰ پر تھا کہ ابدالی کی فوج ایک گولہ نے چھو چکا اور کلام تمام کیا راجہ الہی سز سنگ وغیرہ مجاہدین تیس ہزار گرفتار کر دیے کہ مرے سارے جہاں افسے صفدر جنگ و معین الملک لد و وزیر معہ شاہزادہ کے باوجود و درخند بزرگ کے پایہ اس ہے ۲۸- نتائج کو ابدالی نے ہندو وزیر پر یوش کی حسین الملک کے استقلال کر کے اکثر و لاوردان مخالف کی جان لی گئے بے شمار لوگن ذریعہ کے مارے گئے ویاے خون وان ہو گیا اور نابرا الصل کھد مات تنگت احمد شاہ کے رفقا کو بھی پہونچتے تھے نزدیک تھا کہ خون ہند کو شہر دم نصیب ہو صفدر جنگ نے اس داد سے تھوڑی فوج شاہزادی کی مرچہ پیسی اور خود معہ فوج خود میا تو پاچا اور پچھلا اور بان اور جزائر جنگی کو رو برو کر کے درمیان معین الملک و ابدالی کے حامل ہوا جنگ عظیم ہوئی اور ہر تو فوج ابدالی کے مدد جنگ معین الملک و مٹھا پٹی تھی ناگمان صفدر جنگ معہ فوج کران اور تو پیر ناہ آتش بار کے اگر اور اسی گڑ گری میں آتش خانہ ابدالی میں لگنے کے ہزاروں بان شہاب شاقب کے طور پر پوندہر ہوئے اکثر میر سی ابدالی کے خاک پر لوٹ گئے اور سارا انتقام شکست ہوا آخر کو یہ اور مٹھا پٹھا اور بادشاہ ہند کی فتح یابی ہوئی رات کو بعض غلام صفدر جنگ کے پانچ بھائی کو قتل کر گیا کابل و قندھار کی بھی تباہی محمد شاہ نے لکھنؤ کی خبر اور جانشاری وزیر اور درووات صفدر جنگ وغیرہ کے شکرشادمان ہوا اپنے معین حیات میں کہ آغاز بیماری تھا صوبہ واری لاہور و مٹان کی معین الملک کے نام بخشی اور صفدر جنگ معہ شاہزادہ اور دیگر امرا کے منصوبین طلب کیا شاہزادہ نے معین الملک کو اپنے باپ کی طرف سے مٹھت اور اسناد و مرسلہ دیکھ کر لاہور کو مرض کیا اور خود معہ صفدر جنگ کے شاہزہمان آباد کو عازم ہوا چونکہ مرض محمد شاہ کا دمدم زیادہ ہوتا اور آٹا رمن کا زیادہ ہوتے تھے تو آتش ازہ اور صفدر جنگ کے طلب میں شفقہ صاف رہتا اور یہ لوگ متعین روانہ ہوئے کہ ناگامی متصل پانی پت کے فخر ملت محمد شاہ کی گوش گزار ہوئی محمد شاہ نے ۲۷- راجہ شروع لالہ امیری میں انتقال فرمایا لیکن جاوید خان اور اسحق خان وغیرہ ارکان سلطنت اور ملکہ زمانے کے سرخیز مرزا مفتی سکھ اور عمدہ الملک بھقتا سے حدیث شریف لکھتے ہیں ان دنوں سے محروم رہا بعد تقدیم مراتب لغزیت کے جو کہ شاہزادہ نے لکھنؤ کی محاصرت جنگ نے واسطے شاہزادہ کے پیر آراستہ کر کے ساعت سعید پر زینت افروز فرقی منہر دانی کیا اور میا کیا و دیگر واصل و الحاد قہلو اور محمد شاہ غزہ سجاد الاول اور سرحد شہزادہ کو باغی شالامار دلی میں تخت نشین ہندوستان ہوا اور لاش محمد شاہ کی باقی اور میر سی امرا کے ساتھ شاہ نظام الدین کے مزار میں منتقل تھے

والدہ کے آراستہ کیا کیونکہ ایسے قبر کے سپاہیوں اور سے نہیں جیات طے خبر فرما سکا کہ کسی بھی — اور شہنشاہ قیصر جمادی الاول کے
 باغ شاد باسی سواری قتل عثمان پر درگشتہ ہو گئی دن چڑھی داخل قلعہ ہوا اور بادشاہوں کی سیڑیوں پر جمع ہو کر سید باغ
 پہونچ کر اپنی نام کا خطبہ سنایا اور درجہ جمع سوم جمادی الاول کو میر تقی خان اور وزیر شہنشاہ ۱۶۰۰ ماہ مذکور کو فرید خان مرگئے انکی
 بندوبست کرنا تو کچھ ہوا تو شہنشاہ نے اور کشتہ ہونے بعدیت جنگ کے جو نواح غازی پور میں گوشہ زد ہوا واسطے استخبار کے
 بنارس چھوٹا وہاں سے والد کی خدمت کو عازم ہوا اور قصبہ بریلی میں ہوا اسکا دار الحکومت تھا اور وہ خان فیروز جنگ غفلت
 چھوٹا ہوا مگر جمع ہر گناہ کو روہ و براون شاہجہان پور وغیرہ کی طرف سے تھا چھوٹا گنا گناہان مان بھی جیسا کہ وہ پیش ہوا اور
 اوس سے ہی رسانی ملی جسکا بیان آئندہ معلوم ہو گا۔

بساکن علی محمد خان قریب کا ستر سزاور بریلی پہونچا اور سپاہ والد کو نکال کر بریلی اور بریلی سے باغیٹ ہو کر نکلا

والد مذکور قریب کا لکھ پکچرین سپاہ غنایات صفدر جنگ کے مالک سکندر تھا کہ بندہ مرخص ہو کر بزرگ خان اور والدہ قلعہ
 اور خان وغیرہ سے مستفیض ملازمت ہوا اور اپنے خالو کی لڑکی سے تختہ ہوا اور مصطفیٰ خان کے سنگین رفیق رہا بعد ازاں
 سال کے والد کی صحبت صفدر جنگ سے ناپاکی ہوئی مستفیض ہو کر شاہ بادشاہ عفو نے صفدر جنگ و وعدہ الملک کی
 غیبت سے نول مراد آباد رہنہل اور بریلی وغیرہ علی محمد روہیہ سے قتل کر لیا تھا اور اعتماد الدولہ کے جو الیک اور ملک
 جسکے باگیاں تھیں تھا اسکے حوالہ ہوا املاات بریلی وغیرہ جو آصف جاو کی باگیاں تھیں باغیٹ بدلت سے خالہ خواہ جنگ
 میں پور آصفیہ کے والد کا بندہ دست یسان ہوا تھا اور نسبت موجودگی ہزار بارہا فتح لکنا بندہ دست کیسے قتل ہوا تھا
 فیروز جنگ نے بندہ کے والد کو بھیجا والد نے وہاں پہونچ کر دیکھا کہ انتظام میں ساعی رہا اور اکثر ناغہ مانہ سرور خان شہ
 بریلی اور سنگل خان مالک تلہ اور جوہر محلہ کے جو لڑکے تھے عبدالقادر گیلانی میں پیرا وہ ناغہ تھا طے جو سے اس وقت میں
 قطب الدین محمد خان مبارک پور اور راجہ فرید الدین خان نے جو اولاد تھی والد نے ان کا قتل کر دیا تھا طے جو سے اس وقت میں
 کر کے والد سے درپے منازعت ہوا الا تیرا نہ اور رفتار کام سے والد نے غیبت فرمانی کیہ سوا انہو اتنبہ کا قاصد ہوا
 رفقای ہدیہ قطب الدین محمد خان مبارک پور کے خاں کی خفی سے اپنی راہ پکڑی بن پرنے رفیق میں ترس نفر نہ راہ قلعہ میں چھوٹ کر
 سے والد نے محصور کیا پورش کی گناہ تلاش کی قلعہ کے گرد گھومنے لگا قطب الدین محمد خان مبارک پور قتل کر دیا
 نے شمل تھا کہیں اسکا نشانہ نہ تھا نہیں ہوا اسکی گولی کیا تھی پیغام قضا تھا کہ پورق قشت الد کے اسکی بندہ وقیہ
 ہوا کہی مگر تقدیر نے نشانہ نہ تھا کیا کہیں عمار کی کہیں اور ہوا وہر ہو گئی نہایت تنہا لکنا بندہ وقیہ میں پرنک دی والد نے
 دوبارہ پیغام بھیجا تھا قطب الدین محمد خان مبارک پور قتل کر دیا تھا قلعہ میں پیرا وہ ناغہ تھا طے جو سے اس وقت میں
 شیر دل تھے شریک تھے پیر احمد روہیہ وغیرہ رؤسا معہ عمو سعید علی خان ہمدان ہمدان والد نے قلعہ جان آبرو کو ضابطہ

مستحق لاد کے خاص بھوتے جب تک کہ اس کے ہاں کوئی اور شخص نہ ہو اس کے والد نے اس بھوتے کو اپنے صاحب کے پاس لے آئے۔
 ملاقی ہوئے۔ مناسب سمجھا۔ عذر کیا کہ میرے مہمان کو غارتہ بردار میں بہتر اتر کر بیٹھنے کی ملاقات ہوگی جب یہ خبر قطب الدین کو پہنچی
 پہونچی گمان غریب کیا باوجودی کہ درجنی رہتھ سے زیادہ تنگ و تنگ پرچم بیگد میں کہ میرے اور وغیرہ کا خفا موجود ہے اندو
 ہو کر کہا کہ تم لوگ ایش مردان کہتے ہو یا سو ہی ہر زمانہ میں منہ کو وعدہ کیا تھا عمومی مذکور اور نیز دیگر حاضران نے عذر کیا
 تھیں میں یہاں سے افسرہ اور خوشامی طعم نہایت پر تکلف والد کے مہمان سے آئے اور خانہ کو کا صفر مسکن ہو اب
 طعم سے سفر فرما ہوا اشتیاق ہونے لگا اور والد نے براہ کھٹک دیا یہ سب کے دل کی کدورت دو کی اب وہ اندیشہ فشا
 اسکے سینہ سے دور ہوا اور دوسری سوز ملاقات کی تھی میری خانہ کو رسم اپنے رفقا اور عمومی بنوہ اور پھر احمد وغیرہ
 روسا را خانہ سے کفر شریف لایا والد نے کمال تواضع کر کے اپنے مسند پر برابر بیٹھایا اور رفقا ہی ہم اسی کے ساتھ سے
 حسب الشمار خالص صاحب کے مسلوک ہوا خانہ کو رسم اپنا دھیمہ ملی نامہ کیا اور کہا کہ ہر وقت جہاں سے آئے گئے
 مخالفت ملاقات اور رفقا ہی میری اشتیاق تھمک سے دلیل ہے آپ کی تحقیق میں جہاں سے میرے دل کی
 گرہ کھل گئی والد نے تبسم کیا اور زیادہ تر شفقت میں ذوق فرما تی خانہ کو رسم شرم و غلامہ خانہ مال کر کے اخلاق میں لایا
 پس لکھ رو سیلیہ کا والد سے رزم آوہ ہوا اور قطب الدین محمد خان کی دلیری میں پھر احمد کا شکست کھانا
 پیر احمد کو قطب الدین محمد خان کے قد و مترت کا رشک ہوا اول ہی باعتبار مذہب کے نہایت کین تھا قطب الدین
 محمد خان اور شیخ معمر الدین خان ہوا بفعل لکھنؤ میں موجود میں غریب تیش میں سے بسبب فقر والد کے کمرج
 معاملات ہوا اس سبب سے پیر زوہ مذکور نے ترک ناقت والد اور فتنہ و فساد کا ارادہ کیا خانہ و اطراف رعایا و لشکر اس کے
 پاس جمع ہوا والد لاپرواہی کے ساتھ قطب الدین محمد خان پر ایسی لشکر ہوا ہر وقت مقابلہ کے پیر احمد نے میرے فوج کو
 حصہ کیے ایک قطب الدین محمد خان کے مقابل ہوا اور ایک حصہ اپنے ہمراہ لکھنؤ میں تھان کے خرابوں کے تباہ میں لکھنؤ
 لکھنؤ میں تباہ ہوا فوج کی کیتھی دہلی کی گشتیں کی اگر کوئی قطب الدین محمد خان نے مع میرا بیوں کے پیادہ ہو کر
 خدو و شبہاں باطلہ و ادواجہ فردی شیعہ لگا شمشیر کے جواب میں ہندو و بھارتی تھانے میں کہ اس نے ایک کے کش تھیں
 منہ و چھڑا اتی سے کہ دوسرے ہوا کہ کچھ سلسلے پہونچا کہ کچھ اور اس ہوا دے سابق کاٹا نہ چہوڑ کر اسکی نشانہ بنایا
 اس طرح خونخواری کے صفوں مخالف ہر گمزدہ کردی ہو کہ خان مذکور اس ننگے تان میں کسی قدر والد سے دور ہو گیا تھا
 پیر زوہ نے والد کی تمنائی پاکر حملہ آور کی اگر میرا میدان والد نہاں نکلے والد فوج شجاعت سے عاقبتی سے کو دنا چا
 قطب الدین خان کے لوہے کے جوہر والد سو اتھارو کا کہ جب تک ہم زندہ ہیں آپ کو تکلیف ضرور نہیں اسکے رفقا اور
 میرا بیوں والد کے بھتی سے تیرا شجاعت رانی کا کل و کلا کی سیدہ مخالفت کے اندر پھرت ہوئے مگر وہ پیر زوہ
 او سطر پیر احمد کے دل بندہ عار حاتمنا کا قطب الدین محمد خان نے خبر پاکر آخر میں تو میری ہلاک پیر زوہ نے راہ فرما

حکیم سوم

[illegible]

صفر جنگ کو وزارت ملنا :

جا نشمن چو

امیر شاہ کو بعد ملبوس و دخول قلعہ کی تجویز وزارت کے صدر جنگ کو کی لیکن آصف جاہ کا ایشیہ لکھا ہوا تھا نا آگاہ
بادشاہ نے دکن کو مخطوط بھیجے اور صدر جنگ نے غرضت پیہری کر بیجا اور صدر جنگ کو لکھا کہ جو بہت سمجھو
بقیہ کرو مگر یہ بھی تاجیات آصفیہ کے بہت نہ بند ہی تاکہ اس کی رحلت کی خبر واقعہ ہر جہاں علی الاخر سنو

مقام برہانپور کے واسطے ہوئی کہ اسکی لاش دولت آباد کے قریب شاہ برہان لدین گریب کے مقبرہ میں دفن ہوئی
 اسوقت صفدر جنگ فی فی اقامت کو خلعت و وزارت سے زین دیا اور خطاب مجدد الملک مدارالہمام وزیر الملک
 برہان الملک ابو المنصور خان بجا و صفدر جنگ پیہ سالار کا عطا ہوا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد احوال
 عمدۃ الملک اور اعتماد الدواد اور محمد شاہ اور آصف جاہ کا جو کہ قریب باہمی سے رہ و عدم ہوئی لکھا جاوے بعد ازاں
 سوانح ایام احمد شاہ اور وزارت صفدر جنگ کے تحریر ہونے لگا الیہ التوفیق بارہ تعالیٰ -

عمدۃ الملک امیر خان بجا و برہان عمدۃ الملک امیر خان بجا و جواد الملک کا ذکر

آج کل اصل اسکی سادات سیننی نوعیت الہی سے ہی بعد ازاں سلسلہ تہذیب میرانیان سے تصدیب کسی اپنے جنگ کے منسوب ہوا
 میر میرانیان کو کے ایسے مشہور ہونے کہ حاجت تحریر نہیں جہاں گریب الکر کے عمد میں اسکا دادا صاحب القیام میر میرانیان
 تصدیب کسی حرم کے یا سبط طور پیہ بلارضا مندی شاہ عباس فرمان سعادی ایہ ان کے بہن وستان آیا اور جہاں گریب
 حضور میں صاحب القیام ہوا الاسنے دواؤ کون کی مہارت میں فخر ارم تھا تا آنکہ جہاں گریب بادشاہ نے نانا عالم کو بطور سفارت
 شاہ عباس کے پاس بھیجا اور اسکے فرزندوں کی اسد حاکم الغرضوں کے منہ میں پہنچا اور اسکا جواد خلیل اللہ خان
 خطاب پاکو بیہ عالی کو سپو نچا الغرض جہاں گریب کے عمدی آتشک ارشاد الدین دولت وادارت پہلی آئی ہے اسکا چچا
 روح اللہ خان عمد اور جنگ زین کا فشتی جو قریب ماوراسکا باب عمدۃ الملک امیر خان صوبدار کابل اور اسکی اعتماد سے
 المکیہ صدقات ایرانی سے محفوظ رہا اور یہی اپنے عمد میں بہ نظیر تشابعت و سماد و فہم و فراست دادا و
 نقایں میوے بے مثل متاع علمی و غلام اور مشایخ اور سپاہی اور گوی اور شاعر جنہوں نے ایک مرتبہ ہی صحبت حاصل کی
 نس خوشیاں یاد کر کہ ناز ناز روئے شہر ہندی و فارسی خوب کتا عقاب لہ سنہی و نکتہ گوئی میں اپنا مثل نہ کرتا تھا
 سن بیان میں جگر برہان کرتا تھا۔

وزیر الملک اعتماد الدواد و امیران خان بجا و نصرت جنگ

اسکا پاپ کہ اس میں تان اعتماد الدواد و امیران خان بجا و نصرت جنگ کے عمد میں دوران سے وار و منہ ہوا احمد امیر شہنشاہ
 بجزاری پر پو نچا فرخ میر کے زمانے میں قیام الملک کی رعایت سے صفت ہزاری ہوا اور بعد قریب و درفا کہ امیر الملک
 انجمنی محمد شاہ میں وزیر اور بعد چند روز کے اسپر عالم دار و گریہ ہوا و نصر الدین خان جن جنات پدین بخشی سوم اور
 علی خان تھا و بعد استغفار آصفیہ کے وزارت پر پہنچا اگرچہ غفلت شعار اور عیش مست شراب جہاں تھا لیکن شہنشاہ
 کہ آزار و رعایا شایعان باکو شکر گزرتی و رلیاقت خدات کہ ہی چند ان تہی ایک مہینہ چند روز قبل محمد شاہ کے
 جنگ اہالی میں فوت ہوا۔

محمد شاہ بادشاہ بن جہان شاہ بہ اختر بن جہاں شاہ بن ورنک زین الملک

فلطانت و ہوشیاری سے خالی تھا تاہم بغلات بادشاہوں کے رکھتا تھا اور امراسی مقتدر کے حاکم میں ہرگز چوکنہ نہ تھی۔
 کم تھی مغلوبہ لوگ ان تھا و فرخ سیر کی ضایع کی ہوئی سلطنت کو اصل طور کا چونکہ جو ان عیش تھا اوقات کو موجب میں
 رہتا تھا سلطنت اور زیادہ مست ہوئی گئی بعد سلطنت ناور شاہ اور اسکی احانت کے زیادہ تر عیش کی طرقت نسل
 جواب جہانی کی وجہ انکی شکستہ خاطر می کے گمیر لیا آرمہ من فقر کی ہم نشینی بجائی سخنان معقول خوب سمجھو گا
 اسکے عہد میں خلق نے اندر اسایش میں نہی سہ بادشاہ کو یا تا تم تسلط میں با بر یہ ہے کیوں کہ بعد اسکے نقطہ نام
 کی بادشاہی ملتی۔

آصف بہاد نظام الملک بن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ

اسکا نام قمر الدین شیخ شہاب الدین سحر دوی کے اولاد میں ہے اسکا نانا سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا اور
 بہاد اور اسکا عابد نان مشائخ سحر قدین سے ہے عابد نان شایریمان کے عہد میں ہند میں اگر شاہ ہزارہ اور نگنہ ب کا لادم
 ہوا اور بعد شہزادی اور نگنہ ب تہر سب منصب پیرازی پر پہنچا اور دوبار صدارت پر کامیاب ہوا ۱۶۴۲ء - ۱۶۴۳ء
 ۱۶۴۳ء کے ہجری کو محاصرہ کو لکھنؤ میں خرم گولہ توپ جان بحق تسلیم ہوا اور اسکا لڑکا شہاب الدین نام بند سب منصب
 محبت سہرازی پر پہنچا غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اغلب لو قات بادشاہ عالمگیر کا سپہ سالار رہی
 اور بیجا پور کی فتح میں القاب و خطاب پر فخر فرما و اسے بند کے الفاظ اضا ذہو اور بہادر شاہی میں صوبہ دار کرات پور
 ۱۶۴۳ء میں فوت ہوا اور آصف بہاد اور نگنہ ب کے عہد میں معین قلعہ خان بہادر کا خطاب پر پہنچا ۱۶۴۳ء میں منصب کے
 اور آخر عہد شاہ مذکور میں صوبہ دار بیجا پور ہوا اور بہادر شاہی میں خطاب خاند رانی اور صوبہ دار سیوہ عطا ہوئی
 اور بعد چند سے بنا بر اقتدار آصف الد و لہ اسد خان بہادر اور ذوالفقار خان امیر اور اسپہ سالار کے ترک منصب
 کر کے لباس فقر پہنا اور جہاندار شاہ معز الدین کے زمانہ میں بہر اصل منصب و خطابے مانہ ماضی پر فخر فرما ہوا اور اول
 سال ملبوس فرخ سیر میں خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ اور منصب محبت ہزارہی اور صوبہ دار چکن کی پائی
 چون کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے ایالت کل دکن کی حاصل کی اور نظام الملک شاہجہان بادشاہ سے مراد آباد کی
 فوج داری پر گیا اور اسی سلطنت میں رفیع الدرباب قلعہ الملک کی مہربانی سے صوبہ دار مالوہ ہوا اور ۱۶۴۳ء
 محمد شاہی میں اگر صوبہ دکن پر تسلط پایا اور آخر کار کل صوبہ جات دکن پر قابض ہوا اور بعد مرے محمد امین خان کے
 وزارت کو سپہنچا آخر کو امراسے حضور کی تاسازی اور فوج بادشاہی کے اعون سے وزارت چھوڑ کر صوبہ دار
 دکن پر قتل ہوا اور بعد مصمم الدولہ کے امیر الامرا کی لائی اور سبب بغاوت اپنے بیٹے کے جنگ کے امیر الامرا
 کی نیابت خان فیروز جنگ کو دیکھ دکن گیا اور تیس برس کے قریب صوبہ دکن کی حکمرانی کرنا لگا مگر یہ سکھ
 حرم و دیوبی محبت تھی مگر صفات عمدہ اور اخلاق پسندیدہ بھی اگر تھے عیدہ فقر اور عیسا اور شاہیہ اور ارادہ

عطا ہوئی اور ان شہنشاہان و شہنشاہان کو دوسری علیخان نے رحلت کی اور دوسری مہینہ میں بیت خان بھی تہا
اور علی محمد بنان رسول کو رعبہ سو پچھتہ لپٹے ملک قدیم کے پچھتہ سکاوت ہوا گھر رہا۔ ہر ایک برابریوں مرزا آباد
وغیرہ میں اور والد کے شاہجہان آبادی کے ہر غرض سرخان فوت ہوا اور صفیر جنگ فی ہدف خدائش
والد کے ابھار میں اپنے دیوان کے لڑکے کو سیکر طلب فرمایا نہ بہی باتفاق والد جاگہ شرف یاب سنوئی
اور پیر ہوا بعد چند روز کے حکومت پاتی پت اور رسوں پتہ وغیرہ ترقی و حال خالصہ کی والد کو ملی وزیر نصب
پیشوا رہی اور نویت معہ خطاب سندھ کی اور بالکی جہاد وار پادشاہ سے دلائی اور حضرت کیا جہاد کچھم الدار و
محمد اسمعیل خان بہادر دیوان خالصہ محمد شاہ کے زمانے سے تہ والد کو اس سے بھی توسل ہوا والد فرما نظر
براقی و قطب الدین محمد خان بہادر کے فوجی ایسی ہزار اور جہاد وغیرہ کی خان ملک کو لکھنؤ تہیز کر کے اور ملک طلب
نہانہ کر چکا تو ہم رسول سے ولیم تھا اور اس کے پاپ داوے ہمیشہ فوجی ار مراد آباد رہے ہیں اور مراد آباد
اسکا گویا وطن ہو گیا تھا ہمیشہ رسول اور افغان کے استیصال میں مصروف رہا اور فوجی و خان کی اس کے ہاتھ میں
رہی علی محمد خان کے عہد میں بنابر اور سکی حمایت کے جو وزیر محمد الدین خان لڑا تھا میسر نہ آیا اندون میں کچھ علی محمد
میدانیت و حریفانہ اور لشکر کشی ابدالی کے اپنے ملک قدیم کے استیصال میں آ کر مقتدر ہوا اور تہیز و تہ
میں ہر غرض سرخان نے مار ڈالا اور اس کے اتباع ماندر حافظ رحمت اور دوندے خان وغیرہ کے
کوہ ایدہ اس کے سردار تھے یعنی علی محمد خان کے کسی لڑکی کے سسر سے لینے داماد کو نام کے بھائی سے سماں
دیکھ کر ہاتھ قسم کر کے بابا بیٹھے اور دامادوں کو بقدر معاش و دیدارستان مذکور سننے چاہا کہ اندون میں
انتظام الدواغیا خانان ولد محمد الدین خان سو سندھ فوجی مراد آباد کی لیکر افغانہ سو گرام جگہ تہ لڑا والد مرحوم سے
عذر خواہ ہو کر شاہجہان آباد میں مقیم ہوا۔

قطب الدین محمد خان کا افغانہ مراد آباد سے لڑنا اور نام جو ان مرحوم صفحہ نو گامین کا چھوڑنا

قطب الدین محمد خان کی حسب درخواست بنظر اسکے کہ اسکا بھی تہ لڑنا خوب تمام مراد آباد کی فوجی کی سند
انتظام الدواغیا نے عطا فرمائی لیکن سبب بغل کے کچھ بھی سبب اور نقدی معاون نہواں بنا و تفرض و دام سے سبب
ہم پور پکار کا صدر تہیز مراد آباد ہوا چونکہ اسکی بہت اور شجاعت و ہر چند میں روشن تہی نہی تہیز تہیز سے جوق چوق
سپاہی پیشہ حاضر ہو گئے اور فوج میں کثرت ہوئی و ہر مزدور و تہیز سوریشی قدیم کے ہمراہ جنگی کارروا
اکثر دیکھ چکا تھا عازم جنگ مخالف جو پچاس ہزار سے کم نہی ہوا اور سبب لغین کے پاس بان
سبوق توپ رسکے جو لڑائی کا سامان ہوتا ہے سبب جو دنا جب افغانہ کو اسکی عزیمت کی

خبر ملی ہر طرف سے اکٹھی ہو کر کسی مقام پر مراد آباد کے متصل مقیم ہوئے۔ مخالفین روزِ غمخت ہو کر وہ ملک فائدہ کو رہے تو ایسا نہ مسلحانہ سخت خط کتابت کی آمد رفت ہوئی تھی کہ جس طرح سرِ حیل کو باہم تقسیم کر کے راضی و خوشنود ہیں اب بھی خط و خبر کر کے قانع ہوں مگر مراد آباد کی منازعت عبت ہے لیکن یہ عالیٰ ہمت راضی ہونا چاہا۔ مخالفین بھی تیار ہو کر یہاں سے قطب الدین محمد خان بہادر نے مجھ کو مقابلہ باوجود قاتل ہراسی کے پیادہ یا ہوا کر بزرگیہ بند و دیو ہوانہ اور ناما شروع کیا دو تین کو اس افافخہ کو بگایا اس نے دو کشت میں کشتی کی پشتی ہوئی لیکن مخالفین نے اپنی کثرت اور ادھر کی قلت پر خیال کر کے پیداری کی جان قابو پایا تیرہ و تھک و بان و بند و دیو و تھک و خان ستر شاہ کچر اسی عدم کرتے تھے تا آنکہ اس جو انہر کے ہمراہ بیٹس تینس آدمی مجروح رہ گیا اور انصاف بھی زخمی تھے کہ چھاتی پر گولی لگی اور طائر روح قفص غصری سویرہ واز کر گیا جملہ رفقا سے قریب ایک سو نفر کے لاشیں کے گرد خون میں تر جان بجان آفرین تسلیم ہو کر دوس بارہ آدمی مجروح فی بعد مدد و اسحت پائی

لڑانا صفدر جنگ کا قائم خان قائم جنگ بنگلہ علی محمد خان روہیلہ کی اولاد سے

وزیر الممالک صفدر جنگ افافخہ کا جو مچا اور اسکے صوبہ کو جوار میں تباہین پسند کرتا تھا اور آخر محمد شاہ میں جیسا کہ تحریر ہوا وہیہ سستی مل ہوا مگر قمر الدین خان وزیر کے نفاق سے حصول مدعا نہوا تھا اب کہ خود وزیر ہوا اور علی محمد خان بھی مر قائم خان قائم جنگ بنگلہ کو اشارہ کیا کہ علی محمد خان کی اولاد سے ملک روہیلہ جین کی اس نظر سے کہ جدہ ہر شکست ہوگا بہتری ہوگی قائم خان کو علی محمد خان کی اولاد سے ملک و مال کا لالچ ہوا پس کر ان کو قلعہ بداون میں محصور کیا اور جس و حرکت تک اونٹنی مصلح کر دی سعد اللہ خان پسر کلان روہیلہ متوفی درجہ حافظ رحمت روہیلہ کا داماد تھا اور بچا پیر تخت آرا سے حکومت تھا مصلح اتباع و رفقا کے حد سے زیادہ عجز و زاری کی جب چکے سود مند نہوا ناچار مرنے پر تیار ہو کر دسم ماہ ذی الحجہ ۱۱۷۱ ہجری کو میدان میں آیا اور ایک فوج دریا سے خشک کی کہو ہوں میں پوشیدہ کی اور باقی فوج سے قائم خان کو روہر دیا جب لڑائی ہونے لگی ناچاری اور غبار سے سی پتہ دکھلائی اور لڑتے ہوئے آہستہ آہستہ مخالفین کو کمین گاہ کی طرف لایا قائم خان نے مسودہ واران سپاہی خوشنودین مگر چھپا کیے ہوئے آگاہ چھپا سوچ چلا آتا تھا وہاں ہو چکا جان کی سہ دار روہیلہ بان اور تھک کے گمات میں تھے مجرود اسکے پہونچ کر کے کینگا سے نکل قائم خان کو زہر شیکہ بند و دیو کیا اول شلک میں قائم خان مسودہ واران ہراسی عدم کو جلد یا اور بہت سو ہراسی وفا اشارہ اس راہ میں بھی ساتھ کیا فتح و غفر نصیب سعد اللہ خان ہوئی +

سانچہ ۶۲ محمد علی

دوسرے دن ۱۱۷۱ ہجری کو زہر ہوا اور شب چار شہنشاہ بہت غم ذی الحجہ کو مرزا محسن برادر گلان

صفر جنگ وزیر لعلارضہ پہنچے فوت ہوا اور آخر ماہ رمضان میں علی امجد خان کو باگی تھاکر دار عطا ہوئی اور دوشنبہ چار دسمہا مذکور کو بعد نماز جمعہ جب کہ تسبیح خاک شفا کی ہاتھ میں دعا اور نہ طاقت میں مصروف تھا کہ جان بحق ہوا اور اس سال میں احمد شاہ ابدالی آیا اور لاہور تک آکر صلاخہ ہو گیا پوچھنا کہ جب معین الملک وزیر الملک قمر الدین خان حسین حمایت محمد شاہی لاہور اور ملتان کو صوبہ دار تھا اب بکھاری خان مخالفیہ رسم جنگ بہادر و لدر و دشمن الدولہ کو اپنا مدار الملک بنایا چونکہ ہنوز سبھی کچھ لاہور میں نہ تھا اور نیز سامان حرب بھی نہ تھا ان گمان شاہ ابدالی لاہور پر لشکر لایا اور معین الملک جنگ آور ہوا چونکہ وہ نوچندان استعداد نہ رکھتے تھے معین الملک نے بمقتضای وقت صلاح کی تحریک کی ابدالی نے بھی غنیمت جاننا بدستور نادر شاہ کے زچہ چار محال تجاہد کامل یعنی سیالکوٹ اور اورنگ آباد اور گجرات اور سپر سرور کا پیشکش نہیں کر کے مقرر کر کے عطف خان ہوا۔

نہضت کرنا صفر جنگ وزیر کا بار اڑھ انتزع ملک قائم خان

وزیر الملک نے قائم خان کی قتل کی خبر پا کر ارادہ کیا کہ اس کے خاندان کے ملک و مال کو قبضہ میں لائی لہذا احمد شاہ بادشاہ کو ہمراہ لیکر روزِ پنجشنبہ سلطنتی الحو سنہ مذکور داخل پشیمین ہو چند روز زمین کو لے لیا پھر صفر جنگ نے بادشاہ کو قصبہ کول میں ٹھہرا کر خود دریائے گنجن میں جو فرخ آباد سے تیس کو س پر سے گئی قائم خان کے والد محمد جان خضر جنگ کی بی بی نے بغیر اطاعت چارہ نہ دیکھا وزیر کی ملازمت کو آئی اور تباہ لاکھ روپیہ نقد و جنس پر معاملہ فیصل ہوا اور اسد اللہ خان سے بھی فیانیہ اور توپخانہ وغیرہ ملکیت قائم خان کا مال جو لوٹ لیکھا تھا تقاضا جاری کیا اور کس قدر اوپر بھی عائد ہوا۔

وقایع سال ۱۱۰۰ ہجری

بعد فیصلہ احمد شاہ دہلی آیا اور وزیر شنبہ ۱۸ - ماہ مذکور کو داخل دہلی تھا نہ ہوا اور روز دوشنبہ دوازم ربيع الثانی کو نوروز ہوا وزیر ناہرہ تفصیل زر موعود کے وہیں پر مقیم رہا تھا ملک مقبوضہ غنما اپنے قبضہ میں لایا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو بعد فرخ سیر سے افغانہ کو تعلق تھے قائم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے بعدہ راجہ نول رائے کو اپنا نائب اوس صوبہ پر مقرر کر کے خود حضور میں آیا۔

مجلس احوال نول رائے

راجہ نول رائے قوم کاہرت سے تھے سب سے پہلے اس کے دربار میں وزیر کا ملازم وزیر کا خاصا ہے نیکنوختی سے نائب صدر صدر اور وزیر کے ساری رعایا سے اس کا مرتبہ افزون ہوا راجہ نول رائے

جا بجا اپنے اعمال مقرر کیے اور بلکہ فتوح جاگیر وزیر میں اپنا قیام تجویز کیا فتح آبادیاں سے پیش
 کوں ہو اکثر قلعہ خان کے بہانے خود دوسری ماں سے فتح آباد میں سوچا کہ قید ہو کر راجہ و صوف
 نے ایسی زیادتیاں کیں کہ بحر بقسا بدین والدہ قائم خان نے احمد خان کو جو اسکا علاقائی بائی اور
 وزیر کا رفیق تھا یہ پیغام بھیجا کہ اگر مے افغانی اور باپ کا نام برباد ہوا اگر کچھ عزت ہو تو مقہر نو اسطرح
 اطراف و جواب کے افغانہ کو استعمال طعن کو کلمات کھلائیے جو وہ لوگ اس فکر میں ہو سہ کہ راجہ کی
 اہم ہتھکنڈا ہستی کرین نول را سے نے اس ماجرا کو وزیر کو اطلاع دی خود فتوح سے ٹھکر لگا کر آیا ہوا
 اور گرد شکر کے سنکر باندہ کو ترسد درود افواج وزیر جو ملک پر مقہر ہوئی تھی ہوا و جمہ و دزد ہمشبان کو نزل ملک
 مقہر جنگ باہر بادشاہ سے رخصت ہو کر مہر ملو پیہ چنانے اور کر داخل باغ ہوا اور درشت بخت ہضم
 ماہ مذکور کو نصیر الدین حیدر خان اپنے بھرت کو مع محمد علی خان رسالہ دار وغیرہ سرداران و راجہ کے ملک پر
 روانہ کیا دوسرے روز کیشنبہ است ہشتم ماہ مذکور کو اسمعیل بیگ خان مع و ف چلیہ جو وزیر کا معتمد چلیا تھا
 مع راجہ دیو دت فوجدار کوئل کے مخلص ہو کر راجہ کے مدد کو روانہ ہو کر چہ کو اس آگے چلا آیا اور احمد خان کو مذکورہ
 افغان کے مقابل راجہ معروض جاہو نچا راجہ کے غفلت دیکھ کر بالی ہرادران کا پیغام دیتا رہا تاکہ وہم مضان
 کو قبل ورود فوج ملک کے ایک طرف سنکر کے جاہو نچا اور افغانہ پیادہ لشکر کے پشت سے جان تو پچانہ نقصا
 دے گا یہ ہو داخل سنکر ہو کر نول را سے و فوج کو حکم دیا تاکہ وہ انہوں پیادہ پاہراست موجال کرین افغانہ
 سے عقب سے آکر خیر راجہ پر چوم کیا اور راجہ کا کام نہام کیا خطا انھوں شوہرا بچہ بچہ دختر حاجی احمد برادر متا
 جنگ نے جسکا ذکر سوا سخات صابت جنگی میں ہو گیا ہے ہرات و کملائی راجہ کے مدد پر ہو چا مگرموت سے نہ بچا
 خود بھی جان نثار ہوا اسطرح اکثر فریب و نجیب رفتار راجہ کے جو اکثر رہنے والد مقبات اودہ اور بلگرام وغیرہ
 کے تھر راہی عدم ہوے اور تمام تو پچانہ وغیرہ لوٹ گیا یہ خبر وزیر نے سنکر تشویش کی اسی سال میں -
 ناصر جنگ خلف نظام الملک آصف جاہ حسب طلب احمد شاہ کے دربار میں زبدا تک معہ ستر ہزار سوار جرار کے
 پہونچا تھا کہ اسی ضمن میں شقہ خاص متفنن مانعت مادی ہوا اور اسکا خواہر زادہ مظفر جنگ دکن میں مصروف
 ہوا تھا لہذا واپس اپنے مرکز دولت کو چلا گیا +

نصرت کرنا وزیر صفد جنگ کا معہ فوج یا دشاہی و افغانہ شکست پانامہ دیگر سوانح

و نہ لہذا یک غیر تہو زہام افغانہ موجب مفاسد عظیم جانتا تھا اس واسطے قبل خبر مارے جانے راجہ نول را کی
 او کے مدد کو روانہ ہو کر روز سہ شنبہ ۱۳۳۰ ہجری میں دوبارہ حضور بادشاہی سے رخصت لی اور پنجم الدولہ

محمد امجد خان بہادر اور میرزا محمد اعتماد الدولہ ناصر الدین خان وغیرہ امرا اور دیگر افواج بادشاہی اسکے وزیر مقرر ہوئے اور بروقت نصرت و زیرکوسہ اور ہمشیر اور بیولون کا بار عنایت ہوا اور نجم الدولہ کو فتح پور اور شہر اور میرزا فتح پور عطا ہوا قریب و منہل رانہ لکھنؤ کو وفات کی خبر ملی قصبہ مارہرہ میں توقف ہوا اور دیگر افواج کو انصار لکھنؤ یا والد کو بھیج دیا کہ بعد معاودت بریلی اور درگ رفاقت غازی الدین خان فیروز جنگ کے اسکا رفیق ہوئے طلب کیا اور ایک مہینے تک قصبہ مارہرہ کی باغات میں مقیم رہا ستر ہزار سوار سے زیادہ اکٹھے ہوئے اور اسی ضمن میں محب سانحہ ہوا جبکہ بیان کیا جاتا ہے ۔

قصبہ مارہرہ کا لوٹ جانا اور تحریک تشریف کا بلا میں مبتلا ہونا

اٹھارہویں رمضان سنہ مذکور کو کسی ساربان نوکر منل نے عنایت خان کے دروازہ کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اوسمی قصبہ کارہنے والا تھا عنایت خان نے باعتبار ملازمت اوسکی گوشاہی کی ساربان جن ہو کر اپنے اقا کے پاس فریاد کرنے لگے چونکہ وہ جماعہ و اذنیہ تھا اوسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اسکے سوار و پیادہ عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے دیگر جماعہ اناغزہ کو خیال ہوا کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹ کا حکم ہوا تمام فوج منہایتیار ہو کر وقت عصر قصبہ پر جا پڑے اور طرفہ العین میں خاک سیاہ کر دیا اور عنایت خان اور اوسکی لڑکی کوچوان نوزدہ سال کو جان سے مار ڈالا وزیر نے مجبور ناصر الدین حیدر خان کو نعمات کیا کہ جلد جا کر خبر لے اور پیچھون کو مقرر کیا کہ غارتگروں کو مانع ہوں جب تک یہ لوگ پہنچیں وہاں کام تمام ہو گیا تھا اکثر سادات اور شیخ اور کہنہ کے ناموسس قید ہوئے سے تحو ناصر الدین حیدر خان نے تمام شب قید بان بیلہ کو خیمہ علمدارہ میں فرما دیا اس سانحہ سے وزیر تمام شب بول اور زار زار روٹا کھانا کھایا اور سب معذورات مجھوس کہ اوسکے گھروں پر پہنچایا اور لڑکیوں کو چہنچہنکے گدھوں میں توپ دیا تھا لکھنؤ اگر اوسکے والدین کے مہر دیا اور سر و زواں قصبہ میں قیامت تھی وزیر نے کہہ رو یہ بھی وہاں کے مظلوموں کو بھیجا اوس روز سے لوگ کہتے تھے کہ وزیر کی فتح تنوگی بعد اطمینان کی وزیر پیشتر تو قدم براہ ہوا ۔

ذکر جنگ وزیر احمد بگیش سے اور شکست پانا

جب دونوں لشکر برابر ہوئے شب بست ڈوم شوال سنہ مذکور کو وزیر نے والد مدوح سے جو کہ نجم الدولہ محمد امجد خان کے فوج کا مقدمہ ہمیش ملازم ہوا تھا اور بیشتر بریلی میں حرب افغان کرچکا تھا مشورہ لیا والد نے عرض کیا کہ یہ لوگ اکثر کین گاہ بنا کر شورا و ٹھانے ہیں اگر اوسوقت طرفانی بازاری

اور اسے خود مغلوب ہو جا کر زمین لگا ایک فوج جو کہ اوس سے جو بقدر شہنشاہ ہزار کو پیش روی قیل سواری و عہدہ فوج
 کے رکھنا چاہو کہ بدقت آشوب حضور میں پادار رکھو افغانہ کے تذکرہ میں سامی ہون اسماعیل بیگ خان
 و غفور و زہرا کے گار سے صاحب کل دیکھو کیا ہوتا ہو احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہو والد خاموش رہا صبح ہوتے
 بعد ہزار وزیر نے فوج آراستہ کر اظراف جو انب آراستہ کر کے تو چنانہ رو بر و کیا ہر دن چڑھ کر مقابلہ ہوا تو پلہ ناری
 شروع ہوئی راجہ سون مل جاٹ جو وزیر کے معین میں تھا اور اسماعیل بیگ خان جو میرہ میں تھا رستم خان و دیگر ہر دھات
 افغانہ مخالف ہر دوڑے سخت آویزش کی چلہ سات ہزار سوار افغانہ کے خاک خون میں ملائے یقیناً کین
 نے راہ نزاری راجہ برج اندر حذر رکھا کہ جو رحیل جاٹ اور اسماعیل بیگ خان نے دو ترک انکا مقابلہ کیا
 وزیر جو گوی وزیر علی التواتر توپ اور بان اونکے مدد پر جتنا تھا تاکہ اسکے روز دیکھ نہ رہا اور آفتاب قریب
 غروب ہو گیا والد کی بات کا غور ہوا افسانہ کہ کچھ چھوڑ دیا بھی تھا بعد نماز غفرار کی طرہ سے نمایاں ہوئے
 جنگ عائد ہوئی بجکے تقدیر کا سکا خان بلوچ جو فوج راہران شاہجان آباد اور وزیر کے فوج کے مقابل تھا
 تاب نہ لایا فارسی ہو گئی ہیں کہ احمد خان جنگش سے جلا ہوا تھا بہر حال افواج مغلیہ نے صورت شکست دیکھ کر
 اکثر فرائز و نشیب سوچنے لگے وزیر نے فوراً محمد علی خان رسالہ دار اور سید نور الحسن خان جہا بدار بلگرامی کو فوج
 راول کے مدد پر حکم دیا انھیں تینوں کے سپہ سالار اور سپاہ کے گز دھام مانے گز ہوئے بہر صورت نور الحسن خان
 مدد اپنے جمیع بھائیوں اور عبد البنی چلیہ محمد علی خان مدد اپنے ہمراہیوں کے جو سب مجموعی تین سو ہزار ہوں کا نصف
 ہزار فوج ہوا ان کے قریب پہنچے چونکہ مغلیہ نے بے غیثی سے راہ نزاری بھی انکا پہنچا بھی کیا تھا نہوا نور الحسن خان
 اور عبد البنی جب کچھ تھوڑی دیکھا کہ قریب تین ہزار سپاہ کے اور انکے بھی سوا میرہ کے طرف سے چلے آ رہے ہیں
 اور تو چنانہ جو راول حکم مدد کو گیا تھا پہلے ہی کہ تھا فوج مذکور بلا صدمہ پاس آ پہنچی میرہ نور الحسن خان وغیرہ
 ہمراہیوں نے شروکان نکال کر اور عبد البنی خان کے ہمراہیوں نے برق اندازی شروع کی افغانہ کا ایک گروہ فلک
 فشاں ہوا کہ سید قریب کہا یا بلکہ درست ہو گئی وزیر کی فوج کے سپہ سالار سے کہ لوگ ثابت رہے نصیر الدین حیدر خان
 ہرقت اور خلا زاد وزیر نے سوچنے دقت کے شہزاد کی صورت افغانہ سے ہا کس پر حملہ آور ہوا سات آدمی کو اپنے
 ہاتھ سے ہلاک کیا اور آخر کو لالہ زار آخرت کو گلشت کو سد ہارا افغانہ نور الحسن خان اور محمد علی خان کے پاس
 پہنچے محمد علی خان کے داعی ہاتھ میں گولی لگی اور نور الحسن خان کا ہاتھی زخمی شمشیر ہوا اور میر غلام نبی تخلص برسا
 اور میر غلام الدین سادات بلگرامی اس وقت میں نصیر الدین حیدر خان کے عقب جان بکشت ہوئے افغانہ کے قیل نے
 وزیر کو گیسر لیا مگر یہ سنا کہ کون سوار ہی فیماں بندوق سے ہٹا ہوا اور مرزا علی نقی تالیق شجاع والد الوالی میں رہتا
 زخم تفنگ سے کنارہ گزین ہوا اور وزیر کے گردن میں گولی لگی غشی نمودار ہوئی چونکہ بدودج برنجی تھا دیگر بھارت

سے محفوظ رہا اور ہوج سے ہونہر کی کچھو ڈھنڈا اور حالت قشش میں وہ بھی ناپید ہوا جب تمام قلعہ سہانی
سید نور الحسن خان اور محمد علی خان نے سررشتہ تنگ حلالی مضبوط لکڑی کے آٹے وزیر کو حکم دیا
شادیانہ مدارف پایا تاکہ جمیعت لشکر میں بریانی نہ ہو مگر کچھ فائدہ نہ ہوا وزیر ناچار سید محمد علی خان اور نور الحسن خان
اور حیدر علی غفر علی ہندوستانی کے جو کہ زیادہ دو سو سو سوار بھی لائے میدان سے علاوہ ہوا والد نے بعد مراجعت مجلس
لشکر کے بعض نو جوانوں کو جو جہاڑی کے لاین تمام دم متفرق کو فراہم کر کے ہمراہ لایا اور وقت شام وزیر
نے قصبہ مارہرہ میں ہونچکر نور الحسن خان کو حکم دیا کہ ننگہ زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سیکھنا شروع کیا
والد نصف شب تک وہاں پہنچا صبح کو کوچ کیا اکثر غلیظ ہوا نے لشکر وزیر کو تاراج کیا اور باقیماندہ گواہان
کے ہاتھ لگا کر مارہرہ سے صورت دہلی ہوئی کوچ کوچ جاتے جاتی ۲۹ سوال سند مذکور کو دریا سے مین
کے کنارے مقابل شاہجان آباد پہنچے *

ذکر احوال صوبہ آلہ آباد و آودہ

احمد خان کو وزیر کے شکست دینے سے آلہ آباد و آودہ کی فتح کی دہن سہانی اسپنہ پتہ خود خان کو صوبہ آودہ پر
مقرر کیا اور خود آلہ آباد کا قاصد ہوا ایمان بقا والد خان اور علی قلی خان غیر والد وغیرہ تہ تیغ ہوا احمد خان لکھنؤ
سے بھی جو عہدۃ الملک امیر خان کا حقیقی سہانی ہوا اسپنہ چپا کے عہد کو گورہ کی فوجدار سی مین صوبہ آلہ آباد
میں سمر کرتا تھا اسوقت میں محضر جنگ کا رفیق مدین تھا کہ یہ سانحہ روبرو ہوا خان کو اور علی قلی خان خود جنگ کی طاقت
سے غار کھنڈتے چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ نہتی قلعہ آلہ آباد میں پناہ جو ہو سے اور لشکر قلعہ کے نیچے پناہ
رہ سکی راہ کھائی اسی میں میراج اندر گر جو کہ نغراسے سنیا سہی ماد پور پست سے عجب صاحب جرات تھا
واسطے کوچ پکڑ گیا آلہ آباد کے زیر قلعہ جاوڑ کرتا تھا کہ بہت وزیر کی رفاقت میں چھپست کہ لا اطلاع وزیر بقا احمد خان
وغیرہ کا معین ہوا اور ہر چند مردم وزیر نے قلعہ میں رہنے کی دالالت کی اوسے منظور نہ کیا باہر ہی رہا لکھنؤ
دو قین مرتبہ قابو پا کر بادبان باد پور سوار ہو کر معہ اپنے چلیں کے فوج متلیہ پر جا کر اور اکثر مخالفین کو خاک
فنا کی بلکہ کیا مسلمانا غنائما اپنے مقام پر جا بیٹھا تہا یہ محاصرہ طویل ہوا اور اچھی پاداری قلعہ والوں سے ظاہر ہوئی
احمد خان کا کہ بنایا نہ بنا کر اوسکے سپاہیوں نے کہ اخذ نہ بے باک اور رہیہ سفاک تہ تمام شہر آلہ آباد کو دروازہ
خدا آباد سے قلعہ کے نیچے تک جلا کر غارت کر دیا اور چار ہزار بی بیان شریفوں کی قید کر لی یہ گنگہ گڑھ
شیخ افضل آلہ آبادی اور محلہ دریا با دچنگہ وہاں انانہ کی سکونت تھی محفوظ رہے ہنوز احمد خان محل
ان دونوں صوبوں میں درست نہوا تھا کہ وزیر کی آمد آمد ہوئی اور احمد خان گہرا اسپنہ ملک فرخ آباد

نواح اودہ اور لکنئو کے سانحہ اور شیخ معزالدینؒ کی جرات اور دلاوری

محمود خان حسب مرضی پیر کے اودہ کو چلائے نزدیک جم جادی الاول ۱۱۳۲ھ ہجری کو بلگرام کے غریب طرقت فوکش ہوا افغانہ ہمارا ہی نے بمقتضائے طینت کے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند لوگوں کو تہی کیا وہاں کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اوںکو بھی نہ تاب آئی چند افغانہ کو مجروح کیا اور قریب دو سو راس بار بار کے لشکر سے لوٹ لگے محمود خان نے وفور و در سے ہر جنس فوج طلبا ہو کر شہر کو محاصرہ کیا اور ارادہ تاج فتح و بان کے لوگ محلہ محلہ کوچ کوچ مستعد مدافع ہوئے مسلح اور سن رسیدہ لوگ قصبہ بلگرام کے چاروں طرف سے رابطہ کرتے تھے واسطہ اصلاح ہوئے قلعہ برفاسدہ کو فرو کیا محمود خان نے پناہ مانگوں کی طرف آنکر کسی اپنے بنی امان نام قوم کو معریش ہزار سوار و پیادہ کے لکنئو روانہ کیا اور اسنے کسی سردار کو باختر از فخر سے روانہ لکنئو کیا سردار مذکور نے بیرون شہر مقیم ہو کر ایک کوتوال کو مقرر کر کے شہر میں بیجا شہر صفر رنگ کے کھانے کو خالی کیا کیونکہ متوسلان صفر رنگ خبر شکست و زیرینگر بقاۃ دین کی خبر آقا قلو آباد میں تھی اکثر معلیہ اپنا اسباب شیخ معزالدین خان بادر کے گھر میں امانت رکھ گئے تھے ہر چند ہوا خواہوں نے منع کیا تھا کہ مال مغلیہ گھر میں نہ رکھو موجب دعا سے افغانہ ہو گا مگر شیخ مذکور نے پیاس شجاعت غانا کوتوال نے شہر میں آتے بدعت کرنا شروع کیا معزالدین خان بادر نے بمقتضائے وقت سردار افغانہ کی ملاقات کو بیرون شہر کیا اور اسنے با احترام ملاقات کی اور کوتوال کو بدعت سے منع فرمایا اسی ضمن میں کسی فخری نے سردار سے ظاہر کیا کہ شہر والوں نے اسنے کوتوال کو بھرت کیا معزالدین نے کہا کیا محال بندہ جانا ہے اور صفر کو مسرا دیتا ہے اور فوراً رخصت ہو کر شہر آیا سمجھا کہ اس فرقہ افغانہ کے امان کا اعتبار زمین پس شہر کے شرفا کو طلب کر کے کہا کہ یہ فرقہ سست بیان ہے انکی اطاعت سے بچو نہ دست کو حاصل نہ ہو گا لازم ہے کہ باتفاق ناکباروں کو دور کریں بعض تو خوف کھا کر پہلوتی کر گئے بعض رفاقت کو آما وہ ہوئے اونین سے قربان علی خان چودہری بھیں جمالات کا بھی رفیق ہوا معزالدین خان نے زیور فروخت کر کے شیخ زاد ہا سے شہر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کوتوال کو نکال دین حسب حکم تعمیل ہوئی اور کسی محل کو لباس مغلی پٹنہ کر اپنے مکان میں بیٹھا اور صفر رنگ کو مٹا دی اور شہر میں کراچی اور غاظر کا یہ بغل صفر رنگ کا بیجا ہوا کوتوال ہوا اور ایک جہنڈا سیرامیر المؤمنین کے نام کا ستاد کیا جو اسکے نیچے تھا اوسکی رفاقت کی امید ہوتی سردار نے اس خبر سے کوتوال کے گھر پر ہجو داعیۃ تاراج شہر کیا اسمیں گنج شہر کے شرقی طرف ہے حملہ آور ہوا دو سو شیخ زادہ اس کے مدافع پر آمادہ ہوئے

دیا سے کوئی کے طرف سخت لڑائی ہوئی افغانہ نے راہ فراری سر دار و دیگر بھی جیسے بھراہ پندرہ ہزار جوار سے اس خبر کے سنتے باگ اٹھا تو پچاند وغیرہ اسباب شیخ زادوں کے ہاتھ لگا محمود خان نے جو ممبر ہوا پچانو پر وارد تھا بجز خبر دہر کی غریمت چاہی معز الدین خان بہادر نے پیغام دیا کہ آپ کے لوگ اپنی حماقت سے اس زمین کو پہونچو اب بندہ واسطے ملاقات اور اظہار بعض مشورات کہواسطے آپ کو پاس آتا ہے پندرہ سے توقف کیجئے محمود خان وہاں مقیم تھا کہ مفرورین نے اسکے دست ضرب کی خبر پہونچائی جب معز الدین خان نزدیک جا پہونچا محمود خان نے ذکر راہ فراری معز الدین خان نے قوت پاکر اپنے حدود و اودہ سے کل افغانہ کو باہر نکالا اور حکم دیا کہ جس جگہ اس فرقہ کو پاوین بیدریغ نہ تیغ کریں *

دوبارہ چڑھنا وزیر الممالک صفدر جنگ کا اور فتح پانا احمد خان جنگش پیر

ہمنوز صفدر جنگ دار الخلافہ بین نہ پہونچا تھا کہ اسکے شکست کی خبر جا پہونچی امراسے منافق اور بادشاہ احمق اور اوسکی ماں اور جاوید خان نواب بہادر اوسکے مال و متاع و اضطرعی مین فکر کرنے لگا مگر کیم دہشت کھا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے جب سنہ ۱۱۸۵ زندہ نزدیک آپہونچا اوسکے پہونچنے کے منتظر ہوئے تاکہ وارد ہوا اسکی بی بی نے قبل اسکی پہونچنے کے بسر اور اتباع کو حکم آراستہ کی فوج اور استقلال و ہوشیاری کا دیگر استعداد جب صفدر جنگ پہونچا اور اسے منافق کے حرکات سنے اور دیکھے نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو فائدہ یا کہ ہونہر سیرامہ زندوں پر بارگراں ہے اور مجھے کیا بازی دور ہے اوسنے عذر خواہی کر کے خوش کیا وزیر کو اپنے دشمن کے فکر لگی تھی کار آزمودن سے اشارہ شروع کیا خالو سے بندہ سید عبد العلی خان بہادر کو جو اندونو مین ترک رفاقت امیر الامرا ذوالفقار جنگ کر کے اجیر سے شاہجہان آباد پہونچا تھا شورہ مین مخاطب کیا اوسنے عرض کیا کہ اپنی فوج سابق مین بھی کم تھی اور اب بھی جس قدر زر کار ہو باقبال وزیر میر ہو سکتی ہے الاسر داران جنگ دیدہ آزمودہ کار رفیق کرنا چاہیے اوسنے کہا بتلائے کون ایسے لوگ ہین جو ابدا راجہ تختہ سنگ اسر داران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھو ہین پس راجہ جو گل کشور و کیل مہابت جنگ اور راجہ پٹی زان اپنے وکیل کو بھیجے کہ لکھ لکھ اور جو تاپا والد جنگ کو جو دونو سردار عمدہ مرہٹہ کے قحط طلب کیا جب حاضر ہوئے سر خرچ لایا تو راجہ واسطے مقرر کر کے رفیق بنایا راجہ سورجمل جاٹ خود اول سے شریک تھا ہرا سپندرہ ہزار روپیہ یومیہ جات کا اور پچیس پچیس ہزار روپیہ سر داران مرہٹہ کا فرار پایا اسر نو جملہ سامان حرب بشل توپ اور بان اور جزائر اور گولہ اور باروت وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال تھی کہ اسر نو آرائش کرتا اور دشمن پہونچتا تھا البتہ باہرہ شوکت و شان اوایل جمادی الاول ۱۱۸۶ لایا پھر یہی کو دار الخلافہ سے برآمد ہو کر گجرات آیا

اور اول مرہٹوں کی فوج کو چوبیس ہزار سوار تھو شادل خان افغان سے جو کہ احمد خان کے طرف سے
 مول اور جالیسہ کا حکم تھا۔ یہی فوج مذکورہ جہاں سے اوتر بلا سے ناگامانی کی نشانی روہیلہ مذکور کو سر پر ہونے
 شادل خان بھاگا اور ایک جماعت تیر قتل و سیر ہوا سپ و فیل و خیم و غیرہ منہ دیکر اسباب کے کوٹ میں
 مصروف ہوئے۔ ہاتھ لگا احمد خان باستان مع مقبوری افغانہ محاصرہ آباد سے جو کہ چار مہینوں تک تردد کیا تھا
 ہاتھ اٹھا فرخ آباد آیا فوج مرہٹہ نے چھاوٹی کر کے خارج فرخ آباد کو قتل و غارت کیا احمد خان فرصت
 پا کر حسین پور کو جو فرخ آباد سے تین کوس دریا سے لنگاپر واقع ہو آیا اور مورچہ قائم کرے آمادہ جنگ ہوا
 اسکا سبب یہ ہو گا کہ چونکہ ایک طرف اس کے ملک روہیلہ کی راہ تھی اور دوسری طرف اس کی مدد ہو سکتی تھی فرخ آباد
 اور تھو کو مرہٹہ نے خالی پا کر خوب لٹا لٹا آباد کا قلعہ ص پریش پافا وہ ہوا جملہ غنایں اس سے ایک رقم سولہ لاکھ
 روپیہ نقد کی تھی عقب سے وزیر مرہٹہ راجہ سورج جی جاٹ کے آپہنچا اور احمد خان تینوں طرف سے سوار
 ہو کر تنگ ہو اطرین سے توپ و تفنگ کی مدد پر پاتھی چونکہ افغان کی رسد کشتی بر آتی تھی وزیر فوج خان
 بلگرامی کو جمع کر کشتی اور تانکہ پیل کے باب میں حکم دیا محمد خان نے اس طرف دریا کو بنا بر مزاحمت دینی
 بل قیام کیا جب کشتیاں جماعت دار مذکور کے اہتمام سے رامپور کے نزدیک جو قنوج سے بارہ کوس ہے
 جمع ہوئیں سرداران دیگر مرہٹہ توپ پلہ رس کے اسکے مدد پر ہتھیار چوری دوم حمادی الاول کو پل سٹھ کر دیا پل
 کر لیا محمد خان نے بر جہاں ہاتھ پیر مار کر پل ٹکیا مگر کچھ نہیں بچا۔ دو سہرے روز بعد احمد خان ولد علی محمد روہیلہ
 فراوان سے احمد خان کو مدد پر آپہنچا فوج وزیر نے لنگاپر چھوڑ کیا احمد خان نے مورچہ چھوڑ دیا احمد خان
 جاٹا اور بری لڑائی اور پریش ہوئی ایک طرف مرہٹہ کے تنگ و تار نے پناہوں کے دم بند کر دیے دوسری
 طرف سے جاٹ نے آفت کی آگ بر سالی افغان روہیلہ کے دہویں اور اسے میدان رزم انگوٹھیں سیاہ
 کر دیا آخر الام احمد خان اور سعد احمد خان بیاب ہو کر جان بچھ مہل کو سلامتی سے پالیا۔ قریب دس بارہ ہزار توپ
 کے جان سے مارا گیا اور مجروح و اسیر ہوا ہاتھی گھوڑے چندہ وغیرہ اسقدر لوٹ میں ہاتھ لگا کہ تعداد میں
 ہو سکتی وزیر نے کوہ مارا یہ کس کو کہہ لیا۔ اسکا شعبہ اور جنگل دشوار گزار ہے تقاب کیا اور اس جنگل
 میں افغانہ محصور ہوئے ہزاروں افغانہ ناسازی آئے ہو اس جنگل میں مرگے اور فوج وزیر نے
 کل ملک ان غنہ کا پانی کرنا کوئی دقیقہ نہ دیا مارا کاوٹھا نہ کھا میر غلام نبی محب خلیفہ بلگرامی اس زمانہ
 میں مورچہ آخرت ہوا مرہٹہ نے غلہ سہاٹ ملک افغانہ میں چھاوٹی کی اور اس جانفشانی کو عوض میں
 وزیر نے مرہٹہ کو سرفہ کول اور جالیسہ اور فوج فرخ آباد اور قنوج سے کوہرہ جان آیا و تک مرہٹہ
 فرمایا آخر الامر افغانہ متفرق ہو کر مرہٹوں کے قوسل سے رضا پوٹی وزیر کر کے جان برہوئے وزیر

فرخ آباد وغیرہ محانات سولہ لاکھ روپیہ کے احمد خان وغیرہ اولاد جنگش کو محنت فرماتے اور دیگی محلات غلی محمد خان کے لڑکوں کو بطور مالگذاری کے سپرد کیے اور صوبہ اودھ کو عازم ہوا اور بنارس تک گیا اسی سفر میں پرتھی پت زمیندار پر تائب گڈہ جسو افغانہ کی مدد کی تھی وزیر کی ملازمت کو آیا کہ حسب الملک علی بیگ خان پیٹھی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

نہضت کرنا امیر الامراذوالفقار جنگ کا صوبہ حمیرہ کو اور اہر کی سرگذشت

صوبہ اجیر اول وزیر الملک کو عنایت ہوا تھا بنا برقب و جوار اودھ کے بیہ بند و بست ہوا کہ آباد وزیر کو ملا اور صوبہ اکبر آباد اور اجیر امیر الامراذوالفقار جنگ کو عطا ہوا اسلئے ہجری میں راجہ بخت سنگہ راتھور نے جو اپنے عہد میں کل راجا کون میں ممتاز اور جرار و دانش میں سرمایہ ناز تھا ارادہ کیا کہ اپنے آبائی ملک یعنی جو دہ پور اور میرٹھ کو راجہ رام سنگہ ولد ابھی سنگہ اپنے برادر زادہ سے حاصل کرے حاضر حضور ہو کر ذوالفقار جنگ کو اجیر جانے کی ترغیب دیکر خود ناگوار اپنے دار الملک کو راہی ہو گیا تھا ذوالفقار جنگ با میدان عانت راجہ مذکور کے آخر ۶۲ ہجری میں جو دہ پندرہ ہزار سوار اور سرداران نامدار با میدان رستم علیخان برادر زادہ میر شرف شنوار ملک خان خوشی مسعود اور فتح علی خان ولد ثابت خان حاکم شہر کول سب آخر کو خطاب نائب جنگی پایا اور محمد شجاع خان اور سید عبدالعلیمان بہادر سورج کا خالو اور میر علی امیر کبری جو جنگ کو حال میں ہوا اور مبارز خان وغیرہ کے حاشورہ مرم قصبہ پاؤ دہی میں بسر کر کے شروع ۶۳ء کو کوچ کر کے موضع نیم رانی علاقہ راجہ سورج محل جات میں پہونچا جہاں کہ راجہ مذکور نے ایک گدہ پی بائی تھی اور وہاں اس کے چند ملازم بھی رہا کرتے تھے امیر الامرا کے مردان فوج اس گدہ پی میں جا چدے اور راجہ کو لوگوں کو نکال دیا امیر الامرا اس قدر سے خوش ہوا نہ دیا نہ بجا کر داخل خیام ہوا صبح کو بارادہ اجیر والی نارنول تھ اور بار و بندھ بھی قصبہ مذکور کو روانہ ہو چکا تاہر وقت سواری امیر الامرا کو خیال بند و بست اکبر آباد اور کاوش راجہ سورج محل کا ہوا پس اجیر کا ارادہ فتح کیا اور اس سواری رستم علیخان کو جو دو ہزار سوار سے ہراول تھا اور فتح علیخان جو سان سو سوار کا جماعہ دار تھا اور حکیم خاں صاحب دو ہزار جرار اور مبارز خاں صاحب میرہ اور سید عبدالعلین صاحب ہادر شجاع جنگ میسرہ اور علی امیر کبری چنداول کو طلب کر کے ہتھارہ شروع کیا ہر چند ہر ایک سردار نے کہا کہ راجہ سورج محل جات سے لڑنا ضرور نہیں بخت سنگہ سے جیسا وعدہ ہی وہ بھی پہونچا ہی باہم متفق ہو کر اول بند و بست اجیر سے فرار کرنا چاہیے اس وقت تک فوج بھی تجربہ کار ہو جائیگی تب باتفاق بخت سنگہ وغیرہ راجاؤں کے اکبر آباد کا بند و بست اور جات کی تنبیہ حاصل ہو جائیگی مگر اس جاہل مطلق نو سنہ نانا چار سردار

ہم بکرا رو بنہ واپس مگائے دوپہ کو بارو بنہ واپس آئے نارول کی طرف سے جو سر راستے سے ہوا چند
 میں مقام کیسا صبح فتح علیخان کو معہ دم اردو اور عملہ کا رخانہ کے واسطوں نے لگی کے ہیجا جات نے بھی
 فوج آراستہ کر کے روانگی اور خود بھی متہ قب متحرک ہوا بعد دوپہر کے افواج جاٹ بڑے کر و غر سے
 اظہر ہوئی فتح علیخان نے چونکہ دو تین کو سن کے فاصلہ پر تھا ذوالفقار جنگ کو اطلاع دی گئی طیار اور
 لوگوں کو ذائد نکاس بار کر کے عازم معاودت ہیں لیکن بعض فوج سورجہل کی آہو نچی ہوا اور سردار لوگ
 سیر می مد پر مقرر ناگہان تاکہ کھفالت لشکر تک رسائی ہو علی رستم خان مقدمہ پیش کش اس امر پر ہوا
 ہوا جب تک وہاں پوسٹ چند گھنٹی دن باقی رہا تھا حکیم خان خویشتگی جو حسن سلیقہ سے مشہور اور کستہ
 جات سے کاوش رکھتا تھا بلا اطلاع پاس ایزد موسات سو سوار کے اون سر جا کر ملے ہوا القصد انکی
 پوچھ چوٹ تک دو گھنٹی دن رہ گیا حکیم خان نے علی رستم خان کو پیغام دیا کہ شام ہوئی لو مٹا چاہو اس پر جواب دیا
 کہ مجھ سے پیشتر کئی پہر اولی وہ واپس ہو دونوں نے اتفاق سمجھایا اس سے غرور سے کہا کہ آپ جلیں
 بندہ بھی آتا ہے چونکہ دن کم تھا دوبارہ ذوالفقار جنگ کو ناپید کیا فوج جاٹ روبر و استادہ ہر چار سے واپسی
 میں اندیشہ ہو بہتر ہے کہ ہلوگ اس جگہ خیمہ زن ہوں اور آپ بھی معہ کل لشکر کے اس وقت چلے آئیے
 امیر الامرا نادان تو تباہی عیہ التماس منظور کر کے حکم واپسی دیا گھنٹی بہر سے کم دن باقی رہا تھا کہ معاودت
 می صورت ہوئی لوگ دیر سے ہو کئی پیاسہ منتظر تھے خصوص جنگ نا دیدہ اس فوج کی بجز دوشن کے اکثر لوگ
 نے پیٹھ کی کرنا شروع کی تو پ خانہ رو برو کر لیا کہ مبادا تاریکی شب میں تو پنا نہ سمجھ رہ جائے اور غارت ہو
 فوج جاٹ نے جو انکی نے انتظامی دیکھی دستہ دستہ حسب ترتیب مستقل ہو کر بندوبست فرما کر شروع کیا
 علی رستم خان کے ہاتھی نے مضطرب شروع کیا حکیم خان نے بڑی اہتمام سے خان مذکور کو اپنے ہاتھی پر لایا
 بجز دوشن کے کو حکیم خان کے کوئی لگی دروازہ عدم کی راہ لی دوسرے بارہ میں علی رستم خان بھی مجبور
 ہوا امیر الامرا کی فوج پر شکست عاید ہوئی اکثر مقتول و ربعین مجروح مضطرب لشکر گاہ پوچھ چوٹ عجب طرح کا
 اضطراب لشکر میں لاحق ہوا قزاقان جاٹ کی لشکر کے گرداگرد پھورش اونمالی امیر الامرا کو ایسا بدحواس کیا
 کہ اسکے دل میں لشکر سے بچنے کی تمنا ہوئی میر علی معو کیری وغیرہ رفقاء نے پادری کر کے توجہ و تعدید
 سے نہ چھوڑا کہ کسی طرف حرکت کرے چونکہ خود جاٹ کو امیر الامرا کے قید کرنے یا مار ڈالنے سے کچھ
 غرض نہ تھی دو تین روز شور و اٹھا کر معرفت فتح علیخان کو جو ایک ساتھ تھکائی لگتا تھا پیغام مصالحت کیا امیر الامرا
 نے عنایت جانکر اقبال کیا راجہ سورجہل نے اپنے لشکر کے جو اہل لوگ بار ملازمت بیجا بن چکے تھے ان کے
 صلہ ہوئی انہیں سے ایک شرط یہ تھی کہ یہ پیل کا درخت نہ کاٹیں معاہدہ مذہب کی توہین نہ کریں۔ لیکن

امیر الامرا نے بکمال اہانت و افسوس اختیار کی سو راجہل نے وعدہ کیا کہ اگر نارول سواگے نہ برہمن اور اس کے مشورہ سے کار بند ہوں بندہ لاکھ روپیہ بابت معاملہ راجہ تانہ تک کامیر سے ذمہ واجب الادا ہوا پس وعدہ کر کے حدود اکبر آباد اور جات سحر واپس ہو کر نارول کے نہضت کی راجہ سورجمل دو تین کوسں واقعات تک کے لشکر سے دور خیمہ زن ہوا کرتا تھا وکلا کی آمد و رفت ہوا کرتی تھی تاکہ نارول کے متصل پہونچا وہاں پر راجہ بخت سنگہ آیا ذوالفقار جنگ استقبال کر کے لایا راجہ مذکور نے جات کی اعانت کسے ملامت کی اور اپنی غمیں کیواسطے روانگی اجیر کی دلالت کی اور امیر الامرا نے قبول کیا تب راجہ سورجمل نے ترک رفت کر کے اپنے مقام کو لوٹا اور امیر الامرا مع بخت سنگہ کے روانہ اجیر ہوا جب نزدیک اجیر کے پہونچا جو جب اشعار راجہ کے سینس کوسں لیغا کر کے داخل گوکل گھاٹ ہوا او دہر سے راجہ رام سنگہ ولد راجہ ابھی سنگہ معروف دیہوکل سنگہ با تفاق راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ پھولجی جو سنگہ سو فی محلہ گرگراں اور توچانہ فراوان کے جو تیس ہزار سوار سے کم ہو گا جو دہپور سے مقابلہ کو چلا ذوالفقار جنگ چند روز اجیر میں آسودہ ہو کر مور راجہ بخت سنگہ متحرک ہوا پیکر اور شیر سنگہ کی گڈھی ہوتے میرٹھ آیا اور میرٹھ سے موضع بی پانک دو تین مرتبہ دونوں لشکروں کا مقابلہ ہو گیا جب بارادہ جنگ اول مرتبہ رہ سیر ہوئے راجہ بخت سنگہ امیر الامرا سے کہدیا کہ میرے پشت کے طرف سے دوسرے طرف متحرک ہونا کیونکہ جس رخ کو فوج سرکار کا منہ ہو راجہ رام سنگہ نے تو پچانہ بکثرت چنا ہے ذوالفقار جنگ نے جواب نا سزا کما اور فرزین روش کو بوی کر کے او دہر کو چلا راجہ بخت سنگہ نے امیر الامرا کے بساط ہمراہی سے علی کی افواج پر تپنے جو نشت تو پچانہ پر کٹرے تھے پیادہ سے شترج کے مانند خاموش نہایت تحمل وقار سے کٹرے تھے جب نزدیک آٹھ گیارہ ذوالفقار خان پر تو پچانہ اشبار کیا اس نادان کی کج بازی نے جمع کثیر لشکر کا خون بہایا او دہر سے حسب معمول توپ چھوڑنے سے ہوشنا گیا کہ دو پہر کو توپیں نہایت گرم ہو گئیں ناریہ جنگ افسردہ ہوا پانی کی قلت کی کثرت اس قدر تھی کہ امیر الامرا کے لوگ جان بلب پانی کے چاہ میں دو ان افغان باوٹے ہو کر لشکر مخالف تک پہونچے مخالفین نے جو شدت پیاس کو دیکھا کہ آنکھوں میں پانی نہیں مان سیکندر ہانیو سے خونبار دل کی کٹھڑے لاجرم کنوین سے پانی کال کال گھوڑوں اور سواروں کو پلا پیر کما کہ پو گھرجائے ہمارے آپ کو نرم و برپیش ہے۔ یہ قصہ نہایت صحیح ہے کیونکہ بندہ نے سید اسماعیل علیخان خلع بادار عبدالعلیخان خالو سے بندہ کا جو اس سفر میں رفیق تھا اس کی زبان سے سنا یہ کیا عمدہ صفت راجہ تانہ تشہ خون کی ہولی کہ دشمن کو بھی اپنے جیش زار فضل سے محو و نکلیا۔ بے پارہ سے جو دہپور شاید دو تین منزل سے زیادہ ہو گا ذوالفقار جنگ اس جگہ سے نابرجہ سفر اور خرچ جنگ کے سوا ہو چکا کہ پان

بھی آچوٹی مٹی چاہا کہ بعد صلح واپس ہو بہر چند بخت سنگ نے کہا کہ اس صوبہ کا بندوبست نہایت ضرور ہے تاکہ وہ ازان اگر رہاں کے راجہ سے اور روسا سے دیر نیکی گوشتالی کی گئی اور وہ لوگ مطلع ہو کر تو آپ کا نام و نشان ہو گا دہاک بندہ جائے گی پھر شہنشاہ کو لکھو اور راجہ جو چاہے گا گوشتالی بالکل آسان ہو جائیگا مگر امیر الامرا نے نہ مانا راجہ بخت سنگ نے باوجود تمام اتر دہاک مخالف کے جسکو مدد پر ہو لکھو مگر بھی گناہ تھا مگر رسد اور گئی وغیرہ لائے مین اپنی کوشش کی تھی جب امیر الامرا نے بنائے صلح ڈالی بخت سنگ گناہ کر گیا اور مرتبہ بھی مخالفین تھے مرض ہو کر اپنی راہ لگے امیر الامرا کے ہاتھ مین لاکھ روپیہ لگا باقی کو بیزار ہوا کہ اس قدر فغانے جگہ اور اتنا فغان مقام پر حاضر ہو گا خیر ذوالفقار جنگ اپنے پار سے معاود ہو کر راہی اجمیر ہوا سبب مجبوت یہ تھا کہ وزیر فیض شکست سنگ ارادہ کیا تھا کہ وزارت حاصل کرے خالو سے فقیراوسکے کنگون مزاجی سے قبل معاودت سے نفی ہوا تھا لیکن چونکہ اس سفر مین زیر بار ہو گیا تھا لہذا پھر باقی گھوڑے سامان تحمل فروخت کر کے قرص خوابان سپاہ وغیرہ کو عطا کیا اور خود پیشتر سے شاہجہان آباد روانہ ہوا مین پہونچ کر شہنشاہ کے بعد قتل راہوں کی وزیر جنگ کے مقابلہ پر گیا پھر دو تین روز کے بعد خالو بھی راہی ہوا کول مین باگال ہوا لشکر وزیر کا ملا جب وزیر بھی پہونچا مستفیض ملازمت ہوا اور سہرا شاہجہان آباد آیا اور عین شہر فرمایا کہ مرتبہ اور راجہ بخت سنگ کو طلب کر کے مینیا کہ تھری ہو چکا پو ایک سال اور چند مین امیر الامرا اس سفر مین رہا اوائل ۱۱۳۱ھ ہجری مین داخل دار الخلافہ شاہجہان آباد ہوا وہیں تکت زرا اور کثرت فوج کو سپاہ کا قرضہ دیا ہو گیا اکثر اوقات اونکی بلوی مین شریک ہو جاتا یہ بادشاہ کی اعانت کی امید رکھتا تھا جب کہ پھر بادشاہ کے حق مین سخنان سبک بکڑ لگا لگا پھر آشفہ ہو کر گھوڑی پر سوار ہو کر نہرہ در دست داخل دربار ہوا مین ارادہ کہ بادشاہ کے روبرو شکوہ پوچھ بکمال تند خوئی کرے نواب بہادر جاوید خان اس اطلاع یابی سے مانع ہوا اور محروم کونش کر دیا بیچارہ اور بھی مشغول یا وہ چا دی ہوا متعاقب بادشاہی چوکی منصبی مال کو اوسکے مکان پر پہونچی اور خدمت امیر الامرا کی غازی الدین خان فیروز جنگ بڑے بیڑی صفحہ کو مقرر ہوئی اور ذوالفقار جنگ معزول ہوا

بعض سوانح دکن کا ذکر کہ آخر ۱۱۳۱ھ ہجری تک واقع ہوا ہے اور مفید حال جنگ سے متصفیہ کا

تاصر جنگ نظام الدولہ بہادر خلف دوم متصفیہ جوان صاحب ہو نہاد تھا استعداد شاعری کی بھی رکھتا تھا باوجود جوانی اور دولت و کامرانی کے خالی اوصاف سے تنہا باپ کی نیایت اور نیز بعدہ جب کہ بالادست مستقل دکن ہوا مہنوں کو مغلوب رکھا انکا عیب مہنوں کو دلین ایسا تھا جس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتا

زندہ رہا مرثبہ مردہ رہی سلسلہ ہجری میں سب طلب احمد شاہ کے زندہ تک آیا اور ہر حسب مملکت واپس

مجل حال لڑائی مظفر جنگ و ناصر جنگ و اول مظفر جنگ کا مظفر ہونا بعدہ جان کمونا

مظفر جنگ کا اصلی نام ہدایت محی الدین خان جو حسب نسب اکاد و واسطہ سے سعد اللہ خان وزیر اعظم تاجپاں ملک پہو چٹا چڑا اور آصفیہ نظام الملک کا دختر زادہ ہے آصفیہ کے عہد میں بیجا پور کی صوبہ داری کرتا تھا اپنے خالو نظام الدولہ ناصر جنگ کی لڑائی میں حسب طلب احمد شاہ کی بقا صد شاہجہاں آباد ہوا زندہ ملک پہو چٹا تھا باغی ہو گیا حسین دوست خان عرف چندا رو سا کے لوایت ارکاٹ میں سے موافق ہوا ارکاٹ کی تسخیر کی تحریص کی مظفر جنگ ارکاٹ کو متوجہ ہوا وہاں فوج عظیم فرانسسین پیلری سے جو بواسطہ چندا کے سہرا لیکر انور الدین خان شہامت جنگ کو پاگو پر چوک آصفیہ کے وقت سے ناظم تھا چٹا ہائی کی سو پیز شہان سلسلہ ہجری کو مملکہ کارزار گرم ہوا انور الدین خان نے روز آخر سمجھ کر رو بہ راجی نیکی کمال استقلال سے شہر ترک گوارا کیا ناصر جنگ اس خبر سے مظفر جنگ کی تنبیہ کو معہ فوج دریا موج اورنگ آباد سے بند پیلری تک جو پانسو کوس جرمی سے جلد روانہ ہو کر ۲۶ ربیع الآخر ۱۱۳۳ ہجری کو مبارز ہوا حسب تقدیر ناصر جنگ مظفر ہوا اور مظفر جنگ زندہ قید ہو گیا ناصر جنگ نے موسم برسات واقعہ ارکاٹ بسر کیا افغانہ کرناٹک مانند ہمت خان وغیرہ کے جو اس سفر میں ناصر جنگ کے نوکر تھے ملک و مال کی لابی و نکو نام نہوا نسیمیاں پیلری سے ملکر اس محرم کو بحساب نجوم اور سولہوین کو بحساب رویت ہلال سلسلہ ہجری میں شب خون کیا ہمت خان نے نزدیک پہو چٹا ناصر جنگ کو گولی ماری بیچارہ راہی عدم ہوا انقلاب غریب واقع ہوا بعض ملازمان مخلص نے اسکی لاش رونہ شاہ بریلان الدین غریب تک لجا کر قریب قبر پدر مدفون کیا میر غلام علی انوکھلہ لکرامی نے جو نہایت اوسکا دست تہا تہ تاریخ کئی ہی ابیات نواب عدل گٹر عالی جناب رفت بہ فرصت مذا تیغ حوادث شتاب رفت بہ در ہند ہم زماہ محرم شہید شد تاریخ گفت نوحہ گر سے آفتاب رفت

مظفر جنگ کا جلوس ریاست دکن چرا و دو مہینے کے بعد قاتلان ناصر جنگ کا فوت ہونا

جب ناصر جنگ مران مظفر جنگ جو قید میں ہمراہ تھا سرسیر آرا ہوا اور با اتفاق افغانہ نکو نام اور فرانسیمیاں پیلری کے حازم حیدر آباد ہوا مقرر تھے مانند نے انتظام کا سامان پیدا کیا مظفر جنگ اور افغانہ کو دلیہ اتفاق پیدا ہوا الکر و ز جس سرزمین میں کچھ تاجنہ ہوا طرفین کی ناخوشی ظاہر ہوئی مظفر جنگ فرانسیمیاں

آبادہ پیکار ہوا بعد دو مہینے کامل کے مارچ الاول سنہ مذکور کو لغوم جنگ سوار ہوا بہت خان مجی مدافعہ کو لیار ہوا کارکنان قضا و قدر نے اچھو شعبدہ دکھلائے نامر جنگ کو نیست نابود کر کے بہت خان وفیہ کو معدوم کیا مظفر جنگ نے اول نصارا کا توسل ڈھونڈ بکرا اپنے امثال واقران پر تغلب کرنا چاہا مگر تسلط میں راجہ راجہ برہمن سیاہ فام کو جو نظام الدولہ کے ادنے قیدیوں میں نوکر تھاریق بنایا اور مظفر جنگ کا محکمہ پارینا راجہ رگناتھ داس کے لقب سے مشہور ہوا مظفر جنگ طالب علی رکھتا تھا مگر خود ستا تھا ملازم لوگ ہر چند اس کی تصدیق کرتے مگر وہ متبلی نہوتا اس کے ایام ریاست میں بالاجی راومہ فوج کے پورنیں سی اورنگ آباد چڑیا اور وہاں کے ناظم رکن الدولہ نے پندرہ لاکھ روپیہ دیکر بھہ آفتابی +

جلوس کرنا سید محمد خان بہادری صلابت جنگ کی ریاست دکن پر بفضل خدا

بعد ازین راجہ رگناتھ داس نے خود بخود وکیل مطلق ہو کر فرانسیسیوں کی دہلی کر کے سید محمد خان مثلاً جنگ بڑے بیڑے صفحہ کو ریاست پر تمکن کیا اور خود معہ جہلہ فرانسیس کو اس کا ملازم ہو کر قاصد اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان نے اسی مقام پر بارش بیکری اسدی المجری لاکھ بھری کو بقصد تنبیہ بالاجی راو کے اورنگ آباد سے نکلا اور احمد نگر کو چلا گیا لشکر بنایا وہاں کو نہ کو متوجہ ہوا بالاجی راو پاس ہزار سواروں مقابلہ پر آیا سید محمد خان نے لڑتے لڑتے بالاجی کو پونہ کے قریب پہنچایا اور آبا دی مرہٹہ جواہر پور دھرمی جلا کر خاک سیاہ کر دی اس لڑائی میں فرانسیسیوں نے مرہٹہ کے دھوئیں اور ادبے خصوص شنبہ چودھم موم ہارم لکھ بھری کو جب کہ چند گرہن تھا اور اس وقت مرہٹہ معہ سرداران کے پرستش خضوف کر رہے تھے جو بہنیں فرانسیسیوں نے دہلی دہلیں شروع کی ٹکس پور پلازین بادیاں پر سوار ہو ہو کر فرار ہوئے اور اوکا طلا سامان پرستش اہل اختلاف کے ہاتھ لگا لیکن افسوس نفاق کا بڑا ہوا اس کو شش و تھوکا نتیجہ کہ خواص صلابت جنگ سے صلح ہو گئی مصلابت جنگ بعد انفعال بتوجہ حیدر آباد ہوا اور اس کے حسب الطلب رکن الدولہ اور مصمام الدولہ باتفاق حیدر آباد پہنچے وکالت مطلق رکن الدولہ کو ملی ناگاہ خبر پہنچی کہ امیر الامرا فیروز جنگ نے دکن کی صوبہ داری پالی رکن الدولہ نے مکر و جلد سے وکالت ترک کر کے جالوچی کے پاس آیا بدین مقصد کہ امیر الامرا باتفاق ہو کر کے آتا ہے جو سالت جالوچی اور بالاجی کو امیر الامرا کی موافقت کرنا چاہی جو وقت کہ رکن الدولہ حیدر آباد سے روانہ ہوا مصمام الدولہ وہیں رہ گیا اور صلابت جنگ کی طرف سے حیدر آباد کا صوبہ دار ہوا جب امیر الامرا نے اورنگ آباد میں انتقال کیا ہو کر ملجاری جسے سند ملک خاندیس اور سنگم اور جالانہ کی امیر الامرا فیروز جنگ سے لیکر عمل کیا تھا ہمراہ مصلابت جنگ کے بارادہ

مقابلہ برادر خود فیروز جنگ سے آیا تھا سیدہ گور نے صلاحیت جنگ سے بھی حاصل کی بعد ازاں رکن الدولہ
کربلا سے آنکر صلاحیت جنگ سے متفق ہوا اور وکیل مطلق ہوا اور مصداق الدولہ کو معزول کر دیا اور کربلا
بھی چونکہ برسات نزدیک آگئی تھی رکن الدولہ اور صلاحیت جنگ اورنگ آباد آئے *

بعض سوانحیات حضوری کا بیان

ماہ محرم یا صفر ۱۱۴۳ھ ہجری میں راجہ ایسری سنگ ولد راجہ جوسنگ سوامی فوت ہوا مشہور یہ ہے کہ کسی نے
زہر دیا اور رانا راجہ اودیو بھی انہیں دونوں گدڑا اور اسی سالین نام جنگ کے کشتہ ہونے کی خبر حسب مذکورہ
بالا حضور میں پہنچی اور غازی الدین خان فیروز جنگ برادر کلان ناصر جنگ نے اوسکا ماتم کیا مگر غرور سے اول
روز مہاجر سندھ کو گور کو نسلحت ماتمی حضور سے عنایت ہو چونکہ حضوری سے نفور تھا تقاضا دیکر
مسند ہی ہوا امر اسے حضور بدرخواست پیشکش عرصہ کر رہے تھے آخر کار روز چار شنبہ ستر
ربیع الاول سندھ مذکور کو نسلحت نہ کور ملے حال اوسکا لکھا جاتا ہے *

آنا صفر جنگ کا ۱۱۴۵ھ ہجری میں حسب الطلب حضور میں خان فیروز جنگ حضور دار دکن کا بیٹا بلانچیش

احمد شاہ ابدلی اسی ۱۱۴۵ھ میں چوتھی مرتبہ لاہور یا سعید الملک شہزادہ ہو کر چار بیٹوں تک لڑا چند بار سخت
لڑائیاں ہوئیں مگر اوسکی دلاوری سے ابدلی دانت کٹتے ہوئے غلبہ کی محال تھی آخر کو یہ سبب غلبہ
آدینہ بیگان کے راجہ کو زائل دیکھ کر محض جانفشانی تھا جان نثار ہوا اور سعید الملک بدرجہا لپاری
مغلوب پیرا تفصیل سکی یہ ہے کہ جب جنگ بدلی آدینہ بیگ خان نے دوستی میں دشمنی کرنا شروع
سعید الملک کو صلاح دی کہ سنکر سی پانہ کلہا پتھر راجہ کو زائل کرنے کیلئے دو ایک روز اسی جگہ پادری
چاپڑ ابدلی تنگ ہو کر خود بخود جاکا جاتا ہے مگر سعید الملک نے آدینہ بیگ خان کی شجاعت اور اپنی جرات
جوانی سے چند قدم آگے بڑھا کر پیرا سعید الملک کا قہقہہ بجان تادہ خالی ہوا ابدلی کو کھینچ کر
زنجیر کو بان پر آگے اور بموجب اشارہ کو بیٹھ بیگ خان کے سعید الملک پر حملہ آور ہوئے اوسوقت
آدینہ بیگ خان نے سعید الملک کو صلاح دی کہ کو زائل کیا کہ طلب کرنا چاہیے جب آدمی بھاؤ سہی نہ کرے
جبکہ بندہ کی عزت قبول نہ ہوئی اگر آپ بندہ حضور میں آئے لشکر فرار ہو جائے چونکہ سعید الملک چہرہ کا زور
تنگ تھا آدینہ بیگ خان نے حمد انجک میں تسلی اور راجہ مذکور سے طلب میں ترغیب دینا چاہی کہ طلب
کیا کو زائل نہ ضرورت اپنے سرداران لشکر کو نصائح پادری کرے اور ہر قدم بڑھایا درسیان میں ایک

کوس کا فاضل تھا چند قدم گیا تھا کہ سرداروں کا متنبہ پیر گیا اور لشکر پر شکست پڑی ناچار پھر واپس ہوا اور
 عہدہ آؤنرش کر کے ابدالیوں کو بگاڑنے کا مقصد میں چلا جاتا تھا کہ ناگاہ سرزمین گولی ملی اور جان شیریں نثار را چو اندر
 فرمایا چون کہ کوزاں دیوان دار الدولہ اور محمد علی تھا اسکے شہید ہو تو تمام لشکر مغلوب ہوا اور عین الدولہ
 ناچار شہر کو لوٹا مفتی عبد اللہ کو پیغام صلح دیا احمد ابدالی نے جہان خان کو مستقبل پر بھیج کر کمال عزت طلب کیا
 اور معین الملک درجنہ لاچار سی کو حاضر ہوا ابدالی نے موردن رحمت فرما کر سپہ مطرف سے صور لاہوری نیابت
 دی اور کابل کو محط عثمان بنوا صوبہ سے لاہور و ملتان ملک بابریہ سے حکمران داخل قلعہ ابدالی ہو کر اوقیت
 میں جبکہ ابدالی لاہور میں معین الملک سوار تھا محمد خان کو بطور رسالت احمد شاہ بادشاہ شاہجہان آباد
 کے پاس معین بادشاہ کو دیے کی آمد آمد نہ ہلا دیا امر اسے حضور نے وزیر الملک مسعود جنگ کو نہایت الحاج
 سے متواتر تحریر کیا کہ ہو کر ملار وغیرہ کی فوج کو متفرق کر کے بہت جلد حاضر حضور ہو اور مدافع عدو میں سامی
 ہو ورنہ مرنے کو ہو کر ملار کو وعدہ زخمی سے تفریق لیکر ماہ رجب سنہ مذکور میں شاہجہان آباد پہنچا جاوے
 ناظر دارلہما سلطنت ہوا تھا اسے محمد دیگر اس سے اتفاق پیشہ کی قبل پہنچو مسعود جنگ کو شاہ درانی سے صلح
 کر لی اور اس کا حکم قبول کر کے قلعہ زرخان، پلجی کے محض کیا وزیر الملک نے نہایت آرزو ہو کر کھلایا کہ ہم بہرگز
 ہو وہ ہمارے گنہگار کے بعد وعدہ زرخان لائے ہیں اور اس کا اتفاق بنا ہی ہے لیکر کثرت بددعا ہی سے ہوں شہر لب
 دریا سے جہنم خیام گزین ہوا اسی ضمن میں جب کہ امیر لاخان فیروز جنگ کو بگاڑنے میں ہونے لگا تو جنگ کی پہلوی
 میں داعی صوبہ داری دکن ہوا تھا وہاں کے دوست و دشمن اسے مستعدی ہوا اور حضور بددعا ہی سے جنگ کے منظور
 نہ کر کے خواب اس وقت میں اس کے قابو پا کر بادشاہ اور امر اسے حضور میں عرض کیا کہ اگر جا پیشکش دکن کو
 صوبہ داری بندہ کو عنایت ہو جس طرح سے ہو سکے گا ہو کر کو راضی کر لوں گا بادشاہ اور امر اسے ہزار منعت سے
 قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکھ دی اس کے پیڑ لڑنے کو امیر الامر کی نیابت کو چھوڑ کر اور ہو کر کو
 ہمراہ لیکر ماہ رجب سال مذکور کو قطع منازل اختیار کیا

وزیر کا شاہجہان آباد میں داخل ہونا اور چلوید خان کا مارنا

بعد ازاں فیروز جنگ اور چلوید کے وزیر الملک نے وہ منہان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوا چلوید خان کے اقتدار سے
 نہایت آرزو ہوا خصوصاً اس سبب سے کہ اس شخص نے ساہیوالی کے صلح کی اور لاہور و تٹان و سوات و گلیا کیونکہ
 یہ امر موجب کشتن بادشاہی کا ہوا چلوید خان اور چلوید خان کے والدہ بادشاہ کی اتفاق سے کھڑے رہا بادشاہ نے
 موجب حکم اپنی والدہ اور فیروز جنگ جہاں خان کے اپنے خالو امیر خان کو قتل کو ہمت نہائی جسے چلوید خان نے

خطاب عطا کر دیا اور اسباب عمارت عمدۃ الملک کی جو بیلی سے مرحمت ہو اواسے سفاس عروج میں پہنچا کر امرایک جم جمی شروع کر دی اگرچہ بعد عروج اکثر ان کے ساتھ جن لوگ بھی کیا لیکن وزیر الملک اس قضیے سے نایب لنگ ہو کر دیر پہنچتے ہوئے ماہ شوال کو خواجہ سرا سے مذکور کی مینافٹ کی نہانہ سوطی کی اور گہر بنا کر مار ڈالا علی بیگ خان نشیمنی شباب جنگ نے زخم کار دیکھ کر کام تمام کر دیا اور یہ امر موجب دغ و غم احمد شاہ ہوا انتظام الدولہ وغیرہ سے دلی اتفاق کر کے وزیر کے برہنہ کا منصوبہ کرنے لگا۔

خان فیروز جنگ کا اورنگ آباد میں فوت ہونا

خان فیروز جنگ مع ہو کر کے ہشتم ذی قعدہ سنہ مذکور کو داخل اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان بہادر صلابت جنگ جو حیدر آباد میں تھا بقصد مقابلہ برادر رہ سپر ہوا ہو کر مرہٹہ نے قابو پا کر خان فیروز جنگ سے تمام ملک غازیس اور جالانہ توابع اورنگ آباد وغیرہ لی درخواست کی فیروز جنگ چونکہ تازہ وارد اور ناواقف تھے اور نیز صلابت جنگ کا مقابلہ اور صوبہ ہا سے دکن کا تسلط کرنا درپیش تھا ملکہا سے مذکور کے سنا دہنئی مہر سے حوالہ ہلکے ملہا کر دیئے اور ایسا ملک مفت میں مرہٹہ کی ہاتھ لگا چونکہ مقدر ایسا تھا کہ راست دکن کو صلابت جنگ کے نام ہو فیروز جنگ سترہ روز بعد داخل ہونے اورنگ آباد کے مرگ معاجات سے ساتویں ذی الحجہ کو دنیا سے چل بسا اور سکے رفقا جو بڑے توقعات سے رفیق خدمت ہوئے تھے طویل ہو کر ہمارا تابوت شاہجہان آباد آئے اور اوسکی لاش دفن کی۔

تھو لیض ہونا منصب میرالامرایک کا فیروز جنگ کو

خان فیروز جنگ کائنات کا جو نام اسکا شباب الدین ہے خطاب موروثی سے سرفراز ہو کر عہد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اور وزیر الملک مسند جنگ کے گہر میں جا بیٹھا اور اسکی بیٹی پر اوسکی بی بی نے ایسی سفارش کی کہ مسند جنگ نے برسرِ ترحم آکر امیرالامرائی اوسو دی لیکن باوجود طاعلی اور خوشنویسی اور زبان دانی خلفہ اور شاعری اور شجاعت کے اس ناحق شناس بے سپاس نے کفران نعمت مسند جنگ کی قتل پر کربا نہی پونڈہ اپنے خالو انتظام الدولہ ولد احمد الدولہ وزیر اور بادشاہ اور اوسکے ماں سے موافقت کرنی مسند جنگ کے اخراج کے درپے ہوا۔

شروع ہونا تنازعہ کا فیما بین احمد شاہ اور وزیر الملک مسند جنگ کے

احمد شاہ نے باخواسے والدہ اور انتظام الدولہ اور احمد الدولہ کے وزیر الملک مسند جنگ کو سپام دیا

کہ تو بچنا نہ اور غلطی نہ ہمارے اختیار پر چورو کار وزارت اپنے تعلق رکھو مفسد جنگ نے بادشاہ کا
نفاق دیکھ کر دربار کی ادورفت موقوف کر دی احمد شاہ نے پابلوسی راہ سے دہلی کی اور ایک تہہ جاکر
عذر خواہ ہوا مگر کچھ مفید نہ ہوا مینوں اس سوال جواب میں گذر شروع ۶۷۰ھ میں کہ ورت ظاہر ہونے
لیکن جب چٹہہ مینے اس سال کے گذر و طرح طرح — حادثہ ظاہر ہونے لگے۔

دغا کرنا احمد شاہ کا مفسد جنگ سے اور مغل کرنا اس کا نائب و غہ تو بچنا نہ کو اور شاہ ہونا یا ہم وزیر و بادشاہ کو

مفسد جنگ وزیر اسی منصوبہ میں تھا کہ کون جال چلیو کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا نامناسب جانتا تھا اور اپنی
زندگی بھی دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا دور دیکھتا تھا حقیقت یہ شخص جرات اور عقل چنداں نہ رکھتا تھا
بنا ایسے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انشام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار تھا لیکن تقدیر نے تو انکے اندر ایسی
کردی تھیں — بہر حال بادشاہ ذوالکرامت کو بہر مملکت خواجہ سرایان و وزیر ہر دو امرا سے مذکور کے ایک پرچہ
خاص وزیر کے نام لکھ کر نائب تو بچنا نہ کو جو وزیر کے طرف سے مامور تھا طلب کیا اور اسکو رقعہ دیکر کہا کہ
وزیر کو پہنچا لے اور زبان بھی چہن چنان عرض کری اوس نالائق نے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے
امر سے وہ نا اذیش رقعہ لیکر قلعہ سے نکلا مجھ کو بادشاہ نے اپنی لوگوں کو حکم دیا کہ دروازے قلعہ —
مسدود کریں اور مردم وزیر کو جیلر سے جو سیر کرین حسب الامر تعین ہونی صبح کو قلعہ — برجون پوچھیں
لگا دیں اور مقابلہ جلی دارا شکوہ — جہان وزیر — بہت اٹھانے لگا کڑا چرب ہد سے وزیر لاچار رہا جو اس
وسوال کے اوس مکان سے نکل کر — جوبلی میں جوتانہ کی دور تھی آیا اور چند روز متناہل رہا آخر کو بادشاہ
لڑائی میں اپنے بدنامی اور نگرانی کا شرہ سمجھ کر اپنے مصیبت کی رخصت چاہی احمد شاہ نے منگور
کیا آخر مفسد جنگ نے بجا جانت دار الخلافت سے نکلا شہر سے دو کوس پہنچے گاہ کیا بدین ارادہ کہ بے جنگ
و عہدال اپنے موبوں کو جاوے اتنی کہ یہ راے بہت عمدہ تھی مگر فتنہ جویان لشکر نے خیالات فاسد
اوسکے ذہن نشین کر — امادہ جنگ کر دیا۔

مفسد جنگ نے کسی کو شاہزادہ بنایا اور خرم رزم کی

مفسد جنگ نے کسی مجبول بے نشان کو شاہزادہ بنایا اور اپنے عیال و افعال کو راجہ ورجل جاٹ —
قلعہ تہ سحر میں بچا دیا اور سورجیل کو اپنی رفاقت میں شریک کر لیا احمد شاہ نے عہدہ
وزارت انشام الدولہ و لد فخر الدین خان کو عنایت فرمایا اور عماد الملک امیر الامرا کو تہہ جاکر

مستند جنگ وزیر ہوا اطراف و جوانب سے فوج طلب کی اور لوگ آپہنچے اور مین سے کجیب خان
 رو بیلا اور چنگو جہاں اور بلوچان وغیرہ میدان اطراف اور سادات بارہہ اور سیواتی خواجہ سرایان احمد
 زمرہ منصب داران اور عمدہ زادہ بچے قدیم مانند محمد ماقو خان ولد سیب الدخان صوبہ دار ٹبٹہ اور
 جامع سیر التاخرین کا والد جو کہ نیازاوغنی صفدر جنگ کے باقیات محاللات خالعدہ کے بہانہ سے قید تھا اس وقت میں
 باقیات معاف اور مورد الطاف شاہی ہو کر بوساطت مانتہ بختا ور خان بعلی کے سرفراز ہوا اور بہر ملک
 نامور معدو گیکر متوسلون کے سرگرم رفاقت شاہی ہو سے آشوب قیامت دار الخلافہ کو نواح میں پیرا
 تہا شروع ماہ رجب ۷۷۷ھ اس کو آغاز جنگ ہوا جبہ میں تک تردد و دور ہو سے صفدر جنگ کے بھی کفر
 رفیق جو با سے نام و تنگ تو خصوص راج اندر گوستائین جسے قلعدہ الہ آباد میں بقاؤ الدخان اور علی قلی خان
 فی رفاقت کی تھی یہ شخص عجب جرات کا تھا وزیر کے رفاقت میں تو بختا اشتہار بادشاہی میں کو دینا تھا اور
 اکثر دن کو ہلاک نہ خاک کرتا لوگوں کو سحر و جادو کا خیال ہوا کہ اسکی توپ و تفنگ ہمیں شورش ہی تو خوار سنی
 دلیری اور دلاوری میں بغیر گوئی بہشت نصیب ہوا اور علم کا مطنہ علم و باطل ہوا۔ ذوالفقار جنگ
 امیر لامر معزول بھی سبب ناخوشی بادشاہی کو وزیر کو پیغام وہ ہوا کہ ہماری فوج شاہ مردان کو چند سے
 تلے رہی اور خود بہانہ زیارت سے جا کر فوج وزیر میں شامل ہوا ادھر غازی الدین خان نے منادی کی کہ جو
 سوار صفدر جنگ کا ملازم ہکا گھوڑا داغ سین رکھتا ہو گا نوکری کو آوے سورویہ مساعداہ اور ساٹھ روپیہ
 شاہرہ پاوے گا اس ندا کے ہوتے ہی اکثر توراتی لشکر وزیر سے برخاستہ ہو کر عواد الملک سے جا ملے
 اور رسالہ سین داغ میں ہزاروں آدمی نوکری شاہی ہوا ادھ ایک دوسری صورت کشمیری اور پنجابیوں کی
 بلوا کی ہوئی کہ محمدی جنڈا کرا کر کے کما کہ صفدر جنگ اصفی ہی غلیظ زمان پر لشکر کش ہوا اس سے مقابلہ
 کرنا بھرتہ جاد ہے اس صداسی ہزاروں عالم چاریری جمع ہو گیا جبکہ ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے
 بے عزت بلکہ مار دالتے تھے اسحق خان اور اسکے بابائی مرزا علیخان اور سالار جنگ اور اسمعیل بیگ خان
 وغیرہ سرداران عمدہ متوسلین صفدر جنگ کے مکانات غارت کر دیئے اسکے حرم میں سورجیل جاٹ
 نے شہر مکنتہ شاہجہان آباد کو یعنی دہلی بسکی آبادی شاہجہان آباد سے کسیدر زیادہ تھی غارت کیا اور
 جان و مال و ناموس برباد کیا اکثر لوگ شاہ باسلہ ولد شاہ محمد جعفر کے گھرن میں اس حال ہو کہ وزیر کو ہکا
 استمداد چوج ہوئی تھے بیان بھی جاتوں نے وہی دست درازی کی جو کہ گذرا قابل بیان نہیں آخر بعد چہ
 سینے کے طرفین عاجز ہو کر خواہان معالہ ہوئے امر اسے حضور اور احمد شاہ نے پیغام آشتی دیا
 صفدر جنگ نے بھی اپنی رضا ظاہر کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کی مملکت سے دو نوصوبہ اوڈہ

اور اللہ تبارک و تعالیٰ صفدر جنگ کے نام بحال رہے اور صفدر جنگ ماہ محرم ۱۱۳۵ ہجری کو روانہ ہو گیا مگر مقبرہ ہوا۔

آنا حماد الملک کا مدد مرہٹہ کو اور انتقال معین الملک اور سلطنت کی حقیقت

حماد الملک نے بروقت جنگ صفدر جنگ کے ہو کر ملہار مرہٹہ کو صوبہ مالوہ سے اور جے آپا کو ناگور سے اپنے مدد پر بولایا تا اور قبل اسکے پہنچنے کے بیان صلح ہو گئی حماد الملک قوم جات سے غبار کرتا تا بس او کو گرفتار میں لیکر سورجیل جات پر چڑھ گیا اور اسے میدان جنگ میں عہدہ برائی مذکبی دیک اور کہیں اور بہت پور کے قلعہ جات میں جا بیٹھا حماد الملک نے مدد مرہٹہ کے سامرہ کیا چونکہ تیسرے قلعہ میں میدانی توپیں پلہ رس منور جا پڑی تھیں لہذا محمود خان کشمیری اپنے مدار الہام کو مدد عرضداشت در خواست عطا توپخانہ کے روازہ حضور کیا چونکہ انتظام الدولہ اسکا خالی غریب تھا جہاں تا کہ بعد فتح جات پر شخصیں بھیجا گیا کہ فائدہ لے برا کر لگا بادشاہ کی درخواست منظور کرنے میں مانع ہو محمود خان نے عہدہ توپخانہ کو تھوڑے تھوڑے ترقیب دیک موافق کر لیا اور ایک دن انتظام الدولہ کے حکام کو اس کے گھر پر چڑھ گیا ہر چند دھوکہ دیا کہ ہوسے مگر کچھ پیش نگی لا چار دوسرے روز قلعہ داسنہ کی طرف ہاگا اور محلات خالصہ شاہی اور مقبرہ داروں کی جائگہات میں جو دار الخلافہ کے قرب و جوار میں واقع تھے قطاع الطریق اور لوٹ مار کرنے لگا اسی ضمن میں سوجھ بونے بادشاہ اور انتظام الدولہ کو عرض کی کہ بسوقت حماد الملک نے قابو پایا باتفاق مرہٹہ کے وزارت اور سلطنت کی بیخ بنیاد کو دسے گا مناسب یہ ہے کہ بادشاہ اور انتظام الدولہ شکار کے بہانہ سے مع کل فوج کے سکندرہ میں وغیرہ کرین اور بشرط معلوم صفدر جنگ کو بھی دجوئی کر کے شریک بنالین تاکہ یہ فتنہ فرو ہو بادشاہ نے یہ صلاح قبول کی بالآخر مع کل بیگات اور انتظام الدولہ وزیر اور معام الدولہ وغیرہ ملازمین اور عہدہ توپخانہ اور سنگیاشیوں وغیرہ کے ٹکڑے سکندرہ سے تین چار کوس پر خیمہ زن ہوا مگر صفدر جنگ کا بھائی اور انتظام الدولہ کو نائب ہوا حماد الملک نے اس شور سے مابہر ہو کر تمام خوجہ سے محمود خان کو خبر دے ملاحت شاہی میں بھیجا تاکہ اسکو اور لشکر کو توجہ کرے وہ حسب الحکم وقت شام حاضر ہو کر منظر ہوا کہ چند ہزار سوار مرہٹہ کسی طرف دوڑ گئے ہیں مگر معلوم نہیں کہ کہاں پہنچ کرین یہ مکر مکر رخصت ہو خوجہ کو سد ہار بادشاہ غفلت شمار اور وزیر نامہ نا تجربہ کار باجوہ واسکے آگاہ کر دینے کے غافل رہے بغیر خیمہ گاہ میں مصروف آرام ہوئے ہو کر ملہار چونکہ نسبت ندینے توپوں کے بادشاہ اور وزیر سے مار کر کشتا تا راہ دیکھا کہ اسوقت جا کر رسد وغیرہ لکے راہ بند کر کے توپ وغیرہ جو کچھ اپنے قبضہ میں تھا اور بھیجا تاکہ بلا شرکت دیگرے جہارت کرے لاجرم حماد الملک اور جے آپا کو بھی خبر ہو گئی

کو چ کب شہنشاہ متہ اسٹیجور کر کے قریب لشکر پہنچا اور اول شب چند بن سیر کر بیان یکمان ہوا کہ مجھ و خان اس قرب و جوار میں آتش افروز جنگا مدہج ہو اس امر کو سہل سمجھ کر تدارک بر متنہ جنہوں آخر شب تحقیق ہوا کہ ہولکڑا ہو چکا اب ہاتھ پیر نہ پیلہ ہو گئے نہ استعدا و جنگ حتی نہ باگانی کی مجال۔ تا مردی اور ناکر نگاری سوا احمد شاہ معد والدہ اور مصمام الدولہ میر آتش خلف امیر الامرا مصمام الدولہ تانہ ووران اور انتظام الدولہ کے بدون اطلاع دیگر روسائے لشکر کے عمار بون میں مستور سوار ہو کر فراری ہوئے اور مل و اسباب جو جہان تھا وہیں پر پہنچا اپنی اپنی جان لیکر دار الخلافہ کی راہ لی جب دیر کے بعد انکے فرار کی خبر مشہر ہوئی اڈنے اور اعلیٰ اپنے حال بخت متروک ہوا جسکی پاس تہوڑا اسباب تھا وہ تو اوس وقت رو براہ ہوا قصبہ سکندر تک پہنچ گئے کہ صبح ہو گئی اور فوج ہو گئی نے پہنچ کر ہانناز محنت اور ممانعت کے تمام لشکر اور اثاث البیت شاہی کو فاخت کیا جسکو جہان پایا اوسکو سوتے لگوئے مہ عاری کردیا ملکہ زمانی دختر فرخ سیر زوہر محمد شاہ معد دیگر برگیاں حرم کے اسیر رہنے ہوئیں اگرچہ ہولکڑے بڑی غرت کی اور وزیر کا اسباب اور جواہرات جو کہ اون عورات کے پاس تھا اون سچ کہ قومن نہ کیا لیکن افسوس جس دروازہ پر سروران اعظم کے جمید سالی تہو وہ لکھ کو ب اکیگان دکن ہوا اور ایک پشیم زخم عظیم ناموس باریہ کے عایدہ حال ہوا۔

عماد الملک نے ترک محاصرہ جاٹ کر کشا جہان آباد کی راہ لی اور بادشاہ کو قید کیا

اور عزیز الدین ولد معز الدین کا جلو س

عماد الملک نے جب یہ خبر سنی دار الخلافہ کو دو راجی آپا نے ان دونوں سردار کے جانی کی بعد خود بھی نالوں کار ہتھ لیا سوچ مل نے خود بخود ایسے محاصرہ سہرا لیا پانی پانی عماد الملک نے ہولکڑا کی اعانت و مصمام الدولہ سیر آتش اور شگیا شیون کو موافق کر کے انتظام الدولہ کی غیر خود وزارت کا متہد ہوا اور مصمام الدولہ کو امیر الامرائی دلائی جس روز کہ وزارت پالی صبح کو خلعت پہنچا و زوق و دیہرا احمد شاہ کو معد اوسکے مان کے دنسویں شعبان روز یکشنبہ شلالہ ہجری میں قید کیا اور عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ کو تخت خلافت پر جلوس فرمایا عالمگیر ثانی کا خطاب دیا ایک ہفتہ کو بعد احمد شاہ اور اوسکی والدہ کی انگہوں میں سلانی کردی

انتقال کرنا صفر خجک کا اور جلوس فرمانا شجاع الدولہ کا مسند پدر پر

صفر خجک اپنہ صوبہ بن ہو چکر مدی اناس پر زخم ہوا اور ایک خاص مکان اپنا اسایش کو لکھتا کہ کو کجا علی آتش

اور دیگر سلطان کی فکر میں مصروف ہوا کہ یکایک ہو سکے پیر میں دانہ بڑی زور سے برآمد ہوا آہستہ آہستہ
 پڑھنے لگا آخر ماہ سورہ طیٰ بنیم ہو چکا یہاں پر چند اطباء نے علاج کیا کہ فائدہ نہ ہوا سندھ مذکور میں ہفتدہم دیوچ کو
 رگڑا سے ملک بقا ہوا مزار پنجہ حضرت شاہ مردان میں واقعہ دہلی مد فون ہوا شجاع الدولہ سندھ آئے
 پد رہوا چند روز اسماعیل بگ خان رائق فائق رہا اور اسے طرح جمیع بزرگان پدر کمال رہے بعد چند سے
 اسماعیل بگ خان ہی فوت ہوا اور یکمین خان خواجہ سرانائب ہوا ذوالفقار جنگ بھی صوبہ اودھ میں
 بہشت نصیب ہوا شجاع الدولہ ہر چند جوان لاو بالی تھا مگر بسبب شجاعت کو تادیب سرکشان صوبہ اور
 انتظام میں چنانچہ یاد شاہ منظم ہوا اور عیاشی میں پھنسا رہا کوکل نیات میں تھرتھاتا اکثر عورتوں کی مباشرت میں
 راغب اور لہو و لعب میں مصروف رہتا تھا لیکن کچھ عیاشی چشم اور عفو و انعام اور ترجم مزاج میں تھا
 تین چار برس اس ماہ و طلال میں گذرے تھے کہ شہنشاہ بھری میں شاہ ابدالی حسب تحریر کیا عالم ملک
 کے وارد دار الخلافہ ہوا اور عماد الملک اوس سے موافق ہوا اور شجاع الدولہ کو ہند نامہ بیان ہستی کو
 باتفاق افواج درانی اور افغانہ بگمش وغیرہ کے جو قدیم دشمن شجاع الدولہ کے باپ کی تھی مدد آیا
 اور شجاع الدولہ اپنی پادشاہی پر پیش لیگیا۔

ذکر لاہور اور انتقال کرنا معین الملک کا

معین الملک خلف قمر الدین خان وزیر و محرم ۶۷۰ ہجری میں بطریق سیراسب سوا شہر سی برآمد ہوا علیٰ خلاف
 یہ جو کہ کور سے کہ دورانیست عارضہ کوچ ہوا اور اترتے ہی رگڑا سے ملک بقا ہوا اور ایک مہمہ اوکو
 روشناس ہوا یہی موجب کیا کہ یہ شخص اپنے لشکر سے کسی ملازم عمدہ کے لشکر میں جو کہ دور تھا جا کر
 روزمرہ کمانا کھاتا تھا چونکہ یہ شخص خوراک کی متاع خوب سیر ہو کر سوار ہوا راستہ میں گھوڑا دوڑایا
 خالت متغیر ہوئی باک روئی تڑپن سو برو سے زمین آیا اور فرسش خالی پر دراز ہوا لمحہ کے بعد خون
 کی قتی ہوئی اور غوراً ہلکا ہوا احمد شاہ ابدالی نے صوبہ داری لاہور کی میر و من اوس کے بیٹے کے نام
 لکھ دی تھی بسبب اس کے منفعتی کے اختیار و مہمت ملی اوس کے والدہ کے نفوذ میں ہوا معین الملک کو
 صد سے فوج بکثرت اور دیگر خرچ بھی بہت تھی حاصل صوبہ و فائز تار تار عایا پر ظلم و جور ہوا کرتا تھا ان
 بیچاروں کی کوئی جاسے امن تھی نہ کوئی آپس میں بڑے در و شریک ہوتے تھے لہذا جب ظلم ہوتا تو عام
 سر پہاں کرتا اور اکال اکال کاغزوہ مارتا گورو گونڈ کا پیر و ہوا سید رحیم آباد ہتھیار تار تار آئے اہل حوث
 صہم ملی ہوئی یہ ذات بے عقل شوہر خالی مشہور ہے کارندوں نے اپنے اپنے راہ پر گیا ملک میں بدعت

کی افزائش ہوئی کہینے لوگ مانند خواجہ سرا غلام وغیرہ کے مدار علیہ ہوئے اسی عرصہ میں میر مراد بھی مراد ہو سکے بلکہ پرخواجہ موسیٰ احمدی داماد معین الملک کا جانشین ہوا ہیکر اسی خان رستم جنگ نے جو معین الملک کے عہد میں گل کا دارالامام تھا جاہک اب بھی بطور سابق رہی معین الملک کی بی بی نے یہ ارادہ پا کر اندرون محل بلا لونڈیوں کو ہاتھ پیر کر دھوئی جان لے لی بعد چند سے خواجہ عبدالغفار ولد سید عبدالصمد خان آوینگیب کی خفیہ تدبیر کو متسلط ہوا اور یکم فرمیں الملک کو قید کر کے صوبہ کی نایب اسپنے نام ابدالی کے حضور سے طلب کر لی امان خان برادر جہان خان نے ابدالی کی طرف سے لاہور پہنچ کر نظم اختیار کیا چند روز جب اسطور پر گزرتا خواجہ عبدالغفار تنخواہ سپاہ کا تنگ ماندہ اٹھا سکا ناچار فراری ہوا اور آبرو سے ریاست خاک میں ملائی دوبارہ صوبہ کی حکومت بلکہ کو ملی بعد ازاں خواجہ مرزا خان نے جو کہ معین الملک کا عہدہ جمادہ دار تھا بلکہ کو قید کیا اور آخر کو صلح ہو گئی۔

لاہور میں عہد الملک کی فتنہ انگیزی اور سالہا میں داغ دکھاتھ سب ذلیل ہونا اور معاہدہ ہونا دار الخلافہ کو

اعتقاد الملک کو منظور ہوا کہ صوبہ لاہور و ملتان شاہ درانی کے گماشتوں سے چھین لیوے اور سرداران رسالہ سین داغ کی سرادیوے جو کہ صفدر جنگ کی وزارت میں نیابت مقتدر اور جمیع محالات خالصہ وغیرہ جو دار الخلافہ سے قریب تھے اونکی تنخواہ میں مقرر ہوئی تھی بس میں عالمگیر ثانی اپنی نامقرر ہوئے بادشاہ کو باولی میں آیا اور والد کو فوجدار سی محالات سرحد اور تائبہ اور پانی پت وغیرہ کی دیگر رعیت پانی پت کی فرمائی چونکہ یہ معاملہ کشن چند کے وسیلہ سے طے ہوئے تھے راجہ ناگر پال کو اس سبب جسد ہوا جاہک معاملہ میں تخیل کرے سرداران سین داغ کو جو محالات کے تخیل فی سے داغ داغ تھے طلب کر کے سمجھایا کہ سید ہایت علی خان جو تمہاری جاگیرات کا حاکم ہوا ہے صاحب مقدور ہے تو اب وزیر عہد الملک سے عیوضی کر کے دو لاکھ روپیہ طلب کرو کہ وہ تمکو دلاوے اگر اوسنے دیا بتور نہ بندہ کسی مسجد کو ہم کو بیٹا ہے وہ دو لاکھ روپیہ تمکو دیوے سرداران مذکور جو نیابت مغرور اور تخیل نے جاگیرات سے طول وچوبہ تھے نیابت فیمنت سمجھی معج کو وزیر کے پاس وکیل بھیج کر مستدعی زر مذکور ہوئے والد مرحوم نے جب یہ رنگ دیکھا اوس کام سے درگزر کر مستغنی ہوا چند لوگوں کے وسیلہ سے استغفا داخل کیا اور خود بھی حاضر بار وزیر ہوا وزیر نے دو گھنٹی والد اور بخت خان اور ناگرمل اور سیف الدین محمد خان وغیرہ مقرر میں سے سماعت کر کے جاہک متوجہ خلوت ہو کہ وکلاء سے رسالہ سین داغ نے بموجب اشارہ ناگرمل کے وزیر سے درخواست زر مذکور معاوضہ کی گئی وزیر نے جواب دیا کیا معاوضہ؟

موجودات داخل کروادو اور اپنی خواہ لوادونہوں اس گھنڈہ سے کہ کبیکو عہد میں چھارے سولہ ذی محال نہیں ہو
 کیا کہ بہت بہتر کسی کو حکم ہو کہ چارے سے موجودات کا جائزہ لیو یہی عہد الملک نے نجیب خان کو حکم دیا کہ تم انکی موجودات
 دیکھ لو اسنے قبول کیا اور اوسکی جگہ سے اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کھلا بھیجا کہ ایک نیمہ میدان میں استدادہ کرارکرتے
 موجودات کو پہنچدیکھی ۔ کلا بھیجی کہ راہ چارہ جوئی اور خیانت کی مسدود ہو کیونکہ بخت خان کی ہزار جہاز کا مالک ہے
 یہ ہے کیونکہ درے کا پس اپنے سوکون کو خبر کی اونہوں نے مذہب کار بلوا میں دیکھ بے باکانہ اشارہ
 کر دیا اور عہد الملک نے تین چار مترہین کے خلوت میں داخل ہوا اوہیں سہی نجیب خان اور راتہ ناگر مل
 اور کشتن چند تھم ناگر مل تو مصدرفساد تھا اوٹھکر چلا آیا اوسیکے چہم نجیب خان بھی واپس ہوا والد مرحوم
 کشتن چند کے برآمد ہوئے کا اشتہار سنایر منظور می لائی اسنفا کا کر رہا تھا ناگاہ کہ بیس تینسٹ سوار رسالہ
 داغ سین کا سراپردہ کے دروازہ پر آکر اپنے سرداروں کی فریاد کرنے لگی تھوڑی دیر میں اور سوار بھی
 آکر انکے شریک حال ہوئے ہر کاروں نے اسکا ماجرا معرفت خواجہ سرا یون کا اندر کھلا بھیجا پھر کشتن کی
 وزیر نے چاہا کہ خود جا کر سمجھاوے والد نے عرض کیا کہ حضور کا جانا منسا سب نہیں اوسنے منانا وزیر نے
 سراپردہ کے باہر کھڑی ہو کر سمجھا نا شروع کیا مین اسی وقت میں رسالہ مذکور کو لوگ قریب دوسو نفر
 جمع ہو گئے عہد الملک کہ باتوں میں مبتلا وہ دیکھ بے باکیاں کرنے لگی والد نے کہا مان مان ستھار شاذادہ پر آپ
 ادب سے عرض من دعا کرو تاکہ رفع حاجت ہو چو کہ جو ہم سہمہ تناسی نے منسا وزیر کو کچھ لیا کسی دیکھ جو اہر
 اوڑیا لباس بارہ پارہ ہوا پکڑی بھی سر سے گری اور کوچہ ہا ہا پانی پت سے پیادہ پکشان کشتن اپنے
 لشکر کو کچھ لے کر فوج وزیر متحیر تھی کچھ نہ کر سکی چونکہ چند روزیات اور اقبال باقی تھا سرداران رسالہ
 مذکور ضرر خواہ ہوئے اور خلیفہ لباس دی وزیر نے منسا سے دعا کی کہ فرم ساقی اب دیر کیا کرتے ہو اگر عزم
 قتل ہو جلد ہی کر ورنہ تم خود قتل ہوتے ہو اگر ارادہ قتل تھا اس بدنامی سو کیا حصول ہوا اسی خیمہ میں
 بادشاہ کا پیغام پہونچا کہ اگر اہمہد الملک کو اسی قیدی حالت میں چارے سے کھالہ کرو تمہاری خواہ جی سے مذہب کی
 کسی نے زبان تری میں یہ پیغام لکھا عہد الملک اس زبان سے خوب واقف تھا غضبناک ہو کر بولا جو منظور
 ہو جلد کرو اونہوں نے غور و نیاز کے بعد فیصل پر سوار کر دیا اور سہی خان دکنی کو خوانی میں منشا لایک ہاتھ
 میں چنور اور دوسرے ہاتھ میں چتری کو چک لے ہوئے اوسکا گھر پہونچا یا بچہ درود کے حسن خان
 دم کی طرف سے اور ترپا اور وزیر آکر سند پر منشا لوگ کو کشتن کی واسطی پر جو ہم لائے اوسنے حسن خان
 کا اشتہار کر کے پوچھا کمان پر لوگوں نے عرض کیا کہ سوار ہو گیا حکم دیا کہ جلعامز کرین بس سوار ہو کر
 حکم دیا کہ جان رسالہ سین داغ کے لوگوں کو یا دین قتل کرین خبرہ وغیرہ غارت کرین راتہ نجیب اب دل

نے جو کم کر کے ایک کٹہری میں اونکا نشان بنا دیا اور تمام شب معروف تاراج رچا اور وزیر بادشاہ سے دیکر ہو کر شہر کو معاود ہوا اور مدت تک فوج واسباب کی درستگی کرتا رہا اور بادشاہ کو اپنے معتد بن کے حوالہ کر کے شاہزادہ عالی گھر کو بھیجا بادشاہ بنایا تھا ہراڈیکر بارادہ بندوبست لاہور میں آد ہوا

عماد الملک کا دوسرے مرتبہ لاہور چلنا اور معین الملک کی بی بی اور بیٹی کو بزور قبضہ میں لانا

عماد الملک نے جسکی طینت میں تیز روی اور فساد محرمتا بارادہ تحریک فساد میں جمیع علماء اور سپاہ فراوان اور شاہزادہ عالی گھر نے شکار کرتے دیکر سیرکنان تنور سے دونہیں جاتے جاتی آدینہ بیگ خان کو متفق کر لیا جب اسکی محبت مستحکم ہوئی اور عماد الملک کو دھیان پہونچا آدینہ بیگ خان کو مشورہ سے ایک فوج سید جمال الدین خان کو سرداری میں مع ایک قطعہ خط موسومہ اپنی خالہ کی بیجا اوسین اپنی بی بی کو بھیجوا سکی لڑکی کو طلب کیا تھا جن الملک کی بی بی نے اپنے لڑکی کو مع چتر وغیرہ چار ناچار روانہ کر کے سطین میں بھیجی — عماد الملک نے جمیع سرداران ملازم کو مع فوج ہمراہ اپنی خالہ کے استقبال کو بھیجا اور با احترام تمام خیمہ میں جگہ دی اور شوہر خالہ سے ملاقی ہوا بعد ازاں بدون اشتعار عباد اللہ خان کشمیری کو بنا بر لائے اپنی ساس کے باغفار تمام بھیجا چونکہ چالیس کوس کا فاصلہ قاصص روانہ ہو کر اکیڑا دن میں حرم سے معین الملک پر جا پہونچے معین الملک کی بی بی بجاہر غافل سوئی تھی حواہ سرداروں نے معیت جیاد کر دیا اور قید کیا عمارت سنکا لکڑ خیمہ میں بند کیا بعد ایک دن آرام کرنے کو روانہ ہو جانے ہوئے عماد الملک نے بعد پہونچنے کے عذر خواہی بہت سوئی اور عفو تقصیر چاہی اور لاہور کی صوبہ داری بعد میں تیس لاکھ روپیہ پیش کش کے آدینہ بیگ خان کو مقرر فرمائی اور دار الخلافہ کو معاود ہوا لیکن معین الملک کی بی بی نہایت آزدہ ہوئی رستہ میں اور نیز دار الخلافہ پہونچکر اسکے نوکروں اور نیز دار الملک کو فحش کے کرتوتی تھی کہ اس حرکت کا ثمرہ اچانک میں جہنم میں احمد شاہ ابدانی آگیا اور قوت تہذیبیت سے مہم ہو کر تمام عالم کی دیرانی ہوگی وہاں اسکا حکم و بیداری خدائی پس از کا رسیا ہی ہے۔

آغا احمد شاہ ابدانی کا قند بار سے شاہجہان آباد میں رناخت تاراج کرنا تہذیب میں قتل عام کا

احمد شاہ نے جب سنا کہ عماد الملک نے معین الملک کی بی بی سے اس طرح گستاخی کی نہایت غضبناک ہوا جلد لاہور آ پہونچا آدینہ بیگ خان تاب مقاومت نہ لایا مانسی اور حصار کو چل دیا اور عماد الملک اپنے

جان بود راعین الملک کو شیعہ بنایا شاہ درانی فی جلد میں کو س کا سفر کر کے دہلی آیا عہد الملک نے استقبال کیا اول متوجہ ہوا بعدہ بسفارش معین الملک مور و مرہم ہوا اور وزیر بواسطہ شاہ و خان وزیر ابدانی کے بقرار پیشکش عمدہ وزارت پر برقرار رہا شاہ ابدانی ساتویں جمادی الاول سنہ ہجری کو داخل قلعہ شاہجان آباد ہوا عالمگیر ثانی سی ملاقات کی سکے شہر کی ناموس و مال میں دست درازی فرمائی کوئی دقیقہ ٹوٹ کسوت کا باقی نہ رہا اہل عزت اپنے ہاتھ سے ہلاک ہو کر ابر و بچا گئی ایک مہینہ شہر میں مظلم رہا قمر الدین خان وزیر کے گھر میں تو صاف جبار و دے گئی ایک تنکا بھی بچھوڑا اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی اغرا الدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی کی دختر سے سرانجام فرمائی بعد انصرام شادی سورجبل جاٹ کی تنبیہ کو عازم ہوا جہان خان سردار کو حکم دیا کہ جاٹ مذکور کو قلعہ تیسرے کرے اور خود بھی عقب سے برآمد ہوا یہ پانچویں مرتبہ ہو کر ابدالی ہند میں آیا عہد الملک نے شاہجان کو ہمراہ اچھی جانفشانی کی جسکے صلہ میں سورہ تغذات ہوا جب پیشکش کی درخواست ہوئی عہد الملک نے عرض کیا کہ کوئی شاہزادہ تیموریہ اور فوج درانی میرے ہمراہ ہو تاکہ انٹر میدی ملکہ دو ابرنگ و جہن سے زرخیر حاصل کر کے داخل خزانہ سرکار کرے تا ابدالی فی دو شاہزادہ ایک ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی دوسرا مرزا بابر دادا عالمگیر ثانی ولد اغرا الدین کو رفیق کیا اور اپنے سرداران میں خان بازخان کو ہمراہ دیا۔

آنا عہد الملک کا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے ملک میں

قبل اسکے تحریر ہو چکا ہے کہ عہد الملک نہایت دشمنی صفدر جنگ سے رکھتا تھا اس سال میں ابدالی کا توسل کر کے مع جان بازخان اور ہر دو شاہزادہ سر قومہ بالا کے عبور جمنا کر کے فرخ آباد آیا احمد خان بخش نے استقبال کیا خیمہ خراگاہ ہاتھی کموزی وغیرہ اسباب پیشکش شاہزادگان اور عہد الملک کو اور افغانہ ملا اور معین اپنی فوج کو ہمراہ کر دیا عہد الملک بیست مجموعی عبور گنگ کر کے قصبہ اودہ کو سد پارا شجاع الدولہ بھی بڑے منتقل ہو کر آمد ہوا میدان سانڈی پالی میں جو سرحد صوبہ ہے پہونچکر مستعد پیکار ہوا دو مرتبہ خفیف خفیف سے لڑا ایمان قزولان طرفین سے عائد ہوئے آخر کار سعد مدخان ولد علی محمد خان روہیلکھ واسطے سے جو کہ شجاع الدولہ کا دوست تھا پانچ لاکھ روپیہ پر صلح ہوئی اور سعد مدخان فی اسی امر میں بھی عنہاری شجاع الدولہ کی فرمائی عہد الملک کو نکر سکا ساتویں شوال سنہ ہجری کو مع شاہزادگان اور جان بازخان وغیرہ فوج کے عبور گنگا کر کے فرخ آباد آیا اور احوال ابدالی کے انجام کار کا منتظر ہوا شاہ ابدالی نے بلغم گدہ کو جو کہ متعلقہ جانان کا قلعہ اور شاہجان آباد سے پندرہ کوس پر تین تین روز میں فتح

کیا اور تمام محافل قلعہ کو قتل کر ڈالا اور وہاں جو بارادہ قتل متہرا جو کہ مشہور معابد ہنود پر روانہ ہوا
جان خان کو مقتولہ پیش بنایا جان خان نے متہرا میں اگر کوئی دقیقہ قتل اور سوخت اور تاراج اور سیر
عیال و اطفال مکان متہرا کا اٹھا کر کہا ملک جاٹ کی لوگ بعض قلعوں میں جا چھو احمد شاہ ابدالی کبر آباد کیا
مرزا سیف الدبیک قلعہ دار قدیم بدشاہی نے بھرت توپ سیکو قلعہ کے گرد آگے دیا شاہ درانی نے جان خان
کو تسخیر قلعہ جاٹ پر مامور فرمایا سردار مذکور نے قلعہ کشانی میں اہتمام کیا ناگمان حضرت و باہنی جلوہ
دکھایا اکثر لشکر ابدالی لغو و برباد ہوئے مجال اقامت نرجی ناچار تسخیر قلعہ جاٹ ہو تا تھا اور جاٹ اپنے ولایت
کو سد بار جب شاہجان آباد کے برابر پہونچا عالمگیر ثانی نے معہ محب الدولہ کے مقصود آباد کے
تالاب پر آکر لڑائی شاہ ابدالی کی حاصل کی اور عہد الملک کا نہایت شاکی رہا احمد شاہ نے نجیب الدولہ
کو بندہ دستان کا امیر الامہ کیا اور عالمگیر ثانی کی حمایت کی سفارش فرمائی۔

کندھاری احمد شاہ ابدالی محمد شاہ و بادشاہ ہند کو دختر مرزا و لیجانما پھیل اور ملکہ زامی کو ہمراہ

مغنی نرجی جب احمد شاہ خلف محمد شاہ قیدیہ اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی میں مراد الملک نے قندھار پایا
ملکہ زامی جو فرخ سیر کی لڑکی اور محمد شاہ کے زوجیت میں تھی اور سیرت میں ہے جو دوسری بیگم تھی اور جسکے
ابن محمد شاہ کو دوسری لڑکی ہوئی تھی پچاسی یہ دونوں زمانہ گذشتہ میں درویشان بدویشان ان بی بیوں
نے صدر غارت مرہٹہ اور کوسا عہد الملک سے اپنا رہنا ہندوستان میں گزرا تھا و زائد الملک اور عالمگیر
ثانی کے زیر حکمرانی رہنا چاہا جب شاہ ابدالی کی موافقت انکو تھیں حکومت میں رہنا چاہتے تھے
دیا اور یہ بھی کھلا بھیجا کہ اپنے لڑکی کی شادی تمہیں کروں گی احمد شاہ ابدالی نے اس امر کو موجب افتخار و شہرہ
روزگار سمجھ کر قبول فرمایا و بین پر اقامت کر کے دختر مذکور کو عقد نکاح میں لایا اور ملکہ زامی اور صاحبہ محل کو
سفر کو بھی ساتھ لے کر لے آئے انکو بھی ہمراہ لیا لاہور کو عازم ہوا بعد ورو اپنے بیٹے تیسرے شاہ کو جان خان دلی
لاہور اور ملتان اور تہہ کے سپہ سالاری پر مقرر فرمایا اور لاہور میں بیٹہ کر کا بل قندھار چلا گیا۔

تہذیب احوال کن کا جو اس زمانہ میں گذرا ہے لکھا جاتا ہے

سوزیہ بوٹھی منظر جنگ کو وقت سے تمغہ کی خاندان میں نوکر ہو کر نہایت صاحب اقتدار ہوا یہاں لوگ
اور راج تہذیب سے وغیرہ محالہ لے کر جاگیر میں لیکر کل معاملات کا مدار علیہ ہوا اور عہدہ الملک سے
خطاب حاصل کیا اور ایک شخص عظمیٰ دکن میں سے مخاطب حیدر جنگ اسکو بھر کر میں صاحب

اسی آشوب میں قابو طلب لوگوں نے اس کے چوتھے بیٹے میر عبد الباقی خان اور عین الدولہ کو بھی باپ کی خدمت میں روانہ کر دیا بعد اس میں تغیر کے امیر الممالک صلابت جنگ اور اسکا بھائی برہان الملک اور مویشیر بوسی حیدر آباد چلے گئے اور آصفیہ ثانی نے برہانپور کی راہ لی ابراہیم خان کارو جو جولوٹا گیا آصفیہ سے جدا ہوا تھا پھر آصفیہ سے جاملہ اور بافتاق میں تو ہم باہم ذکر کو داخل ہوئے اور مالداران شہر مانند محمد نور خان برہانپور وغیرہ کو داندیا محمد نور خان وہی جو سکڑاچی ملہار کی باہم اتفاق سے امیر الممالک حسین علی خان مرحوم کا مرہٹہ سے باقرار چوتھے کا بخش ملے ہوئے تھے عین غم معادہ سے ہفتہ ہم ذیقعدہ سنہ مذکور کو رہا کر دی عدم ہوا اور شاہیسی خندا کہ کھوار میں فن کیا گیا آصفیہ بعد فراہمی زور اور لشکر کو برہانپور سے صوبہ برار گیا اور قصبہ باہم میں چونکہ برار کی بڑی قصبات میں تھیں وہاں کی بعد چاندنی جانوچی ولد گنجوی ہوسلہ سرائیان ہوئیں اور آخر کار مسلح کی تھی بعد معاملہ عازم حضور امیر الممالک صلابت جنگ جو کہ حیدر آباد میں تھا ہوا ہسپتالی کے ضما بین میں طرح طرح کے تنازع تھے پھر امیر الممالک باخرا لاسر امیر الممالک اور آصفیہ ایک طرف ہوئے اور برہان الملک اپنے صوبہ برہانپور کو چلا گیا انھار ہونین ربیع الاول سنہ ۱۱۱۱ قلعہ احمد نگر کو سد اشو ہوا اور اسکی براہی پازاد بالاجی انو قلعہ دار سے سازش کر کے تسخیر کر لیا یہ قلعہ پانچ تخت سلاطین نظام شاہیہ پر اکبر بادشاہ کے عہد میں شاہزادہ دینال نے عبد الرحیم خان خانخانان کو سپہ سالاری میں تسخیر کیا تھا تب سے قلعہ داران خاندان بابر یہ کے قبضہ میں رہا اور یہ شہر قلعہ آباد کیا ہوا احمد نظام شاہ کا ہے کہ سنہ ۱۱۱۱ میں اسے نام سے آباد کیا تھا اور دو سال میں یہ شہر کچال خوبی آباد ہوا اور تھوڑے ہی زمانہ میں سنگ و گل کا ایک حصار تعمیر ہوا اس کے اندر منقش عمارات اور دلکش مکانات اپنے استقامت کو بنوائے اس کے بعد واسکی اولاد قابض رہی اوائل سنہ ہجری میں سلاطین بابر ہی کے قبضہ میں آیا اور سنہ ۱۱۱۱ میں مرہٹہ قابض ہوئے جب فرہادیوں کو انگریزوں سے اس سال میں لڑائی درپیش ہوئی اپنے فکر میں پڑے صلابت جنگ کی رفاقت سے دست بردار ہو کر اپنے مرکز و ملت مقام پھول چری کو چلے گئے اور شوکت صلابت جنگ کی گھٹ گئی دشمنوں کو میدان کا موقع ملا ہوا مذکور کو بعد حوصلہ ہوا کہ نظام الملک آصفیہ کی اولاد کو دکن سے دھوکہ دے کر ابراہیم خان کارو کو اپنا نوکر کیا یہ ابراہیم خان کوئی کمینہ پر فرہادیوں کی نوکری میں توپ و تفنگ کی قواعد سیکھی اور آصفیہ ثانی کا نوکر ہوا بعد مرہٹہ سے متفق ہوا ہمراہ ہوا و سدا شیو کے پونا سے حکمران ہوئے جن جاد ہی الاول کو امیر الممالک صلابت جنگ اور آصفیہ ثانی کے مقابلے پہونچا اس مقابلہ میں مرہٹہ کی فوج ستائہ ہزار سوار کی تھی اور ان دونوں بھائیوں کے ہمراہی سات ہزار سوار تھے انھوں نے فوج سے چاہا کہ او دیگر کی طرف سے دہا ور میں جہان اونکی اور فوج تھی اگر متفق ہوں اور پونا جاوین چونکہ ہمیشہ سے مرہٹہ کی آدمی بطور چوٹی

ملی رہی ہوا اور رسد کا مسدود کرنا اور نیزہ اور سیف سے لڑنا ان کا کام ہوا اور فوج ہندوستانی صبار
کر کے گرد توپین جاکر مقابلہ کرتی رہی سب سے اس مرتبہ ابراہیم خان کی رفاقت سے تو سچانہ آتشبار بھی پہلو
تھا چونکہ فوج صلاحیت جنگ کی سمیت مجموعی رہ سہی تھی اور لڑائی چاہے برابر غیر ہوتی چلی جانی تھی ایسا ہی
کونی وارا کا خالی جاتا تھا اور چونکہ فوج مرتبہ ہمیشہ منفرد ہو کر رہا ہوا ہوتا ہے تو ان کا گولہ ان پر کم تر
اثر کرتا تھا ایسے وجوہات سے اکثر لشکر صلاحیت جنگ اور آصفیہ ثانی کا جان سے سیر ہوا چھوٹا جی ڈی اول
سند مذکور کو بادشاہ نے لشکر صلاحیت جنگ اور آصفیہ کے حکم سے ابراہیم خان وغیرہ مرتبہ پر جا کر سے اور اکثر فاضلین
کو خاک عدم میں لگا کر گیارہ نیزہ پٹنا لیکے اسی روش سے ثابت رہ کر قلعہ اوستہ تک دیا اور پھر دس کوس
پر پہنچ کر بھاؤنے دیکھا کہ اگر صلاحیت جنگ وغیرہ دباؤ پر ہو چکا ہے اپنی فوج سے ملے ہو گئے تو عمدہ برائی مشکل ہو گئی
پانچ سو چھ سو تالیس ہزار مرتبہ کا اکثر ہو کر فوج چٹا دل صلاحیت جنگ پر دبا دالائے
ادب فوج چٹا دل دو مین ہزار آدمی سے زیادہ تھی بعد عظیم کشش و کشش کو فوج چٹا دل بر با گئی
مطمئن خیم زخم میں گر خوار ہو کر دونوں بانیوں کو ناچار کیا کہ صلح علی اور مرتبہ نے حاکم کو نام سے ساتھ لاکھ روپیہ
کا ملک لیا اور مین سے ملے حالات اور ٹک آباد کے علاقہ کے شہر اور پرگنہ جوبلی اور پیرسول اور ستارہ اور تہتہ
سویہ اور بجا پور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ اسیر اور بجا پور سے جاگیرات خاصہ سرکارات مذکور کے مرتبہ کو
قبضہ میں آیا حکم نقد یہ اکثر ہو کر جاگیر سے محروم ہوئے سوائے صوبہ حیدر آباد کے اور بعض صوبہ بجا پور اور
بجا پور اور کسبند پر دیگر نظام الملک آصفیہ کا اولاد کے قبضہ میں نہ رہا وہ بھی بشارت چہارم سے چوتھ
کے جو قاعدہ مرتبہ کا مقر تھا ہر چند اس خاندان میں نہ اتنی فرقہ فاسد ہوا مگر بھاؤ کی بھی آرزو پوری نہونے پائی کہ
لیقلہ آصف جاہ کی اولاد بھی کن کی ملکہ ارمی سے محروم نہ ہوئی۔

حالات قلعہ بجا پور و اسیر کا بیان

رام دیو راجہ دولت آباد و اتھو سے مقبور سلطان علاء الدین خلجی ہو کر پیشکش دینے کو اپنی جان سلامت بچا
لیکھا اور پھر سے عہد سلطان مذکور میں ملک نائب کا فور کے ہاتھ سے مغلوب ہو کر مطیع ہوا اور ہجرہ نائب مذکور
کے حضور شاہی میں آیا اور چتر سفید اور خطاب سے لائے کا پایا دولت آباد میں آیا جس کا نام اول دیو گرتھا
دو بار جب ملک نائب بے ستم سیر دکن اور ہر وار دہوا عارام دیو کو مرنے سے روکا لیکن قائم مقام تھانہ کے
کو باپ کے راہ پر نہایا ایک فوج بنا کر احتیاط جاننے میں چوڑی بعد دفعہ بار کرنا ملک کے ہند میں آیا اور
شکایت قائم مقام مذکور کی بادشاہ سے کر کے اس کی تسخیر کی اجازت لی اور رسم میں عید پائی کر کے اس کو

مارا اور قلعہ مذکور اپنے تصرف میں لایا اور سوقت سے وہ قلعہ شاہان دکن کے قبضہ میں رہا شاہجہاں بادشاہ کی وقت میں حمایت خان نام کسی امرائے شاہ نے بحری میں قلعہ مذکور طبقہ نظام شاہوں سے تسخیر کیا تا تب سے سلاطین بابر کا قبضہ داخل ہوا راجوں کے حملہ میں قلعہ دیو گھڑا دینا و خندق وغیرہ چندان مستحکم نہ تھا تا سلاطین اسلام نے متعدد محاصرہ کیا اور سلطان محمد بن تغلق شاہ نے دولت آباد تمام رکھا اور قلعہ سنگین کو تراش کر خندق جمیع بنایا اور عمارت بلند بنا کر جاہا کہ اپنا دارالملک بناوے اور دہلی کو ویران کر کے میان پر بساے مگر انعام کو کچھ ہوا تھیں بعد چار سو ساٹھ برس کے قلعہ مذکور مرہٹہ کے ہاتھ لگا اور قلعہ بجا پور یوسف عادل شاہ کی تعمیرات میں پچوشرع سلسلہ عادل شاہ پہر اول مئی سے بنا بعد آزان آخر سنہ ۱۱۰۰ میں چونہ پھر ہی درست ہوا اسکے بعد اسکے ورثا قاضی ہوئے اورنگ زیب نے اوائل ذیقعدہ سنہ ۱۱۰۰ میں قلعہ مذکور سکھتہ عادل شاہ اخیر طبقہ مذکور سے فتح کیا اور بعد دو سو ستر برس کے مرہٹہ کے ہاتھ آیا لیکن نجف قلی خان قلعہ دار اسیر فی باوجود احکام تاکید سی سلاطین جنگ کے قلعہ دیو گھڑا کو پھر سر روز کامل مرہٹہ سے جنگ از مار باجب ذخیرہ نمبر ۱۲ در ربع الاخر سنہ ۱۱۰۰ بجی کو صلح کر کے قلعہ حوالہ کیا قلعہ اسیر آباد کیا ہوا اسی آسا اہیر کا پچو کثرت تلفظ سی اسیر لکھا کہتے ہیں کہ وہ عمدہ زمینداران خاندان سی تھا پاداد سے اسکے قریب سات سو برس کے وہاں پر مقیم رہی اور اپنے مولیشی کی حفاظت کے واسطے سنگ و گل سے یہ محاصرہ بنا یا جب آسا کی نوبت ہوئی بہ نسبت بزرگوں کی اسکو کچھ مفردت حاصل ہوئی اسنے چار دیواری خام شکستہ قدیم کو پتھر اور چونہ سے مستحکم بنائی تب سے بنام قلعہ مشہور ہوا نصیر خان فاروقی والی برہانپور نے جو کہ سنہ ۱۱۰۰ میں سلطنت کو پہنچا قلعہ مذکور آسٹے بدین حلیہ فتح کیا کہ راجہ بکلا نے اور انور میر سے درپے ہیں اگر میری ناموس کو اپنے قلعہ میں جگہ دو بڑی مہربانی ہوگی اسنے اقبال کیا اول روز چند عورت و بلیوں میں سوار کر کے قلعہ میں بھیجیں انہیں قلعہ دیا کہ اگر آسا کے قبائل تسخیر ملنے آویں تم بھی تو امن و خلق سے پیش آنا دوسرے روز دو سو نفر جرنانہ آسٹیں سے بلیوں میں سوار کر کے قلعہ میں پہنچائے جب یہ جماعت اندر قلعہ کی پہنچی آسا مبارکباد دینے کو مہماپنے فرزندان و خواصان کے آتا تھا اسطرف سے یہ لوگ بلیوں میں جاتے تھے جو دو چار ہونے کے آسا کو مہمہر انسان راہی عدم کیا یا قیام نہ اہل قلعہ امان خواہ ہو سے نصیر خان اس خبر سے جلد داخل قلعہ ہو گیا تا کہ اکبر بادشاہ نے واقعہ سنہ ۱۱۰۰ میں بابر پسر راجی علی خان کے ہاتھ سے فتح کیا نصیر خان کے عہد سے چار سو ساٹھ برس کے بعد مرہٹہ کے ہاتھ لگا اسی سال میں جماعہ انگلیشی نے قلعہ بند پڑھا کاما مرہ کیا اور غزنوی سیون سے چھین لیا اور وہاں کے مکانات یک قلم کو دگر میدان کر دیے اور

سنگا کول اور راج بڑی وغیرہ محالات جو فرانسیس کی جاگیر میں تھو فح کر لیے۔

باقی احوال عماد الملک و عالمگیر ثانی کا اور انجام شاہ نذکر اور عماد الملک نجیب الدولہ کی سرگزشت

کے بعد نجیب خان روہیلہ کا حال بیان ہو چکا ہے کہ بروقت جنگ صدر جنگ حسب طلب عماد الملک کے شاہجہان آباد اگر مورد الطاف عماد الملک ہوا اور آخر کار نیابت افغانی اور کاروانی اور ہوشیار پور کی اعانت شاہ درانی ہندوستان کا امیر الامرا ہوا عماد الملک لہو احمد شاہ کے فرخ آباد کے طرف آنے کا نشانہ تھا جو سنی اس خبر کے کہ وہ قندھار گیا احمد ننگش کو علی الرغم نجیب الدولہ کا امیر الامرا بنایا اور عازم شاہجہان آباد ہوا اور رخصتہ راہ و برادر تائی بالاجی راہ کو اور نیز ہو کر ملہار کو دکن ہو لیا شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا اور عالمگیر ثانی مع نجیب الدولہ کے حضور ہوا پٹنہ گیس روز توپ کی لڑائی درپیش رہی آخر کار ہو کر ملہار نے نجیب الدولہ کو رخصت کرانے کا حکم ملے گا اور نجیب الدولہ کو باہر دھواں واسباب کے قلعہ میں کال کر اپنے بیٹے کے متعلق سنا سکوت دی دیا اور اس کے ملک کو مہاراجا یعنی سہا پور یا اور چاند پور نیا اور تمام قصبات مارے۔ کو رخصت کیا اور عماد الملک اور احمد ننگش امیر الامرا اتفاق غم کے راتی وفات ہوئے۔

شاہزادہ عالی گہر کے کلہن کی وجہ حضور پور اور آوارہ ہونا درپردہ

چونکہ عالمگیر ثانی و نجیب الدولہ عماد الملک کے طرف سے مطمئن نہ تھے شاہزادہ عالی گہر کو جو اسکا بڑا بیٹا تھا اور خطاب و بعد کی کارکن تھا بعد معاودت شاہ ابدالی کے جانب قندھار اور قبل ورد عماد الملک کو شاہجہان آباد میں محالات پنچ اور ہاشمی اور چرخنی اور ادھی وغیرہ جاگیرین دیکر مخص کیا اور کما کما ہرین واسطے ہندوستان جاگیر کے رخصت کرتا ہوں مگر مقصد یہ ہے کہ چونکہ تم شاہزادہ اور وارث ملک ہو جان تک ممکن ہو پائے نہ کرو اور فوج شایستہ اور رخصت ہو کر ہم پر ہوجا و جب وقت عماد الملک مع دوشاہزادوں ہمارے کوہ درانی کے دہلی کے غزم پڑوے اس وقت اس کے بھتیجے کیواسطے اپنا شاہزادہ عالی گہراہ جب سنگا گہرین عازم محالات ہوا نہایت محل نے جو بادشاہ کے دوسری بی بی تھی اور شاہزادہ کی بعد فوت اس کے والد کو پورے دربار میں کی تھی نہایت شفقت رکھتی تھی و شاہ سیکر مولف کے والد کو محرم مہر پلا کر دربار ہرات اور بیت شاہزادہ کے نہایت سفارش فرمائی آخر کار عالی گہرا غمال کٹوڑہ میں جلوہ افروز ہوا اور اگر شجاعا شہر کو ملازم رکھ کر روانہ مقصود ہوا اوہیں ہی سیر عفر ہندوستانی کو جمع چند کس اور کے اقربا اور ہشتا اور وقار اعظم علیخان ولد سیف الدین علی خان برادر زادہ امیر الامرا حسین علی خان بے دردم کے تھے

جب عہد الملک مرہٹہ کی رفاقت ہو بادشاہ کو زیر قابو لایا اور خلیفہ الدولہ کو حضور نے کھوا دیا بادشاہ کو طوعاً و کرہاً احضار شاہزادہ لاکھ دیا اوسے ناچار ہو کر متواتر شقیات طلب روانہ کئے اور سیف الدین محمد خان کشمیری برادر عاقبت محمود خان کو عہد الملک نے دس ہزار سوار سی بجائے صی طرح سی ہوشا ہزارہ کو لادے شاہزادہ ناچار ہو کر عازم حضور ہوا اتفاقاً مجاہد سرداران ہمارے ہو کر ملہار سی جو عہد الملک کی اعانت پہ لڑا جو جب آئو ہوں تو بیکہ الدولہ کو حضور سے نکال دیا تاکہ اکثر لوگ تو اوسے کے ہمراہ دکن چلے گئے اور عہد الملک تسلط ہوا اوقت مرہٹہ کے یمن سے اسمیل راوانام نواح شاہجہان آباد میں مقیم رہ گیا تھا انفرس یہ اسمیل راوا اٹھاسے راہ میں شاہزادہ سے ملاتی ہو کر مانے راہ لگی حضور ہو کر خود رفیع بنا اور تفسیر محالات اطراف کو دلالت کی شاہزادہ کو اسکی رفاقت غنیمت جالی ہمراہ ہوا لیوا جو جتنا کر کے چند محالات تفسیر کے عہد الملک نے آیتہل کو لایا دیکر شاہزادہ سے سنو کر دیا اوسے رفاقت سی پہلو تھی کی شاہزادہ ناچار دار الخلافہ کو آیا ہر چند عہد الملک نے چاہا کہ داخل قلعہ ہوئے اسے نا منظور لیا علی رداں خان کی حویلی میں ٹھہرا جب ہر ایک رفیقان شاہزادہ اپنی مکانات میں جا اور ترے تہوڑے سی لوگ ہمراہ رہ گئے عہد الملک نے پیغام دیا کہ جاؤ تھوڑا ملازمان سرکار کے حضور میں نہیں ہی یا تو انکو برطرف کیجئے تاکہ محالات جاگیر پر روانہ کر دیجئے تاکہ ہندو بہت سرکار برہمن ہوں اور اوکی تنخواہ بھی ماہ بہ ماہ ملا کرے شاہزادہ نے چار ناچار بعض مسعدین شہر میں رکھ کر باقی افواج کو محالات پر روانہ کر دیا۔ پندرہ سواہ دن کے بعد عہد الملک نے شاہزادہ کو غافل کر کے مزار شاہ نغلام الدین کی زیارت کا اشتہار دیکر فوج جمع کی اور یکایک دس بارہ ہزار سوار کو فرمایا اعلیٰ مردان خان کی حویلی محصور کر کے شاہزادہ کو اسیر کرین فوج نے چاروں طرف سے گیر کر کوٹھون پر چڑھ برق اندازی شروع کی ایک گروہ رفقائی شاہزادہ ہلاک ہوا میر جعفر اور علی اعظم خان نے مستعد ہو کر شاہزادہ سی جو کہ وہ بھی کہ بہت بیٹہ متاع من کیا لاکھ تیرہ مخالف پر حملہ کرنا چاہے اگر قدر ہی اس مملکت سی نجات ملتی ہی ورنہ با آبرو سیر حنت کو جاتے ہیں شاہزادہ نے قبول فرما کر سواری کی اور دریا کی طرقت دیوار توڑ کر نکلا اور نہایت کم فوج سی دشمنوں پر چھا کر اکثروں کو رہ نورد داد ہی عدم کیا اور دریا کی راہ فی الحقیقت اس یکے تازہ نے وہ بہت بزد دکھلائے کہ شام و نریمان کو دھج گور میں ٹھہرائی دس ہیں انفرسی جد ہر حملہ کرتے مخالف کائی سے پھٹ جاتے یہ اپنی راہ لیتو اس طرح حملہ کرنے ہٹا تھے مارتے اسمیل راوا مرہٹہ کے لشکر کے متصل ہو چو اسمیل راوا استقبال کو دوڑا چو کہ شاہزادہ کو استغفار و تبریک دلالت کی تھی نہایت مادم ہو کر عذر خواہ ہوا اور خیمہ علیحدہ بنا بر شاہزادہ اور رفقائے مجموع کی استادہ کر آیا اور ہر ایک کی شجاعت کی تعریف کی اٹھاسے راہ میں ایک جگہ پر شاہزادہ مخالفین میں ایسا ہستا تھا کہ جان بری کی امید تھی خان عالیہ شان علی اعظم خان نے شاہزادہ سے کہا آپ باہر نکلیں جیتے بندہ دشمنوں کا

اسقدر سدرہ ہوتا ہے کہ آپ کو راہ طہا سے گی اور کانفرنس میں وہ جنگ کی کہ پیر فلک دیدہ حیرت منوگران تھا اور آخر کو گھٹا سے زخم سے شاداب ہو کر خندان خندان گلستانِ جنان کو راہی ہوا اقصاء تہل راو نے بظہر بدنامی و خوف سردارانِ دکن بسبب اختلافِ رائے وزیر کے شاہزادہ کو فرخ آباد پہنچایا۔ بھٹہ فرخ آباد علاوہ فرخ آباد بنگش کے ہی وہاں کے زمیندار موسیٰ خان بلوچ ولد کامگار خان کی قریب تین لاکھ روپیہ کے پیشکش گذرانا تہل راو سے مرض ہو کر بجائے خود برگشتہ ہوا شاہزادہ گنجپورہ ہوتے ہوئے سہارنپور نجیب الدولہ کے پاس پہنچا اور کئی آئندہ مہینے شاہزادہ کو اپنے پاس ممان رکھا چونکہ اوس زمانہ میں انقلابِ عظیم بنگالہ میں واقع ہوا میر محمد جعفر خان نے انگریزوں کی حمایت سے تسلط پایا تھا شاہزادہ کو تیس بنگالہ کی دالت کی اور بہر صورت بخوف کہینہ عماد اللہ کے مقدر و زادہ ذکرِ رخصت کر دیا شاہزادہ نے والد مورخ اور میر الدولہ کو واسطے فراہم کرنے بعض افواج اور سامان کی میزان پور میں چور کر خود مراد آباد اور پٹنہ کے راستہ راہی اودہ ہوا راہ میں سعد الدخان ولد علی محمد روہیلہ نے حسب مقدر سامان ضیافت مہیا کیا جب قعبہ موہان لکھنؤ سے سات کوس پر پہنچا بہم جمادی الاول ۱۲۷۱ ہجری میں شجاع الدولہ خلع وزیر المہاک صفر جنگ ناظم صوبہ مذکور کی استقبال کر کے شرف کورنش دریافت کیا اور ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی بعد ازاں ایک لاکھ روپیہ نقد معذرت خیل مورحماری سائبان اور پالکی اور سات راس گھوڑے اور ایک خزان جواہر اور ہتھیار اور خیرہ اور طروف اور دس منزل چکرہ بار برداری پیشکش کا شاہزادہ کی دو گھڑی شجاع الدولہ کی خلوت فرمائی اور دستارِ خاص مع سبزچ اور پالکی سواری خاص جو خس کی تھی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود ناظم الد آباد ہوا بعد طے مسافت کے محمد قلیان سے یکجا ہو کر جیسا کہ سواخ بنگالہ میں لکھا گیا عازمِ عظیم آباد ہوا جان کا ماجرا اوسی مقام پر مفصل تحریر ہو گیا ہے۔

ذکرِ معازعت فیما بین نجیب الدولہ اور مرہٹہ کا اور شجاع الدولہ وغیرہ کی رویداد

جب صفر جنگ نے بنا بر شکست افافہ مرہٹہ کو متفق کیا اور احمد بنگش کی برکھود دالی اوسوقت سے مرہٹہ انترید پر قائلین ہو گئے تھے اور ہمیشہ عدم تعارف صوبہ اودہ اور ملک افافہ سے دست تاسیف ملے تھے اندھون میں کہ عماد اللہ کو نجیب الدولہ سے کینہم پہنچا اوسکی شکست اور احمد بنگش کی تربیت کو موجب ہوا اور علی الزعم شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ کی برطرفی سے احمد بنگش کو امیر الامرائی عنایت فرما کر اس ارادہ میں ہوا کہ خود توبہ نام نہو مرہٹہ کے ہاتھ سے اٹکی تدبیر کرے اور شجاع الدولہ سے بھی

اس طرح پیش آئے وہ بری قدرت خداوند جل و علا کہ افغانہ بھی باوجود اسے کہ شجاع الدولہ سبب
 اور کے باپ کے عداوت تھی ایہ عماد الملک کی عداوت بنجیب خان سے اور اسکا اتفاق احمد شیش
 سے دیکھ کر علی محمد خان روہیلہ شجاع الدولہ سے رجوع ہوا اور اس مصرع کا منہ ظاہر ہو گیا یہ عدو
 شود سبب خیر خدا خواہد چنانچہ دنا سیندھیہ جنگ جو ماہ محرم ۱۱۸۸ھ میں دکن سے ہند میں آیا
 اور اپنے برادر زادہ کے اتفاق سے جاہا کہ تمام ہندوستان کو مسخر کرے سال مذکور نو ممالک
 سفرہ کے ہندو سبست میں گذرا شروع ۱۱۸۸ھ ہجری میں ارادہ فتح ملک روہیلہ و شجاع الدولہ لکھا
 جاہا کہ مبدور یا سے گنگا پایاب گذر کر اول ملک روہیلہ میں آئے بعد ازاں ملک اودہ میں داخل
 کرے عماد الملک نے بھی اس فساد میں اور بھی مرہٹہ کی ہشتا ملک کی بنا برین اول عبور نہا کر کے
 بنجیب الدولہ پر چڑھا بنجیب الدولہ تاب میدان نل یا سگرتال گنگا کے کنارے جو انترہید میں دشوا گونڈ
 مقام مشہور ہے سنکر باندہ کرادہ محاربہ جانیہا چار مینیو برنگال میں توپ و تفنگ کی صدارت و جوق
 کے کان پہنچتی رہی بنجیب الدولہ اور سدا خان اور حافظ رحمت اور دوند سے خان نجی اتفاق
 شجاع الدولہ کو اپنے حال اور محصور بنجیب الدولہ سے مطلع کر کے ملتس ہوئے کہ مرہٹہ انترہید میں
 پہنچ کر اس ملک کی تیز کرادہ رگتا ہو جب پانی دریا سے گنگا کٹھنیانی سے فرو ہوتا ہو عبور کر کے آتا ہے
 جو قوت ہمہ فرقیاب ہوا آپ کے ملک پر ہی دانت لگاوے گا پس سے علاج واقعہ پیش از وقوع
 باید کرد۔ لازم ہو کہ جلد عطف غنا فرمائے۔ شجاع الدولہ ورود مرہٹہ کی قباحت اور ادا
 بنجیب الدولہ کی دور اندیشی سمجھ کر عین موسم ہر سات میں واقعہ ماہ شوال ۱۱۸۸ھ ہجری کو لکھنؤ سے
 برآمد ہوا اور شاہ اباد میں پہنچ کر خیمہ بینو متوقف ہوا کیونکہ طغیانی گنگا کی سگرتال پہنچتی بن مانع تھی
 عبور کی طغیانی آتے اپنے سردار گونڈ پندت کو مودیلین ہزار سوار و پادہ کے معین کیا کہ دریا سے
 عبور کر کے ملک روہیلہ میں بخارا گئیر ہوتے گونڈ پندت شاگردوارہ سوجو ماہین پیار ہو دریا میں گنگا
 پایاب اور تر کر جائد پورنگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات میں واقعہ اطراف امر وہ کے قریب تیرہ
 نوکانوں میں آگ لگا کر لوٹ گیا اور سدا خان اور حافظ رحمت اور دوند سے خان جو بنجیب الدولہ
 کی ملک کارادہ رکھتے تھے اونکا سر پر چڑھائی کا غم کیا وہ لوگ تاب رزم نہا کر دامن کوہ کایون میں
 جا پہنچے شجاع الدولہ اس خبر سے اوٹ ریح الاول ۱۱۸۸ھ جلد تر جائد پورنگینہ متقل سگرتال کے پہنچا
 گونڈ پندت نے گنگا عبور کر کے لوٹ مار اور مسدودی راہ رسد ہو بنجیب الدولہ بدقت تنگ کر رکھا تھا
 اور افغان کے باگ جانے سے جو کوہ کایون کے گائیون میں پناہ گیر ہوئے تو بنجیب الدولہ کو اندیشہ

نہ رہی تھی پچارہ زندگی سے ہاتھ دھوئے ہوئے تھا شجاع الدولہ تائید غنی کا طرح نزدیک پہنچا جس روز چاند پور سے کوچ کیا اٹھارے راہ میں فوج مرہٹہ ظاہر ہوئی شجاع الدولہ کو باج کس پر وضع ہلا وہ تاج چاند پور میں پہنچ کر خیمہ کیا وہاں پر سنا کہ فوج مرہٹہ نے بعض مردم اردو اور گھمے پر جو عقب سے آتی تھے دست درازی کی اور سبوقت انوپ گرگوشائین اور امرارو گرگوشائین کو چھم داران رکاب سے تہ تیغ کر دیا اور سلطان رخصت کیا اور مرزا نجف خان کو معہ پانچ سوار اور بیڑا تقرر کو چار ہزار سوار منہلی سے فرو گاہ مرہٹہ پر پہنچ کر حکم دیا کہ سرائی مانڈلیاں دین سرداران موموت سہری شہید کو سر پر جا پہنچو جسے سدا دیا اور سکا سر زبرد قدم آیا سراسر سر کشون کی سرکوبی ہوئی ازان جملہ انوپ گرگوشائین نے اکثر ان کو بے سر کیا اور سو نفر خیرہ سر رو با بستہ کی انکے سوا اور بھی لوٹ ہاتھ لگی گونبدینڈ شکست فاش کیا کہ جد ہرے آیا تا مجور کر کے دی سر دیا افغان و خیران کل ہاگا اکثر اسباب اور گھوڑی اور آدمی مرہٹہ کے دریائے گنگ میں غوطہ خور فنا ہوئے۔ صبح کو شجاع الدولہ نقارہ فغ بجاتی ہوئے سوار ہوا کہ کما بون کو پیچے ہوئے افغان نے جو اس غلبہ شجاع الدولہ کو خیرائی دلیہ ہو کر شجاع الدولہ سے آئے اور بافتان شجاع الدولہ سگر تال پہونچے اور رنجیب الدولہ کو اس قید سے نکالا لیکن باجوہ غلبہ اور شکست مرہٹہ کو بسبب الذیث اقتدار سرداران دکن کو دتا اور دیکو سے صلح کر لی چونکہ خیر آمد درانی کی مشورتی دتا وغیرہ نے بھی صلح عینیت جانی بندوبست لاہور اور سندھ راہ درانی کو مایل ہوئی وہ او دہر کو چلا شجاع الدولہ جعفر جاد ہی الاول سے لاہور کی کو وارد بلگرام اور نیم کو داخل لکنؤ ہوا

ماجرائے شاہجہان آباد اور قتل ہونا عالمگیر ثانی کا نسبت مکرہی عماد الملک کی

اس عرصہ میں جب کہ دتا اور جنگو نجیب الدولہ کو سگر تال میں محصور رہی ہوئے تا عماد الملک کو بھی طلب کیا۔ بدینا چونکہ عالمگیر ثانی سے صفائی نہ ہوتا تھا اور جانتا تھا کہ بادشاہ مکرہی شاہ ابدالی سے ہم مراسلات رکھتا ہے اور باطن میں غیر طلب نجیب الدولہ اور او سکا بدخواہ ہے اور نیز اپنے حال کو جسکا نام انتظام الدولہ تھا مثل عالمگیر ثانی کے اپنا بدخواہ جانتا تھا اور مان کرتا تھا کہ نجیب الدولہ کا غلبہ دتا پر ہوگا اول یہی غالو خان خانان انتظام الدولہ کو جو قید تھا تیغ کیا اور بعد دو تین روز کے مددی علی خان کشمیری کو تعظیم کر کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور اسے جا کر عرض کیا کہ ایک فقیر روشن ضمیر قابل زیارت آیا ہے کچھ کچھ غور شاہ میں اور شاہی یہ احمق اس کے کہنے سے سوار ہوا جب بجا سے معود پہونچا جبکہ دروازہ پر قائل چھو ہوئے سے متوقف ہو کر بادشاہ کے ہاتھ سے سیف لیکر پردہ اٹھا یا جب بادشاہ اندو گیا باہر سے دروازہ بند کر لیا

مرزا بابر خلعت اعزاز الدین و امام بادشاہ نے اس امر سے آگاہ ہو کر تلوار نکالی اور ایک گوز جمی کیا غلام ملک کے لوگوں نے قید کر لیا اور اسکو قید خانہ سلطانین میں سموا ری پانکی لائے تین چار و ترک فخر فرما کر جوہرین منظر پیش تو خرم کار کو کام تمام کیا اور لاشیں ریگ جنہا پر پتیکدی پلچوں نے بجز زبر جابہ کے سارے کپڑے اور لائے بعد چٹہ پر لے بعض لوگوں نے حسب الامر کشمیری مذکور کے اوسکے لاش کو مقبرہ ہمایوں میں مدفون کیا اور اوسی روز جمی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت پر بٹھایا اور شاہجہاں خطاب دیا کشمیری مذکور اوسکی حراست پر مامور ہوا اور خود ملکہ و فاقہ کو جو نجیب الدولہ سے گرم گرم نگاہ تگیا جو کہ معاملہ نجیب الدولہ کا اصلاح پذیر ہو گیا تھا اور احمد شاہ ابدالی کی آمد آمد قریب گرم تھی دنا لاپور کو راہی ہوا اور عماد الملک بھی اپنی جان کو ڈر کر نزدیک راجہ سورج مل جاش کو نیا پر انفصال قضیہ مرشد کے جا بٹھا اور اوسکے قلعہ میں پناہ گیر ہوا۔

ذکر احوال تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی اور اوپر مرشد کی چڑھائی اور قابض ہونا لاپور و ملتان پر

چونکہ احمد شاہ ابدالی بعد غارت حبلی اور قتل متہر اسکے نشت لاپوری میں اپنے فرزند تیمور شاہ کو معہ خاندان کے لاپور میں چھوڑ کر قند ہار گیا تھا جہاں خان آدین بیگ خان کو جو ابھی جنگل میں جاسے قرار ملی تھی اس نظر سے کہ اوس ملک کا احوال بخوبی جانتا تھا دلچسپی کی اور حکومت و دواہ کی سند اور خلعت پہنچا کر دلچسپی کی خانہ کو رنے اس خدایت سے معزز ہو کر وہاں کی ربط و منسلک میں کوشش کی جہاں خان اور تیمور شاہ نے چند دنوں بعد آدین بیگن کو اپنے پاس طلب کیا وہ سبب عدم الطینان کے کشیدہ ہو کر کہستان چلا گیا جہاں خان مراد خان کو دواہ کے حکومت پر مقرر فرمایا اور بلند خان اور سر فرزان خان کو اوسکی مدد پر معین فرمایا۔ آدین بیگن سکھوں کو جو موہین الملک کے عہد سے کثرت ظاہر ہوئے تھے تعلیم کرتا تھا اغوا کر کے مراد خان پر چڑھایا اور اپنی فوج ملازم بھی ہمراہ کر دی بعد صف آرائی بلند خان نے عدم غی پشتی دیکھی اور مراد خان اور سر فرزان خان بیتاب ہو کر جہاں خان کے پاس جا ہو کر قوم سکھ کو تمام پرگنات دواہ بخصوص جالند کو باشارہ آدین بیگن کے تاخت تاراج کر ڈالا اسی اثنا میں رگھوناتیل اور شمشیر ہادر دلو بہائی بالاجی راو کے معہ ہو کر لہار وغیرہ سرداران دکن کو جو جوار شاہجہاں آبادین ہو چکے منظر سامنے تھا آدین بیگن نے متواتر تحریرات بھیج کر اپنے مدد کو لاپور میں طلب کیا سرداران دکن کو کہ نوید کو منظر تھے متوجہ لاپور ہوئے اول عبدالصمد خان جو مہنایب دوانی حاکم سہزادہ تارگر اور اسکو مقید کیا واپس لاپور لاپور ہو چکے تھے اولان مرشد جہاں خان کی فوج سے بھر گم جہاں خان نے جابر قلعہ فوج کو لڑنا

مناسب نہ جانا مع تیمور شاہ کے بھال اضطراب واقع ماہ شعبان ۸۵۰ ہجری میں کابل کو راہی ہوا اور اسباب و سامان فراہم کر کے چند سالہ چور کر چلا گیا مرہٹہ کے ہاتھ خوب لوٹ لگی تیمور شاہ نے معہ جہان خان کے دریائے گنگا تک دم نہلیا اور بعد عبور حاسے پناہ میں جا پہنچا مرہٹہ نے دریائے جہلم تک تعاقب کیا انیم کا عمل ملتان اور دیرہ غازی خان اور اسکے نواح میں دریائے جہلم تک ہو گیا مرہٹہ نے قریب برسات دیکھ کر صوبہ لاہور بھر بھر پختہ لاکھ روپیہ سالیانہ پیشکش کے آدینہ بنگیان کو بیکشتا ہوا کو ایسی کی گنتا راہ اور شہر بادربند چند سے روانہ دکن ہوئے اور جبکو واسطے تسخیر اجای جیمہ کو قور کر دہلی میں چوڑا بھگت پتھر واقع موضع شہر ۸۵۰ ہجری میں آدینہ بنگیان فوت ہوا جبکو واسطے کی فوج دہلی میں چوڑا بھگت کو جو آدینہ بنگیان کا رفیق تھا حوالہ کی اور دواہ کو آدینہ بنگیان کو بی بی کے نام مقرر کیا اور سا با نامی مرہٹہ کو لاہور کیا صوبہ دار مذکور نے لاہور چوچکر دریائے گنگا تک تسخیر کیا بھگت الدولہ اور افغانہ اور راہا جی ہندوستانی مرہٹہ اور حماد الملک کے ہاتھ سے جان بلب ہو کر اپنے زوال دولت دیکھ رہے تھے لاچار حضور ابدالی میں عرض ارسال کر کے مستعدی ورد و ہند ہوئے احمد شاہ نے جو مرہٹہ کجبارت اور کشتا جی تیمور شاہ اور جہان خان کو ساتھ دیکھی اور نیز امرائے ہند کی درخواست ملاحظہ فرمائی بس عازم ہند ہوا۔

آغا شاہ ابدالی کا لاہور اور شاہجہان آباد چھوٹے مرہٹہ اور تہذیب و تادیب مرہٹہ

شروع ۸۵۰ ہجری کو احمد شاہ ابدالی دریائے گنگا سے ایک سو اتر خیف سولائی اسکے فرادین اور سا با کی فوج سے واقع ہوئی مرہٹہ تاب جنگ نکال کر لاہور بھاگا سا با قریب لشکر ابدالی سے آگاہ ہو کر مفرج دہلی کو راہی ہوا صدیق بیگ خان اور سیوہ آدینہ بنگیان ہی چپا سے فرار ہوئے احمد شاہ واقعہ صفر کو بہستان جمو میں آیا یہاں کے راجہ سے پیشکش لائق حاصل کیا بعد ازاں عازم دہلی ہوا یہ چھوٹے مرہٹہ بے کھ حضرت ہند میں قدم لائے۔ اس وقت میں فیما بین کرتا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کو ہنوز صورت انعام مصالحتوں کی تھی کہ خبر آمد ابدالی کی دہلی میں منتشر ہوئی دتانی سنی اور مسلح کو ناتمام چور کر معہ فوج جو قریب انٹی ہزار کے تھے احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور حماد الملک جو اس کی کمک پر آیا تھا خوف دہلی سے گھبرا کر راجہ سورجیل جات کی پناہ میں گیا راجہ مذکور فرسوں دلا کر کیا بھاگتا پڑا جب احمد شاہ لاہور پہنچا دہلی کے کھرب آباد و رفت فوج مرہٹہ کو ان گناں نام نہیں رہا پس عبور جن کر کر انٹر میں آیا جب میان پونجا سندھو خان اور نجیب الدولہ اور احمد خان بنگیش اور حافظ رحمت خان اور دوسو خان جہلم انٹر میں تھا حاضر خدمت تھے ہی ہوئے بادشاہ نے تو انٹر میں کی راہی اور فوج قزلبی کو حکم دیا کہ براہ تعارف مقابلہ تا مرد و دکر پہنچن

دتا مذکور جب سہرزد پہونچا فوج فراولی شاہی سے مقابلہ ہوا دانیون نے مہرہ کو ہٹا دیا دتا جنگ کنان
 شاہجہان آباد کو انہیں سپروں کو نامیدان باولی میں جو کہ قریب دارالخلافہ ہی پہونچا احمد شاہ دریا
 جس عبور کر کے فوج فراولی سے جا ملا اور دتائی لڑائی کا حکم دیا جو در حکم مہرہوں کو گیر لیا نہایت سخت
 لڑائی درپیش ہوئی دتائے یلوس ہو کر اپنے پیچو جنگو جی کو مع تھوری فوج کو بگا دیا تاکہ دکن پہونچکر
 منظر ہاجر اسے گزشتہ ہوا اور خود مع جمع فوج کو ثابت قدم ہوا ابدالیوں نے وہ ترک و تارکی وہ برق
 لوٹ پکی آوازیں ہوین کہ سارے سردار و سپاہ مہرہ کی باہمال ہوئی یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۱۰۸۸ھ
 میں ظاہر ہوا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے یہ تاریخ لکھی ہے کہ در سلیمان عصر درانی بدقت قتل قاتلین ہنگام
 بد گفت تاریخ میں طغز آزاد بد نصرت بادشاہ عالیجاہ بد احمد شاہ نے بعد قتل دتائے جنگو کا تعاقب کیا
 اور اوسے روز بعد فتح کے پندرہ کو سہرزد اور دی میں جا پہونچا نارول ملک دم نلی اسی ضمن میں
 یہ خبر ہو لکر ملار کو سکندرہ میں پہونچی اوسے جلد راجہ سورجمل جات کو پاس پہونچکر دستہ عالی کہ
 با قاف لڑنا جا پہونچا راجہ مذکور نے جواب دیا کہ فوج ولایت سے میدان نہیں کر سکتا ہوں البتہ جب وہ
 میر سے ملک میں آئے تو محمد پہونچکر تاراج کیا تہ سپہر ہلاؤنگا اوس وقت افغانہ لوگ خزانہ اور رسد وغیرہ
 لشکر ابدالی کو لیے جاتے تھے ہو لکر ملار او نہر دور پڑا افغانہ نے اس خبر کو پاتے جب قدر ہو سکا لنگا پار لگے
 باقی ماندہ ہو لکر نے چوٹکر تاراج کیا ابدالی نے جب یہ خبر پائی شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو مع پندرہ
 ہزار سوار کے ہو لکر کے سزا کو روانہ کیے نامبرہ نارول سے شاہجہان آباد میں ستر کو س رات دن میں
 طے کر کے آپہونچا اور ایک روز دہلی میں آرام کر کے آدھی رات کو جتنا اوترے جمع ہو تو سکندرہ پہونچکر
 ہو لکر کے مقابل جا پہونچا ہو لکر منظر مع تین سولفر کے شنگے پتہ گھوڑوں پر سوار ہو کر ہاگ باقی فوج
 اور سردار قتل و اسیر فوج ابدالی ہوئے کھنڈ خزانے لوٹ ہوئی شاہ ابدالی بھی متعاقب شاہجہان آباد
 آیا چونکہ موسم برسات قریب اور مہرہ کے لوٹ مار سے نواح دارالخلافہ ویران ہو رہا تھا شاہ ابدالی
 نے شرف روید دہلی کے سکندرہ میں چھاؤنی کی جہان کہ اکثر افغانہ کا ملک تھا اور نجیب الدولہ کو بھیجا
 کہ شجاع الدولہ کو واسطے رفاقت کے اودہ سے حضور میں لائے نجیب الدولہ براہ انداؤہ قنوج آیا اور
 شجاع الدولہ اس کے ملاقات کو ممدی پور مضافات طانہ میں پہونچا بعد استحکام عہد و پیمان کی غیبت
 سے ملاقاتی ہو کر مرزا انانی اپنے لڑکے کو نائب صوبہ مقرر فرمایا اور راجہ جینی بادر کو دارالمنام کر کے
 آخر دیقہہ کے کو مع فوج دس ہزار سوار کے ہمراہ روانہ ہوا اور چوٹکر تاراج کو اشرف الہور شاہ ولی خان
 وزیر ابدالی استقبال کیا واسطے آیا اور باہم مشرف حضور سی ہوئے احمد شاہ نے مرہابی کر کے اپنے

فرزند تہور شاہ کو شجاع الدولہ سے معاملہ کر دیا شجاع الدولہ نے اپنے نوبت بھانے کو لشکر شاہی میں
استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف مذاہد ہو اسنے جو افیکہ میری نوبت بخشدہ شاہ ہندو
آپ کی بخشی نہیں اور بندہ نوکر شاہ ہندو آپ کا نہیں آخر احمد شاہ نے اعازت دی اور بعد اتمام تو
شاہی کے تقارن خانہ شجاع الدولہ بھی بیتا متا جب خبر قتل دتا اور نابو دگی لشکر مرہٹہ کی دکن پہونچے
سدا شیو راؤ عرف ہاؤ اور برادر عمر زاد بالاجی راومو فوج اور سرداران نامی اور توپ خانہ گنگا نہ
اور سردار ابراہیم خان گاروی اور سواس راے ولد بالاجی راؤ کے ہونم تدارک واستقام راہی ہندوستان
ہوے۔

آنا سدا شیو راؤ کا سہ لبواس راؤ کو ہند میں اور فتح پانا بادی کا بفضل خدا

جب سدا شیو راؤ بیاؤ بالکمال کرو فرجوار اکبر اباد میں آیا راجہ سو جیل جاٹ نے ہو لکر ملار کے واسطے
سے ہاؤ کی ملاقات کی ہاؤ نے بنفس خود ایک کو س استقبال کر کے راجہ مذکور کی ملاقات کی اور
عما و الملک ہی حوالی مترا میں ہاؤ سے ملا ہاؤ نے ایسی مصلحت دیکھی کہ بالفعل غلیان جن مانع عبور ہے
تب تک شاہجہان آباد سے سفر کرنا چاہیو اس ارادہ سے گئے کو بندہ ہار دز سہ شبنہ سلاہجری کو گنری دن
باقی رہو داخل شاہجہان آباد ہوا اور متعل جو یلی سدا خان کے جا کھٹرا یعقوب علی خان ہونے ہی برادر
شاہ ولیخان و وزیر بادی بادی کے طرف سے قلعہ دار تاتوڑے سے ہما ہون کو ساتھ مستعد واقع ہوا
فوج مرہٹہ نے یورش کر کے اسد راج اور دروازہ خضری پر هجوم کر دیا اور ایک فوج دہلی دروازہ کے طرف
شورش نکلن ہوئی قلعہ میں چند معدودہ منغل برن اندازی کرتے تو فوج چکو کی زیر ہر دھ جو دیوان غلیان
سے متصل فصیل قلعہ کے کھری تھی اس کے طرف ہی کبھی کبھی بندوق کی آواز آتی تھی اور سلیم گدہ سے
ایک نوپ تہور تھی تیجہ گلاؤ لہ باو ہوائی ہو ماتا تا اسوقت میں ہو لکر ملار اور چکو برادر تاد دروازہ خضری
پر کمرے بڑی سعی کر رہے تھے چونکہ دروازہ کے تختہ برنجی اور آہنی تیجہ کو چار کھری کے زد کو ب میں
ہی کچا اثر نہ ہونچا اس عرصہ میں قریب پانسو سپاہیان پیش راؤ کو اور ان کے چھو ملازمان ہو لکر ملار اور چکو
اسد برج کے طرف سے بالا سے قلعہ چڑھ گئے اور محلات سلطانی تک دست بردی کی چوکیا تباہی چوڑی تو
تھے مگر دروازوں کے کشادگی میں متوجہ نہ ہوئے چونکہ قلعہ میں بھی چند ان فوج نتیجہ کوئی ان کے طرف
متوجہ نہ ہوا بعد خبر دس نہیں منغل اور بادی بندوق کے لیے لیکر سلیم گدہ سے آئے دس بارہ نفر مرہٹہ لکھن
ہندوق و شمشیر ہلاک کیا اسوقت مرہٹہ جو اس ہو لکر قلعہ میں زمین پر کو دپڑے اور ملا ملا قلعہ ہاتھ سے

کہو دیا اور سرداران مرہٹہ نے اسعد اللہ خان کی حویلی میں جو قلعہ کفریب پہنچ ہو کر مورچہ قائم کیا اور
 عماد الملک اور سورجبل جو کہ بمعینا سے وقت بھاؤ کی رفاقت میں تھے چندان تسخیر قلعہ میں متوجہ تھے
 دور سے تماشہ دیکھا کرتے تھے مرہٹہ نے محاصرہ قلعہ میں بڑا ہتھام کیا اور پھر سپہ سالار دیو جی بلوکن
 سے ہمراہ لایا تاہین قلعہ کو پہنچ کر ریگستان میں لگائیں اس کے گولہ اسد برج اور برج نمین اور
 محلات بادشاہی میں برابر برکت تھے اور عمارات دیوان خاص اور ملک محل اور موتی محل اور شاہ برج کی
 نہایت شکست ہو گئیں لیکن قلعہ کی ثبات اور استحکام میں کچھ مضر نہیں پہنچا تاہم کہ جنگ بدستور گرم
 تھا یعقوب علیخان قلعہ دار نے جب ذخیرہ رسد مفقود اور امداد ابدالی کا پہنچنا معذور دیکھا مرہٹہ کو پیغام دیا
 کہ بشرط مال و ناموس کے قلعہ حاضر ہے بھاؤ نے اسی کو غنیمت سمجھا قبول فرمایا بعد استحکام مجدد چمان
 کے قلعہ سے محل کرلی مرادان خان کے حویلی میں چلا آیا اور کشتیوں پر سوار ہو کر دیا سے جہاں جہور کیا اور
 احمد شاہ سے جا ملا اور نسیون ڈالچو کو قلعہ وغیرہ حرم سراسے شاہی جہلہ کارخانجات مرہٹہ کے ہاتھ لگو
 بھاؤ نے شاہجہان آباد کے قلعہ دار سی سے نادرشکر برہمن کو سپرد کی ایک برہمن شاگرد دیر غلام زاد
 بلگرامی کا بیان کرتا تھا کہ بندہ مکر بھاؤ کے طرف سے برسم سفارت شجاع الدولہ کے پاس گیا تا مکر کو فائدہ
 نہوا شجاع الدولہ نے مجھ کو مدد کی مدت سے برہمنان دکن ہند پر مسلط ہیں اب یہ لوگ بد عمدہ ہو چکے ہیں
 کسی کو آبرو کے روادار نہیں ہر شے اپنے قوم کے واسطے چاہتے ہیں پس لوگوں نے اپنے حفظ جان و مال
 عزت و آبرو کے واسطے شاہ ابدالی کو طلب کیا اور اس کے ایذا نسبت مرہٹہ کے سہل سمجھی ہے پس
 صلح ممکن نہیں ہے۔ سورجبل ماث بھی اس قوم کی وضع اور نیت دیکھ کر بلا اجازت شاہجہان آباد سے
 اپنے قلعہ بلہ گڈہ کو چلا گیا بھاؤ میں اس قدر تحمل و راسا کہ تاکہ دیوان خاص بادشاہی کو چمت ہو نقرہ
 سے مینا کار بنی ہوئی تھی کہو د واکر مسکوک کی اور اسلیح پر نقرہ اور طلائی آلات مقبرہ نظام الدین اولیا سے
 اور نیز مزار محمد شاہ کمانڈر خود سوز شمع دان اور قندیل وغیرہ کو اکثر واکر مسکوک کر ڈالا۔ القصہ جب بھاؤ دانہ
 گھاس کے قلت سے تنگ ہوا آخر برسات میں رہا یا پر جبر و تعدی کرنے کو ارادہ سو شاہجہان آباد سے
 غنیمت مہم کی اور نوین صفر ۱۱۸۱ ہجری کو محی السنہ کو نام جہاندار سی سے معزول کر کے قید کیا اور
 مرزا جوان بخت ولد شاہ عالم عالی گھر کو جسکا باپ نواح بنگالہ اور عظیم آبادین سرگرم سیجہ تھانہ شاہجہان
 میں تخت نشین کیا اور خانبانہ شجاع الدولہ کے نام وزارت مقرر کی اس غرض سے کہ شاہ ابدالی
 شجاع الدولہ سے بدگمان ہو اور باہم نفاق ہو جائے اس وقت نادرشکر کو شاہجہان آباد کی قلعہ دار
 میں چھوڑ کر خود محل فوج کے گنپورہ کے طرف جہان عبداللہ خان ابدالی اور قطب خان روہیلہ

اور نجابت خان زمیندار تھے اور وہاں سے رسد وغیرہ شاہ ابدالی کو پہونچا کرتی تھی عازم ہوا۔ محمد
عبدالصمد خان وہی ہے جو کسہرند کی فوجدار سیوین مقید مرہٹہ ہو کر خلاص ہوا تھا۔ ہفتم ربیع الاول سنہ
مذکور کو ہواؤ نے وہاں آکر قلعہ گنچ پورہ کا محاصرہ کیا چونکہ قلعہ کا فتح کرنا تو چنانچہ فرنگی کے ذریعہ سے نہایت
مہمل ہے ذرا سی اجتماع میں ایراہیم خان کا ردی قلعہ مفتوح کر لیا اور عبدالصمد خان اور قطب خان
مقتول ہوئے گنچ پورہ کی لوٹ شروع ہوئی اس خبر سے شاہ درانی نہایت غصہ بنا کہ ہوا ہنوز دریا سے چین
پایاب نہوا تھا کہ چہدہم ربیع الاول سنہ مذکور کو مع فوج قطر موج پاک پٹ کے گناٹ سے شاہجان آباد کو
قریب بموجب سنا بی شجاع الدولہ کے گھوڑی ڈال کر بعض پایاب بعض تیرک پاز ہوئے اس طرح سے
بار و مینہ کا بھی عبور ہوا تا وہاں دلیہری اور بے باکی سے متحیر ہو کر گنچ پورہ سے باوجود یکہ عازم سہرند کا
بلجھاری معاودہ ہو کر پانی پت آیا اس وقت میں چالیس ہزار سوار جہاز اسکے ہمراہ تھے اور شیش ہزار
برادر بالائی راو اور حبیب اس راو ولد بالاجی راو جو کل سپاہ کا سردار تھا اور اسکے علاوہ ہر ایک شخص
اسے تھوچ سہا ہی کر گنت پر با ششائی فوج ہواؤ کے اپنی اپنی جمیت سے نہایت معزور تھا اور ایراہیم خان
محمد سی بارہ ہزار ہندو قچھاتی اور توپ خانہ فرنگی سے ہمراہ تھا باوجود اس قدر اندام اور اجتماع کی
میدان میں ابدالیوں کے مقابل نمودار ہوئے بوجہ اپنی نہایت بے باکی پت کے شمالی طرف کر دے لشکر
کے حصار آتشبار تو چنانچہ کا بنایا اور ایک خندق بھی کھود کر اوسکی پٹی سے دو سراحتار تیار کیا بعد
اسکے اس بند و بست کے یقین روز گذرے پر لشکر ابدالی کیسویں ہا ہڈ کوڑ کو مقابلہ پر آجہو چاؤ جنگ
قراولی توپ کے ہنگامہ پانی بند و بست سے شروع ہوئی اور ماہذ کوڑ کو مقابلہ سنکر مخالفین کا اثر سے ہلکی
مخالفین کے گرد مناظر ہو کر رسد و سی راہ رسد وغیرہ میں سامعی ہوئے ایک دانہ کا پھونچنا دشوار ہوا
مگر لاہور کے طرف سے بہرہ مرہٹہ کے لشکر کی پیٹھ تھی آگاہات جولہ سہرند کو دشوار زمینداروں میں تھا
بیمجا کرتا تھا درانی اور سپہری جاگر سے جب احمد شاہ درانی نے دیکھا کہ باوجود اس قدر تنگ کرنے کے
مرہٹہ توپ کے زخمیہ سو نہیں کھلتا لاچار ۲۰ ربیع الاول کو حکم دیا کہ تو چنانچہ پرورش کریں جہان خان
اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ اور عقب اسکے شجاع الدولہ اور احمد خان بٹالش اور حافظ ختم
اور دوند سے خان اور فیض الدخان ولد علی محمد و سہیلہ اور اسکے پشت پر احمد شاہ ابدالی محمد شاہ
ولی خان وزیر جو اشرف الوزرائی کا خطاب رکھتا تھا مستعد ہوئے اور ہر سو مرہٹہ بھی آمادہ ہو کر
ایک بان کے فاصلہ سے سنکر سو ٹھکر ٹھکرے ہوئے بعد کو ششیں بسیار کے یعنی ابتدائے وقت
طہر سے جب تھوڑا دن رگبار و مہیلہ پیادہ جو نجیب الدولہ کے ہمراہ سیوین دس ہزار کے قریب تھے

بند و ق کی لڑائی کا احاطہ سنگرمین کو دے کے مخالفین سخت ہوشیار ہو گئے بلونت راو باو کا سالہ گولی لگا کر مڑی سے گرا اور نبردِ پیادہ پادھم کی سخت منزل طر کرنا پڑی ناگاہ تاریکی شب نے روشن ہو کر دوست دشمن کو جدا کر دیا اور چیلہ جڑہ دستی کر کے سنگر سے برآمد ہو کر مستدارم ہو کر اسی اثنا میں خبر آئی کہ گوبند پنڈت مکا سد نفع اٹا وہ تعدد دس ہزار سوار اور خزانہ ہیشمار اور غلہ بسیار جنسا کے اوسط مقابل شا جھان آباد آپہونچا ہوا ارادہ رکھتا ہے کہ مرہٹہ وغیرہ مخلوق نجیب الدولہ کو شارت کرے اور براہِ استنباط بالابالا کچھ پورہ کے گھاٹ سے اور ترکر شامل لشکر بھاؤ ہوا شاہ ابدالی نے عطائی خان درانی اور عبداللہ خان کے فرزند کو جو گنج پورہ میں مارا گیا مع پانچ ہزار سوار کے پنڈت مذکور کی تنبیہ پر مقرر فرمایا مشارالیمہ اگرہ اور باگ پت کے گھاٹ سے اور ترکر شاہ درہ میں پہونچے ناؤ لشکر کرنا یہاں جو دو کھانقا قلعہ دار تمام ہل پہونکے قتل کیا اور وہاں سے غازی الدین نگر میں پہونچ کر جوشا جھان آباد سے چہ کوس پہونچو مرہٹہ وہاں پر تھے اونہیں غیر تیغ کیا پہر جلال آباد کو سد ہارے جان گوبند پنڈت اور تڑپواتا اور اسی روز وہاں پہونچا تھا غرض کہ پہونچو ہی پنڈت مذکور کا سوار دیا ہزاروں روپیہ کا مال و اسباب گھوڑے تو ہتھوٹ میں ہاتھ آئے یہ گوبند پنڈت وہی ہے جو کہ سکر پال کے محاصرہ میں مجبور کر کے مصدر فساد ہوا تاہم واقعہ ۹ جمادی الاول سنہ مذکور کو واقع ہوا۔

اخیر خجک مرہٹہ کی اور بڑ نشان ہونا قوم مذکور کا ہند سے

جب محاصرہ کے دن بہت گزرے اکثر سخاست وغیرہ مرہٹہ کے لشکر میں جمع ہو کر باعثِ نقص ہونی لگی۔ قحط و فحشا کی۔ یہی بلارِ فاقہ کو حاضریہ ہوئی اکثر ضعیف لشکر ہونکے سے خالی پیٹ زندگی کو دن بہر کر روانہ عدم ہو سے مصویرین نے تنگ ہو کر باہم قرا کیا کہ آخر تو مرتے ہیں بہتر یہی ہے کہ ایک مرہٹہ باہم ملے ہو کر مخالفت پر جا کر مین جو کچھ مقدور ہو رہے ہوں گے آخر کار ۹ جمادی الاول سنہ ۱۱۰۱ ہجری کو فوجیں آراستہ ہو گئے اور ابراہیم خان کو مع توپ خانہ انگریزی رو برو کر کے سنگر سے نکل کر ابدالی کی طرف چلے سرداران ہند اور افواج ابدالی نے اس قدر فرصت دی کہ فوج مرہٹہ ہر ہر کھو ہو سے میدان میں گئی جب توڑا سا فاصلہ مقابلہ میں رہ گیا ابراہیم خان نے گولہ اندازی شروع کر دی اور بلاو نے اپنے ملازم خلیہ کو حکم دیا کہ آگے بڑھیں وہ بگ بٹھ فوج شاہی کے مقابل آپہونچے اسکے بعد شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روساے لشکر دستِ ہشتم شہر ہو کر مخالفین پر حملہ آور ہوئے اور سزاوالاں مرہٹہ کو زیرِ شک و جزا کر لیا جب مانند بخت برگشتہ کے اوکاٹنہ پہر گیا خان ریزاوسکے سر پہا پہونچے اسی حملہ میں اکثر

ملواری کے گھاٹ اور تکرگوں کا تھانہ حلقہ بیٹھن میں جاگس مردان پیر اس ہندو فراری بیوی بہاؤ اور لہو اس کو
 وغیرہ فوج قراولی کی شکست دیکر کہیں نہیں تھیں ہزار ہا فراری شروع الدولہ اور نجیب الدولہ اور بادشاہوں پر حملہ
 آور ہوا ہر جگہ کی اواز سے ہر طرف بگیا اس طرف سے حملہ فوج اور دیر کی خصوصیت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
 نے اپنی فوجت اور دیر کی افغانی ایک گھڑی تک زمین و آسمان گرد زمین پھان ہوا تو بکلی گرج و غم
 فی ملک سے روعد و برقی کی انکسین جیکے تین ہر طرف خون برستا تھا اور سب کچھ بیٹوں سے فک کے دامن میں
 دان فک تھا جس کے نام صبح و شام شغ کی نام سے پیدا رہتی ہیں اسکے بعد معلوم ہوا کہ خلق کثیر شکر مرہ سے
 سرخرو عدم کو فرار ہوئی سرداران اول سے لبواس راو اور بالاجی کا لڑکا عین جوانی میں فانی ہو سے
 اور اس کے عقب میں سپہ سالار سردار شیروا بہاوی بانی کی ہشتائیں میں یکے تار مردان فنا ہوا
 اور بیکو وغیرہ ایسے سرداروں کا کون ذکر ہزاروں تہ تیغ آئے بعد یہ نظر جاتی تھی اس پر اس پر لاش دکھائی دیتی
 تھی وہ کثرتی میں خاتہ بالین ہوا نہ وہ لشکر تار کرد و فروہ ہزار غلام و رکنیز و کچھ نہیں بچا اور اوٹلی
 و سوار کی اولاد تھی ابدالیوں کا سیر میو سے تھی چراہرات اور نقوادیوں اور بچا نہ اور پیراس ہزار
 ہزار اور دو لاکھ پیل اور کئی ہزار اونٹ اور پانچ ہشتی کوٹ میں ہاتھ لگو بعد قتل کیا اور اس فتح کے
 عدم غمی تاروئی تیا سرخ فطم کی سے شاہ بہاؤ را پس زدن کا پشت بہ کردہ در آغا زور ایا صر فتح بہ سوار کا
 ہر خوش نواخت بہ شاہ درانی نمود و باز فتح بقیۃ السیف ادارہ و شہتہ او بار ہو سے۔ عیا یا ہندو
 اپنی امرادی سے جو کہ طبیعی ہو اور نیز مرہشہ کہ دلبری سے کسی پر انکشا نکلیا اور قتل و قید و نارت میں کوئی مقید
 و نما نہ لکھا شمشیر مادر برادر علاقہ بالاجی را و ولہ باجی را و نے جو کہ کچھ کے بعض سے متا غار تکر وں کو ہاتھ
 سے نین را و گزیر میں رقتہ اسبل کیا سرداران نامور مخالف سے کوئی ہی جان بر زمین ہوا مگر دوش شخص
 ہو لکھ ملار اور پیل سید چہا جو ہزار خرابی مالو پوچکر نوٹا گیا بعد و فوج اس شکست فاجش کے
 بالاجی ہی طبع مرگ ہوا پانچ عین پندہ دن کے بعد اوٹلیوں و قید و سنہ کور کشتائی ہوا و روپر
 ہوا اور چند روز قبل تلف ہونے بہاؤ وغیرہ کے باسدیو دھت جو اور نگ آباد میں رہتا تھا داخل جہنم
 ہوا اور اپنے مریدوں کو بھی رہنما سے فنا ہوا بالاجی نے چند میں پیشتر یعنی موت سے حقداران دیات
 کے رسبات یاخذ مقدم اور چواری اور گاؤں اور جام و بنگو وغیرہ کے ضبط کر کے اجارا دیا تھا اور اس
 طریقہ سے ہی رو بہ حاصل کر کے داخل خزانہ کیا تا آخر یہ فضل نامبارک ہوا ہنوز یہ بدعت کل پرگنات
 میں جاری تھی کہ خود اپنے مزاج اصلی کو چا گیا۔ شاہ ابدالی بعد اس فتح کی پانی پت سے کوچ
 کر کے ذیلی میں منزل گزین ہوا بعد و توقف چند روزہ ہند کی سلطنت، شاہ عالم اور شجاع الدولہ کو

وزارت اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی دیکھا اور دونوں سفارش موافقت کر کے اور شاہ عالم کی نیابت میں مرزا جان بخت کو مقرر کر کے سب بندوبست کر دیا شجاع الدولہ بھی شاہ عالم کی سفارش کی اور خلایع فخر مع اسب و میراث خاصہ لطف فرما کر صوبہ آودہ اور الہ آباد کو خدمت فرمایا اور خود شاہ شائندہ شہنشاہ سنہ مذکور کو روباغ شالہ مار دہلی سے بقصد قندھار مراجعت فرما ہوا تاریخ اس معاودت کی (مر اجعت قندھار) سے نکلتی ہو اور لاہور پہونچ کر نائب اپنا چھوڑا۔

معاودت کرنا شجاع الدولہ کا اپنی صوبجات کو اور ان صاحب تنہا ہی بادشاہ صوبہ مذکور میں

شجاع الدولہ ماہ رمضان سنہ مذکور میں صوبہ آودہ کو معاودہ ہوا قطع منازل کرتا تا کوئی رفیق اسکا کسی سید صالح سید بخت علی تھا وہ بیان کرتا تھا کہ بروقت جانے کی ہنسنے ہوا رکسندھ کے میدان میں اکثر لاشیں پڑی ہوئیں دیکھیں اور نہیں سے ایک جوان سی سال کی لاش مکلف لباس سی آرمہ پہنیں تاب کاسے ڈاڑھی کشادہ پڑی تھی بلکہ سید ہوا تھا سیطرح بروقت والہی کے بھی صحیح و ساطع ہوا اور لاشوں کا تو پتا نہ تھا یا زون نے کہا شہید ہو مخصوص ملاعباس فی جاہا کہ کفن دیکر دفن کر دینا مگر ملاعباس نے منع کیا کہ شہید کو کفن کیا ضرور پس اسی لباس سی مدفون کر دیا۔ القصد ماہ رمضان میں شجاع الدولہ اپنے صوبہ میں پہونچ کر لکھنؤ سے ملا توفیق برآمد ہوا اسیں وز کے عہد میں سید نور فرید خان کے پہونچا جیسا کہ دفتر دوم میں واقع سوانح بنگالہ اور عظیم آباد کی تحریر ہوا ہر شاہ عالم عظیم آباد سے اسے سید راجی میں آیا ۱۶ ذیقعدہ کو شجاع الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کیا اور باہر مقام ہوسے نکلی پہونچے گنگا پر نل باندھ کر ہندی الحو کو عبور کیا الہ آباد میں مجیم ہوا البتہ کو جا جو میں پہونچ کر چاؤنی کی دوس جاو میں جو مرہٹہ کے گماشتہ تو یکلم نکال دے گئی اور بادشاہی عمال بہرتی ہوئے بعد انقصائے موسم برشکال کے نیم ربیع الاول ۱۷۷۷ ہجری میں کالپی کے طرف متوجہ ہوا اور اپنے صوبہ میں راجہ جی کو نائب مقرر کیا شاہ عالم کو ہمراہ لئے ہوئے کالپی آیا بیان سی ہی مرہٹوں کا اخراج کیا واپس جہانسی پہونچا چند روز قلعہ دار مرہٹہ لڑا آخر پانچویں ربیع الاول ۱۷۷۷ ہجری کو قلعہ مفتوح ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے حکومت نہ بنایا تھا ۲۱ ماہ حال کو ہفت پانچ کا خلعت مع چار قب اور ملازم وارید اور قلمدان صحت عنایت ہوا اور ۱۲ ماہ مذکور کو مرزا المانی خلف شجاع الدولہ دیوان خاص کی دار و طی کر سرفراز ہوا۔

بعض سوانحات دکن جو اسی وقت میں سرگزشت ہویا تحریر ہوئی ہیں

جب کہ تاریخ ۱۹ ذی قعدہ ۱۷۷۷ ہجری کو بالاجی راؤ پٹھان اور ریاست اوکھی جی میں مادہ ہوا و کو جو

صغیر تھا اور نیز اس کے بھائی رگناتہ راو کو ملی شہلا بھری مین آصف جاہ ثانی نظام علی خان مع فوج اور امیر الممالک ملا بہت جنگ سید محمد خاں قلعہ بندر سے نکل کر اول خدا معلوم کس ارادہ سے اورنگ آباد کو متوجہ ہوا اور رگناتہ راو اور مادہ پورا بھی مع فوج سنگین پونا سے متحرک ہو کر شاہ گڑھ کے میدان میں آیا طرفین سے مقابلہ ہو گیا اورنگ آباد تک زو و خورد واقع ہوئے آصف جاہ ثانی نے بہرہ و بھگاہ زاید کو اورنگ آباد میں چھوڑا۔ سید الاول کو بقصد پونا کوچ کیا اور مرہٹہ کو پونا سے سات کوس اُدھمک پہنچایا یا اٹنا سے راہ میں شہر تو نکلا کہ جو دریا سے لنگ کے کنارے کثرت بختاؤں اور مناظر سے آبادی جلادیا اور غیش بیداد سے بختاؤں منہدم ہو کر زمین دوز ہو گئے نزدیک تاکہ پونا بھی اسی نوبت کو پہنچا ناگاہ ناصر الملک میر منگل خان چھوٹا بیٹا نظام الملک آصف جاہ کا بسبب نفاق باپ کی اور راجہ راجہ جوشکر آصف جاہی کا عمدہ سردار متا بوجہ مذہبی منحرف ہو کر با اتفاق ہمدیگر مرہٹہ سے موافق ہو گئے اس امر کے ظہور سے مرہٹہ نے آصف جاہ اور امیر الممالک کا پلہ ہلکا پا کر دوسرے روز چاروں طرف سے پورس کر دی اور تو بختاؤں نے مقابلہ پر لگا کر گولہ اندازی شروع کر دی نکلا اور ان آصف جاہی نے اپنی تو بختاؤں سے حکم قوت باہی دکھلائی شروع کی شمشیر صاعقہ بار سے خرمن حیات بداندیش مین آگ لگانا آغاز کیا اکثر مئی زمین آب تیغ سے ناکر عدم کو سد بار سے از بسکہ معتدین اور افسران مادہ پورا اور رگناتہ راو کے ایک جماعت شیر طبع جنگ شمشیر ہوئے مرہٹہ کی قدم در ملیے وغامین نہ شہر سے میدان جنگ سے علیحدہ ہو کر کنارہ پڑا ادھر مرہٹہ کے دلین یہ خیال آیا کہ فوج آصف جاہی اس قدر مسافت طے کر کے اس قدر نزدیک آگئی ہو کہ کہ اب پونا صرف سات کوس باقی ہے اب جمع ہوئے پونا میں بھی پہنچ جائیگی او دہر سکھ پونا بھی آن کر فریاد خواہ ہوئے کہ تم ہمارے خاندان کو مسلمانوں کو ہاتھ سے برباد کرنا چاہتے ہو اب مادہ پورا و نئے چارنا چار دو طرف سے محاصرہ میں پڑ کر صلح کا پیام بھیجا اور بعون اس صلح کے صوبہ پنجاب بنیاد اور صوبہ بندر جب سستا ٹیس لاکھ روپیہ کا آصف جاہ کے نذر کیا۔۔۔ القصہ یہ مصالحت چھ مئی بمادی الثانی سنہ ۱۱۰۰ واقع ہوا اور اسی تاریخ کو شاہ ابدالی نے بھی ماہ و پرفخ پانی غرمنک بیان سے آصف جاہ نے کوپ کے راجہ راجہ کے کمالات کو جانب بچ غرمت کی اور جو لغو حرکت اس سے ظہور مین آئی تھی اس کے عون میں اس کا ملک پایمال کر ڈالا اور آغاز موسم برسات میں جو چھوٹی مئی شہلا بھری کو چھاؤنی کو ارادہ میں داخل قلعہ بندر ہوا اور اسی روز امیر الممالک کو قلعہ مذکور میں قید کیا امیر الممالک ملا بہت جنگ ذی ایک سال تین مئی چھ روز قید خانہ کے کڑی تھیں اور آخر کار روز چھ شنبہ بستر جمع الاول شہلا بھری کو زندان سے رخصت کر ڈیا اور اسی پانی اور شیخ محمد ملتان کے جوار مرقد میں دفن ہوا اور آصف جاہ ثانی نام قلعہ بندر میں مقیم تھا وہاں

شاہ عالم علی گڑھ کا مشرف توفیق صوبہ داری دکن کی راجہ من امیر الممالک صلابت جنگ صا در ہوا اس کے استقبال کر کے ایضاً بلطہ معرکہ شرف مطالعہ حاصل کیا اور برہمن مجھ بیدی راجہ پر ناتوت کو مختار و مدار علیہ معاملات کا کر کے کارہا سے ملکی اوسکے حوالہ کیے اور رگناتہ راو اور مادہ پورا و نے بعد صلح کے پونا میں برسات بسر کی اوسی منمن میں واقعہ شہلا جری منہا بین چیا اور بیٹے کے مخالفت ہوئی مادہ پورا و کے کارگزاروں نے چاہا کہ رگناتہ کو قید کرین رگناتہ راو نے اس ماجر سے باخبر ہو کر مع چند لوگوں کے ناسک کی راہ کی محمد مراد خان بادراورنگ آبادی نے جو عمدہ نوکر آصفیہ کا مرہبون کے تہمت پر مامور تھا رگناتہ راو کے منہ پر کلنگ کی خبر پا کر چودھویں ماہ مفر کو سوار ہوا اور نواح ماسک میں رگناتہ راو کو پایا رگناتہ راو جو نہایت سراسیمہ ہو رہا تھا اس کے پہونچنے سے مطمئن ہوا اثر سے اعزائے پیش آیا روسا سے مرہب نے مراد خان کی رفاقت سے سبھا کہ آصفیہ رگناتہ کا طرف دار ہے اس نظر سے اکثر اس کے رفاقت میں آرہے مادہ پورا و خلف بالاجی کی ترک رفاقت کی رگناتہ راو کے ہم سفر ہر عمدہ لشکر ہو گیا اورنگ آباد ہوتے ہوئے احمد آباد آیا مادہ پورا و بی پونا سے کھلا آمد نگر سے بارہ کوس پر نسبت پنجم ربیع الآخر سنہ مذکور کو مقابلہ ہوا مادہ پورا و نے شکست پائی دوسری روز رگناتہ کے روبرو حاضر ہو کر غدر خواہ ہوا آصفیہ ہی رگناتہ راو کے مدد کو نذر کیا پہونچا تھا کہ شازعت ختم ہو گئی جب لشکر آصفیہ بندر کالور میں پہونچا رگناتہ نے وہاں جا کر ملاقات کی باہد گرہم معروفت و انصاف نہایت کی ہو میں رگناتہ راو نے سپاس لکھ روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد آصفیہ کے نذر کیا اور سند میں حوالہ کیں چونکہ یہ کام محمد مراد خان کی حسن سعی سے درست ہوا تہ اراچہ پر ناتوت دیوان مدار علیہ آصفیہ ازراہ عناد کو نذر کیا سکاپس قبل اسکے کہ ملک اور قلعہ دولت آباد میں آصفیہ کا عمل دخل ہو سرشتہ مصالحت برہمن کہ آصفیہ کو اس امر پر رجوع کیا کہ رگناتہ کو معطل کرنا چاہی بنا برین جانوجی ولد رگھو جی ہوسلہ مکا سدار صوبہ برار کو طلب کر کے اس لالچ سے کہ تجھ رگناتہ کا قایم مقام کر دینگے ملازم آصفیہ کیا اور ناصر الملک جھوان لڑکا نظام الملک آصفیہ کا جو رفیق مرہب ہوا تھا و کا عدم انصاف دیکھ کر آصفیہ سے آملاپس فوج آصفیہ ہی رگناتہ کو تادیب کوروا نہ ہوئی اوسے تاب مقابلہ پائی تاخت تاراج میں مصروف ہوا تیس ہزار سوار سے اورنگ آباد کے غری طرف جا و ترا و ر شہرہ الوں سے زکیر علیہ طلب کیا بہت الملک ناظم اورنگ آباد و جو دولت سپاہ اور سلمان حرب کے کمال حزم و ہوشیاری سے استحکام برج و بارہ قلعہ میں مصروف ہوا ہر ایک قطعہ حصار کا ہمت خان کو قوال شہرہ راو را عیانی محمد مراد خان مذکور وغیرہ کے زیر حفاظت مقرر کیے اور آصفیہ کا

نظر ہوا لطیف الطیل میں نالے لگا مرہٹہ اس گپتی گناٹ کو جا لیا تیرہ سوار کا عزم بالمرم کیا بسم شہان
کو اول صبح آبادی خارج شہر میں جا کر دست درازی شروع کر دی رگناتہ راو فوج خاصہ کے ہمراہ شہر کے
شمال رو بہ استادہ ہوا اور اس کے رفقاء نے سیدہ ہی اور ہانیوں کے وسیلہ سے چہر ہر چاہا کہ تختہ
دروازہ دیوار کلان باغ کو توڑ کر اندر جا گئیں ہمت خان اور مرزا محمد باقر خان وغیرہ متاثر شایان جنگ
نے حفظ آبرو کیا اسلحہ ایسا تلوار و سنان و سنگ و پتھر ہر سایا کہ اکثر خام ارادہ دیوار سو گرتے گرتے جہنم
واصل ہوئے اور اطراف میں بھی بہت سا لشکر لگنا تہ راوا کہ بسل ہوا اسی گراگر مری میں ایک تیر
اور گولی لگنا تہ کے فیضان کو لگی اور موجب تفرقہ ہوئے۔ رگناتہ راو قریب حرمش سے معاودہ
اور نیزہ قرب وصول لشکر آصفیہ کے سنکر بھلا نہ کو راہی ہوا ۲۶ ماہنڈ کو کو آصفیہ وارد اورنگ آباد
ہوا چونکہ مرہٹہ ارادہ رکھتا تھا کہ ملک برار میں جا کر تاخت و تاراج کرے آصفیہ غزہ رمضان کو قریب اپور
پہونچ کر راہ ہوا اور مرہٹہ وہاں سے لوٹ کر نزدیکی اورنگ آباد سے حیدر آباد کو چلا گیا آصفیہ نے بھی
معاودہ ہو کر دریائے گنگا کو اوڈھ تک تعاقب فرمایا اور بعد کچھ نے احمد نگر کے سرداروں کو جمع فوج جا
مقرر و معین فرما کر نو دیوہ میں چلا گیا کہ وہاں سے دس کوس کے فاصلہ پر تھانہ والپورہ پہونچا جہاں علی شاہ نے
تھے شکران آصفیہ نے فیلقم پونا کو خاک سیاہ کر دیا اور پونا کے اطراف اور نیز پونا کو سوخت و تاراج
میں کوئی دقیقہ اٹھانے کا میرا ولا محمد زکا برادر زادہ میر علی آزاد بلگرامی نے تاریخ کی ہر صفت جاہ دوم
سلیمان اعلام بہ آبادی قوم برہمن سوخت تمام تاریخ شہر شعلہ طبع و کاہ آتش زد پونہ را سپاہ اسلام
لگنا تہ راو نے حیدر آباد پہونچا تیسرے قادیان میں نہایت کوشش کی لیکن حسن انتظام شجاع الدولہ بادر
اور دل خان اورنگ آباد سے مرہٹہ کی یہ جرات نہ تھی کہ اس کے تو پمانہ آتشبار
کے رو بہ سر اوٹا سلین بلکہ اکثر لوں کی جان گئی آخر کو وہاں سے بھی خارجہ خاصہ معاودت کی اسکے بعد
ساتھ دکن اور آصفیہ کا حال معلوم نہیں ہوا انشا اللہ بر وقت آگاہی ہوگا مہمل اس قدر کہ آجکل کہ
شروع ۱۹۵۰ء ہجری میں آصفیہ دہانی نظام علیخان اکثر مالک دکن کا فرمان روا ہی اور شاید اس لرانی میں
جو کہ جامعہ کشمی کو حیدر نایک اور مرہٹہ سے صوبہ ارکاٹ اور فوج پونہ اور احمد آباد گجرات میں رو بکار ہی
معین و نصیر حیدر نایک اور مرہٹہ کا ہی و اللہ اعلم۔

آغا احمد شاہ ابدالی کا ساتویں مرتبہ ہندوستان میں اور قتل فرود کیا اور قید کرنا
 راجہ سورجمل جاٹ کا اور قلعہ اکبر آباد میں تصرف کرنا
 سورجمل جاٹ نے بعد جانے شاہ ابدالی کو جانب قندھار باوجود نجیب الدولہ اور شاہ عالم علی گڑھ شانی

کے جو شاہ ابدالی نے بادشاہ بنایا تھا اور اسکا لڑکا مرزا جان بخت ولیعہدی میں شاہجہانی بابین مسافر قلعہ راکر آباد سے ساز کیا اور زر نقد دیکر واقعہ ماہ ذی قعدہ ۱۱۷۱ ہجری میں باجوہ دیکر اسی سال احمد ابدالی کے فتوحات ہوئیں اور اسے دیکھی نہیں کہ مرہٹہ کی نیشا پوری میں کوئی دقیقہ اونٹ نہ رہا قلعہ اکبر آباد میں متصرف ہوا اور قوم سکھ جنکا بیان فرخ سیر کے ذکر میں ہو چکا ہے معین الملک کی بی خبری سے بڑھتی ہنر پر راگ لائے کہ میدان خالی دیکھ کر نائب احمد شاہ کو جو رامپور میں تھا مار ڈالا اور جانا ہی اپنی ہمتوں کو بادشاہ بنایا اور اطراف صوبہ لاہور صخر کر کے عہد خلافت خصوص اہل اسلام کو درپے اذیت ہوئے احمد شاہ ابدالی اس خبر کو سنکر عاجز نہ ہو رہا اس مرتبہ شہلا میں ساتویں دفعہ غنیمت فرمائی جب بلدہ لاہور میں آیا فرقہ سکھ مفروز ہو کر نکلے روہی میں بھگت نات دشاو رجوہی جا پہنچے اسبک آلا جاسا علی گڑھ پر اور اس کے پاس دو لاکھ سوار پیادہ تھا احمد شاہ ابدالی نے خبر لیا کہ ایسا کیا نوے کوس کی راہ دوروز میں طے کر کے ابد رجب ۱۱۷۱ ہجری کو اس کے لشکر میں جا پہنچا اس دفعہ کہ چشم زخم میں قریب بیس ہزار سکھ کے مارے پڑے اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی جب ادھر سے اٹھیاں ہوا ساتویں شعبان ۱۱۷۱ ہجری کو داخل لاہور ہو کر مقیم ہوا اور بعد انتظام نور الدین خان ابدالی کو جو کہ ولی خان اس کے وزیر کا چچا زاد بیٹا تھا سکھ جیوں صوبہ دار کشمیر کے سر پر مقرر فرمایا۔

استوار حال سکھ جیوں کشمیری کا اور فتح پانا نور الدین خان کا

سکھ جیوں قوم کتری کابل کار سہن والا بڑے اول میں اشرف انورین شاہ ولیخان وزیر ابدالی کا مقصدی تھا ایک مرتبہ احمد شاہ نے اسکو واسطے طلب زر محلات تنخواہ کامل کے معین الملک کی پاس سفیر کو بھیجا تھا ۱۱۷۱ ہجری میں عبد اللہ خان، ایک آقا سی کو جو کابل سے کشمیر کو روانہ ہوا تھا سکھ جیوں کو بھی اس کے ہمراہ کر دیا اس سے صوبہ مذکور کو فتح کر کے خواجہ کنجک کو نائب مقرر کیا اور سکھ جیوں کو دیوانہ کے خود واپس ہوا بعد چند سے سکھ جیوں نے سردار مذکورہ کو مار ڈالا اور خواجہ کنجک کو اول قید بعدہ خلیج کر دیا اور عہد الملک سے سب صوبہ داری بہتر عالمگیر ثانی اپنے نام ٹھکانی خط و سک عالمگیر ثانی کا نام کا مروج کیا یہ شخص زیبا رو نیکیو خوتا عفا مذ اسلام رکشا تھا اکثر اراکے بزرگان کو مرمت کرائی ہر روز بعد فراغ کھری سکے دس مسلمان کو کمانڈ عطا کرتا تھا اور ہر مہینے کے کیا ہوئے بارہویں کو طعام بخت تقسیم کرتا اور جو کوئی وارد ہوتا تھا سب حال اس سے سلوک ہوتا ہفتہ میں ایک دفعہ شاعر بھی کرتا تھا پانچ آدمی کو کرتے تھے جنگ لکی دس نفر تھے تاکہ تاریخ کشمیر ابتدا سے اس کے وقت تک تسلیم کریں اول محمد توپین

مخلص جس کا نام زبان کشمیر میں لالہ جواتا اس کا عہد مطلع بلندی فکر پر گواہ ہے۔ تیرتارستہ
سن فی زہ آید بیرون پہنچو آنکس کز ما نگدہ آید بیرون۔ دوم محمد علیخان متین مخلص مولف مذکور
الاحیا الاشعر یہ شخص حاتم الدین خان ایرانی کا فرزند ہی زمرہ منصبداران بادشاہی میں تھا۔ تیسرے
مرزا قلندر متین کا چچا بابائی کہی قلندر کہی قبر مخلص کرتا تھا کہی ہیں اسکی لاکھ بیت ہی چوستے
محمد علی ملقب پنے پانچویں کا نام یاد نہیں۔ القصہ احمد شاہ ابدالی فی الزور الدین خان کو مع فوج
ابدالی اور قزلباشی اور خراسانی اور کس قدر راجہ جو کی تسخیر کشمیر کو مقرر کیا مخفی نہ رہی کہ راجہ جو بوقت
ورود لشکر کشون کو مقامات دشوار گزار میں جا بیٹھا تھا اور گہر و پیہر اور نکلے صدقات سے محفوظ رہا کرتا
تباہی کہ کشمیر میں پہنچنا بدون رہنما کی کشمیریوں کے دشوار ہی اور سکے جیون ذراہ گذر با تفاق
کشمیریوں کے مسدود کی تھی احمد شاہ کو اس کا تذکر ضرور ہوا تھا اسبواسطی راجہ جو سے استعانت کی
تھی راجہ ایسے لوگوں سے بہت ڈرتا تھا حاضر ہی کو راہی ننتا مگر شاہ ولی خان نے اپنے لڑکے کو بھیجا
کہ جب تک راجہ لوٹ کر اپنے ملک میں نہ آوے جب تک تو اس کے آدمیوں کو پاس بطور ضمانت کو
حاضر رہنا جب اس قدر اطمینان ہو گیا راجہ نے کس قدر لوگ رہنما کی کو ہمراہ کر دیئے تاکہ دریا سے
چنہا سے جو نہایت دشوار گزار ہی یعنی اس قدر غریبی ہی کہ عبور اسب و شتر ناممکن ہی درختوں پر چل باز گز
عبور کرانے بعد اس امانت کو اپنے گھر کو لوٹ گیا اور الزور الدین خان حدود کشمیر میں پہنچا سکے جیون
کے ملاحوں سے لڑائیاں ہوئیں آخر مارتے بھاگتے متصل کشمیر جا پہنچا سکے جیون بھی مقابلہ میں نکلا
اور مبارز ہو کر مغلوب ہوا ہمارا ہی فرار ہو سے اور سکے جیون مع چند رفقاء سکے آئندہ میں پھسا
احمد شاہ نے اس فتح کے عومن میں الزور الدین خان کو نائب کشمیر بنایا اور شاہ جہاں میں عزیمت
قندھار مصمم کی لاہور سے کابل آیا یہ اخیر ان ابدالی کا بندہ میں ہی بسبب عدم بند و بست جزا سان
کے کہ خاطر خواہ نہ ہوا تھا فرست بند و بست نہ ہو اور استیصال جامعہ سکدان کی بنائی اور مصوبہ لاہور
و ملتان و شمشیر کے قبضہ سے نکل کر سکون کے ہاتھ لگا لیکن لاہور و ملتان ابدالی کو محل میں رہا اور
ان دونوں سو بون کا نظام آج تک کہ ۹۵ لاکھ جری ہیں کا یعنی نہوا اور سکون کا نہایت اقتدار ہی
برضلعہ میں اضلاع مذکورہ سے ایک ایک رئیس مجاہد مسطورہ کا کمال زو جاہ سے گزراں کرتا ہی اور
رعایا کو اپنے حسن لوگ سے رامتی کر کے ملک کو آبادان کیا ہی لیکن بلکہ لاہور کی وہ روفی نہیں ہی
اور بیان سے اعیان و اشراف تلکی اوقات میں گرفتار ہیں اکثر تو حلا و وطن کر گئے ہیں اور
اکثر سپہ جو بیرون میں پڑے بزرگوں کی نام روشن کو ہو سے ہیں اندون میں کراوا مل

حرم ہوئے مگر مواصلت نہیں ہوئی اور بجز ہر مہر کی جسکی والدہ اعظم عجمی کو خاندان سے ہے کوئی
اولاد نہوشیروان کی نہیں پائی گئی ہو رانا کی اولاد میں سے ایک شخص بدھسی کو بطن سے تباہ نکلا
عقیدہ ہندی ہے کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو حمل اولاد میں نہیں داخل کرتے ہیں بسبب بے
اعتباری کے وہ بچا رہا اور دسے پور سے نکل کر دکن گیا اور کزننگ میں سکونت پذیر ہوا اور بسبب
عمی کی کے دکن کے عدوؤں میں خویشی ہم ہو چکی اسکی اولاد کے دو قسم ہوئے ایک اتنولہ دوم
ہوسلہ ہوسلہ سے ساہوجی اول برہمان نظام شاہ کی ملازمی میں آیا بعد ابراہیم عادل شاہ
کارین ہوا ابراہیم عادل شاہ نے اپنے اخیر وقت میں پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر میں مقرر کر دی
ساہوجی وہاں مانند زمینداروں کو رہتا تھا چند سے صاحب قرآن ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواہی جاگیر میں رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دوسرے مرض کی شہرت میں گزرے اور بسبب بے
بندوبستی کے اکثر سپاہ بچا پور چلا آئی اور وہ ولایت اور قلعہ سپاہ محافظہ سواہی ہوئی اسوقت
سیواہی جو قوم ہوسلہ میں طرفہ ہوشیاری سے کارکن تباہہ سرکشی اکثر قلعہ پر قابض ہوا
اس عہد میں عادل شاہ نے رحلت فرمائی اور اسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب صغر سنی اور اول اول جلوس کے چندان مستقل نہوا تھا بڑا فتور ملک میں ظاہر ہوا سیواہی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سے بناے حتی کہ جالیس قلعہ سابق اور حال کو مع سامان
قلعہ دہری جم پونچائے اور ہر طرف سے دہلی ہو کر علی عادل شاہ سے علانیہ مخبر ہو بیٹھا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سہ مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاش دی
بعد ازاں بالکل خاطر جمع ہو کر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کر دیا اطراف کو کچن میں خوب
بات تیریا سے لوگوں دریا سے شور کے متصل ہی بعض بنا در کو بھی زیر تصرف لایا اور دیکھ رہی
کہ کسے جہل میں قطاع الطریق کرتا تھا بعض اوقات جب قابو پانا اکثر مواضع متعلقہ ہند پر جو عالمگیر
اور رنگ زیب کے محروسہ تہ تک و تاز کرتا تھا اور رنگ زیب نے اس ماجرا سے متنبہ ہو کر امیر الامرا
شاہستہ خان موبہ دار دکن کو سزا دی کا حکم دیا مارا جو جہونٹ راٹھور بھی مدد گاری میں مقرر کیا گیا
اونہوں نے اسکی سزا اور اسکو ملک کی تخریب میں خوب تردد کیا سیواہی اکثر اپنے اقربا
جو امیر الامرا کے دربار میں نوکری سے رجوع ہو کر انکو دغا بازی کا سبق سکھایا جماعہ کھرا مان فی شادی اولاد
کو بانی سے ایکرات اڑدام کر کے واقعہ ۱۶۷۷ء ہجری میں امیر الامرا بچا پور مارا ابو الفتح خان اسکا
لڑکا اس شخص میں مارا پڑا اور امیر الامرا عومن اس غفلت کے عہد سے منزول ہو کر غلاب شاہی ہوا

اور دکن کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جیونت سی بادشاہ کے خاطر خواہ
 ننھوئی حضور میں طلب ہو گیا اور سب سے او سکے راجہ جی سنگھ مقرر کیا گیا راجہ جی سنگھ نے قراوقی
 سیوا کی گوشمالی دی سیوا کی غیر اطاعت راہ ندیکھی راجہ جی سنگھ کے پاس بلا ہتھیار حاضر ہو کر ملاقی ہوا
 اور تینہ سال قلعہ اور دس لاکھ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جی سنگھ کو
 فرمان بادشاہی مشتمل عفو تقصیر او سکے نام صادر ہوا اور او سکالٹر کا سبنا پنجرہ ری کیا گیا اور سیوا
 مع اپنے فرزند مذکور کے بجزم آستانہ ہوسی شاہی ۱۸ مذبی مقدمہ شہنہ ہجری کو اکبر آباد میں حاضر ہو کر
 مشر ملا دست ہوا اور مورد عطفیت خسروانی ہوا لیکن بمقتعاسے وہ تقانیت و عدم واقفیت صنوا بطور
 کے اینو حق میں بڑی امیدیں رکھتا تھا رام سنگھ ولد راجہ جی سنگھ پٹنار بجش کی حکم ہوا کہ اب حضور میں
 نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر ہوں الا او سکالٹر کا سبنا چونکہ بقصور تھا دربار میں آمد و رفت سے ممنوع
 ننھو بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ بعد چند سے سیوا کو مشمول عافیت فرما کر مخلص کرے مگر سیوا اس فر
 کو نہ پہنچا تین مینو نو روز کے بعد واقعہ دست بھگم صغر کو تغیر وضع کر کے مع سبنا کو مقرر ہو کر دکن پہنچا
 اور ہنگامہ آرا سے فساد ہوا صوبہ داران دکن او سکی سزا تادیب کیا کرتے تھے تاکہ ۲۴ ربیع الآخر
 ۹۱۸ کو یواستے قضا کی اور او سکالٹر کا سبنا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بہ بعض نفیس خوذ متوجہ
 دکن ہوا ۲۳ ربیع الاول ۱۰۱۸ شہنہ ہجری میں اورنگ آباد میں آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس
 ملک مرہٹہ کے گوشمال میں مصروف رہا لیکن بعض امرا سے خود غرضی کی تغافل سے خاطر خواہ بندوبست
 مرہٹہ کا نگر سنا سبنا کے دولہ کے ہو سے رام راجہ اور ساہو راجہ انہوں نے بعد رحلت عالمگیر کے
 ملک بادشاہی میں شرارت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر مشرف ہو سے تفصیل اسکی
 یہ ہے کہ آخر محمد عالمگیر میں فرار ہو گیا تاکہ مرہٹہ سے صلح رہی اسطور پر کہ حاصلات ملکی سے فیصد نور دہیہ
 صیفہ دیس کمی میں مرہٹہ کو ملا کرین تاکہ وہ صلح فرمان بادشاہی رہیں اور احسن خان میر ملنگ کو
 مع اسناد دیس کمی کے مرہٹہ کے پاس بھیجا کہ عہد پیمان کر کے مرہٹہ کو مافر کرین آخر کو راہ شاہی فرما
 ہو سے اور میر ملنگ کو واپس کر لیا پر شاہ عالم بادر شاہ کے عہد میں دس روپیہ سیکڑا دیس کمی حصہ
 رہا یا سی مرہٹہ کو نام مقرر ہوئے بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کو واقعہ ۱۰۲۱ شہنہ ہجری دکن سے ہندوستان
 آیا اور دکن کی صوبہ داری امیر الامرا و ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پشی کو مقرر کر دیا
 اس نائب فی مرہٹہ سے موافق ہو کر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سے تین حصہ سرکار بادشاہی کا اور چارم
 حصہ مرہٹہ کا ہو اور دیس کمی علاوہ مقرر موی یہ تقسیم بھی جاری رہی لیکن چوتھ کی سند مرہٹہ کو

نہ ملی تھی جب امیر الامراء اسین علیخان بہادر کو بادشاہ سے ناجانی ہوئی اور فرخ سیرا خاں اور
 دراندازوں کو سرداران دکن خصوصاً ساہو راجہ بن سبنا کو دربارہ مخالفت امیر الامراء کو تحریر کی اور
 حضور میں قلب الملک عبدالعنان سے ہر روز پر غاش تازہ کیا کرتا تھا اور قطب الملک برادر امیر الامراء
 کو دہلی آنے کے لیے لکھا کرتا تھا امیر الامراء نے علاج ٹھکر کے دشمن ہونے کی بنا پر موافقت کی مگر
 بواسطت انور خان برہانپوری کی راجہ ساہو اور ملہار سے صلح کی شرط یہ ہوئی کہ لوٹ مار نہ کرے
 اور ہندو ہزار سوار اپنے نوکرانہ دکن کے ہمراہ رکے بعد چوتھ فیصدی دس روپیہ پیش بھی چاہے وہ
 کے اپنے مہر کی گنجائش اس کے راجہ قدیم کی اور جوالہ کیا اور بالاجی ولد بٹن ناتھ برہن کو کئی کو وکیل
 راجہ ساہو کا کر کے ہر پرگنہ میں دو عامل منجانب مرہٹہ کے مقرر ہوئے ایک مکاسدراجو ہتہ دیول
 کر سے دوسرا نایب دیس مکی کی تحصیل کو۔ بعد انعقاد اس صلح کے ملک دکن جو باغی تھا نہایت
 کے خراب و ویران تھا اگرچہ روپا بادی ہوا مگر ضبط پادشاہی اور آئندہ گیارہ سو تریس فیصدی
 کی دھکائی امیر الامراء ہی بعد مصافحہ واقعہ مسئلہ ہجری کو اپنے بیٹے عالم علیخان کو دکن میں نایب
 تیس چالیس ہزار سوار اور فوج مرہٹہ سردار بالاجی بٹن ناتھ کے ہمراہ عازم دارالخلافہ ہوا بعد ستر
 فرخ سیرا ورجوس رفیع المدرجات کے مسئلہ ہجری میں یابہ سبنا راجی ملہار کا بلند اور مختار دکن
 مقرر کر کے باغی بالاجی بٹن ناتھ کو عالم علیخان کو یابہ سبنا اور یہ دو نو دکن میں اگر ایسے تسلط
 ہوئے کہ عالم علیخان سے بیزاری نہ رہے باقی نر با بعد عالم علیخان اور انقضاء عمر و دولت سادات
 یابہ کے بالاجی بٹن ناتھ بھی مرا اور اسکا لڑکا باجی راو قاجی مہار اور سردار الہام سرکار ساہو راجہ
 ہوا مسئلہ ہجری میں جب محمد شاہ بادشاہ فی مالوہ کی صوبہ داری گرجہ بہادر نگر کو دی وہ آنکر دیول ہوا
 مسئلہ ہجری میں ہونکر ملہار قوم چرواہا باجی راو کے رفقا میں تھا مالوہ آنکر گرجہ بہادر نگر میں راجہ گرجہ بہادر
 اسکی اولاد جو اوچین میں تھی متصل جانشین ہوئی وہ ملہار کی لڑائی میں مارا گیا صوبہ مالوہ بہمنو
 نر تالانچ یا مسئلہ ہجری میں محمد خان بگیش صوبہ دار مالوہ ہو کر اوچین آیا مگر اسبب مرہٹہ کو اسکا
 نقش درست نہوا مسئلہ ہجری میں راجہ جو سنگ و ہانکا صوبہ دار ہوا اسسبب قوم کی باجی راو کی
 تقویت میں سعی کرنا شروع کی اور گرجہ بہادر بعد تغیر می سر بلند خان کے راجہ اہی سنگ راہو کو قریب مرہٹہ
 تحریک پانڈخان کو صوبہ مذکور میں سورش افکن تھا باجی راو نے منعم سلطنت اور امر اسے حضور
 بھالت اور اپنے اقتدار پر نظر کر کے دو نو صوبہ پر قدم جرات بند یا مظفر خان برادر مصباح الدولہ
 اس کے ہم پر مامور ہوا ملک مالوہ میں آیا سر فرنگ در پے جنگ مرہٹہ ہوا مگر باجی راو ترک مقابلہ کر کے

دکن کو لوٹا اور مظفر خان بدون لڑائی کو مظفر و منصور دار الخلافہ کو واپس ہوا مسئلہ بھری میں دوبارہ
 باجی راو نے ہندوستان کا غرم کیا اور اعتماد الدولہ اور قمر الدین خان وزیر اور امیر الامرا مصداق الدولہ
 خان دوران اوسکی تنبیہ پر مامور ہوئے اور ہر دو گروہ بیس چالیس کو میں کو تفاوت سے مالوہ کو پلا
 باجی راو نے بھی دو حصہ فوج کر کے ایک حصہ بیلا جی جادو کی سرداری میں بمقابلہ وزیر روانہ کیا اور
 ایک حصہ ہو لکر ملہار کی سرداری میں امیر الامرا کو مقابلہ پر معین فرمایا بیلا جی تین چار مرتبہ وزیر سے
 مقابل ہو کر ہر بار مغلوب ہوا امیر الامرا نے وزیر کو زخم سے صلح کی اور باتفاق وزیر دار الخلافہ کو معاود
 ہوا مسئلہ بھری میں امیر الامرا نے حسب استدعا جو سنگہ سوئی کی بادشاہ کو راضی کر کے صوبہ داری
 گجرات و مالوہ کی باجی راو کو دلائی اور مسئلہ بھری میں باجی راو مع فوج عظیم کو مالوہ پہنچا رات فاقہ پر غلبہ
 کھوا اور بعد لچھی بند و بست صوبہ مذکور کے راجہ ہداور کو دارالاقامت موضع اٹیکر کو محصور کیا راجہ دشوار
 عجز و گمانیوں میں جا تا رہا باجی راو نے بندہ کو نوبلک ہداور کو چاہا کہ انتر بید میں آویں بیلا جی جادو کو کھن
 کیا کہ دریا سے جمن سے اوتر کر برہان اللک سے جو کہ اپنے صوبہ پر نزدیک اکبر آباد کو آیا تاکہ مرستین پر حسب نظر
 بیلا جی برہان اللک سے جا ہڑا مگر مغلوب ہو کر فراری ہوا اور ہزار خرابی باجی راو کی پاس واپس آیا اس وقت
 میں اوسکی فوج اکثر غنات جمن ہوئی اور قریب ڈیڑھ ہزار جوار کے قید برہان اللک ہوئے برہان اللک
 نے ہر ایک قیدی کو ایک ایک چادر اور دو روپیہ دیکر رہا فرمایا باجی راو خیف ہو کر شاہجہان آباد
 آیا افواج حاضرین شاہی فیہر وں شہر نکل کر محافطت کی باجی راو فی اطراف شہر تاراج کر کے شیرش برہا
 کی تانیکہ عا الدولہ و مصداق الدولہ و برہان اللک و غصہ جنگ بنگش جو اوسکے مدافعہ کو شہر میں تیس
 چالیس کوس پر تھوڑا پونچا اور باجی راو لڑائی میں بہبود نہ دیکر اکبر آباد کو راستہ سے مالوہ کی راہ میں غصہ
 یہ سانحہ و فترت میں لکھا ہو جب آصفیہ شاہ بھری میں حضور میں آیا اور مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کے
 تیسرے سے مقرر ہوئی عازم مالوہ ہوا باجی راو بھی دکن سے آکر واقعہ الحاق بوبال جنگ آویں اسی ضمن میں شاہ
 بہادر شاہ کی وجہ تامل تنبیہ باجی راو ہوئی آصفیہ حضور میں آیا جب کہ آصفیہ بوبال میں گر متہر تھا
 رگموجی ہوسلہ کا صدر صوبہ برار نے شجاعت خان الہ آبادی کو جو آصفیہ کی طرف سے نائب ناظم تھا
 جنگ کر کے مار ڈالا چونکہ ورونداد شاہ سے ہندوستان میں بڑا تامل واقعہ ہوا باجی راو فی منصب داران
 دکن کی جاگیرت جو بادشاہ اور آصفیہ کی طرف سے تین ضابطہ کن بعد از ان جیکہ نادر شاہ ایران کو واپس ہوا
 نظام الدولہ ناصر جنگ خلف آصفیہ نے جسکا مذکور ہو چکا ہے ایک اپنی باجی راو کو پاس بھیجا اور بیلا جی
 و عید بی باجی راو نے منطقی جاگیرت سے ہاتھ اٹھایا مسئلہ بھری میں چپاس ہزار سوار جوار فرار ہر گروہ

یہ ارادہ کیا کہ ناصر جنگ کو سمجھو بدین ارادہ اور ملک آباد ہو چکے جنوب وید شہر میں منزل گزین ہوا ناصر جنگ
 دس ہزار سوار سے برآمد ہو کر قاعدہ تاراج پونا ہوا اور باجی راو کو دریا سے گنگ دکن تک مار پٹایا
 ۲۸ شوال ۱۱۵۱ھ الضعیف تک جنگ و جدال رہی اور ناصر جنگ کا غلیظ ظاہر ہوا باجی راو طالب ملاقات
 ہو کر ناصر جنگ کو حضور میں آیا ناصر جنگ نے سرکار کمر کون اور سرکار ہند پر اس کے جاگیر تین لطف
 فرمایا باجی راو بعد مصالحہ مالوہ چلا گیا دریا سے نزدیک کونار سے ہو چکر عدم کی راہ لی اوسکا لڑکا بالاجی راو
 بجائے پدر مسند آراہو اسی سال میں آصفیہ حضور سے مرخص ہو کر سلطنت شہان کو داخل رہا پندر
 ہوا اور بالاجی جو دکن سے مالوہ جاتا تھا برہانپور میں آکر مشرف ملازمت ہوا اور مالوہ کو رخصت ہوا بعد
 معاہدہ آصفیہ کے اوسکی ولایت تک جو کہ آٹھ برس ہو تو بہن غنیمت فرخندہ مرتبہ سرا دھایا اور سزایا
 ہو کر صلح ہوئی ناصر جنگ کو حمد میں راجہ ساہو سے صلح ہوئی اور ناصر جنگ کو قتل ہوئی تک ڈائی برس
 وہ صلح قائم و برقرار رہی بعد مارے جانی ناصر جنگ اور فوت ہوئی راجہ ساہو کو جو سترہ ہجری میں واقع
 ہوا بالاجی کی سرکندی ہوئی اور سداسیو راو عرف ہا و برادر چا زاد بالاجی راو کا جو کہ سخت مددگار جان
 تعداد المہام ہوا تاجین حیات ساہو راجہ کو کہ برہمنان کو کن خاندان ہو سکو وہ مل حساب سمجھتے بعد مرنے
 ساہو کو بالاجی کی کل اقتدار اپنے ہاتھ لیا سیکو خاندان ہو سلسلہ سے بجائے ساہو کو مسند نشین کیا اور
 سرداران قدیم مرہ کو مطلع بلکہ معطل کر دیا بعد فوت راو ساہو و نیاہ جنگ کو برہمنان کو کنی کا تسلط بقدر چندوستان اور
 دکن میں ہوا اوسکا ذکر سابق میں ہو گیا جو محل سیف جویانی یہ غلام آزاد بالاجی کی جسکی عمر کن میں بسر ہوئی معلوم ہوا کہ اجاتا ہے
 محضی سر سے کہ فریقین یہ نیست رکھتے ہیں کہ جہان ہاتھ ہو چکی غلغلی الدکی وجہ معاش بن کرین اور مہاراجا
 اور مقدمی اور پنوار گرتی بھی درنا کونہ دیوین اور لوگوں کو درنا کو عہد ہا تو مذکور ہے محروم کر کے خود قابض
 اور دھیل ہوں اور چاہتے ہیں کہ تمام سر زمین کو خود مالک ہوں مگر رزاق یحییٰ نے تو بندہ سلطان
 کا رزق اسی ملک میں مقرر کیا ہے پس ایک فرقہ مذکورہ پر کیونکر ساری زمین مقرر ہو سکتی ہے
 لطافت و ایقدا س فرقہ دیکھئے بالاجی راو باوجود اس اقتدار کے کہ دکن اور ہند کی سلطنت کرتا تھا
 انان باجرا کھاتا تھا اور بادشاہان خام اور اہنہ خام اور گرسٹ خام پٹری رعیت تھی پس عام کی شفقت
 دیکھنا چاہیے چونکہ اصل پیشہ برہمن کا گدائی سے ہے اور مذہب ہنود میں مقرر کہ صدقات برہمن کو
 دیتے ہیں پس بلانے اسکی نسبتاً بعد نسل در پوزہ گری کی متاد ہوئے اور پو الوسی لازم دینے لگی
 بنا برین باوجود میر سونے سامان سلطنت کو شیعہ گدائی طبیعت سے خارج نہیں ہوا سبب عدم
 طاقت طرح ہی خوش دال تو یعنی اہرہ جی جسکے گہوار جی نہیں دیتو کہ اوسکی بیوست دور ہوا اور مہاراج

مرح سرخ اور ہلدی اور میتھی وغیرہ بکثرت سوا سے پکانے کو خام ہی کماڑ ہیں پس اکثر صفاوی یا سوداوسی مادہ ہوتا ہے طبیب ہندی بھی موافق اپنے ضابطہ کا ادویہ حار انکی خورشش میں تجویز کرتے ہیں۔ مزاج انکا حار یا پس واقع ہوا۔ سورخ سوگند کماٹا ہے کہ نالی از نقصب یہ عبارت تحریر ہوئی نہ علم

باقی حال شجاع الدولہ وزیر اور شاہ عالم اور نجیب الدولہ کا

شجاع الدولہ معہ باد شملہ کے بعد فتح جہانپوری واقع الہ آباد بوندلیکند کے بندوبست میں سرگرم ہوا تا آنکہ شملہ ہجری میں عالیجاہ میر محمد قاسم خان انگلشی سے شکست کما کر وزیر بادشاہ ہو گیا۔ چو ہوا چونکہ شجاع الدولہ بوندلیکند کے ارادہ انتظام میں تھا عالیجاہ نے خود بوندلیکند جا کر بوساطت نجف خان جس نے شکست میں کرم باہر کے مقام سے نہایت ہو کر راجہ بوندلی کی طاقت کی تی مقدمہ فیصل کیا اور شجاع الدولہ فرمودہ بادشاہ اور عالیجاہ کو غنیمت ملک شتر قیدی کی اور انگلشی سے ٹکر کر مغلوب ہو اس تلج کی اور صوبہ اوڈہ شجاع الدولہ اور الہ آباد بادشاہ سے مخصوص ہوا کہ نکاڈ کر دفتر دوسرے میں مفصل لکھا گیا ایک ڈار انگلشی سوال جواب طریقہ کیا واسطی شجاع الدولہ کی پاس بکڑا تھا اور فوج انگلشی مع سردار احمد ہانڈ جرنل و کرنل کے حاضر فرمودہ شاہی ہتھیار و ہر ارمین باوری کر کے تہہ زنج خان فہمیدہ دفتر میں تعین ہوئے بروقت جنگ شجاع الدولہ نے زرفاقت انگلشی اختیار کر لی تھی لہذا مورد عنایت انگلشی تھا ایک لاکھ روپیہ سالانہ اسکو مقرر ہوا اور معاملہ بنگال میں سے جہان کہ انگلشی نے ۲ لاکھ کی بالکڈاری شاہی اقرار کی تھی سمجھا کر کوٹھاند کو کوپو پختا تو خان مذکور نے بعد مدت کے حکومت کوڑہ پانی و بان کی فوجداری اور انتظام میں معروف ہوا اور میر الدولہ بنام خدمت میر خان ملانی سرکار بادشاہ کو اسکا مدد المام اور رفیق ایسا ہوا کہ جمیع ملازمان شاہی اس سے رجوع ہوئے اور بجائی برطرفی مکمل ملازمین سرکار شاہی کا مختار ہوا اور جواب و سوال بھی سرکار انگلشی میں کرتا تھا سفر کلکتہ میں کبھی جو مدت ہو جانی بعض سفلہ ملازم شاہی مانند حسام الدین خان اور راجہ رام ناتھ اور بہادر علیخان محلی وغیرہ بنا برناست طبیعت بادشاہ کی برروسے کارا تو خصوص حسام الدین خان جو کہ نور سیدہ پری پکرونی تعلیم رقص و راگ کی کر کہ حضور میں لاتا تھا زیادہ منفعت حاصل کرتا اور محمد علیہ سلطنت ہوا تا شجاع الدولہ کبھی کبھی مہرا سادات علیخان اپنے لڑکے کو نائب وزارت اور بعض ملازمین کو میر انشی وغیرہ کی نیابت پر مقرر کیا جو وہی آجائے

نجیب الدولہ کا مجمل احوال

نجیب الدولہ نے بنام منصب امیر الامرائی کے واقعہ شاہجہان آباد و مسلط ہو کہ پھر نوجوان بخت فرزند

کمان شاہ عالم کو جو ولید تھا جانشین دار الخلافت کیا درمیان فافہ کو غلی شہور سے شہنشاہی الجملہ بیاقت شہر دہلی اور سپہ سالاری کی رکعت اہم سوار جل جاث فی جورا جہا سے جاث کے خاندان میں چشم و چراغ تھا اور اس اقتدار و بیاقت کو آج تک کوئی دوسرا اسکا نظرنہ آیا چار قلعہ مستحکم عیار کیے اور ایسا اسباب وسامان و ہاں جمع کیا جو برسوں کو کافی شاہرہ حال اونکے مناسبت اور استحکام کو تفصیل کو ایک مرتبہ بارہ ہزار گھوڑی اوسکی اصطبل میں سواروں کو مقرر ہوئے انہیں گھوڑوں کی سواروں کو فائدہ نازی اور سپاہ لگی کے فن تعلیم کئے اس ہنر کا بھی جو اب ہند میں نامکن تھا کمان شہا کوئی بھی اس راجہ پر غالب ہو کر اور اسے قتل کرے مگر مرتبہ آئے اور ابد الی بھی آیا مگر یہ شخص اپنے قلعہ کو وسیلہ سے محفوظ رہا اور صفر جنگ کی لڑائی میں افافہ پر غالب رہا اور صفر جنگ ایسی وزیر فی اسکی مدد چاہی چونکہ اسکا ملک نہایت ملحق شاہجہان آباد ہی تھا نجیب الدولہ کو اس سے شکر رنجی تھی ہمیشہ ایک دوسرے سے خبر دار رہا کرتے تھے بلکہ نجیب الدولہ کو زیادہ اندیشہ تھا درحقیقت کوئی معاصرین ہند میں اسکا ہم عصر تھا واہ رسی تقدیر کے کارخانے موت کی بنا ہے جب زمانہ اخیر ہوا سسل کی لڑائی میں جان دی وہ کرو فرجاہ چشم تدبیر وسامان کچھ کام نہ آیا مخالفین اپنے اپنے شیخی کے لپو دون پر اوچلنے لگو

ذکر مقتول ہونا راجہ سورج کل سید محمد خان پر اور زادہ بہادر خان بلوچ کے ہاتھ سے
میدان شاہجہان آباد اور سرخ نگر میں

اسکے زمانہ میں گروہ کثیر بلوچ کا فرخ نگر میں بود باش رکھتے تھے محمد شاہ کے عہد میں کامکا خان کا اقتدار بڑا کبھی کبھی پانی پت وغیرہ کی حکومت بھی ملی اور محال حصار کو چھان کم کیا کا دخل ہوا تھا سنہ ۱۱۰۰ اور اسکے جلد و میں مورد الطاف ارکان شاہی ہوا بہادر خان اسکا نوکر اسکے حین حیات میں فوجدار سہارنپور بوریہ ہوا جب صفر جنگ اور احمد شاہ کی لڑائی ہوئی تھا دہلی کے لے اوسکو اپنے بد پر بولا یا اور مرتبہ ہفت ہزاری کو پہونچکر صاحب باہی و مراتب ہوا بعد عماد الملک کے نجیب الدولہ کا رفیق ہوا اور شاہجہان آباد سے بارہ کوس پر قلعہ اور آبادی اپنے نام کی بنا کر مقیم ہوا اوسکا نام باد گڑھ مشہور ہے جب کامکار رحمان مرگلا اوسکی اولاد کی باہم منازعت میں سورج کل جاث فی ثابو یا کر بلوچوں کو دور کر کے درواہی اور فرخ نگر فتح کر لیا نجیب الدولہ کے عہد میں جاہا کر باد گڑھ کو بھی تصرف میں لاوے بہادر خان کی نجیب الدولہ کو

مرد چاہی اور سخنان غیرت افزا بہت سے کہو مگر اس کے کچھ اعانت نہ کی سو جبل جات کی اس سبب سے
اپنا خوف نجیب الدولہ پر غلبہ سمجھا در خواست فوجدار می کی کی نجیب الدولہ نے یعقوب علیخان کو
جو وزیر ابدالی کا مہائی اور کسی کسی دار الخلافہ کا ناظم رہا تھا سورج محل کی پاس بیٹھا کہ باک سلیم
و مدارا ہو جائے یعقوب علیخان با اتفاق راجہ دل سنگھ تری پور کے سورج محل کی پاس حاضر ہوا اور فرخ خان
نے جوڑہ چیت ملتان رنگ زرد اور گل زرچ رنگ سوستی گذرانا دیکھ کر اسے اس وقت
حکم دیا کہ جامہ عیار کرین اور پیغام تمام رہا یعقوب علیخان نے اس کو دیکھ کر اسے جاری فرمایا کہ گندہ
کل حاضر ہوگا سورج محل وغیرہ سے جواب دیا کہ اگر پیغام سلیم سلوڑ ہو تو ہرگز نہ آنا یعقوب علیخان کو کہہ کر
خدیجگار کے جسم نجیب الدولہ نے غمزدہ سمجھ کر ہمراہ کر دیا تھا چلا آیا اور آہستہ ساری کیفیت حرم کی حد تک
مذکور نے عرض کیا کہ بجز لڑائی کے چارہ نہیں نجیب الدولہ نے متنبہ ہو کر کہا انشا اللہ میں کا فر جدا کر تا ہوں
اور اپنے لڑکوں افضل خان اور سلطان خان اور شایط خان کو حکم دیا کہ کل تیار ہو کر راج گھاٹ
سمجھو دریا جتنا کہ درجہ کو جیتک فوج جوہر کر سورج محل کی ہی اپنی فوج کو سامنے کر لیا اور ایچٹن پر مورچہ قائم کیے
نجیب الدولہ شاہد کہ کشتہ پڑ گیا آواز جنگ ہوا اور افضل خان کو مقدم لشکر لایا جب جنگ شروع ہوئی حضرت غلام محمد
سوار ہوا لیکن چاروں طرف سے اس کا ہوا اور خود اسے خالی ہو گیا کیونکہ نجیب الدولہ پر عا کر محمد مقربین کی کھل پڑی کیونکہ خان
بہ خان میرستی کو درمیان فوج ہراول اور نجیب الدولہ کو کمانہ اسوا اور سیو قوت افضل خان ہراول نجیب الدولہ کمانہ رام اور
راجہ سورج محل کو ہاتھ شکست کھا کر فرار ہوا کہ فرار یان راجہ سورج محل نے پیش نظر دیکھا کہ جاتی تھے کلام اللہ اور میرزا سیف اللہ
نے عرض کیا کہ چند لوگوں کو بھان حاضر رہنا تا سب نہیں اوسے کہ الفاظ نیک بیری عرض کیا مگر کیے لطافت نہوا حکم دیا
کہ اسے خاصہ حاضر کریں اور سوار ہو کر استادہ ہوا واہ سے جوش شجاعت اور استقامت
فضا ہی مڑی شہر سے بڑے بڑے عقلا کو ابلہ بنائی ہو سید محمد خان بلوچ معروف بیک اول نجیب الدولہ میں چائیں
بیچاں سوار کیا کہ کہیں نجیب الدولہ کا تھکا اور ہرگز نہ لو کہ کسی ہمراہی ذرا جھکے تھکا خالصا حسب کمان جا رہے
راجہ میدان میں تھا لڑنے ایسا وقت بہترین ملایا یہ سنگر صدر قلعہ کو سر پر یہ نجیب راجہ
نے تیار راری راجہ کا سید اما متحد جمیع ناسور ہی تاکٹ کر کر گیا اور لوگ کہیں نہ کرے کہ
کراتے اوسکو مدد مرزا سید الدار اور راجہ اسر سنگھ کو قتل کر دالا اور دست معقول ہو سکے
لیکن نجیب الدولہ کو حضور میں حاضر کیا اور جہاں سورج محل کے مقرر ہو کر لشکر میں جا کر
نجیب الدولہ کو دروز تک رہا کہ قتل ہونا مستحق نہوا مگر دیکھے جہاں سلطان ہو گئے اور جو
وقوف ہوئی جب یعقوب علیخان وہاں سے ریزہ نجیب الدولہ کے ملاقات کو آیا اس وقت حضور

سواچو دے ہو پادچو چیت کچھنا اور تحقیق قتل ہو لوبو کا میر تر قیدہ تھا کہ بنگام رزم علمدہ رہتا تھا اس مرتبہ قتلے
ساری عقل فراموش کر دی سچ ہی اگر یہی عقل و تدبیر موت میں کام آتی تو بڑے بڑے عقلدار سطو
اغلاطون بچ کیوں نہ گئے نہ دیکھو کسی کو تو قایم بیان - تماشا ہو دم کا یہ سارا جہان -

مسندارا ہونا جواہر مل لد سورج مل کا اور جلد دنیا سے گذرنا

جواہر مل بڑا بیٹا سورج مل کا گدی نشین ہوا اسی غور نے لاچار کر دیا باپ کی ہوشیاری اور قدرانی
اور وقت شناسی کچھ ہی یاد نہ رہی وکلا کے معرفت مرہٹہ کو طلب کر کے اپنا رفیق بنایا اور
قلعہ شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا نجیب الدولہ چالیس پچاس روز لڑا اور کاربوسا ملت امجدینگر
ملہار راو مرہٹہ سے موافق ہو کر صلح کی اور جواہر مل اور نجیب الدولہ سے میدان خضر آباد
میں ملاقات ہوئی بعد ازاں سمر و فرنگی کو جو کہ ساختہ پرداختہ عالیجاہ کا تھا اور جسے نکو امی کر کے اپنی
آقا کو حوالہ شجاع الدولہ کیا اور آخر کار شجاع الدولہ سے بھی دغا کی اور نہارون بندوق چھاتی اور
اور توپ و اسباب حرب ملکہ عالیجاہ کے ٹکڑے ہو گئے اپنا رفیق بنایا اور اسقدر اقتدار پر
تمام جنگ اولاد و مہاراجہ ادھراج راجہ جو سنگھ سواری کا ہوا اور جے مگر ہو چکا اور شکست چٹ
کیا کر غایب و غاسر لوٹا اپنے عہد میں کثر رقتا سے پدر کو قتل کر ڈالا چونکہ لوگ اس کے غوسہ ناراض
تھے کسی کو اس کے قتل پر مقرر فرمایا آخر کار جلد مارا گیا اسکے بعد اس کا کوئی بھائی جو کہ نامرد تھا
مگر ہی نشین ہوا اسکو آزر و سہ دوا و رجولیت اکثر بتی تھی کسی بی راگی نے دوا کے حیلہ سے حاضر ہو کر
خوب روپیہ حاصل کیا بنگام کشف راز سمجھا کہ مقرر مارا جاوے گا لہذا بھانہ تیاری دوا کی عظمت کی
رتن سنگ کو تھائی میں مار کر جا بڑا کھجے گڑ کھجے وقت مارا گیا اسکے بعد اس کے بھائی نول سنگ کو
راج ملی اور دوسرے قلعہ میں دوسرے بیانی رنجیت ہنسینا نام راجہ سورج مل کی بی بی کی استغاثت کی
جسکے پاس خزانہ دفین تو خود سر ہوا نجیب الدولہ چند روز فرمان روا شاہجہان آباد عسوا
ہر چند قوم روہیلہ میں مشہور ہے کہ کتر قوم اخاندہ جو بہن مگر بہن عدالت کیسٹن و خیر اندیش خلق لکھا کا ملکہ و سکی بھاری کہ تمام
روہیلہ اور افغان ہی خباثت حبیبی سے خلق خدا کو یعنی شرفا سے شاہجہان ملکہ کو رنجیدہ کرتے تھے ہر طرح
علم و بدعت نئی نئی کیا کرتے تو اتنا کہ نجیب الدولہ ناسازگار سی آب ہوا سے بیمار ہو کر نجیب لدہ
میں جا کر سکونت پذیر ہوا آخر کو موت سے نہ بچا اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان بجا سے پدر مستکن ہوا ایک
مدت تک شاہجہان آباد وغیرہ اطراف میں فرمان روا رہا اور خلق خدا کو راضی رکھا تب تین روہیلہ میں

باپ سے زیادہ معروف تھا آخر در اندازوں کو بدولت باہدگر بھائیوں میں لڑیاں ہوئیں آخر کو غالب آیا اور ہر ایک کو جگہ دیکر راضی رکھا تاکہ فتنہ مرمہ نہ بلند ہو اسکا ذکر آئندہ ہوگا۔

جانا شاہ عالم بادشاہ کا آلہ آباد و شاہجہان آباد کو اور وہاں کی سرگذشت

شاہ عالم بادشاہ اپنے سستی عقل اور بہت فطرتی سی ہمیشہ محکوم ایک نہ ایک ملازم کار باہی آباد ہوئے تاملع راسے منیر الدولہ اور محکوم سرداران انگلشی رہا چونکہ آرزو مند شاہجہان آباد بننا بطور اپنے نفوی کے تابع مدمر نے نجیب الدولہ کو عازم ہوا آخر یہ فکر ہوئی کہ ایسے لوگ ہمراہ چاہیے جو جنگی تقویت سے وہاں آرام کرے آخر رغیب و تحریش سے مرمہ کے تجویز ہوئی سیف الدین محمد خان برادر عاقبت محبوب کشمیری دکن کے سفارت پر روانہ ہوا اور بعد چند سے سرداران مرمہ کو عرض متضمن قبول رفاقت حضور میں لایا شاہ عالم نے ثواب ہو کر اظہار غریمت کی منیر الدولہ اور شجاع الدولہ اور انگلشی نہایت مانع ہوئے بادشاہ نے مطلق نہ سنا ناچار انگلشی فی رخصت دی منیر الدولہ فی ہمراہی بادشاہ میں اپنا نسیم انگلشی کے زیر حکومت آیا اور انگلشی کو طرف خود مدارا و کار گزار معاملہ آلہ آباد کو کوڑہ ہوالاکھ روپے کی جاگیر سرکار انگلشی سے اسکے نام مقرر ہوئی پر گنہ ہم پور شاہجہان پور اور چند لاکھ دام پر گنہ اروں صفات صوبہ بہار میں تنخواہ ہوئی بعد گزرنے ایک سال کو اس معاملہ کو جب کہ نواب گورنر جنرل عماد الدولہ سترہ ہشتک سالہ جلاوت جنگ واسطو ملاقات شجاع الدولہ کو پاس تیار میں آئی اور وہاں پر ہر ایک جمع ہوا منیر الدولہ بھی حاضر ہو کر سبہ اندر ملاقات ہوا شجاع الدولہ فی معاملہ آلہ آباد اور کوڑہ کا اپنے نام حاصل کیا اور منیر الدولہ نے معزول ہو کر زرمہودہ دام دام پہونچا دیا اور اسے زمانی میں بیمار ہو کر رہا اسے عقبی جوالا سنگ دیو کی شہر عظیم آباد میں متصل جو علی اسد خان کے جو کہ منیر الدولہ کے زرخید کریم قلیان اس کے بیٹے کے حصص میں آئی تھی مقبرہ میں دفن ہوئے تھے اور حکمرانوں پر بزرگ خان ہمارا بادشاہ گیا شجاع الدولہ فی چند نزل مشابہت کی فتح غریمت بادشاہی میں مضرت تھا لیکن کچھ سوہنوا اسی ضمن میں احمد خان بنگش پرادر قاضی حاکم فرخ آباد جو نہایت فیاضی اختیار کر کے اکثر امرا اور امرازدگان کی تنخواہ ماہواری کا متعدد ہوا تھا اور نیز خفاہ و رسی میں متوجہ ہوا تعبا فوت ہوا عین سفر میں بادشاہ یہ خبر سکر فرسخ آباد پہونچا اور بطع منبلی مال و شاع مہر جوہر کے حصار فرخ آباد میں مقیم ہوا آخر کے بعد اس کے فرزند مظفر جنگ سے لیکر روانہ دار الخلافہ ہوا اور شجاع الدولہ نے مظفر جنگ کو مشمول عوالم فرما کر اپنے لڑکے کو بہیم قرینیت اس کے گھر میں بھیجا اور اسکو

اپنے پاس طلب کر کے مشغول عنایت فرمایا اور اپنے صوبہ کو مراجعت کی اور اپنے کار بار موجودہ سے مشغول ہوا اور اولاد و تہنکاش کو شامل مہربانیوں کا کر کے اپنی متوسل و سوسن قرار دیا۔

پہونچنا شاہ عالم کا دار الخلافہ تین اور مرتبہ کا تازہ دل ہونا

جب مرتبہ کو شاہ عالم نے طلب کیا بقیہ السیف و جہاں کو ملے کن اور مالوہ میں نیم جان ہو رہے تھے بائید تحصیل اقتدار و عزت مجاہدین بادشاہ کو طلب کر حیلہ سے مع ساز و سامان قاصد حضور می ہوئے ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ کی بحیال کینہ ویرینہ کا اپنا اقتدار شاہجہان آباد میں مناسب نہ جانا سہارنپور بٹورہ اور نجیب کدہ وغیرہ متعلقہ اپنے باپ کو طرف جاکر مقیم ہوا اور مرتبہ کی نواح دار الخلافہ میں پہونچ کر شاہزادہ جوان بخت کو بطور سابق مسلم رکھا حکومت اطراف کی خود کرنے لگے اور ضابطہ خان کو کاوش کر کے اوس کا ملک میں دست اندازی شروع کی بادشاہ نے پہونچ کر قلعہ دولت خانہ شاہی میں نزول فرمایا عبداللہ خان ولد عبد المجید خان کشمیری جو کہ مرمرہ و مفتون کا تھا استقبال شاہی کو اگر مورد لطف ہوا اور بادشاہ کو موافق کیا سیف الدین محمد خان جو مرتبہ کو سوال و جواب میں دہلی میں ہوا تا بنا تقریب عبداللہ خان کے اپنی مراد کو نہ پہونچا اور عبداللہ خان کی خطاب مجدد الدولہ خاں زمان فرزند خان بدار بہرام جنگ کا پایا اور خانہ بادشاہی کا مدار المہام ہوا بادشاہ داخل حرم سرا سے سلطانی ہو کر مشغول عیش و ہوا و لعب ہوا مرزا نجف خان نے بمقتضی شجاعت و فداکاری صاحب جرات نوکر رکھ کر مدایج علیا پر فائز ہوا اور فراہمی اسباب اقتدار اور رفقا و جانثارین ساعی ہوا مرتبہ جو کہ حسب طلب شاہی ضابطہ خان کو ملک کی خرابی اور ویرانی کر کے شاہجہان آباد آتا قریب پہونچ کر درخواست مطالبہ زیادہ کی قیاس ہی کرتا تھا بادشاہ متفکر ہو کر نجف خان کو استعانت خواہ ہوا اوس کو فرط شجاعت سے ولایت گولشال کی اور اس محکم پر مامور ہوا اور بیرون شہر جا کر ہر بار لڑائی میں غالب آتا تھا۔

اتفاق پیشوں کا در اندازہ کی کرنا در بیان نجف خان بدار اور مرتبہ کی

اتفاقان حضرت عبداللہ خان و حسام الدین خان و بدار علیان محلی ناظر ہو کر مرزا نجف خان بدار کے شجاعت سے بے حد تعجب ہوئے اور شجاعت میں مرتبہ سے مصالحت کو در پے ہوئے مخصوص حسام الدین خان ناصر دہلی و دہلی سے قریب بادشاہی اور نجف خان کو متفرق بادشاہ کو اسپر لایا اور اپنے طلب خان مذکور سے درپردہ شجاعت کی مرمت بھی چونکہ جانتے تھے کہ جو کہ ہوتا ہے نجف خان بھی ہوتا جسوقت وہ نرگاہ بادشاہ سے قسطنطین ہو جاتا میری بات نہیں کہ عمل حضور نے جو برج و بارہ ہار شہر میں

مقرر تھے انہوں نے صاحب الامر دروازہ کھول دینے مرہٹہ داخل شہر ہوئی اور بادشاہ کی سستی میں ملازمت ہو کر تمام شہر میں دائر سائر ہو گئے نجف خان بادر اس خبر سے متحیر ہو کر خود بھی شہر میں آکر اپنے مکان میں جا بیٹھا بادشاہ قوصام الدین خان کا مصلح ہو کر بات چیت اور پیہ کہ صلح میں مرہٹہ سے بھڑکتا اور اسکی تنخواہ مرزا نجف خان پر کر دی اور مرہٹہ سے کہہ دیا کہ خاندان کو رستہ وصول کر لیوے قوصام الدین خان نے جو کہ نجف خان سے نہایت کد رکھتا تھا بدالالت عبدالاحد خان کو جاہا کہ بوسلیہ مرہٹہ انکی مثال عمر کو پیشہ دغا سے کاٹ ڈالے پس سخاں عداوت افزا مرہٹہ سے کہے کہ مایہ خد نجف خان سے بیکار زندہ ہو تمہارے دربار میں گیا مرہٹہ نے بہتر عیب بادشاہ اور درباریوں کی برکات سے درخواست تنخواہ خاندان کو رستہ کی اسنے جواب دے کہ دلیرانہ کھلا بھی چند روز باہم ایلیوں کی آمد و رفت ہوتی رہی اور مرزا نجف خان چند ہزار ہوں سے جو کہ تین چار سو سے زیادہ ہو کر مستعد جا باری ہو اور غفر و زبونی کو لینے کی بجائے سہرا مرہٹہ نے دیکھا کہ خاندان کو اپنی جان پر کھلتا ہے اور بدو ن قتل صد ہا لوگوں کو اسے ہاتھ پہنچا دیا شواری پس ملاقات کر کے کا پیغام دیا جب اطمینان کی صورت ہوئی مرزا نجف خان بادر مع رفعا کہ بے ہتھیار مرہٹہ کو لشکر میں گیا لکھنؤ میں سردار و بچہ و اطلاع اپنے پردہ سرکار کے استقبال کیا اور ملاقات کر کے عذر خواہ ہوا اور ہاتھی گھوڑے خان جو اسے اور طبقات وغیرہ دیکر خوش ہو گیا۔

باقیمانہ احوال میر محمد قاسم خان علیجاہ کا اور رحلت کرنا

میر محمد قاسم خان ملک افغانہ مشہور و جلیلہ میں مقیم تھا لیکن حسب تقاضا طبیعت ہنوز بادر ملازمین ہر اہی میں مسنون تہا نہ شیش عقر نہ از بی کین است و مقتضای طبیعت شیش چنانچہ مرزا شمس الدین کو اسی زمانہ فحاکت میں ہلاکت دکھائی اور حیدر علی خان ناظر حرم سے کہو کہ مکہ سے جا کر گوہرین مشرق ملازمت ہو ابد بنیال کہ اگر روپیہ نہو کیونکہ یہی معاویہ چنگا خوب رنجیدہ کیا اور جنگ ربا آزدہ کرتا رہا ناچار وہ غمخوار ترک رفاقت کر کے اپنی راگلا اور خوار و اثر چندی ملک افغانہ سے چلکر رانا کی گود کے پاس چلا گیا وہاں ملک راجپوتانہ میں آکر انتقال کیا و ہاں سے جوار مابین اکبر آباد اور شاہجہان آباد میں مقیم ہوا ابو چند یہ وہ فرزند ملک عدم ہوا۔

مرہٹہ کی لشکر کشی ضابطہ خان پور سے گذشت جنگ موہن پور تک

جب سمیت درمیان نجف خان اور مرہٹہ کو موافق ہوئی بادشاہ اور نجف خان اور مرہٹہ کی رائے

مناطلہ خان کو ملک چھینو پر ہوئی اور باتفاق نہشت کی ضابطہ خان نے بادشاہ اور مرہٹہ سے میدان کی لڑائی میں سود ندیکہ سکر تال اور قلعہ غوث گڑھ اپنے اقامت کو مع فوج کو آراستہ کیا اور اپنی سپاہیوں کو گنگا پار چاند پور تھانہ وغیرہ میں مع بعض فوج رسد کو واسطہ بھیجا اور اپنے نواب کو مع ناموس عیال و اطفال کو گنگا پار کے قلعہ میں بھیج کر آمادہ مدافعت ہوا مرہٹہ اور مرزا نجف خان اور بادشاہ فرسکر تال کا محاصرہ کیا جب عرصہ ضابطہ خان پر تنگ ہوا اس وقت قلعہ کو خبر پائی کہ اکثر گزراہوں نے گنگا پار قابل عبور فوج ہو گئی ہے اس نے سرداران قوم کو مانند حافظ رحمت اور دو تندی خان اور فیض احمد خان و علی محمد خان وغیرہ کو تحریر کیا کہ اب تک مرہٹہ گنگا کی پایابی سے مطلع نہیں ہو کر قبل اوسکی آگاہی کو مخالفت معاہدہ کر و ممکن ہے کہ ہم بھی محفوظ رہیں اور تمہاری ہی سلامتی ہو سرداران مذکور نے یہ پیغام درست جاننا ہر ایک مع فوج ضابطہ خان کو اعانت پر آیا ضابطہ خان نے زیر قلعہ سکر تال ناؤں کا پل باندھ کر عبور کیا اور سرداران مذکور سے ملاتی ہوا اور بعد شورہ ہند گیارہ اپنی فوج کو گنگا کے گھاٹوں پر مقابل تال سکر کے بیٹھ کر تیل کو س تک حفظ مرہٹہ کو اپنے مقام کو آیا مرہٹہ اس وادے کو شخص پایاب کرنے لگا معلوم ہوا کہ اکثر غلجہ پایاب ہر دو تین روز غفلت دیکر ایک دن مع مرزا نجف خان کو چند گھاٹوں پر و بر و سر گذار کیا جب محافظان معبر عقب کو اطمینان ہوا کہ غلجہ متوجہ بالاروی ہے غافل ہو گئے اکثر لوگ اپنے کام میں مصروف اور باہر گر ملاقات کو آمد و رفت شروع کی چند لوگ مخالفت میں رہے مرہٹہ نے مع مرزا نجف خان کے عطف خان کر کے جن مقامات سے گذرنا تھا وہیں پر آیا دیر میں جا کسا مرزا نجف خان بجا درہر اول ہٹا چو کہ جلد جا کر کھل گیا وہاں سے افغانہ کو فرصت تیار کی گئی لاجپار اوس فوج کا سردار جسکی مقابل فوج مرہٹہ عبور کر رہی تھی بلندی پر جا کر تھک و محرومی جاننا زون کو استادہ ہوا اور دو تین سردار اور بھی چند چند رفقہ کے جہزہ اوسکی مدد پر آچکے مرزا نجف خان ہنوز کنارہ متصل کو درباہی میں تھا کہ سرداران مذکور مع افغانہ متوجہ مدافعت ہوئی اور تنگ و بان سر ہوئے مرزا نجف خان نے زہر وک فیر کر اپنے اور پہلے ہی شلک میں یہ تینوں سردار جبار ناچار رہ کر اسے دار بقا ہوئے و روہیلہ تو عجب شدید و اخص قومی الطبع قوم بیوی ہے بجز دگشتہ ہوئے سردار و کلوٹ میں گس پڑے باہر گھومتی رہتی بیوی لوٹ مار کر راہ کے مرزا نجف خان اور مرہٹہ نے اس قدر پر کفایت کر کے اپنے چند گاہ کو لوٹے یہ خبر آتے و فرار کی دو سرے گمانوں پر منتشر ہوئی علاوہ اسکی چند بار مرہٹہ کی چوٹ کھائے ہوئے تھے ہر ایک نے گھاٹوں سے اونٹن اپنی راہ لی یہ خبر سکر تال میں پہنچی ضابطہ خان کی فوج کا بھی حال ہوا ضابطہ خان کو یہ خبر ہوئی سے سلاست چوڑ کر لوٹ مار کر کے اپنی راہ لگے قلعہ غالی کر کے ضابطہ خان نے

خیران و پریشان ہو کر فتح خان کو جو اسکی مدد پر آیا تھا طلب کیا جب وہ قلعہ مذکور میں آیا اور یہ حال دیکھا فتح
دی کہ اب دو تین گھنٹی دن رہا ہو کل آپ بھی میری لشکر میں آئیے با اتفاق میدان کچھ بعد اسکو دیکھا جاے گا
ضابطہ خان نے منظور کیا فتح خان واپس ہو کر اپنے خیمہ میں آیا مقربین و سرداران سے مشورہ کیا لشکر کی ضبط خانہ
کو لشکر کے فراکی خبر بانی پیرا وٹا لے ہو جو ابان نے فتح خان کو اطلاع دی ایک گھنٹی میں فوج کا نشان نریا فتح خان
نسنے اپنے لڑکے کو کہا کہ تیرا بھائی چند سوار کے ہمراہ ضابطہ خان کی ملاقات کو گیا ہے اسکو لانا چاہیے وہ سوار ہو کر
چند لوگوں کے ہمراہ چلے گیا تھا کہ اسکی بھی غارت کیا چارہ جامہ چاک و دستار پرانے خاک سے واپس آیا ناچار
فتح خان نے بھی راہ فراری میں کسی حکم پر ہو چکا دم لیا کسی روہیلہ کو کسی انتقال سے جگہ اور پیش ہوا وہیلہ نے
جو آتش غضب پر مہتابینہ کے مکان میں آگ لگا دی جو دو گ بڑھنے کے کوئی ایسا گونہ لستہ میں تھا جو خاک سیاہ
نہوا ہو ایک شخص معتمد جو فتح خان کے ہمراہ تباہیان کرتا تھا کہ آخر شب کو دس ہزار سوار و پیادہ افغانستان میں داخل
کر گھیت دیکھ کر گمان کیا کہ تیرا ہی مرتبہ کے آٹا بن ہر ایک کو دم بند ہوئی جب جاسوسوں نے خبر دی کہ رند کے
درخت ہیں تب اون دنس ہزار کے ہوش درست ہوئی غلامیہ کہ مرزا نجف خان اور مرہٹہ ضابطہ خان کا ملک میں
آئے اور ضابطہ خان اور نجیب الدولہ کی بی ناموسی میں کوئی دقیقہ اور ٹانہ نہ تھا ضابطہ خان باگ کر شجاع الدولہ
سے پناہ جو ہوا اور شجاع الدولہ نے صلح کرائی اس ضمن میں سرداران مرہٹہ کو باہر گھرنا زعت و ریش ہوئی تین
انکے سرداروں کی طلبی دکن سے ہوئی مرہٹہ نے بواسطہ شجاع الدولہ کو صلح غنیمت جانی دکن کا ارادہ کرنا چھوڑا
کو مٹا دھوئے۔

لوٹنا مرہٹہ کا ملک دکن کو اور اقتدار پانا نجف خان کا

جب مرزا نجف خان صحیح و سالم ہمراہ مرہٹہ کو گال کو فرک سارہ دارالخلافت شاہجہاں آباد کو واپس ہوا اور مرہٹہ دکن کو سدا بارے
بادشاہ سے دوبارہ نجف خان کو بری سفارش کی میرزا نجف خان نے مرہٹہ کو پشت پناہی سے باقوت ہو کر غم کر لیا
جو موافق ہو کر جس ملک میں چنداں بادشاہ کا عمل نہوا و سکاوت پر کر کے باغیہ سندھ چلا جات قرب توار دارالخلافت اور تکر
کو لکھو اگر حاصل کی اور فوج لائی محاسب ہو کر کرکریا لالت نہ کو کا قاصد ہوا جب حدود جاٹ پہنچا سو جمل گیا
لڑکا جو اندون قائم مقام سورجمل کا تھا اسنے فوج گران مع شہر و جسکی پاس چہ سات ہزار تلنگتہ بند و حق جھوٹا اور
چندہ سوار ضرب توپ کو لائی جنگ میدان کو دیکر مقابلہ کو روانہ کی اطراف کوں دریا لیسر میں شاہراہ اکبر آباد کی طرف
لڑائی ہوئی چونکہ میرزا نجف خان کی فوج تازہ ناآزمودہ کارتی الشرون کو تباہی کی اور بعض جان بازی کر کوں لڑائی
ہو کر روانہ ملک عدم ہوئی سواران جاٹ کو بھی شکست حاصل ہوئی اور پس پابوئی مگر شہر و فی اپنی آتش بازی سے
مرزا نجف خان کو فرصت جماعت کی مئی میرزا نجف خان کو بھی بائین بازو میں گولی لگی خون جاری ہوا میرزا مذکور فر

مرتبہ کے دانوں گمات ہوئے شہر سے پہنچے درمیان پر کر ملک کرادی تھی اور اس معاملہ میں صالح تھیں
 ہمنو اپنے پاس سے صرف کیا تھا آپ نے جو وعدہ ادا سے زبرد کو رکھا تھا وہ نقصی ہو گیا اور وہ یہ ہمنو
 ادا نہ ہوا پس اب یا تو زبرد کو رکھا جائے یا کہ لڑائی کو آمادہ ہو جو حافظ رحمت نے جب اس بیگام کو سنا
 بڑی دوراندیشی سے فوج اندھ خان وغیرہ اولاد دوند سے خان اور خلیفہ اندھ خان دلد علی محمد رو سیلا اور
 دیگر روسا سے افغانہ کو جمع کر کے مکہ شجاع الدولہ اپنے سامان جنگ اور فوج قواعد دان اور
 انگریزوں کے اعانت کے بہرہ پر بہار سے ملک چینہ کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کے مقابلہ میں عہدہ برائی
 ہم لوگوں سے بہت مشکل ہے پس بہتر یہی ہے کہ زبرد موعودہ ادا کیا جاوے اور شجاع الدولہ کا رد پیر
 مانگنا براہ انصاف ہے۔ ادھر شجاع الدولہ نے براہ فریب دیر دہ دوند سے خان وغیرہ کی اولاد کو
 کہلا بھیجا کہ مجھ تمہارے ملک سے کچھ زمینیں ہیں البتہ اگر حافظ رحمت کی اعانت کرو گے تو تمہاری کینہ
 فاکم ہوگا اس بیگام کے پہنچنے سے وہ احمق لوگ معزور ہو بیٹھو اور اسے زیر ہو چلتی کیا لڑائی کی مصلحت
 دی حافظ رحمت نے ہر چند سمجھا کہ تو پچانہ انگلشی کے روبرو سب آبرو خاک میں ملے گی کچھ بنائے
 نہ سب کی مگر مشیت ایزدی تو یہ جانتی تھی کہ جامعہ افغانہ نے جو سب کچھ جو ر و ظلم رعایا اور مسافرین پر
 کیا ہو اسکی سزا یوں ان نا عاقبت اندیشوں کو لگا کر بغاوت خفا کی تو نصیحت حافظ رحمت خان کی ایک نہ مانی شجاع الدولہ
 مع فوج خاص ظاہر اپنی اور جرنل پاکر سردار لشکر انگریزی اور تو پچانہ وغیرہ کو مکمل فتح میں اگر تاخت و تاراج کرنے لگا اسوقت
 حافظ رحمت نے ہر چند دوندی خان کی اولاد وغیرہ سرداروں کے طلب میں تاکید مزید کی مگر وہوں نے
 نے حیلوالہ میں مال دیا کمین کین سے کہ سید فوج آئی اور کین سے صرف وعدہ عفریب آنے کا
 پہنچا ادھر شجاع الدولہ نہایت نزدیک جا پہنچا اسوقت حافظ رحمت لاچار ہو کر اپنی جمیعت کے
 ہمراہ جو بچائش ساٹھ ہزار سے کم نہ تھی برآمد ہوا اور ایک سو کوئی نہر جو سچیدار اور حبیلے کناروں پر غاردار
 درختوں کی قطار لگی ہوئی تھی اگر تو پچانہ وغیرہ سامان حرب موقع پر لگایا۔ ادھر شجاع الدولہ کی
 پلٹین چھین اکثر خواجہ سران معتمد سپہ سالار تھے راستہ ہو میں اور ایک طرف سے فوج انگریزی نے
 پراجا کر مقابل کے راستہ کو چھوڑ کر دوسری جانب سے نہر پار ہو کر بائیں فرنگ تو پچانہ شہر بارہ
 کام دینا شروع کیا ازاںجا کہ انگریز جی پستی اور چالاک توپ اندازی کو فن میں مشہور ہے اور اس کے
 نشانے سے بجز حفظ آبی کے کوئی زمین بچا سکتا اور اس کے مقابل فوج نے آئین کا ہونا ہمت دشوار
 ہو پس اس کے ضرب و حرب سے افغانہ کے ہاتھ پیر ڈھیل ہو گئے بھلہ پڑ گئی بجز چند لوگوں کو حافظ رحمت
 کے ہمراہی میں کوئی نہ رہا آخر یہ دلاور پامرد دی کی راہ سے ثابت قدم رہا ہوا شیر خاں نہر وہ مزاج

یہ سمجھا کہ کس روز نافر ہے آج آخر اسی تک دو دین ایک گولہ حافظ رحمت کے سپینہ پر لگا
جسکے مدد سے عائر روح نے نفس جعفری سے آزادی پائی اس کے مرتد قیامانہ بھی لڑ لہو
شجاع الدولہ نے شہرہ فتح شکر باستی سے اور تہ سجدہ شکر باری تعالیٰ ادا کیا اور ہنوز سرسیدہ
تاکہ حافظ رحمت کا سرور و ولایت جو لوگ اوسکو پہچانتے تھے وہ اب انہوں نے اوسکی صداقت کی
دوبارہ سرسیدہ ہو اجموعہ وقت سر اوٹایا سالار جنگ شجاع الدولہ کو سالانے چاہا کہ جبہ انور سے
غبار دور کرے آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ اس خاک سے میری پیشانی نورانی ہر لمحہ لٹکے کہ آج
اس فرقہ سے اون گستاخین کا بدلا حاصل ہوا جو انہوں نے میرے والد اور نیز دیگر مہندس مسافرن کچھ مقتدر
کی تین سو سوقت میں غلبہ خان بھی ہزار جوان سے شجاع الدولہ کے رکاب میں حاضر تھا بعد مارے
جانے حافظ رحمت کے اس گروہ دنا جاقبت اندیش کا دلچسپ بڑا خوف سہا گیا اور افغانہ کی جمعیت
اور ارادہ حامدین تغرقہ عظیمہ دار سیدار شجاع الدولہ نے اطراف مالک افغانہ میں اپنی فوج تعین
فرمائی اور سرداران روس کے ساتھ اپنے کاٹھن با او بیہ بھی ارشاد کیا کہ درصورت قہر اور عدم
اطاعت کے قتل و غارت سے اپنے گروہ جابرنا جابر فتح افغان وغیرہ دلاہ وندی خان اور محبت خان وغیرہ
مختلف حافظ رحمت اور ایضاً افغان و لہر علی محمد خان معروف رد بیلے کے ذکر اکثر و فز دوم میں چٹکے
ہوئے اور کہا کہ ہمت خان کا فوج سے ٹکڑا کر دے۔ البتہ فیض ہمت خان نے باقتدار سرور ازادگی
کی جو علی محمد خان کا گروہ اور کٹا کا باپ اپنے زمانہ میں حافظ رحمت اور دندی خان وغیرہ کا آقا تھا
ایک گروہ کو متفق کر کے کوسہ سال مذکورین فساد اومٹایا اور چند سے حاضری سے دور رہا اور آخر کار
سرداران انگریزی کے معرفت اپنے حق میں عہد و پیمان دست کر کے حاضر ہوا اور یمن مالک افغانہ
جو دس پندرہ لاکھ روپیہ کی مبالغہات رکھتا تھا سیدہ سرداران مذکور کے شجاع الدولہ کے سرکار سے
اسے واسطی حاصل کی اور تمام تمام یہ جماعت افغانہ کے دہن پر بار بار اور آج تک آرام حکمران ہو
اور لوگ معاش سے عہد ملے زر و مال کے نشان دہی میں ایک مدت تک محبوس اور مقید رہے۔
مورخ سیر المآثرین کی تحریر ہے کہ یہ اکثر ولاد حافظ رحمت اور دندی خان کو بعد وفات شجاع الدولہ
کے شجاع کو اپنی خدمت کے لئے دین مقام لگنے لگیا اور انکی کیفیت خود بھی مشاہدہ کی اور او لوگوں
سے بھی سنی۔ جماعت مذکور میں شجاع اور حسن حبیب خان ولد حافظ رحمت تھا جو ہونا بھائی جناب
نصرت خان کا ہے اور جب عظیم آباد کے مقام میں شجاع الدولہ کو انگریزی فوج سے لڑائی ہوئی
تھی شجاع الدولہ کی رفاقت میں تھا اسے ہی مورخ مذکور نے دیکھا ہے بحسب صورت و سیرت سروری

کی لیاقت رکھتا تھا لیکن اس زمانہ دون پرور میں خفیف سے معاش جو موجب نیک و عار ہو
 اوسکا واسطہ مقرر کی گئی تھی اور فیض اللہ خان اسپر علی محمد خان کو بیس لاکھ مالک و عاہل و عیال
 بروقت حکومت اپنے قوم کے پانچ لاکھ سے زیادہ مالک اپنے قبضہ میں رکھتا تھا اس جرنیال
 کی سفلہ پروری اس سے زیادہ بین کھیل و تحریریں اسکیں اندھی کو والد سبقتین الیقضہ بعد اس فتح کا گورنمنٹ لاہور
 کو نسل ولایت سے متوسل ہوا اگرچہ روز کے بعد اپنے حسن بیان پر اسے نو مور و عنایت اور
 بے قصور ٹھہرا۔

تقسیم ہونا ملک فاعنہ کا درمیان شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان کے

مرزا نجف خان بہادر اس زمانہ میں پایہ کسری سے مستری کو پونچھکر شجاع الدولہ سے ہم سہری رکھتا تھا
 شجاع الدولہ جو سابق سے اوسکا عدوت تھا اب بھٹکا سے وقت دوست بنا بلکہ بیاناتک مشہور ہے کہ
 شجاع الدولہ نے اپنی ایک لڑکی نجف خان کے نامزد کر لی اور اس کے ساتھ ایک قلوب میں شہرت
 سرگرم رہتا تھا لیکن نجف خان بہادر بھٹکا سے جو آمدنی اور نموت کی ظاہر داری میں تاجدار تھا
 کو حقیر سمجھتا تھا کہ غرضی کرتا اور جو بزم و قریب کو شجاع الدولہ کو روئے و آداب بالاقانہ اس وقت تک کہ انھوں نے
 پڑھا اور اوسکا ملک اس کے قبضہ میں آیا۔ ان ملک میں سے بعض ملک جو بیشتر نجف الدولہ کو
 ثابت تھا وہاں وغیرہ سے براعانت و مرہٹہ کے نجف خان کے تحت تصرف میں آ رہے تھے اور جن سے
 بعض لگا کے اس پار یعنی محمد خان اور حافظ رحمت کو ملک سے ملحق شمال و جنوب و جمیعہ کے چاند پور
 مذہب پتھر گڑھ وغیرہ اور اکثر ملک مانند بارہہ اور سہارن پور پور باد وغیرہ کے لنگا کے مغرب اور جنوب و
 واقع تھے اور جو کہ ملک حافظ رحمت اور اولاد علی محمد و ہیل اور دوند سے خان کا قبضہ میں تھے
 ان دونوں شجاع الدولہ کو تصرف میں آئے ان کی بھی صورت یہ تھی کہ نصف حصہ تو لنگا کے مشرقی اور
 شمالی ملحق صوبہ اودہ مانند شاہجہانپور بریلی اولہ تلہ بن گڑھ اور بدایون وغیرہ تھے اور نصف دواہین
 مانند سہیل مراد آباد۔ اور امر وہ وغیرہ کے اور بعض مانند کاش گنج۔ دیا گنج اور ہلدا گنج کے
 جو سابق میں ماتحت بنگش تھے اور صفدر جنگ کو عند میں احمد خان بنگش سے چوراکر مرہٹہ کو
 ملے تھے اور نیز دوسرے ملک مقبوضہ مرہٹہ جو بعد قتل شجاع الدولہ کے بموجب حکم احمد شاہ ابدلی
 کے ملک مذکور کو حافظ رحمت اور احمد بنگش اولاد دوند سے خان اور نجف الدولہ نے باہم تقسیم
 کر لیا تاہم ان ملکوں کی تقسیم کیا اسلئے ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ شجاع الدولہ

کے حضور میں آیا اور حاصلات ملک کی تمہید کی اور بحیب الدولہ کے ملک میں بھیج دیا گیا۔ اسے اس بار
مانند چاند پور مدینہ اور پتر گڑھ وغیرہ کے تماشباغ الدولہ کو دیکر تھوڑا سا ملک بنگش اور حافظ حجت
اور دوند سے خان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہ پٹان کا دوسری ملکی تھا خود لیا اور بعض تھوڑے اور بعض بڑے ملک کو بھجھ خان بڈ
ضابطہ خان کو شجاع الدولہ سے لیکر مرضض ہوا اب ضابطہ خان اور بھجھ خان بڈ کے فیما بین رابطہ
اتحاد مستحکم ہو گیا۔ بعد ازاں بھجھ خان اپنے ملک اکبر آباد کے حدود میں چلا آیا اور شجاع الدولہ
ملک روہیلہ کے انتظام میں مصروف ہوا۔ اسی میں حکم فرما دیا کہ الملک شجاع الدولہ کو کشتی کے سامان ظاہر
ہوے بندر انہیں جسے حیا کرش کہتے ہیں ایک پہوڑا نمودار ہوا مگر چند ان اوسکے طرف توجہ نہ ہوئی
کیونکہ لایہ مضبوط نہ تھی کہ ایسے پہوڑے پھینکوں سے جان جانے کا خوف نہیں ہی ہندوستانی اور ولایتی
جراح وغیرہ دو معاملہ کرتے رہے مگر موثر نہوا آہستہ آہستہ مادہ نے وسعت پکڑ کر سرطانی حیثیت قائم
کی اوسوقت ایک طرح کی تشویش و تردد کا مقام ہوا تو بھیا انگیز تو یہ ویدا ہو کہ اس پہوڑے کے زخم کا شفا
عموماً اس مضمون سے مشہور ہوا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت کی بیٹی سے خیال وصال کیا اور
اوسے خلوت میں طلب فرمایا وہ بیمار سی فرد غمت اور کثرت ہمالت میں جو عام عیارات مخصوص پھینا یون
میں ہوتی ہی ایک چاقو پوشیدہ اپنے حیرانہ لیتی گئی اور بر وقت کشف پردہ کے اوسے چاقو کو شجاع الدولہ
لے کر ان میں مارا اور وہ چاقو زہر سے بھجھایا ہوا تھا اسی وجہ سے زخم کا اندمال نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ یہ
شہرت محض غلط اور افتراء ہی مگر پہوڑے لوگوں کے زبان زد ہی القصہ شجاع الدولہ نے مضطرب ہو کر
سواری مانگی فیض آباد کا غزم کیا جہاں کہ اوسکا دارالامارہ اور اوسکے جہاد داری برطان الملک کا آباد کیا ہوا
تھا اور تمام وکمال اوسکی تعمیرات شجاع الدولہ کے ہاتھ ہی ہوئی تھی۔ اور مرزا سعادت علی اپنی دوسری کڑ
کو اوس جگہ پر نائب چوڑ کر سیدی بشیر حبشی کو اوسکی تالیفی پر مامور فرمایا اور خود فیض آباد آئے۔

انتقال کرنا شجاع الدولہ کا دھڑنا پایدار سے

روز بروز بیماری نے زور پکڑا اور سرطانی مادہ ہو گیا ہر چند اطباءے حافظ اور حکماءے فرنگ نے
بہت کچھ علاج کیا مگر سود نہوا۔ ہر چند بموجب ایہ کریمہ لایا ستاحرون ساعۃ ولا یتقدمون کو موت
سے تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی لیکن چونکہ حق تعالیٰ نے ہر ایک امر کے حدوث کو اسباب مقرر کیے
ہیں جنہیں بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہیں بعض مرثیہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوتے ہیں ان قبیحہ
رس کی نظر میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں خصوصاً مرگ شجاع الدولہ کی جو جو ہات راقم سیر المناہجین

چونکہ اسکے باپ اور دادا نے اسی مرض سرطان سے جان دی تھی دانہ کے نمودہ ہوتے مادہ سرطان کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ نذر فرمایا اور بعد حصول شفا کے ایفاغذیر موعود فرمایا مگر مقدر میں تو مرگ مو روئی بدی تھی اخر اسی بلا میں مبتلا ہو کر اقلیم بقا کی راہ لی بعد بغیر و تکلیف حسب رسم ہندوستان جنازہ برسرہ ہمکل اور شان و شکرت سے اوشایا گیا مرزا علی خان اور سالار جنگ بنو محمد اسی خان مرحوم کے جو شجاع الدولہ کے سالار تھے مع جمیع ملازمین اور کھواران دولت کو ہمراہ جنازہ ہو سے ہنوز مانگلا باری تک نہ پہنچے تھے کہ شجاع الدولہ کو فرزند سعادتمند مرزا امینی ملقب آصف الدولہ جب نشینی کی تمنا میں بہت مضطرب ہوئے اور اندیشناک مبادا ارکان دولت کسی دوسری اولاد کو مستند نشین کرین پس مردت و دنیا کا بلا سے طاق رکھ کر اپنے متوسلین کو حکم دیا کہ جلد تر اس کے خالوں میں مرزا علی خان اور سالار جنگ کو جنازہ کی ہمراہی سے مجبور کر کے حضور میں لا دیں۔

جلوس کرنا مرزا امینی ملقب آصف الدولہ کا مسند حکومت پر اور برادر کو باریاست کا اور عجمیوں کا بیٹھا سالیہ

جسوقت آصف الدولہ کو مجرمان اسرار مرزا علی خان اور سالار جنگ کے لینو کو گئے اول تو انہوں نے دنیوی شرم کا لحاظ کر کے مراجعت سے عذرا ہر کیا مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکید ہی حکم صادر ہوا کہ خواہی خواہی حاضر ہوں اسوقت دونوں ہائی مجبور ہو کر واپس بیٹھے اور انکو واپس ہو تو ہی اور لوگ بھی براہ خواہ اور جا بلو ہی کے جنازہ کے ہمراہی سے مراجعت کنان ہوئے۔ آصف الدولہ نے بعد تیغ مصلحت کو کہ نیل کلیس اور ایک دوسرے رئیس انگریزی کو جو شجاع الدولہ کے مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا جا رہا ہے اب مصلحت یہی ہو کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی باتوں میں اوسکی تسلی کر کے انجام کار پر نظر فرمائی مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ دسورت جلد ہونا جائے ہمارے مسند نشینی کے زرخیر آپ لوگوں کو دیا جاوے گا اوہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا اثر کا یہی ہے اور بموجب آئین دراشت کہ بھی سستی ہے ہمارا کہ نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہوتا ہے پس اسی خیال سے دستار وراثت اس کے سر پر باندھی عیان دولت حاضر ہوئے اور تقاریبی ہی جنازہ کے ہمراہی سے معاود ہو کر نوبت غازی میں آئے ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ ہوئی تھی کہ نوبت خانہ سے آوازہ شادمانی بلند ہوا۔ آصف الدولہ

نے بعد جلد میں میر مرعی خان برادر زادہ مصطفوی خان کو جو صاحبزادی کی خدمت میں پہنچا یہ سب کچھ
 نیابت کل کی خلعت عطا فرمائی بہت ہزاری کی کا منصب ملا صاحب نویت اور باہمی مراتب پر تختہ
 کیا گیا جمید الدولہ کا خطاب پایا اور باپ کو رفقا مانند ریح خان اور شیر بی خان وغیرہ کے باپوں
 ہو کر اپنے فکر میں پرے ارج خان اس بیاہستہ کے بادشاہ کے حضور میں حصول سب اور غمازین
 شخص خان برادر کے استحکام رشتہ اتحاد کرے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور اس موقع پر سبانی
 کو غنیمت جانا۔ چند روز کے بعد آصف الدولہ نے مع کل فوج اور والدہ اور جدہ معظمتہ کو فیض آباد
 سے بمقتضائے عدم موافقت آپ ہوا لکنہؤ کو غم فرمایا اور شہر سے باہر ہوئے تھے اپنے ماں
 کو پیام دیا کہ باپ کے خزانہ نذر کرے کیونکہ شجاع الدولہ جملہ خزانہ اپنے بیگم کے تحویل میں رکھتا تھا
 اور یہ امر جب سرائیکیوں کو باہمی برتاؤ میں دیکھتا تھا اسے بھی رشتہ اتحاد کے مضبوط ہونے کی خاطر
 زر خزانہ بیگم کے تحویل میں رکھنا مناسب سمجھا غرض کہ اس داد محبت کے بارہ میں بہت کچھ گفتگو مان
 بیٹے کے درمیان میں واقع ہوئی اور انجام کار کو بیگم صاحب بدین شہر روپیہ دینے کو راضی ہوئیں
 کہ آصف الدولہ کو فاسخ خطی لکھی کہ جس میں آصف الدولہ نے غلامی پر اجازت لکھ کر روپیہ اپنے والد
 سے لیکر فاسخ خطی تحریر کر دی چونکہ آصف الدولہ پیشتر چند نفر لنگھوں کو مقرب خاص بنائے ہوئے
 تھا اور وہ بھی سایہ کے مانند اسکے آگے پیچھے لگے رہتے تھے اس وقت کہ آصف الدولہ بطور خود کار فرمایا
 ہر ایک کو اوں پایا دبا سے ہندو میں سے خطاب اور منصب اور خدمات عظیمہ اور رسالہ اور بالکی
 چار دار عطا فرما کر اقتدار کامل عطا فرمایا انہیں سے ایک کو بیرواڑہ کی حکومت عطا کر کے گویا اپنی
 بدنامی خریدی اور اپنے پالکی کے کماروں میں سے ایک نفر کو راجہ ہرا کا خطاب دے کر سرفراز
 فرمایا غرض کہ اسکے مساجد میں بچہ پوچ اور رزائل لوگوں کے بنین میں بعد چندے لکھنؤ چوچکر متوقف
 ہوا اور تھوڑے دنوں کے بعد اناروہ میں اگر لشکر گاہ کیا یہ مقام سوبہ اودہ اور انتر پردیش کی حدود میں واقع
 ہے یہاں پہونچکر اپنے بھائی مرزا سادات علی اور شہید شیری بشیر حبشی کو طلب فرمایا جو وقت یہ لوگ حاضر
 ہوئے اول سیدی بشیر کو شمول عنایت فرما کر غافل کر دیا اور جب اس کے رفقا کو اپنے طرف
 بلا لیا چند دن کے بعد مخفی اشارہ کر دیا کہ سیدی بشیر کو قید کرین اتفاقاً شہید شیری بشیر نے کچھ دیر
 پیشتر لوگوں کے اردحام چورنے سے اس حکم کی خبر پائی بھارہ بعد فحاشے تیجہ ہوا کہ اب کیا کرے
 کہ ناگاہ اسی وقت مخالفین آپہونچے اس وقت میر بہادر علی سیدی بارہمن جو حبشی مذکور کا رفیق
 دیرینہ اور مرہون احسان تھامس کیا کہ جب تک میری زندگی ہے ہندو ان لوگوں کو باتوں میں لگاتا ہوں

آپ جس طرح سے ممکن سمجھیں اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہہ دیا یہاں سے نزدیک چو آب کو مل
سیدی کے ہمراہ ہو کر اسکو دریا سے پار کر کے بخون خان کے ملک میں پہنچا دیوین یہ لکھا سپہ
گھوڑے پر بشیر کو سوار کیا اور چند آدمی آرمودہ ہمراہ کر کے اور کہا کہ آپ جی الاسکان یا نسو فر قبول فرمائیے اسی ماہ میں
لوگ بشیر کے چند پر آپ کو طرفہ شور و فتنہ پیدا ہو گیا بخشی مذکور اسی سو کہ مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی
نے مخالفین کے استقبال میں قدم اوٹنا سے سدرہ ہو کر دم آخر تنگ سردانگی کی داد دی اور
نصف ساعت تک کسی جرات نہوی کہ داخل خیمہ بشیر ہو کر حقیقت حال سے مطلع ہو اسی غرض میں سیدی
بشیر لگا جا رہا ہو کہ آصف الدولہ کے خدمت سلامت نکل گیا یہاں جسے بہادر علی نے شہادت و تشنگی
بجائے گلشنہ جنت میں قدم اوٹنا یہ چند بشیر کو ڈھونڈنا یا بعد ازان آصف الدولہ نے اسادت علی کو علاقہ اختیار کا ملک
روہیلہ سے جو شجاع الدولہ مقرر کر گیا تھا موزل کیا اور سورت سنگ کو جو عہد پر دیوانہ تھا مقرر کیا اور شجاع الدولہ کی نیابت
ایسی چکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کو کچھ ظاہر نہ تھا اور اپنے بڑی بھائی سید محمد خان کو اقتدار الدولہ دیا
کا خطاب دلا کر نائب نمبر اوڈہ گزار دیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معزز الدولہ بہادر کے خطاب سے
نائب صوبہ الہ آباد کیا اور ہر ایک اپنے دوست و اقربا کو صاحب اقتدار کر دیا تو گران شجاع الدولہ
آصف الدولہ اسکے دست لگ کر کسی کی مجال تھی کہ اسکے برخلاف دم مارے۔

مقرر کرنا مشریدن کا حضور آصف الدولہ مین راجہ کچھ نسل گلشنہ کا اور لوہے کے بعد مشر جان برشمو کا آنا

بعد رحلت شجاع الدولہ کے گورنر خیمہ بہادر نے مشریدن کو واسطے وادیا و ضاع آصف الدولہ کو
مقرر کیا تا کہ قدرت گذری تھی کہ جنرل کلارن اور کرمل کلیسن اور مسٹر فرنگیس کپٹن اور
بادشاہ انگلستان کے طرف سے واسطی استغاثہ احوال گورنر مدوح کا آئے بتقریبات چند جسکا
ذکر دفعہ دوم مین ہو گیا ہے اول گورنر یہ غالب ہوئے علی انگلشی جس جگہ تباہ و فتنہ جو یزار راجہ بٹ
مذکور کے علی ایف گورنر کے مقرر ہوا اور گورنر کا غلام نوکر کردہ برخواست ہوا اونین دنوین مسٹر
مشریدن بھی موقوف ہوئے اور مشر جان برشمو اسکی حکمت متعین ہوا چونکہ جوان ہوشیار تھا آصف الدولہ
کو موغلہ کے ساتھ دان جانکر دست قدرت دراز کیا بالکل دار و مدار اسی کا ہو گیا تھا والدہ وغیرہ اسکی صلاح کو
خلاف دم نہا سکے تھے تہہ مورخ نے بدرفت و دو لکھو کو ان اعطون کو دیکھا کہ حقیقت پر جب آئے کہ یہ کردہ مانند
بایم کہ ہیں بلکہ انکو بھی بدتر یا دہرا با بایم ختم۔ المخصیہ جان برشمو براہ خفا دشمنی والدہ کو اس عزم پر لایا کہ
ولایت بنارس وغیرہ علاقہ راجہ بلوئند سنگ جسکی بیس لاکھ روپیہ مال گزار می اور ستر لاکھ روپیہ کے قریب

محاصلات ہو سرکار کبھی کو دلا دئے اوس احمق نے آصف الدولہ کو پیشربیان پریشو کی طرف سے
امید و بیم سمجھا پھر ماکر راضی کر دیا تا بلاتامل عطا سے ملک مذکور کی سند کبھی کو کلمدی۔ گورنر
ہشتنگ باور اگرچہ اس امر سے کہ ملک بنارس صنیہ سیر کار کبھی ہوا خوش ہوا مگر اس نظر سے کہ وہ
بنارس تک آیا اور ملک مذکور کی درخواست کی اور شجاع الدولہ نے غدر بیا در میان میں لاکر نالی بالی کے پورے دیا اور جان پریشو
جو اوس کے روبرو حکم دیا اور قطرہ کار کتبہ پر اوس پر ناموری اور باب کو نسل کر دیا ویرید کی کیمقد
لحول ہوا اور مختار الدولہ نادان نے باوجود اسقدر تواضع مغفرت کی اسے حق میں کبھی ہی عہد و پیمان
اور باب کو نسل کلمتہ سے نہ لیا اوس وقت جو کچھ چاہتا فوراً ہو جاتا اور کسی کی مجال نہ توئی کہ شکمہ اوس کو نہ
طرف دیکھتا نہ کہ مارا جاتا اگر اچھا مارا جاتا اوس کے انتقام میں قیامت ہو جاتی بلکہ ریاست آصف الدولہ
کی اس کے اولاد کو ملتی لیکن تقدیر القصہ بنارس میں توابع و حق مرا فی کو ضمیمہ بنگا ہوا اور معاملات
ملکی و مالی صوبہ اودہ اور الہ آباد اور پھر گدہ اور کورہ اور اناوہ وغیرہ ملک روہیلہ میں بدولت اللہ
مشر جان پریشو کی کچھ نہوتا تھا آصف الدولہ نے کتنا شروع کیا کہ مسر جان پریشو میرا بھائی اور
مالک اور مختار پر جو کچھ اوس کے صلے ہوا در فوج پدر کی تنخواہ عبت دیا سمجھ اوس کے استعمال
فی فکر میں ہوا۔

آصف الدولہ کا رانا مختار الدولہ کو نجیب پٹن سے اور شگست پانا پٹن مذکورہ کا حکم خدا سے

شجاع الدولہ مغفور نے چار پانچزار آدمی شریف مغلس شاہجہان آبادی پندہ روہیلہ ماہواری سے
نوکر کیے تھے اور احمد نامی اوس کا سردار تھا اور تعلیم قواعد انگلشی کا اہتمام تھا ہر چند بد وقتیں توڑہ دار
تین مگر ان میں نہایت چالاک سی آگ بتلائے تھے بلکہ چونکہ وہ لوگ نجیب و شریف تھے انکی پانچ سالہ
زیادہ ہوتی تھی آصف الدولہ رفقا سے پدر سے بنیاد در بے اضرار تھا ان کو لون کو جو کاپلی میں سے
طلب کیا جب پہونچے ان پر لشکر سے دور حکم خمیدہ دیا اور فرمایا کہ تو میں داخل تو چنے کرین انہوں نے ایک
یاد و ضرب اپنے پاس رکھ کر باقی داخل کو میں اسنے اون دو توپ اور بندوق رکھ کر کابھی حکم
دیا سپاہیوں نے جانا کہ تنخواہ نہ دینے کی نیت ہے کما کہ ہمارا زر طلب غنایت ہو تو ہم تو بے بندوق
سب داخل کر دین اسنے آشفہ ہو کر مختار الدولہ سے کہا انکے سرانی کی سزا دو اوسے غرض
کیا کہ یہ لوگ اپنا درماہہ مانگتے ہیں اور کہ غرض نہیں رکھتی اوسنے کہا اگر تمہیں تکلیف گوارا نہیں
ہم خود جاتی ہیں جب اسنے دیکھا کہ خود بدولت حاضر ہوتے ہیں بضرورت معہ فوج ملازم متعینہ

سرکار سوار ہو کر مقابلہ پر گیا وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میرا حمد مر گیا تھا مگر
 لاچار رہتے آ رہے تھے نزدیک تھا کہ اگر مدد نہ آوے مختار الدولہ کو ہٹا دین لیکن چونکہ مختار الدولہ
 کے طرف سے ہم بکثرت اور سامان بقیاس تھا اور اوپر سے وہ لوگ اکثر قتل اور اکثر مجروح ہوئے
 باقی ماندہ مفرد رہ گئے اکثر لوگ ملازم آصف الدولہ جو کہ زور بازو تھے اس زد و خورد میں تباہ ہوئے
 اور وہ احمق اس فحش سے نہایت خوش ہوا اکثر ملازمین محضوں بعض خواجہ سرا جنہیں شجاع الدولہ
 نے فوج انگلشی کے متبع سے بریل کیا تھا اور ہر ایک کے ہمراہ چند پلٹن معدوہ و اسباب وغیرہ
 متعلقات کے ساتھ تھے صابزادہ کا احوال دیکھ کر اپنے خیالات میں مصروف ہوئے بھلے انکے
 اسنت خان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کا نہایت معتد علیہ تھا اور فی الحقیقتہ حرات کی خالی تھا مختار الدولہ
 سے جسیری کر کے الاماعت نہیں کرتا تھا لہذا مکرر بار ہمد گزنا چاقی ہوئی اور وسائل اور وسائل
 سے معافی ہوئی اسی ضمن میں ایک مرتبہ ایسی بخشش ہوئی کہ آمیزش کی صورت نہ ہوئی آصف الدولہ
 جی باہن میں نسبت خود راہی مختار الدولہ کے جو مشر خان برستو سے متعلق تھا آئندہ ہو کر اس کے
 حرا کے کو فکر میں ہوا اسنت خان خواجہ سرا جنہیں اس راز کو پایا گیا جاہا کہ کس طرح سے مختار الدولہ
 کو آکر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باہم مرزا سعادت علی سے سازش کی کہ جب زندہ
 مختار الدولہ کو مار کر آئے تو ہم سے چند ہزار جیون کے سوار بن کر حاضر ہونا بندہ حضور آصف الدولہ
 نے یہ سچ بھراؤں کا بھی کام تمام کر گیا اور آپ کو مسند عطا دیگی۔

ذکر انجام دولت و عمر مختار الدولہ اسنت خان خواجہ سرا اور مرزا سعادت علی کا و تخت خان کا اندر بہا گیا نا

جب یہ مشہور ہو گیا اسنت خان خواجہ سرا از سر نو مکر و فریب سے ہشتی کی اور مختار الدولہ کی دعوت پر
 عداوت مقرر کی اس قرار سے کہ اول بیع سے اگر دونوں وقت کما ناوش کرے آخر شب بدنامی
 ہو و لوب کے واپس دولتانہ ہو چونکہ موت نزدیک آ رہی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا درامیز
 آکر آصف الدولہ سے مرخص ہوئے اسنت خان خواجہ سرا کی مکان کو راہی ہوا اسنت خان خواجہ سرا نے اس وقت تک
 بعض اپنے غمگینوں کو کہ اوئین سے میر قدرت اللہ کے دولہہ پنجے مراد علی اور لطف علی تو آگاہ
 کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے جب مختار الدولہ اسنت خان کو گھر پہنچا اسنت خان نے دروازہ کھٹکے استقبال کیا
 اور بکمال تواضع سواری سے اتار کر سند پر لائے لائے چاکر کے فصل گرامتی لشکرین اکثر لوگوں نے
 ترخان بنائے تھے اسنت خان نے جی اپنا تہ خانہ نہایت تکلف سے آراستہ کیا تا جب آفتاب بلند ہوا

مختار الدولہ کو تہ خانہ میں شریف چلائی بحلیف دی اوسو ہشت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں او تر ا عرض کیا کہ دربار میں کثیرا اتار کر بارہام نام استراحت فرمائی اور اوسکے محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا دور جام چل نکلا بعض اقربا سے مختار الدولہ بندہ سے کہتے تھے کہ شراب میں نہر ملایا تا اگر نہ مارتے تو نہر سے مر جاتا۔ القصہ جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتکاروں کو بھی رخصت کر کے ارادہ خواب آخرت فرمایا حتی کہ کوئی پاس نہ رہا میر مراد علی اور اوسکے باقی فرزند و تین اور ہمراہیوں کے منکر نیکری صورت تہ خانہ میں اگر نہ رتیغ بیدریغ کیا ریزہ ریزہ کر دالا بعض خدمتکار جو حاضر تھے خان کی دہشت سے جان بچا کے جینہ میں خبر ہو پجائی ہشت خواجہ سہرا معد و تین کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے حضور میں آیا اور اپنے فوج کو مع توپخانہ لپار کر آیا تا محافل میں نے کمپنیوں کو روک لیا اوسے تنہا جا دیا دسے شمشیر بہمنہ عین نشہ میں اگر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور کو حسب الحکم قتل کیا آصف الدولہ نے اپنے جان کو ڈر کر کہا کہ شمشیر بہمنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوسنے عرض کی کیا محال کہ نگرا می کروں اوسنے کہا شمشیر پیکد سے اوسو دور دراز جا بے سلاح ہوا آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ قتل کریں فوراً سر تن سے اوڑیا گیا ہشت کا عویاکہ خالو جو مرزا گلخان کو نام سے مشہور تھا اور کثر دربار میں آتا تھا قصداً اوسوقت آہو پجائی اور ہشت کو مع قتل پیکد کے متحیر ہوا اپنے حفظ آبرو کو تلوار عریان کر کے کہا کہ اگر مجھے قتل عرض نہیں تو مجھے ہی نہیں آصف الدولہ نے ڈر کر کہا تجھی کیو مطلب نہیں باہر جاؤ وہ اپنے راہ نگار مرزا سعاد علی اس خبر سے دست پاچہ ہوا کہ کیا کرے اور مفت میں بدنام ہوا نہ مقدور مقابلہ آصف الدولہ تہا نہ یار سے قیام نہ لایا چار گوشا میں سے استداعی کہ اگر مدد کرو باقی کو او نہا کر مسند آراہوں سبکے درجہ علی پر فائز کروں گویا کی جرات نہوی جب مرزا سعاد علی لاچار ہوا گھوڑا طلب کیا گوشا میں نے اپنے ہادیان جو کہ چالیس کوس جاؤں کے شاق تھی دی مرزا سعاد علی اوسے سپہ سوار ہو کر قفضل حسین خان تالین و غیرہ چند لوگوں سے بدون مزاحمت کی نکل باگا اور مرزا نجف خان کو حدین پہونچا مرزا سے مذکور سے جس منکر استقبال کیا اور کمال عزت و تکریم دی اور چند محالات بنا بر معائنہ مقرر کر دیئے آمد و رفت میں ہستا پاس آداب کیا تا کثر خود جا کر ملاقات کرتا اوسکا آنکار وادار تھا اگر عیان مرزا سعاد علی اُسکو مکان آجاتا تا سر دروازہ استقبال کر کے اپنے مندر لائے تا اور خود موربہ پہونچتا۔

مقتور ہونا محبوب علی خان خواجہ سرا کا جو کہ شجاع الدولہ نے طرحت سے کوڑہ اور اناوہ کا حکم تھا عہد شجاع الدولہ کے سردار لوگ وغیرہ ایسے ایسے حرکات و تلیکات اپنے فخر میں معروض تھے

چونکہ اب ہندوستان میں تو کمری تو بی نہیں اور نہ کوئی ایسا سردار مقتدر ہاں لہذا ہر حال اوقات
بہتری کرتے تھے مغلہ اس کے محبوب علی خان خواجہ سرا جو کسی قدر صاحب جرات و عزت تھا اطوار
صاحب زادہ کے ملاحظہ سے نہایت متحیر تاکہ کیا کرنا چاہی لیکن فوج و اسباب باہستہ ہمراہ رکھتا
موسوار و پیادہ برق انداز کی دس بارہ ہزار نفر جہاز کے جمعیت رکھتا تھا اور کوڑہ اور ناوہ و کالہا
میں حسب الامر شجاع الدولہ کے نہایت کروفر میں بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اس کا بھی استقبال
منظور ہوا اور یہ خیال فرمایا کہ کل نہ جانے پاوے چند لوگوں سے حاضر حضور ہو۔ یہ حال محبوب علی
کو بھی واضح ہوا بیچارہ نے ارادہ کیا کہ جب آصف الدولہ کوئی امر غا ہنظور کرے یہ بھی گھڑی
کا داغ لگا کر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے دیر پردہ مستر جان ہرشتو سے مصلحت کر کے
پلٹن انگلشی چند کپتان کو ہمراہ روانہ کی اور صیب استیصال اپنے فوج ملازم کا یہ تاکہ چونکہ آصف الدولہ
کا روز شب لہو و لعب چوسہ بازی مرغ کی لڑائی بٹنگ بازی وغیرہ میں گذرتا تھا اس کے سوا ہر امر
سے نفرت تھی نہین چاہتا تاکہ ایک گھڑی امور مملکت داری میں متوجہ ہو اور ملکہ داری بدون
اشتغال امور عظیمہ و رفکر بلیغ اور دردمند لوگوں کے سوال و جواب کے کسے نہ ناممکن ہے
حضرت کا وہ مزاج تاکہ ایسے امور میں متوجہ ہونا ایک گھڑی ہی دم بند کرتا تھا اور انگلشیوں کو
جانتا تاکہ ہمیشہ نہایت لاسنی بین اور میرے اصرار کے ہر گز روا نہ نہیوں گے یہ لوگ چونکہ ہوشیار
ہیں فی الحقیقت ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور کسی طرح اس کو سونا خوش نہیں کرتے
اس کو معصہ صہاب کے مطلق العنان کردیا تاکہ جو معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج کو جو اپنے اختیار
میں لیتا تاکہ حسن اتفاق ہو کہ دونو اپنے اپنے دانست میں ناخبال ایک دوسرے کو مغتم نہ ہوں
افسوس شجاع الدولہ کا وہ گہرا نہ تاکہ اس زمانہ میں قانقماق سلطان ہند اور امید گاہ لکھنؤ کا وہ
کا تھا لاکھون عمدہ اور عمدہ راجہ اس ملک میں بسر کرتے تھے اور اب بجز زریل اور پوجہ معاجا
آصف الدولہ کے بزرگان مذکور کا میں نشان ہی نہیں جان پر میں ہزار سوار اور پچاس ساہو
ہزار پیادہ برتتا رہتا تھا وہ مکان ویران ہوا چند پیادہ بکریہ مغلوں کو دو دو تین تین روپیہ کو نوکری
میں افکار سمجھتے ہیں اور پیہن القمصہ کپتانان مذکور معہ بین جار پلٹن و کشل مسافران کچھ لہگزر
سے محبوب علی خان کے لشکر کو قریب پہنچے اور اسکی ملاقات کی معلوم نہیں کس سبب سے
آبادی میں شہر نے فی ثبیل ہوئی بسبب محبوب علیخان داخل بیت الحکومت ہوا اور فوج و توپخانہ بیرو
مشہور احمد تین چار روز کے کپتانوں نے آخر شب آہستہ آہستہ اپنی فوج آراستہ کر کے توپخانہ

مادری سادات موسوی میں اولاد امام زادہ عالی مقدس سید احمد بن موسیٰ بن محمد علیہما السلام پندرہویں چہر حضرت
شاہ چراغ و مؤمن دار الملک شیراز بنیں اس کے مزار شیراز میں نہایت معروف اور حاجت رواست خلافت
ہیں کرامات سے اکثر مشہور جد مادری میر سے سید زین العابدین عمر زادہ حاجت جنگ کا ہی بعد
انتقال اوسکی مان لکھی میری نانی حاجت جنگ کی جو حسب وصیت کی میری مان کی کھدائی میں عجلت
کر کے فارغ البال ہوئی جو کہ سید مرحوم مذکور بعد گشتہ ہونے اعظم شاہ کے ترک نوکری کر کے
گوشہ گزین ہوا تھا بعد کھدائی والدہ کے سات برس اور سہری اسی ضمن میں بندہ کی ولادت نہاد ہوئی
میں واقع شاہجان آباد واقع ہوئی اور بعد دو برس کو دوسرا بھائی سید علی تقی بھی پیدا ہوا اور
بندہ پانچویں برس میں اور برادر مذکور تین برس کا تھا کہ عسرتی زور دکھلایا اور جدہ والدہ و بھلائی
اولاد کو کچھ ہر دو اہلاد کے ہمراہ لیکر اور گھر فروخت کر کے فرید آباد بنگالہ میں جہان کہ حاجت جنگ شہ اولاد
ناظم کی رفاقت میں تہا بن اور اسے لڑکے کی اولاد کو حاجت جنگ اپنے بہتیو کے سپرد کیا بعد چند
روز کے حاجت جنگ نے عظیم آباد کی لفاقت یائی والد مرحوم اوسکی رفاقت میں پہونچے اور فوت
سے آج تک کہ شہادہ حیرتی میں بکام آرام مع مکان مال و اسباب کے حسب مقتدرہ بسر کرتے ہیں
شہادہ حیرتی میں بندہ کو سبب تمنائے ایک زیدار کے جو سالہا سال سو مرتبہ ہوں احسان تاب پاس ساھ
ہزار روپیہ کا خسارہ ہوا گھر وغیرہ بیکار اور اکتیس ہزار روپیہ سودی حجاب حق من لیکر اداسے
تمنائے کی اور قرض خواہ کے ہاتھ سے قصور عمل لفاقت سے کہ بے موجب محض در پے ایذا
تور بائی پائی اور وجہ معاش صلی قرضہ میں حوالہ حاجن ہوئی اسب تکفیل معاش کی کوئی راہ
نظر نہ آئی تا آنکہ ایک مہینے کے بعد امیر عالی قدر سر اسر احسان امیر الدولہ برنیل کاؤر دہا در فتح جنگ
سنگے مانند نیرہ انگلشی میں کیا بلکہ جمیع انسان میں بابر فقیر ملک کل کیواسطہ ملنا ممکن نہیں کلت سے
امیر رہو کر عظیم آباد آیا چونکہ بندہ سو پہلے آشنائی تھی بندہ نے اوسکی ملاقات کی بندہ کا حال
دیکھ کر نہایت شاسف ہوا فرمایا چونکہ بیان کسی سے تعلق نہیں میر سے ہمراہ چلو جو کہ میر ہوگا اتفاق
خیر ہوگا بندہ نے اوسکی عنایت و عنایت کافی ہمراہ ہوا بعد اوسکے چلو جائے کہ عقب سے قلعہ چنچا و پہونچا
ہر خند و ہانچا مائل بقدر ضروری جس کے تاگر بندہ کو کار ہاسے مالی میں وہاں کا مختار کیا اور ایک مکان
جس میں بندہ مع عیال اطفال کی بسر کر رہی تھی سرکار سپہ دلاوا اور اپنے خاص سواری کا کچھ جو کہ مانند خانہ
و وسیع کی تمنا عظیم آباد پہونچا اور زاد راہ بیکار میر سے عیال و اطفال کو تنگ دیا اور تین سو روپیہ ماہواری میری
اٹھارہ لاکھ کے نام مقرر کر دیا اور اپنے خاںسا مان کو مکمل دیا کہ شمع کافوری وغیرہ جو شاید ضروری ہو بلا استفسار

حوالہ کیا کرے بہر حال ہر وقت فقیر کی ہمنودی کیا کرتا تھا چونکہ جانتا تھا ماحصل قلمہ خرج ضروری کو بھی
وفا نہیں کرتا اور سنا کہ افواج آصف الدولہ جو کہ قواعداً انگریزی جانتی ہے جو سردار کو اور سبکی تعلیم
اور خبر گیری اسباب و سامان مناسب فوج کے کر کے ایسا کوئی نہیں پس فرار پایا کہ ضرورت
انگلشیاں سے کوئی کرنل حسب مرئی آصف الدولہ کے مقرر ہو اس دریافت حال کو جنرل شکور
کو جو اس وقت بین کرنل بنا ارا دہ ہوا کہ اگر یہ کام اوسکے نام مقرر ہو مناسب ہو فائدہ طرفین کو
خالی نہ ہو گا لیکن چونکہ شہر جان برسوسے جان پہچان تھی اور خود اپنی طرف سے سائل ہونا گوارا نہ بندہ
سے اشارہ کیا بندہ نے کہا کہ کسی آشنا انگلشی کو نام میری سفارش کا خط لکھ دیجو تاکہ بندہ اپنے کام
کو جاوے اور آپ کی درخواست احسن وجہ سے پیش کرے خداسی امید ہے کہ درستی مدعا ہو اوسو
پسند کیا بندہ کو مرض مزما بندہ گربار کو وہیں چوڑ کر روانہ فیض آباد لکھنؤ ہوا چونکہ بلکہ جو پورہ
میں واقع ہو بندہ کا درود شہر مذکور میں ہوا حضرت فضائل و مشکاہ مولانا محمد عسکری روح اللہ رحمہ کا
شہرہ لکھنؤ اور بزرگوار سی مدتوں سے سنا تھا اور قصبہ چٹاؤہ میں زبانی اوسکے شاگرد سید مولوی
سید ظفر علی کو بھی سنکر مشتاق ہوا تھا پس جبکہ متناسے خدمت سرایا امانت میں ہو گیا دو گھنٹہ
کامل مشرف حضوری راہد حقیقت جو کہ سنا تھا اس سے زیادہ یا بالظہر تبرک چند خصائل
اوس بزرگ کے زبیر تحریر کرتا ہوں۔

اگرچہ خصائل جناب شیخ آفتاب جگہ و عدو انشوری مولانا محمد عسکری روح اللہ رحمہ

شہر جو پور کے سادات کرام میں ہر انواع علوم اور اصناف فنون میں وید و عمر حسن بیان اور
طلاقت لسانی میں مزید دہریت تک افادہ علوم کرتا رہا اور تھوری سے معاش میں قانع رہا ہر چند کہ
تحصیل اکثر کتب متداولہ کی حسب معمول نہیں فرمائی تھی مگر ذکاوت طبعیت سے مطالعہ کتب کیا گیا جمیع فنون
منقول و معقول فروع و اصول میں تجر حاصل اور قوت ملا کلام سے مشکلات ہر فن کے اوس
نحو سے تفسیر کرتا کہ جاسے انگشت نبتی جافا فرد نگار من کہ بکتاب زلفت و خطا پوششت + بغیر مسئلہ
آموز مد مدرس شد۔ آپکا مشغلہ تدریس پر یہ مشغل ہی کیا عمدہ ظاہر و باطن میں خوبی رکھتا ہوا
طور ہی اس زمانہ کے فضلاء کو کہ متفق تھا اظہار فضیلت کو جلد زبانت ہو جانتا تھا اور ہر نیکی کو جو باعث غرور
و نخوت ہو بدی سے زیادہ خیال فرماتا کسی کی بدی کہی نہ سنا اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اوسکو
اسنے نقاسے خلق سے علانیہ مانع نہوتا بلکہ اوس طرح مانع ہوتا کہ اوسکو گران نگذرتا اوسکو حسن

موصوف مقرر ہوا اور نسل ہی پذیرائی ہوئی حکم کنائی کرنل کا درو کو نام صادر ہوا مسٹر جان بریشٹو نے بندہ کو اطلاع دی بندہ نہایت خوش ہوا جلد لکھنؤ میں سدا دہوا۔ اور قبل اپنے پہونے کے ایک خط خوشخبری خط کرنل کو لکھ بھیجا لیکن قبل پہونے میرے خط کے کرنل کہ حکم کو نسل کو پہونے سے آگاہی ہوگی بمقتضائے شفقت جو بندہ کو حال پر رکھتا تھا اپنے منشی ملازم کو مع ہر کاروں اور بوجہ خاص کو بنا براسباب و عیال و اطفال بندہ کے چٹاؤہ میں چوڑا اور تاکید کر کے خود براہ خشکی بسواری ڈاک روانہ لکھنؤ ہوا اور ایک خط مسٹر مال اور غریبیت کا بنام بندہ کو تحریر کیا وقتاً بعد بالاک کے ہاتھ روانہ کیا تاکہ راستہ میں جان بندہ ملو پہونچاؤ سے فقیر نے مقام چنپور میں خط پایا عیال و اطفال کو لیکر لکھنؤ واپس ہوا اور قریب دس مہینوں کے بیان رہا اس عرصہ چودہ مہینوں میں جو بندہ اس چوڑا کے ساتھ رہا اس کے قریب دس ہزار روپیہ نقد کو رعایت بندہ کو ساتھ فرمائی اور بندہ کی سفارست کا روادار نہتا مگر اس کا نقش مراد وہاں درست نہیں تھا مسٹر ڈلٹن جو کہ بعد سترہ ریشٹو کو وہاں مقرر ہوا کرنل مذکور اس سے امید تھا کہ رکھتا تھا بحسب اتفاق وہ امید نہ ظاہر ہوئی یا ہمدگیر صحبت نا باقی ہوئی بندہ فی ابتدا میں پایاں صحبت کو خیال کر کے جبراً تھوڑا کر عظیم آباد کی راہ لی۔

ایرج خان گمشا جہاں آباد سے معاو دہونا اور آصف الدولہ کو نیابت پر مقرر ہونا اور تھوڑے

عرصہ میں مرزا اور حسن خان اور حیدر بیگ خان کابلی کا آنا

بندہ جب اول لکھنؤ آیا معلوم ہوا کہ بعد کشتہ ہونے مختار الدولہ کی چونکہ کوئی سزاوار نیابت نہ ملایا چار ایرج خان سے جو بعد انتقال جماع الدولہ کو سوال جواب کی بنا نہ مکمل کیا تھا ڈگری کیا نصف الدولہ کی رقم دلجوئی اور سکونام صادر فرمائی مگر اس میں بجز ادھ کی تھوڑی بہرہ عمداً نہ تھا مسٹر جان بریشٹو سے مدعی عمدتاً نہ حفظاً نہ ہوا جب مسٹر موصوف کی تویر پہونچی حاضر ہو کر عمدہ نیابت پر رعایت خلاء فاخرہ ہاتھی گھوڑا پالی جہاں در اس معزز ہونا بنا براس کو کہ اقریاسے مختار الدولہ کو گھرانے رکھتا تھا و شبائے انتظام ہی درپیش تھی سید محمد خان اور سید معزز خان بہادران مختار الدولہ کو مع بعض انکی معتمدین کو مورد عتاب کرا کر مقید کیا اور بہر قسم کی تعذیب اور تنبیہا و مسک حق میں فرما گئی بندہ فی بیاس سہاوت اور نیز اس نظر سے کہ خاندان مختار الدولہ سادہ اش طباطبائی سے تھاسی کی کر رہا ہوں مگر کچھ پیش نہ گئی بعد انتظام قرار واقعی رہائی پائی لاکھ روپیہ سالیانہ مختار الدولہ کے فرزند کو مقرر ہوا دونو بہائی کبھی کبھی باریاب حضور ہی ہوتے تھے اکثر خلوت اور گوشہ میں بسر کرتے تھے محمد علیا خان ہمیشہ زیادہ مصطفوی خان جو مختار الدولہ کا عہد زاد اور اس کے عہد میں

صاحب اختیار تھا بچہ سی عظیم آباد سے جب کہ وارد بلدہ مذکور ہو کر بروقت عہدہ لجاوے کے عہدہ شاہ راہی کے زمانہ میں پرگتہ ساندہ اور پلٹا کا حامل تھا آشنائی رکھتا تھا اس وقت تک کہ بندہ کرنل گادری کی رفاقت میں وارد ہوا باہم اخلاط اور آمد و رفت درمیں ہوتی نہایت خواہان تھا کہ کسی مرتبہ پرفائز ہو کر محنتی والدولہ کے ہائیوں کی حالت سے کچھ حاصل نہوا بندہ کو مکر آصف الدولہ کی حضور سی خلوت میسر آئی ظاہر آشور و خرد سے بے نصیب تھا نہایت درجہ محبت ارازل و پوچ نوکرون میں مصروف تھا اور بجز نو و لعب کے کسی طرف راغب نہ تھا جس غفلت سے عوام متمم کہنے میں وہ اس کے انواع ظاہری سے ظاہر نہ تھا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا کہ کسی کسی اور نہیں اردلی والو کی ترغیب سے بندہ وق و تہ اندازی میں راغب ہوتا تھا ہر روز صبح تو دو بہر تک ایک باغ سے دو سرہ چلے گئے یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتا اور فیلیا کے تاشا میں بسر کرتا بعد دو تین روز کے ہمیشہ ہائیوں کی لڑائی دیکھتا پیر ایسے ہی مشاغل میں جمع و شام گذرتی دوسرا کوئی کام نہ تھا زمانہ نجات اور اقتدار میں مختار الدولہ کے سالانہ جنگ نے اپنی لڑکی اس کے لڑکے سے منسوب کی تھی بعد کشتہ ہوئی کے اس نسبت سے منکر تھا آصف الدولہ تھا لار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود مستعدی اس شادی کا ہوا اس عمل میں نہایت شائق تھا جہاں شادی ہوئی ایک طرف آپ ہو جاتا اور دوسرے طرف کسی علم کو مقرر کرتا ایک مرتبہ ہنگام قیام بندہ کی بھی قائم خان فوجدار فیلیا نے کے حشیش طوسی میں حاضر ہو کر ہمت شادی ہوا۔

ذکر امام بخش غلام بچہ نافر جام اور اس کا اقتدار پانا

ایک غلام بچہ کسی کا امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافر جام تھا آصف الدولہ کا حد فطری میں اپنے آقا کا پاس سے ہاگ کر آصف الدولہ کی پاس پہنچا اور مقرب ہوا شجاع الدولہ نے اس کے شر و فساد پر اطلاع پا کر مدنون قید رکھا بعد مدت مدید رفقا عریزی کی سفارش سے سورا کر کے حکم اخراج دیا تا وہ مخفی نواح پر گئے تا وہ میں رہتا تھا اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو کیا کرتا تھا بجز انتقال شجاع الدولہ کو آصف الدولہ نے پیر واند طلب اس کے نام صادر فرمایا اور اس وقت میں جب کہ بندہ وارد لکھنؤ تھا وہی غلام بعد مار سے جانی مختار الدولہ اور نسبت پٹنن خواجہ سرا کے جملہ فوج تلنگ ملازم سرکار آصف الدولہ کا جو کہ قریب میں چالیس ہزار پیادہ اور چار ہائیچ ہزار طرح سوار جہاز کے تھے جنرل ہوا تھا بندہ سے مکرر ملاقات ہوئی اور اس کی گفتگو سنی

خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور مصورت و سیرت میں جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہواری ہندوستانی
کی بھی بسبب فسادوں ذاتی اپنے کو بموجب اس قول کہ کتنا تھکا کران تھا جو چ پوچھو چ پوچھو یہ لیاقت تھی فی الحقیقت لائق
دو کا گذاری بیگ فروشی لشکر کو تھاکر رہنا خان نائب باوجود تمام اقتدار کا اس ظلموں سے خوف کھاتا تھا تعجب یہ ہے
کہ بعد چلو آئے بندہ کے تھوڑے دنوں میں آصف الدولہ کی طبیعت اور سکی صاحبت سے آسودہ یعنی نہایت ندرت
و خوار میں اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اسی جگہ یا سواری کو چار پادہ دیکھا اور سکا
مال واسباب ضبط ہو گا وہ بد انجام پر پہنچے پاشہ و ملک سے بدر ہوا۔ پر کچھ خبر معلوم نہیں ہوئی
اور در باب عطائے تنخواہ کو آصف الدولہ کا یہ حال تھا کہ بجز ملازمین اردلی کو اور کوئی ملازم لشکر
تنخواہ طلب کرے اور سکا دشمن اور دم توپ کرنے میں نہایت بلباک تھا بعض لوگ قبل ہو چو
بندہ کے بلوا کر کو تنخواہ اپنی لگیئے تھی اوئیں سے چند نفر جب کہ بندہ وارد کئے تھائے اسکے ہاتھ لگی اول چند روز
قید ہوئے بعد دم توپ کر دیا بندہ نے سبب سیاست جو لکھا گیا اسی جگہ کہ لوگوں سے نہ بعد
چندر وز کے گوشائیں بھی جو کہ عہدہ سردار سرکار مذکور کا تھا قابو پا کر مع اسباب و سامان کے چلا گیا
اور یحییٰ خان کو لشکر میں ہو رہا اس طرح اکثر اقربا سے برہان الملک اور صفد جنگ کو نجف خاں لکھ
کی پناہ میں چلے گئے۔

انتقال کرنا ایریح خان کا اور ظاہر ہونا حسن خنائان و حیدر یگانی کا

دو تین مہینہ گذرے تھے ایریح خان کار گزار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صفا و کبار تھا تو ظا
سا انتظام کیا تھا اور جان بر شتو سے شوال جواب کر رہا تھا کہ آپ علاقہ ملکی و مالی میں کچھ کام نہ کریں
جو روپیہ اپنا بابت قرض کے ذمہ آصف الدولہ عائد کرتے ہو اور سکی قسط مقرر کرد و مجسمہ نقد لیا
کر و اور پروردہ شجاع الدولہ مغفور کے ملک سے یا تہ اوٹھا کر موافق عہد نامہ کمپنی کے عمل کچھ اگر
نامنظر ہوا اور سوال جواب کرنا ہو بندہ مع آپ کو کونسل میں گفتگو کرے گا سر جان بر شتو
اسکے طلب کرنے سے نہایت شرمندہ تھا تدبیر میں تھا کہ کیا کرے! اسی عرصہ میں بعارضہ مادہ
سودا الفینہ اور ضعف و بدودست جگر کے جو بیشتر سے کھانا بخیرا استعفا ہوا اور ایک ہفتہ چند روز تک بیمار
رہ کر حلت کر گیا اب آصف الدولہ اور جان بر شتو کے دل میں تقریر نائب کی فکر ہوئی چونکہ
حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باور چھانہ کی دار و نوکی اور کس قدر تقریر کرتا تھا
اور اس عہد میں بھی زیادہ تر صاحب تقریر خلوت اور خلوت اور حاضر باش تھا نہایت کی تجویز اسکے

نام پر ہوتی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تملک ستغنی ہوا اور لوگ بھی حیران تھے کہ عمدہ نیابت سے جو بات منظور ہے اس کا مقصد ہی یہ نہیں ہو سکتا پس اس بیچارہ کو کیوں تکلیف دیا دے خدا معلوم کس سبب سے اسے مشر برشتو کی یہ رائے ہوئی نیابت کی خواہ خواہ اسی کا نام ہوا اور اس کا نائب دوسرا شخص کا دروازا ہو شیار کیا جاوے اسماعیل بیگ خان نامی غلہ داریت جو کہ عیار اور دنیا دار اور جبوقت کہ بادشاہ اور فوج انگلشی آلا باد میں بھی سرکار انگلشی کی طرف سے داروغہ ڈاک اور اخبار تھا چونکہ حیدر بیگ خان کا بیوی سازش اور طمع نفع رکھتا تھا اور وہ بھی اس کے واسطے سیر باغ بویا کرتا تھا ایرچ خان کی بیماری کو وقت سے مشر مذکور سے اس کے نیابت کے لیے ذکر کیا کرتا تھا مخفی نہ رہے کہ یہ حیدر بیگ اور مرزا انور بیگ دونوں بانی کا بی زاد عامل پیشہ شجاع الدولہ کے عہد میں اکثر پرگنات صوبہ اودہ کو ستاجرتو لیکن نیابت سخت گہر حتی کہ دستوں سے بھی غرضنا تھا شجاع الدولہ کو عہد میں بنا بر وصول بقایا سے زر کو نیابت سختی میں بقدر ہر کہ اوسی داروغہ میں بڑا بانی مرگیا حیدر بیگ خان کو سفارش سے رہائی پائی تا آنکہ تقدیر سے دو کٹر ورمک کی نیابت پر جب کہ کنہ والوں راست گوئی کو سہ ہو کہ قسمت میں ہو گا تو بد دور خواہ تو نہ لے گا ضرور سرفراز ہوا القصد یہ عرض منافعان و ناکر کیا گیا اور ای قسمت و فیض نہایت مشعل برشتو کو صفا الدولہ کی نیابت اوس کا نام مقرر ہوئی اور حیدر بیگ خان مذکور اس کی نیابت پر سرفراز ہوا و فوخلت فخرہ جاہر بانی گونا مہلت بیوا حیدر بیگ خان کا درجہ میں مصروف ہوا اور حسن رضا خان نے جولا کہ رو پیہ درماہہ کی جاگیر پائی کمال عیش و عشرت و ولوت میں مصروف ہوا اور اس شوخ حافظ کو ظاہری معنی پر سے صحت سابقہ قدیمی بر شراب کن ۴۰ درخک درنگ نذر دستا ب کن - عمل فرمایا محبت شراب و کباب میں شاعری اور آمد و رفت دربار سے غافل ہوا جو آیا فوج و ملازمین کی تخفیف کرتا تھا عمل میں عجب طور کا انقلاب ہوا بعض خراب بعض با اثبات ہوئے جب مشر برشتو کی تدبیر درست ہوئی کلکتہ میں جرنل کلارن کو محاسبان اہل نے گیسرا دم مارنے کی مہلت ندی گورنر ہشتنگ بہادر کی طرف قومی ہوئی مشعلان برشتو معزول ہوا اور اوسکی جگہ مشر مدللین مقرر ہوا اس خبر کے سننے مشر جان برشتو کلکتہ کو روانہ ہوئے جرنیل گاڈرڈ با عہد دوستی مشر مدللین کے بہت خوش بندہ کو بھی امیدوار کیا و سوقت فرخ آباد میں تملک مشر مدللین لکنو میں داخل ہوا اور بندہ کی جست جو ہوئی اور ایک کرانی سے جو مشر برشتو کے دوسرے درجہ پر تھا کہ فلان کمان ہو گورنر ہاؤس کی اوسکی سفارش محسوس کی ہے اور ہر ایک خط اس کو میری معرفت پہنچا ہے جب بندہ کو نہ بانی کرانی

مذکور کے معلوم ہوا قبل ورود جرنل مذکور کے اوس ہی ملاقی ہوا اور سننے خط کو روک کر دیکر خلوت میں بیٹھ کر حکم دیا سننے پڑھ کر مضمون ظاہر کیا بہت التفات فرمایا اور کہا ہمیشہ جو منظور ہو خلوت میں نہ کرنا چند روز اسی رنگ ہو گا رکھنا کہ اوس انگلشی کرانی ذہین و ذلیل و دیگر بدین نظر کہ جب یہ ذخیل ہوا میں معطل ہو گا حیدر بیگمان سے سازش کر کے مشر مدلتن کو سمجھایا کہ اسکا ذخیل ہونا مناسب صلاح نہیں مشر مدلتن بھی ملول ہوا وہ سارا التفات جاتا رہا بے التفاتی سے پیش آنے لگا بندہ فی سمجھا کہ اب بیان کے رہنے میں فائدہ نہیں کب تک جرنل کا ڈرو کا بار سہا جی نہایت سماجت سے جرنیل موصوف سے اجازت لیکر عظیم آباد آیا چند مہینے کے بعد جرنیل کا ڈرو کی بھی محبت مشر مدلتن سے ناجائز ہوئی وہ بھی مستغنی ہو کر گلستہ پور واپس آئندہ کو خاص بچہ کی سواری میں ہمراہ لیکیا نہ بان ہر چند روز برآمد کار کو امیر وار سے آتا کہ جرنیل موصوف سم دکن پر چھیا کہ دفتر دوم میں لکھا ہو مامور ہوا اور بندہ بھی واپس ہو کر عظیم آباد آیا۔ احوال ملک شجاع الدولہ کا آجنگ ویسا ہی ہے حسن رشتہ خان بدستور نہایت آرام میں اور حیدر بیگمان انفعالی معاملہ مرام میں مشغول ہے مشر مدلتن حسب سہی مشر بارول کو جو کہ اصحاب خیمہ کشیت تھا ایک برس ہوئے کہ ولایت سے جا کر چند مہینے معزز رہا پھر دجائے مشر بارول کو ولایت میں از سر نو مشر مدلتن اور مشر جالس باتفاق مدارالمام روانہ لکھنؤ ہوئے سرشتہ کی معاملات کا اصحاب انگلشی کے ہاتھ میں ہے۔ *

باقی احوال نجف خان بہادر اور بادشاہ کا آجنگ کہ ۱۱۹۵ ہجری میں

نجف خان بہت تسلط اکبر آباد اور تفریقہ دیک کے روز بروز صاحب اقتدار ہوتا گیا فوج کی کثرت مخالفہ پر لگان ہوئی نجف قلی خان و لاؤ اسباب خان نے اپنے چیلون کو صاحب رسالہ کیا جس میں دس ہزار سوار اور اس بقدر پیادہ ہوئے فی الحقیقت یہ لوگ لیاقت سے دور تھے رکتو میں خصوص نجف قلیخان جسکی شجاعت ہمعرون میں مشہور ہے اکثر معرکوں میں اچھی سپہ گری دکھائی نجف خان بہادر سے ہمسری کی اور محمد عثمان ہمدانی نجف خان بہادر کا کافی کل امور بجا آیت اور شرافت نسب میں اکثر رفقا سے مخصوص ان چیلون سے افضل ہے اور سہ دار بھی ملازمان قیام ہوا مانند ہر دو گوشتابین معہ فوج چہ سات ہزار سوار کے اور مر قلی خان ولد مصطفیٰ خان بہادر بیگ پانچ ہزار سوار سے اور اکثر صفدر جنگ کے اقربا مانند اولاد مرزا یوسف کو کہ ان منصبوں کو

حسب لیاقت سرداری فوج عطا ہوئی ہر ایک کو ملک بقدر حاجت دیا اور بقدر ضرورت ملک
 مسخر و خاص سے کسی قدر اپنی ہاتھ میں رکھا اکثر ملک توابع ہمارا جو جنگ دہراج سوانی کا
 مسخر کیا بار بار جیو تانبہ کھواہم سو محاربہ کر کے غالب آیا اور دشمنوں دولت اسٹھ کو کھڑوں اکبر آباد و شہر علی
 کی قیام پذیر تھی اکثر مغلوب و مقہور کیا بعد ازاں خان کشمیری وغیرہ ان دولت ہمیشہ نامزد اور بادشاہ کا تالیف رہا یہی خان
 اقتدار پر جس دنیا منا بلط خان کو جو صاحب الوس جہاہ افغانہ اور وہیل کا یہ بعد قتل ہوا فخرت کو جب افغانہ مستحق ہو کر
 اس کے پاس رجوع ہوئے تھے یہ احمی محسن مرزا موسیٰ باقینا طبع انسانی اور بعد ازاں اشارات نمائی سے
 باوجود احسان عطیہ نجف خان ببادر کے باغی ہو گیا نجف خان ببادر نے اس کے گوشال پر
 توجہ فرمائی آخر کار بعد مقابلہ و مقاتلہ نجف خان کے فتح ہوئی منا بلط خان باقی ماندون کو ہمراہ
 جو جنوز تینس ہزار جرار تھے جانب غوث گدہ کے بہاگا اور قلعہ مذکورہ میں پناہستان ہوا
 اور وہاں پر اطراف و جانب کے سکھوں سے ایسے رجوع و عہد و پیمان کیے کہ یہ شہرت ہوئی کہ
 اوسے دین اسلام چھوڑا سکھ کا مذہب اختیار کیا نجف خان ببادر نے بعد چند سے جا کر قلعہ کا محاصرہ
 کیا اور افغانہ کے قلعہ کی نیچے مورچال باندھے اور ایک چیمپو چند روز کو بعد میدان میں نکل کر لڑائی
 کرتے رہے اور شکست پانے پر جو لاعلاج منا بلط خان نے امان خواہی کی اور ذوالفقار الدولہ
 نجف خان کی سرداران لشکر کی حمایت سے حاضر ملاقات ہوا اور جواب سوال و معالہ کے خاطر خواہ
 مذکورہ رخصت خواہ ہوا نجف خان ببادر نے بلا عذر اجازت دی وہ اپنے مقام پر جا کر مسخروں
 اور سکھوں سے مشورہ طلب ہوا آخر کار مرنے مارنے کی اسے قرار پائی ایک روز نہایت مجموعی
 جان سے ہاتھ اوٹھا کر کل پڑے واقعی دل کھول کر لڑائی ہوئی ایک دوسرے پر سبقت کرتا
 تیغ و خنجر کے چمک پر کودتا تھا نجف خان ببادر بھی سرگرم دلیری ہوا ہر ایک کو اپنی دستبرد
 دکھانا کرتا آسمان تھرتا وہ زرد و خور دکا گرم بازار تھا کتہ ہین کہ اس نواح میں بونگاہ بدالی
 کے جو میدان باقی بہت میں مہرہ سے واقع ہوئے ایسی لڑائی نہیں ہوئی لاکھوں دھڑی سرسبز
 آتے تھے جان کی لوٹ موت کو دشوار تھی جدھر نظر کیے ملک الموت گرد اور آتے اول صبح سے عصر
 تک بھی حال رہا جب صبح اقبال افغانہ و سکھ قریب شام ہوا سکھ لوگ اپنے گھاٹے و مقر کو
 سدھارے اور منا بلط خان اوسے قلعہ میں شب بسر ہوا صبح کو کجبال غمزہ و نیاز ملتے امان ہوا
 نے براہ جو انہر دی عفو و تقصیر فرمائی ماضی کا حکم دیا منا بلط خان حسب منا بلط مجرمانہ عذر
 خواہ کے مورد عطا ہوا اور مدت تک ماضی میں مشرف ہوا بعد ازاں اپنی بہن کی قتل

امیر الامرا سے کر دی اور ایک لڑکی نجف قطعان کے نامزد کی جو کہ ہمیشہ فرزند اسکا مبنی تھا اور اس وسیلہ سے سارے پور پور یا کی فوجداری ہاتھ لگی

انکلی ناعبد الاحد خان کا جانب لاہور اور قوتی تقریب و الفقار الدولہ بہادر

عبد الاحد خان جو کہ حضور میں دایر سائر اور جمیع کار بارے شاہی پر حاضر و ناظر تھا اور اسکی خاطر داری شاہ عالم بادشاہ کو نہایت ملحوظ تھی اور ہمیشہ امیر الامرا کی برہمی کار میں کاوش کرتا تھا جب امیر الامرا نجف خان بہادر نے ضابطہ خان برقع بائی اوسنے دیکھا کہ اب کوئی خان مذکور سے عہدہ برائے ہو سکتا پس چارہ کاریہ دیکھا کہ خود موہ شاہزادہ کے سر ہند کے طرف جاوے اور فوج ملازم کر کے اوس طرف کو سکھوں کو مقہور کر کے بعد ازان او نکو مشتمل کر کے ذوالفقار الدولہ کے طرف متوجہ ہو پس یہ ارادہ بادشاہ سے ظاہر کیا شاہزادہ جوان بخت یا کبر شاہ کو ہجرہ لیکر خیمہ باہر نکالا اور صلاے عام دی متلاشی لوگ تھوڑے عرصہ میں بہت حاضر ہو گئے اندک توجہ سے شکر عظیم منتظم ہو گیا چونکہ اسکا بقرب بادشاہ سے اطراف دہلی میں مشہور تھا بعض مقامات کو سردار اور ناموران فرقہ سپاہی حاضر تھے ہر روز کثرت ہوتی جاتی تھی حسب طلب بادشاہ کے ذوالفقار الدولہ کی بھی فوج رفاقت شاہزادہ میں آئی اور موجب ایزادگی ہوئی جب عبد الاحد خان نے پروال درست کیے شہر کو نصرت کی اور ذوالفقار الدولہ کی تقلید میں چند کوس سر ہند سے گزر کر سولہ جوان بطلانہ پہلی کسی مظہر سے سوال جواب معاملہ اور اظہار رعب و دبدبہ کرنے لگا حضرت کی قدر و منزلت اوسپر افشا ہوئی وہ مقابلہ کو طیار ہوا ہنوز سمیر آبدار کی خون افشانی ہوئی تھی فقط ہلک کر دیکھتے ہی عبد الاحد خان نامزد کی آنکھ چمکی برق تیغ کی چمک دوز سے جلکی تھی کہ اسکے آنکھوں میں چمکا چونکہ لگا آنکھ تک نہ سہی گئی مع شاہزادہ کے ایسا ہلکا کہ پہچاند کیا فوج نجف خان بہادر کی حسب تقویت سردار کے محفوظ و سالم کوئی اور مردان بلجورت کو حقیقت میں تھی وہ بھی سلامت برآمد ہوئے اور لوگ تاج آوارہ دشت اوبار ہوئے لباس و سلاح سے عاری ہوئے و نام مٹا جسکا جمان نکا تھا باپو نہا کی قدر مغتول و مجروح ہوئے سردار نجف خان مدد توں سے عبد الاحد خان سے ایذا لائی ہوئے تھا اسوقت میں اپنے فلاح اور رعایا کی رفاہ اسکے گوشہ گزینی میں دیکھی پس بادشاہ کو اسکی معزوری اور محبوس کی اجازت چاہی بادشاہ توجہ مجنون شخص تھلکا عاگر اراضی ہوا و الفقار الدولہ نے معتدین بھیج کر عبد الاحد خان کو قید اور اس کے گھر کی مضبوطی کی مہلہ اس کے اموال کو کتب خانہ

اور دواخانہ جو فی الحقیقت نفیس تھا اپنے قبضہ میں کیا باقی کل مال و مناع و اصل خزانہ شاہی لٹا
اور اپنے سرداران کو اطراف میں بھیج کر فی الجملہ سکھ و غیرہ مفیدوں کو رام کیا اور اپنا قلعہ اس جگہ
نے شہر پر ظاہر فرمایا آج تک باقبال و جاہ شاہجہان آباد میں کام رو افزان فرما رہے اصحاب انگلیشی
کے دلیں کسی قدر کنگنا ہی بعد مفید کرنے عبد الامد خان کو جرنل کوٹ انگلیشی نے مسیحی شہر سک
کو بطور سفارت امیر الامر انجمن خان بنا در کے پاس مشتمل بیٹھا ماسے وعید و تهدید کے یہاں تاؤ سو
کھی بطور مناسب جواباے معقول دئیے اور دکن کی لڑائیاں خود انگلیشیوں کو واقع ہوئیں وہی
مانع نکاوحت نجف خان بادر ہوا اور نہ کیا عجب کہ اب تک کچھ اور حرکت ہوتی دیکھتے آئندہ کیا تبدیلی
ہوتا ہے زمانہ کیا رنگ بدلتا ہے۔

نصرت کرنا گورنر جرنل بادر کا کلکتہ سے مغرب کو

کسی قدر حال دکن کا جو معلوم ہوا تہا درج ذیل ہوا۔ سب سے اندون میں کہ آخر ماہ شعبان
بلکہ شب غرہ ماہ رمضان ۱۱۹۵ھ ہجری میں ایسا سنا گیا کہ جرنل گاڈرڈ بادر بعد فتح قلعہ لمبی کے
جو کہ عمدہ قلعہات مرہٹہ میں ہے فوج آراستہ کر کے بھند تیسرے پونا دارالملك مرہٹہ کے متحرک ہوا
سرداران مرہٹہ چار ناچار چند منزل پونا سے نکل کر جرنل کا استقبال کر کے ہنگامہ آراے کارزار
ہوئے اور بعد متواتر لڑائیوں کے ایک روز طرفین سے جی کو کر سخت آزمائی ہوئی اور بعد کشت ہوئے
فوج بیشمار کے لشکر جرنل گاڈرڈ سے شکست پائی جرنل مذکور نے براہ ہوشیاری مع بقیہ سپہین
دو ہزار جرار کے کلب دیا سے شور بدون اسباب و توپخانہ کے ہو چکر تباہ پر سوار ہوا اور بقیہ
میں جو کہ جزیرہ مشہور اور وہاں انگلیشیوں نے قلعہ متین بنا رکھا ہے جا کر غلط وقت جا بیٹھا اور بعض گتو
ہیں کہ بندر سورت چلا گیا و اعتدال علم اور نیز سنا گیا کہ افواج انگلیشی کر نل ملک کی سرداری میں تھی
اور یہ شخص بھی شجاع و صاحب تدبیر اور پیش قدمی سے مالاوہ گیا تھا اور قلعہ گویا رکھل اس کے پہونچنے کے مفتوح ہوا
مخالفہ انگلیشی وہاں پر تھے اور دوسرے قلعہات جو کہ کر نل ملک نے تیسرے کو تھے فوج عظیم مرہٹہ نے
دکن سے اس موبہ میں اگر رسد وغیرہ کی راہ لشکر انگلیشی کی مسدود کردی اور متواتر لڑائی
قتل و مجروح کر زخم دمان گڑھی اور محافظان قلعہ وغیرہ کے سب سے ایسا ہاجر کیا تاکہ کر نل ملک
کی بھی پادری دشوار ہوئی ناچار قلعہ گویا رسد رانا زمیندار کو یہ کہ تو یوں کیا اور تو یوں
سوی مضرت سے بدوشتہ ہوا اور قلعہ تھوڑی ہی دیر گزرا وہ چلا آئے اور بنام فتح کے چھاؤنی اٹاؤ میں مقیم

ہوئی اور چند نایک لوگوں میں کہ آج تک حیدر نایک ملوثہ ارکات میں بکمال اقتدار موجود اور جنرل کوٹ
 جو کل افواج انگلشی کا سالار اور نجلد اصحاب خستہ کیش ہی اور نایک مذکور کے مدافعہ کو حسب الامر گورنر
 گورنر جنرل تبادستہ تعلقہ مندرجہ میں مقیم حسب صلاح وقت میدان میں نکل کر آویزش کرنا ہو —
 گورنر جنرل بادر کا یہ حال ہی کہ اس نے اپنی افواج مسئلہ کا یہ حال دیکھ کر ملک بنگالہ و عظیم آباد و اودہ
 و آلہ آباد و فیروزہ کا بند و بست جو اس کے قبضہ میں ہی واجب سمجھا کہ اس میں صلاح دیکھی کہ گورنر انجمن خان بادر
 اور پادشاہ کو یا جو شخص لیاقت رکھتا ہو ایسی ہی کہ اپنا دوست رفیق بناوے اور مالداران نالایق سے
 جو کہ فضول معارف میں بے فائدہ زرخیر راہ گمان کرتے ہیں پھر روپیہ واسطی معارف اس جہت ضرب
 کی تدابیر مناسب ہی حاصل کرے تاکہ ایسا نہ کہ افواج دکن اپنا غلبہ اپنے وطن میں دیکھ کر ادھر بھی مدد
 عناد انگیزی ہو اور فیروز انجمن خان جو کہ سوالی جواب سابقہ سے اندیشہ ناک ہی ایسا نہ ہو دیکھیں تو طمانے
 یا کوئی اور مدعا ہو کیونکہ اس فرقہ کو دل کی ات خصوص گورنر جنرل کی کیا امکان کہ ادنیٰ بھی غلام ہو جا
 بہر صورت ۱۹۹۰ء ہجری میں ملکتہ سے کوچ کر کے مع اکثر اصحاب دانشمند مانند مسٹر اندرس وغیرہ مقوم
 کے اور زمرہ ہندیان سے علی ابراہیم خان بادر کو جس کے اوصاف حمیدہ ایک دفتر دوم میں پوری پذیر ہیں
 ہمراہ دیکھ کر ہی شان و شوکت سے کہ تین چار سو کشتی ہمراہ تہی اول ماہ شبان کو عظیم آباد ہو کر عازم ہوتے ہوئے
 تیسویں ماہ کو گورنر کو بنارس آیا آخر تہی کہ زیادہ مقیم نہ رہ کر عازم لکھنؤ ہو گا وہاں پر مرکز خاں غلام ہو گا قبل ازاں
 کہ گورنر بادر ملکتہ سے غریمت کرے ولایت سے حکم آیا کہ جماعتہ دہلندسیہ کی برہمی کر کے او کو قلعہ
 و مکانات ضبط کیا وین اور حسب الامر واسطی آخر ماہ رجب سنہ مذکور کو بندر ہو گئی میں جہان
 آبادی دہلندسیہ کے تھی اور اسکا نام چیمہ اور سردار اس جماعتہ ملک بنگالہ میں چند ضرب توپ
 سے جو کہ چالیس ضرب ہی کم نہوئے مع اپنی قلیل جمیعت کے رہتا تھا بے لڑائی کے مسخر ہو گیا
 اور مع مال و اسباب کو فرقہ انگلشی کے ضبطی میں آیا اور مقامات میں بھی ہر دو صوبہ بنگالہ و عظیم آباد
 میں بھی دو تین شخص مسلحہ جس قدر لائق جانتے ہیں اپنی مکملتی کے کام کو مامور ہو تو میں وسط شہر عظیم آباد
 میں ہی ایک مکان وسیع نہایت معافانہ و بی تانت میں مع چند ضرب توپ کو رکھتے ہیں جب حکم گورنر
 کامر مسرکول صاحب کلان عظیم آباد اور میجر ماڈی صاحب فوج متعینہ شہر مذکور کے نام بابت ضبطی
 مکانات دہلندسیہ کے صادر ہوا چند روز قبل و رو گورنر کے بیان بھی بدوین جنگ و جدل کو صفائی
 ہو گئی تھی ان مقامات کے تسخیر کی آسانی کا یہ سبب ہوا کہ انگلشی اول ہست اس روز کا حال
 رکھتے ہیں چونکہ غلبہ عقیدتدار اس دیار میں ہونا نہی فرقہ دیگر کو اپنے برابر نہیں رکھتے تاکہ

اگر ضرورت ہو تو وہ ہماری کمر بستہ۔

ذکر مہبت سنا زنت فیما بین انگلشی اور اندلیسیہ کے اور کسی قدر حال تنی و شیا کا سنی امریکہ

قبل ازین پانچ سو برس ہوئے بادشاہ انگلشیہ کو حسب صلاح چکنی کے حکم بدون کوئی کام اوس ملک کا نہیں ہوتا مردم امریکہ سے جس نئی دنیا کو ہیں سنا زنت درپیش ہوئی انکھنی کی ماہیت یہ ہے کہ تین اشخاص مالدار و بان کر عیال سے مراد ہر فرقہ مذکور جو تیس چالیس آدمی ایک و زیادہ باہم متفق ہو کر کسی طرف ارادہ تجارت کرتے ہیں پس یہی کہتے ہیں۔ اور اس قسم کے لوگ دو تین سو ہوئے کہ علاقہ تجارت کا ہر طرف کہتے ہیں اور ہر ایک مغزلہ ریس قوم کو کہتے ہیں و انکا بادشاہ جو ارادہ کرے اول اپنا ملکوں خاطر امر اسے مشورہ کرتا ہے اگر امر اس کے پسند ہوا امر کو نسل میں پیش کرتے ہیں اور کونسل ملک اوسی فرقہ مذکور کے لوگوں سے مراد ہے کہ ولایت انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ کے رہنما و الون سے ایک دو نفر ہوشیار متدین اپنے واکست میں مقرر کرتے ہیں اور اس کے اخراجات ضروری کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور انہیں واکست انگلینڈ کے لندن میں حاضر کرتے ہیں اور ان کے بادشاہ کو باہم اوس بارہ میں مناسب حال رعایا مشورہ دین گویا کل رعایا کا طرف سے مختار ہیں ان کو نا منظور ہو کوئی منظور نہ کرے گا اگر انہوں نے اوس امر میں رعایا کا یہود دیکھا اور منظور کیا قبول کرنا اوسکا جھوٹ خلق پر فرض ہوا بادشاہ کو انکار کی حالتیں جمال نہیں کرانے خلاف مرضی حکم دے امریکہ کے لوگ قوم انگلشی اور انہیں کے اولاد میں ہیں اس گروہ کے علما سے نہایت ذہن علم میں بڑی تحقیق کی اور حکم سے سلف کی تحقیقات میں بڑی تفاوت کا یہ بین ملاحظہ اوس کے کہتے ہیں احاطہ کردہ اسے ارض کو کہ بطور سابق نہیں بلکہ مانند کہ جس کے کہ ارض کو محیط ہے اور زمین جیسا کہ ادھر کی ہوتی ہے وہاں مقام ہوا اور یہی جنت اقلیدہ جہاں طرح دو قسمی طرف سے ہوتا ہے کہ ہر موقع سکونت ہے دلیل یہ ہے کہ لوگوں کے گفت پا اگر دو نوعیت زمین ہو جائے جہاں جہاں ہو اور یہ جانب آسمان خلاصہ یہ کہ بے اندک میلہ کہ ہر دو طرف زمین تقابلہ جہاں زمین واقع ہو وسعت اوسکی ہر جہاں جہاں ہے وہ زمین مگر تخمیناً ہر دو طرف پانچ حصہ تقسیم کرنا چاہیے اور زمین سے تین حصہ اسطرح جو جنت اقلیدہ میں مشہور ہے اور دو حصہ او دہر نیم زیادہ ہوا اور دوسرے حصہ میں سیر ہے لیکن سارا مال و باکاد دیکھا زمین کی اکثر قسم کے دو اسات اور ٹکڑی و بان سے لائے تین جنگی صدوقین بنی ہیں کہتے ہیں کہ چار سو برسین ہو ہیں کہ جہاں تمام ہو کر وہاں ہوئی ایک سال جہاں تیرہ کس کا جو ہر کمال کے نام سے مشہور ہے جسے خبر تاجا میں

وارد ہوا اور یہاں پر سکونت اختیار کی اور مدت تک رہ کر صاحب اس کے عہد میں ہند کے بلاد سے نکالے گئے اور اولاد اونکی ہو گئی اور مندرجہ میں اور بہتر اور بعض سفید پوست ہوئی اور سینہ درسی کرنے لگی اندون میں اکثر سرکار انگلشی میں محوری مقرر ہوئے اور انکا خلشٹی اونکی کچھ عزت نہیں کرتے عوام ہندی کے طرح جانتے ہیں لیکن اپنے ولایت میں آج تک بادشاہ اور صاحب اقتدار ہیں جب جواز و ہانکی تباہی سے سلامت لوٹا بعض ہوشیاران جہاز کو کسیدر اس سرزمین سے ایشیا سے راہ ہم پہنچی اور ان میں سے ایک آدمی اپنے بادشاہ کے کسی بی بی کے اعانت سے دو تین جہاز تیار کر کے اور نیز دیگر ہوشمندوں کو ہمراہ لیکر بیان پہنچا اور سکونت اختیار کی اور چند لوگ بیان کو رہنے والے ہم پہنچا کر اویسے مختلط ہوا اور کسیدر اونکے زبان سے آشنا ہوا اور اویسین خوشنود کر کے اونکی ساتھ اس کنارہ میں چند شمال کی سیفر مائی اور بعد و ارتفاع اور قرب درجات وغیرہ کا حال دریافت کر کے کسیدر نقشہ و ہانکی جو کاید ضبط میں لایا اور معاودہ معاودہ سال معوضہ جہاز سامان حرب کا اگر اقامت گزین ہوئے آہستہ آہستہ اوہی حالات معلوم کر کے اطراف میں اقامت کی بعد چند سے و ہانکی لوگوں کو مانند چارباہ کے جوان بھیج کر انگلشی کو و ہان کے رہنے کا استیفاء ہوا اور طرح عمارت و ہان کے تعمیر و عظیم بنا اور اپنی بود باش و تعلیم و تربیت وہیں پر مقرر کی اور معاہدہ اور مکتب وغیرہ ہر قسم کی عمارت و مکان ولایت کے طور پر بنائے ارادہ معاودت انگلینڈ جو وطن قدیم تھا فتح کیا مگر اطاعت شاہی میں برقرار رہا بجائے خودیت رہے اور بضابطہ ولایت انگلینڈ کا جو خراج کہ معین تھا پہنچایا کرتے تاکہ اکثر اولاد ہوئی لاکھوں سے زیادہ ہو گئی چہ نسبت برس کے قریب ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ نے اصلاح ارباب حل عقد مملکت کی وجہ مقررہ پر کیے اضافہ کیا اور وہ موجب گرائی ہوئی بادشاہ سے خوف ہو گئے اور بادشاہ سے سرداران کو نام جو بیان پر تحصیل زمین عینہ کیا کرتے تھے مکمل تنبیہ صادر کیا سرداران مذکور نے سخت طلبی لاچار فرقہ مذکور نے باہم شورہ کر کے حکام بادشاہی کو سسین سے دور کر دی اور باغی ہو گئے بادشاہ فوج لائق معاسبہ اسباب شاہستہ کو اونکی تادیب پر روانہ کی چونکہ ضوابط اور قواعد وغیرہ ہر امر میں انگلشی سے برابر ہیں اور توپ وغیرہ جو سامان چاہئے موجود تھا مقابلہ کو آمادہ ہوئے فوج بادشاہی مغلوبہ مستاصل ہوئی بادشاہ نے دوبارہ فوج بشمار معہ سامان ہزار در ہزار کے روانہ فرمائی فرقہ مذکور حسب مقدمہ و آراستہ ہوئے اور کچھ مدد بھی فرانسس سے طلب کی فرانسس نے قیود و مصلحت ہر برس سے انگلشی سے عہد و بین اس موافقت کو طیار ہوئے چونکہ ایام صلح باقی تھی بظاہر اعانت نہ کر کے در پردہ جھگڑا

حکمران تمام معاون ہوئے انگلشیہ نے اس وقت با بازی سے ماہر ہو کر دو تین برس ہوئے کہ فرانسیسی سے بھی
 لڑے لیکن مردم مذکور سکنا سے امریکہ نے ایسی کوشش کی کہ فوج پاوشاہی مغلوب ہوئی اور اس
 قزاقی میں کہ تیش پالیش حسد راجہ راور قریب میں کرور روپیہ کے خنایاں ہوئے بڑی سستی پادشاہ
 انگلیز کی عائد ہوئی اور معرکہ رزم اپنی قوم سے جوئی دینکے لوگ ستہ فرانسیسوں سے گرم ہوا اسپانیول نے
 کہ وہ بھی اسی فرقہ میں اور اپنا پادشاہ ملکہ رکھتے ہیں اکثر سلطان روم وغیرہ سلاطین قریب و جوار
 فرار کرتے ہیں فرانسیس کی اعانت میں انگلشیہ ہی شازعت کرنے کو طیار ہوئے و اندلیسید بھی جو انگلشیہ کا
 تسلط ہند میں نہیں پاتے لیکن اپنی سلامت رومی سے جو انکاشیو اسے کتر تسوید شازعت ہوتے ہیں
 انھما رعنا و پسند کیا باطن میں تینوں فرقتہ سے بنا روجہ مذکور اور نیز اپنے نفع تجارت کے جو عرض کے
 وقت اسباب حرب کو دینی قیمت پر بیچتے ہیں اسباب دینے اور گولہ باروت تو پ بندہ وق کر ہر پچانے میں
 اہتمام کیا تا انگلشیہ ایک انکی بھی اس قریب مخفی ہر آگاہ ہوئے اور اون سے بھی کاوش شروع کی اب آئندہ
 رکھتے آئین خدائی کیا مرضی ہے۔ **یَقْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَعْلَمُ مَا نَرٰیذُ** اللہ ہی کرتا ہے جو کہ چاہتا ہے اور حکم
 کرتا ہے جیسا ارادہ کرتا ہے +

خاتمة الطبع

صہ ہزار سپاس پروردگار رب وقت شامی کردگار کہ تینوں دفتر و تاریخ سیر المتأخرین
 میں حالات سلاطین کا ترجمہ زبان اردو میں کمال حسن تصنیف و غایت تحقیق و تنقیح حسب الارشاد
 و تہدیب علی اصحاب نہر پروردگار شمس عاتق دل گزیدہ الفاس منشی نو لکھنؤ صاحب مالک مطبع
 اردوہ انبار غایت خوش اسلوبی سے چھپ کر مررب ہوا اگرچہ سیر المتأخرین کی عبارت فطرت سلامت سے
 بے غلغلہ و پیچیدہ خواطر ہر سرا یا تیر تہی کا ترجمہ اس زمانہ میں اکابر و اصاع کو زبان اردو و مطلوب اور
 سن زبان بلاغت ترجمان کی جاسیت بدل و جان منسوب ہے اس واسطے مالک مطبع عالی قار کو ایات سے
 اوسکا ترجمہ اس زبان فصاحت توانا میں منشی گوگل پیرشا و لکھنؤ نے
 ترتیب دیا و گار پروردگار ان طبع عالی فطرت نے اوسکو نظر ثانی سے مزین
 فرمایا اور ماہ صفر المظفر ۱۲۹۱ ہجری مطابق ماہ اپریل ۱۳۱۰
 میں زیور طبع سے آراستہ ہوا نقد +

